وَكُلًّا وَعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى

سورۃ الحدید - ۱۰

اور اللہ نے سب کے ساتھ بھلائی (جنت) کا وعدہ کیا ہے

خلافت و ملوکیت میں اصحاب رسولؐ

پر

مودودی صاحب کے ظالمانہ، بے رحمانہ، جارحانہ حملوں کا

مفصل - مدلل - مسکت اور

عادلانہ دفاع (مکمل)

سید نور الحسن بخاریؒ

نوید پبلشرز

اردو بازار، لاہور

وَكُلًّا وَعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى

سورۃ الحدید - ۱۰

اور اللہ نے ہر ایک سے بھلائی (جنت) کا وعدہ کیا ہے

خلافت و ملوکیت میں اصحابِ رسول پر

مودودی صاحب کے ظالمانہ، بے رحمانہ، جارحانہ حملوں کا

مُفصّل - مُدلّل - مُسکت اور

عادلانہ دِفاع (کامل)

مکمل

سیّد نورُالحسن بخاریؒ

نویدپبلشرز

اُردو بازار، لاہور

Scanned by CamScanner

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب	:	عادلانہ دفاع (مکمل)
مصنف	:	سیّد نور الحسن شاہ بخاریؒ
باہتمام	:	نوید خان
تعاون	:	محمد عرفان الحسن خالد
اشاعت اول	:	۱۹۶۵ء (ملتان)
اشاعت دوئم	:	۲۰۰۲ء (لاہور)
ناشر	:	نوید پبلشرز، اردو بازار لاہور

ملنے کے پتے:

مکتبہ سید احمد شہیدؒ، ۱۰۔ الکریم مارکیٹ اردو بازار، لاہور۔ فون: ۷۲۲۳۸۶۲

ادارہ اسلامیات، ۱۹۰۔ انارکلی، لاہور۔ فون: ۷۳۵۳۲۵۵

مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور۔ فون: ۷۲۲۴۲۲۸

مکتبہ مجددیہ، اردو بازار، لاہور

مکتبہ قاسمیہ، اردو بازار، لاہور

بخاری اکیڈمی، دار بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان

ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان

اسلامی کتب خانہ، علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی

مکتبہ عمر فاروق، شاہ فیصل کالونی، کراچی

مکتبہ فریدیہ، ای۔ 7، اسلام آباد

مکتبہ انوار اسلام، اردو بازار، لاہور۔ فون: ۷۱۲۱۴۳۵

اسلامی اکادمی، اردو بازار، لاہور

دار الکتاب، اردو بازار، لاہور

کتب خانہ مجیدیہ، بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان

مکتبہ حقانیہ، ٹی بی ہسپتال روڈ، ملتان

اقبال بک سنٹر، سابقہ طاہر نیوز پریڈی سٹریٹ صدر کراچی

بک لینڈ، کالج روڈ، راولپنڈی

مکتبہ حسینیہ، جامع مسجد تقویٰ، جھنگ شہر

Scanned by CamScanner

عرض ناشر

حضرت مولانا سید نور الحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا شماران سربرآوردہ علماء میں ہوتا ہے۔ جن کی ساری زندگی باطل فرقوں کے خلاف جہاد کرتے گزری۔ لیکن "دفاع صحابہؓ" آپ کا خصوصی موضوع تھا۔ چنانچہ جب آپ ۱۹۵۳ء میں سیفٹی ایکٹ کے ماتحت پابند سلاسل کر دیے گئے تو آپ نے منٹگمری اور لاہور جیل کی آہنی سلاخوں کے پیچھے بیٹھ کر "اصحابؓ فی الکتاب" تالیف فرمائی۔ "عادلانہ دفاع" بھی دفاع عن الصحابہ کے "سلسلۃ الذہب" کی ایک کڑی ہے جو آپ نے مودودی صاحب کی رسوائے زمانہ کتاب "خلافت وملوکیت" کے جواب میں تحریر فرمائی۔ اس کتاب کو یہ خصوصی تفوق حاصل ہے کہ یہ خلافت وملوکیت کے جواب میں لکھی گئی پہلی کتاب ہے۔ اور یوں آپ کا "رہوارِ قلم" دفاع صحابہؓ میں سب پر سبقت لے گیا۔ یہ کتاب عرصہ دراز سے نایاب تھی اور اس کتاب کی اہمیت کا تقاضا تھا کہ اسے دوبارہ شائع کیا جائے۔ ادھر اس کی مانگ برابر بڑھ رہی تھی۔ چنانچہ ہمارے عزیز ومہربان دوست جناب محمد عرفان الحسن خالد صاحب نے بڑی مشکل سے جھنگ شہر سے اس کا نسخہ لاکر دیا۔ جس کے لئے ہم ان کے ممنون ومشکور ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کا بہترین اجر عطا فرمائے۔ پہلے یہ کتاب دو حصوں میں چھپی تھی۔ اب بفضلہ تعالیٰ

Scanned by CamScanner

دونوں حصوں کو یکجا کر کے شائع کیا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ کتاب کی کمپوزنگ کروائی گئی ہے۔ ''عالادنہ دفاع'' حصہ اول میں ''ترجمان القرآن'' کے شماروں کے حوالے دیے گئے تھے۔ اب ''بین القوسین'' خلافت وملوکیت کے حوالے دے دیے گئے ہیں تاکہ قاری کیلئے مراجعت میں آسانی رہے۔ دعا ہے کہ مالک کریم اس کتاب کو مصنف کے حسنات میں شمار فرمائے اور ہمیں صحابہ کرام کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْم

عبدالقدیر

Scanned by CamScanner

فہرست مضامین

حصہ اول

Scanned by CamScanner

Scanned by CamScanner

Scanned by CamScanner

حصہ دوم

Scanned by CamScanner

Scanned by CamScanner

Scanned by CamScanner

مودودی صاحب کے جھوٹ

مودودی ''گھڑنتو''

سانحۂ کربلا

(صفحہ ۵۲۹ تا ۵۶۳)

یزید کی ولی عہدی

(صفحہ ۵۳۷ تا ۵۶۵)

Scanned by CamScanner

Scanned by CamScanner

مقدمہ

خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب مدظلہ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ!

مودودی صاحب نے حضرات صحابہؓ خصوصاً حضرت عثمان، حضرت معاویہ وغیرہ اموی حضرات رضی اللہ عنہم کو انتہائی بے دردی کے ساتھ مجروح کیا ہے۔

وہ اپنے ماہنامہ ''ترجمان القرآن'' کی کئی اشاعتوں میں بالکل بلاوجہ یہ ''کھیل کھیلتے'' رہے ہیں، اور اسلامیان پاکستان کے قلوب کو نہایت بری طرح زخمی کرتے رہے ہیں۔

کس کس طرح ستاتے ہیں یہ بت ہمیں نظام
ہم ایسے ہیں کہ جیسے کسی کا خدا نہ ہو

خدا کا شکر ہے کہ ملت اسلامیہ زندہ ہے اور ملت کے ایک فرزند برادرم حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری نے مودودی صاحب کی اس ایمان سوز'' تفریح'' کا مسکت جواب دیا ہے۔ جس کے پڑھنے سے ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ دراصل یہ جواب تریاق ہے مودودی صاحب کے اس زہر قاتل کا! جس سے پڑھے لکھے نوجوانوں نے اذہان وایمان مسموم ومتاثر ہوئے، جن سادہ دل اور علم دین سے بے خبر نوجوانوں نے خود ساختہ '' مفکر اسلام'' اور عبد حاضر کے اس متجدد کے یہ زہریلے مضامین پڑھے ہیں، اگر وہ یہ جوابی تحریر پڑھ لیں گے تو انشاء اللہ صحابہ کرامؓ کے خلاف اور خود دین کے خلاف اس جدید فتنہ سے محفوظ رہیں گے۔

مودودی صاحب کا یہ کھیل کوئی نیا نہیں، یہ تو ان کا پرانا تفریحی مشغلہ (Hobby) ہے، اور ان کے اس تفریحی ''شغل وشکار'' سے حضرات انبیاء علیہم السلام تک نہیں بچ سکے۔ چنانچہ ایک دفعہ انھوں نے سیدنا یونس علیہ السلام کو یوں ہدف ناوک بیداد بنایا:۔

> '' تاہم قرآن کے ارشادات اور صحیفہ یونس کی تفصیلات پر غور کرنے سے اتنی بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ حضرت یونس سے فریضہ رسالت کی ادائیگی میں کچھ کوتاہیاں ہو گئیں تھیں، اور غالباً انھوں نے بے صبر ہو کر قبل از وقت اپنا مستقر بھی چھوڑ دیا تھا۔'' (تفہیم القرآن جلد ۲، ص ۳۱۲)

جو شوخ وبے باک قلم ایک معصوم نبی کو فریضہ رسالت کی ادائیگی میں کوتاہیاں کرنے

والا اور بے صبر لکھ سکتا ہے۔ وہ حضرات صحابہؓ کے خلاف کیا کچھ نہیں لکھے گا۔

پھر اس قلم کی ''آوارہ خرامی'' سے خود رسول مقبول ﷺ بھی نہیں بچ سکے۔ لکھتا ہے:۔

''حضور کو اپنے زمانہ میں یہ اندیشہ تھا کہ شاید دجال آپ کے عہد ہی میں ظاہر ہو جائے یا آپ کے بعد کسی قریبی زمانہ میں ظاہر ہو۔ لیکن کیا ساڑھے تیرہ سو برس کی تاریخ نے یہ ثابت نہیں کر دیا کہ حضور کا اندیشہ صحیح نہ تھا۔''

(رسائل و مسائل طبع اول نمبر ۱ ص ۵۷)

غیور اہل علم و ایمان نے اس ایمان سوز تعبیر کے خلاف احتجاج کیا تو طبع دوم (جون ۵۴ء) میں یہ لکھا کہ:۔

''حضور کا اندیشہ قبل از وقت تھا۔

جب ملت نے اس ''گل افشانی'' کو بھی برداشت نہ کیا، تو طبع سوم (جون ۶۳ء ص ۴۹) میں لکھا:۔

''لیکن کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ ساڑھے تیرہ سو برس گزر چکے ہیں اور ابھی تک دجال نہیں آیا؟''

کیا یہ سید الانبیاء ﷺ کی صریح توہین اور فکر نبوت کی صاف تغلیط نہیں؟

پھر حضور ﷺ کی شان میں یہ گستاخی! اور ایک ہی قلم سے یکے بعد دیگر ادلتی بدلتی متعدد تحریریں! پھر یہ دعوی کہ ''ابھی تک دجال نہیں آیا'' ستم ظریفی کی انتہا نہیں تو اور کیا ہے؟

۲۔ اسی خروج دجال ہی کے سلسلہ میں لکھتے ہیں:۔

''ان امور کے متعلق جو مختلف باتیں حضور سے احادیث میں منقول ہیں وہ دراصل آپ کے قیاسات ہیں جن کے بارے میں آپ خود شک میں تھے۔'' (رسائل و مسائل طبع اول ص ۵۵)

۳۔ پھر معاذ اللہ یہ شک حضور کو عمر بھر رہا، لکھتے ہیں:۔

''کبھی آپ نے یہ خیال ظاہر فرمایا کہ دجال خراسان سے اٹھے گا، کبھی یہ کہ اصفہان سے، اور کبھی یہ کہ شام و عراق کے درمیانی علاقہ سے، پھر کبھی آپ نے ابن صیاد نامی اس یہودی بچے پر، جو مدینہ میں (غالباً ۲ھ یا ۳ھ میں) پیدا ہوا تھا۔ یہ شبہ کیا کہ شاید یہی دجال ہو، اور آخری روایت یہ ہے کہ ۹ھ میں جب فلسطین کے عیسائی راہب (تمیم داری) نے آکر اسلام قبول کیا۔ (ص ۵۵)

Scanned by CamScanner

جب یہ ایک مسلمہ حقیقت اور متفقہ بنیادی عقیدہ ہے کہ نبوت کوئی اکتسابی منصب نہیں بلکہ وھبی نعمت ہے تو جس اللہ رب العزت نے معاذ اللہ بے صبر، کوتاہ کار اور شکی نبی مبعوث فرمائے، اس خدا کے متعلق مودودی صاحب کی ''رائے گرامی'' کیا ہوگی؟

مودودی صاحب نے سرے سے عصمت انبیاءؑ کا انکار کر کے حضرات انبیاء علیہم السلام کو عام غلط کار انسانوں کی سطح پر لا کھڑا کیا ہے، لکھتے ہیں:۔

''عصمت دراصل انبیاء کے لوازم ذات سے نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو منصب نبوت کی ذمہ داریاں صحیح طور پر ادا کرنے کے لئے مصلحتاً خطاؤں اور لغزشوں سے محفوظ فرمایا ہے، ورنہ اگر اللہ کی حفاظت تھوڑی دیر کے لئے بھی ان سے منفک ہو جائے تو جس طرح عام انسانوں سے بھول چوک اور غلطی ہوتی ہے، اسی طرح انبیاء سے بھی ہو سکتی ہے اور یہ ایک لطیف نکتہ ہے کہ اللہ نے بالارادہ ہر نبی سے کسی نہ کسی وقت، اپنی حفاظت اٹھا کر ایک دو لغزشیں سرزد ہو جانے دی ہیں تاکہ لوگ انبیاء کو خدا نہ سمجھیں اور جان لیں کہ یہ بشر ہیں، خدا نہیں ہیں۔[۱]

ہر نبی حتیٰ کہ رسول مقبول ﷺ سے بھی ایک دو لغزشیں سرزد ہوئی ہیں، مگر مودودی صاحب سے ساری عمر میں ایک لغزش بھی تو نہیں ہوئی، اور غالباً اسی لئے آپ کے معتقدین، حضرات انبیاء علیہم السلام پر تنقید تو برداشت کر سکتے ہیں مگر آپ کے خلاف تنقید کے متحمل نہیں ہو سکتے۔

مودودی صاحب کے قلم سے لوگ متاثر ہوئے ہیں، مگر موصوف نے ''جدید'' اسلام کے قریب تھوڑوں کو کیا ہے۔ صحیح سلام سے بہتوں کو کیا ہے۔ ہر اجہل کو اعلم پر اور ہر ادنیٰ کو اعلیٰ پہ تنقید کا حق دے کہ آپ نے اسلاف و عمائد امت کا اعتماد مجروح کیا ہے۔ یہ لوگ علماء معاصرین سے شروع ہوتے ہیں، فقہاء مجتہدین اور حضرات محدثین پر جرح و تنقید کرتے کرتے اس مقدس جماعت کو بھی ہدف مطاعن بناتے ہیں، جن پر خود ذات باری عزاسمہ، نے اعتماد کر کے اپنی مرضیات کی سند عطا فرمائی، اور جن کو اللہ کے محبوب آخری نبی ﷺ نے اپنا اولین مخاطب و معتمد بنایا مودودی صاحب نے انہیں بھی نہیں بخشا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان کی جماعت عموماً پوری امت

---

[۱] ''تفہیمات'' جلد دوم ص ۴۳ طبع اول اگست ۱۹۸۱ء

کے اکابر کے خلاف تو سننے سنانے کو ہمہ وقت تیاری ملتی ہے، مگر مودودی صاحب کے خلاف کچھ نہیں سن سکتی۔

ان تمام واضح اور روشن حقائق کی موجودگی میں اقامت دین واحیاء اسلام کے بلند بانگ دعوے ایک شاطرانہ چال ہے اور اسلام اسلام کی پکار ایک دانہ ہے محض بھولے بھالے عوام کو اپنے دام فریب وسیاست میں پھنسانے کا!

اللہ رے اسیریٔ بلبل کا اہتمام
صیاد عطر مل کے چلا ہے گلاب کا

جو اللہ کا بندہ ساری امت حتی کہ نبی کریمؐ کے صحابہ کرامؓ کو مجروح کر کے سب اسلاف امت سے مسلمانوں کا اعتماد متزلزل کرنے کی کوششوں میں مصروف ومنہمک ہو، تاکہ تمام اہل اسلام کی عقیدت واعتماد اس کی ذات میں مجتمع ومرتکز ہو کر رہ جائے۔

چوس کر شاخ کا لہو گل نے!
اپنا جوبن سنوارنا چاہا!

اور اس کا اپنا ''اجتہادی شاہکار'' یہ ہو کہ وہ جواز متعہ کی صورتیں تلاش کرتا پھرے اور منسوب بغلاف کعبہ پارچات کی نمائش کر کے سستی شہرت اور عوامی مقبولیت کا بھوکا ہو۔ اس کے متعلق اور اس کی تحریک کے متعلق اور اس کے عزائم کے متعلق غور کر کے کسی نتیجہ پر پہنچنا اہل عقل وبصیرت کے لئے کوئی مشکل نہیں۔

رب عزیز ومنتقم نے اپنے منعم علیہم اور محبوب بندوں کی توہین وتنقیص کا یہ بدل وانتقام لیا کہ یہ عنقاء ''بلند آشیانہ'' ایک مس صاحبہ کی قیادت وامارات میں ''اسفل السافلین'' تک پہنچ گیا اور حصولِ اقتدار کی ہوس وطلب میں آج اس مقام پر نظر آتا ہے جو اس کا واقعی مقام تھا۔

آخر گل اپنی صرف درمیکدہ ہوئی
پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

(احسان احمد شجاع آبادی)

۱۵ رمضان المبارک ۱۳۸۵ ہجری شاہی جامع مسجد شجاع آباد

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی مظلومیت بے مثل و بے مثال مظلومیت ہے دعوت اسلام کے ابتدائی مراحل میں یہ حضرات اغیار و اعداء کفار اشرار کا ہدف ظلم و ستم اور نشانہ جور و جفا بنے۔ خونخوار و جفا کار، اور سفاک و ظلام مشرکین مکہ نے ان بلا کشان محبت و پروانگان شمع رسالت پر جو دلخراش و جگر گداز اور لرزہ خیز والم انگیز مظالم و شدائد روا رکھے، انسانیت کی پوری تاریخ ان کی نظیر و مثال پیش کرنے سے قاصر و عاجز ہے۔

ان بادہ نوشان توحید، سرمستان ازل اور کشتگان خنجر تسلیم کو اعدائے دین کفار و مشرکین نے جس طرح انگاروں پر تڑپایا، خاک و خون میں لوٹایا، نیزوں میں پرویا اور تیروں سے چھلنی کیا، اس کا تصور بھی انسان کو لرزہ براندام کر دیتا ہے۔ رہی زندان و سلاسل، قید و بند اور لسانی تعذیب و اذیت، سب و شتم کی بات، سو اس کا تو ذکر ہی کیا؟

کفار و مشرکین کی یہ جلادی و خون آشامی عارضی و ہنگامی تھی جو چند دن، چند مہینے، یا زیادہ سے زیادہ چند سال تک جاری رہی، عتق و آزادی یا ترک وطن و ہجرت یا فتح مکہ نے ان مظالم و مصائب کا خاتمہ کر دیا۔

لیکن یاران رسول کی ایک مظلومیت وہ بھی ہے جو مستقل و غیر مختتم ہے۔ مسلسل و متواتر ہے۔ عہد عثمانی سے برابر آج تک جاری ہے اور غالباً قیامت تک جاری رہے گی ظاہر ہے کہ مکہ کی اس وقتی اور رفتنی و گزشتنی مصیبت و مقہوریت کے مقابلے میں یہ ابدی و جاودانی مظلومیت زیادہ دردناک اور تکلیف دہ ہے۔ پھر طرفہ تماشہ یہ کہ وہ عارضی ہنگامی مظالم و شدائد کفار و مشرکین کی طرف سے تھے، اور یہ مستقل و غیر مختتم تعذیب و اذیت کا سلسلہ مسلمانوں نے جاری کر رکھا ہے۔ اغیار و بیگانوں کا ظلم و ستم تو ختم ہو گیا لیکن اپنوں اور یگانوں کی مشق جور و جفا نہ صرف برابر جاری ہے، بلکہ روز افزوں ہے۔

مطاعن و مثالب:

مسلمانوں کے اس ظلم مسلسل اور جور و جفائے روز افزوں سے میری مراد صحابہ کرامؓ کے خلاف مطاعن و مثالب کی وہ مہم ہے جو پورے زور سے جاری ہے اور قرون اولیٰ سے لیکر آج تک برابر جاری ہے، اور ہر نیا سورج جو نکلتا ہے، اس مہم میں وسعت و شدت کا پیام لاتا ہے۔ جہاں دوسری اقوام عالم نے اپنے اسلاف و اکابر کی جائز و ناجائز مدح و منقبت میں زمین و آسمان کے قلابے ملا رکھے ہیں وہاں ایک ہم ہیں کہ اپنے اسلاف و اکابر خصوصاً اسلاف اول و اکابر سبق حضرات صحابہؓ کی نہ صرف عظمت شان و جلالت قدر کو مٹانے اور بھلانے کی مساعی میں مصروف و منہمک ہیں بلکہ ان کے محاسن کو معائب اور فضائل کو رزائل سے بدل دینے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔

Scanned by CamScanner

اشرار سے اخیار تک:

مصر کے ایک روشن دماغ عالم اور فاضل اہل قلم علامہ محب الدین الخطیب کیا خوب لکھتے ہیں:۔

والعجب لامة تسئی الی ابطالها وتشوه جمال تاریخها وتهدم امجادها، کما یفعل الاشرار منا ثم ینتشر کید هؤلاء الاشرار حتی یظن الاخیار انه هو الحق۔[۱]

اس امت پر تعجب ہے کہ یہ اپنے خاص اور نمایاں ترین اکابر (HEROES) کی برائی کرتی ہے۔ اپنی تاریخ کے حسن وجمال کو بدشکل وبدنما بناتی ہے اور اپنی بزرگیوں کو مٹاتی ہے۔ جیسا کہ ہم میں سے اشرار کرتے ہیں، پھر ان اشرار کا مکروفریب یہاں تک اشاعت پذیر ہوتا ہے کہ (بعض) اخیار بھی یہ سمجھ لیتے ہیں کہ یہی حق اور صحیح ہے۔

آفتِ عظیمہ:

میں عرض کرتا ہوں، یہی سب سے بڑی آفت ہے کہ اشرار امت نے اپنے بغض وعناد اور نفرت وعداوت کے سفلہ جذبات کی تسکین وتبرید کے لئے اسلاف امت، اصحابؓ رسولؐ کے خلاف بہتان طرازیاں، افتراء پردرازیاں اور الزام تراشیاں کیں اور پروپیگنڈا کے زور سے انھیں اس قدر ہوا دی کہ اخیار امت بھی اس جھوٹے پروپیگنڈہ کا شکار ہو کر رہ گئے اور پڑھے لکھے مسلمانوں کا آئینہ دل ودماغ بھی غبار آلود ومکدر ہو گیا۔

مولانا مودودی کی فریب خوردگی:

ہمارے تحیر وتاسف کی کوئی حد وانتہا نہ ہی۔ جب ہم نے ان اشرار امت واعداء اصحابؓ رسولؐ کے دام دجل وفریب میں مودودی صاحب کو پھنسے ہوئے دیکھا اور نہایت بری طرح پھنسے ہوئے دیکھا۔

دردناک صورت:

کس قدر دردناک ہے یہ صورت حالات! کہ وہ مودودی صاحب جو قریباً ربع صدی سے مسلمانوں کو دین کا درس دے رہے ہیں۔ خود اعدائے دین کے فریب کا شکار ہو جائیں اور ان کا اپنا طائرِ فکر اشرار امت ودشمنان صحابہؓ کے بچھائے ہوئے دام دجل وفریب میں پھڑ پھڑاتا نظر

۱؎ ''العواصم من القواصم'' مطبوعہ مصر حاشیہ ص ۹۹

Scanned by CamScanner

آ ئے۔ آہ!

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزر گاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا

خامہ فرسائی کی ضرورت:

یوں تو صحابہ کرامؓ کے خلاف آئے دن لوگ لکھتے رہتے ہیں، ہم پڑھتے ہیں مگر خاموش رہتے ہیں۔ انسان کس کس کا نوٹس لے، مگر مودودی صاحب اپنی معروف شخصیت کے اعتبار سے نظر انداز نہیں کئے جا سکتے۔ پھر آپ نے اپنے کثیر الاشاعت ماہنامہ ''ترجمان القرآن'' میں یہ مضامین شائع کئے۔ مودودی صاحب کی ذات اور ان کے علم و مطالعہ پر ہزاروں مسلمانوں کو اعتماد ہے۔ اور آپ کے ''ترجمان'' کو بھی ہزاروں مسلمان پڑھتے ہیں۔ اس لئے آپ کے ان افکار سے ایک بڑی تعداد میں مسلمانوں کے گمراہ ہونے کا خطرہ ہے۔ ان سطور سے مقصود محض اس صورتحال کی اصلاح اور مسلمانوں کے متاع ایمان کا تحفظ ہے۔

خلافت راشدہ سے ملوکیت تک:

یہ ہے مودودی صاحب کے سلسلہ مضامین کا عنوان!

تسنن سے رفض و تشیع تک:

بظاہر یہ عنوان معصوم ہے، اور مولانا بھی بڑی معصومیت سے لکھتے چلے گئے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ ساری ''گہرباری'' مظلوم صحابہ کرامؓ کے خلاف ہوئی ہے۔ لہٰذا ان مندرجات کا عنوان ''خلافت راشدہ سے ملوکیت تک'' کی بجائے اگر ''تسنن سے رفض و تشیع تک'' ہوتا تو زیادہ صحیح، بہتر اور موزوں ہوتا، اور مودودی صاحب کے حسب حال بھی۔

مودودی صاحب کے ارشادات:

دیکھئے! مولانا اپنے مضمون کی تمہید میں لکھتے ہیں:۔

[اب ہم اختصار کے ساتھ ان مراحل کا جائزہ لیں گے، جن سے گزرتے ہوئے یہ خلافت آخر کار ملوکیت میں تبدیل ہوئی، اور یہ بتائیں گے کہ اس تغیر نے مسلمانوں کی ریاست کو اسلام کے اصول حکمرانی سے کس قدر ہٹا دیا اور اس کے کیا اثرات مسلمانوں کی اجتماعی زندگی پر مرتب ہوئے۔

Scanned by CamScanner

تغیر کا آغاز:

اس تغیر کا آغاز ٹھیک اسی مقام سے ہوا جہاں سے اس کے رونما ہونے کا حضرت عمرؓ کو اندیشہ تھا۔ اپنی وفات کے قریب زمانے میں سب سے بڑھ کر جس بات سے وہ ڈرتے تھے وہ یہ تھی کہ کہیں ان کا جانشین اپنے قبیلے اور اپنے اقربا کے معاملہ میں اس پالیسی کو نہ بدل دے جو انھوں نے اور ان سے پہلے حضرت ابو بکرؓ نے اختیار کر رکھی تھی، لیکن ان کے بعد جب حضرت عثمانؓ جانشین ہوئے تو رفتہ رفتہ وہ اس پالیسی سے ہٹتے چلے گئے، انھوں نے پے در پے بنی امیہ کو بڑے بڑے اہم عہدے عطا کئے اور ان کے ساتھ دوسری ایسی رعایات کیں جو عام پر لوگوں میں ہدف اعتراض بن کر رہیں، مثال کے طور پر انھوں نے افریقہ کے مال غنیمت کا پورا خمس (۵ لاکھ دینار) مروان کو بخش دیا۔ (طبقات ابن سعد جلد ۳ ص ۶۴ وغیرہ) حضرت سعد بن ابی وقاص کو معزول کر کے انھوں نے کوفے کی گورنری پر اپنے ماں جائے بھائی ولید بن عقبہ کو مقرر فرمایا، اور اس کے بعد یہ منصب اپنے ایک اور عزیز سعید بن عاص کو دیا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو بصرے کی گورنر سے معزول کر کے اپنے ماموں زاد بھائی عبداللہ بن عامر کو ان کی جگہ مامور کیا۔ حضرت عمروؓ بن عاص کو مصر کی گورنری سے ہٹا کر اپنے رضاعی بھائی عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو مقرر کیا۔ حضرت معاویہؓ، سیدنا عمر فاروقؓ کے زمانے میں صرف دمشق کی ولایت پر تھے۔ حضرت عثمانؓ نے ان کی گورنری میں شام، فلسطین، اردن اور لبنان کا پورا علاقہ جمع کر دیا۔ پھر اپنے چچازاد بھائی مروان بن الحکم کو انھوں نے اپنا سیکرٹری بنا لیا۔ جس کی وجہ سے سلطنت کے پورے دروبست پر اس کا اثر ونفوذ قائم ہو گیا۔ اس طرح عملاً ایک ہی خاندان کے ہاتھ میں سارے اختیارات جمع ہو گئے۔ حضرت عثمانؓ کی یہ پالیسی بڑے دوررس اور خطرناک نتائج کی حامل تھی لیکن خاص طور دو چیزیں ایسی تھیں جو بالآخر سخت فتنہ انگیز ثابت ہوئیں۔ ایک یہ کہ انھوں نے حضرت معاویہؓ کو ایک ہی صوبہ کی گورنری پر مسلسل ۱۶-۱۷ سال امور رکھا۔ حالانکہ حضرت عمرؓ کا قاعدہ یہ تھا کہ وہ کسی شخص کو ایک ہی صوبہ کی حکومت پر زیادہ مدت تک نہ رکھتے تھے بلکہ وقتاً فوقتاً ادل بدل کرتے رہتے تھے۔ اور یہی تدبیر کا تقاضا بھی تھا مگر حضرت معاویہؓ کے معاملہ میں حضرت عثمانؓ نے اسے ملحوظ نہ رکھا۔ یہی چیز ہے جس کا خمیازہ آخر کار حضرت علیؓ کو بھگتنا پڑا۔ حضرت معاویہؓ اس صوبے کی حکومت پر اتنی طویل مدت تک رکھے گئے کہ انھوں نے یہاں اپنی جڑیں پوری طرح جما لیں اور وہ مرکز کے قابو میں نہ رہے بلکہ مرکز ان کے رحم وکرم پر منحصر ہو گیا۔

Scanned by CamScanner

دوسری چیز جو اس سے زیادہ فتنہ انگیز ثابت ہوئی، وہ خلیفہ کے سیکرٹری کی اہم پوزیشن پر مروان بن الحکم کی مامور ہونا تھی۔[1]

ملت کی بدقسمتی

مودودی صاحب نے امام مظلوم سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کے خلاف یہ سطور قلم بند فرما کر نہ صرف امام مظلومؓ پر ظلم کیا ہے بلکہ اپنے اوپر بھی ظلم کیا ہے یعنی اپنی شہرت کو صدمہ پہنچایا ہے ان سطور سے مولانا کے علم کا بھرم کھل گیا اور آپ کے مبلغ علم کا پتہ چل گیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مولانا دقت نظر سے کام لینے کی بجائے سطحی معلومات اور عامیانہ تصورات کو حوالہ قلم وقرطاس کرتے چلے جا رہے ہیں۔ مودودی صاحب ایسا ذی علم و باہوش وخرد انسان اعدائے صحابہؓ کے پروپیگنڈا اور سبائی روایات وخرافات سے متاثر ہوکر اس درجہ گر جائے، اسے ملت اسلامیہ کی بدقسمتی نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے۔

فریب خوردگی کی اساس وبنیاد:

افسوس کا مقام ہے کہ مودودی صاحب ایسے تعلیم یافتہ حضرت بھی دشمنان صحابہؓ کی فریب کاریوں سے متاثر ہو گئے۔ وہ فریب خوردہ ہیں اور آپ کی فریب خوردگی کی بنیاد واساس ''ہماری تاریخ'' ہے، چنانچہ لکھتے ہیں۔

''جو تاریخی مواد ان مضامین میں پیش کیا گیا ہے۔ وہ تاریخ اسلام کی مستند کتابوں سے ماخوذ ہے؟''[2]

تاریخ کی آڑ:

دشمنان دین کا سب سے بڑا حربہ یہی تاریخ ہے۔ تاریخ کی آڑ لے کر اعدائے صحابہؓ، صحابہ کرامؓ پر عموماً حملے کرتے ہیں چنانچہ امام مظلومؓ کے خلاف بھی الزامات وافترآت کا جو طومار کھڑا کیا گیا ہے اس کے اساس وبنیاد سر بسر تاریخ کے ریتے پر قائم ہے۔ فریب خوردہ مسلمان باور ہوا اور بے اصل واساس تاریخی روایات پر اپنے عقائد ونظریات کی بنیاد واساس رکھتے ہیں، حالانکہ تاریخ پر عقائد کی تعمیر نہیں کی جاسکتی۔

---

[1] ماہنامہ ''ترجمان القرآن'' بابت ماہ جون ۱۹۶۵ء ص ۳۳ تا ۳۷ ملخصاً بالفاظ (خلافت وملوکیت ص ۱۰۵ تا ۱۱۵)

[2] ''ترجمان القرآن'' ستمبر ۶۵ء ص ۵۵۔ (خلافت وملوکیت ص ۲۹۹)

Scanned by CamScanner

تاریخ کا پایہ:

علمی دنیا میں خود تاریخ کا پایہ "پائے چوبیں" سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا۔ اور "پائے چوبیں" "سخت بے تمکیں" مشہور ہے۔

"سیرت" کا درجہ:

کوئی شک نہیں سیرت کا درجہ تاریخ سے بالاتفاق بلند و بالا ہے، مگر جب سیرت کا یہ حال ہے کہ اس میں رطب و یابس ہر قسم کا مواد اور صحیح و سقیم ہر نوع کی روایات موجود ہیں تو تاریخ کی حقیقت کیا رہ جاتی ہے؟ مولانا شبلی نعمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:۔

"سیرت پر اگرچہ آج بھی سینکڑوں تصنیفیں موجود ہیں لیکن سب کا سلسلہ جا کر صرف تین چار کتابوں پر منتہی ہوتا ہے۔ سیرت ابن اسحاق، واقدی، ابن سعد، طبری۔ اس کے علاوہ جو کتابیں ہیں وہ ان سے متاخر ہیں، اور ان میں جو واقعات مذکور ہیں۔ زیادہ تر انہی کتابوں سے لئے گئے ہیں۔ ان میں سے واقدی تو بالکل نظر انداز کر دینے کے قابل ہے۔ محدثین بالاتفاق لکھتے ہیں کہ وہ خود اپنے جی سے روایتیں گھڑتا ہے واقدی کے سوا باقی اور تینوں مصنفین اعتبار کے قابل ہیں۔ ابن سعد کی نصف سے زیادہ روایتیں واقدی کے ذریعہ ہی ہیں۔ اس لئے ان روایتوں کا وہی رتبہ ہے جو خود واقدی کی روایتوں کا ہے۔ باقی رواۃ میں سے بعض ثقہ ہیں اور بعض غیر ثقہ طبری کے بڑے بڑے شیوخ روایت مثلاً سلمۃ ابرش، ابن سلمہ وغیرہ ضعیف الروایۃ ہیں اس بنا پر مجموعی حیثیت سے سیرت کا ذخیرۂ کتب، حدیث کا ہم پلہ نہیں۔ البتہ ان میں سے تحقیق و تنقید کے معیار پر جو اتر جائے وہ حجت اور استناد کے قابل ہیں۔"[۱]

حضرت واقدی:

حضرت واقدی کا ذکر آ گیا ہے تو آپ کا مقام بھی ملاحظہ ہو، مولانا شبلی نعمانی" لکھتے ہیں:۔

۱۔ "واقدی کی لغو بیانی مسلمہ عام ہے، اور اس لئے ان کی شہرت بدنامی کی شہرت ہے۔"[۲]

۲۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ:۔ "واقدی کی تمام تصانیف جھوٹ کا انبار ہے۔ کتب سیرت کی اکثر بیہودہ روایتوں کا سرچشمہ انہی کی تصانیف ہیں۔"[۳]

---

۱ سیرت النبیؐ حصہ اول ص ۴۸، ۴۹ ملخصاً بلفظہ۔

۲ سیرت النبیؐ حصہ اول طبع ششم مطبع معارف اعظم گڑھ ص ۲۳۔ ۳ ایضاً ص ۴۳

Scanned by CamScanner

۳۔امام طبری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:۔''اور واقدی نے حضرت عثمانؓ کی طرف مصریوں کی روانگی کے سبب کے بارے میں بہت سی باتیں ذکر کی ہیں۔جن میں سے بعض کا ذکر گزر چکا ہے اور بعض کے ذکر سے میں نے اعراض کیا ہے کیونکہ۔

كراهة منى ذكره لشناعته۔[۱] ان کی قباحت وشناعت کی وجہ سے مجھے ان کے ذکر سے گھن آتی ہے۔

غور فرمایئے! حضرت واقدی کے بعض ''ارشادات'' کے ذکر سے بھی گھن آتی ہے۔

۴۔الامام الحافظ المحدث شمس الدین الذہبی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۷۴۸ھ) رقمطراز ہیں:۔

[امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا:۔

هو كذابٌ يقلب الاحاديث۔ واقدی کذاب ہے۔احادیث میں الٹ پھیر کرتا ہے۔

ابن معین کا قول ہے:۔وہ ثقہ نہیں،اور بعض دفعہ فرمایا،اس کی حدیث نہ لکھی جائے۔

بخاری اور ابو حاتم نے کہا کہ وہ متروک ہے۔

ابو حاتم اور امام نسائی نے کہا:۔يضع الحديث یعنی وہ حدیثیں وضع کرتا ہے۔دار قطنی نے کہا:فيه ضعف ،یعنی وہ ضعیف ہے۔

ابن عدی کا قول ہے:۔اس کی احادیث محفوظ نہیں۔

ابن مدینی کہتے ہیں:واقدی حدیث وضع کرتا ہے۔اس نے تیس ہزار حدیثیں روایت کی ہیں جو غریب (مجروح) ہیں۔

لا ارضاه في الحديث ولا في الانساب ولا في شيئ۔ میں اسے حدیث میں،انساب میں اور کسی چیز میں بھی پسند نہیں کرتا۔

ابن راہویہ کا قول ہے: وہ میرے نزدیک حدیث وضع کرنے والوں میں سے ہے۔

اس کے بعد علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے متعدد اقوال اس کے ثقہ ہونے کے متعلق بھی نقل کئے ہیں اور آخر میں لکھا ہے:۔

واستقر الاجماع على وهن الواقدى۔[۲] اور واقدی کے ضعف پر اجماع منعقد ہو چکا ہے۔

۵۔شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:۔

---

[۱] طبری جلد ۳ص ۳۹۱

[۲] ''میزان الاعتدال'' مطبوعہ مصر جلد ثالث ص ۱۱۱ تا ۱۱۰ ترجمہ محمد بن عمر بن واقد الاسلمی۔(واقدی)

Scanned by CamScanner

متروك مع سعة علمه![1] واقدی باوجود وسعت علم کے متروک ہے۔

۲۔ حضرت مولانا سعید انصاریؒ لکھتے ہیں:۔

واقدی کا نام محمد بن عمر واقد اسلمی ہے۔ محدثین نے بالاتفاق اُن کی روایتوں کو قبول نہیں کیا ہے۔ چنانچہ امام احمد، ابن مبارک، ابن نمیر، اسمٰعیل بن زکریا، یحیٰی بن معین، ہشیم بن عدی، امام بخاری، سب ان کو متروک کہتے ہیں۔ وہ مغازی، سیرت اور فتوحات کے عالم تھے اور اس باب میں ابن سعد، ابراہیم حربی، مصعب زبیری وغیرہ سے ان کی مدح منقول ہے۔ لیکن محدثین نے ان کو تاریخ میں بھی غیر معتبر قرار دیا ہے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں:۔ ''واقدی کی تمام کتابیں سرتاپا جھوٹ ہیں''، امام نسائی کہتے ہیں: ''آنحضرت ﷺ پر جھوٹ بولنے والے چار شخص مشہور ہیں۔ مدینہ میں ابراہیم بن ابی یحیٰی، بغداد میں واقدی، خراسان میں مقاتل، شام میں محمد بن سعید۔ ابن مدینی فرماتے ہیں: اس کے پاس ۲۰ ہزار حدیثیں ایسی ہیں جن کو کوئی اصل نہیں۔ ابوداؤد کا قول ہے: ''وہ حدیث بناتا ہے۔'' امام شافعی سے منقول ہے کہ مدینہ میں سات آدمی سندیں وضع کیا کرتے تھے۔ واقدی بھی انہی میں تھا۔[2]

حدیث کا مقام:

تاریخ اور سیرت سے قطع نظر! کہ ان کی روایات تو اکثر بے سند اور بے سروپا ہوتی ہیں۔ احادیث کی روایات کا یہ حال ہے۔ جن کی باضابطہ سند ہوتی ہے کہ فضائل ومناقب سے متعلق مبالغہ آمیز، کمزور اور موضوع روایات کتابوں میں موجود ہیں۔

علامہ شبلی نعمانیؒ لکھتے ہیں:۔

''اس موقع پر ایک خاص نکتہ لحاظ کے قابل ہے۔ یہ مسلم ہے کہ حدیث وروایت میں امام بخاری اور مسلم سے بڑھ کر کوئی شخص کامل فن نہیں پیدا ہوا۔ فضائل ومناقب کے متعلق جس قسم کی مبالغہ آمیز روایتیں بیہقی، ابونعیم، بزار، طبرانی وغیرہم میں پائی جاتی ہیں۔ بخاری اور مسلم میں ان کا پتہ نہیں لگتا، بلکہ اس قسم کی حدیثیں جو نسائی، ابن ماجہ، ترمذی وغیرہ میں پائی جاتی ہیں۔ صحیحین میں وہ بھی مذکور نہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جس قدر تحقیق وتنقید کا درجہ بڑھتا جاتا ہے۔ مبالغہ آمیز روایتیں گھٹتی جاتی ہیں۔ سیرت پر جو کتابیں لکھی گئی ہیں۔ وہ زیادہ تر اسی قسم کی کتابوں (طبرانی) بیہقی، ابونعیم (وغیرہ) سے ماخوذ ہیں۔ اس لئے ان میں کثرت سے کمزور روایتیں درج

---

[1] ''تقریب التہذیب'' ترجمہ محمد بن عمر واقدی

[2] ''سیر الصحابہ'' جلد اول جزء المہاجرین ص ۱۳

Scanned by CamScanner

ہو گئیں اور اسی بنا پر محدثین کو کہنا پڑا کہ سیر میں ہر قسم کی روایتیں ہوتی ہیں۔"[1]

مدح وذم:

فضائل ومناقب اور مدح وستائش کے ساتھ قدح ومذمت میں بھی احادیث وضع کی گئیں۔ شہرہ آفاق محدث ملا علی قاریؒ (المتوفی ۱۰۱۴ھ) کذابین کی وضع کردہ روایات کے سلسلہ میں رقم طراز ہیں:۔

ومن ذلک الاحادیث فی ذم معاویه وذم عمرو بن العاص وذم بنی امیه ومدح المنصور والسفاح وكذا ذم يزيد والوليد ومروان بن الحكم![2]

اور انہی موضوعات میں سے ہیں وہ احادیث جو (حضرت) معاویہؓ (حضرت) عمرو بن عاصؓ بنو امیہ کی مذمت اور منصور اور سفاح (بنو عباس) کی مدح میں ہیں۔ اور اسی طرح یزید، ولید اور مروان کی مذمت میں جو احادیث ہیں، سب موضوع ہیں۔

بنوامیہ کے خلاف طوفان بدتمیزی:

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ کے اس کلام سے یہ حقیقت بھی منکشف ہوگئی کہ بنو عباس کے عہد حکومت میں صرف تاریخ اسلام کی تدوین نہیں ہوئی جس میں بنوامیہ کے خلاف "افسانے" تصنیف کئے گئے بلکہ اس عہد میں احادیث کا بھی ایک "دفتر بے پایاں" وضع کیا گیا جس میں رؤسائے امیہ کی جی بھر کر مذمت کی گئی اور ایک طوفان بے تمیزی برپا کیا گیا۔ حضرت امیر معاویہ، حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما اور مروان ویزید کے خلاف جو "احادیث" گھڑی گئیں۔ ان کا منشا سیاسی رقابت تھی۔ بنو عباس نے پولیٹکل اغراض کی تکمیل اور سیاسی جذبات کی تسکین کے لئے اپنے سیاسی حریفوں کے خلاف کذاب ووضاع کرایہ کے بندوں سے "خرافات" تصنیف کرائیں جنہیں سبائیوں نے ہوا دی۔ اور بے خبر وفریب خوردہ مسلمانوں نے ان خرافات کو حدیث اور افسانوں کو تاریخ سمجھ کر قبول کر لیا۔ جب احادیث وسیر کی روایات کا یہ حال ہے تو تاریخ کی حقیقت کیا ہوگی جس کا آگا نہ پیچھا، مصدر نہ ماخذ۔

تاریخ کے متعلق شیخ الاسلام کا ارشاد:

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی عظمت اہل علم سے مخفی نہیں آپ اپنی شہرہ آفاق تصنیف میں رقم فرماتے ہیں۔

---

[1] "سیرت النبی" حصہ اوّل صفحہ ۵۳ ملخصاً۔

[2] "الموضوعات الکبیر" مطبوعہ حیدر آباد دکن ص ۱۲۹، ۱۳۰

Scanned by CamScanner

المؤرخون الذين يكثر الكذب فيما يروونه وقل ان يسلم لهم نقلهم من الزيادة و والنقصان۔ [1]

مؤرخین اکثر اپنی روایات میں جھوٹ بیان کرتے ہیں اوران کی نقل و روایت کمی وبیشی سے بہت کم محفوظ ہوگی۔

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:۔

وانما هو من جنس نقلته التواريخ التى لا يعتمد عليها اولوا لابصار۔ [2]

اور یہ تاریخی منقولات کی قسم ہے۔ جن پر دانا بینا لوگ کبھی اعتماد نہیں کرتے۔

امام ابن العربی کا ارشاد[3]:

قاضی ابوبکر بن العربی (المود ۴۶۸ھ، التوفی ۵۴۳ھ) رقم فرماتے ہیں:۔

فاقبلوا الوصية ،و لا تلتفوا الا الى ماصح من الاخبار و اجتنبوا اهل التواريخ ..... ومن نظر الى افعال الصحابة تبين منها بطلان هذه الهتوك التى يختلقها اهل التواريخ فيد سو نها فى قلوب الضعفاء۔ [4]

میری وصیت یاد رکھو۔ اور سوائے صحیح احادیث و روایات کے کسی بات کی طرف التفات نہ کرو۔ اور (خاص کر) مؤرخین سے بچو..... اور جس نے بھی صحابہ کرامؓ کے حالات وکردار پر نگاہ کی ہے۔ اس پر ان توہین آمیز الزامات کا بطلان واضح ہوگیا جنہیں اہل تواریخ نے گھڑا اور ان سے کمزور قسم کے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔

آگے چل کر پھر ارشاد فرماتے ہیں:۔ ''یہ میں نے تمہیں اس لئے کہا تاکہ تم مخلوق سے بچو! خصوصاً ..... مؤرخین اور ادیبوں سے یہ لوگ (عموماً) دین کے مقام واحترام سے جاہل ہیں۔ پس تم ان کی روایات کی پرواہ نہ کرو۔ اور ائمہ حدیث کے سوا کسی کی روایت قبول نہ کرو۔

ولا تسمعوا المؤرخ كلا ما الا للطبرى..... فانهم ينشؤن احاديث فيها استحقاره الصحابة والسلف و الاستخفاف بهم۔ [5]

اور بجز طبری اور کسی مؤرخ کی بات نہ سنو۔! بلاشبہ یہ لوگ احادیث وضع کرتے ہیں۔ جن میں صحابہ کرام اور سلف صالحین کی تحقیر اور ان کا استخفاف ہوتا ہے۔''

---

[1] ''منہاج السنۃ'' مطبوعہ مطبعۃ الکبریٰ الامیریہ مصر جز ۳، ص ۱۹۶ [2] ایضاً ص ۲۴۲۔

[3] آپ کی عظمت شان ورفعت مقام کا اندازہ اسی سے کر لیجئے کہ حجۃ الاسلام امام غزالی آپ کے شیوخ واساتذہ اور قاضی عیاض مؤلف ''الشفا'' ابوالعباس ابن رشد، عبدالرحمٰن ابن عبداللہ السہیلی، ابومحمد عبداللہ العبدری شارح صحیح مسلم ایسے عصر ائمہ دین اور کبار علماء امت، آپ کے تلامذہ میں شامل ہیں۔

[4] ''العواصم من القواصم'' مطبوعہ قاہرہ (مصر) ص ۲۴۵، ۲۴۶

[5] ایضاً ص ۲۴۸، ۲۴۷۔

Scanned by CamScanner

ایک اور مقام پر دل سوزی کے ساتھ لکھتے ہیں:۔

''میں تم سے برملا کہتا ہوں کہ جب تم اپنے خلاف دینار بلکہ درہم تک کا دعویٰ تسلیم نہیں کرتے جب تک کہ مدعی سچا، تہمتوں سے بری اور خواہشات نفسانی سے محفوظ نہ ہو۔ تو تم احوال سلف اور مشاجرات صحابہؓ کے بارے میں ایسے آدمی کی بات کیسے مان لیتے ہو۔

ممن لیس له مرتبة فی الدین فکیف فی العدالة۔[1] جس کا عدالت تو کجا! دین میں بھی کوئی مقام نہیں۔

عجیب وغریب نکتہ:

رب العزت حضرت امام رحمہ اللہ کی قبر کو اپنے انوار سے منور ومبر در کھے، کیا خوب نکتہ بیان فرمایا ہے کہ جب تم لین دین روپے پیسے کے بارے میں اپنے خلاف کسی مشتبہ مدعی کا دعویٰ تسلیم نہیں کرتے تو سلف صالحین خصوصاً صحابہ کرامؓ کے باہمی احوال واختلافات کے بارے میں ان ملحد وبے دین، فاسق وفاجر، مفتری وکذاب لوگوں کی ہزلیات کیونکر قبول کر لیتے ہو۔ کیا یاران نبی اور اسلاف امت کی ناموس وآبرو تمہارے چند کھوٹے سکوں کے برابر بھی نہیں۔

کچھ امام طبریؒ کے متعلق:

حضرت امام ابن عربی رحمہ اللہ نے امام طبریؒ پر جو اپنے خاص اعتماد کا اظہار فرمایا ہے۔ وہ ایک تو اس لئے کہ آپ روایات سند سے نقل کرتے ہیں۔ عموماً کوئی روایت بے سند نہیں ہوتی۔ قاری سند سے راویوں کی تحقیق کر کے خبر کی صحت وسقم اور قوت وضعف سے آگاہ ومطلع ہو سکتا ہے۔ دوسرے اس وجہ سے کہ آپ اسلام کے ائمہ کبار میں سے ہیں، کبیر امام، عظیم مفسر اور جلیل مؤرخ ہیں۔

مولانا شبلی نعمانیؒ لکھتے ہیں:۔

تاریخی سلسلہ میں سب سے جامع اور مفصل کتاب امام طبری کی تاریخ کبیر ہے۔ طبری اس درجہ کے شخص ہیں کہ تمام محدثین ان کے فضل وکمال، تفقہ اور وسعت علم کے معترف ہیں، ان کی تفسیر احسن التفاسیر خیال کی جاتی ہے۔ علامہ ذہبیؒ نے ''میزان الاعتدال'' میں لکھا ہے کہ

ابن جریر من کبار ائمة الاسلام المعتمدین! ابن جریر اسلام کے معتمد اماموں میں سے ایک بڑے امام ہیں۔

---

[1] العواصم من القواصم ص ۲۵۲

Scanned by CamScanner

علامہ ذہبی نے اسی موقع پر لکھا ہے کہ "ان میں فی الجملہ تشیع تھا مگر معتزلی نہیں۔" تمام مستند اور مفصل تاریخیں مثلاً تاریخ کامل ابن الاثیر، ابن خلدون، ابوالفداء وغیرہ انہی کی کتاب سے ماخوذ اور اسی کتاب کے مختصرات ہیں۔[1]

تاریخ طبریؒ کا مقام:

غور فرمایئے، امام طبریؒ کی شخصیت کتنی عظیم المرتبت ہے، مگر اس کے باوجود ان کی شہرہ آفاق اور تمام تاریخوں کی اصل واساس تاریخ، تاریخ الامم والملوک المعروف بہ تاریخ طبری کا یہ حال ہے کہ اس میں بھی غلط روایات موجود ہیں۔

۱۔ مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"بہت سے غلط واقعات تاریخ کا جزو بن گئے حتیٰ کہ مؤرخ ابن جریرؒ اپنی محدثانہ تنقید کے باوجود اپنی کتاب کو غلط روایات سے محفوظ نہ رکھ سکا۔ اور آغاز تاریخ اسلام میں جو واقعات پولیٹکل مقاصد کے لئے تراشے گئے تھے اس میں داخل ہو گئے۔"[2]

۲۔ مولانا شبلی نعمانیؒ رقم طراز ہیں:۔

"ابن سعد اور طبری میں کسی کو کلام نہیں لیکن افسوس ہے کہ ان لوگوں کا مستند ہونا، ان کی تصنیفات کے مستند ہونے پر چنداں اثر نہیں ڈالتا۔ یہ لوگ خود شریک واقعہ نہیں۔ اس لئے جو کچھ بیان کرتے ہیں، اور راویوں کے ذریعہ سے بیان کرتے ہیں، لیکن ان کے بہت سے رواۃ ضعیف الروایۃ اور غیر مستند ہیں۔"[3]

۳۔ امام طبری رحمہ اللہ خود لکھتے ہیں:۔

"پس میری اس کتاب میں کوئی ایسی خبر ہو کہ قاری کے نزدیک اس بناء پر ناپسندیدہ ہو کہ اس کی صحت کی کوئی اور وجہ اسے معلوم نہیں۔

فلیعلم انه لم یؤت فی ذلك من قبلنا وانما اتی من قبل بعض ناقلیه الینا۔[4]

اسے جاننا چاہئے کہ ایسی خبریں ہماری طرف سے نہیں دی گئیں، بلکہ یہ خبریں بعض ناقلین کی طرف سے ہم تک پہنچی ہیں۔"

۴۔ اور خاص واقعہ سے متعلق لکھتے ہیں:۔

---

[1] "سیرت النبی" حصہ اول ص ۲۷
[2] "سیر الصحابہ" جلد ششم ص ۹۴
[3] "سیرت النبی" حصہ اول ص ۴۵
[4] طبری آخر مقدمۃ الکتاب

Scanned by CamScanner

"اور واقدی نے حضرت عثمانؓ کی طرف مصریوں کی روانگی کے سبب کے بارے میں بہت سی باتیں ذکر کی ہیں۔ جن میں سے بعض کا ذکر گزر چکا ہے اور بعض کے ذکر سے میں نے اعراض کیا ہے۔"[1]

امام طبری نے لغو و لچر اور غلیظ و متعفن باتوں کو حذف کر دیا۔ پھر بھی جو کچھ بچ گیا۔ ابھی اس میں بہت سے "افسانے" باقی ہیں۔

تاریخ اسلام یا روایات کا ڈھیر:

تو درحقیقت ہماری طبری تک کی تاریخی روایات تاریخ نہیں، البتہ ایسا مواد ضرور ہے جس سے تاریخ اخذ و مرتب کی جا سکتی ہے۔

ا۔ علامہ محب الدین خطیب لکھتے ہیں۔

بلاشبہ اسلامی تاریخی کی تدوین بنوامیہ کے زوال اور (بنو عباس کی) سلطنت کے قیام کے وقت جن کو بنوامیہ کے محاسن و مفاخر کا ذکر اذکار تک نہیں بھاتا تھا۔ شروع ہوئی، تاریخ اسلامی کی تدوین تین قسم کی گروہوں نے کی۔ ایک گروہ وہ تھا جو اعداء بنوامیہ کے تقرب کے پیش نظر اشعار کہتا اور کتابیں تالیف کرتا تھا۔ دوسرا گروہ وہ تھا جو اپنے زعم باطل میں یہ سمجھتا تھا کہ دین کامل نہیں ہوتا اور نہ اللہ تعالٰی کا قرب نصیب ہوتا ہے جب تک حضرت ابوبکر، عمر، عثمان اور تمام بنو عبد شمس، بنوامیہ (رضی اللہ عنہم اجمعین) کی شہرت کو داغدار نہ کیا جائے۔

وطائفة ثالثة من اهل الا نصاف والدين كالطبرى وابن عساكر وابن الا ثير وابن كثير رات ان من الانصاف ان يجتمع اخبار الاخباريين من كل المذاهب و المشارب ، كلوط بن يحيى الشيعى محترق وسيف بن عمر للعراقى المعتدل۔	اور تیسرا گروہ اہل انصاف واہل دین کا تھا جیسے طبری وابن عساکر وابن اثیر اور ابن کثیر (رحمہم اللہ) ان کے نقطہ نظر میں انصاف یہ تھا کہ ہر مذہب و مشرب کے اہل خبر مثلاً جلے بھنے شیعی (ابو مخنف) لوط بن یحییٰ اور معتدل قسم کے سیف بن عمر عراقی کی خبریں جمع کر دی جائیں۔

اور شاید ان میں سے بعض ارباب اقتدار کی رضا جوئی کے پیش نظر اس پر مجبور ہو گئے ہوں اور ان میں سے اکثر نے اپنی خبر کے راویوں کے نام ذکر کر دیئے ہیں تا کہ ہر خبر کے راوی پر بحث کر کے

[1] طبری جلد ۳ ص ۳۹۱

Scanned by CamScanner

اس (کی صحت یا عدم صحت) پر بصیرت حاصل کر لی جائے۔

وقد وصلت الينا هذه التركة لا على انها هي تاريخنا بل انها مادة غزيرة للدرس والبحث يستخرج منها تاريخنا![1]

اور بالیقین (بدقسمتی سے) امت مسلمہ کو یہی (ذخیرۂ رطب ویابس) ترکہ میں ملا۔ یہ ہماری تاریخ نہیں، بلکہ یہ بحث ومطالعہ کیلئے ایک وافر وکثیر مواد وذخیرہ ہے جس سے ہماری تاریخ کا استخراج کیا جاسکتا ہے۔

علامہ خطیب کا یہ بیان حقائق سے مملو اور لبریز ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ " حقیقت کے خرافات میں کھو جانے " کے وجوہ واسباب میں سیاسی اغراض اور پولیٹکل مقاصد کو بہت بڑا دخل ہے، بدقسمتی سے ہماری تاریخ کی تدوین ہی ایسے دور میں ہوئی جس سے عدل وتوازن کی توقع ہی فضول ہے۔ دوسرے یہ کہ " ہماری تاریخ " ہماری تاریخ نہیں بلکہ تاریخ کا مادہ ومواد ہے۔

۲۔ مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی بھی تحریر فرماتے ہیں:۔

بنی عباس کی حکومت قائم ہوئی، یہ سب بنی امیہ کے نہایت سخت دشمن تھے۔ اسی زمانہ میں تاریخ نویسی کا آغاز ہوا۔ اس لئے ایسی بہت سی غلط روایتیں جو عرصہ سے زبانوں پر چڑھی چلی آرہی تھیں، تاریخوں میں داخل ہوگئیں۔ کیونکہ ایسے ابتدائی دور میں جبکہ تاریخ نویسی کا آغاز ہوا تھا۔ روایات کی اتنی تحقیق وتنقید جس سے افسانہ وحقائق میں پورا پورا امتیاز ہو سکے، مشکل تھی بہت سے غلط واقعات تاریخ کا جزو بن گئے۔ حتیٰ کہ مورخ ابن جریر اپنی محدثانہ تنقید کے باوجود اپنی کتاب کو غلط روایات سے محفوظ نہ رکھ سکا۔ اور آغاز تاریخ اسلام میں جو واقعات پولیٹکل مقاصد کے لئے تراشے گئے تھے، اس میں داخل ہو گئے۔ تاہم زمانہ مابعد میں جب تنقید کا معیار بلند ہوا تو بڑی حد تک اس قسم کی روایتیں ناقابل اعتبار قرار پائیں، چنانچہ ابن خلدون میں اس قسم کے افسانے نہیں ملتے۔[2]

حقیقت وافسانہ میں امتیاز:

بہر حال یہ " ہماری تاریخ " ہماری تاریخ نہیں، البتہ بحث ومذاکرہ اور درس ومطالعہ کے لئے کثیر مواد ضرور ہے جس کے بحر وسیع وعمیق سے تاریخ کے " موتی " برآمد کئے جاسکتے ہیں۔ مگر اس کے لئے پوری بصیرت کے ساتھ مسلسل جہاد کی ضرورت ہے۔ جب تک نور بصیرت روشنیٔ قلب ودماغ اور جہد مسلسل سے کام نہیں لیا جائے گا۔ حقیقت وافسانہ اور صدف وگہر میں فرق

---

[1] " العواصم من القواصم " حاشیہ ص ۱۷۷

[2] " سیر الصحابہ " جلد ششم ص ۹۳، ۹۴

Scanned by CamScanner

وامتیاز نہیں ہو سکے گا اور "یہ امت روایات میں" اور "حقیقت خرافات میں" کھوئی ہی رہے گی۔

۳۔ محترم مولانا عامر عثمانی کس قدر بجا لکھتے ہیں:۔

"ہمارے قدیم ترین تاریخ نگاروں نے ابو مخنف اور ہشام جیسے ...... قصہ گویوں کی روایتوں سے ضخیم کتابیں تیار کیں اور پھر اس فاسد و کاسد چشمے سے نہروں پر نہریں پھوٹتی چلی گئیں۔ بعد میں آنے والوں کی بڑی تعداد نے انہی نہروں کو ماء صافی سمجھا، ذہن و بصیرت کے اعتبار سے جو متوسطین سے کچھ اوپر تھے انہیں اس پانی کا گدلا پن ضرور نظر آیا۔ مگر انھوں نے بھی اسے نتھار کر پی لیا۔ اور نہیں محسوس کیا کہ اس میں صرف ریت ہی نہیں ہے، اس کی ہر بوند میں زہر بھی حل ہو چکا ہے ہاں جو اعلیٰ بصیرت وفراست کے حامل تھے اور نقد و نظر کی خداداد صلاحیتیں لے کر پیدا ہوئے تھے۔ انھوں نے سہل انگاری کو راہ نہیں دی۔ جو گھونٹ پیا۔ تجزیہ و تحلیل کی ایسی چھلنیوں سے چھان کر پیا کہ ساری سمیت باہر رہ گئی۔"[۱]

مودودی صاحب کا مقام:

ہمیں قلبی مسرت ہوتی اگر مودودی صاحب سہل انگاری کو راہ نہ دیتے اور جو گھونٹ بھی پیتے، تجزیہ و تحلیل کی چھلنیوں سے چھان کر پیتے، تاکہ ساری "سمیت" باہر رہ جاتی ہمیں مودودی صاحب سے توقع بھی اسی کی تھی کیونکہ ہم اپنے زعم وخیال میں آپ کو "اعلیٰ بصیرت وفراست کا حامل اور" خداداد صلاحیتوں کا مالک" سمجھ بیٹھے تھے۔

ہمیں بے حد افسوس ہوا جب ہم نے دیکھا کہ آپ ذہن و بصیرت کے اعتبار سے "متوسطین" کے مقام سے بھی گر گئے۔ آپ کو اس "زہریلے پانی" کا "گدلا پن" تک نظر نہیں آیا۔ آپ نے محض عوامی سطح پر آ کر اس ریت بلکہ زہر تک کے محلول کو "ما صافی" سمجھا اور اُسے نتھارے بغیر غٹ غٹ پی گئے۔

مودودی صاحب کا نرالا اُصول:

معروف و مشاہیر اکابر امت، مشائخ ملت، علمائے اعلام اور اجلہ و معتمد مؤرخین، اسلام کے مندرجہ بالا اقوال وارشادات اور مذکورۃ الصدر اصول کے خلاف مودودی صاحب کا اصول محض تاریخی روایات کی نقل ہے۔ جسے عوامی اصطلاح میں "مکھی پر مکھی مارنا" کہتے ہیں۔

مودودی صاحب تاریخ کے مردود "افسانوں" کو آنکھیں بند کر کے نقل کرتے چلے

۱۔ ماہنامہ "تجلی" دیوبند بابت ماہ ستمبر و اکتوبر ۶۰ء ص ۸۱

Scanned by CamScanner

جاتے ہیں۔ اور صحابہ کرامؓ کے خلاف ان تاریخی جزئیات وخرافات کو نقل کرنے کے کلیۃً بلا دلیل سراسر منفی اور یکسر نار وا ارتکاب کی تاویل یوں فرماتے ہیں کہ:

''جو تاریخی مواد ان مضامین میں پیش کیا گیا ہے۔ وہ تاریخ اسلام کی مستند ترین کتابوں سے ماخوذ ہے۔ میں نے جتنے واقعات نقل کیے ہیں۔ ان کے پورے پورے حوالے نقل کر دیے ہیں، اور کوئی ایک بات بھی بلا حوالہ درج نہیں کی ہے۔ اصحاب علم اصل کتابوں سے مقابلہ کر کے دیکھ لیں کہ یہ سب وہاں موجود ہے یا نہیں، اور میں نے اس میں کوئی کمی بیشی تو نہیں کی ہے[1]

یہ تو ہم موقع پر عرض کریں گے کہ مودودی صاحب نے کس قدر کمی بیشی کی ہے یہاں تو صرف اسقدر عرض ہے کہ مودودی صاحب بایں ہمہ علم وفہم کس درجہ سادگی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ اب ان سے کون کہے کہ کسی بھی دشمن اسلام نے اسلام، پیغمبر اسلام اور تعلیمات اسلام کو ہدف طعن واعتراض بناتے وقت کوئی بات بلا حوالہ نہیں کی ہے۔ دشمنان دین نے جو واقعات نقل کئے ہیں سب ''تاریخ اسلام کی مستند ترین کتابوں'' ہی سے ماخوذ ہیں اور کوئی ایک بات بھی بلا حوالہ درج نہیں کی۔

حضرت! ''تاریخ اسلام کی ان مستند ترین کتابوں'' میں کیا نہیں ملتا؟ کیا آپ اس حقیقت کا انکار کریں گے کہ ان ''مستند ترین کتابوں'' میں رطب ویابس، صحیح وسقیم، قوی وضعیف، حقیقت وافسانہ سب کچھ موجود ہے۔ جہاں اس ''تاریخ اسلام'' میں بعض صحیح واقعات ہیں وہاں موضوع روایات اور خرافات کا ایک انبار وطومار ہے۔

مودودی صاحب کو کون سمجھائے کہ ''تاریخ اسلام کی مستند ترین کتابیں'' تاریخ اسلام نہیں کہ انسان آنکھیں بند کر کے ان سے نقل کرتا چلا جائے۔ بلکہ بالفاظ علامہ محب الدین خطیب:۔

''امت مسلمہ کو بھی (ذخیرۂ رطب ویابس) ترکہ میں ملا، یہ ہماری تاریخ نہیں بلکہ اس وافر وکثیر مواد وذخیرہ سے ہماری تاریخ کا استخراج کیا جاسکتا ہے۔''

تو ''تاریخ اسلام کی مستند ترین کتابوں'' کو ''تاریخ اسلام'' سمجھنا انتہائی سادگی وفریب خوردگی ہے۔ ضرورت ان ''مستند ترین کتابوں'' سے مطلق اخذ ونقل کی نہیں۔ ضرورت اس کی ہے کہ انسان کو نور بصیرت حاصل ہو، جس سے وہ اس ذخیرۂ رطب ویابس میں سے حقائق واقعیہ کو

---

[1] ''ترجمان القرآن'' ستمبر ۶۵، ص ۵۵ (خلافت وملوکیت ص ۲۹۹)

Scanned by CamScanner

افسانوں سے الگ اور فضولیات وخرافات کو صحیح اخبار وروایات سے جدا کرے۔ان حقائق اور صحیح اخبار وروایات کو مرتب ومہذب کر کے قوم کے سامنے رکھے اور بقول امام ابن کثیر رحمہ اللہ ہزلیات وخرافات کوان کے قائلین وناقلین کے منہ پر مارے، فھی مردودۃ علی قائلھا و ناقلھا۔[1]

فریب خوردگی یا فریب کاری:

ہم نہیں کہہ سکتے ہیں کہ ذیل کی سطور فریب خوردگی کا شاہکار ہیں یا فریب کاری کا!

مودودی صاحب اپنے مضامین کے مأ خذ ابن الحدید، ابن قتیبہ، المسعودی، ابن سعد، ابن جریر طبری، ابن عبدالبر اور ابن کثیر کے کچھ حالات ذکر کر کے لکھتے ہیں:۔

''اب غور فرمایئے! یہ ہیں وہ مآ خذ جن سے میں نے اپنی بحث میں سارا مواد لیا ہے۔اگر یہ اس دور کی تاریخ کے معاملہ میں قابل اعتماد نہیں ہیں، تو پھر اعلان کر دیجئے کہ عہد رسالت سے لے کر آٹھویں صدی تک کی کوئی اسلامی تاریخ دنیا میں موجود نہیں ہے کیونکہ عہد رسالت کے بعد سے کئی صدیوں تک کی پوری تاریخ شیخین کی تاریخ سمیت انھی ذرائع سے ہم تک پہنچی ہے۔اگر یہ قابل اعتماد نہیں ہیں تو ان کی بیان کی ہوئی خلافت راشدہ کی تاریخ اور ائمہ اسلام کی سیرتیں اور ان کے کارنامے سب اکاذیب کے دفتر ہیں جنہیں ہم کسی کے سامنے بھی وثوق کے ساتھ پیش نہیں کر سکتے۔دنیا کبھی اس اصول کو نہیں مان سکتی، اور دنیا کیا، خود مسلمانوں کی موجودہ نسلیں بھی اس بات کو ہرگز قبول نہ کریں گی۔کہ ہمارے بزرگوں کی جو خوبیاں یہ تاریخیں بیان کرتی ہیں وہ تو سب صحیح ہیں، مگر جو کمزوریاں یہی کتابیں پیش کرتی ہیں۔وہ سب غلط ہیں۔[2]

یہ منطق ایک ایسی پرفریب اور گمراہ کن منطق ہے۔جس کی ہمیں مودودی صاحب سے قطعاً امید نہ تھی۔اس اللہ کے بندے کو کون سمجھائے کہ خلافت راشدہ کی تاریخ، ائمہ اسلام کی سیرتیں اور ان کے کارنامے اکاذیب کے دفتر نہیں، اور ہم انھیں پورے یقین ووثوق کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کرنے کا حق رکھتے ہیں۔اکاذیب کے دفتر تو وہ موضوع روایات اور واہیات خرافات ہیں جنہیں اعدائے دین نے اپنی اغراض ملعونہ کے پیش نظر وضع کیا اور پھر وہ ان تاریخی کتابوں میں داخل ہو گئیں ان خرافات کو دنیا کے سامنے کوئی دین ودانش کا دشمن ہی پیش کرے گا۔

کیا مودودی صاحب ایسا ہوش مند انسان اس حقیقت کا انکار کر سکتا ہے کہ یہ تو خیر

---

[1] ''البدایۃ والنہایۃ'' جلد ۷ ص ۱۴۷ [2] ''ترجمان القرآن'' ماہ ستمبر ۶۵ ص ۲۶

Scanned by CamScanner

تاریخی کتب ہیں۔ ان سے اوپر کے درجہ میں سیرت کی کتابیں ہیں، اور سیرت سے اعلیٰ درجہ احادیث کی کتابوں کا ہے۔ سیر اور حدیث کی کتابوں کی بھی ساری روایات صحیح اور قابل قبول نہیں۔ جب سیرت وحدیث کا یہ حال ہے تو تاریخ بچاری کی کیا حقیقت وحیثیت ہے۔ کیا سیر واحادیث کی کتابوں کے تمام مندرجات اور سیرت وحدیث کی تمام روایات صحیح وقوی ہیں؟ کیا حدیث کی معروف ومشہور اور متداول کتب میں ضعیف بلکہ موضوع روایات تک نہیں ہیں؟ کیا جیسا کہ حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ حضرت معاویہؓ وغیرہم بنوامیہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم کی مذمت میں ملعون کذابین نے احادیث وضع نہیں کیں؟ اور کیا یہ احادیث، احادیث کی کتابوں میں درج نہیں؟ مودودی صاحب کے اصول کے مطابق کیا ان تمام مکذوبہ وموضوعہ روایات کو ہمیں قبول کرنا اور دنیا کے سامنے پیش کرنا ہوگا۔ اور احادیث کی انھی کتابوں کے اندر فضائل صحابہؓ سے متعلق جو صحیح احادیث ہیں۔ اگر ہم انھیں پیش کریں اور ان مذموم وموضوع روایات کو مردود قرار دیکر ان کے راویوں اور قائلوں کے منہ پر ماردیں تو ہمارا یہ اقدام بجائے خود ہزار صحیح وصواب سہی، مودودی صاحب کے نزدیک غلط اور ناروا ہوگا۔ اور بقول ان کے:۔

''دنیا تو کیا خود مسلمانوں کی موجودہ نسلیں بھی اس بات کو ہرگز قبول نہ کریں گی کہ ہمارے بزرگوں کی جو خوبیاں (احادیث کی یہ کتابیں) بیان کرتی ہیں وہ تو سب صحیح ہیں۔ مگر جو کمزوریاں (اور مذمت) یہی کتابیں پیش کرتی ہیں، وہ سب غلط ہیں۔'' اناللہ وانآالیہ راجعون

یعنی مودودی صاحب کے نزدیک اصول یہ ہوا کہ ''یا تو احادیث وروایات کا سارا دفتر قبول کرو یا سارا رد کرو۔'' کسی کو یہ کہنے کا حق نہیں کہ ''یہ حدیث صحیح ہے اسے ہم قبول کریں گے اور یہ موضوع ہے اسے رد کریں گے۔'' اگر ''فقہاء'' عصر حاضر کا یہی اُصول ہے تو پھر دین کا خدا حافظ، پھر ہمارا سارا علم اسماء الرجال لاحاصل۔ محدثین کرام کی اس سلسلہ میں تمام مساعی بے سود وفضول معاذ اللہ!

ایک لطیفہ:

اس اصول کے پیش نظر، کیا مودودی صاحب پرویز وغیرہ منکرین حدیث کو یہ حق دیں گے کہ دو چار، دس بیس، فضول وموضوع روایات پیش کر کے کہیں کہ یا ان ''خرافات'' کو بھی قبول کردو یا صحیح بخاری اور صحیح مسلم تک سارا دفتر حدیث جلادو۔ کیونکہ یہ اصول تسلیم نہیں کیا جاسکتا کہ

Scanned by CamScanner

احادیث کی کتابوں میں جو یہ موضوع روایات ہیں وہ تو سب غلط ہیں اور انہی کتابوں کی دوسری صحیح روایات سب صحیح ہیں۔ یا تو حدیث کی تمام کتابوں کی جمیع احادیث بمع موضوع روایات وخرافات قبول کرو یا حدیث کی تمام کتابوں کے پورے مندرجات سے ہاتھ دھولو۔

اس کج بحثی کے جواب میں مودودی صاحب یہی کہیں گے کہ دیکھو میاں من اولہ الی آخـــرہ تو صرف اللہ کی کتاب ہی صحیح ہے۔ دوسری ہر کتاب میں عدم صحت کا امکان ہے۔ ہم ہر حدیث کو دیکھیں گے، اس کے راویوں کا جانچیں گے۔ پھر اس کے مضمون پر غور کریں گے۔ اگر روایۃً ودرایۃً وہ حدیث معیار صحت پر پوری اُتری تو سر آنکھوں پر رکھیں گے اور اگر موضوع ثابت ہوئی تو رد کردیں گے۔

اسی طرح ہم بھی مودودی صاحب کی کج بحثی کے جواب میں عرض کریں گے کہ حضرات اصحابہ کرامؓ سے متعلق ہم کسی کتاب کی ہر بات کو قبول نہیں کریں گے۔ جو باتیں صحیح اور صحابہ کرامؓ کی شان رفیع وعظیم سے مطابقت رکھتی ہوں گی وہ قبول کریں گے، اور جو غلط اور صحابہ کرامؓ کے خلاف ہوں گی وہ بڑی بے تکلفی سے رد کردیں گے۔ یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا۔ مؤرخ اسلام حضرت امام ابن کثیر رحمہ اللہ کا نقطہ نظر بھی یہی ہے۔ واضح ہو کہ مودودی صاحب ان کی عظمت کے قائل ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں:۔

''حافظ ابن کثیر جن کا مرتبہ مفسر، محدث اور مؤرخ کی حیثیت سے تمام امت میں مسلم ہے، ان کی تاریخ ''البدایۃ والنہایۃ'' تاریخ اسلام کے بہترین مآخذ میں شمار ہوتی ہے''۔ [1]

اب اس سلسلہ میں مؤرخ عظیم وجلیل علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ کا ارشاد ملاحظہ کیجئے۔ آپ ''البدایۃ والنہایۃ'' ہی میں رقم طراز ہیں:۔

''اور بہت سے مؤرخین مثلاً ابن جریرؒ وغیرہ نے مجہول راویوں سے ایسی خبریں ذکر کی ہیں جو صحاح سے ثابت شدہ حقائق کے مخالف ہیں۔

فهي مردودة على قائلها وناقلها والله اعلم والمظنون بالصحابة خلاف ما يتوهم كثير من الرافضة واغبياء القصاص الذين لا تمييز عندهم

یہ سب اپنے کہنے والوں اور نقل کرنے والوں کے منہ پر ماردی جائیں گی واللہ اعلم۔ اور صحابہ کرامؓ سے حسن ظن مقتضی ہے۔ بہت سے روافض اور احمق قصہ خوانوں کے اوہام (باطلہ)

[1] ''ترجمان القرآن'' ماہ ستمبر ۶۵ء ص ۶۵ (خلافت وملوکیت ص ۳۶۵)

Scanned by CamScanner

بین صحیح الاخبار وضعیفها کے خلاف کا جن کو صحیح وضعیف اور درست وسمینها وسقیمها[1] ونادرست روایتوں میں کوئی تمیز نہیں۔

غور فرمایئے! امام کبیر وشہیر اور مودودی صاحب کے ممدوح ومعتمد علیہ امام ابن کثیر رحمہ اللہ تو مؤرخین حتی کہ ابن جریر کی اخبار روایات کو مردود قرار دے کر ان اخبار کے قائلین وناقلین کے منہ پر مار رہے ہیں۔ ادھر ایک ہمارے ''امام'' ہیں کہ ابن ابی الحدید اور المسعودی ایسے بددین مؤرخین کی تمام روایات کو امت کے سر منڈھنے پر مصر ہیں۔ کیونکہ یہ ہماری ''اسلامی تاریخ'' ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بڑے آدمی کی بڑی بات:

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ اپنے مکتوبات میں رقم فرماتے ہیں:۔

''یہ مؤرخین کی روایتیں تو عموماً بے سروپا ہوتی ہیں۔ نہ راویوں کا پتہ ہوتا ہے۔ نہ ان کی توثیق وتخریج کی خبر ہوتی ہے، نہ انفصال وانقطاع سے بحث ہوتی ہے۔ اور اگر بعض متقدمین نے سند کا التزام بھی کیا ہے تو عموماً ان میں ہر غث وسمین سے اور ارسال وانقطاع سے کام لیا گیا ہے خواہ ابن اثیر ہوں یا ابن قتیبہ ابن ابی الحدید ہوں یا ابن سعد، ان اخبار کو مستفاض ومتواتر قرار دینا بالکل غلط ہے۔

صحابہ رضوان اللہ علیہم کے متعلق ان قطعی اور متواتر نصوص اور دلائل عقلیہ ونقلیہ کی موجودگی میں اگر روایات صحیحہ احادیث کی بھی موجود ہوتیں تو مردود یا ماؤل قرار دی جاتی ہیں، چہ جائے کہ روایات تاریخ۔''[2]

شیخ الاسلام مخدومی واستادی حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً نے اس بارے میں کتنی بڑی اور آخری بات فرمادی کہ فرض کرو کسی صحیح حدیث میں صحابہ کرامؓ کے خلاف کوئی بات موجود ہے، تو چونکہ ان کی رفعت شان وعظمت قدر قرآن وحدیث کی قطعی ومتواتر نصوص اور دلائل عقلیہ ونقلیہ سے ثابت ہے لہٰذا وہ صحیح حدیث بھی صحیح نصوص قطعیہ متواترہ سے متعارض ومتصادم ہونے کی بنا پر مردود وماؤل ہوگی۔

---

[1] البدایۃ والنہایۃ جلد ۷، ص ۱۴۷

[2] ''مکتوبات شیخ الاسلام'' مکتوب ۸۹، ص ۲۶۶

Scanned by CamScanner

صحابہ کرامؓ کا مقام:

اللہ اکبر! یارانِ نبیؐ، اصحابِ رسولؐ کی کیا شان ہے کہ کوئی صحیح حدیث بھی ان کو مجروح نہیں کرسکتی۔ بے سروپا تاریخی روایات اور بے اصل و بے سند خبروں سے قطع نظر، اگر کوئی حدیث صحیح بھی صحابہ کرامؓ سے ٹکرائے گی تو وہ خود پاش پاش ہو جائے گی، اسے رد کر دیا جائے گا۔ اس کی تاویل کی جائے گی۔ اس سے صحابہ کرامؓ کی عظمت پر کوئی حرف نہیں آئے گا۔

مگر آہ! حال یہ ہے کہ بدعقیدہ و بدکردار، آوارہ و اوباش لوگ بے اصل و بے بنیاد، بے سند، بے نسب تاریخی، ہفوات و خرافات کی آڑ لیکر کوچہ و بازار میں اصحابِ رسولؐ کی عزت و ناموس کو داغدار و مجروح کرتے ہیں، اور علامۃ المسلمین ہیں کہ ان ہزلیات کو ان کے منہ پر مارنے کی بجائے، ان پر کان دھرتے ہیں۔ ہمارے تاریخی افسانوں نے صحابہ کرامؓ کی عظمت و جلالت کو مسخ و محو کر کے رکھ دیا، جاہل عوام سے لے کر پڑھے لکھے لوگوں تک کے عقول و اذہان میں جمیع اصحابِ رسولؐ خصوصاً سیدنا حضرت عثمان اور سیدنا حضرت معاویہ، رضی اللہ عنہما کے خلاف ایسے بے ہودہ نقوش و ذلیل تصورات ثبت و مرتسم کر دیئے۔ جو سعی پیہم اور جہد مسلسل سے مٹتے مٹتے مٹیں گے انشاء اللہ تعالیٰ!۔

وقت کی اہم اور اشد ضرورت:

بہر حال ضرورت ہے کہ رطب و یابس صحیح و سقیم اور حقیقت و افسانہ میں فرق و امتیاز کر کے تاریخ کے چہرے کو نکھارا جائے۔ یہ عظیم مقصد، عظیم جہد و مسلسل جہاد ہی سے حاصل ہوگا۔ اس گوہر مقصود کے حصول کے لئے وسیع الظرف، سلیم الطبع، صحیح الفکر اور بالغ النظر اہل علم آگے بڑھیں، اپنے اسلاف خصوصاً صحابہ کرامؓ کی درخشندہ و تابناک حیات مستعار، اور دلآویز و ایمان افروز سیرت و کردار کی واقعی تاریخ مرتب کریں اور ہمارے مسموم و معلول ذہن، اور فاسد و متعفن فکر نوجوان خارجی خرافات کو نظر انداز کر کے اپنے روشن و تابندہ ماضی کی صحیح اور سچی تاریخ کا مطالعہ کریں، تا کہ انھیں اپنے اسلاف کے حقیقی خدوخال اور حسن و جمال کا مطالعہ کریں تا کہ انھیں اپنے اسلاف کے حقیقی خدوخال اور حسن و جمال کا روح آفریں اور دل نواز نظارہ نصیب ہو، آمین!

طویل تمہید اور مختصر تمنا:

معذرت خواہ ہوں کہ تمہید طویل ہوگئی، چونکہ اصولی بات تھی اس لئے مطول و مفصل بیان کی گئی۔ اس "تمہید طولانی" سے "تمنا مختصری ہے" اور وہ یہ کہ برادران اسلام خصوصاً مودودی

صاحب اس حقیقت کو بخوبی ذہن نشین کر لیں کہ ہماری تاریخ (بلکہ ہماری سیرت اور ہماری حدیث) کا ذخیرہ اس قابل ہرگز نہیں کہ کوئی صاحب آنکھیں بند کر کے اس ذخیرہ سے جو بات جہاں سے چاہے اٹھا کر نقل کرتا چلا جائے۔ یہ روش جاہد قسم کے لوگوں کی تو ہو سکتی ہے ارباب علم ونظر سے اس بات کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ اسلاف کرام خصوصا صحابہ کرامؓ سے متعلق کچھ لکھتے وقت بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔

صحیح اصول:

اخبار وروایات میں عمیق فکر وغور، اور تحقیق وتنقید کے بعد امتیاز وانتخاب کیا جائے گا۔ جو خبر یا روایت صحابہ کرامؓ کے مقام رفیع ومرتبہ جلیل کے مطابق وموافق ہوگی، وہی لی جائے گی اور جس نقل سے یارانِ رسول کی تنقیص وتوہین اور تحقیر ومذمت ہوگی وہ مردود ہوگی، اور اسے ایمان وعرفان کی پوری قوت سے رد کر دیا جائے گا، اور اس بات کا قطعاً کوئی لحاظ نہ کیا جائے گا کہ وہ خبر ونقل امام ابن جریر کی تاریخ طبری میں ہے یا امام ابن کثیر کی البدایہ والنہایہ میں، امام ابن سعد کی طبقات میں ہے یا امام ابن عبدالبر کی استیعاب میں، رحمہم اللہ تعالیٰ۔

مولانا مودودی ایسے بالغ نظر اور ذی مطالعہ اہل علم سے توقع تو یہ تھی کہ آپ موادِ تاریخ سے صحیح تاریخ اخذ کریں گے، رطب ویابس اور صحیح وسقیم کے انبار سے حقائق الگ کریں گے، اور "افسانے" الگ! اور اس طرح حضرات صحابہ کرامؓ کے خلاف مطاعن ومعائب کی ہفوات وخرافات دور کر کے ان کے واقعی حسن وجمال کو دنیا کے سامنے پیش کریں گے اور فریب خوردہ سطحی تعلیم یافتہ لوگوں کی صحیح رہنمائی فرمائیں گے۔

اعداءِ صحابہؓ کی سطح پر:

افسوس کا مقام ہے کہ ہماری توقع کے خلاف مولانا مودودی نہ صرف اپنے درجہ ومقام کے مطابق تاریخی روایات کے "ملبہ" سے اپنی صحیح تاریخ اخذ ومرتب نہیں کر سکے، بلکہ عوامی سطح سے بھی منزلوں نیچے گر کر وہی راگ الاپنے لگے جو صدیوں سے دشمنانِ صحابہؓ الاپ رہے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مودودی صاحب کی جگہ یہ گمراہ کن، زہریلا سلسلہ، مضامین کسی متعصب اور جاہل رافضی نے لکھا ہے۔

الزام بدتر:

ایک جاہل اور متعصب رافضی اگر اس طرح قلم گھسیٹ کر بیسیوں صفحے سیاہ کرتا تو اس کا

Scanned by CamScanner

تعلیم یافتہ نوجوانوں پر خاک بھی اثر نہ ہوتا۔ بلکہ لوگ ان مضامین کو پڑھ کر اپنا وقت ضائع نہ کرتے ،لیکن مودودی صاحب کے قلم سے جب یہ مضامین سامنے آئے تو سینکڑوں نوجوانوں نے ان سے اثر لیا اور جو زہران مضامین مین مخفی ہے،مولانا کے معتقدین تو اسے" آب زلال" سمجھ کر پی گئے۔صحابہ کرام کی عزت وناموس پران حملوں سے اہل سنت کو دلی قلق واضطراب لاحق ہوا اور دشمنان صحابہؓ کا سنگین دل باغ باغ ہوگیا۔اس طرح ایک مودودی صاحب نے اسلام کو وہ صدمہ پہنچایا جو ایک ہزار سبائی اور رافضی نہ پہنچا سکے۔

ایک لطیفہ:

رحیم یار خاں کی ایک دینی وعلمی شخصیت نے مجھ سے بیان فرمایا کہ شہر کے ایک تعلیم یافتہ نوجوان نے ان سے کہا:۔

مولانا ! دیکھا آپ کے مولانا مودودی نے کیا کمال کر دکھایا ہے، اور مخفی تاریخی جواہرات ونوادرات کو منظر عام پر لے آئے ہیں۔کیا" ترجمان القرآن" میں مولانا کے تحقیقی مضامین کا یہ بے نظیر سلسلہ آپ کی نظر سے گزرا ہے؟" (او کما قال)

اس پر اہل سنت کے ان محبوب ومعتمد بزرگ نے برجستہ فرمایا:۔

" کون کہتا ہے،مودودی صاحب ہمارے ہیں؟ حقیقت میں تو وہ آپ ہی کے ہیں۔ اب تک تقیہ کر کے بہ تکلف ہمارے بنے رہے۔شکر ہے کہ ان مضامین سے وہ عریاں ہوکر تمہارے ہوگئے"

ایک حقیقت:

یہ تو خیر ایک لطیفہ تھا،لیکن یہ حقیقت ہے کہ مولانا کی یہ قلمکاری اہل سنت کے مسلک سے بعید تر، اور دشمنان صحابہؓ کے تصورات ونظریات سے قریب تر بلکہ ہم آہنگ ہے۔ جو بھی منصف مزاج اور صحیح الدماغ انسان ان مضامین کو پڑھے گا،وہ یہ کہنے میں ذرہ بھر تامل نہ کرے گا۔

Scanned by CamScanner

سیدنا حضرت عثمان ذی النورینؓ کیخلاف مودودی صاحب کے مطاعن واعتراضات!

مودودی صاحب نے حضرت عثمانؓ کے خلاف اپنے مطاعن واعتراضات پر ''ترجمان'' کے متعدد صفحات لکھے ہیں۔ جن کا اختصار مولانا ہی کے الفاظ میں ہم نقل کر چکے ہیں۔ ذیل میں ان کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔ پھر ان کا نمبروار جواب عرض کیا جائے گا۔

۱:۔ حضرت عثمانؓ نے بیت المال میں تصرف کر کے بنی امیہ کو روپیہ دیا، مثال کے طور پر ۵ لاکھ دینار مروان کو بخش دیئے۔

۲:۔ انھوں نے سابقین اولین کو معزول کر کے،

۳:۔ بنی امیہ کو بڑے بڑے اہم عہدے عطا کئے۔ خصوصاً صوبوں کی گورنری پر اپنے اقرباء کو مقرر کیا۔

۴:۔ حضرت معاویہؓ کو عدم تدبر سے کام لے کر ایک ہی صوبہ کی گورنری پر مسلسل ۱۶۔۱۷ سال مامور رکھا۔

۵:۔ اپنے چچازاد بھائی مروان کو اپنا سیکرٹری بنالیا۔

ہم ان مطاعن واعتراضات کا مفصل جواب عرض کریں گے، اور امام مظلومؓ کے خلاف مولانا کے ایک ایک الزام وافتراء پر بحث کریں گے تاکہ ان کی حقیقت واضح ہو جائے، لیکن اس سے پہلے ہم قاضی عیاض اور ابن رشد وغیرہ اجلہ ائمہ رحمہم اللہ کے شیخ واستاذ امام قاضی ابوبکر بن عربی رحمہ اللہ کا اجمالی فیصلہ پیش کرتے ہیں۔ آپ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ''العواصم من القواصم'' میں حضرت امام مظلومؓ کے خلاف مشہور اعتراضات نقل کر کے تحریر فرمایا ہے:۔

هٰذَا كُلُّهٗ بَاطِلٌ سَنَدًا وَمَتْنًا۔[1]

کیا باعتبار سند اور کیا بلحاظ مضمون! یہ تمام اعتراضات باطل ہیں۔

عہد حاضر کے ایک مورخ کا قول بھی ملاحظہ ہو:۔

علامہ حاجی معین الدین صاحب ندوی رقمطراز ہیں:۔

''مختلف عناصر نے مل کر افتر پردازیوں اور کذب بیانیوں سے اس طرح حضرت عثمانؓ

---

[1] ''العواصم من القواصم'' ص ۶۳

کو بدنام کرنے کی کوشش کی اور آپ کی مخالفت کا صور اس بلند آہنگی سے پھونکا کہ اتنی طویل مدت کے بعد اس زمانہ میں بھی بہت سے تعلیم یافتہ حضرات جو واقعات تک پہنچنے کی کوشش نہیں کرتے، ان غلط بیانیوں، اور فریب کاریوں سے متاثر نظر آتے ہیں۔'' [1]

افسوس کا مقام:

افسوس ہے کہ عام تعلیم یافتہ نہیں، بلکہ مودودی صاحب ایسا سمجھدار انسان بھی اس ابلیسی پروپیگنڈا کا شکار ہو گیا۔ اور پھر آپ نے جس ''بلند آہنگی سے یہ صور پھونکا ہے'' اس سے ''بہت سے تعلیم یافتہ حضرات جو واقعات تک پہنچنے کی کوشش نہیں کرتے، ان غلط بیانیوں اور فریب کاریوں سے متاثر نظر آتے ہیں۔'' خدا کرے ہماری یہ عاجزانہ مساعی ان فریب خوردہ اصحاب کو حقیقت آشنا کر سکیں۔

اب ہم ایک ایک اعتراض پر بحث کرتے ہیں:۔

طعن نمبر ۱: بیت المال سے اقربا نوازی:

اعدائے صحابہ حضرت عثمانؓ کو بدنام کرنے کے لئے یہ اعتراض کرتے ہیں کہ آپ نے بیت المال میں ناجائز تصرف کر کے اپنے اعزہ و اقارب کی پرورش کی۔ اس مجسم جود و سخا پر بیت المال میں غبن و تصرف کا الزام و بہتان! جس نے اُس وقت ملت اور اسلام پر لاکھوں روپے خرچ کئے جبکہ بیت المال کا وجود تک موجود نہ تھا، ظلم عظیم ہے اور تعصب کی انتہا ہے۔

مودودی صاحب نے بھی اس ناپاک الزام اور رسوائے عام بہتان کا اعادہ ضروری سمجھا اور لکھا:۔

''حضرت عثمانؓ نے ان (بنی امیہ) کے ساتھ دوسری ایسی رعایت کیں، جو عام طور پر لوگوں میں ہدف اعتراض بن کر رہیں۔ مثال کے طور پر انھوں نے افریقہ کے مال غنیمت کا پورا خمس (۵ لاکھ دینار) مروان کو بخش دیا۔'' [2]

معاذ اللہ! اِنَّ هٰذَا الاَّ بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ!

حقیقت:

آیئے! ذرا دیکھیں، اس ''افسانے'' کی حقیقت کیا ہے، حقیقت یہ ہے کہ حضرت امام

---

[1] ''خلفائے راشدین'' از حاجی معین الدین صاحب ندوی مطبوعہ اعظم گڑھ ص ۲۱۰

[2] ''ترجمان القرآن'' جون ۶۵ ص ۳۳۔ (خلافت و ملوکیت ص ۱۰۶)

Scanned by CamScanner

عالی مقامؓ نے افریقہ کے مال غنیمت کے خمس میں سے خمس بطور انعام دینے کا وعدہ فاتح افریقہ حضرت عبداللہؓ بن سعد سے فرمایا تھا۔

افریقیہ یعنی موجود الجزائر مراکش اس زمانہ میں روما کی مسیحی حکومت کے قبضہ میں تھا۔ یہاں کا حاکم جرجیر تھا۔

امام طبری رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ:۔

۲۷ھ میں عبداللہؓ بن سعد بن ابی سرح کے ہاتھ پر افریقیہ فتح ہوا، حضرت عثمانؓ نے عبداللہؓ بن سعد کو افریقیہ پر لشکر کشی کا حکم دیا اور فرمایا، اگر اللہ تعالیٰ نے تیرے ہاتھ پر اسے فتح کرادیا،

فلك مما افاء الله علی المسلمین خمس الخمس من الغنیما نفلاً

تو مال غنیمت کے خمس میں خمس زائد (بطور انعام) تیرا ہے۔

عبداللہؓ بن سعد نے اس کے میدانوں اور پہاڑوں کو فتح کرلیا، پھر اہل افریقیہ نے اجتماعی طور پر اسلام قبول کرلیا اور حسن طاعت کا مظاہرہ کیا۔ حضرت عبداللہؓ بن سعد نے خداداد مال غنیمت کا (۴/۵) لشکر میں تقسیم کیا۔ خمس کا پانچواں حصہ خود لے لیا اور خمس کے باقی چار حصے حضرت عثمانؓ کی طرف (مرکزی بیت المال میں) بھیج دیئے۔ اہل لشکر میں سے ایک وفد دربار خلافت میں پہنچا اور خمس الخمس زائد لے لینے پر حضرت عبداللہؓ بن سعد کی شکایت کی۔ تو حضرت عثمانؓ نے اراکین وفد سے فرمایا:۔

انا نفلته وکذلك کان یصنع وقد امرت له بذالك وذاك الیکم الآن فان رضیتم فقد جاز، وان سخطتم فهو رد قالوا فانا نسخطه قال فهو رد و کتب الی عبدالله رد ذلك۔[1]

(تحریص و ترغیب اور جہاد میں جوش وازدیاد کی خاطر) خمس الخمس اسے زیادہ دینے کا میں نے کہا تھا اور حضرت عمرؓ بھی اسی طرح کیا کرتے تھے، اور یہ میں نے اسے حکم دیا تھا۔ اب یہ تم پر منحصر ہے اگر تم لوگ راضی ہو تو وہ اس کا ہو گیا اور اگر تم لوگ ناراض ہو تو وہ واپس ہو جائے گا۔ ان لوگوں نے کہا، ہم اس پر ناخوش اور ناراض ہیں تو آپ نے فرمایا، وہ واپس ہے اور حضرت عبداللہ کو لکھ دیا کہ خمس الخمس واپس کر دیا جائے۔

[1] طبری جلد ۳ ص ۳۱۲، ۳۱۳

Scanned by CamScanner

خمس میں تصرف:

سوال یہ ہے کہ کیا امام خمس میں تصرف کر سکتا ہے، اور اس میں سے بطور انعام کسی کو کچھ دینے کا حق و اختیار امام کو حاصل ہے یا نہیں؟

امام ابن العربی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:۔

امام مالکؒ اور علماء کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ خمس میں امام کی رائے معتبر ہے۔ اپنے اجتہاد سے وہ جو فیصلہ کرے وہی نافذ ہوگا۔

وان اعطاء ہ لواحد جائز[1] اور یہ کہ امام کا پورا خمس کسی ایک کو دے دینا بھی جائز ہے۔

دشمن پر فتح پانے اور غلبہء اسلام کے لئے بطور ترغیب وتشویق امیر لشکر کو اس رقم کی پیشکش حضرت عثمانؓ کا کوئی نیا اقدام نہیں تھا۔ حضرات صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما بھی اس قسم کے اقدامات فرمایا کرتے تھے، چنانچہ حضرت عثمان نے اس سلسلہ اعتراض میں اپنی صفائی دیتے ہوئے صحابہ کرامؓ کے سامنے فرمایا تھا:۔

(معترض سبائی) کہتے ہیں کہ میں نے ابن ابی سرح کو مال غنیمت دیا ہے، اور میں نے مال غنیمت کے خمس میں سے خمس اس کو زائد دیا ہے۔ جس کی قیمت ایک لاکھ ہے۔

وقد انفذ مثل ذالك ابوبكر وعمر رضی اللـه عنهما فزعم الجند انهم يكرهون ذلك فرددته عليهم وليس كذاك لهم الكذلك؟ قالو انعم۔[2]

اور اس قسم کے احکام حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ نے بھی نافذ فرمائے تھے۔ دوسرے اہل لشکر نے اس بات کو ناپسند کیا، پس میں نے وہ خمس الخمس ان کو واپس کر دیا اور یہ عبداللہؓ کے نہ رہا، کیا یہ اسی طرح ہے؟ سب نے کہا، ہاں ٹھیک ہے۔

فلسفہ تاریخ کے امام کا فیصلہ:

فلسفہ تاریخ کے امام، امام المؤرخین ابن خلدون رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:۔

حضرت عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہما) نے فتح کی خوشخبری اور مال غنیمت کا پانچواں حصہ مدینہ بھیجا۔

---

[1] "العواصم من القواصم" ص ۱۰۱ [2] طبری، جلد ۳، ص ۳۸۴

Scanned by CamScanner

فاشتراه مروان بن الحکم بخمس مائۃ الف دینار و بعض الناس یقولون اعطاہ و لا یصح وانما اعطی ابن ابی سرح خمس الخمس من الغزوۃ الاولی۔[1]

جسے مروان نے پانچ لاکھ دینار پر خرید لیا اور یہ جو بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے مروان کو بخش دیا تھا۔ یہ صحیح نہیں بلکہ پہلے معرکہ کے خمس کا خمس ابن ابی سرح کو دیدیا تھا۔

وہ بھی لشکر کے مطالبہ پر ان سے لے کر واپس کر دیا گیا۔ جو اہل لشکر میں تقسیم کر دیا گیا۔

غور فرمایئے اگرچہ خمس کا بطور عطایا وانعام دے دینا عہد صدیقی وفاروقی میں بھی معمول بہا رہا ہے۔[2] حتی کہ سیدنا حضرت علیؓ نے بھی کردوس بن ہانی اور سوید بن غفلہ کو جاگیر عطا فرمائی۔ (کتاب الخراج ص ۶۲ مطبوعہ ۱۳۵۲ھ)[3] اور حضرت عثمانؓ کو پورا خمس کسی ایک شخص کو بطور عطیہ وانعام دے دینے کا حق شرعاً حاصل ہے لیکن امام مظلومؓ نے تو کبھی ایسا نہیں کیا۔ اپنے شرعی حق کو جائز طور پر بھی کبھی استعمال نہیں فرمایا۔ آپ نے صرف ایک بار افریقیہ کی مہم پر روانہ کرتے ہوئے حضرت عبداللہ بن ابی سرح سے خمس الخمس کا وعدہ کیا چنانچہ انھوں نے فتح کے بعد اُسے رکھ لیا۔ مگر اہل لشکر کی شکایت پر امام عالی مقامؓ نے وہ بھی واپس کر دیا۔

تاریخ کی آڑ:

ان حقائق کی روشنی میں حضرت امام مظلومؓ پر قومی خزانہ میں خیانت کا الزام عائد کرنا اور ایک خلیفہ حق کو خائن وظالم قرار دینا بہت بڑی جسارت ہے اور مودودی صاحب نے یہ جسارت ابن سعد اور ابن اثیر (رحمہما اللہ) کو آڑ بنا کر کی ہے۔ ابن اثیر تو ماخذ نہیں، وہ تو خود ناقلین میں سے ہے، اور ابن سعد کی روایت میں اوّل تو ۵ لاکھ دینار کا سرے سے ذکر ہی نہیں، مطلق خمس کا ذکر ہے۔ پھر یہ روایت واقدی کی ہے۔ اور واقدی کے متعلق ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ ان کے متعلق ہم ائمہ امت اکابر امت کے چند اقوال آغاز میں عرض کر چکے ہیں۔ بہر حال مودودی صاحب کے اتنے بڑے بہتان وافتراء کی بنیاد کتنا بودا، بیہودہ، اور پادرہوا ہے۔

تحیر واستعجاب:

پھر حیرت اور تعجب کی انتہا ہے کہ مودودی صاحب امام المؤرخین ابن خلدون کی تاریخی تصریحات کو تو نظر انداز کر دیتے ہیں اور ان کے مقابلے میں واقدی جیسے ساقط الاعتبار، اور مشہور

---

1. "ابن خلدون" جلد ۲ ص ۱۲۹۔
2. طبری جلد ۳ ص ۳۸۴
3. "العواصم من القواصم" حاشیہ ص ۱۰۲

Scanned by CamScanner

بدنام "بزرگ" کی بیہودہ گوئی ولغو بیانی کو قبول کرتے اور اسے حجت کے طور پر پیش کرتے ہیں، اسے کیا کہا جائے؟ کیا اسے مطلق علمی گراوٹ وتسفل یا ذوق مطالعہ کی خرابی وعلت سے تعبیر کیا جائے یا یہ کسی قلبی سقم ومرض اور دلی روگ اور فساد کا نتیجہ ہے؟ آخر ایک ثقہ اور قابل اعتماد مؤرخ کی صراحت سے صرف نظر کر کے ایک ایسے افسانے کو دہرانا جس سے رسول کریمؐ کے برگزیدہ صحابی اور امت کے مسلمہ پیشوا و امام کا دامن کردار نہایت بری طرح ملوث و داغدار ہوتا ہو، یہ دل کی کوئی بیماری اور قلب کا کوئی مرض نہیں تو اور کیا ہے؟ خدا دل کے اس کھوٹ اور روگ سے ہر مسلمان کو بچائے۔ آمین

امام مظلومؓ کی زر پاشیاں:

اللہ اللہ! آج اس محسن امت کو خائن وغاصب قرار دیا جا رہا ہے جس کا ابر کرم ملت پر موسلا دھار برسا۔ جس نے مسلمانوں پر اُس وقت لاکھوں روپے خرچ کئے جب کہ بیت المال میں ایک کوڑی بھی نہ تھی۔ حضورؐ کے ایما و ارشاد پر ہزار ہا روپے میں مدینہ طیبہ میں یہودی سے، پینے کے پانی کا کنواں خرید کر، مسلمانوں کے لئے وقف کر دینے، ہزار ہا روپے سے مسجد نبوی کو توسیع کرنے والے، لاکھوں روپے سے غزوۂ تبوک...... جیش العسرہ کا ساز و سامان بہم پہنچانے والے اور ہر موقع پر خدا اور رسولؐ خدا کی رضا وخوشنودی حاصل کر کے محبوبؐ خدا کی دلی دعائیں لینے والے اور جنت کی بشارت پانے والے حضرت امام مظلوم سیدنا "عثمانؓ" پر بیت المال میں غبن وتصرف اور قومی فنڈ میں غصب وخیانت کا الزام انتہائی شرمناک حرکت اور ظلم عظیم ہے۔!

حقیقت یہ ہے کہ امام مظلومؓ خدا اور محبوب خدا کے ارشادات کی تعمیل اور سنت نبوی کے اتباع میں اپنے اقارب کی پرورش کرتے تھے۔ صلہ رحمی کی صفت میں آپ تمام اصحابؓ رسولؐ میں ممتاز تھے۔ چنانچہ سیدنا حضرت علیؓ اور سیدہ طاہرہ ام المؤمنینؓ نے واصلهم للرحم[1] (صحابہؓ میں سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے کے) الفاظ سے آپ کی مدح فرمائی ہے۔

تو آپ اپنے اعزہ واقارب سے صلہ رحمی فرمایا کرتے تھے اور مال ومتاع سے ان کی امداد واعانت فرمایا کرتے تھے، مگر اپنے ذاتی مال سے نہ کہ بیت المال سے۔ چنانچہ ایک موقع پر آپ نے صحابہ کرامؓ کی موجودگی میں اپنے خلاف بلوائیوں کے الزامات کی ایک ایک کر کے تردید کرتے ہوئے فرمایا:۔

---

[1] "استیعاب" ذکر سیدنا عثمانؓ

اور (معترض) لوگ کہتے ہیں کہ میں اہل خاندان سے محبت کرتا ہوں اور ان کو عطیات دیتا ہوں، لیکن میری محبت نے مجھے ظلم و جور پر مائل نہیں کیا (کہ قومی فنڈ اور بیت المال میں خیانت کر کے انھیں مال دوں)

واما اعطاء ھم فانی ما اعطیھم من مالی ولا استحل اموال المسلمین لنفسی ولا لا حدمن الناس۔

اور میرا اپنے اقارب کو عطیات دینا سو جو کچھ میں نے ان کو دیا ہے اپنے ہی مال سے دیا ہے، مسلمانوں کا مال نہ میں اپنے لئے حلال سمجھتا ہوں اور نہ لوگوں میں سے کسی کے لئے۔

اور بلاشبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور (حضرت) ابوبکرؓ اور (حضرت) عمرؓ کے زمانہ میں خاص اپنے مال سے گراں قدر عطیے دیا کرتا تھا، حالانکہ ان دنوں (بوجہ جوانی) میں بخیل اور حریص تھا۔ اب جبکہ میں اپنی خاندانی عمر کو پہنچ چکا ہوں اور میری زندگی ختم ہے اور اپنا تمام مال اپنے خویش و اقارب کے حوالہ کر دیا ہے۔

قال الملحدون ماقولوا

تو ملحدین اس قسم کی باتیں کر رہے ہیں اور خدا کی قسم میرے پاس صرف خمس آتا ہے۔

ولا یحل بی منھا شیئی فولی المسلمین وضعھا فی اھلھا دونی ولا یلتفت من مال اللہ بفلس فما فوقہ وما ابتلغ منہ ما آکل الا مالی۔[1]

اس میں سے بھی میرے لئے کوئی چیز جائز نہیں۔ مسلمان ہی اس کے والی ہیں اور میرے سوا وہ اس مال کو مستحق لوگوں میں صرف کرتے ہیں۔ اور میں اللہ کے مال میں سے ایک پیسہ بھی نہیں اٹھاتا اور نہ میں اس سے اپنا گزارہ تک لیتا ہوں میں کھانا بھی اپنے ہی مال سے کھاتا ہوں۔

اللہ اکبر! امام مظلومؓ پر ظلم و ستم اور جور و تعدی کی حد ہوگئی کہ وہ تو بیت المال سے ایک پیسہ تک نہیں لیتے۔ صرف للہ بالکل بلا معاوضہ مسلمانوں کی خدمت کرتے ہیں۔ کام مسلمانوں کا کرتے ہیں مگر کھانا اپنے گھر سے کھاتے ہیں۔ مگر اعداء و مخالفین ہیں جو مشہور کرتے پھرتے ہیں کہ امامؓ اپنے چچازاد بھائی کو مسلمانوں کے مال، بیت المال سے ۵ لاکھ دینار دے دیتے ہیں۔

[1] طبری جلد ۳ ص ۳۸۵

Scanned by CamScanner

ملحدین:

جو لوگ امام عالی مقامؒ کے خلاف اس قبیل کے لغو اعتراض کر کے اپنے خبث باطن کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ امام کے ارشاد کے مطابق وہ ملحد و بے دین ہیں۔ آپ نے بیت المال سے ایک پیسہ نہ تو خود لیا اور نہ ہی اپنے کسی عزیز و قریب کو دیا۔ البتہ اپنی ساری جائیداد اپنے خاندان میں تقسیم کر دی۔

وکان عثمان قد قسم ماله وارضه فی بنی امیه[1]	حضرت عثمانؓ نے اپنا مال اور اپنی اراضی سب بنو امیہ میں تقسیم فرمادی۔

آل حکم کو ایک لاکھ ملا۔

یہ ہے مودودی صاحب کے اس طعن و الزام کی حقیقت، جو اگر درست ثابت ہو جائے تو حضرت عثمانؓ، جو فرمان رسولؐ کے مطابق رسولؐ کے خلیفہ، برحق ہیں، ایک خائن و غاصب اور ظالم بادشاہ کے مقام پر کھڑے نظر آتے ہیں۔ (معاذ اللہ)

داعی حق کی مجبوری:

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مولانا نے یہ اقدام وارتکاب آخر کیا کیوں؟ اس کا جواب مودودی صاحب سے سنیے۔

''داعی حق کیا کرے؟'' کی سرخی قائم فرما کر مودودی صاحب لکھتے ہیں:۔

''میرے بعض دوستوں نے مجھے یہ بھی لکھا ہے کہ تم اختلافی بحثوں میں نہ اُلجھو، تم داعی حق ہو۔ بس دعوت حق کا کام کیے جاؤ تا کہ سب لوگ تمہاری بات سنیں۔ میں ان کی اس نصیحت کا تہ دل سے شکرگزار ہوں۔ مگر میں ابھی تک یہ نہیں سمجھ سکا کہ داعی حق بے چارا مخالفتوں سے بچنے کی خاطر اگر نہ تفسیر میں کلام کرے، نہ حدیث میں، نہ فقہ میں، نہ عقائد اور علم کلام کے مسائل میں، نہ تاریخ میں۔ تو آخر وہ کلام کس چیز میں کرے اور اپنی دعوت کے مختلف گوشوں کو کیسے واضح کرے۔''[2]

اچھا! تو معلوم ہو گیا کہ داعی حق بے چارے نے یہ ساری تکلیف محض اپنی دعوت کے مختلف گوشوں کو واضح کرنے کے لئے کی ہے، اور جب تک آپ حضرات صحابہؓ کو ہدف ملامت و مطاعن نہ بناتے، ایضاح دعوت، اور وضوح حق کی مہم سر نہ ہوتی۔

[1] طبری جلد ۳ ص ۳۶۵ [2] ''ترجمان'' ستمبر ۶۵ ص ۵۶، ۵۷

Scanned by CamScanner

لمحہ فکریہ:

داعی حق نے اپنی دعوت حق کے مختلف گوشے کو نے واضح کر دیئے ہیں۔ اب یہ دعوت قبول کرنے والوں کا کام ہے کہ جس دعوت کو انھوں نے قبول کیا ہے، خود اس کے داعی کے کردار کی روشنی میں اس کا حدود اربعہ اور اس کی حقیقت سمجھنے کی کوشش کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوش تربیت میں پرورش یافتہ، اجلہ واسبق صحابہ کرامؓ کی بے داغ شخصیت کو ہدف ملامت اور نشانہ مطاعن ومثالب بنائے بغیر جس دعوت کا ایضاح وشیوع ممکن نہیں، کیا وہ دعوت حق کی دعوت ہو سکتی ہے؟ رسولؐ کی دعوت حق کو جن یاران رسولؐ نے اپنی جان ہار کر پروان چڑھایا۔ جب خود ان رفقاء رسولؐ اور داعیان حق کی سیرت وکردار کو داغدار کرنا جس "دعوت حق" کا منتہاء ارتقا ہو، کیا اس دعوت کی پذیرائی اور حمایت شرعاً جائز ہے؟

کج بحثی کا نادر نمونہ:

پھر "داعی حق" کی "حق پسندی" اور "راست روی" ملاحظہ ہو کہ "دوستوں" نے تو لکھا کہ "تم اختلافی بحثوں میں نہ الجھو" اور ان کا مقصد صرف یہ تھا کہ صحابہ کرامؓ کے خلاف زبان طعن دراز نہ کرو۔ مگر داعی حق جواب دیتے ہیں کہ "داعی حق بے چارا مخالفتوں سے بچنے کی خاطر اگر نہ تفسیر میں کلام کرے، نہ حدیث میں، نہ فقہ میں، نہ عقائد اور علم کلام کے مسائل میں، نہ تاریخ میں تو آخر وہ کلام کس چیز میں کرے"۔[1]

کیا اس سے زیادہ کج بحثی کی مثال کوئی اور مل سکتی ہے؟

اُف! یہ آزادانہ روش اور یہ تعلّی:

مودودی صاحب لکھتے ہیں:۔

---

[1] ہم "داعی حق بے چارے" کے اس سوال کے جواب میں مخلصانہ عرض کریں گے کہ وہ "بے چارا" کسی علمی موضوع پر کلام کرنے کی بجائے ادب ہی کی خدمت کرے، کیونکہ جس عظیم شخصیت کو "وہم وگمان میں شبہ"، "غطر بود کے دیتی ہیں" اور "لیپ پوت کرکے" وغیرہ ایسے ادبی "شہ پاروں" کی تخلیق کا شرف حاصل ہے اس کیلئے بہتر یہی ہے کہ وہ ادب ہی کو اپنی خدمات سے مستفیض فرمائے۔ گو اس سے پیشتر مدعیان نبوت "کرتا" قسم کے ادبی "شاہکاروں" سے ادب کی خدمت کر چکے ہیں۔ تاہم ضرورت ہے کہ "داعیان حق" بھی "غت ربود" کی بجائے "غطر بود" اور "لیپا پوتی کرنے" کی بجائے "لیپ پوت کرنے" کی نوعیت کے "ادبی شہ پارے" ایجاد کر کے "مظلوم" اردو پر مزید "احسان" کریں۔

واضح ہو کہ حضرت داعی حق نے اسی سلسلہ مضامین میں "ترجمان" ستمبر ۶۵ء کے صفحہ ۵۶ پر "غطر بود کے دیتی ہیں" تحریر فرمایا۔ اور صفحہ ۵۸ اور ۵۹ پر تین بار "لیپ پوت کرنے" کا نادر محاورہ استعمال فرمایا ہے۔

Scanned by CamScanner

"میں یہ بات بھی واضح کردینا چاہتا ہوں کہ میں نے قاضی ابوبکر ابن العربی کی "العواصم من القواصم" امام ابن تیمیہ کی "منہاج السنۃ" اور حضرت شاہ عبدالعزیز کی "تحفہ اثنا عشریہ" پر انحصار کیوں نہ کیا۔ جس وجہ سے اس مسئلے میں میں نے ان پر انحصار کرنے کے بجائے براہ راست اصل مآخذ سے خود تحقیق کرنے اور اپنی آزادنہ رائے قائم کرنے کا راستہ اختیار کیا، وہ یہ ہے کہ تینوں حضرات نے دراصل اپنی کتابیں شیعوں کے شدید الزامات اور ان کی افراط وتفریط کے رد میں لکھی ہیں، جس کی وجہ سے عملاً ان کی حیثیت وکیل صفائی کی سی ہوگئی ہے، اور وکالت، خواہ وہ الزام کی ہو یا صفائی کی، اس کی عین فطرت یہ ہوتی ہے کہ اس میں آدمی اس مواد کی طرف رجوع کرتا ہے جس سے اس کا مقدمہ مضبوط ہوتا ہو۔ اور وہ اس مواد کو نظر انداز کردیتا ہے جس سے اس کا مقدمہ کمزور ہو جائے۔"[1]

اپنی اپنی پسند:

گویا بالفاظ مودودی صاحب ابن العربی، امام ابن تیمیہ اور شاہ عبدالعزیز رحمہم اللہ اصحاب رسولؐ کی عزت وناموس کے محافظ وپاسبان اور مذہب حقہ اہل سنت کے وکیل صفائی ہیں اور چونکہ ان کی "العواصم من القواصم"، "منہاج السنۃ" اور تحفہ اثنا عشریہ" سے اہل سنت کا مقدمہ مضبوط ہوتا ہے۔ اور ان میں وہ مواد موجود نہیں، جس سے اہل سنت کا مقدمہ کمزور ہو جائے، لہٰذا ہمارے "داعی حق" نے ان پر انحصار نہیں کیا، نہ بلکہ انھیں تو دیکھا اور چھوا تک نہیں، اُن سے تو کلی اجتناب وانحراف کیا اور تمام تر انہی روایات بلکہ خرافات پر انحصار کیا ہے جن سے اہل سنت کا مقدمہ کمزور ہوتا ہے اور صحابہ کرامؓ کی عزت وناموس پر حرف آتا ہے۔

مجھے تو پسند، اور مجنوں کو لیلیٰ!

پسند اپنی اپنی، خیال اپنا اپنا!

اس حقیقت کی روشنی میں ہم مودودی صاحب سے عرض کریں گے کہ

آپ ہی اپنے ذرا طرز عمل کو دیکھیں!

ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی!

مودودی صاحب کا دینی مقام:

اپنے اس طرز عمل کے پیش نظر مودودی صاحب دینی دنیا میں اپنا مقام خود متعین کرلیں۔ کیا اس موقف کے بعد بھی انھیں سواد اعظم اہل سنت میں رہنے کا حق باقی رہتا ہے؟ اور

---

[1] "ترجمان" ستمبر ۶۵ء ص ۶۷ (خلافت وملوکیت ص ۳۲۰)

وہ سنی مسلمان کہلائے جاسکتے ہیں؟ اور اگر اس کا جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے تو انہیں اپنے آپ کو سبائی تسلیم کر کے اعلان کر دینا چاہئے کہ مسلک اہل سنت سے میرا کوئی تعلق نہیں تا کہ بھولے بھالے اہل سنت کو اپنے امیر کی حقیقت معلوم ہو جائے اور وہ دھوکے میں نہ رہیں۔

حشر کس کے ساتھ چاہتے ہو؟:

قیامت کے دن دربار الٰہی میں جب ایک طرف رسولؐ اور یارانِ رسولؐ ہوں گے اور دوسری طرف اعدائے رسولؐ اور دشمنانِ یارانِ رسولؐ! ظاہر ہے کہ یارانِ رسول کے وکلاء قاضی ابن العربی، امام ابن تیمیہ، اور شاہ عبدالعزیز وغیرہم رحمہم اللہ تو یارانِ رسولؐ کے ساتھ ہوں گے مگر مودودی صاحب؟ میں پوچھتا ہوں، اس دن مودودی صاحب کا مقام کہاں ہوگا؟

ابھی سے سوچ سمجھ لو وگرنہ حشر کے دن
مرے سوال کا تم سے جواب ہو کہ نہ ہو!

اگر آپ محشر میں اپنا حشر رسولؐ واصحابؓ رسول اور وکلائے اصحابؓ رسولؐ کے ساتھ چاہتے ہیں تو دنیا میں بھی انہی حضرات کی صف میں کھڑا ہونا ہوگا۔ اور اگر آپ نے ان سلف صالحین اور بزرگانِ دین سے اعراض وانحراف کر کے، ان سے کٹ کر اور ہٹ کر ''اپنی آزادانہ رائے قائم کرنے کا راستہ اختیار کیا۔'' تو آخرت میں بھی ان کی صف میں کھڑا نہیں ہونے دیا جائے گا۔ وہاں بھی آپ کو ''آزاد'' مقام پر کھڑا ہونا ہوگا۔

عذر گناہ بدتر از گناہ:

مودودی صاحب کے اس سلسلہ میں مضامین پر جب علمائے امت نے احتجاج کیا اور اخبارات ورسائل میں مودودی صاحب کے ''افسانوں'' کی دھجیاں اڑنے لگیں تو آپ نے ''عذر گناہ'' کے طور پر لکھا:۔

''سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے اقربا کے معاملہ میں جو طرز عمل اختیار فرمایا اس کے متعلق میرے ''وہم وگمان میں بھی کبھی یہ شبہ[1]'' نہیں آیا کہ معاذ اللہ وہ کسی بدنیتی پر مبنی تھا ان کے تقویٰ وطہارت کو دیکھ کر آخر کون صاحب عقل آدمی یہ گمان کر سکتا ہے کہ اس سیرت و کردار کا انسان بدنیتی کے ساتھ وہ طرز عمل اختیار کر سکتا ہے جس کو آج سیاسی اصطلاح میں خویش نوازی (Nepotism) کہا جاتا ہے۔[2]

---

[1] ''وہم وگمان میں شبہ'' کہیں ''مال روڈ کی سڑک'' اور ''جنٹلمین آدمی'' کی نوعیت کا ادبی شہ پارہ تو نہیں؟

[2] ''ترجمان القرآن'' اکتوبر ۶۵ء ص ۳۶ (خلافت وملوکیت ص ۳۲۱)

Scanned by CamScanner

اس ''عذر'' کے بعد ایک نظر ذرا ''اس گناہ'' کو پھر دیکھ لیجئے، جس کا ارتکاب چند ماہ پیشتر مودودی صاحب سے ہوا تھا۔ آپ نے لکھا تھا:۔

'' لیکن ان (حضرت عمرؓ) کے بعد حضرت عثمانؓ جانشین ہوئے، تو رفتہ رفتہ وہ اس پالیسی سے ہٹتے چلے گئے۔ انھوں نے پے در پے بنی امیہ کو بڑے بڑے اہم عہدے عطا کئے اور ان کے ساتھ دوسری ایسی رعایات کیں جو عام طور پر لوگوں میں ہدف اعتراض بن کر رہیں۔ مثال کے طور پر انھوں نے افریقہ کے مال غنیمت کا پورا خمس (۵ لاکھ دینار) مروان کو بخش دیا۔'' [۱]

گویا بیت المال کا لاکھوں روپیہ جو عامۃ المسلمین کا حق ہے، اپنے چچازاد بھائی اور داماد کو ''بخش دینا''، ''خویش نوازی'' نہیں، کیونکہ حضرت عثمانؓ کے متعلق ''خویش نوازی'' کا گمان کوئی ''صاحب عقل آدمی'' نہیں کرسکتا، اور مودودی صاحب گمان نہیں بلکہ یقین کے پیرایہ میں اسے بیان فرمارہے ہیں۔ لہٰذا یہ ۵ لاکھ دینار ''اپنے چچازاد اور داماد مروان کو بخش دینا'' تو ہے مگر یہ ''خویش نوازی'' نہیں۔

کوئی سمجھا دو کہ ہم سمجھیں تو کیا؟

شرمناک بہتان:

مودودی صاحب اس کے بعد رقم طراز ہیں:۔

'' دراصل ان کے اس طرز عمل کی بنیاد وہی تھی جو انھوں نے خود بیان فرمائی کہ وہ اسے صلہ رحمی کا تقاضا سمجھتے تھے۔ (کنز العمال، طبقات ابن سعد جلد ۳ ص ۶۴) ان کا خیال یہ تھا کہ قرآن وسنت میں جس صلہ رحمی کا حکم دیا گیا ہے۔ اس کا تقاضا اسی طرح پورا ہوسکتا ہے کہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ جو بھلائی کرنا بھی آدمی کے اختیار میں ہو، وہ اس سے دریغ نہ کرے یہ نیت کی غلطی نہیں، بلکہ رائے کی غلطی یا بالفاظ دیگر اجتہادی غلطی تھی، لیکن اسے اجتہادی غلطی کہنے کے سوا کوئی چارہ بھی نہیں ہے، کیونکہ صلہ رحمی کے حکم کا تعلق ان کی ذات سے تھا، نہ کہ ان کے منصب خلافت سے! انھوں نے زندگی بھر اپنی ذات سے اپنے اقرباء کے ساتھ جو فیاضانہ حسن سلوک کیا وہ بلاشبہ صلہ رحمی کا بہترین نمونہ تھا۔ انھوں نے اپنی تمام جائیداد اور ساری دولت اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کردی اور خود اپنی اولاد کو ان کے برابر رکھا۔ اس کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ مگر صلہ رحمی کا کوئی حکم خلافت کے عہدہ سے تعلق نہ رکھتا تھا کہ خلیفہ ہونے کی حیثیت سے بھی اپنے اقربا کو

[۱] ''ترجمان القرآن'' بابت ماہ جون ۶۵ ص ۴۴ (خلافت وملوکیت ص ۱۰۶)

Scanned by CamScanner

فائدہ پہنچانا اس حکم کا صحیح تقاضا ہوتا۔''[۱]

پرنالہ وہیں رہا:

''عذر گناہ''''بدتر از گناہ'' ثابت ہوا۔ عوامی احتجاج سے متاثر ہو کر آپ نے حضرت عثمانؓ کے طرزِ عمل کی جو تشریح کی ہے۔ اس میں پرنالہ وہیں کا وہیں رہا۔ معاذ اللہ! حضرت عثمانؓ غلط کار رہے۔ البتہ ''نیت کی غلطی نہیں بلکہ رائے کی غلطی''۔

یک نہ شد دو شد:

مودودی صاحب کا کمال ملاحظہ ہو کہ علمائے امت کے احتجاج و انتباہ پر آپ اپنے موقف پر نہ صرف ڈٹے کھڑے رہے بلکہ امام مظلومؓ کی ایک غلطی کی ''صفائی'' دیتے دیتے آپ نے اُن کی دوسری غلطی پیش کر دی کہ معاذ اللہ! ''جہالت و نادانی'' سے ''وہ اسے صلہ رحمی کا تقاضا سمجھتے تھے''، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس تربیت یافتہ برگزیدہ صحابی کو مودودی صاحب کے برابر بھی سمجھ نہیں تھی اور وہ غصب و غبن اور صلہ رحمی میں فرق و امتیاز کرنے کی صلاحیت سے بھی محروم تھے، معاذ اللہ!

مودودی صاحب کی اس تقریر سے یہ لازم آتا ہے کہ وہ غاصب و خائن ہونے کے ساتھ ساتھ علم و فہم اور سمجھ بوجھ سے بھی یکسر عاری تھی۔ معاذ اللہ!

صاف رجوع کی ضرورت:

کاش یہ اللہ کا بندہ علماء کے احتجاج سے اگر متاثر ہوا تھا تو اپنے پہلے موقف سے رجوع کر لیتا، اور صاف اقرار کر لیتا کہ مجھی سے غلطی ہوگئی تھی، ورنہ حقیقت میں امامؓ نے بیت المال میں غصب و خیانت کر کے ہرگز ایسی خویش پروری اور اقربا نوازی کبھی نہیں کی۔

مگر یہ رجوع تو علمائے ربانی کی صفت ہے۔ ان سے اگر کبھی کوئی لغزش سرزد ہوگئی اور بعد میں انھیں تنبہ ہوا تو انھوں نے صاف صاف اپنی غلطی کا اعتراف و اعلان کر دیا۔ ہمارے ''معصوم'' مودودی صاحب کی ذات سے جب ''لغزش و خطا کا صدور و ارتکاب ہی محال'' ہے، تو غلطی کے اعتراف اور اس سے رجوع کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

حقیقت:

اس اللہ کے بندے کو کوئی کس طرح سمجھائے کہ حقیقت وہی ہے جس کا ذکر آپ نے

---

[۱] ''ترجمان القرآن'' اکتوبر ۶۵ء ص ۴۶، ۴۷ (خلافت و ملوکیت ص ۳۲۱، ۳۲۲)

Scanned by CamScanner

اپنے مندرجہ بالا اقتباس میں کیا ہے کہ فیاض امامؓ نے اپنے خویش واقربا سے جو بھی فیاضانہ سلوک کیا وہ اپنے ہی مال سے کیا۔ اور فیاضی وصلہ رحمی ہوتی ہی اپنے مال سے ہے۔ دوسروں کا مال چرا کر''خیر خیرات کرنا'' فیاضی وصلہ رحمی نہیں، وہ تو غصب وغبن اور ظلم وخیانت ہے اور امام عالی مقام اس جور وظلم کا تصور بھی نہیں کر سکتے چنانچہ آپ نے صحابہ کرام کے اجتماع عظیم میں منبر رسولؐ پر بیٹھ کر حمد وثناء کے بعد فرمایا۔

(مفسد سبائی لوگ) کہتے ہیں کہ میں اپنے اہل خاندان سے محبت کرتا ہوں اور ان کو عطیات دیتا ہوں۔

فاما حبی فانه لم یمل معهم علی جور، بل احمل الحقوق علیهم واما اعطاؤهم فانی ما اعطیهم من مالی ولا استحل اموال المسلمین لنفسی ولا لا حد من الناس[1]

لیکن ان کے ساتھ میری محبت نے مجھے ظلم و جور پر مائل نہیں کیا، بلکہ میں ان کے حقوق ادا کرتا ہوں اور میرا اپنے اقارب کو عطیات دینا! سو جو کچھ میں نے اُن کو دیا، اپنے ہی مال سے دیا۔ مسلمانوں کا مال نہ میں اپنے لئے حلال سمجھتا ہوں، اور نہ ہی کسی اور کے لئے۔

دیکھئے امام عالی مقام اموال المسلمین کو اپنے ذاتی مصرف میں لانا حرام سمجھتے ہیں اور مسلمانوں کے مال سے اپنے اقربا کو کچھ دینا جور وظلم قرار دیتے ہیں۔ مگر ایک ہمارے''امام'' ہیں کہ وہ فرماتے ہیں۔''وہ اسے صلہ رحمی کا تقاضا سمجھتے تھے۔'' معاذ اللہ! یہ امام مظلومؓ پر ظلم عظیم ہے اور بہتان وافتراء مولانا نے اپنے اس بہتان وافتراء کے لئے کنز العمال اور طبقات ابن سعدؒ کا سہارا لیا ہے۔ مگر قارئین کرام یہ معلوم کر کے یقیناً حیران ہوں گے کہ ابن سعدؒ کی یہ روایت مشہور بدنام اور شہرہ آفاق دروغ گو محمد بن عمر واقدی کی ہے۔

ظلم عظیم:

مودودی صاحب کا ظلم عظیم ملاحظہ ہو کہ وہ واقدی ایسے رسوائے عالم افسانہ گو کے ''افسانوں'' کی بنیاد پر امام عالی مقام داماد رسولؐ سیدنا عثمان ذوالنورینؓ کی طرف ایسی باتوں کی نسبت کر رہے ہیں۔ جن سے امام مظلومؓ کا نہ صرف خائن وغاصب ہونا لازم آتا ہے بلکہ ان کے علم وفہم، فکر ونظر اور فقہ واجتہاد کا بھی دیوالیہ نکل جاتا ہے، اور اس کے بعد انسان نہ ان کی دیانت

---

[1] ''طبری'' ج ۳ ص ۳۸۵۔

Scanned by CamScanner

وامانت پر اعتماد کر سکتا ہے، نہ ان کے فکر وفقہ پر۔

مودودی صاحب ایک اور مقام پر اس سلسلہ میں مزید لکھتے ہیں:۔

''بیت المال سے اپنے اقربا کی مدد کے معاملہ میں حضرت عثمانؓ نے جو کچھ کیا، اس پر بھی شرعی حیثیت سے کسی اعتراض کی گنجائش نہیں ہے۔ معاذ اللہ انہوں نے خدا اور مسلمانوں کے مال میں کوئی خیانت نہیں کی تھی۔ (صرف ۵ لاکھ دینار اپنے داماد کو بخش دیئے تھے، کوئی خیانت نہیں کی تھی، بخاری) لیکن اس معاملہ میں بھی ان کا طریق کار بلحاظ تدبیر ایسا تھا جو دوسروں کے لئے وجہ شکایت بنے بغیر نہ رہ سکا۔'' [1]

نہ امام عالی مقام سیدنا عثمانؓ نے بیت المال سے اپنے اقرباء کی مدد کی نہ یہ طریق کار کسی کے لئے وجہ شکایت بنا۔ یہ سارا امام مظلومؓ پر ظلم وافتراء ہے، اور ہمارے ''امام'' ظلم وافتراء کی یہ بندوق امام ابن سعدؒ کے کندھے پر رکھ کر چلا رہے ہیں۔

طبقات ابن سعدؒ جلد ۳ صفحہ ۶۴ سے ایک اور روایت نقل کرتے ہوئے مودودی صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

''یہ امام زہریؒ کا بیان ہے .... ابن سعد نے صرف دو واسطوں سے ان کا یہ قول نقل کیا ہے، اگر یہ بات ابن سعد نے امام زہریؒ کی طرف یا امام زہری نے حضرت عثمانؓ کی طرف غلط منسوب کی ہوتی، تو محدثین اس پر ضرور اعتراض کرتے، اس لئے اس بیان کو صحیح ہی تسلیم کرنا ہوگا۔ [2]

دیکھئے! چونکہ اس روایت میں ہے کہ:۔ ''حضرت عثمانؓ نے مصر کا خمس مروان کے لئے لکھ دیا، اور اپنے رشتہ داروں کو بیت المال سے عطیے دیئے

فانكر الناس عليه

لہٰذا لوگوں نے آپ کے ان کاموں کو ناپسند کیا۔ (اور اعتراض کیئے)

اور ہمارے ''امام'' امام مظلومؓ کے خلاف بہتان طرازی اور افتراء پردازی پر اُدھار کھائے بیٹھے ہیں۔ لہٰذا پورا زور لگا کر فرماتے ہیں کہ ''اس بیان کو صحیح ہی تسلیم کرنا ہوگا۔'' اور دلیل یہ ہے کہ ''یہ بات ابن سعد نے امام زہری کی طرف یا امام زہری نے حضرت عثمانؓ کی طرف غلط منسوب کی ہوتی تو محدثین اس پر ضرور اعتراض کرتے۔''

[1] ''ترجمان القرآن'' اکتوبر ۶۵ء ص ۵۰ (خلافت وملوکیت ص ۳۲۱)

[2] ایضاً۔ (ص ۳۶۷)

چالا کی یا دیانت کا شاہکار:

اسے "داعی حق بے چارے" کی چالا کی یا دیانت کا شاہکار کہا جائے یا کیا کہا جائے کہ ابن سعدؒ اور امام زہریؒ کے درمیان دو واسطے تو فرماتے ہیں مگر ان واسطوں کا نام نہیں لیتے، کیونکہ اس طرح حضرت واقدی سامنے آتے ہیں اور سارا بھرم کھل جاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ روایت نہ زہریؒ کا بیان ہے نہ یہ بات ابن سعدؒ نے امام زہریؒ کی طرف منسوب کی، یہ تو ساری ہمارے داعی حق کی مہربانی ہے۔ نہ امام زہریؒ نے یہ بات حضرت عثمانؓ کی طرف غلط منسوب کی، بلکہ یہ ساری افسانہ گوئی و دروغ بافی اسی مشہور افسانہ گو اور کذاب و دروغ باف حضرت واقدی کی ہے۔ امام ابن سعدؒ کو یہ "افسانہ" حضرت واقدی نے گھڑ کر سنایا اور انھوں نے اپنی طبقات میں نقل کر دیا۔ اور "طبقات" سے "داعی حق" صاحب نے نقل کر دیا۔ مگر خبر کے اصل مصدر و مخزن واقدی کا نام تک نہ لیا۔

تائید:

مودودی صاحب کو اندیشہ تھا کہ شاید دنیا ابن سعدؒ کی اس روایت کے متعلق مطلع ہو جائے کہ اس کا راوی محمد بن عمر واقدی ہے تو کون اس کا اعتبار کرے گا۔ لہٰذا آپ لکھتے ہیں:۔

"اس کی تائید ابن جریر طبری کے اس بیان سے بھی ہوتی ہے کہ افریقہ میں عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے وہاں کے بطریق سے تین سو قنطار سونے پر مصالحت کی تھی۔ پھر حضرت عثمانؓ نے یہ رقم الحکم یعنی مروان بن حکم کے باپ کے خاندان کو عطا کر دینے کا حکم دیا۔ (طبری جلد ۳ ص ۳۱۴)"[1]

اتفاق یا شومیٔ قسمت:

مگر اتفاق کی بات اور مقدر کی شومی کہ طبری کی اس روایت کا راوی بھی حضرت واقدی ہے مودودی صاحب دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے جسے طبری کا بیان فرما رہے ہیں۔ وہ طبری کا بیان نہیں بلکہ واقدی کا بیان ہے۔ واقدی کا اسم گرامی اور نام نامی آ جانے کے بعد روایت کو دیکھنے اور اس پر مزید غور کرنے کی ضرورت تو باقی نہیں رہتی، تاہم روایت کا آخری جملہ ملاحظہ ہو:۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے اپنے استاذ سے دریافت کیا، حضرت عثمانؓ نے خاندان حکم کو

---

[1] "ترجمان" اکتوبر ۱۹۶۵ء ص ۵۹ (خلافت و ملوکیت ص ۱۰۶)

وہ سونا دینے کا حکم دیا تھا۔

قلتُ أو لمروان؟ قال لا ادری۔ یا مروان کو دینے کا؟ اس نے کہا، میں نہیں جانتا۔

غور فرمایئے! اس لا ادری کے بعد اس روایت کی کیا قیمت باقی رہ جاتی ہے۔ جب راوی کو یہ علم ہی نہیں کہ حضرت عثمانؓ نے کس کے متعلق حکم دیا تھا تو وہ کس بنیاد پر کہہ رہا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے وہ سونا آل الحکم کو دینے کا حکم فرمایا۔

ایک سوال:

ہم مودودی صاحب کی دیانت پر تو حملہ نہیں کرتے لیکن اتنا ضروری دریافت کریں گے کہ جب وہ روایت نقل کر دی گئی جس سے حضرت امام مظلومؓ کی امانت و دیانت مجروح ہوتی ہے تو روایت کا وہ آخری جملہ کیوں ''ہضم'' کر لیا گیا۔ جس سے یہ پوری روایت ہی مجروح ہو کر رہ جاتی ہے۔

تائید مزید:

اس کے بعد مودودی صاحب لکھتے ہیں:۔

حضرت عثمانؓ نے خود بھی ایک موقع پر ایک مجلس میں جہاں حضرت علیؓ، حضرت سعدؓ بن ابی وقاص، حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت معاویہؓ موجود تھے، اپنے طرز عمل کی یہ تشریح فرمائی تھی۔

''میرے دونوں پیش رو اپنی ذات اور اپنے رشتہ داروں کے معاملے میں سختی برتتے رہے۔ مگر رسول اللہ ﷺ تو اپنے رشتہ داروں کو مال دیا کرتے تھے۔ میں ایک ایسے خاندان سے ہوں جس کے لوگ قلیل المعاش ہیں۔ اس وجہ سے میں نے اس خدمت کے بدلے میں جو میں اس حکومت کی کر رہا ہوں، اس مال میں روپیہ لیا ہے، اور میں سمجھتا ہوں، مجھے ایسا کرنے کا حق ہے۔ اگر آپ لوگ اسے غلط سمجھتے ہیں تو اس روپے کو واپس کرنے کا فیصلہ کر دیجئے۔ میں آپ کی بات مان لوں گا۔''

سب لوگوں نے کہا، آپ نے یہ بات بہت ٹھیک فرمائی۔ پھر حاضرین نے کہا، آپ نے عبداللہ بن خالد بن اسید اور مروان کو روپیہ دیا ہے۔ ان کا بیان تھا کہ یہ رقم مروان کو ۱۵ ہزار کی اور ابن اسید کو ۵۰ ہزار کی تعداد میں دی گئی ہے۔ چنانچہ یہ رقم ان دونوں سے بیت المال کو واپس دلوائی گئی اور لوگ راضی ہو کر مجلس سے اٹھے۔'' [۱]

[۱] ''ترجمان القرآن'' اکتوبر ۶۵ ص ۱۱ (خلافت و ملوکیت ص ۳۴۷ ۔ ۳۴۸)

یہ روایت طبری جلد ۳ ص ۳۸۲ سے نقل کی گئی ہے۔ اس سے متعلق عرض ہے کہ:

۱۔ مجلس میں صحابہ کرام موجود ہیں۔ مگر کسی صحابی سے یہ روایت نہیں ہے اور روایت ہے تو ایک تابعی حضرت موسیٰ بن طلحہؓ سے جو ابھی تک عالم طفولیت کی منزلیں طے کرتے نظر آتے ہیں، اور طفیلی بن کر اپنے باپ کے ساتھ مجلس میں چلے جاتے ہیں، چنانچہ وہ کہتے ہیں:۔

ارسل عثمان الی طلحة یدعوه فخرجت معه۔ حضرت عثمانؓ نے حضرت طلحہؓ کے پاس آدمی بھیج کر انہیں بلوایا تو میں اُن کے ساتھ چلا گیا۔

اس قدر اہم معاملہ اور سوائے ایک طفل طفیلی کے اور کوئی روایت نہ کرے، تو یہ روایت قبول و معتبر نہ ہوگی۔

۲۔ اس روایت کا ایک راوی اسحاق بن یحییٰ ہے، جو مجروح ہے، علامہ ذہبی رحمہ اللہ اکابر ائمہء جرح و تعدیل سے ان کے متعلق درج ذیل جرح نقل کرتے ہیں۔

قطان: شبه لا شیئی (گویا کچھ بھی نہیں، ہیچ ہے)

ابن معین: لا یکتب حدیثه۔ یعنی اس کی حدیث نہیں لکھی جائے گی۔

امام احمد و نسائی: متروك الحدیث یعنی اس کی حدیث ترک کی گئی ہے۔

امام بخاری: یتکلمون فی حفظه یعنی اس کے حفظ میں کلام ہے۔

ابن حبان: یخطئی و یهم قد ادخلنا ه فی الضعفاء[۱] یعنی وہ خطا کرتا ہے۔ اسے وہم ہوتا ہے اور بلاشبہ ہم نے اسے ضعیفوں میں شمار کیا ہے۔

ذرا اندازہ فرمایئے! جس روایت سے مودودی صاحب امام عالی مقام سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ایسی عظیم و کریم شخصیت پر یہ ظلم عظیم روا رکھ رہے ہیں اس کے راوی کس پایہ کے ہیں۔ ایک لاشئی، خاطی، وہمی، ضعیف اور متروک الحدیث راوی کی روایت سے امام مظلومؓ پر بہتان عظیم باندھنا کہاں کا انصاف ہے؟

۳۔ پھر یہ غیر معتمد علیہ اور مجروح و ساقط الاعتبار روایت اس ثقہ روایت کے مخالف و متصادم ہے، جس میں مذکورہ ہے کہ:۔

"میں اللہ کے مال میں سے ایک پیسہ بھی نہیں اُٹھاتا، میں کھانا تک بھی اپنے ہی مال سے کھاتا ہوں۔"[۲]

۱۔ "میزان الاعتدال" ج ۱ ص ۹۵ ترجمہ اسحاق بن یحییٰ

۲۔ "طبری" ج ۳ ص ۳۸۵

Scanned by CamScanner

جب یہ روایت موجود ہے جس سے امام عالی مقام کا حسن و جمال سیرت صاف جھلکتا اور چمکتا نظر آتا ہے تو ہم اسے چھوڑ کر اس مجروح و معلوم روایت کو کیوں قبول کریں، جس سے امام کا کردار ہدف اعتراض ونشانہ ءمطاعن بنتا ہو۔

سیدنا علیؓ کے تذکرہ میں مولانا خود لکھتے ہیں:۔

''جب دونوں طرح کی روایات موجود ہیں اور سند کے ساتھ بیان ہوئی ہیں تو آخر ہم ان روایات کو کیوں نہ ترجیح دیں جو انکے مجموعی طرز عمل سے مناسبت رکھتی ہیں اور خواہ مخواہ وہی روایات کیوں قبول کریں جو اس کی ضد نظر آتی ہیں۔''[1]

اب یہ مولانا ہی فرمائیں گے کہ وہ امام عالی مقامؓ کے حسن سیرت وکردار سے ہم آہنگ روایات کو نظر انداز کر کے خواہ مخواہ وہی واہی و مجروح روایات کیوں قبول کرتے ہیں جو اس کی ضد ہیں۔

دل ودماغ یا عقیدہ کا فساد:

بظاہر تو صحیح روایت قبول کرنا، صحیح دل، صحیح دماغ، صحیح ذوق، اور صحیح عقائد وتصورات کا مظہر وثبوت ہے۔ اور صحیح روایات کو نظر انداز کر کے ان کے مقابلہ میں مجروح ومعلول اور متروک و مردود روایات کو قبول کرنا اس حقیقت کی غمازی کرتا ہے کہ ایسا کرنے والے کا دل ودماغ ہی مفلوج ومعلول اور عقیدہ وتصور ہی فاسد ومردود ہے۔

طعن نمبر۲: اکابر صحابہؓ کی معزولی:

مودودی صاحب نے حضرت امامؓ پر دوسرا طعن یہ کیا ہے کہ انھوں نے حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہم) کو معزول کر کے اپنے اقرباء کو ان کی جگہ مامور کیا۔

حیرت کا مقام ہے کہ مودودی صاحب امام مظلومؓ کے خلاف طعن واعتراض تو کیے جاتے ہیں۔ مگر ان کے جو جوابات اہل حق نے دیئے ہیں۔ اُن کی طرف گوشہء چشم التفات تک مبذول نہیں فرماتے۔ آخر میں اس دردناک حقیقت کی کیا تاویل کروں؟ کیا اسے مولانا کی بے خبری کہوں؟ یا ان کی نگاہ کا نقص کہوں؟ یا دل کا کھوٹ؟ آخر اسے کیا کہوں کہ وہ رسول پاکؐ کے اجلہ صحابہؓ اور آغوش نبیؐ کے تربیت یافتہ حضرات کے بے داغ کردار کو داغدار کرنے کے لئے تو

[1] ''ترجمان القرآن'' اکتوبر ۶۵ء، ص ۳۱ (خلافت وملوکیت ص ۳۴۷-۳۴۸)

Scanned by CamScanner

مکھی پر مکھی مارتے چلے جاتے اور اعدائے صحابہؓ کے اگلے ہوئے نوالے تو بے تکلف چباتے جاتے ہیں۔ مگر ان مظلوم یارانؓ رسولؐ کی حمایت اور ناموس صحابہؓ کی حفاظت کے سلسلہ میں اُن کے ''متبعین باحسان'' نے ہر دور میں جو کچھ حوالہء قلم وقرطاس کیا ہے۔ مودودی صاحب اپنے علم وعدل کے بلند بانگ دعاوی کے باوصف ان سطور کو ''ہضم'' کرتے چلے جاتے ہیں۔ آخر یہ کونسا مبلغ علم ہے یا کونسا میزان عدل؟

جہاں مودودی صاحب نے حضرت امام مظلومؓ اور دوسرے اصحابؓ رسولؐ کے خلاف ان مطاعن کی تحریر وتسوید کے لئے البدایہ والنہایہ اور طبری ایسی ضخیم کتابوں کی ورق گردانی کی ہے، وہاں ان مطاعن والزامات کی تردید کے لئے اکابر امت کے ارشادات کے مطالعہ کی اگر انھیں فرصت نہ تھی، تو کم ازکم وہ راقم کی ''شہادت امام مظلوم سیدنا عثمانؓ ذی النورین'' ہی کا مطالعہ فرمالیتے تو انھیں اس گمراہ کن اور ایمان سوز قلم کاری کی ضرورت نہ پڑتی۔

جوابات:

نمبر ۱: میں نے ''شہادت'' میں علامہ ندوی سے نقل کیا وہ فرماتے ہیں:۔

''امر اوّل کی نسبت تحقیقی فیصلہ سے قطع نظر کرکے پہلے دیکھنا چاہئے۔ کہ اگر یہ الزام ہے تو اسلام کے سب سے عادل اور مدبر خلیفہ فاروق اعظمؓ پر۔ جن کا عدل وانصاف اور تدبر، دنیائے اسلام کے لئے قیامت تک مایہء ناز رہے گا۔ یہی الزام عائد ہوتا ہے یا نہیں؟ جنھوں نے خالدؓ سیف اللہ، مغیرہؓ بن شعبہ اور سعدؓ بن ابی وقاص، فاتح ایران کو معزول کردیا تھا۔ یا حضرت علیؓ مرتضیٰ اسی اعتراض کے مورد ہوتے ہیں یا نہیں؟ جنہوں نے عنان حکومت ہاتھ میں لینے کے ساتھ ہی تمام عمال عثمانی کو یک قلم موقوف کردیا، جن کی قوت بازو نے طرابلس، آرمینیہ اور قبرص کو زیر نگیں کیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک ہی قسم کے واقعات کسی خاص وقتی سبب (بلکہ کسی خاص مصلحت یا غرض، راقم بخاری) کی بناء پر ایک شخص کے لئے موجب مدح اور دوسرے کے لئے موجب ذم بنادیئے جاتے ہیں، اور اس پر ایسی ملمع سازی کی جاتی ہے کہ کسی کو تحقیق وتنقید کا خیال تک نہیں آتا''۔[1]

نمبر ۲: سب سے متاخر مؤرخ کا قول آپ نے پڑھ لیا۔ اب سب سے سابق ومتقدم مؤرخ طبری رحمہ اللہ کا قول ملاحظہ ہو:۔

[1] ''خلفائے راشدین'' ص ۲۱۴

''امام ابن جریر رحمہ اللہ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو حارثہ اور ابو عثمان (رحمہم اللہ) سے روایت کرتے ہیں۔ دونوں کہتے ہیں کہ: حضرت عثمانؓ

كان لا يعزل احدًا الا عن شكاة او استعفاء من غير شكاة[1]

کسی کو بھی (اس کے خلاف) شکایت یا (اس کے اپنے) استعفاء کے بغیر ہرگز معزول نہیں کرتے تھے۔

موقع پر موجود لوگ اپنے مشاہدہ اور ذاتی تحقیق کی بناء پر کہتے ہیں کہ جس کسی کو بھی امام عالی مقامؓ نے معزول کیا، اس کے خلاف شکایت کی بناء پر یا اس کے استعفاء پر معزول کیا۔ کیا اس حقیقت کے انکشاف کے بعد بھی حضرت امامؓ کے خلاف اس اعتراض کی ذرہ بھر حقیقت باقی رہ جاتی ہے؟

نمبر۳: امام عالی مقامؓ پر یہ طعن کرنے والے اس حقیقت کو بھول جاتے ہیں یا دانستہ نظر انداز کردیتے ہیں کہ حضرت امامؓ کے زمانہ میں ملک کا فوجی نظام مرکز کی بجائے صوبوں کی تحویل میں ہوتا تھا اور صوبائی گورنر ہی فوجی گورنر ہوا کرتے تھے۔ عہد عثمانی ملکی فتوحات کا دور دراز ممالک پر لشکر کشی کرکے انھیں فتح کرنا ہوتا تھا۔ وہ خود اسلامی لشکر کے امیر ہوتے تھے۔ میدان جنگ میں خود کمان کرتے تھے، اور سب سے آگے خود لڑتے تھے۔ اس لئے ضرورت تھی کہ بزرگوں کی بجائے نوخیز و نوجوان گورنری کے منصب پر فائز ہوں تاکہ عرصہ کارزار میں حرب وضرب کی ذمہ داریوں سے باحسن وجوہ عہدہ برا ہوسکیں۔

حضرت امامؓ نے اپنے اعلیٰ تدبر اور گہرے فکر سے اس ضرورت کا احساس کرکے نوجوانوں کو اس منصب پر متعین کیا اور بزرگ صحابہؓ کو جنگی خدمات سے سبکدوش کردیا۔

ہمارے اس موقف کی صحت وصداقت کی تائید وحمایت حضرت ابوموسیٰ اشعری کے عزل اور ان کی جگہ حضرت عبداللہ بن عامر کے تقرر سے ہوتی ہے۔ رضی اللہ عنہما۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو حضرت عمرؓ نے ۱۷ھ میں بصرہ کا گورنر بنایا۔[2] کوفہ والوں کی درخواست[3] پر ۲۲ھ میں آپ بصرہ سے کوفہ تبدیل کردیئے گئے۔ لیکن ۲۳ھ میں پھر بصرہ منتقل کردیئے گئے اور حضرت عمرؓ کی وفات تک برابر بصرہ کے گورنر رہے۔[4] ذی الحجہ ۲۳ھ میں حضرت عمرؓ شہید ہوئے اور حضرت عثمانؓ محرم ۲۴ھ میں مسند خلافت پر متمکن ہوئے۔[5] ۲۴ھ سے ۲۹ھ

---

۱ طبری جزء ثالث ص ۳۱۲ — ۲ ایضاً ص ۱۶۸ — ۳ ایضاً ص ۲۳۳
۴ طبری جلد ۳ ص ۲۶۰، ۳۰۲ — ۵ ایضاً ص ۲۶۶

Scanned by CamScanner

تک برابر چھ سال عہد عثمانی میں بھی حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بصرہ کی گورنری پر فائز رہے۔ ۲۹ھ میں حضرت عثمانؓ نے آپ کو معزول کر دیا[1] اس طرح آپ ۱۷ھ سے ۲۹ھ تک تیرہ سال کی مدت میں صرف ایک سال کوفہ اور باقی بارہ سال بصرہ کی گورنری پر متمکن رہے۔ اتنی طویل مدت کے باوجود حضرت عثمانؓ نے آپ کو بلاوجہ اور بلا شکایت معزول نہیں فرمایا بلکہ اہل بصرہ آپ کے اس منصب پر عہد فاروقی وعثمانی میں مسلسل بارہ برس کے طویل تمکن واقتدار سے اور پھر آپ کی پیرانہ سالی سے گھبرا گئے، چنانچہ وہاں کے لوگوں کا ایک وفد[2] حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور امیر الوفود غیلان بن خرشہ نے عرض کیا:۔

اما لكم صغير فنستشبوه فتولوه البصرة حتى متى بل هذا الشيخ البصره يعني ابا موسى وكان وليها بعد مدت عمر ست سنين، قال فعزله عثمان عنها۔	کیا آپ کے پاس کوئی نوخیز نوجوان نہیں کہ آپ اسے بصرہ کا گورنر بنائیں۔ آخر کب تک یہ بوڑھے بزرگ یعنی (حضرت) ابوموسیٰ اشعریؓ بصرہ کے والی رہیں گے؟ (حضرت) ابوموسیٰ اشعریؓ حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد چھ سال بصرہ کے گورنر رہ چکے تھے۔ اس پر حضرت عثمانؓ نے آپ کو معزول کر دیا۔

اور حضرت عبداللہ بن عامر کو جو حضرت عثمانؓ کے ماموں زاد تھے، بصرہ کی گورنری پر بھیج دیا۔ اس وقت ان کی عمر پچیس برس کی تھی۔[3]

بزرگی و پیرانہ سالی کی بنا پر حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی معزولی اور نوخیز ونوجوان گورنر کے تقرر کا مطالبہ ہمارے اس موقف کی صحت وصداقت کا شاہد عدل ہے۔ کہ عہد عثمانی کے نظم ونسق حکومت اور حالات کا تقاضا یہی تھا کہ بزرگ حضرات کی بجائے نوجوان ''عقابوں'' اور ''شیروں'' کو گورنری کے منصب پر متعین کیا جائے۔

یک بام ودو ہوائے:

حضرت امام مظلومؓ کی پالیسی کو ہدف طعن بناتے ہوئے مودودی صاحب لکھتے ہیں:۔

''حالانکہ حضرت عمرؓ کا قاعدہ یہ تھا کہ وہ کسی شخص کو ایک ہی صوبہ کی حکومت پر زیادہ مدت تک نہ رکھتے تھے۔ بلکہ وقتاً فوقتاً اَدل بدَل کرتے رہتے تھے، اور یہی تدبر کا تقاضا بھی تھا مگر حضرت معاویہؓ کے معاملہ میں حضرت عثمانؓ نے اسے ملحوظ نہ رکھا۔ حضرت معاویہؓ اس صوبے کی

[1] طبری جلد ۳ ص ۳۱۹ [2] ایضاً ص ۳۲۰ حالات ۲۹ھ [3] طبری ج ۳ ص ۳۱۹

حکومت پر اتنی طویل مدت تک رکھے گئے کہ انھوں نے یہاں پر اپنی جڑیں پوری طرح جمالیں، اور وہ مرکز کے قابو میں نہ رہے بلکہ مرکز اُن کے رحم وکرم پر منحصر ہو گیا۔" ۱

مودودی صاحب کی اس منطق کی "روشنی" میں حضرت عثمانؓ کا حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو بصرہ کی گورنری سے ہٹانا تو ان کے "اعلیٰ تدبر کا تقاضا" اور "حضرت عمرؓ کے قاعدہ" کا تقاضا بھی تھا۔ مگر مودودی صاحب اس پر بھی خوش نہیں۔

امام مظلومؓ کی ذات بھی کس قدر مظلوم ہے کہ اگر وہ حضرت امیر معاویہؓ کو بارہ سال شام کی گورنری پر فائز رکھیں تو یہ ان کا "عدم تدبر" اور یہ چیز "فتنہ انگیزی" اور حضرت عمرؓ کے "قاعدہ" کی خلاف ورزی اور اگر وہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو بارہ سال کے بعد بصرہ کی گورنری پر فائز رکھیں۔ تو یہ بھی حضرت عمرؓ کی پالیسی کے خلاف اور مودودی صاحب کا ہدف طعن، اعتراض۔

سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ "یک بام ودو ہوا" کیوں؟ کیا مودودی صاحب اپنے "فلسفے" کی روشنی میں یہ چاہتے ہیں کہ بارہ سال کے اقتدار کے بعد بھی حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو بصرہ کی "حکومت پر برقرار رکھا جاتا تاکہ وہ یہاں اپنی جڑیں پوری طرح جمالیتے اور وہ مرکز کے قابو میں نہ رہتے بلکہ مرکز ان کے رحم وکرم پر منحصر ہو جاتا؟"

مقتضائے طبیعتش:

معلوم ہو گیا کہ مودودی صاحب کسی اصول کی بناء پر، امام مظلومؓ کو ہدف مطاعن نہیں بنا رہے بلکہ یہ اُن کا داعیہ قلب ومقتضائے طبیعت ہے۔ بہر حال حضرت عثمانؓ نے اکابر صحابہؓ کو معزول کیا تو بلاوجہ نہیں کیا، معقول وجوہ کی بناء پر معزول کیا۔ لہٰذا امام عالی مقامؓ پر یہ طعن غلط ثابت ہو گیا۔ والحمدللہ علی ذالک حمداً کثیراً۔

طعن نمبر ۳: اعزہ واقارب کو برسرِ اقتدار لانا:

مودودی صاحب کو سب سے بڑا دکھ یہ ہے کہ:۔

"انھوں نے پے در پے بنو اُمیہ کو بڑے بڑے اہم عہدے عطا کئے۔" ۲

دل کی جلن:

مودودی صاحب کو بنو امیہ کے اعلیٰ عہدوں پر تقرر سے اس قدر قلبی درد ہے کہ وہ اس درد کو چھپا نہیں سکے!۔

---

۱ "ترجمان القرآن" جون ۶۵ء ص ۳۷ (خلافت وملوکیت ص ۱۱۵) ۲ "ترجمان" جون ۶۵ء ص ۳۳ (ایضاً ص ...)

Scanned by CamScanner

ہم نے چھپایا لاکھ محبت نہ چھپ سکی
آنکھوں نے روکے یار سے اظہار کردیا

مودودی صاحب نے یہ کہ کر اپنے درد کا اظہار کردیا کہ:

''دل کی جلن لوگوں کو اس وقت لاحق ہوتی ہے جب سربراہ مملکت خود اپنے رشتہ داروں کو بڑے بڑے عہدے دینے لگے۔''[1]

ہمیں اس ''دل کی جلن'' پر ''لوگوں'' سے دلی ہمدردی ہے مگر ہمیں افسوس ہے کہ ہم سوائے اظہار ہمدردی کے انکی اور کوئی خدمت نہیں کرسکتے۔

جوابات:

نمبر ا: حضرت عثمانؓ کے یہ رشتہ دار اعلیٰ درجہ کی قابلیتوں اور صلاحیتوں کے مالک تھے چنانچہ مودودی صاحب اقرار واعتراف فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔

''اس سے کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا کہ اپنے خاندان کے جن لوگوں کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے حکومت کے مناصب دیئے۔ انھوں نے اعلیٰ درجے کی انتظامی اور جنگی قابلیتوں کا ثبوت دیا، اور ان کے ہاتھوں بہت سی فتوحات ہوئیں۔''[2]

اس ناقابل انکار حقیقت کے اقرار واعتراف کا صحیح نتیجہ تو یہ ہونا چاہئے تھا کہ ان حضرات کی اعلیٰ درجہ کی انتظامی اور جنگی صلاحیتوں اور ان کے سیاسی اور حربی کارناموں کے پیش نظر حضرت عثمانؓ کے صحیح فکر، عمیق نظر، وسیع مطالعہ اور انتخاب لاجواب کو خراج تحسین پیش کیا جاتا کہ اس سے بہتر انتخاب رجال ناممکن تھا، مگر عیب چیں وکج بیں نگاہ، حسن وخوبی اور جمال ورعنائی پر نہیں پڑتی۔ اگر پڑتی ہے تو اسے حسن عیب نظر آتا ہے، اور خوبی برائی۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب راچہ گنہ؟

اگر اصحابؓ رسولؐ سے بغض وعداوت کے دبیز پردے انسانی ذہن وبصیرت پر نہ پڑجائیں تو حضرت امامؓ کے گورنروں کے فاتحانہ اور منتظمانہ شاہکار دیکھ کر انسان حضرت امامؓ کے حسن انتخاب کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکے گا۔ آپ کی بصیرت وفراست کا قائل ہوگا کہ اس قدر لاجواب انتخاب فرمایا۔ مگر اعدائے اصحابؓ رسولؐ ہیں کہ تعصب نے ان کی آنکھیں سی دی ہیں، اور وہ حضرت امامؓ کے اسی شاہکار پر طعن واعتراض کیئے جاتے ہیں۔

---

[1] ''ترجمان'' اکتوبر ص ۴۸ (خلافت وملوکیت ص ۳۲۳) [2] ایضاً جون ۶۵، ص ۳۵ (خلافت وملوکیت ص ۱۰۸)

Scanned by CamScanner

نمبر ۲: جب فی نفسہ یہ حضرات قابل اور لائق ہیں تو انھیں برسر اقتدار لانے میں کیا حرج ہے؟ امام ابو بکر بن عربی رحمہ اللہ لکھتے ہیں اور کیا خوب لکھتے ہیں:۔

وای حرج علی المرء ان یولی اخاہ او قریبہ[1] اور اس میں انسان کا کیا قصور ہے؟ اگر وہ اپنے بھائی یا قریبی کو حاکم بنائے۔

نمبر ۳: شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:۔

"تعجب ہے کہ شیعہ حضرت عثمان پر اعتراض کرتے ہیں کہ انھوں نے بنو امیہ میں سے اپنے اقارب کو حاکم مقرر کیا۔ حالانکہ یہ حقیقت سب کو معلوم ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنے اقربا کو حاکم بنایا۔ عبیداللہ بن عباس کو یمن پر، قثم بن عباس کو مکہ اور طائف پر، سہل بن حنیف یا ثمامہ بن عباس کو مدینہ پر، حضرت عبداللہ بن عباس کو بصرہ پر اور اپنے ربیب[2] محمد بن ابی بکر کو مصر پر حاکم بنایا۔[3] (رضی اللہ عنہم اجمعین)

حقیقت یہ ہے کہ اپنے عزیز و اقارب کو جبکہ وہ حکمرانی کی صلاحیتوں سے بے بہرہ نہ ہوں، گورنر بنانا قابل اعتراض نہیں۔ اپنے لائق خویش و اقارب کو جس طرح حضرت عثمانؓ نے مختلف صوبوں کا گورنر بنایا، اسی طرح سیدنا علیؓ نے بھی اپنے عزیز و اقرباء کو والی مقرر فرمایا۔

مودودی صاحب کی متضاد منطق:

یہاں مودودی صاحب کی عجیب منطق ملاحظہ ہو، لکھتے ہیں:۔

"بعض لوگ اس بات پر بھی اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے اپنے متعدد رشتہ داروں کو بڑے بڑے عہدوں پر سرفراز کیا۔ مثلاً حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبیداللہ بن عباس، حضرت قثم بن عباس وغیرہم، لیکن یہ اعتراض درست نہیں ہے۔ انہوں نے یہ کام ایسے حالات میں کیا تھا جبکہ اعلیٰ درجہ کی صلاحیتیں رکھنے والے اصحاب میں سے ایک گروہ ان کے ساتھ تعاون نہیں کر رہا تھا۔ دوسرا گروہ مخالف کیمپ میں شامل ہو گیا تھا۔ اور تیسرے گروہ میں سے آئے دن لوگ نکل نکل کر دوسری طرف جا رہے تھے۔ ان حالات میں وہ انہی لوگوں سے کام

---

[1] "العواصم من القواصم" ص ۹۹

[2] حضرت محمد بن ابی بکر کی والدہ نے حضرت ابو بکرؓ کی وفات کے بعد حضرت علیؓ سے نکاح کر لیا۔ حضرت محمد صغیر السن تھے، وہ اپنی ماں کے ساتھ حضرت علیؓ کے گھر میں آ گئے اور آپ کے زیر سایہ پلے اور جوان ہوئے۔ بخاری

[3] "منہاج السنۃ" جلد ۳ ص ۱۷۳۔

Scanned by CamScanner

لینے پر مجبور تھے۔ جن پر پوری طرح اعتماد کر سکیں۔ یہ صورت حال حضرت عثمانؓ کے دور کی صورت حال سے کوئی مشابہت نہیں رکھتی۔ کیونکہ ان کو اپنے وقت میں امت کے تمام ذی صلاحیت لوگوں کا مکمل تعاون حاصل تھا۔''[1]

جب انسان حقائق سے گریز کرے تو وہ ''سہو العجیب'' پر اتر آتا ہے۔ مندرجہ بالا اقتباس کو ایک بار پھر پڑھیے اور پھر اسی قلم سے درج ذیل الفاظ ملاحظہ کیجئے۔

''یہ بات تاریخی طور پر ثابت ہے کہ جنگ صفین کے بعد تک پورا جزیرۃ العرب اور شام کے مشرق اور مغرب میں دونوں طرف اسلامی سلطنت کا ہر صوبہ حضرت علیؓ کی بیعت پر قائم تھا اس لئے صحیح آئینی پوزیشن یہ .... تھی کہ مملکت میں ایک جائز قانونی مرکزی حکومت موجود تھی جس کی اطاعت تمام دوسرے صوبے کر رہے تھے اور صرف ایک صوبہ باغی تھا۔''[2]

کجا آں شوراشوری کجا ایں بے نمکی:

تضاد بیانی کا کمال ہے کہ کہاں تو یہ افراط کہ بجز شام پوری اسلامی سلطنت حضرت علیؓ کے مطیع و منقاد ہے اور کہاں یہ تفریط کہ پوری اسلامی مملکت میں کوئی بھی تعاون نہیں کر رہا اور صرف ایک گھر ہے، جس پر حضرت علیؓ پوری طرح اعتماد کر سکیں، یعنی اپنے چچا حضرت عباسؓ کا گھر!

مودودی صاحب فرماتے ہیں کہ:۔

''ان حالات میں وہ انہی لوگوں سے کام لینے پر مجبور تھے، جن پر وہ پوری طرح اعتماد کر سکیں ــــ!'' .... بالکل بجا! اور اگر میں بھی عرض کروں کہ:۔

''حضرت عثمانؓ انہی لوگوں سے کام لینے پر مجبور تھے جن پر وہ پوری طرح اعتماد کر سکیں۔'' .... تو کون ہے جو اسے تسلیم نہ کرے؟۔

حقیقت یہ ہے کہ ہر دو حضرات نے اپنے معتمد علیہ اعزہ و اقارب کو اپنا نائب مقرر کیا۔ اور یہ چیز قطعاً قابل اعتراض نہیں جب کہ وہ اعزہ و اقارب اعلیٰ قابلیتوں اور صلاحیتوں کے مالک ہوں۔ سنی یا ......؟:

حضرت شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے مندرجہ بالا ارشاد کے پہلے جملہ ...... تعجب ہے کہ شیعہ حضرت عثمانؓ پر اعتراض کرتے ہیں کہ انہوں نے بنو امیہ میں سے اپنے اقارب

---

[1] ''ترجمان القرآن'' جولائی ۶۵ ص ۲۵ (خلافت و ملوکیت ص ۱۳۶۔۱۴۷)

[2] ''ترجمان القرآن'' جون ۶۵ حاشیہ ص ۱۴۷ (حاشیہ خلافت و ملوکیت ص ۱۲۵)

کو حاکم مقرر کیا[۱]......... سے ایک عجیب حقیقت کا علم ہوا کہ کسی سُنّی مسلمان نے حضرت امام پر یہ اعتراض کبھی نہیں کیا۔ حضرت ''داعیِ حق'' نے سب سے اوّل یہ اقدام وارتکاب کر کے ''دعوتِ حق'' کا حق ادا کیا ہے۔ اگر ''داعیِ حق'' بے چارا یہ نہ کرے تو اپنی دعوت کے مختلف گوشوں کو کیسے واضح کرے''[۲]

اس حقیقت کی روشنی میں مودودی صاحب ہی یہ فیصلہ فرمائیں کہ وہ سُنّی ہیں یا.....؟

اگر حضرات صحابہؓ پر اس قسم کے اعتراضات ومطاعن کر کے بھی مودودی صاحب اہلِ سنت ہونے کے مدعی ہیں تو یہ ان کی بہت بڑی زیادتی ہوگی۔

آتے ہیں وہ خوابوں میں خیالوں میں دلوں میں
پر ہم سے یہ کہتے ہیں کہ ہم پردہ نشین ہیں

ہم پہ احساں.........:

ہم مودودی صاحب سے درخواست کریں گے کہ وہ اہلِ سُنت کہلا کر اہلِ سُنت پر احسان نہ فرمائیں تو یہ ان کا احسانِ عظیم ہوگا۔

ع ہم پہ احساں جو نہ کرتے تو یہ احساں ہوتا!

موجودہ ''احسان'' کی صورت میں تو وہ اہل سنت کے خلاف انتہائی خطرناک اور ایمان سوز مواد مرتب کر کے اعدائے صحابہؓ کے ہاتھ میں گویا سَنَد دے رہے ہیں کل صحابہ کرامؓ اور اہلِ سنت کے خلاف ان کے پاس یہ اہم دستاویز ہوگی، چنانچہ شیعی اخبار ''رضا کار'' لاہور لکھتا ہے:۔

''دراصل بات یہ ہے کہ شیعوں کی تنقید کو سب وشتم قرار دیا جاتا ہے۔ حالانکہ سُنّی حضرات بھی صحابہ کرام کو تنقید سے بالاتر نہیں سمجھتے۔ اور نہ ہی صحابہ کو ''معیارِ حق'' سمجھتے ہیں .... ''ترجمان القرآن'' کے تازہ شماروں میں ''خلافتِ راشدہ سے ملوکیت تک'' مقالہ ملاحظہ فرمائیں۔ یہ مقالہ مولانا مودودی صاحب کے قلم سے شائع ہوا ہے۔ مولانا نے اپنے اس مقالہ میں صحابہ کرام پر ہی نہیں بلکہ صحابہ کرام کے سرخیل یعنی خلفائے راشدین پر بھی تنقید فرمائی ہے۔ اگر یہی تنقید ایک شیعہ کے قلم سے شائع ہوتی تو یقیناً صحابہ کرام پر سب وشتم قرار دی جاتی''[۳]

---

[۱] اصل الفاظ یہ ہیں ''ومن العجب ان الشیعۃ ینکرون علی عثمان''

[۲] ''ترجمان'' ستمبر ۶۵ء ص ۵۷ [۳] ''رضا کار'' لاہور ۱۶ جولائی ۶۵ء

Scanned by CamScanner

دیکھا آپ نے! داعیِ حق صاحب نے تو ''صرف حقِ تحقیق ادا کیا، اور محض اپنی دعوتِ حق کے گوشے کو نے واضح کئے''۔ مگر یہاں لوگوں کے ہاتھ میں صحابہ کرامؓ کے خلاف ایک دستاویز ہاتھ آ گئی اور انہیں سب وشتم کی ''سند'' مل گئی۔ اور یہ دستاویز اور سند مودودی صاحب کی زندگی ہی میں نہیں، آپ کی موت کے بعد قیامت تک اہل باطل کا حربہ اور ہتھیار بنی رہے گی۔ اگر مودودی صاحب اہل سنت نہ کہلائیں تو آپ کی ''تحقیقات'' کو اغیار، اہل سنت کے خلاف سند اور حربہ کے طور پر استعمال نہ کر سکیں گے۔

داعیِ حق صاحب کو مبارک ہو کہ ان کی ''دعوتِ حق کے وضوح'' سے باطل کو تقویت ملی۔ اور اسے اہل حق کے خلاف ایک حربہ مل گیا۔ نیز مودودی صاحب کو مبارک ہو کہ ایک متعصب ''ناقد'' صحابہؓ نے ''مولانا مودودی'' اور ''مولانا'' نے ''خلفائے راشدین'' پر تنقید فرمائی'' لکھ کر ان کی عزت افزائی کی۔ مودودی صاحب کو یہ ''اعزاز'' اور سرٹیفکیٹ محفوظ رکھنا چاہئے، قیامت میں کام آئے گا۔

مدیر ''رضا کار!'' سُن لے:

مدیر ''رضا کار'' بھی سُن لے کہ ایک سیدھی سادھی حقیقت کو ''اگر مگر'' میں اُلجھانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ تم شوق سے صحابہ کرامؓ پر مشقِ ستم کرو۔ مگر اسے ''تنقید'' نہ کہو۔ سب وشتم ہی کہو، اور سب وشتم ہی کرو۔ باقی رہی تمہاری یہ مغالطہ انگیز منطق! کہ ''اگر یہی تنقید ایک شیعہ کے قلم سے شائع ہوتی تو یقیناً صحابہ کرام پر سب وشتم قرار دی جاتی''۔

تو کیا آج یہ ''تنقید'' کسی سُنی کے قلم سے شائع ہوئی ہے؟ قطعاً نہیں! اسے جرح وتنقید کہو یا طعن وتشنیع یا سب وشتم! جو کچھ بھی کہو، کہو۔ مگر اس کے قائل کو سُنی نہ کہو۔ سُنی صحابہ کرامؓ کے خلاف اس قسم کی جرح وتنقید یا طعن وتشنیع نہیں کر سکتا۔ اور جو بھی اس قسم کی جرح وتنقید یا طعن وتشنیع کرتا ہے، وہ سُنی نہیں کہلا سکتا۔ آپ مودودی صاحب کو سُنی قرار دے کر ان کی ''تنقید'' سے اپنے لئے ''سب وشتم'' کا جواز تلاش کر رہے ہیں۔ حالانکہ سیدھی بات یہ ہے کہ وہ شریف سُنی ہی نہیں جس کی ''تنقید'' سے سب وشتم کے جواز کی راہ ملے۔

نمبر ۴: بنو امیہ کی شان:

ذرا وسعتِ ظرف و دقتِ نظر سے دیکھا جائے تو بنو امیہ عموماً سیاست و تدبر، نظم و تدبیر، سیادت و قیادت اور انتظامی و عسکری صلاحیت میں پورے قریش میں ممتاز و منفرد تھے چنانچہ ان

Scanned by CamScanner

اعلیٰ صلاحیتوں کے پیش نظر خود حضور ﷺ نے ان کو اعلیٰ مناصب اور ذمہ دارانہ عہدوں پر متمکن فرمایا۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

بنی امیہ: رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں انہیں عامل بنایا۔ حضور ﷺ کے بعد (حضرات) ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) نے جو ان کی قرابت سے متہم نہ تھے۔ انہیں اعلیٰ مناصب پر فائز فرمایا۔ اور قبائل قریش میں سے کوئی ایسا قبیلہ نظر نہیں آتا جس میں حضور ﷺ کے عمال بنو عبد شمس (بنو امیہ) سے زیادہ ہوں، کیونکہ ایک تو ان کی تعداد زیادہ تھی۔ دوسرے ان میں شرف اور سیادت تھی۔ لہٰذا نبی ﷺ نے غلبہء اسلام کے وقت افضل الارض، مکہ...... پر عتاب بن اسید کو عامل بنایا، اور نجران کا حاکم ابوسفیان کو بنایا، اور خالد بن سعید بن العاص کو تیما اور خیبر کی عرب بستیوں کا والی بنایا۔ ابان بن سعید کو پہلے بعض لڑائیوں میں امیر بنایا۔ پھر بحرین کا حاکم بنایا۔ وہ حضور ﷺ کی وفات تک اسی (منصب) پر برقرار رہے۔

فیقول عثمان انالم استعمل الا من استعمله النبی صلی الله علیه وسلم و من جنسهم و من قبیلتهم و كذلك ابوبكر و عمر بعده۔[1]

لہٰذا حضرت عثمان فرمایا کرتے تھے، میں نے ان لوگوں کے سوا کسی کو عامل نہیں بنایا جنہیں نبی کریم ﷺ نے اور آپ کے بعد (حضرات) ابوبکرؓ اور عمرؓ نے عامل بنایا۔ اور ان کی جنس سے اور ان کے قبیلہ سے عامل مقرر کیا۔

نمبر ۵: مودودی صاحب کو تو شکایت ہے کہ حضرت عثمانؓ نے اپنے قبیلہ بنو امیہ کے افراد کو حاکم بنایا اور یہاں یہ حال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو امیہ ہی نہیں، بنو امیہ کے ایک ہی گھر کے تین افراد کو گورنری کے منصب پر متعین فرمایا۔

امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ رقم طراز ہیں کہ:۔

خالداً و ابان و عمروا بنی سعید بن العاص رجعوا عن عمالتهم حین مات رسول الله صلی الله علیه وسلم ...... و كان خالد علی الیمن و ابان

سعید بن عاص کے بیٹے حضرت خالد، حضرت ابان اور حضرت عمرو حضور ﷺ کی وفات کے بعد حکومت چھوڑ کر واپس آگئے: حضرت خالد یمن پر۔ حضرت ابان بحرین پر۔ اور حضرت

[1] "منہاج السنۃ" جلد ۳ ص ۱۷۵، ۱۷۶۔

عمرو تیما اور خیبر وغیرہ عرب بستیوں پر (گورنر) مامور تھے۔ رضی اللہ عنہم

على البحرين و عمرو على تيماء و خيبر و قرى عربية۔ [١]

امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ ہی لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن سعید کو (على قرى عربية منها تبوك و خيبر و فدك ! [٢] یعنی) تبوک، خیبر اور فدک وغیرہا عرب بستیوں پر حاکم مقرر فرمایا۔ تو حضور ﷺ نے بنو امیہ کے تینوں بھائیوں کو حکومت کے اعلیٰ عہدوں پر متمکن فرمایا۔ اور یہ تینوں حضور ﷺ کی وفات تک ان مناصب عالیہ پر قائم رہے۔ رضی اللہ عنہم

بہر حال یہ حقیقت ہے کہ بنو امیہ کو سب سے پہلے اعلیٰ مناصب پر خود نبی اکریم ﷺ اور آپ کے بعد حضرات شیخین رضی اللہ عنہما نے فائز فرمایا۔

امام قاضی ابوبکر ابن العربی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:۔

و عجبا لا ستكبار الناس ولاية بنى امية، و اول من عقد لهم الولاية رسول الله صلى الله عليه وسلم۔ ! [٣]

تعجب ہے کہ لوگ بنو امیہ کی حکومت و اقتدار سے ناک بھوں چڑھاتے ہیں حالانکہ سب سے اول جس ذات پاک نے انہیں حکومت پر متعین فرمایا، وہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔

حضرت عثمان ذی النورین نے اپنے خویش و اقرباء، انتہائی لائق و قابل اور کامیاب اور بہترین انتظامی و حربی صلاحیتوں کے مالک اقربا کو گورنر بنایا تو یہ حضور ﷺ اور حضرات صدیق و فاروق کی سنت کا عین اتباع تھا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

نمبر ٦:۔ چھٹا جواب یہ ہے کہ یہ حضرات صرف حضرت عثمانؓ کے رشتہ دار نہ تھے۔ یہ جس طرح حضرت عثمانؓ کے رشتہ دار تھے، اسی طرح حضور ﷺ اور حضرت علیؓ کے بھی رشتہ دار تھے۔ مثلاً

حضرت معاویہؓ:

آپ تیسری پشت میں اگر حضرت عثمانؓ سے ملتے ہیں تو پانچویں پشت میں حضور ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مل جاتے ہیں۔ شجرۂ نسب ملاحظہ ہو:۔

محمد مصطفےٰ ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف !

حضرت علیؓ:۔ بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف !

---

١ "استیعاب" ترجمہ حضرت خالدؓ بن سعید بن العاص ٢ ایضاً ترجمہ حضرت عمرو بن سعید بن العاص

٣ "العواصم من القواصم" ص ٢٣٤

حضرت عثمانؓ :۔ بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف!
حضرت معاویہؓ :۔ بن ابی سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف!

اس حقیقت کے بعد تعجب و تحیر کا مقام ہے کہ مودودی صاحب کو سیدنا امیر معاویہؓ بھی حضرت عثمانؓ کے رشتہ دار تو نظر آتے ہیں مگر حضور ﷺ، سیدنا حضرت علیؓ اور دوسرے ہاشمی حضرات کے رشتہ دار نظر نہیں آتے۔

حضرت ولیدؓ بن عقبہ:

اسی طرح حضرت ولید بن عقبہ مودودی صاحب کو صرف حضرت عثمانؓ کے "ماں جائے بھائی!" تو نظر آتے ہیں مگر حضور ﷺ کے بھانجے نظر نہیں آتے۔

حضرت ولیدؓ بن عقبہ حضرت اروٰیؓ بنت کریز کے صاحبزادے ہیں جو حضرت ام حکیم بیضا بنت عبد المطلب کی صاحبزادی ہیں۔ حضرت بیضاء رسول کریم ﷺ کی پھوپھی ہیں۔ گویا حضرت ولید حضور ﷺ کی پھوپھی زاد بہن کے صاحبزادے یعنی حضور ﷺ کے خواہر زادہ ہیں۔

امام ابن عبد البر اور امام ابن حجر عسقلانی رحمہما اللہ لکھتے ہیں:۔

اروٰی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف وامہا البیضاء ام حکیم بنت عبد المطلب عمۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔[۲]

نہ صرف ننھیال کی طرف سے حضرت ولیدؓ بن عقبہ حضور ﷺ اور حضرت علیؓ کی پھوپھی زاد بہن حضرت اروٰی بنت کریز کے صاحبزادے، یعنی حضرت کے بھانجے ہیں بلکہ ددھیال کی طرف سے بھی پانچویں پشت میں حضور ﷺ اور حضرت علیؓ سے مل جاتے ہیں۔ شجرۂ نسب یہ ہے:۔

الولید بن عقبہ بن ابی معیط ابان بن ابی عمرو ذکوان بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔[۳]

غور فرمایئے! حضور ﷺ اور حضرت علیؓ اور دوسرے ہاشمی حضرات سے حضرت ولیدؓ کے یہ رشتے حضرت داعیٔ حق کو بالکل نظر نہیں آتے انہیں صرف اتنا نظر آیا ہے کہ حضرت ولیدؓ حضرت عثمانؓ کے "ماں جائے بھائی" ہیں۔

---

۱ "ترجمان" جون ۶۵ ص ۳۴ (خلافت و ملوکیت ص ۱۰۷) ۲ استیعاب و اصابہ ترجمہ حضرت عثمانؓ و ترجمہ حضرت ولیدؓ بن عقبہ۔ ۳ استیعاب و اصابہ ترجمہ حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ۔

Scanned by CamScanner

حضرت عبداللہؓ بن عامر:

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ بھی حضور ﷺ سے دوہرے رشتے رکھتے ہیں۔ آپ کا سلسلہ ملاحظہ ہو:۔

عبداللہ بن عامر بن کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبدشمس بن عبدمناف۔[1]

اس طرح آپ چھٹی پشت میں حضور ﷺ اور حضرت علیؓ وغیرہ بنو ہاشم سے مل جاتے ہیں۔ اوران سب کے رشتہ دار ہیں۔

امام ابن عبدالبرؒ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:۔

ابن خال عثمان بن عفان رضی الله عنه ام عثمان اروی بنت کریز البیضاء ام حکیم بنت عبدالمطلب ۔[2]

عبداللہ بن عامر حضرت عثمانؓ کے ماموں زاد بھائی ہیں۔ حضرت عثمانؓ کی ماں حضرت اروٰی بنت کریز ہیں اوران کی ماں عامر بن کریز کی ماں بیضاء ام حکیم بنت عبدالمطلب ہیں۔

بیضاء ام حکیم حضور ﷺ کی پھوپھی اور حضرت عبداللہؓ کے باپ عامر بن کریز کی ماں اور حضرت عثمانؓ کی والدہ محترمہ حضرت اروٰی بنت کریز کی بھی ماں ہیں۔ اس لحاظ سے حضرت عبداللہ بن عامر جہاں حضرت عثمانؓ کے ماموں زاد بھائی ہوئے وہاں حضور ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی عامر بن کریز کے بیٹے یعنی حضور ﷺ کے بھتیجے ہوئے۔ اس طرح آپ میں ہاشم اور عبدشمس دونوں کا خون شامل ہے۔ اسی لئے تو حضور ﷺ نے آپ کو اپنا بیٹا فرمایا۔ هذا ابننا۔[3]

بہرحال یہ حضرات حضرت عثمانؓ کی طرح حضور ﷺ اور حضرت علیؓ وغیرہ بنو ہاشم رضی اللہ عنہم کے رشتہ دار بھی تھے لہٰذا یہ غلط ہے کہ انہوں نے خود اپنے رشتہ داروں کو بڑے بڑے عہدے دیئے' یا ''ان تمام صوبوں کے گورنر انہی کے رشتہ دار تھے''۔[4]

مودودی صاحب نے ایک روایت نقل کی ہے جس میں حضرت علیؓ نے خود ان اموی گورنروں کو اپنا قریبی رشتہ دار فرمایا ہے۔ چنانچہ مودودی صاحب نقل کرتے ہیں:۔ ''حضرت عثمانؓ نے فرمایا، ''وہ آپ کے بھی تو رشتہ دار ہیں؟'' حضرت علیؓ نے جواب دیا، ''بے شک میرا

---

[1] ''طبقات'' جلد ۵ ص ۴۴ ترجمہ عبداللہ بن عامر و ''استیعاب'' ترجمہ حضرت عبداللہؓ

[2] ''استیعاب'' ترجمہ حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ

[3] ''طبقات'' جلد ۵ ص ۴۵۔ ذکر حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ۔

[4] ''ترجمان'' اکتوبر ۶۵ ص ۴۸۔ (خلافت و ملوکیت ص ۳۲۲)

Scanned by CamScanner

بھی ان سے قریبی رشتہ ہے۔ مگر دوسرے لوگ اُن سے افضل ہیں"۔[۱]

بہر حال اس روایت سے اتنا ثابت ہو گیا کہ یہ حضرات صرف حضرت عثمانؓ کے رشتہ دار نہ تھے، حضرت علیؓ کے بھی قریبی رشتہ دار تھے۔ لہٰذا یہ کہنا بہتان و افتراء ہے کہ "ان تمام صوبوں کے گورنر انہی کے رشتہ دار تھے"۔ انہی کے رشتہ دار نہیں تھے۔ بلکہ ان کے رشتہ دار بھی تھے۔ اور خود حضور ﷺ اور سیدنا علیؓ وغیرہ بنو ہاشم کے بھی رشتہ دار تھے۔ یا تو مودودی صاحب ہی اور بھی کے فرق کو نہیں جانتے یا افترا پردازی فرما رہے ہیں۔

طعن نمبر ۴: خراسان سے شمالی افریقہ تک:

مودودی صاحب عہدِ عثمانی کے اموی گورنروں کی اعلیٰ درجہ کی قابلیت و صلاحیت کے اقرار و اعتراف کے بعد رقم فرماتے ہیں:۔

"محض قابلیت اس بات کے لئے کافی دلیل نہ تھی کہ خراسان سے لے کر شمالی افریقہ تک کا پورا علاقہ ایک ہی خاندان کے گورنروں کی ماتحتی میں دے دیا جاتا"۔[۲]

ایک اور جگہ پر لکھتے ہیں:۔

"کسی تاویل سے بھی اس بات کو صحیح نہیں ٹھہرایا جا سکتا کہ ریاست کا سربراہ اپنے ہی خاندان کے ایک فرد کو حکومت کا چیف سیکرٹری بنا دے اور جزیرۃ العرب سے باہر کے تمام اسلامی مقبوضات پر اپنے ہی خاندان کے گورنر مقرر کر دے۔ یہ واضح رہے کہ اس زمانے کے نظم و نسق کی رو سے افریقہ کے تمام مفتوحہ علاقے، مصر کے گورنر کے ماتحت شام کا پورا صوبہ، دمشق کے گورنر کے ماتحت۔ اور عراق، آذر بائیجان، آرمینیہ اور خراسان و فارس کے تمام علاقے کوفہ و بصرہ کے گورنروں کے ماتحت تھے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک وقت ایسا آیا، کہ ان تمام صوبوں کے گورنر انہی کے رشتہ دار تھے"۔[۳]

جوابات:

اس طعن و اعتراض کے جواب میں ہم سوال کریں گے کہ یہ علاقے فتح کس نے کئے تھے؟ جب یہ اکثر علاقے فتح بھی بنو امیہ کے انہی فاتح عالم، فلک پیما، عالمگیر جرنیلوں نے کئے تو ان علاقوں پر حکومت کا حق انہیں کیوں نہ حاصل ہو؟

---

[۱] "ترجمان" اکتوبر ۶۵ء ص ۵۴ (خلافت و ملوکیت ص ۳۳۱) [۲] ایضاً ص ۳۵ (خلافت و ملوکیت ص ۱۰۸-۱۰۹)

[۳] "ترجمان" اکتوبر ۶۵ء ص ۴۸ (خلافت و ملوکیت ص ۳۲۲-۳۲۳)

Scanned by CamScanner

اہلِ گلشن کے لئے بھی بابِ گلشن بند ہے!
اس قدر کم ظرف کوئی باغباں دیکھا نہیں!

انتہائی گمراہ کن منطق:

افسوس ہے کہ یہاں داعیٔ حق صاحب نے گمراہ کن مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے۔

آپ کے ان الفاظ سے بادی النظر میں یہ معلوم ہوتا ہے۔ اور ایک قاری کا ذہن لامحالہ یہ تاثر لیتا ہے کہ "خراسان سے شمالی افریقہ تک کا پورا علاقہ" فتح تو دوسرے لوگوں نے کیا تھا، مگر حضرت عثمانؓ نے اقربا نوازی اور خویش پروری کی بنا پر یہ پورا علاقہ بنوامیہ کے گورنروں کی ماتحتی میں دیدیا۔

حقیقت:

حالانکہ اس گمراہ کن منطق کے سولہ آنے خلاف حقیقت یہ ہے کہ نہ صرف یہ اکثر علاقہ ان حضرات کا فتح کردہ ہے بلکہ ان فاتح عالم گورنروں نے اپنے عہدِ حکومت ہی میں اسے فتح کیا۔ مخفی نہ رہے کہ اس زمانہ میں فوج کا نظم و نسق صوبوں کے ہاتھ میں تھا اور صوبوں کے گورنر ہی فوجی گورنر ہوتے تھے۔

اموی گورنروں کی فتوحات کا مختصر ذکر:

اس حقیقت کے ثبوت میں ہمیں ان حضرات کی فتوحات کے مختصر تذکرہ کی اجازت دی جائے۔

خراسان سے............!

حضرت عبداللہ بن عامر: حضور ﷺ کی دعا و بشارت کی برکت سے آپ فتوحات کے پیاسے تھے اور ملک پر ملک فتح کرتے جاتے تھے۔ حضرت عثمانؓ نے آپ کو ۲۹ھ میں بصرہ کا گورنر بنا کر بھیجا۔ اس وقت آپ کی عمر پچیس سال کی تھی [۱]۔

آپ نے زمامِ حکومت ہاتھ میں لیتے ہی فتوحات کا لامتناہی سلسلہ شروع کر دیا۔ امام ابن سعد رحمہ اللہ لکھتے ہیں:۔

ابن عامرؓ نے ابرشہر، طوس، طخارستان، نیشاپور، بوشنج، بادغیس، ابیورد، بلخ، طالقان، فاریاب فتح کئے [۲]۔

---

[۱] طبری جلد ۳ ص ۳۱۹ [۲] "طبقات" جلد ۵ ص ۴۶

Scanned by CamScanner

آپ ہی کے حکم سے بُست، کابل اور زابلستان فتح ہوئے۔ ہرات اور سرخس بھی فتح ہوئے[1]

امام ابن عبدالبرؒ رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:۔

اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ حضرت عبداللہؓ بن عامر نے فارس کے تمام اطراف، کل خراسان، اصفہان، حلوان اور کرمان فتح کیا[2]

امام ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں (مندرجہ بالا فتوحات کے علاوہ) بجستان، اور بلاد غزنہ بھی فتح کیے۔

وقُتِلَ کسریٰ ملك الملوك فی ایامه و هو یزد جرد۔[3] اور شہنشاہِ (ایران) کسریٰ آپ ہی کے عہد میں قتل ہوا۔ اس کا نام یزدجرد تھا۔

حضرت سعیدؓ بن عاص:

آپ نے جرجان، خراسان اور طبرستان کے عظیم و وسیع ممالک کو فتح کیا۔

علامہ معین الدین احمد ندوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:۔

"۳۰ ہجری میں عبداللہؓ بن عامر والیء بصرہ اور سعیدؓ بن عاص (والیء کوفہ) نے دو مختلف راستوں سے خراسان اور طبرستان کا رُخ کیا۔ سعیدؓ بن عاص کے ساتھ امام حسنؓ، امام حسینؓ، عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عمرو بن العاص، عبداللہ بن زبیرؓ جیسے اکابر شریک تھے۔ ان لوگوں نے پیش قدمی کر کے عبداللہ بن عامر کے پہنچنے سے پہلے جرجان، خراسان اور طبرستان کو فتح کر لیا۔ (ابن اثیر جلد ۳ ص ۸۴)...... عبداللہؓ بن عامر نے اپنی مہم کو جاری رکھا اور ہرات، کابل اور بجستان کو فتح کر کے نیشاپور کا رُخ کیا۔ بست، اشبند ورخ، خواف، اسبرائن، ارغیان وغیرہ فتح کرتے ہوئے خاص شہر نیشاپور کا رُخ کیا"۔[4]

آذربائیجان، آرمینیہ سے..........

حضرت ولیدؓ بن عقبہ:

امام ابن جریر طبری اور امام ابن کثیر رحمہما اللہ لکھتے ہیں:۔

---

۱ "طبقات" جلد ۵ ص ۴۷
۲ "استیعاب" ذکر حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ۔
۳ "البدایۃ والنہایۃ" جلد ۸ ص ۸۸
۴ "خلفائے راشدین" دار المصنفین اعظم گڑھ ص ۲۰۱

Scanned by CamScanner

[آذر بائیجان اور آرمینیہ والوں نے (بغاوت کر کے عہد فاروقی کا معہود خراج دینا بند کر دیا، تو ۲۴ ہجری میں (حضرت) ولیدؓ بن عقبہ گورنر کوفہ نے ان پر فوج کشی کی۔ آذر بائیجان میں داخل ہو کر عبداللہ بن شبیل کو چار ہزار کا لشکر دے کر بھیجا۔ اس نے موقان، ببر اور طیلسان کے لوگوں پر غارت ڈالی اسے اُن سے مال غنیمت ملا۔ و سبی منهم سبیا یسیراً۔ اور ان کے تھوڑے سے آدمی گرفتار کر لئے اور ولیدؓ بن عقبہ کی خدمت میں حاضر ہوا (حضرت) ولیدؓ بن عقبہ نے اپنے (عظیم) لشکر سے

وطئهم بالجیش فلما رأو ذلك انقادوا له و طلبوا الیه ان یتم لهم علی ذلك الصلح۔

آذر بائیجان والوں کو کچل ڈالا جب انہوں نے یہ کیفیت دیکھی اور انہیں اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا، تو انہوں نے (حضرت ولیدؓ بن عقبہ کی اطاعت قبول کر لی۔ اور ۸ لاکھ درہم سالانہ پر صلح کر لی۔

حضرت ولیدؓ بن عقبہ نے ان سے ایک سال کا جزیہ وصول کر لیا۔

وَبَثَّ فیمن حولهم من اعداء المسلمین الغارات۔

اور نواحِ آذر بائیجان میں اعداء المسلمین پر عبداللہ بن شبیل کو حملہ کے لئے بھیجا۔

وہ مال غنیمت سے مالا مال فاتح واپس آئے۔ تو سلمان بن ربیعہ الباہلی کو بارہ ہزار فوج دے کر آرمینیہ پر حملہ کیلئے روانہ کیا۔ اس نے انہیں قتل کیا، گرفتار کیا، بہت سا مالِ غنیمت حاصل کیا اور مالا مال لوٹ کر (حضرت) ولیدؓ کے پاس پہنچا۔

فانصرف الولید و قد ظفر او اصاب حاجته۔[1]

پس (حضرت) ولیدؓ فتح یاب اور فائز المرام ہو کر کوفہ واپس ہوئے۔

اس فتح کے بعد حضرت ولیدؓ نے موصل میں ایک خطبہ دیا۔ اس خطبہ کے درج ذیل الفاظ قابل غور ہیں۔

حمد و ثناء کے بعد فرمایا:۔

ایها الناس فان الله قد ابلی المسلمین فی هذا الوجه بلاءً حسنا ردّ علیهم بلادهم التی

اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان غزوات میں باحسن طور آزمایا ہے۔ جو علاقے باغی اور منکر ہو گئے تھے، وہ بھی اللہ تعالیٰ نے پھر تابع کر دیئے ہیں۔ اور

---

[1] "طبری" جلد ۳ ص ۳۰۷، ۳۰۸، و"البدایۃ والنہایۃ" جلد ۷ ص ۱۴۹، ۱۵۰

Scanned by CamScanner

کفرت و فتح بلاداً لم تکن افتتحت و ردھم سالمین غانمین ماجورین فالحمد للہ ربّ العالمین۔[1]	جو ملک پہلے فتح نہیں ہوئے تھے وہ بھی فتح کرا دیے ہیں۔ اور مسلمانوں کو سلامتی کے ساتھ مالِ غنیمت سے مالا مال اور اجر و ثواب عطا فرما کر واپس فرمایا ہے اللہ رب العالمین کا شکر ہے۔

...........شمالی افریقہ تک

حضرت معاویہؓ:

حضرت معاویہؓ کی بری و بحری فتوحات شہرۂ آفاق ہیں۔ شام کی فتوحات میں آپ کا حصہ ہے[2]۔ قیساریہ آپ نے فتح کیا[3]۔ ۲۸ ہجری میں قبرص پر سب سے پہلے آپ نے بحری حملہ کر کے لسانِ رسالت سے جنت کی بشارت عظمیٰ پائی[4]۔ آپ کی فتوحات کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:۔

ولم تزل الفتوحات والجهاد قائماً على ساقه في ايامه في بلاد الروم و الفرنج و غيرها۔[5]	آپ کے عہد (امارتِ شام) میں رومی اور فرنگی ممالک میں جہاد اور فتوحات کا سلسلہ برابر جاری رہا۔

آپ کی رومی فتوحات کا کوئی شمار نہیں۔ مگر افسوس کہ اس مختصر سی تالیف کی "تنگ دامانی" ہمیں "گل چینی" کی اجازت نہیں دیتی۔ ؎

دامانِ نگہ تنگ و گلِ حسنِ تو بسیار!
گلچینِ بہارِ تو زا داماں گلہ دارد

حضرت عبداللہؓ بن سعد بن ابی سرح:

حضرت عبداللہؓ بن سعد بڑے بہادر و شجاع اور انتہائی جری، جنگ جو اور مردِ میداں تھے۔ فتح و ظفر آپ کے قدم چومتی تھی۔ آپ نے رُومیوں سے افریقہ خالی کرایا۔ اور برّ و بحر میں اسلام کو غالب کیا۔ آپ کی فتح مندیوں کا خلاصہ ملاحظہ ہو:۔

ا:۔ فتح مصر میں آپ کا برابر کا حصہ ہے۔ آپ فاتح مصر حضرت عمروؓ بن العاص کے دست

---

[1] "طبری" جلد ۳ ص ۳۰۹۔ [2] "طبری" جلد ۲ ص ۵۸۸۔ "البدایہ والنہایہ" جلد ۷ ص ۴
[3] طبری جلد ۳ ص ۱۰۰۔۱۰۱۔ [4] صحیح البخاری کتاب الجہاد باب ماقیل فی قتال الروم
[5] "البدایہ والنہایہ" جلد ۸ ص ۱۱۸۔۱۱۹

Scanned by CamScanner

راست تھے۔ علامہ ابن عبدالبرؒ رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:۔

وکان صاحب میمنة عمرو بن العاص فی افتتاحه مصر و حروبه هنال كلها! ۔[1]

مصر کی فتح اور مصر کی تمام جنگوں میں حضرت عبداللہؓ بن سعد حضرت عمروؓ کے میمنہ پر لڑے۔

شیخ الاسلام امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ بھی رقم فرماتے ہیں:۔

وكان صاحب الميمنة فی الحرب مع عمرو بن العاص فی فتح مصر وله مواقف محمودة فی الفتوح ۔[2]

وہ فتح مصر میں حضرت عمرو بن العاص کے ساتھ میمنہ پر تھے۔ اور فتوحات میں ان کا مقام و مرتبہ محمود و مستحسن ہے۔

۲:۔ آپ نے افریقہ (موجودہ الجزائر اور مراکش) کی وسیع ولایت کو فتح کر کے شمالی افریقہ کے انتہائی مغرب تک ہزاروں میل پر اسلام کا علم لہرایا[3]۔

۳:۔ طرابلس (ٹریپولی) پر حملہ کیا۔ حضرت عثمانؓ نے دارالخلافہ سے بھی ایک لشکرِ جرار کمک کے لئے روانہ فرمایا۔ اس لشکر میں حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ اہل طرابلس نے مقابلہ کی ہمت نہ پا کر پچیس لاکھ دینار پر مصالحت کر لی[4]۔

۴:۔ آپ ہی نے براعظم افریقہ کو رومی تسلط و اقتدار سے پاک کر کے ان ممالک پر پہلی بار صلیبی پرچم کی بجائے ہلالی علَم لہرایا۔

۵:۔ آپ ہی کی فلک پیما اولوالعزمیوں اور عالمگیر فتح مندیوں نے فتح اندلس (سپین) کا دروازہ کھولا[5]۔

۶:۔ آپ نے حضرت معاویہؓ کے ساتھ مل کر قبرص (سائپرس) بحر روم میں مشہور و معروف زرخیز رومی جزیرے پر ۲۸ ہجری میں حملہ کر کے اسے فتح کیا[6]۔

۷:۔ آپ ہی نے قیصرِ روم کے عظیم الشان جنگی بیڑے کو غزوۂ ذات الصواری میں شکست فاش دی۔ قسطنطین (قیصر روم) بُری طرح زخمی ہو کر بھاگا اور پھر تا دمِ مرگ اسلامی ممالک کا رُخ نہ کیا[7]۔

---

[1] "استیعاب" ترجمہ حضرت عبداللہؓ بن سعد [2] "اصابہ" ترجمہ عبداللہؓ بن سعد بن ابی سرح
[3] "طبری" جلد ۳ ص ۳۱۲ [4] "خلفائے راشدین" از دار المصنفین اعظم گڑھ ص ۱۹۷ بحوالہ "فتوح البلدان" ص ۲۳۵
[5] "طبری" جلد ۳ ص ۳۱۴ [6] ایضاً ص ۳۱۸ [7] ایضاً ص ۳۴۰، ۳۴۱

Scanned by CamScanner

ہماری یہ تالیف کوئی مستقل تاریخی دستاویز نہیں کہ ہم اس بے مثال فاتح عالم کی فتوحات کو تفصیل سے بیان کریں۔ اس مختصر سے مدافعانہ رسالہ میں اتنی گنجائش کہاں؟ اگر کسی کو تفصیلات سے دلچسپی ہو تو وہ ہماری تالیف ''سیرت امام مظلوم سیدنا عثمان ذی النورینؓ'' کا باب فتوحات ملاحظہ کرے۔

ہم پوچھتے ہیں:

جب آذربائیجان، آرمینیہ اور خراسان و فارس کے وسیع علاقے فتح ہی حضرت ولید بن عقبہ، حضرت عبداللہ بن عامر اور حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہم نے کئے اور اپنے عہدِ اقتدار و زمانہء امارت ہی میں کئے تو یہ ''تمام علاقے کوفہ و بصرہ کے گورنروں کے ماتحت'' کیسے نہ ہوتے؟ اور جب رومی مقبوضات فتح ہی حضرت امیر معاویہؓ نے اپنی گورنری کے وقت میں کئے تو وہ ان کے تحت کیونکر نہ ہوتے؟ اسی طرح جب مصر سمیت شمالی افریقہ فتح ہی حضرت عبداللہؓ بن سعد نے کیا تو ''افریقہ کے تمام مفتوحہ علاقے مصر کے گورنر کے ماتحت'' کیسے نہ ہوتے؟ اور ''خراسان سے لے کر شمالی افریقہ تک کا پورا علاقہ ایک ہی خاندان کے گورنروں کی ماتحتی میں'' کیونکر نہ دے دیا جاتا؟ کیا اس کی کوئی اور شکل تھی؟

اس کی تو واحد شکل اور ایک ہی صورت تھی کہ یہ علاقے فتح تو بنو امیہ کے ان فاتح عالم جرنیلوں ہی سے کرالئے جاتے اور جب ان شیر دل اور جانباز فوجی گورنروں نے اپنی جانیں لڑا کر یہ علاقے فتح کر لئے تھے تو فوراً انہیں معزول کر کے دوسروں کو گورنری کی مسند پر بٹھا دیا جاتا......

دُکھ بھریں بی فاختہ اور انڈے کوّے کھائیں!

اس صورت میں ان فاتحین کی لاکھ حق تلفی ہوتی، حق و انصاف کا خون ہوتا، دنیا اس صورت کو عدل و حکمت اور اصول و روایات کے خلاف قرار دے کر ہزار اظہار نفرت کرتی مگر داعیٔ حق کا دل تو ٹھنڈا ہو جاتا اور وہ دل کی جلن سے بچ جاتے۔

طعن نمبر ۵: وہ سب طلقاء تھے اور دعوتِ اسلامی کے مخالف:

مودودی صاحب لکھتے ہیں:۔

''یہ بات اول تو بجائے خود قابلِ اعتراض تھی کہ مملکت کا رئیس اعلیٰ جس خاندان کا ہو، مملکت کے تمام اہم عہدے بھی اسی خاندان کے لوگوں کو دے دیئے جائیں مگر اس کے علاوہ چند اسباب اور بھی تھے جس کی وجہ سے اس صورتِ حال نے اور زیادہ بے چینی پیدا کر دی۔ اول یہ

کہ بنی امیہ کے جو لوگ دورِ عثمانی میں آگے بڑھائے گئے وہ سب طلقاء میں سے تھے۔ یعنی آخر وقت تک وہ نبی ﷺ اور دعوتِ اسلام کے مخالف رہے۔ فتح مکہ کے بعد حضور ﷺ نے ان کو معافی دے دی اور وہ اسلام میں داخل ہوئے[1]۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سطور پڑھے لکھے مودودی صاحب کی بجائے کوئی جاہل و متعصب سبائی لکھ رہا ہے۔ جو بغض و عداوتِ صحابہؓ کے جوش میں حق و باطل اور سچ اور جھوٹ میں تمیز نہیں کر سکتا۔

ع جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی!

خدا جھوٹ نہ بُلوائے تو مندرجہ بالا چاروں باتیں غلط ہیں۔ ایک بھی طعن و اعتراض صحیح نہیں۔ نہ عہدِ عثمانی کے سب گورنر طلقاء میں سے تھے۔ نہ ہی وہ سب نبی ﷺ یا دعوتِ اسلام کے مخالف رہے اور نہ ہی ان سب کو فتح مکہ کے بعد حضور ﷺ نے معافی دی۔ اور نہ ہی وہ سب فتح مکہ کے بعد اسلام میں داخل ہوئے۔

جوابات:

گویا مولانا کا ایک بھی طعن بجا اور اعتراض مبنی علی الحقیقت نہیں ہر طعن سراپا بہتان ہے، افتراء ہے۔ جو محض اپنے جذباتِ بغض و عداوت کی تسکین کے لئے گھڑا گیا ہے۔ ذیل میں ہم ایک ایک طعن و اعتراض کا جواب عرض کرتے ہیں۔

نمبرا: طلقاء:

مودودی صاحب نے اپنے زعمِ باطل میں "تحقیق" کی حد کر دی اور بڑے زور سے مکرر فرمایا:۔

"یہ بات بھی ناقابلِ انکار ہے کہ یہ سب لوگ جن کو حضرت عثمانؓ کے آخری عہد میں اتنی بڑی اہمیت حاصل ہوئی، طلقاء میں سے تھے۔ طلقاء سے مراد وہ لوگ ہیں جن کو فتح مکہ کے موقع پر نبی ﷺ نے معافی دے دی تھی"[2]۔

چوری اور سینہ زوری:

مودودی صاحب کا کمال یہ ہے کہ بات تو بالکل غلط، سولہ آنے غلط کرتے ہیں مگر اسے

---

[1] "ترجمان" جون ۶۵ ص ۳۵، ۳۶ (خلافت و ملوکیت ص ۱۰۹) [2] "ترجمان" اکتوبر ۶۵ ص ۴۸ (خلافت و ملوکیت ص ۳۲۵)

Scanned by CamScanner

''صالحیت'' کے زور سے یا ''دعوتِ حق'' کی ''کرامت'' سے ''نا قابلِ انکار'' بنا دیتے ہیں۔

اموی اکابر کی مختصر تاریخ:

ہم ذیل میں بنو امیہ کے ان اکابر کی مختصر تاریخ بیان کرنے کی اجازت چاہتے ہیں تا کہ مودودی صاحب کی ''نا قابل انکار باتیں'' کی حقیقت کھل کر سامنے آ جائے۔

حضرت معاویہؓ:

امام ابن سعد اور امام ابن کثیر رحمہما اللہ رقم طراز ہیں:۔ حدیبیہ کے سال (۶ ہجری) میں اسلام لائے اور (اپنے باپ) ابو سفیان سے اپنا اسلام چھپائے رکھا۔ خود فرماتے ہیں:۔ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے سال مکہ تشریف لائے تو میں نے اپنے اسلام کا اظہار کیا اور آپ سے ملا۔

فرحب بی۔ و کتبت له و شهد معاوية مع رسول الله صلى الله عليه وسلم حنيناً و الطائف و اعطاه رسول الله صلى الله عليه وسلم من غنائم حنين مائه من الابل واربعين اوقيه [1]

حضور ﷺ نے مجھے خوش آمدید کہا اور دعا دی۔ اور میں نے آپ کے حکم سے کتابت کی اور حضرت معاویہؓ (اعلانِ اسلام کے فوراً بعد) آپ کے ساتھ حنین اور طائف کے غزوات میں شریک ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو حنین کے مالِ غنیمت میں سے سو اونٹ اور چالیس اوقیہ سونا عطا فرمایا۔

حضرت ولیدؓ بن عقبہ:

امام ابن عبد البرؒ، امام ابن حجر عسقلانی اور امام ابن کثیر رحمہم اللہ لکھتے ہیں کہ:۔

اسلم يوم الفتح و بعثه رسول الله صلى الله عليه وسلم الى بنى المصطلق مصدقا۔ [1]

فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بنی مصطلق کی طرف صدقات وصول کرنے کیلئے بھیجا۔

حضرت عبد اللہؓ بن سعد بن ابی سرح:

امام ابن عبد البرؒ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:۔

---

[1] ''طبقات ابن سعد'' جلد ۷، ص ۴۰۶، ''البدایۃ والنہایۃ'' جلد ۸، ص ۱۱۷

واسلم عبدالله بن سعد بن ابی سرح ایام الفتح فحسن اسلامهٔ فلم یظهر منه شیئی ینکر علیه بعد ذلك هو احد النجباء العقلاء الکرما من قریش ! ۔ ۲

حضرت عبداللہؓ بن سعد فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے اور سچے مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد ان سے کوئی قابل اعتراض بات سرزد نہیں ہوئی وہ قریش کے خاندانی شرفاء، عقلاء اور اہل کرم وسخا میں سے ایک تھے۔

حضرت سعیدؓ بن عاص:

امام ابن سعد اور شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمہما اللہ لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت قریباً نو سال کے تھے: ابن تسع سنین او نحوها ۳۔ گویا فتح مکہ کے دن ان کی عمر قریباً چھ سال کی تھی۔

حضرت عبداللہؓ بن عامر:

اب ذرا حضرت عبداللہؓ بن عامر سے متعلق ملاحظہ ہو۔ امام ابن سعد رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ:۔

عبداللہ بن عامر مکہ میں ہجرت کے چار سال بعد پیدا ہوئے۔ عمرۃ القضاء کے موقع پر ۷ ہجری میں رسول اللہ ﷺ مکہ تشریف لائے تو

حمل الیه ابن عامر، و هو ابن ثلاث سنین، فَحَنَّكه فتلمظ و تثاءب فتفل رسول الله صلی الله علیه وسلم فی فیه و قال، هذا ابننا و هو اشبهکم بنا و هو مسقی، فلم یزل عبدالله شریفا و کان سخیا کریما ۵

ابن عامر آپ کی خدمت میں پیش کیے گئے۔ اس وقت آپ کی عمر تین سال کی تھی۔ حضور ﷺ نے اس کے منہ میں گھٹی ڈالی، جسے وہ جلدی [illegible] اور جمائی لی، تو رسول اللہ ﷺ نے [illegible] اپنا لعاب دہن ڈالا، اور فرمایا [illegible]

امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:۔

عبداللہؓ بن عامر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے گئے وہ بہت چھوٹے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا "ھذا شبھنا" یہ ہمارے مشابہ ہے۔

حضور ﷺ اس پر اپنا لعاب دہن ڈالتے تھے اور دعا فرماتے تھے۔ حضرت عبداللہؓ جلدی سے رسول اللہ ﷺ کا لعاب دہن نگل گئے۔ تو نبی اللہ ﷺ نے فرمایا "انہ المُسقی" یہ پلانے والا ہوگا۔

ایک قول یہ ہے کہ جب حضرت عبداللہؓ بن عامر حضور ﷺ کی خدمت میں لائے گئے تو حضور ﷺ نے بنی عبد شمس (بنو امیہ) سے فرمایا:۔

ھذا اشبہ بنا منہ بکم۔ تمہاری نسبت یہ ہمارے ساتھ زیادہ مشابہ ہے۔ پھر آپ نے اس کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا جسے وہ پی گئے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا:۔

ارجوا ان یکون مسقیا فکان کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔[1]	مجھے امید ہے کہ یہ پلانے والا ہوگا۔ چنانچہ جیسا حضور ﷺ نے فرمایا تھا، حضرت عبداللہ ویسے ہی ہوئے!

ہم نے بعونہٖ وبفضلہٖ تعالیٰ محض اسی لئے ''دورِ عثمانی میں آگے بڑھائے گئے لوگوں'' کے مختصر حالات عرض کئے ہیں تا کہ مودودی صاحب کے الزامات ومطاعن کا اچھی طرح جائزہ لے کر انہیں عریاں کیا جا سکے۔ یا تو مودودی صاحب کو ''طلقاء'' کا معنیٰ نہیں آتا، یا محض عداوت و عصبیت کی بنا پر ان سب حضرات کو طلقاء میں شمار کر رہے ہیں۔ حالانکہ طلقاء ان کو کہتے ہیں جن لوگوں کو فتح مکہ کے دن اسلام قبول کئے بغیر کوئی چارہ نہ تھا۔

اور حقیقت یہ ہے کہ یہ سب حضرات فتح مکہ کے دن اسلام نہیں لائے بلکہ ان میں سے اکثر اس سے پہلے یا بعد بطیب خاطر مشرف با سلام ہوئے۔ حضرت معاویہ ہوں یا حضرت عبداللہ بن عامر یا حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہم۔ یہ کسی مجبوری سے اسلام نہیں لائے بلکہ اپنی خوشی سے حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ مگر ہمارے ''داعیِ حق'' بتقاضائے ''عدل'' فرمائے جاتے ہیں کہ:۔

''بنی امیہ کے جو لوگ دورِ عثمانی میں آگے بڑھائے گئے وہ سب طلقاء میں سے تھے''۔

---

1. ''استیعاب'' ذکر حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ۔

Scanned by CamScanner

نمبر۲: دعوت اسلامی کی مخالفت:

''یعنی آخر وقت تک وہ نبی ﷺ اور دعوت اسلامی کے مخالف رہے''۔

ہم پوچھتے ہیں کہ کون آخر وقت تک حضور ﷺ یا دعوتِ اسلامی کا مخالف رہا؟ حضرت معاویہ یا حضرت عبداللہ بن عامر؟ حضرت سعید بن عاص یا حضرت ولید بن عقبہ؟ رضی اللہ عنہم۔ مودودی صاحب تو ان سب کو نبی ﷺ اور دعوتِ اسلامی کے مخالف فرماتے جاتے ہیں مگر ہم عرض کرتے ہیں کہ ان حضرات میں سے کسی ایک کی کوئی مخالفت تو ثابت فرما دیجئے۔

کیا یہ صالحیت کا داعیہ ہے یا داعیٔ حق کے مرتبہ و مقام کا تقاضا؟ کہ نبی ﷺ کے محبوب صحابہؓ پر اس طرح شرمناک الزام و بہتان باندھے جائیں۔ حضور ﷺ تو انکے سر پر محبت و پیار سے ہاتھ پھیریں، انہیں دعائیں دیں، انہیں مرحبا کہیں، انہیں اپنے مشابہ قرار دیں، اور ''المسقی'' وغیرہ عجیب القاباتِ عالیہ سے سرفراز فرمائیں بلکہ ''اپنا بیٹا'' تک فرمائیں......اور داعیٔ حق صاحب فرمائیں کہ:۔ ''آخر وقت تک وہ نبی ﷺ اور دعوتِ اسلامی کے مخالف ہے''۔ اِنّا لِلّٰہِ.........!

داعیٔ حق کی ''کرامت'':

ان حضرات کی مختصر تاریخ سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ فتح مکہ کے وقت کسی کی عمر چار سال کی تھی اور کسی کی چھ سال کی! داعیٔ حق صاحب کی ''کرامت'' ملاحظہ ہو، کہ یہ حضرات چار چھ سال کی عمر سے پیشتر یعنی ایک دو سال کی عمر میں ہی حضور ﷺ اور دعوتِ اسلامی کی مخالفت میں سرگرمِ عمل و منہمک تھے۔

ناطقہ سر بگریباں کہ اسے کیا کہیئے!
خامہ انگشت بدنداں کہ اسے کیا لکھیئے؟

نمبر۳: فتح مکہ کے بعد معافی اور نمبر۴: فتح مکہ کے بعد اسلام لائے:

ان دونوں اعتراضات کی لغویت بھی ہماری مندرجہ بالا تصریحات سے واضح ہو چکی ہے مزید عرض کرنے کی ضرورت نہیں۔

طعن نمبر۶: اُمت کے سرخیل اور ریاست کے کارفرما:

مودودی صاحب کو ایک بڑی شکایت یہ ہے کہ سابقین اولین کی جگہ ان لوگوں کو آگے کیوں بڑھایا گیا؟ تحریر فرماتے ہیں:۔

Scanned by CamScanner

''فطری طور پر یہ بات کسی کو پسند نہ آسکتی تھی کہ سابقین اولین جنہوں نے اسلام کو سربلند کرنے کے لئے جانیں لڑائی تھیں اور جن کی قربانیوں ہی سے دین کو فروغ نصیب ہوا تھا، پیچھے ہٹا دیئے جائیں اور یہ طلقاء، جو فتح مکہ کے بعد ایمان لائے تھے، امت کے سرخیل ہو جائیں''۔[1]

مزید لکھتے ہیں:-

''مگر یہ پالیسی نہ حضور ﷺ کی تھی اور نہ شیخین کی کہ سابقین اولین کے بجائے اب ان لوگوں کو آگے بڑھایا جائے۔ اور مسلم معاشرے اور ریاست کی رہنمائی و کارفرمائی کے مقام پر فائز ہوں''۔[2]

جوابات:

نمبر ۱: معلوم ہوتا ہے، طلقاء کی طرح سابقین اولین کے معنی و مفہوم اور مصداق سے بھی مودودی صاحب بے خبر ہیں۔ ورنہ ہمیں بتلایا جائے کہ وہ کون سے سابقین اولین ہیں جنہیں پیچھے ہٹایا گیا اور ان کی بجائے ان لوگوں کو آگے بڑھایا گیا؟۔

براہ کرم ہمیں بتلایا جائے کہ سیدنا معاویہؓ کو، سابقین اولین میں سے کس کو پیچھے ہٹا کر آگے لایا گیا؟ اسی طرح حضرت سعیدؓ بن عاص کو کس ''سابق و اوّل'' کو پیچھے ہٹا کر آگے لایا گیا؟۔

یا، حضرت عبداللہؓ بن سعد کو سابقین اوّلین میں سے کس کو پیچھے ہٹا کر آگے لایا گیا؟ انہیں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی جگہ مصر کا گورنر بنایا گیا...... اور ہم گزشتہ صفحات میں یہ ثابت کر چکے ہیں کہ ان دونوں حضرات کا فتح مصر اور تمام مصری جنگوں میں قریباً یکساں درجہ و مقام ہے۔

لے دے کر صرف حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما کی جگہ اموی گورنروں کو ضرور متعین کیا گیا، مگر وہ بھی بلاوجہ نہیں، معقول و ناگزیر وجوہ کی بنا پر ان حضرات کو معزول کیا گیا۔

اگر کوئی بندۂ خدا یہ یقین رکھتا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے ان حضرات کو محض اس لئے ''پیچھے ہٹایا'' تا کہ ان ''سابقین اولین کے بجائے اب ان لوگوں کو آگے بڑھایا جائے'' تو وہ اپنے دماغ کا علاج کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے ایمان کا بھی علاج کرے۔

---

[1] ''ترجمان'' جون ۶۵ء ص ۳۶ (خلافت و ملوکیت ص ۱۰۹) [2] ''ترجمان'' اکتوبر ۶۵ء ص ۴۹ (خلافت و ملوکیت ص ۳۲۵)

نمبر۲:۔ مولانا کا ایک خاص وصف یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ غلط بات کہنے میں بڑے جری ہیں۔اور بات جتنی بڑی غلط ہوتی ہے، اتنا بڑے وثوق اور یقین سے بیان فرماتے ہیں۔ دیکھئے کس قدر یقین و وثوق سے فرماتے ہیں:

"مگر یہ پالیسی نہ حضور کی تھی اور نہ شیخین کی کہ سابقین اولین کے بجائے ان لوگوں کو آگے بڑھایا جائے"۔

آیئے ذرا عہد نبوت و شیخینؓ کے ولاۃ وعُمّال کا مطالعہ کریں تا کہ مولانا کے اس ارشاد کی حقیقت معلوم ہو سکے۔

۱۔ حضرتِ عتابؓ بن اسید:

حضور ﷺ نے ۸ ہجری میں مکہ فتح کیا۔

امام ابن سعد، امام طبری، امام ابن عبدالبرؒ اور امام ابن حجر عسقلانی رحمہم اللہ لکھتے ہیں:

"عتابؓ بن اسید فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔اور رسول اللہ ﷺ جب مکہ سے حنین کی طرف روانہ ہوئے تو آپ کو مکہ کا عامل بنایا۔رسول اللہ ﷺ کی وفات تک آپ برابر مکہ پر حضور ﷺ کے عامل تھے"[۱]۔

حضرت ابوبکرؓ نے بھی آپ کو مکہ کی حکومت پر برقرار رکھا اور حضرت ابوبکرؓ کی وفات تک برابر مکہ کے عامل رہے[۲]۔

حضرت عمرؓ نے بھی آپ کو مکہ کی حکومت پر برقرار رکھا۔اور آپ ۲۲ ہجری تک برابر مکہ کے عامل رہے۔ چنانچہ امام طبری رحمہ اللہ نے ۱۳ ہجری سے ۲۲ ہجری تک برابر آپ کو مکہ پر حضرت عمرؓ کا عامل تحریر فرمایا ہے[۳]۔

لیجئے! رسول اکرم ﷺ اور حضرات شیخینؓ نے مرکزِ اسلام مکہ پر حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو حاکم مقرر فرمایا جو خود فتح مکہ کے دن اسلام لائے تھے۔

جمیع سابقین اولین موجود ہیں۔دس ہزار صحابہ کرام نے حضرت کے ساتھ آکر مکہ فتح کیا ہے[۴]۔مگر حضور کریم ﷺ ان میں سے کسی کو مکہ کا امیر نہیں بناتے۔اسی طرح حضرات شیخینؓ

---

[۱] "طبقات" جلد ۵ ص ۴۴۶ و طبری جلد ۲ ص ۳۴۷ و اصابہ و استیعاب ترجمہ حضرت عتابؓ

[۲] "استیعاب" و "اصابہ" ترجمہ حضرت عتابؓ [۳] طبری جلد ۲ ص ۶۱۷، ص ۶۶۰، جلد ۳ ص ۹۵، ص ۱۱۶، ص ۱۴۴، ص ۱۸۹ وغیرہ [۴] طبری جلد ۲ ص ۳۴۷

Scanned by CamScanner

بھی سابقین اولین اور حضرات مہاجرین وانصار میں سے کسی کو امیر مکہ نہیں بناتے اور بناتے ہیں تو حضرت عتابؓ کو جو آپ فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔

مگر مودودی صاحب برابر یہی فرماتے جائیں گے کہ یہ پالیسی نہ حضور ﷺ کی تھی اور نہ شیخینؓ کی! کہ سابقین اولین کی بجائے اب ان لوگوں کو آگے بڑھایا جائے......!

۲۔ حضرت باذامؓ: امام طبری رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:۔

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم جمع لباذام حين اسلم واسلمت اليمن عمل اليمن كلها فلم يزل عالم رسول الله صلى الله عليه وسلم ايام حياته..... حتى مات باذام۔[1]	جب اہل یمن اسلام لے آئے اور باذام مسلمان ہوگیا تو رسول اللہ ﷺ نے پورے یمن کی حکومت پر اسے مامور فرمادیا۔ باذامؓ اپنی وفات تک برابر یمن پر رسول اللہ ﷺ کے عامل رہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:۔

باذان اور کہا گیا ہے کہ باذام کسریٰ کے زمانہ میں یمن کا بادشاہ تھا۔ جب کسریٰ ہلاک ہوا تو باذان اسلام لے آیا۔

فاستعمله النبي صلى الله عليه وسلم على بلاده۔	تو نبی ﷺ نے آپ کو اس کے ملک پر عامل مقرر فرمایا۔

ابن اسحاق، ابن ہشام، واقدی اور طبری نے (رحمہم اللہ) یہ ذکر کیا ہے۔ اور ثعلبیؒ کا قول ہے کہ وہ یمن کا پہلا مسلمان گورنر ہے[2]۔

دیکھئے! حضرت باذانؓ اسلام لائے اور ان کے اسلام لانے کے معاً بعد حضور ﷺ نے اسے پورے یمن کی حکومت پر سرفراز فرمایا۔ سابقین اولین سے کسی بزرگ کو اس منصب عالیہ پر متمکن نہیں فرمایا۔ مگر مودودی صاحب برابر فرماتے جائیں گے کہ یہ پالیسی نہ حضور ﷺ کی تھی اور نہ شیخینؓ کی! کہ سابقین اوّلین کے بجائے اب ان لوگوں کو آگے بڑھایا جائے !

۴۔ حضرت عثمانؓ بن ابی العاص:

حضرت امام ابن عبدالبرؒ وامام ابن حجر عسقلانی رحمہما اللہ لکھتے ہیں:۔

عثمان بن ابي العاص اسلم في وفد	حضرت عثمانؓ بن ابی العاص وفد ثقیف کے

---

1 طبری جلد ۹ ص ۶۳ حالات ۱۱ ہجری

2 اصابہ ترجمہ حضرت باذانؓ

Scanned by CamScanner

ثقیف فاستعمله النبی صلی الله علیه وسلم علی الطائف و اقره ابوبکر ثم عمر ثم استعمله عمر علی عمان و البحرین سنة خمس عشرة۔[1]

ساتھ اسلام لائے۔ نبی اکرم ﷺ نے آپ کو طائف کا عامل بنا دیا۔ حضرت ابوبکر پھر حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہما نے آپ کو اسی عہدہ پر برقرار رکھا۔ پھر حضرت عمرؓ نے ۱۵ ہجری میں آپ کو عمان و بحرین کا حاکم بنا دیا۔

امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:۔

فلم یزل علیهما حیات رسول الله صلی الله علیه وسلم و خلافة ابی بکر رضی الله و سنتین من خلافة عمر رضی الله عنه۔[2]

آپ رسول اللہ ﷺ کی پوری زندگی اور حضرت ابوبکرؓ کی پوری خلافت اور حضرت عمرؓ کی خلافت میں دو سال طائف کے گورنر رہے۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے آپ کو طائف کی گورنری سے بدل کر بحرین کا گورنر بنایا تو محض اہل بحرین کے اصرار پر! ورنہ حضرت عمرؓ تو انہیں طائف سے بدلنا نہیں چاہتے تھے۔ چنانچہ جب اہل بحرین نے حضرت عثمانؓ بن ابی العاص کا نام لیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا:

ذاك امیر امره رسول الله صلی الله علیه وسلم علی الطائف فلا اعزله قالوا له یا امیر المؤمنین تامره یستخلف علی عمله من احبّ و نستعین به فکانك لم تعزله فقال اما هذا فنعم۔

یہ وہ امیر ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے طائف کا امیر بنایا۔ میں انہیں معزول نہیں کروں گا۔ لوگوں نے کہا، امیر المؤمنین! آپ انہیں حکم دیں کہ وہ اپنی جگہ پر جسے پسند کریں حاکم مقرر کر دیں۔ اس صورت میں گویا آپ نے انہیں معزول نہ کیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ صورت ہو سکتی ہے۔

چنانچہ حضرت عمرؓ نے حضرت عثمانؓ بن ابی العاص کو ایسا ہی لکھا اور انہوں نے

فخلف اخاه الحکم بن ابی العاص علی الطائف......

اپنے بھائی حضرت حکمؓ بن ابی العاص کو اپنا قائم مقام بنایا اور خود حضرت عمرؓ کی خدمت میں پہنچے اور آپ نے انہیں بحرین کا گورنر مقرر فرمایا۔[3]

---

[1] اصابہ و استیعاب تذکرہ حضرت عثمانؓ بن ابی العاص [2] استیعاب ایضاً
[3] "طبقات" جلد ۵ ص ۵۰۹ ترجمہ حضرت عثمانؓ بن ابی العاص

Scanned by CamScanner

حضرت عثمانؓ بن ابی العاص اسلام لائے اور ان کے اسلام لانے کے فوراً بعد حضور ﷺ نے انہیں طائف کا عامل و حاکم بنا دیا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی پوری زندگی اور حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کی پوری خلافت میں طائف اور بحرین کے گورنر رہے۔ نہ حضور ﷺ نے اور نہ ہی حضرات شیخینؓ نے انکی جگہ سابقین اولین میں سے کسی بزرگ کو اس منصب پر متعین فرمایا۔

ان حقائق و واقعات کے سو لآنے خلاف مودودی صاحب فرماتے ہیں کہ:۔

''یہ پالیسی نہ حضور ﷺ کی تھی اور نہ شیخینؓ کی کہ سابقین اوّلین کے بجائے ان لوگوں کو آگے بڑھایا جائے......''۔

امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

۹ ہجری میں اہل طائف کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

فلمّا اسلموا و کتب لهم رسول الله صلى الله عليه وسلم كتابهم أمّرَ عليهم عثمان بن ابى العاص و كان من احدثهم سنا و ذلك انه كان احرصهم على التفقه فى الاسلام و تعلم القران۔[1]

جب وہ اسلام لے آئے اور رسول اللہ ﷺ نے انہیں معاہدہ لکھ دیا تو آپ نے ان پر عثمانؓ بن ابی العاص کو امیر مقرر فرمایا۔ حالانکہ وہ ان میں سب سے کم عمر تھے۔ باوجود اس کے حضور ﷺ نے انہیں امیر بنایا تو اس لئے کہ وہ اسلام کو سمجھنے اور قرآن سیکھنے کے بارے میں ان سب سے زیادہ حریص تھے۔

حضور ﷺ کے اس عمل سے حضور ﷺ کی یہ پالیسی بھی معلوم ہوتی ہے کہ امارت و حکومت کے لئے سن و سال اور عمر کا کوئی سوال نہیں۔ ایک آدمی بلحاظ سن تو نوعمر و نوجوان ہے لیکن علم و حکمت اور فہم و فقہ میں بلند درجہ و مقام کا مالک ہے تو اسے منصبِ امارت پر متمکن کیا جائے گا۔ امام مظلومؓ نے بنوامیہ کے نوجوانوں کو ان کی اعلیٰ انتظامی و حربی قابلیتوں اور صلاحیتوں کے پیش نظر اگر گورنری کے منصب پر متعین فرمایا تو یہ سنت رسول ﷺ کی روح کے عین مطابق تھا۔

عہد نبوت میں عمال و حکام:

امام طبری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ:۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت...... عمروؓ بن حزم نجران پر، اور خالدؓ بن سعید بن العاص نجران اور رمع و زبید کے درمیانی علاقہ پر اور عامر بن شہر ہمدان پر اور صنعا پر ابن باذام؛

[1] طبری جلد ۲ ص ۳۶۵ حالات ۹ ہجری

Scanned by CamScanner

عک واشعریین پر طاہر بن ابی ہالہ، مآرب پر ابوموسیٰ اشعری اور سکاسک وسکون پر عکاشہ بن ثور اور حضرموت پر زیاد بن لبید البیاضی ......رسول اللہ ﷺ کے عمّال (یعنی گورنر) تھے[۱]۔

دوسری روایت میں ہے کہ:۔

رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی اور آپ کے عُمّال (یعنی حاکم) قضاعہ اور کلب پر امرؤالقیس اور قین پر عمرو بن الحکم اور سعد ہذیم پر معاویہ بن فلان الوائلی تھے[۲]۔

مندرجہ بالا عمّال وحکّام کے علاوہ عہد رسالت کے چند دوسرے صوبائی گورنر بھی ہیں۔ ان سب کی فہرست ملاحظہ ہو۔

عہدِ رسالت کے گورنر

نمبر شمار	گورنر کا نام	بلحاظ خاندان	کس صوبہ یا علاقہ یا قوم پر حاکم تھے
۱	حضرت عتابؓ بن اسید	اموی	مکہ معظمہ
۲	حضرت خالدؓ بن سعید بن عاص	اموی	یمن
۳	حضرت ابانؓ بن سعید بن عاص	اموی	بحرین
۴	حضرت عمروؓ بن سعید بن عاص	اموی	تیما، خیبر، تبوک، فدک
۵	حضرت علاءؓ بن الحضرمی	حلیف بنوامیہ	بحرین
۶	حضرت عثمانؓ بن ابی العاص	ثقفی	طائف
۷	حضرت عمروؓ بن حزم	انصاری	نجران
۸	حضرت عامرؓ بن شہر	ہمدانی	ہمدان
۹	حضرت باذامؓ	عجمی	یمن
۱۰	حضرت طاہرؓ بن ابی ہالہ	تمیمی	عک واشعریین
۱۱	حضرت عکاشہؓ بن ثور	قرشی	سکاسک وسکون
۱۲	حضرت زیادؓ بن لبید	انصاری البیاضی	حضرموت
۱۳	حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ	اشعری	مآرب
۱۴	حضرت امرؤالقیس	کلبی	قضاعہ، کلب
۱۵	حضرت عمروؓ بن الحکم	قضاعی	قین
۱۶	معاویہ بن فلان	وائلی	سعد ہذیم

[۱] ایضاً ص ۴۶۴ حالات ۱۱ ہجری [۲] ایضاً ص ۴۷۵۔۴۷۶

Scanned by CamScanner

غور فرمائیے! عہد رسالت کے سولہ عمال وحکام میں سے:۔

ا:۔ جہاں دوسرے بعض قبائل کا ایک ایک عامل وحاکم ہے وہاں بنوامیہ اور حلیف بنوامیہ کے پانچ گورنر ہیں۔

۲:۔ ان سولہ عمال وحکام میں حضرات خلفائے راشدین میں سے ایک بھی نہیں۔

۳:۔ نہ ہی حضرات عشرہ مبشرہ میں سے کوئی بزرگ ہیں۔

۴:۔ البتہ متعدد حضرات سابقین اولین میں سے ضرور ہیں، لیکن،

۵:۔ اکثریت غیر سابقین اولین کی ہے۔ بلکہ،

٦:۔ بعض حضرات تو وہ بھی ہیں جو فتح مکہ کے بھی بعد اسلام لائے۔

عہد صدیقی کے گورنر:

اب ذرا عہد صدیقی کے گورنر ملاحظہ ہوں:۔

امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:۔

حضرت ابوبکرؓ کے عامل مکہ پر حضرت عتابؓ بن اسید، طائف پر حضرت عثمانؓ بن ابی العاص، صنعا (یمن) پر حضرت مہاجر بن ابی امیہ، حضرموت پر حضرت زیاد بن لبید، خولان پر یعلیٰؓ بن امیہ، زبید ورمع پر حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ اور بحرین پر حضرت العلاءؓ بن الحضرمی تھے [1]۔ رضی اللہ عنہم

عہد فاروقی کے عمال:

اب ذرا عہد فاروقی کے وُلات وعمال ملاحظہ ہوں۔ امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:۔

جس سال حضرت عمرؓ نے شہادت پائی اور وہ ۲۳ ہجری ہے۔ اس سال حضرت عمر بن الخطاب کے عامل مکہ پر حضرت نافع بن عبدالحارث، طائف پر حضرت سفیان بن عبداللہ الثقفی، صنعا (یمن) پر یعلی بن منیۃ، کوفہ پر حضرت مغیرہ بن شعبہ، بصرہ پر حضرت ابوموسیٰ اشعری، مصر پر حضرت عمرو بن العاص، حمص پر حضرت عمیر بن سعد، دمشق پر حضرت معاویہ بن ابی سفیان، بحرین وغیرہ پر حضرت عثمان بن ابی العاص تھے [2] (رضی اللہ عنہم)

حضرت صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کے ان گورنروں میں سے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمال ووُلات کی طرح:۔

---

[1] طبری جلد ۲ ص ۲۱۷ حالات ۱۳ ہجری

[2] طبری جلد ۳ ص ۳۰۴ حالات ۲۳ ہجری

۱: نہ تو کوئی حضرات خلفائے راشدینؓ میں سے ہے۔

۲: اور نہ ہی حضرات عشرہ مبشرہؓ میں سے ہے[۱]۔

۳: البتہ دو تین حضرات سابقین اولین میں سے ضرور ہیں۔

۴: لیکن غالب اکثریت غیر سابقین اولین کی ہے۔

۵: بلکہ بعض حضرات تو وہ ہیں جو فتح مکہ کے بھی بعد اسلام لائے۔

ادعاء باطل:

ہم نے عہد نبوت اور عہد شیخینؓ کے عمال وولات کی فہرست اس لئے نقل کر دی ہے تا کہ "محقق عصر حاضر" کی "تحقیق" کی حقیقت معلوم ہو سکے۔ مودودی صاحب کی تحقیق کے بخط مستقیم خلاف حقیقت یہ ہے کہ خود حضور ﷺ اور حضرات شیخینؓ کی پالیسی تھی ہی یہ کہ:۔

سابقین اولین کی بجائے "ان لوگوں" کو آگے بڑھایا جائے۔ اور مسلم معاشرے اور ریاست کی رہنمائی وکارفرمائی کے مقام پر یہ فائز ہوں۔

اس حقیقت کے پیش نظر مودودی صاحب کا یہ دعویٰ باطل ثابت ہو گیا کہ "مگر یہ پالیسی نہ حضور ﷺ کی تھی اور نہ شیخینؓ کی کہ.........."

ع ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

حضور ﷺ پر کذب وافتراء:

"داعیٔ حق" صاحب نے یہ دعویٰ کر کے صرف ایک باطل دعویٰ نہیں کیا بلکہ حضور ﷺ اور حضرات شیخینؓ پر ایک گونہ بہتان بھی باندھا ہے کہ ان کی یہ پالیسی نہ تھی کہ.......... سابقین اولین کی بجائے ان لوگوں کو آگے بڑھایا جائے..........! حالانکہ واقعات اور حقائق سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ حضور ﷺ اور حضرات شیخینؓ کی یہ پالیسی تھی کہ ان لوگوں کو آگے بڑھایا جائے..........!

لہٰذا داعیٔ حق کا یہ دعویٰ حضور ﷺ اور حضرات شیخینؓ کے خلاف گویا کذب وافتراء ہوا۔ حضرات شیخینؓ پر کذب وافتراء کو تو خیر داعیٔ حق صاحب کیا خاطر میں لائیں گے مگر حضور ﷺ پر کذب افتراء کی وعید شدید سے وہ بے خبر نہ ہوں گے۔

---

[۱] عہد فاروقی میں حضرات عشرہ مبشرہ میں سے صرف حضرت سعدؓ بن ابی وقاص اور حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح گورنر رہے

Scanned by CamScanner

مَنْ كَذِبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّداً فَلْيَتَبَوَّأْ مقعَدَه مِنَ النَّارِ[1]۔

لہٰذا مودودی صاحب کی خدمت میں میری مخلصانہ درخواست ہے، کہ وہ اس کذب علی الرسول ﷺ سے توبہ کر کے عذاب جہنم سے بچنے کی کوشش کریں۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا۔ ربنا وقنا عذاب النّار۔

سولہ آنے خلاف:

مودودی صاحب کے ادّعا باطل کے سولہ آنے خلاف حقیقت یہ ہے کہ حضور ﷺ اور حضرات شیخینؓ سابقین اوّلین کی بجائے ''ان لوگوں'' کو آگے بڑھاتے تھے۔ مسلم معاشرے اور ریاست کی کارفرمائی پر ''ان لوگوں'' کو فائز کرتے تھے، اور سابقین اولین کو اہم امور مملکت و خلافت میں مشورہ کے لئے اپنے پاس مرکز میں رکھتے تھے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے اسبق واوّل حضرت صدیق اکبرؓ کو کبھی اپنے سے جدا کر کے ریاست کے کسی علاقہ پر کارفرمائی کے لئے کہیں نہیں بھیجا۔ اسی طرح حضرت فاروقِ اعظم کو، اسی طرح حضرت عثمان ذی النورین کو، اسی طرح حضرت علی مرتضیٰ کو کسی صوبہ کا گورنر نہیں بنایا۔ رضی اللہ عنہم۔

حضرت صدیق اکبرؓ نے اپنے عہد خلافت میں حضرت فاروق اعظمؓ، حضرت عثمانؓ ذی النورین اور حضرت علیؓ مرتضی کو کبھی کسی علاقہ کا حاکم بنا کر کہیں نہیں بھیجا حتی کہ کسی غزوہ میں بھی ان کو امیر لشکر بنا کر نہیں بھیجا۔ بخلاف اس کے ان حضرات کو ہمیشہ اپنے پاس مرکز میں رکھا۔ اسی طرح حضرت فاروق اعظمؓ نے حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کو نہ تو کسی صوبہ کا گورنر مقرر فرمایا اور نہ ہی کسی اسلامی لشکر کا امیر وافسر بنا کر کسی ملک پر حملہ کے لئے بھیجا۔

علی ہذا حضور ﷺ اور حضرت صدیق اکبرؓ نے عشرہ مبشرہ کے کسی فرد کو بھی کسی صوبہ کی گورنری پر فائز نہیں فرمایا۔ نہ حضرت طلحہ کو، نہ حضرت زبیر کو، نہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو، نہ حضرت سعید بن زید کو، نہ حضرت سعد بن ابی وقاص کو اور نہ ہی حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کو! رضی اللہ عنہم۔

حضرت عمر فاروق اعظمؓ نے بھی آخری دو بزرگوں کے علاوہ عشرہ مبشرہ کے کسی فرد کو کسی صوبہ کا گورنر نہیں بنایا۔ صرف حضرت سعد بن ابی وقاص کو چند سال کوفہ اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کو شام کا گورنر بنایا۔ رضی اللہ عنہم!

تو حضور ﷺ اور حضرات شیخینؓ کی سنت یہی ہے کہ سابقین اوّلین میں سے اسبق و

---

[1] صحیح بخاری، ترمذی، ابن ماجہ (مشکوٰۃ المصابیح کتاب العلم)

Scanned by CamScanner

اوّل حضرات کو مشاورت کے لئے اپنے پاس مرکز میں رکھا جائے۔ اور دوسرے ''ان لوگوں'' کو آگے بڑھا کر ریاست کی خدمت پر مامور کیا جائے۔ حضرت امام مظلوم نے سابقین اولین کی بجائے ''ان لوگوں'' کو آگے بڑھا کر ریاست کی کارفرمائی پر مامور فرمایا تو یہ حضور ﷺ اور حضرات شیخین ؓ کی سنت کا عین اتباع تھا۔ رضی اللہ عنہم۔

عجیب تضاد: مودودی صاحب لکھتے ہیں:۔

''فطری طور پر یہ بات کسی کو پسند نہ آسکتی تھی کہ سابقین اولین جنہوں نے اسلام کو سر بلند کرنے کے لئے جانیں لڑائی تھیں اور جن کی قربانیاں سے دین کو فروغ نصیب ہوا تھا پیچھے ہٹا دیئے جائیں اور یہ طلقاء جو فتح کے بعد ایمان لائے تھے امت کے سرخیل ہو جائیں''۔

نہ یہ حضرات طلقاء تھے اور نہ ہی ان کا سرخیل امت ہو جانا کسی کو ناپسند آیا اگر کسی کو ناپسند آیا تو مودودی صاحب ذرا اس کی نشاندہی فرمائیں۔

بُرا ہو تعصب و عناد اور بغض و عداوت کا! یہ انسان کی عقل پر پردے ڈال دیتا ہے اور اچھے بھلے پڑھے لکھے لوگوں کی منطق میں تضاد و اختلاف پیدا کر دیتا ہے۔ مودودی صاحب کی منطق میں ایسا ہی تضاد ملاحظہ ہو:۔

اگر عہدِ عثمانی کی بے مثال و عالمگیر فاتح گورنر ''اسلام کو سر بلند کرنے کے لئے جانیں لڑا دیں اور ان کی قربانیوں سے افغانستان سے اندلس تک دین کو فروغ نصیب ہو تو یہ ان کا کوئی کمال نہیں کیونکہ ''اسلام محض ملک گیری و ملک داری کے لئے تو نہیں آیا تھا''۔

لیکن حضرات سابقین اولین کا سارا کمال یہی بیان ہو رہا ہے کہ ''انہوں نے اسلام کو سر بلند کرنے کے لئے جانیں لڑائی تھیں اور ان کی قربانیوں ہی سے دین کو فروغ نصیب ہوا تھا''۔

سوال یہ ہے کہ یہ...... یک بام و دو ہوا........... کیوں؟

اگر حضرات سابقین اولین کے محاسن و کمالات میں یہ سب سے بڑا حسن و کمال ہے کہ انہوں نے اسلام کو سر بلند کرنے کے لئے جانیں لڑائی تھیں اور ان کی قربانیوں ہی سے دین کو فروغ نصیب ہوا تو امراء و عمالِ عثمانی کا یہی حسن و کمال مودودی صاحب کی نگاہ میں کیوں نہیں جچتا؟ جب کہ مادی طور پر عہد عثمانی کے نتائج جہاد، سابقین اولین ؓ کے نتائج جہاد سے وسیع تر ہیں جیسا کہ ہم تفصیل سے بیان کر چکے ہیں۔

بہر حال یہ طعن و اعتراض بھی لغو ثابت ہو گیا اور حضرت امام مظلوم ؓ کا دامنِ کردار بے

Scanned by CamScanner

داغ ہی رہا۔ و الحمد لله علی ذلك حمداً کثیراً۔

طعن نمبر ۷: وہ محض ملک گیر و ملک دار تھے اور غیر دینی سیاست کے ماہر:

سورج سر پر چمک رہا ہو تو کون انکار کر سکتا ہے۔ اموی گورنروں کی حربی قابلیت اور جنگی فتوحات آفتاب نصف النہار کی طرح روشن اور درخشندہ ہیں۔ مودودی صاحب ان کا تو انکار کر نہ سکے۔ اور انہیں بہترین منتظم اور اعلیٰ درجہ کا فاتح تسلیم کر لیا۔ مگر ان کی بے مثال فتوحات کا استخفاف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

''وہ بہترین منتظم اور اعلیٰ درجہ کے فاتح ہو سکتے تھے اور فی الواقع وہ ایسے ہی ثابت بھی ہوئے لیکن اسلام محض ملک گیری و ملک داری کے لئے تو نہیں آیا تھا۔ وہ تو اولاً بالذات ایک دعوتِ خیر و صلاح تھا۔ جس کی سربراہی کے لئے انتظامی و جنگی قابلیتوں سے بڑھ کر ذہنی و اخلاقی تربیت کی ضرورت تھی'' ۔[1]

ایک اور مقام پر رہی سہی کسر بھی نکال دی ہے۔ لکھتے ہیں:۔

''بعد کے واقعات سے جب کہ بنی امیہ کے ہاتھ میں پورا اقتدار آیا یہ بات عملاً ثابت ہو گئی کہ یہ لوگ چاہے غیر دینی سیاست کے ماہر اور انتظامی اور فوجی لحاظ سے بہترین قابلیتوں کے مالک ہیں لیکن امّت مسلمہ کی اخلاقی قیادت اور دینی سربراہی کے لئے موزوں نہ تھے'' ۔[2]

دینی سیاست کے واحد ماہر:

جرأت و جسارت اور بے باکی کی حد ہو گئی کہ داعی حق صاحب علماء معاصرین، اکابر متقدمین اور سلف صالحین رحمہم اللہ کو ہدفِ تنقید بناتے بناتے یارانؓ رسول ﷺ تک جا پہنچے اور اصحابؓ نبی ﷺ کو بھی معاف نہ کیا۔

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں!
تڑپے ہے مرغِ قبلہ نما آشیانے میں!

دامانِ نبوت میں تربیت یافتہ صحابہ کرامؓ کو ''غیر دینی سیاست کا ماہر'' لکھ کر تو داعی حق نے اپنے آپ کو دینی سیاست کا واحد ماہر ثابت کر دیا۔

فیضانِ رسالت سے مستفیض حضرات تو ''غیر دینی سیاست کے ماہر'' مگر عہدِ حاضر کے ''داعی حق'' دینی سیاست کے واحد ماہر......! اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

---

[1] ''ترجمان'' جون ۶۵ ص ۳۶ (خلافت و ملوکیت ص ۱۰۹۔۱۱۰) [2] ''ترجمان'' اکتوبر ۶۵ ص ۴۹ (خلافت و ملوکیت ص ۳۲۵)

Scanned by CamScanner

وہی فرسودہ فکر مگر منطق جدید:

اچھا تو دیکھئے! یہ بالکل وہی پرانا پامال سبائی فکر و تخیل ہے۔ صرف منطق جدید ہے۔ دشمنانِ صحابہ بھی تو حضرات خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے عہد کی فتوحات کو مجبوراً مانتے ہیں مگر اس کے باوجود ان حضرات کی خلافت نبوت کو محض دنیوی بادشاہی اور ان کی اسلامی فتوحات کو جوع الارض اور جنگی استحصال سے تعبیر کرتے ہیں اور ہمارے ''داعیِ حق'' بھی لکھتے ہیں:۔

''لیکن اسلام محض ملک گیری و ملک داری کے لئے تو نہیں آیا تھا''۔

ہو بہو وہی سبائی ذہن ہے مگر اندازِ بیان قدرے متفاوت ہے۔

دلوں میں کوئی تغیر نہیں ہوا پیدا
بدل گئی ہے مگر قیل و قال کی دنیا

مولانا اسی مکروہ و مردود تخیل کو حسین الفاظ و جدید منطق کے جامے میں پیش کر رہے ہیں۔ مگر ؎

بہ ہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش
من اندازِ قدت را مے شناسم

جوابات:

نمبر ۱: اوّل تو مودودی صاحب ہی اپنی دیانت کی بنا پر فرمائیں کہ کیا عمال عثمانی کی فتوحات محض ملک گیری و ملک داری کے لئے تھیں؟ اور ان میں غلبہءِ اسلام و اشاعت دین کا تصور بالکل عنقا تھا؟ اگر مودودی صاحب میں ذرہ بھر بھی خوفِ خدا ہے تو وہ اپنے اس فکر پر نادم ہوں گے اور اپنے اس رشحہءِ قلم پر توبہ کریں گے۔

نمبر ۲: دوسرے ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ مودودی صاحب کی یہ منطق یا تو فریب کاری کا شاہکار ہے یا فریب خوردگی کا۔ کیا مودودی صاحب اتنا بھی نہیں سمجھ سکتے کہ اگر یہ حضرات ان ممالک کو فتح نہ کرتے تو اسلام کی دعوت کہاں پیش کی جاتی؟ اور توحید کا کلمہ کہاں گونجتا؟ کیا قیصر و کسریٰ کے درباروں میں دعوتِ حق کی پذیرائی ممکن تھی؟ کیا انہوں نے امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوتِ مبارکہ کو قبول کیا تھا؟ کیا کسریٰ لعین نے حضور کریم کا نامہ گرامی چاک نہیں کر دیا تھا؟

دعوتِ خیر و صلاح اور فارس رُوما کی سیاسی قوت کا استیصال:

اسلام نے آنکھ کھولی تو اُسے دو عظیم اور منظم ترین سیاسی قوتوں سے پالا پڑا ایک فارس

Scanned by CamScanner

کی ''کسرائیت'' تھی اور دوسری روما کی ''قیصریت''! یہ دونوں نظامِ باطل عملاً ساری دنیا پر چھائے ہوئے تھے، اسلام کی دعوتِ حق کی مخاطب پوری انسانیت تھی۔ اور یہ نظامِ باطل دعوتِ حق و اعلاء کلمۃ اللہ کی راہ میں سنگِ گراں بن کر حائل تھے۔ لہٰذا اسلام کی دعوتِ خیر و صلاح کا راستہ صاف کرنے کے لئے روما اور فارس کی شوکت پارینہ و سطوتِ دیرینہ کو کچلنا اور مٹانا ضروری تھا۔ جب تک قیصر و کسریٰ کی ''شہنشاہیت'' کی تخریب نہ ہوتی ...... انسانیت کی تعمیر، صالح معاشرہ کی تشکیل، دین حق کے غلبہ واقتدار اور اسلامی نظام کے قیام و استحکام کے خواب کی تعبیر ممکن نہ تھی۔

حیرت و استعجاب کا مقام ہے کہ ''دعوت خیر و صلاح کے عہدِ حاضر میں علمبردار'' اس موٹی سی حقیقت کو نہیں سمجھ سکے اور وہ عہدِ عثمانی کی فتوحات کو محض ملک گیری و ملک داری سے تعبیر کر رہے ہیں، یا تو وہ اتنی پیش پا افتادہ حقیقت کو نہیں سمجھ پائے۔ یا یہ سب تعصب کی کرشمہ کاریاں ہیں۔

رحمتِ الٰہی کی گھٹا برسے اور شب و روز برستی رہے۔ حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ اور ان کے عالی ظرف فاتح عالم گورنروں کے مزار پُر انوار پر! جنہوں نے بیک وقت ان نظامہائے باطل کے سنگین بت پر ضرب پہ ضرب لگا کر قیصر و کسریٰ کی سیاسی قوت کو پاش پاش کر دیا اور افریقہ و یورپ میں روما کی مملکت دیرینہ کو زیر و زبر کر کے رومی مقبوضات اور ایشیا میں یزدجرد کے اقتدار کا تیاپانچہ کر کے کسرائی ممالک پر اسلامی جھنڈا لہرایا۔

امتِ مسلمہ ان حضرات کے احساناتِ عظیمہ کے بارِ گراں سے کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتی۔ ان فاتح عالم مجاہدین اسلام نے تین وسیع براعظموں میں تبلیغ دین، اشاعت اسلام، اعلاء کلمۃ اللہ اور دعوتِ خیر و صلاح کی راہیں کھول دیں ......! آسمانوں پر کمندیں پھینکنے والے مجاہدین نے کفر کا شیرازہ منتشر کر دیا۔ اور بے شمار فتوحات سے اشاعتِ دین و دعوتِ خیر و صلاح کی راہ میں حائل سنگ گراں کو پاؤں کی ٹھوکر سے ہٹا دیا۔

افریقہ، یورپ اور وسط ایشیا میں اسلام کا سہرا حضرت امام مظلوم اور آپ کے فاتح عالم فلک پیما گورنروں کے سر پر ہے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

محبت مجھے ان جوانوں سے ہے
ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند

Scanned by CamScanner

اس اجمال کی تھوڑی سی تفصیل:

ع لذیذ بود حکایت دراز تر گفتم

کے مصداق اس ایمان افروز اجمال کی روح آفریں تفصیل پیش کی جاتی ہے۔

کسریٰ یزدجرد کا عبرتناک انجام:

امام ابن کثیر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:۔

''یزدجرد کی بادشاہی بیس سال رہی ان میں سے چار سال اس کا غلبہ رہا اور باقی مدت اسلام اور اہل اسلام کے خوف سے ایک شہر سے دوسرے شہر بھاگتے گزر گئی اور وہ دنیا میں فارس کے بادشاہوں کا آخری بادشاہ تھا۔ بوجہ ارشادِ رسالت مآب کہ ''جب قیصر ہلاک ہوا تو اس کے بعد قیصر کوئی نہ ہوگا اور جب کسریٰ ہلاک ہوگا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا۔ اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم اس کے خزانوں کو اللہ کے راستوں میں خرچ کرو گے''۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے اور صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ جب حضور ﷺ کا مکتوب گرامی اس کے پاس پہنچا تو اس نے پھاڑ دیا۔ پس نبی ﷺ نے اس کے لئے بددعا فرمائی کہ ''ٹکڑے ٹکڑے ہو!'' چنانچہ ایسا ہی ہوا''[1]۔

تاریخ طبری کی ایک روایت میں ہے کہ:۔

''چکی والے نے اپنے کلہاڑے سے یزدجرد کو قتل کیا۔ اس کا سر کاٹ لیا اور اس کے اوپر اس کی پیٹی اور جو پارچات وغیرہ تھے، اتار لئے۔ والقی جیفتہ فی النہر۔ اور اس کی مردار نعش کو نہر میں ڈال دیا۔ جس کے پانی سے اس کی نہر چلتی تھی، اور اس کا پیٹ چاک کیا اور اس میں نہر میں اُگے ہوئے ایک درخت کی جڑیں بھر دیں کہ لاش اسی جگہ پانی میں ڈوبی ہوئی پڑی رہے، اوپر نہ آئے اور کسی کو معلوم نہ ہو''[2]۔

کتنا عبرت انگیز ہے یزدجرد کا انجام! دنیا کی اول درجہ کی سلطنت فارس کا تاجدار و شہنشاہ ہو کر دربدر خاک بسر پھرتا ہے مگر امان کہیں نہیں ملتی آخر کتوں کی موت مرتا ہے۔ پتھروں سے سر کچلا جاتا ہے۔ کلہاڑے سے گردن کاٹی جاتی ہے۔ پیٹ چاک کیا جاتا ہے۔ اس میں درختوں کی جڑیں بھری جاتی ہیں۔ لاش کو قبر تک نصیب نہیں ہوتی۔ مُردار کو اُٹھا کر نہر میں پھینک دیا جاتا ہے۔

---

[1] ''البدایۃ والنہایۃ'' جلد ۷ ص ۱۵۹ [2] طبری جلد ۳ ص ۳۴۸

Scanned by CamScanner

یہ انجام ہے حضور ﷺ کی عدم اطاعت کا! اور آپ کی توہین کا! کل اس ظالم نے نشہء اقتدار و بادۂ استکبار سے بدمست و سرشار ہو کر حضور ﷺ کا نامہء گرامی چاک کیا تھا آج اس کا اپنا پیٹ چاک کیا گیا۔

شقی ازلی کا عبرتناک انجام کن سَعید بزرگوں کے ہاتھوں ہوا:

کل جو اپنی سلطنت کی وسعت، شوکت وسطوت اور جلال و ہیبت میں اپنی مثال نہیں رکھتا تھا۔ آج اس ملعون کا یہ دردناک انجام اور عبرتناک حشر جانتے ہو کس کے ہاتھوں ہوا؟ انہی اموی گورنروں کے ہاتھوں ہوا جن کی سیرت و کردار کو داغدار کرنے اور جن کی فتوحات کے استخفاف میں داعیٔ حق صاحب ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں اور انہیں "غیر دینی سیاست کا ماہر" تک فرما رہے ہیں۔

امام طبری رحمہ اللہ سنداً روایت کرتے ہیں:۔

ابنِ عامرؓ (بصرہ کا گورنر بن کر) آیا تو فارس کی مہم کو نکلا[۱]۔ ۲۹ ہجری میں فارس فتح کیا۔ اس کے بعد ۳۰ ہجری میں خراسان اور طبرستان کا رُخ کیا۔ اُدھر سے حضرت سعیدؓ بن العاص (گورنر کوفہ) نے بھی چڑھائی کی۔

امام طبری رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں:۔

ومع حذيفه بن اليمان و ناس من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم و معه الحسن و الحسين و عبدالله بن عباس و عبدالله بن عمر و عبدالله بن عمرو بن العاص و عبدالله بن زبير۔	اور ان کے ساتھ حضرت حذیفہ بن یمان، حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص اور حضرت عبداللہ بن زبیر وغیرہم بہت سے اصحابِؓ رسول تھے۔ رضی اللہ عنہم۔

اور عبداللہؓ بن عامر بصرہ سے فوج لے کر خراسان کے ارادہ سے نکلے[۲]۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ بھی حضرت سعیدؓ بن العاص کے جیش میں مندرجہ بالا حضرات کے اسماءِ گرامی خصوصیت سے ذکر کر کے لکھتے ہیں کہ اس لشکر میں صحابہ کرام بہت بڑی تعداد میں شامل تھے۔ خلق من الصحابة[۳]۔

---

۱ طبری ص ۳۳۶۔۳۳۷ ۲ طبری جلد ۳ ص ۳۲۳ ۳ "البداية والنهاية" جلد ۷ ص ۱۵۴

Scanned by CamScanner

اسی حملہ میں یزدجرد جور سے بھاگا۔ حضرت عبداللہؓ بن عامر نے مجاشع بن مسعود سلمی کو اس کے تعاقب میں بھیجا۔ اس نے کرمان تک اس کا پیچھا کیا۔ مجاشع اپنے لشکر کے ساتھ سیرجان میں اترا اور یزدجرد خراسان کی طرف بھاگ گیا۔[1]

قیصر کی جانکنی:

محبوبِ کبریا رسول خدا ﷺ نے کسریٰ کی ہلاکت کے ساتھ قیصر کی ہلاکت کی بھی بشارت دی تھی۔ ارشاد فرمایا تھا: اذا هلك قيصر فلا قيصر بعده، نیز فرمایا تھا، اور قسم کھا کر فرمایا تھا:

والذى نفسى بيده لتنفقنّ كنوز هما فى سبيل الله۔[2]

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم ان کے خزانوں کو فی سبیل اللہ خرچ کرو گے۔

حضور ﷺ کی یہ بشارت اور پیش گوئی بھی عہدِ عثمانی میں پوری ہوئی اور جس طرح حضرت عبداللہ بن عامر، حضرت سعید بن العاص اور حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہم نے مشرق میں کسریٰ کے مقبوضات کو فتح کر کے ''کسرائیت'' کو ختم کر دیا۔ اسی طرح حضرت معاویہؓ اور حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہما نے مغرب میں رومی مقبوضات کو فتح کر کے ''قیصریت'' کا جنازہ نکال دیا۔ تھوڑی سی تفصیل ملاحظہ ہو:۔

حضرت امیر معاویہؓ:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے افریقہ اور یورپ میں رومی مقبوضات پر بھرپور اور کامیاب کامیاب حملے کئے جس سے قیصرِ روم باؤلے کتے کی طرح دیوانہ ہو گیا۔ حضرت امیر معاویہؓ کا سمندِ ہمت اور رخش عزم یوں تو وادی وادی اڑا لیکن رومی نظام کی تخریب اور قیصری اقتدار کا انسداد آپ کی توجہات گرامی کا مرکز تھا۔ آپ نے قسطنطنی سیاست کے قلع قمع کی پوری کوشش کی اور برّی و بحری دونوں راستوں سے رُومی ممالک پر تابڑ توڑ حملے کر کے رومی اقتدار کا کچومر نکال دیا اور کفر کی دنیا تہ و بالا کر دی۔

اسلامی بحری بیڑے کا بانی

یہ حقیقت بہت کم لوگوں کو معلوم ہو گی کہ اسلامی بحری بیڑے کی ایجاد و بنیاد کا سہرا

---

[1] طبری جلد ۳ ص ۳۲۷ [2] صحیح بخاری، صحیح مسلم وغیرہما

حضرت امیر معاویہؓ کے سر پر ہے۔ آپ کی دور اندیشی و فراست کا فیصلہ یہ تھا کہ اگر اسلام نے بحیثیت ایک نظامِ حیات کے دنیا پر غالب کرنا اور روم کی دشمنِ اسلام شوکت وسطوتِ پارینہ کو پاؤں تلے کچلنا ہے تو اس کے لئے اسلامی بحری بیڑے کو معرضِ وجود میں لانا پڑے گا چنانچہ آپ نے اس حقیقت کے احساس وادراک کے بعد عہدِ فاروقی میں حضرت عمرؓ سے بحری بیڑے کی تیاری اور بحری جنگ کی اجازت طلب کی۔ بار بار اور بااصرار طلب کی۔ مگر حضرت عمرؓ نے مسلمانوں کی خیر خواہی و خیر اندیشی کے جذبہ کے تحت اس کی اجازت دینے سے صاف انکار کر دیا۔[1]

امام طبری رحمہ اللہ بسند روایت کرتے ہیں:۔

سب سے پہلے جس شخص نے بحری جہاد کیا وہ حضرت معاویہؓ ہیں۔ آپ نے حضرت عمرؓ سے بحری جنگ کی اجازت طلب کی مگر نہ ملی۔ جب حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوئے لم یزل به معاویةؓ تو حضرت معاویہؓ برابر بحری جہاد کی اجازت کی طلب میں لگے رہے یہاں تک کہ آخر حضرت عثمانؓ نے اجازت دے دی۔[2]

ا:۔ فتح قبرص:

باصرار وتکرار طلب والحاح کے بعد حضرت معاویہؓ نے حضرت عثمانؓ سے بحری حملہ کی اجازت حاصل کر کے اسلام کا پہلا بحری بیڑا تیار کیا اور ساحل شام کے قریب ایک نہایت سرسبز و شاداب رومی جزیرے قبرص پر ۲۸ ہجری میں سب سے پہلا بحری حملہ کر کے اسے فتح کر لیا۔

امام طبری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:۔

غزاها فيما ذكر جماعة من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فيهم ابوذر و عباده بن الصامت و معه زوجته ام حرام و المقداد و ابو الدرداء و شداد بن اوس۔[3]	اس غزوہ میں اصحابِؓ رسول ﷺ کی پوری جماعت شریک ہوئی جس میں حضرت ابوذر، حضرت عبادہ بن صامت، ان کے ساتھ ان کی زوجہ محترمہ حضرت ام حرام اور حضرت مقداد، حضرت ابودرداء اور حضرت شداد بن اوس شامل تھے۔ رضی اللہ عنہم

امام ابن کثیر رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:۔

[1] طبری جلد ۳ ص ۳۱۶ [2] ایضاً ص ۳۱۷ [3] طبری جلد ۳ ص ۳۱۵

Scanned by CamScanner

حضرت معاویہؓ نے حضرت عثمانؓ سے باصرار اجازت طلب کی اور ان کے حکم سے قبرص پر حملہ کے لئے جہازوں پر سوار ہوئے۔ دوسری جانب سے عبداللہؓ بن ابی سرح بھی ان کے ساتھ مل گئے۔

فقتلوا خلقًا كثيراً و سبوا سبايًا كثيرةً و غنموا مالاً جيداً۔[1]

پس انہوں نے بہت زیادہ لوگوں کو قتل کیا اور بہت زیادہ قیدی (لونڈی غلام) بنائے اور گراں بہا مال کثیر غنیمت میں پایا۔

اسلام کو عزت ملی، کفر ذلیل ہوا:

امام طبری اور امام ابن کثیر رحمہما اللہ لکھتے ہیں:۔

حضرت جبیر بن نفیر کہتے ہیں: "جب ہم اہل قبرص کو گرفتار کر کے لائے تو میں نے دیکھا، حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ اشکبار ہیں۔ میں نے ان سے کہا:۔

ما يبكيك في يوم اعز الله فيه الاسلام واهله و اذل فيه الكفر و اهله۔

آج تو اللہ تعالیٰ نے اسلام اور اہلِ اسلام کو عزت دی ہے اور کفر اور اہلِ کفر کو ذلیل فرمایا ہے۔ پھر آپ کیوں روتے ہیں؟

آپ نے میرے کندھے پر ہاتھ مارا اور فرمایا:۔

جبیر! یہ لوگ دوسرے لوگوں پر غالب اور قاہر تھے، ان کی حکومت تھی۔ جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تو ان کا یہ حال ہوا جو تو دیکھ رہا ہے۔[2]

بہر حال یہ سعادت سیدنا امیر معاویہؓ کی قسمت میں تھی کہ وہ سب سے پہلے اسلامی بحری بیڑہ تیار کر کے سب سے پہلے روم کی قدیم منظم اور مضبوط و مستحکم، قوی و طاقتور اور باشوکت و جبروت سلطنت پر حملہ کریں۔ آپ ہی کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے قبرص فتح کرا کر اسلام کو فتح عطا فرمائی اور کفر کو رسوا و ذلیل کیا۔ روما ایسی پرانی اور باعظمت سلطنت کو زیر و زبر کر کے رومی مقبوضات پر اسلامی جھنڈا لہرانا اور اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے یورپ کا دروازہ کھول دینا، آپ کا وہ شاہکار ہے جس نے آپ کو بہت عظیم و رفیع مقام پر کھڑا کر دیا...... اور لسان رسالت سے بشارت عظمیٰ کا مستحق بنا دیا۔

لسان رسالت سے بشارت عظمیٰ: حضرت ام حرامؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم

---

[1] "البدایۃ والنہایۃ" جلد ۷ ص ۱۵۳

Scanned by CamScanner

ﷺ سے سنا آپ نے ارشاد فرمایا:

اول جیش من امتی یغزون البحر قد اوجبوا...... [1]

میری امت کا پہلا لشکر جو بحری جہاد کرے گا، ان کیلئے جنت واجب ہوگئی۔

شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی اور علامہ قسطلانی رحمہما اللہ شراحِ بخاریؒ صراحت کرتے ہیں کہ سب سے پہلے بحری جہاد حضرت امیر معاویہؓ نے کیا۔

صحیح بخاری کی ایک اور حدیث میں اس بحری لشکر سے متعلق نطقِ نبوت سے بڑے شاندار تعریفی الفاظ صادر ہوئے ہیں۔ حضور ﷺ نے ان مجاہدین بحریہ کو شہنشاہان تخت نشین سے تشبیہ دی ہے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ام حرام بنت ملحانؓ کے پاس تشریف لائے۔ تکیہ لگا کر بیٹھ گئے۔ (دوسری [2] روایت میں ہے کہ حضور ﷺ سو گئے۔ پھر بیدار ہوئے، مؤلف) پھر ہنسے۔ حضرت ام حرام بنت ملحانؓ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! آپ نے تبسم کیوں فرمایا؟ فرمایا (میں نے خواب میں دیکھا ہے)

ناس من امتی یرکبون البحر الا خضر فی سبیل الله مثلهم کمثل الملوك علی الاسرّہ فقالت یارسول الله ادع الله ان یجعلنی منهم، قال اللهم اجعلها منهم۔ [3]

کہ میری امت کے (کچھ) لوگ ہیں جو سمندر میں فی سبیل اللہ (جہازوں پر) سوار ہیں، ان کی مثال یوں ہے جیسے بادشاہ تخت پر بیٹھے ہوں۔ حضرت (ام حرام) بنت ملحانؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ اللہ سے دعا کریں، اللہ مجھے ان (خوش قسمت) لوگوں میں سے کر دے۔ آپ نے فرمایا الٰہی! اسے ان لوگوں میں سے کر دے!

ایک نکتہ:

کیا عظمت و شان ہے حضرت معاویہؓ کے زیرِ قیادت جہاد کی، جس میں شرکت کے لئے رسول اللہ ﷺ کی صحابیہؓ حضور ﷺ سے دعا کرا رہی ہیں اور حضور ﷺ ان کے لئے

۱۔ صحیح بخاری، کتاب الجہاد۔ باب ما قیل فی قتال الروم

۲۔ صحیح بخاری کتاب الجہاد۔ باب الدعا بالجهاد و الشهادة

۳۔ صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب غزوة المرأة فی البحر

Scanned by CamScanner

اس جہاد میں شرکت کی دعا فرما رہے ہیں۔ چنانچہ بی بی صاحبہ نہ صرف اس جہاد فی سبیل اللہ......
غزوۂ قبرص...... میں شریک ہوئیں، بلکہ جامِ شہادت نوش فرمایا[1]۔

شانِ معاویہؓ:

سبحان اللہ! کیا شان ہے حضرت معاویہ کی! رضی اللہ عنہ! کہ آپ کی اولوالعزمیوں کے نتیجہ میں یہ بحری معرکہ آرائیاں اس درجہ مبارک اور عنداللہ مقبول ہیں کہ حضور ﷺ خواب میں بھی ان کے نظارے کر رہے ہیں۔ اور یہ نظارے بھی کیسے مبارک نظارے ہیں جو سرور کونین ﷺ کی مسرتِ قلبی کیف و سرور روحانی اور تبسم کا موجب بن رہے ہیں۔

اللہ اللہ! کیا درجہ اور مقام ہے اس حضرت معاویہؓ کا! جو نیند میں بھی اور بیداری میں بھی حضور ﷺ کی مسرت و شادمانی اور فرحت و راحت کا سبب بن رہے ہیں۔ رضی اللہ عنہ۔

یہ حدیث پاک جو صحیح بخاری کے صرف کتاب الجہاد میں تین مقامات پر اور صحیح مسلم کتاب الامارت میں اور دوسری کتب صحاح و غیر صحاح میں موجود ہے بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ اس حدیث پاک سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا حضرت عثمانؓ کی خلافت اور سیدنا حضرت امیر معاویہؓ کی امارت دونوں حق ہیں اور ان کے عہدِ خلافت و امارت میں ہونے والے غزوات اسلامی اور جہاد فی سبیل اللہ ہیں۔ کیونکہ اس غزوہ کو حضور ﷺ نے فی سبیل اللہ فرمایا ہے اور اس غزوہ کے مجاہدین کا نظارۂ جمال، محبوبِ خدا کی مسرت و شادمانی کا موجب ہوا ہے۔

کہاں یہ ارشاد و تاثراتِ نبوت! اور کہاں ہمارے "داعی حق" کا یہ "ارشاد"...... کہ ......عہدِ عثمانی کے گورنروں کی یہ فتوحات محض ملک گیری ہی تھیں۔

۲: غزوۂ افریقیہ:

افریقیہ سے مراد موجودہ الجزائر اور مراکش ہیں۔ اس زمانہ میں افریقیہ روما کی مسیحی حکومت کے قبضہ میں تھا۔ قیصرِ روم کی طرف سے یہاں کا حاکم جرجیر تھا۔

امام طبری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:۔

۲۷ ہجری میں حضرت عبداللہؓ بن ابی سرح کے ہاتھ پر افریقیہ فتح ہوا۔ حضرت عثمانؓ نے عبداللہ بن سعد کو افریقیہ پر لشکر کشی کا حکم دیا۔ اور فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نے تیرے ہاتھ پر اسے فتح کرا دیا تو مال غنیمت کے خمس میں سے خمس (بطور انعام) تیرا ہے۔ عبداللہؓ بن سعد نے اس کے

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب غزوۃ المرأۃ فی البحر

Scanned by CamScanner

میدانوں اور پہاڑوں کو فتح کر لیا۔

ثـم اجـتـمـعـوا عـلـى الاسلام و حسنت طاعتهم۔ [1]

پھر اہل افریقیہ نے اجتماعی طور پر اسلام قبول کر لیا اور حسن طاعت کا مظاہرہ کیا۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ بھی تحریر فرماتے ہیں:۔

عبداللہ بن ابی سرح نے دس ہزار کا لشکر لے کر افریقیہ پر چڑھائی کی اور اس کے میدانوں اور پہاڑوں کو فتح کر لیا۔

وقتل خلقا كثيرا من اهلها ثم اجتمعوا عـلـى الـطـاعـة والاسـلام و حـسـن اسلامهم۔ [2]

اور وہاں کے لوگوں میں سے بہت زیادہ خلقت کو تہ تیغ کیا۔ تب جا کر انہوں نے اطاعت قبول کی اور سب کے سب اسلام لے آئے اور اسلام میں سچے اور ثابت قدم رہے۔

اعظم الفتوح:

شیخ الاسلام امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فتح افریقیہ کو...... ''اعظم الفتوح'' سے تعبیر فرماتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

وكـان فتـح افريقيه من اعظم الفتوح بـلـغ سـهـم الفارس فيه ثلاث آلاف دينار۔ [3]

فتح افریقیہ اعظم الفتوح ہے۔ اس کے مالِ غنیمت میں ہر سوار کا حصہ تین ہزار اشرفیاں تھا۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:۔

بیس ہزار مسلمانوں نے عبداللہؓ بن سعد کی سرکردگی میں افریقیہ پر حملہ کیا۔ لشکر میں حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہما) بھی تھے۔ بربر کے بادشاہ جرجیر نے ایک لاکھ بیس ہزار کا لشکر لے کر مقابلہ کیا اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ دو لاکھ آدمیوں کے ساتھ نکلا۔

في عشرين و مائة الف و قيل في مأتى الف [4]

دس ہزار قریش انصار و مہاجرین:

اس غزوہ میں مرکز سے بھی حضرات انصار و مہاجرین ہزاروں کی تعداد میں شریک

---

[1] طبری جلد ۳ ص ۳۱۲ [2] ''البدایۃ والنہایۃ'' جلد ۷ ص ۱۵۲

[3] ''اصابہ'' ترجمہ حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ [4] ''البدایۃ والنہایۃ'' جلد ۷ ص ۱۵۲

Scanned by CamScanner

ہوئے۔ حضرت عثمانؓ نے مسلمانوں کو برانگیختہ کیا۔

فخرج الیھا عشرۃ آلاف من قریش والانصار و المھاجرین۔[1]

تو دس ہزار قریش انصار و مہاجرین افریقیہ کی طرف نکلے۔

حربُ العبادلہ:

اس لڑائی کو حرب العبادلہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ سردار فوج عبداللہ بن سعد اور میمنہ پر عبداللہ بن عمر، میسرہ پر عبداللہ بن زبیر اور مقدمہ پر عبداللہ بن عباس تھے۔ رضی اللہ عنہم۔ یرموک اور قادسیہ کی لڑائی کے بعد اس لڑائی کا نمبر رکھا گیا۔ چالیس دن تک لڑائی رہی۔[2]

۳: غزوہ اندلس:

افریقیہ کی فتح کے بعد حضرت عثمانؓ نے اندلس پر حملہ کا حکم دیا۔ جن لوگوں نے اندلس پر چڑھائی کی۔ حضرت عثمانؓ نے انہیں لکھا:۔

''امابعد! بلاشبہ قسطنطنیہ سمندر کے راستے اندلس کی طرف سے فتح ہوگا اگر تم نے اندلس فتح کرلیا تو تم آخرت میں فاتحین قسطنطنیہ کے ساتھ اجر وثواب میں شریک ہوگے''۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی اور اندلس افریقیہ کی طرح اسلامی مملکت میں شامل ہوگیا۔[3]

جب مسلمان سمندر عبور کر کے اندلس جا رہے تھے تو حضرت کعب احبارؒ نے فرمایا:

اقوام یفتتحونھا یعرفون بنورھم یوم القیمۃ۔ جو لوگ اندلس کو فتح کریں گے وہ قیامت کے دن اپنے نور سے پہچانے جائیں گے۔[4]

۴: غزوۃ الصواری، ایک عظیم بحری جنگ:

اب حضرت عبداللہؓ بن سعد کی عظیم بحری جنگ کی کیفیت ملاحظہ ہو:۔

امام ابن کثیر اور امام ابن جریر رحمہما اللہ اس جنگ کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ:۔

جب (حضرت) عبداللہؓ بن ابی سرح نے بلادِ افریقیہ (تونس، الجزائر اور مراکش) اور اندلس (وغیرہ مقبوضات قیصر) کو فتح کرلیا تو

---

[1] طبری جلد ۳ ص ۳۱۴ [2] ''سیرت خلفائے راشدین'' ص ۱۸۹ از امام اہل سنت حضرت لکھنوی رحمہ اللہ

[3] طبری جلد ۳ ص ۳۱۴ [4] ایضاً

Scanned by CamScanner

حمیت الروم و اجتمعت علی قسطنطین بن هرقل و ساروا الی المسلمین فی جمع لم یر مثله منذ کان الاسلام خرجوا فی خمسة مائة مرکب۔ ۱

رومی جوش غیرت و انتقام سے دیوانے ہو اور قیصر روم...... قسطنطین کے جھنڈے تلے ہوگئے اور مسلمانوں پر اتنی بڑی جمعیت کے ساتھ حملہ کیلئے نکلے کہ اتنی جمعیت کے ساتھ مسلمانوں کے خلاف آغازِ اسلام سے آج تک کبھی نہ نکلے تھے۔ پانچ سو بحری جہازوں پر سوار ہوکر نکلے

اِدھر سے امیر البحر عبداللہؓ بن سعد بن ابی سرح اسلامی بحری بیڑے کو لے کر آگے بڑھے اور سطح سمندر پر دونوں لشکر ایک دوسرے کے قریب آگئے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ:۔

رومی فوج پانچ سو یا چھ سو جہازوں پر سوار تھی۔ قسطنطین بن ہرقل خود اُن میں موجود تھا یہ رات بھر ناقوس بجاتے رہے اور مسلمان ساری رات نماز پڑھتے رہے اور اللہ سے دعا کرتے رہے۔ وبات المسلمون یصلّون و یدعون الله ۔ صبح ہوئی تو قسطنطین نے حملہ کر دیا عبداللہؓ بن سعد نے جہازوں کے کناروں پر اپنی فوج کو صف بستہ کر دیا۔

وجعل یأمرهم بقرأة القران و یامرهم بالصبر!

اور انہیں تلاوت قرآن اور صبر کا حکم دیا۔

رومی کود کر مسلمانوں کے جہازوں میں گھس آئے اور ان کی صفوں پر ٹوٹ پڑے مسلمان منتشر ہوکر لڑتے رہے۔ قتال شدید ہوا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد فرمائی۔ انہوں نے رومیوں کی عظیم تعداد کو قتل کر دیا۔ لم ینج من الروم الا الشرید ۲۔ یہاں تک کہ سوائے بچے کھچے مردودوں کے رومیوں میں سے کوئی بھی نہ بچا۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:۔

سمندر کی موجیں انسانی لاشوں کو ساحل پر پھینکتی تھیں۔

حتی صارت مثل الجبل العظیم و غلب الدم علی لون الماء۔

یہاں تک کہ ایک بہت بڑے پہاڑ کی طرح لاشوں کا ڈھیر ہوگیا اور لہو کی سرخی پانی کے رنگ پر غالب آگئی۔

۱ ''البدایة والنہایة'' جلد ۷ ص ۱۵۷ و طبری جلد ۳ ص ۳۴۰ ۔ ۲ طبری جلد ۳ ص ...

مسلمانوں نے بے نظیر صبر و ثبات کا مظاہرہ کیا۔ ان کے بہت سے آدمی شہید ہوئے
رومیوں کے تو مسلمانوں سے کئی گنا زیادہ مارے گئے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد
۔ قسطنطین اور اس کی فوج بھاگ کھڑی ہوئی اور فوج بہت تھوڑی زندہ بچی۔ قسطنطین کو بہت
دید اور گہرے گھاؤ ایسے آئے کہ وہ مدتوں ان کا علاج کرتا رہا۔ ادھر عبداللہؓ بن سعد چند دن
عد منصور و مظفر واپس ہوئے۔[1]

ی فوج کا عظیم تقویٰ اور جلیل کردار:

اسلام رحمت ہے صلح ہو یا جنگ! مسلمان ہر حال میں اللہ کو یاد رکھتا ہے اور ذکر الٰہی میں
ف رہتا ہے صلح کی شب قسطنطین اور اس کی ٹڈی دل فوج ناقوس بجاتی رہی مگر مسلمان فوج
والٰہی میں سر بسجود اور دست بدعا رہی۔

دورانِ جنگ میں جب کہ انسان گاجر مولی کی طرح کٹ رہے ہیں۔ اسلامی فوج کا
ر، حضرت عثمانؓ کا گورنر حضرت عبداللہؓ بن سعد اپنی قوم کو تلاوتِ قرآن کا حکم دیتا ہے اور صبر
قین کرتا ہے۔ ان کا خلوص دیکھ کر سمیع و مجیب خدا اپنے بندوں کی دعا سنتا ہے، قبول کرتا ہے
ہیں اپنی مدد و نصرت سے نواز کر دشمن پر غالب کرتا ہے۔ قسطنطین جس کو اپنی قوت اور طاقت
ہے اور جو اپنے زعم فاسد و باطل میں مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے آیا ہے۔ خود نہایت بری
ح زخمی ہوتا ہے اور الٹا اس کی فوج گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دی جاتی ہے۔ کوئی قابل ذکر
ن بچ کر نہیں جاتا۔ سمندر کا پانی انسانی خون سے سرخ ہو جاتا ہے اور ساحل سمندر ان کی
ں سے اس طرح پٹ جاتا ہے کہ دیکھنے والے کو بہت بڑا ٹیلہ بلکہ پہاڑ نظر آتا ہے کیا یہ اسلام
مداقت اور عثانی فوج کی ایمانی قوت و عظمت کا ثبوت نہیں کیا ان حقائق کے بعد بھی اُبرا بر یہی
جائے گا کہ حضرت عبداللہؓ بن سعد بن ابی سرح وغیرہ حضرات کے ذہن اور سیرت و کردار کی
قلب ماہیت نہیں ہوئی تھی اور ان کی جنگی فتوحات محض ملک گیری و ملک داری کیلئے تھیں۔

روم کی سرکوبی:

بہر حال جس طرح امام عالی مقامؓ کے عالی ہمت گورنروں نے فارس کی ''کسرائیت''
مت تک گہری قبر میں سُلا دیا اور یزدجرد دربدر خاک بسر ہو کر کتوں کی موت مرا، اسی طرح
یت'' نے حضرت امام مظلومؓ کے گورنروں کے عہد اقتدار میں آخری ہچکی لی۔ قسطنطین بن

[1] بدایۃ والنہایۃ'' جلد ۷ ص ۱۵۷

ہرقل ذلیل و مجروح ہو کر بھاگا اور مرتے دم تک اپنے زخموں سے خون بہاتا رہا۔ حضرت عبداللہ بن سعد اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما نے اس کی ایسی سرکوبی کی کہ پھر اسے سر اٹھانے کی ہمت نہ ہوئی۔

حضرت عثمانؓ و عمالِ عثمانؓ کی شان:

اللہ اللہ! کیا شان ہے امامِ عالی مقام حضرت عثمانؓ اور انکے عالی ہمت امراء اور گورنروں کی! جن کے ہاتھ پر رسولِ خدا کی پیش گوئیاں لفظ بہ لفظ صحیح ثابت ہوئیں اور حضور ﷺ کی بشارتیں حرف بہ حرف پوری ہوئیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے دینِ اسلام کے تمکن واقتدار اسلام کے غلبہ و اظہار اور مسلمانوں کے استخلاف فی الارض کے جو وعدے اپنے حبیب کریم سے فرمائے تھے وہ آپ کے نائب و قائم مقام امام عالی مقام سیدنا حضرت عثمانؓ کے عہدِ خلافت میں پورے ہوئے۔ آپ کے فلک پیما عالمگیر گورنروں کے ذریعے!

یہ نہ صرف سیدنا عثمانؓ اور آپ کے گورنروں کی صداقت و عظمت کی دلیل ہے بلکہ یہ اس حقیقت کا بھی واضح ثبوت ہے کہ آپ کی خلافت علی منہاج النبوت تھی، نیابتِ نبوت تھی۔

خلاصہ:

ان صفحات میں پیش کردہ تفصیلات کا خلاصہ یہ ہے کہ امام عالیؓ مقام اور آپ کے عالی ہمت و وسیع الظرف اموی گورنروں نے ایشیا، افریقہ، اور یورپ تینوں براعظموں میں اپنی کشورکشائی و جہانگیری کی خداداد صلاحیتوں کا بھرپور مظاہرہ کیا اور برّ و بحر میں پے در پے حملے کر کے کفر کی منظم و محکم دنیا تہ و بالا اور تیرہ و تار کر دی۔ قیصر و کسریٰ کی بساط سیاست اُلٹ کر کفر کا استیصال و قلع قمع کر دیا اور اسلام کو مشرق و مغرب میں غالب و متمکن کر کے کوہ قاف (کاکیشیا) سے جبل الطارق تک لاکھوں مربع میل وسیع سرزمین پر تبلیغ واشاعت دین کا دروازہ کھول دیا۔

نتائج:

عہدِ عثمانی کے اُموی گورنروں کی فتوحات عظیمہ و کثیرہ کا مفصل ذکر و بیان مقصود و مطلوب نہیں، نہ اس کے لئے یہ مختصر سی تالیف مکتفی ہوسکتی ہے۔ اس کے لئے تو ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہے۔ یہاں تو صرف چند غزوات کا مختصر ذکر کیا گیا ہے۔ ان کی روشنی میں مودودی صاحب کے مطاعن والزامات کی جانچ کی جا سکے گی۔

Scanned by CamScanner

ہم ذیل میں اموی گورنروں کی ان فتوحات سے کچھ نتائج اخذ و مرتب کرتے ہیں:۔

۱۔ کسریٰ، یزدجرد انتہائی ذلت ورسوائی کے ساتھ کتوں کی موت مرا اور اس پر ''کسرائیت'' کا خاتمہ ہو گیا۔ حضور ﷺ کی پیش گوئی اذا ھلك کسری فلا کسری بعدہٗ لفظ بہ لفظ پوری ہوئی۔

۲۔ سب سے پہلا بحری حملہ قبرص پر ہوا۔ ان مجاہدین کا خواب میں نظارہ کر کے حضور ﷺ بیدار ہوئے تو تبسم فرمایا، اور

۳۔ اس غزوہ کو فی سبیل اللہ ارشاد فرمایا۔

۴۔ مجاہدین حضرات اور شرکاء جیش کو کمثل الملوك علی الاسرّہ فرما کر...... ''شہنشاہانِ تخت نشین'' سے تشبیہ دی۔

۵۔ قدا وجبوا کے فرمان سے حضور ﷺ نے اس جیش کے جمیع شرکاء کو جنت کی بشارتِ عظمیٰ دی۔

۶۔ لسانِ رسالت سے اس بشارت واعزاز کے پیش نظر نہ صرف اجلہ صحابہ کرامؓ نے اس غزوہ میں بڑے جوش وخروش سے شرکت کی، بلکہ

۷۔ ایک صحابیہ حضرت ام حرام بنتِ ملحانؓ نے بڑے ذوق اور جذبہ کے ساتھ اس غزوہ میں شرکت کی دعا کے لئے حضور ﷺ سے استدعا کی اور حضور ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی۔

۸۔ حضور ﷺ کے ایک برگزیدہ صحابی حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے الفاظ میں غزوۂ قبرص کے دن اسلام واہلِ اسلام کو اللہ تعالیٰ نے عزت بخشی اور کفر اور اہلِ کفر کو ذلیل کیا۔

۹۔ بالفاظ امام ابن جریر وامام ابن کثیر رحمہما اللہ، فتح افریقیہ سے اشاعت اسلام ہوئی اور لاکھوں اہلِ افریقیہ نے جہاد کے بعد اسلام قبول کیا اور سچے مسلمان ہو گئے۔

۱۰۔ بالفاظ شیخ الاسلام امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ، فتح افریقیہ اعظم الفتوح ہے۔

۱۱۔ اس غزوہ میں دس ہزار حضرات قریش اور انصار ومہاجرین شریک ہوئے۔

۱۲۔ حضرت عثمانؓ نے فاتحین اندلس کو آخرت میں فاتحین قسطنطنیہ کے ساتھ اجر وثواب میں شرکت کی بشارت دی۔

۱۳۔ حضرت کعب احبارؒ نے فاتحین اندلس کے متعلق فرمایا کہ وہ قیامت کے دن اپنے نور سے

Scanned by CamScanner

پہچانے جائیں گے۔

۱۴۔ غزوہ ذات الصواری میں قیصرِ روم قسطنطین اس بری طرح زخمی ہو کر بھاگا اور اس کی پوری فوج اس بری طرح کاٹ کر رکھ دی گئی کہ پھر قسطنطین کو کبھی سر اٹھانے کی ہمت نہ ہوئی۔ اس طرح قیصر کے اقتدار نے آخری ہچکی لی۔

۱۵۔ اور فارس کے ساتھ روما کی شہنشاہیت کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو گیا۔

۱۶۔ ان غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے اعزہ واقارب اور اجلّہ صحابہؓ کی بہت بڑی جماعت نے بڑے ذوق، شوق اور جذبے اور ولولے سے شرکت فرمائی۔

ان سولہ نتائج ونکات کا ایک بار پھر مطالعہ فرمایئے اور پھر ایک دفعہ جناب مودودی صاحب کے ارشادات پر بھی نگاہ کر لیجئے جن کا حاصل یہ ہے کہ

۱۔ ان لوگوں کی فتوحات محض ملک گیری وملک داری کی بنا پر تھیں۔

۲۔ یہ لوگ غیر دینی سیاست کے ماہر تھے اور امتِ مسلمہ کی اخلاقی قیادت ودینی سربراہی کے لئے ناموزوں۔

☆...... جن حضرات کی فتوحات عالمِ خواب وبیداری میں حضور ﷺ کے کیف وسرور روحانی اور آپ کی مسرت وشادمانی کا موجب ہوں۔

☆......جن حضرات کے زیرِ قیادت جہاد کو خود رسول اللہ ﷺ فی سبیل اللہ فرمائیں۔

☆......جن حضرات کی قیادت میں لڑنے والے مجاہدین کرام کو:۔

(الف) حضور ﷺ جنت کی بشارت دیں۔

(ب) حضور ﷺ شہنشاہانِ تخت نشین سے تشبیہ دیں۔

(ج) حضرت عثمانؓ اجر وثواب کا مستحق قرار دیں۔

(د) حضرت کعب احبارؒ قیامت میں نورانیت کی بشارت دیں۔

☆...... جن حضرات کے زیرِ قیادت جہاد سے بالفاظ حضرت ابو درداءؓ، اسلام غالب ومعزز...... اور......کفر ذلیل ومغلوب ہو۔

☆...... جن حضرات کے جھنڈے تلے اجلّہ صحابہؓ پورے جوش وخروش سے دادِ شجاعت دیں۔

Scanned by CamScanner

جن حضرات کے زیرِ قیادت جہاد سے افریقہ، یورپ اور ایشیا میں اشاعتِ اسلام کے دروازے کھل جائیں۔

اور جن حضرات کے جہاد سے قیصر و کسریٰ کی شہنشاہیت دم توڑ دے۔

اور فارس و روما کی غیر اسلامی سیاست کا ہمیشہ کے لئے جنازہ اُٹھ جائے!

ان حضرات کے متعلق یہ لکھنا کہ...... یہ لوگ غیر دینی سیاست کے ماہر تھے، یا یہ محض ملک گیر و ملک دار تھے، جناب داعی حق ہی کا کام ہوسکتا ہے۔ جو ''بچارا'' اس کے بغیر ''اپنی دعوت کے مختلف گوشوں کو کیسے واضح کرے''

ع ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

یک سوال:

چلو! مودودی صاحب کے یہ معتوب و مطعون حضرات محض ملک گیر و ملک دار اور غیر دینی سیاست کے ماہر سہی لیکن خاندانِ نبوت کے معزز و محترم افراد اور اصحابِ رسول کی پوری جماعت جو ان حضرات کی قیادت میں مصروفِ جہاد و قتال ہے، کیا یہ سب حضرات بھی محض ملک گیری و ملک داری ہی کے لئے لڑ رہے تھے یا صرف امیر و امام، ملک گیری و ملک داری کے لئے لڑتے رہے اور یہ حضرات جہاد فی سبیل اللہ کیلئے؟ امام کا تو وضو ہی ندارد اور مقتدیوں کی نماز صحیح؟

آخر ہزاروں قریش، انصار و مہاجرین جو مدینہ سے چل کر ہزاروں میل دور افریقیہ اور اندلس پہنچے تھے۔ کیا یہ سب غیر دینی سیاست میں حصے دار یا کم از کم غیر دینی سیاست کے آلہء کار تھے۔ معاذ اللہ!

کس نے میرے چند تنکوں کو جلانے کے لئے
برق کی زد میں گلستاں کا گلستاں رکھ دیا

رسول کریم ﷺ کے اعزہ و اقرباء اور یار اصحاب محض ملک گیر و ملک دار اور غیر دینی سیاست کے آلہء کار اور اخلاقی قیادت، دینی دعوت و سربراہی کے اجارہ دار صرف ''داعی حق''!

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

محبت اور حقیقت کی فطرت: محبت کی فطرت ہے کہ اسے لاکھ چھپاؤ، نہیں چھپتی۔

ہم نے چھپایا لاکھ، محبت نہ چھپ سکی
آنکھوں نے رو کے یار سے اظہار کر دیا

Scanned by CamScanner

ہر حال میں محبت کا راز فاش ہو ہی جاتا ہے۔

برستی ہے نگاہوں سے ٹپکتی ہے اداؤں سے
محبت کون کہتا ہے کہ پہچانی نہیں جاتی

محبت کی طرح حقیقت کی فطرت بھی یہی ہے کہ یہ چھپائے نہیں چھپتی۔ اس پر لاکھ پردے ڈالو، پھر بھی ظاہر ہو کر رہتی ہے۔ جس طرح محبت اپنے ظہور و اظہار کے لئے تکلم و خطاب کی محتاج نہیں۔ یہ نگاہوں اور اداؤں سے بھی جانی پہچانی جاتی ہے اسی طرح حقیقت بھی اپنے کشف، انکشاف کے لئے اقرار و اعتراف کی پابندی نہیں اس کا ہزار انکار کرو تو بھی یہ منکشف ہو کر رہتی ہے۔

مودودی صاحب نے حقائق پر بڑے پردے ڈالے۔ ''صالحیت'' اور ''دعوت حق'' کا بڑا زور لگا کر لکھا کہ۔ یہ لوگ صرف ملک گیر و ملک دار تھے۔ غیر دینی سیاست کے ماہر تھے۔ امت مسلمہ کی دینی قیادت کے لئے سراسر ناموزوں تھے مگر غیر شعوری طور پر آپ کے قلم سے دو فقرے ایسے ''ٹپک'' پڑے جن سے حقیقت منکشف اور عریاں ہوگئی اور داعی حق صاحب کی تمام مساعی پر پانی پھر گیا۔

آپ حضرت معاویہؓ کے ذکر میں لکھتے ہیں کہ:۔

''ان کی یہ خدمت بھی ناقابل انکار ہے کہ انہوں نے پھر سے دُنیائے اسلام کو ایک جھنڈے تلے جمع کیا اور دنیا میں اسلام کے غلبے کا دائرہ پہلے سے زیادہ وسیع کر دیا''۔[1]

ان دو فقروں میں مودودی صاحب نے اپنے دونوں دعووں کے علی الرغم یہ تسلیم کر لیا، کہ ۔ یہ لوگ صرف ملک گیر و ملک دار نہ تھے، بلکہ ان کی فتوحات غلبۂ اسلام کے لئے تھیں......! اور یہ لوگ دنیائے اسلام کی قیادت کے لئے بھی موزوں تھے اور ان کے جھنڈے تلے دنیائے اسلام جمع ہوگئی۔

کیا صحابہؓ امت سے خارج ہیں یا جہاد اور نماز......:

اگر ''یہ لوگ امت مسلمہ کی اخلاقی قیادت اور دینی سربراہی کے لئے موزوں نہ تھے'' تو

---

[1] ''ترجمان'' جولائی ۶۵ ص ۵۲ (خلافت و ملوکیت ص ۱۵۳)

Scanned by CamScanner

سوال یہ ہے کہ:۔

۱۔ کیا اجلّہ صحابہ کرام امت مسلمہ سے خارج ہیں؟ معاذ اللہ!

۲۔ یا جہاد اور نماز کا دین سے کوئی تعلق نہیں؟ العیاذ باللہ!

کیونکہ اجلہ صحابہؓ نے ان کی قیادت میں جہاد کیا اور ان کی امامت میں نمازیں ادا کیں؟ اور کسی دباؤ یا جبر و اکراہ کے تحت نہیں، محض اپنی رضاء اور خوشی سے۔

ایک حقیقت:

یہ حقیقت ہمیشہ پیش نظر رہے اور کبھی نہ بھولے کہ اس زمانے میں فوج کا نظام عہدِ حاضر کا سا نہ تھا۔ یعنی نہ تو ملازمت ہوتی تھی نہ تنخواہ ملتی تھی۔ مسلمان مجاہدین محض رضاءِ الٰہی کی خاطر اپنی خوشی سے امام کی دعوت پر جہاد فی سبیل اللہ کے لئے اپنے خرچ پر نکل کھڑے ہوتے تھے۔ اور جس امامِ جہاد، امیر لشکر، قائد فوج کو وہ دل سے پسند کرتے تھے، اس کے ساتھ ہو کر اس کے جھنڈے تلے جہاد و قتال کرتے تھے۔

امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ:۔

شام پر لشکر کشی کے وقت امراء لشکر کو روانہ کرنے کے بعد

رغب الناس فی الجہاد فکان یاتون المدینۃ فیوجھم ابوبکر الی الشام فمنھم من یصیر مع ابی عبیدہ و منھم من یصیر مع یزید یصیر کل قوم مع منہ احبّوا۔[1]

حضرت ابوبکرؓ نے لوگوں کو جہاد کی ترغیب دی، لوگ مدینہ میں آتے تھے، اور حضرت ابوبکرؓ انہیں شام کی طرف روانہ کر دیتے تھے بعض لوگ حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح کے ساتھ اور بعض لوگ حضرت یزیدؓ (ابن ابی سفیان) کے ساتھ جا کر مل جاتے تھے جو شخص جس (امیر لشکر) کو پسند کرتا تھا اس کے پاس پہنچ جاتا تھا۔

تو رسول کریم ﷺ کے عزیز و اقارب حضرت عبداللہ بن عباس، حضرات حسنین اور نبی کریم ﷺ کے اجلہ اصحاب جو حضرت معاویہ، حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح، حضرت سعید بن العاص وغیرہ کے جھنڈے تلے جا کر قبرص، افریقیہ اور خراسان کے دور دراز علاقوں میں

---

[1] طبری جلد ۲ ص ۶۰۱ حالات ۱۳ ہجری

Scanned by CamScanner

لڑے تو ان اموی گورنروں سے محبت و پیار کی بنا پر ہی لڑے۔ انہیں پسند کرتے تھے جب ہی تو ان کی قیادت میں لڑے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

۱۔ تو جن اکابر صحابہ کرامؓ نے ان کی قیادت کو برضا و رغبت، اور بطیبِ خاطر قبول کرتے ہوئے ان کے جھنڈے تلے رضا کارانہ طور پر جہاد کیا، ان کے متعلق داعی حق صاحب کا کیا فتویٰ ہے؟

۲۔ جب یہ ''غیر دینی سیاست کے ماہر'' تھے تو ان اجلہ اصحاب رسول ﷺ و آل رسول ﷺ کے متعلق کیا ارشاد ہے جنہوں نے ان کی سیاست و قیادت کو نہ صرف اعتقاداً صحیح تسلیم کیا، بلکہ عملاً تسلیم کر کے میدانِ جہاد میں دادِ شجاعت دی اور کفر سے برسر پیکار ہوئے اور اپنی خوشی سے! محض رضاءِ الٰہی کی خاطر، بالکل بلا جبر و اکراہ!

ایک حقیقت:

یہ ایک نا قابل انکار حقیقت ہے کہ ان اموی گورنروں کے جھنڈے تلے اکابر صحابہ کرامؓ نے جہاد کیا۔ مثلاً

۱۔ حضرت معاویہؓ کی قیادت میں غزوۂ قبرص کے اندر اجلہ اصحاب رسول کی پوری جماعت شریک جہاد تھی جس میں حضرت ابوذر، حضرت عبادہ بن الصامت، حضرت مقداد، حضرت ابو درداء اور حضرت شداد بن اوس قابل ذکر ہیں۔ رضی اللہ عنہم [1]

۲۔ غزوۂ افریقیہ میں حضرت عبداللہؓ بن سعد کی امامت و قیادت میں دس ہزار قریش انصار اور مہاجرین نے جہاد کیا۔ [2]

۳۔ یا مثلاً حضرت سعید بن العاص کے زیرِ علَم اصحابِ رسول ﷺ کی ایک بڑی جماعت نے خراسان وغیرہ کے جہاد میں حصہ لیا۔ جن میں عبادلہ اربعہ، حضرات حسنین اور حضرت حذیفہ (رضی اللہ عنہم) خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ [3]

---

[1] طبری جلد ۳ ص ۳۱۵، البدایہ والنہایہ جلد ۷ ص ۱۵۳

[2] طبری جلد ۳ ص ۳۱۴

[3] طبری جلد ۳ ص ۳۲۳، البدایہ والنہایہ جلد ۷ ص ۱۵۴

Scanned by CamScanner

ن نمبر ۸: وہ صحابہؓ وتابعین کی پچھلی صفوں میں آتے تھے:

مودودی صاحب رقمطراز ہیں:۔ ''ذہنی واخلاقی تربیت .... کے اعتبار سے یہ ل صحابہ وتابعین کی اگلی صفوں میں نہیں بلکہ پچھلی صفوں میں آتے تھے'' [1]

مولانا کے ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح، حضرت ولید بن عقبہ، حضرت سعید بن العاص، اور حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہم۔ کو صحابی نہیں جانتے یا نہیں مانتے، بلکہ تابعین کی اگلی صفوں میں بھی نہیں مانتے پچھلی صفوں میں نتے ہیں۔

اِن الفاظ کے علاوہ ایک اور بات بھی اس حقیقت کی غمازی کرتی ہے۔ وہ یہ کہ مودودی صاحب کہیں بھی ان حضرات کے نام کے ساتھ...... ''حضرت'' تک کا لفظ لکھنے کے روادار نہیں۔ حالانکہ حضرات صحابہؓ کے اسماء گرامی کے ساتھ عموماً حضرت کا لفظ لکھتے ہیں۔ چنانچہ حضرت معاویہؓ کو بھی ''حضرت معاویہ'' لکھنے کی تکلیف گوارا فرما لیتے ہیں مگر ان حضرات کے ناموں کے ساتھ پ کو حضرت کا لفظ لکھنے کی توفیق نصیب نہیں ہوتی۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ ۔کی زحمت اٹھانے کا تو وال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

وابات:

بر ا: اگر یہ دل کے کسی کھوٹ اور قلب کے کسی روگ کا نتیجہ ہے تو ہم سوائے صحت وشفا کی دعاء کے اور کیا کر سکتے ہیں؟ اور اگر اس کی بنیاد لاعلمی ہے تو مولانا کی اطلاع کے لئے عرض کیا جاتا ہے کہ حضرت! یہ سب حضرات شرفِ صحبت رسولؐ سے مشرف ہیں۔ اور سب اصحابِ رسولؐ ہیں۔ ی اللہ عنہم!

صحابی کی تعریف:

شیخ الاسلام امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

صح ما وقفت عليه من ذلك ان صحابی من لقی النبی صلی الله عليه وآله وسلم مومنًا به ومات علی اسلام ...... واطلق جماعة ان من

صحابی کی سب سے صحیح تعریف یہ ہے کہ جس نے ایمان کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اور اسلام پر وفات پائی وہ صحابی ہے، ...... اور (علماء امت کی پوری)

[1] ''ترجمان'' جون ۶۵، ۳۶ (خلافت وملوکیت ص ۱۱۰)

Scanned by CamScanner

رأى النبي صلى الله عليه وآله وسلم فهو صحابي وهو محمول على من بلغ سن التمييز، اذمن لم يميز لا تصح نسبة الرؤية اليه، نعم يصدق ان النبي صلى الله عليه وسلم رآه فيكون صحابياً من هذه الحيثية و من حيث الرواية يكون تابعياً۔[1]

جماعت نے (کوئی قید لگائے بغیر) مطلق کہا ہے کہ جس مسلمان نے بھی حضور ﷺ کی زیارت کی وہ صحابی ہے یعنی جس مسلمان نے سمجھ بوجھ کی عمر کو پہنچ کر حضور ﷺ کی زیارت کی۔ اور اگر وہ سن تمیز وشعور کو نہیں پہنچا تو گویا اس نے حضور ﷺ کو نہیں دیکھا۔ ہاں یہ سچ ہے کہ حضور ﷺ نے اُسے دیکھا، سو وہ اس حیثیت سے صحابی ہوگا اور روایت کرنے کے اعتبار سے تابعی ہوگا۔

چنانچہ آپ نے ''الاصابة في تمييز الصحابة'' میں ''القسم الاول'' میں ان صحابہ کرامؓ کے حالات درج فرمائے ہیں جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صحبت بحیثیت روایت کا شرف حاصل ہے۔ فيمن وردت صحبته بطريق الراوية، اور

"القسم الثاني" فيمن ذكر في الصحابة من الاطفال الذين ولدوا في عهد النبي صلى الله عليه وآله وسلم لبعض الصحابة ممن مات صلى الله عليه وسلم و هودون سن التمييز لغلبة الظن على انه صلى الله عليه وسلم رآهم۔[2]

''قسم ثانی'' میں ان اطفال صحابہ کرام کا ذکر کیا ہے جو عہدِ نبوت میں بعض صحابہؓ کے ہاں پیدا ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت وہ سمجھ بوجھ کی عمر کو نہیں پہنچے تھے۔ اس غالب گمان کی بنا پر! کہ حضور نے انہیں دیکھا ہوگا۔ صلی اللہ علیہ وسلم!

شیخ الاسلامؒ تو صحابہ کرامؓ کے ان بچوں کو بھی صحابہ میں شامل کرتے ہیں جو عہدِ رسالت میں پیدا ہوئے، محض اس گمان پر کہ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ہوگا، بلکہ حضرت اویس قرنیؒ کو بھی صحابہ میں ذکر کرتے ہیں جنہوں نے نہ حضور ﷺ کو دیکھا، نہ حضور ﷺ نے انہیں دیکھا۔ صرف انہوں نے حضور ﷺ کا زمانہ پایا ہے۔ ادرك النبي صلى الله عليه وآله وسلم۔[3]
اسی طرح امام ابن عبدالبرؒ رحمہ اللہ بھی حضرت احنفؒ بن قیس کو صحابہ میں ذکر کرتے

[1] اصابہ مقدمہ الفصل الاول في تعريف الصحابي [2] مقدمہ ''اصابہ'' [3] اصابہ ترجمہ حضرت اویسؒ نمبر ۵۰۰

Scanned by CamScanner

ہیں جنہوں نے نہ حضور ﷺ کو دیکھا، نہ حضور ﷺ نے انہیں دیکھا، صرف انہوں نے حضور ﷺ کا زمانہ پایا۔ حضور ﷺ کو ان کے حالات معلوم ہوئے تو حضور ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی۔ "اللهم اغفر للاحنف" كان قد ادرك النبي صلى الله عليه وسلم ولم يره و دعا له النبي عليه الصلوة والسلام، فمن هناك ذكرناه في الصحابة لانه اسلم على عهد النبي صلى الله عليه وسلم۔[1]

کہاں ان ائمہ اعلام رحمہم اللہ کا یہ عمل کہ ان حضرات کو بھی اصحابؓ رسول ﷺ میں شامل کرتے ہیں جنہوں نے محض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا نہ انہوں نے حضور ﷺ کی زیارت کی، نہ حضور ﷺ نے ان کو دیکھا اور کہاں محقق عصر حاضر کی تحقیق انیق کہ آپ:۔

۱۔ حضرت عبداللہؓ بن عامر رضی اللہ عنہ کو بھی صحابی نہیں مانتے، جن کے متعلق امام ابن سعد، علامہ ابن عبدالبر اور امام ابن کثیر رحمہم اللہ لکھتے ہیں کہ:۔

''جب حضور ﷺ ۷ ہجری میں عمرۃ القضا کے لئے مکہ تشریف لائے تو آپ کو حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ حضور ﷺ نے ان کو گھٹی ڈالی اور آپ کے منہ میں اپنا لعابِ دہن ڈالا فتفل رسول الله في فيه۔ حضرت عبداللہؓ آپ کے لعاب دہن اقدس کو پی گئے۔ فجعل عبدالله يتسوغ ريق رسول الله صلى الله عليه وسلم اس پر حضور ﷺ نے فرمایا انه لمسقى یہ پلانے والا ہوگا نیز بنو عبدشمس سے فرمایا، هذا ابننا و هو اشبهكم بنا۔ یہ ہمارا بیٹا ہے اور تم سب سے زیادہ ہمارے مشابہ ہے۔[2]

آپؓ امام ابن سعد کی روایت کے مطابق ۴ ہجری میں پیدا ہوئے[3]، گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت آپ کی عمر سات سال کی تھی۔

۲۔ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کی عمر حضور ﷺ کی وفات کے وقت نو سال کی تھی، وكان عمر سعيد يوم مات رسول الله صلى الله عليه وسلم تسع سنين۔[4]

امام ابن عبدالبر اور امام ابن حجر عسقلانی رحمہما اللہ نے آپ کو صحابہ[5] میں ذکر کیا ہے۔

نمبر ۲:۔ واضح ہو کہ حضرت حسنؓ رمضان ۳ ہجری میں پیدا ہوئے[6]۔ اور حضرت حسینؓ شعبان

---

[1] استیعاب ترجمہ حضرت احنف بن قیس [2] ''طبقات ابن سعد'' جلد ۵ ص ۴۵، استیعاب ترجمہ حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ۔ ''البدایۃ والنہایۃ'' جلد ۸ ص ۸۸ [3] ''طبقات'' جلد ۵ ص ۴۴ [4] ''البدایۃ والنہایۃ'' جلد ۸ ص ۸۳ [5] استیعاب، اصابہ، ذکر حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ [6] ''البدایۃ والنہایۃ'' جلد ۸ ص ۳۳

Scanned by CamScanner

۸ ہجری میں ہوا تو حضور ﷺ کی وفات کے وقت ان حضرات کی عمر تقریباً ۸ اور ۷ سال کی تھی۔ جب ۹ اور ۷ سال کی عمر کے حضرات کو مودودی صاحب صحابی تسلیم نہیں کرتے تو کیا حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کو بھی صحابی تسلیم نہیں کریں گے؟

ع کیا میری ضد سے باغباں سارا چمن جلائے گا؟

۳۔ حضرت عبداللہؓ بن سعد بن ابی سرح کو امام ابن سعد[۲]، امام ابن عبدالبر[۳]، امام ابن کثیر[۴] اور امام ابن حجر عسقلانی[۵] رحمہم اللہ سب نے صحابی رقم فرمایا ہے۔

۴۔ حضرت ولیدؓ بن عقبہ: اسی طرح حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو بھی مندرجہ بالا چاروں ائمہ اعلام نے صحابہ میں شمار کیا ہے[۶]۔

انہی چار ائمہ کبار پر کیا موقوف ہے، ساری علمی دنیا ان حضرات کو صحابی تسلیم کرتی ہے۔ اگر تسلیم نہیں کرتے تو ایک محقق عہد حاضر مودودی صاحب تسلیم نہیں کرتے۔ ؎

بوٹا بوٹا، پتا پتا، حال ہمارا جانے ہے!
جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے، باغ تو سارا جانے ہے

لطیفہ:

امام ابن سعد، ابن عبدالبر، ابن کثیر رحمہم اللہ تینوں ائمہ کی عظمت کے مودودی صاحب بڑے زور سے مقر و معترف ہیں اور ان کی کتابوں پر پورے اعتماد کا اظہار کر چکے ہیں[۷]۔ مگر جانتے ہو کب تک؟ جب تک مودودی صاحب کو ان کتابوں میں ان حضرات کے خلاف بعض کذاب راویوں کی واہی روایات ملتی ہیں۔ اور اگر یہی ائمہ اپنی کتابوں میں ان حضرات کی صحابیت و عظمت کا اعتراف کریں تو مودودی صاحب اسے ماننے کو تیار نہیں۔ ؎

دل کو بھا جائے تو بھانڈوں کی خرافات بجا
من نہ مانے، تو پیمبر کا بھی ارشاد غلط!

بغض صحابہؓ:

یہ کیوں؟ اس کی آخر ہم کیا توجیہ کریں۔ سوائے اس کے کہ ان قدسیوں سے جو بغض

---

۱ "الاصابہ" جلد ۱ ص ۱۳۹ ۲ "طبقات" جلد ۷ ص ۴۹۶ ۳ ترجمہ حضرت عبداللہ ابن سعد "الاستیعاب" جلد ۲ ص ۳۱۰ ۵ الاصابہ تذکرہ حضرت عبداللہ ابن سعد ۶ "طبقات" جلد ۶ ص ۲۴ [illegible] تذکرہ حضرت ولید رضی اللہ عنہ۔ "البدایۃ والنہایۃ" جلد ۸ ص ۲۱۴۔ الاصابہ تذکرہ [illegible] ۷ "ترجمان" ستمبر ۱۹۶۵ ص ۴۲ تا ۲۶۳ (خلافت و ملوکیت ص ۳۰ تا ۳۱۶)۔

Scanned by CamScanner

عداوت محقق عصرِ حاضر اور داعیٔ حق صاحب کے دل میں موجود ہے وہ اس کی اجازت نہیں دیتا۔ اگر حقیقت یہی ہے، تو ہم داعیٔ حق صاحب کو بتلا دینا چاہتے ہیں، کہ صحابہؓ سے بغض خود حضور ﷺ کے بغض سے پیدا ہوتا ہے۔ جس طرح صحابہؓ سے محبت کا منشاء خود حضور ﷺ کی محبت ہے:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اللہ اللہ فی اصحابی، اللہ اللہ فی اصحابی، لا تتخذوھم غرضاً من بعدی فمن احبھم فبحبی احبھم۔ و من ابغضھم فببغضی ابغضھم۔ (رواہ الترمذی)[1]	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میرے صحابہ کے بارے میں خدا سے ڈرو، تم میرے صحابہ کے بارے میں خدا سے ڈرو، میرے بعد تم ان کو ہدف مطاعن نہ بنالینا۔ جس نے ان سے محبت کی تو میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی۔ اور جس نے اُن سے بُغض رکھا، تو میرے ساتھ بُغض کی وجہ سے ان سے بُغض رکھا۔ اسے ترمذی نے روایت کیا۔

طعن نمبر ۹: وہ امّت کی اخلاقی قیادت اور دینی سربراہی کیلئے موزوں نہ تھے کیونکہ سیرت و کردار.........

مولانا اپنی ''صالحیت'' اور ''اخلاقی بلندی'' کے زعم و پندار کے نشہ میں اتنے مست و مخمور اور مدہوش و بدحواس ہو گئے کہ لگے ان مقدس ہستیوں کے کردار پر طعن کرنے جو انوار نبوت سے مستنیر اور فیضانِ رسالت سے مستفیض ہیں۔ ؎

کسی کی چشم میگوں سے ہے میری بادہ آشامی
کسی کے روئے رنگیں سے میری رنگیں خیالی ہے!

جن خوش قسمت و خوش نصیب حضرات نے خم خانہ، رسالت میں چشم ہائے نبوت کے رحمت آگیں پیمانوں سے ایمان و اسلام کا جانفزا بادہ نوش کیا۔ ان بادہ نوشانِ جمال رسالت و مے گسارانِ تجلیات نبوت کے کردار پر جرح کر کے عہد حاضر کے ''داعیانِ حق'' انہیں امت مسلمہ کی اخلاقی قیادت اور دینی سربراہی کے لئے ناموزوں قرار دے رہے ہیں!

مودودی صاحب بے چینی پیدا کرنے والا دوسرا سبب بیان فرماتے ہیں:

''دوسرے یہ کہ اسلامی تحریک کی سربراہی کے لئے یہ لوگ موزوں بھی نہ ہو سکتے تھے، کیونکہ وہ

[1] ''مشکوٰۃ المصابیح'' باب مناقب الصحابہؓ بحوالہ ترمذی

Scanned by CamScanner

ایمان تو ضرور لے آئے تھے، مگر نبی ﷺ کی صحبت و تربیت سے ان کو اتنا فائدہ اٹھانے کا موقع نہیں ملا تھا۔ کہ ان کے سیرت و کردار کی پوری قلب ماہیت ہو جاتی۔ (اسلام) تو اولاً اور بالذات ایک دعوتِ خیر و صلاح تھا۔ جس کی سربراہی کے لئے دینی و اخلاقی تربیت کی ضرورت تھی۔ اس لحاظ سے اس کے اعتبار سے یہ لوگ صحابہ و تابعین کی اگلی صفوں میں نہیں بلکہ پچھلی صفوں میں آتے ہیں"۔[۱]

ایک اور جگہ پر لکھتے ہیں:۔

"ان کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت و تربیت سے فائدہ اٹھانے کا بہت کم موقع ملا تھا۔ بعد کے واقعات سے یہ بات عملاً ثابت ہو گئی۔ کہ یہ لوگ چاہے غیر دینی سیاست کے ماہر اور انتظامی اور فوجی لحاظ سے بہترین قابلیتوں کے مالک ہوں۔ لیکن امت مسلمہ کی اخلاقی قیادت اور دینی سربراہی کے لئے موزوں نہ تھے یہ حقیقت تاریخ میں اتنی نمایاں ہے کہ کوئی وکالتِ صفائی اس پر پردہ ڈالنے میں کامیاب نہیں ہو سکتی"۔[۲]

ان اقتباسات کو ایک بار پھر پڑھ لیجئے۔ غیر مبہم الفاظ میں داعیٔ حق صاحب ان اصحابؓ رسول کے اخلاق و کردار کو مجروح و مطعون کر کے انہیں امت کی اخلاقی قیادت اور دینی سربراہی کے لئے ناموزوں قرار دے رہے ہیں۔ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِنْ يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا۔

طرفہ تماشہ:

کیا طرفہ تماشا ہے کہ آغوش رسالت میں پلے ہوئے صحابہ کرامؓ تو دعوتِ خیر و صلاح سے عاری اور اسلامی تحریک کی سربراہی کے لئے ناموزوں ہوں اور عہدِ فرنگی میں پروان چڑھنے والے "بزرگ" "دعوتِ خیر و صلاح" کے ٹھیکیدار ہوں اور اسلامی تحریک کے امیر و سربراہ!

دامانِ نبوت میں پروردہ حضرات تو سیرت و کردار کے اعتبار سے پست و مجروح اور اخلاقی قیادت و دینی سربراہی کے لئے ناموزوں! مگر "چودھویں صدی کے داعیٔ حق" "سیرت و کردار" سے "معصوم" و بے داغ اور امت کی اخلاقی قیادت و دینی سربراہی کے مدت العمر اجارہ دار! کیونکہ "نبی ﷺ کی صحبت و تربیت سے اُن کو اتنا فائدہ اٹھانے کا موقع نہیں ملا تھا"[۳] اور "ان کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت و تربیت سے فائدہ اُٹھانے کا بہت کم موقع ملا تھا"[۴]

---

[۱] "ترجمان" جون ۶۵ ص ۳۶ (خلافت و ملوکیت ص ۱۱۰) [۲] "ترجمان" اکتوبر ۶۵ ص ۴۹ (خلافت و ملوکیت ص ۳۲۵)
[۳] "ترجمان" جون ۶۵ ص ۳۶ (خلافت و ملوکیت ص ۱۰۹) [۴] "ترجمان" اکتوبر ص ۴۸۔۴۹ (خلافت و ملوکیت ص ۳۲۵)

Scanned by CamScanner

اور داعیٔ حق صاحب نے تو ''آنکھ ہی آغوشِ رسالت میں کھولی اور اس وقت تک برابر حضور ﷺ کی صحبت وتربیت سے فائدہ اٹھارہے ہیں''۔

بے نادیدنی رادیدہ ام من   مرا اے کاشکہ مادر نہ زادے

جوابات:

نمبر ۱: مودودی صاحب کے اس طعن کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے ذرا ان حضرات کے حسنِ کردار و جمالِ سیرت کے ایمان افروز جلووں کا روح پرور نظارہ کیجئے! محض چند جلووں کا!

۱۔ حضرت معاویہؓ:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مکارمِ اخلاق ومحاسنِ کردار کو احاطۂ تحریر میں لانا کسی کے بس کی بات نہیں، پھر اس کے لئے دفتر چاہئے۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ جن پر مودودی صاحب کو بڑا اعتماد ہے، نے ''البدایۃ والنہایۃ'' میں حضرت معاویہؓ کے حالاتِ اور فضائل ومناقب پر بڑے سائز کے تیس سے زائد صفحات رقم فرمائے ہیں، اس مختصر سی تالیف میں تو ان کا خلاصہ نقل کرنے کی بھی گنجائش نہیں، صرف چند سطور نقل کی جاتی ہیں:۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:۔

[ابنِ عساکر نے کہا ہے کہ:۔

حضرت معاویہؓ کے فضائل میں سب سے صحیح روایت حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ "انہ کان کاتب النبی صلی اللہ علیہ وسلم منذ اسلم" وہ اسلام لانے کے بعد ہی سے نبی ﷺ کے کاتب تھے، اسے مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور اس کے بعد حضرت عرباضؓ کی حدیث ہے۔ اللّٰھم علم معاویۃ الکتاب یعنی حضور نے دعا کی الٰہی! معاویہ کو کتاب کا علم عطا فرما اس کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہؓ کی حدیث ہے کہ اللّٰھم اجعلہ ھادیًا مھدیًا یعنی حضور ﷺ نے دعا کی الٰہی! معاویہ کو ہدایت یافتہ اور ہدایت دینے والا بنا!

اور میں کہتا ہوں کہ امام بخاریؒ نے کتاب المناقب میں حضرت معاویہؓ کے ذکر میں حضرت ابن ابی ملیکہؒ سے روایت کی ہے کہ حضرت معاویہؓ نے عشا کے بعد وتر کی ایک رکعت پڑھی، ان کے پاس حضرت ابنِ عباسؓ کا غلام موجود تھا، اس نے حضرت ابن عباسؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت معاویہؓ نے عشاء کے بعد وتر کی ایک رکعت پڑھی ہے تو حضرت ابن عباس

Scanned by CamScanner

[illegible] تم ان پر نکیر چھوڑ دو، بلاشبہ انہیں رسول
[illegible] صحب رسول الله صلى [illegible] اللہ ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل ہے۔
[illegible]

دوسری روایت ہے کہ حضرت ابن عباسؓ سے کہا گیا آپ امیر المؤمنین معاویہؓ کے بارے میں کچھ فرمائیں گے کہ وہ وتر کی ایک رکعت پڑھتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا:
[illegible] انہوں نے درست کیا، بالیقین وہ فقیہہ ہیں۔

نتیجۂ فکریہ

غور وفکر کا مقام ہے کہ حضرت معاویہؓ۔

۱۔ حضور اکرم ﷺ کے کاتب ہیں۔

۲۔ حضور ان کے لئے علم قرآن اور ہادی ومہدی ہونے کی دعا فرماتے ہیں۔

۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما انہیں فقیہہ قرار دیتے ہیں۔

۴۔ اور انہیں رسول اللہ ﷺ کا صحابی ہونے کی وجہ سے نکیر وانکار اور طعن واعتراض سے بالاتر قرار دے کر معترض کو جھڑک کر خاموش کر دیتے ہیں اور آپ کے خلاف کوئی بات سننے اور کسی کو آپ کے خلاف کچھ کہنے کی اجازت دینے کو تیار نہیں۔

مگر ایک آج کے ''داعیانِ حق'' ہیں جو آپ کے خلاف گز بھر کی زبانیں دراز کر رہے ہیں۔ اور ان کے کردار واعمال کو پست قرار دے کر انہیں مسلمانوں کی اخلاقی قیادت ودینی رہنمائی کے لئے ناموزوں لکھ رہے ہیں۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے حضرت معاویہؓ کے حسنِ سیرت وجمالِ کردار کے بہت زیادہ جلوے دکھائے ہیں۔ ان سب سے قطعِ نظر خود ان کے اپنے الفاظ ملاحظہ ہوں:۔

۱۔ آپ حضرت معاویہؓ کے نام کے ساتھ لکھتے ہیں:۔ خال المؤمنین و کاتب وحی رسول رب العالمين۔ [2]

۲۔ پھر لکھتے ہیں:۔

يعني انه كان جيد السيرة حسن [illegible] جميلا لعفو كثير الستر — یعنی آپ کی سیرت نہایت عمدہ تھی، آپ بہترین عفو و درگزر کرنے والے اور بہت زیادہ پردہ پوشی

---

[1] ''البدایۃ والنہایۃ'' جلد ۸ ص ۱۲۲۔۱۲۳ ذکر حضرت معاویہؓ [2] ''البدایۃ والنہایۃ'' جلد ۸ ص ۱۱۷

رحمۃ اللہ تعالی۔[1] کرنے والے تھے۔ رحمہ اللہ تعالی

غور فرمایئے! امام ابن کثیر رحمہ اللہ جو مودودی صاحب کے بڑے معتمد علیہ اور ممدوح ہیں وہ تو حضرت معاویہؓ کی سیرت واخلاق کو خراجِ عقیدت پیش کر رہے ہیں۔ مگر مودودی صاحب لکھتے ہیں۔ ''ان کے سیرت وکردار کی پوری قلب ماہیت نہیں ہوئی تھی، اور یہ امتِ مسلمہ کی اخلاقی قیادت اور دینی سربراہی کے لئے موزوں نہ تھے''۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔

اس مختصر سی تالیف کی ''تنگ دامانی'' کے پیش نظر...... جس کا مقصد صرف ناموسِ صحابہؓ کی حفاظت اور ان کے خلاف جارحیت کی مدافعت ہے...... ارادہ اس سلسلہ میں نہایت مختصر لکھنے کا تھا مگر ضمیر کے مطالبہ اور دل کے تقاضہ سے مجبور ہو کر حضرت معاویہؓ سے متعلق حضور ﷺ کے کچھ ارشادات اور حضرات صحابہؓ وتابعینؒ کے تاثرات پیش کئے جاتے ہیں۔

ارشاداتِ نبوی:

ذیل میں ایک ہی کتاب سے محبوبِ خدا الصادق والمصدوق ﷺ کے صرف وہ ارشادات نقل کئے جاتے ہیں جن میں آپ نے حضرت معاویہؓ کے لئے ہدایت کی دعا فرمائی ہے:

امام ابن کثیر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:۔

۱۔ طبرانی نے حضرت عبدالرحمٰن ابن ابی عمیرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے ''اللھم اجعلہ ھادیًا مھدیًا و اھدبہ'' یعنی الٰہی! معاویہ کو ہادی ومہدی بنا، خود اسے ہدایت پر چلا اور اس کے ذریعے دوسروں کو ہدایت عطا فرما۔

۲۔ امام احمدؒ نے بھی حضرت ابن ابی عمیرۃؓ سے روایت کی ہے نبی ﷺ نے فرمایا ''اللھم اجعلہ ھادیًا مھدیًا و اھدبہ'' اور اسی طرح

۳۔ ترمذی نے بھی روایت کی ہے۔ اور اسی طرح

۴۔ عمر بن عبدالواحد اور

۵۔ محمد بن سلیمان الحرانی نے حضرت عبدالرحمٰنؓ بن ابی عمیرہ سے روایت کی ہے اور

۶۔ محمد بن المصفی نے ابن ابی عمیرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاویہؓ کے لئے دعا فرمائی ''اللھم علمہ العلم واجعلہ ھادیًا مھدیًا واھدہ و اھدبہ''

[1] ''البدایۃ والنہایۃ'' جلد ۸ ص ۱۲۹

۷۔ اسے سلمہ بن شبیب، صفوان بن صالح، عیسیٰ بن یلال اور ابوالازہر نے بھی روایت کیا ہے۔

۸۔ طبرانی نے حضرت ابن ابی عمیرہؓ سے روایت کی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

اللھم اجعلہ ھادیا مھدیا واھدبہ۔

۹۔ ترمذی نے حضرت ابوادریس خولانی سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے عمیر بن سعد کو شام سے معزول کر کے معاویہؓ کو گورنر بنایا تو لوگ کہنے لگے عمر نے عمیرؓ کو معزول کر کے معاویہؓ کو گورنر بنا دیا"۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا لا تذکروا معاویۃ الا بخیر یعنی تم معاویہ کا ذکر کرو تو خیر کے ساتھ کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے:

اللھم اھدبہ۔ الٰہی! معاویہؓ کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت عطا فرما۔

۱۰۔ ہشام بن عمار، ابو سائب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے حضرت معاویہ کو گورنر بنایا تو لوگ کہنے لگے، ولی حدث السن یعنی ایک نوجوان کو گورنر بنا دیا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا" تم مجھے اس کو والی بنانے پر ملامت کرتے ہو حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ فرماتے تھے: اللھم اجعلہ ھادیا مھدیا و اھدبہ [1]

تلک عشرۃ کاملۃ

حضور ﷺ کی دعا کامل طور پر مقبول و مستجاب ہوئی اللہ تعالیٰ نے حضرت معاویہؓ کو نہ صرف ہدایت پر قائم رکھا، بلکہ آپ سے خلق خدا نے ہدایت پائی۔

کبار علماء تابعین جنہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت معاویہؓ کے شرف زیارت سے مشرف فرمایا۔ انہوں نے ان کے ہادی و مہدی ہونے کی شہادت دی۔ چنانچہ حضرت مجاہد، حضرت قتادہ، حضرت ابو اسحاق السبیعی رحمہم اللہ کا قول ہے۔

لو رأیتم معاویۃ لقلتم ھذا المھدی [2] اگر تم معاویہؓ کو دیکھتے تو پکار اٹھتے یہ مہدی ہے۔

صداقت نبوت کی ایک دلیل:

درحقیقت یہ اعلام و دلائل نبوت میں سے ایک دلیل و علامت ہے کہ حضرت نے جو دعا فرمائی وہ لفظ بلفظ پوری ہوئی اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضرت معاویہؓ نہ صرف خود ہدایت یافتہ تھے بلکہ دنیا کے ہادی و رہنما بنے۔ رضی اللہ عنہ۔ مگر مودودی صاحب آپ کو امت کی قیادت و

---

[1] "البدایۃ والنہایۃ" جلد ۸، ص ۱۲۱۔۱۲۲

[2] البدایۃ والنہایۃ جلد ۸، ص ۱۳۵

رہنمائی کے لئے موزوں نہیں سمجھتے۔

کبار صحابہؓ کے مشاہدات:

حضور ﷺ کے ارشادات کے بعد اب کبار صحابہؓ کے مشاہدات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ صحابیِ جلیل حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ اہلِ شام سے فرماتے ہیں:۔

ما رأیت احداً اشبہ صلوۃً بصلوۃ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم من امامکم ھذا۔[1]

میں نے تمہارے اس امام (حضرت معاویہؓ) سے زیادہ حضور ﷺ کی نماز سے مشابہ نماز کسی کی نہیں دیکھی۔

۲۔ عشرہ مبشرہ کے فرد اور ایران وعراق کے فاتح حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے فرمایا:

ما رأیت احداً بعد عثمان اقضی بحق من صاحب ھذا الباب۔[2]

میں نے حضرت عثمانؓ کے بعد اس دروازہ والے (حضرت معاویہؓ) سے زیادہ حق فیصلہ کرنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔

۳۔ صحابیِ جلیل حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ارشاد ہے:

ما رأیت احداً بعد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم اسود من معاویۃ فقیل لہٗ فابوبکر وعمر و عثمان و علی رضی اللّٰہ عنھم فقال کانوا واللّٰہ خیراً من معاویۃ و کان معاویۃ اسود منھم۔[3]

میں نے رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت معاویہؓ سے زیادہ سردار کوئی نہیں دیکھا ان سے کہا گیا، اور حضرت ابوبکر وعمر وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم؟ فرمایا خدا کی قسم! وہ حضرات معاویہؓ سے افضل تھے اور معاویہ سرداری کی صفت میں اُن سے بڑھ کر تھے۔

۴۔ صحابیِ جلیل حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے فرمایا:۔

ما رأیتُ احداً بعد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم اسود من معاویۃ قیل ولا ابوبکر؟ قال کان ابوبکر و عمر و عثمان خیراً منہ و ھو اسود۔[4]

۵۔ حبر الامت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:۔

ما رأیتُ رجلاً کان اخلق بالملک من

میں نے ملک (پر حکومت وفرمانروائی) کیلئے

---

[1] "منہاج السنۃ" جلد ۳ ص ۱۸۵ [2] "البدایۃ والنہایۃ" جلد ۸ ص ۱۳۳ [3] "استیعاب" ذکر حضرت معاویہؓ

[4] "البدایۃ والنہایۃ" جلد ۸ ص ۱۳۵

Scanned by CamScanner

معاویہ[۱] معاویہؓ سے زیادہ لائق زیادہ موزوں کوئی نہیں دیکھا۔

۲۔ حبر امت ہی کا ارشاد تاریخ البخاری سے منقول ہے:۔

ما رأیت احداً احلی الملک من معاویۃ[۲] میں نے ملکی حکومت کو زینت دینے والا (جہاں آراء) معاویہؓ سے زیادہ کوئی نہیں دیکھا۔

یوں تو حضرت معاویہؓ کے محاسن وفضائل کے سلسلہ میں اتنے اقوال ہیں جن کا احاطہ ہمارے لئے ممکن نہیں۔ یہاں صرف وہ اقوال وارشادات پیش کئے گئے ہیں۔ جو:۔

۱۔ اجلہ اصحاب رسول کی زبان پاک سے ہیں۔

۲۔ جن کی ابتدا مارأیت (میں نے نہیں دیکھا) سے ہے۔

بے مثال و بے نظیر:

گویا ان سادات الصحابہ رضی اللہ عنہم کی نگاہ میں حضرت معاویہؓ .

۱۔ حضور ﷺ کی نماز کے ساتھ مشابہت میں بے نظیر ہیں۔

۲۔ حضرت عثمانؓ کے بعد عدل وانصاف میں بے نظیر ہیں۔

۳۔ حضور ﷺ کے بعد حکومت وسیادت اور جہانبانی وفرمانروائی میں بےنظیر ہیں یعنی:۔

مناظرہ ومقابلہ:

۱۔ اجلہ صحابہ کرام، کے نزدیک امیر معاویہؓ سے زیادہ حکومت وسرداری کے لئے موزوں کوئی نہیں۔ مگر

داعیٔ حق کے نزدیک یہ لوگ اس قابل نہیں تھے کہ ریاست کی رہنمائی وکارفرمائی کے مقام پر فائز ہوں"[۳]

اجلہ صحابہ کرام، کے نزدیک حضرت معاویہؓ سے زیادہ امامت نماز کے لئے موزوں کوئی نہیں۔ مگر

داعیٔ حق کے نزدیک "یہ لوگ امت مسلمہ کی اخلاقی قیادت اور دینی سربراہی کیلئے موزوں نہ تھے"[۴]

---

[۱] البدایہ والنہایہ جلد ۸ ص ۱۳۵ [۲] "اصابہ" ذکر حضرت معاویہؓ

[۳]، [۴] "ترجمان" اکتوبر ۶۵ء ص ۴۹ (خلافت وملوکیت ص ۱۶۵)

Scanned by CamScanner

تحقیق یا شقاق:

محقق عصر حاضر سادات الصحابہؓ سے اپنے اس تخالف و تقابل کو "تحقیق"[۱] قرار دیتے ہیں اور "تحقیق" ہی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ تحدی کے طور پر لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"یہ حقیقت تاریخ میں اتنی نمایاں ہے کہ کوئی وکالت صفائی اس پر پردہ ڈالنے میں کامیاب نہیں ہوسکتی"[۲]

مگر درحقیقت یہ "تحقیق" نہیں، یہ خلاف و شقاق ہے اور صرف اصحابؓ رسول ﷺ سے خلاف و شقاق نہیں بلکہ خود رسول اللہ ﷺ سے خلاف و شقاق ہے کیونکہ حضور ﷺ نے آپ کے ہادی و مہدی ہونے کی دُعا فرمائی جیسا کہ ہم ابھی نقل کر آئے ہیں۔ پھر یہ صرف رسول اللہ ﷺ سے شقاق نہیں بلکہ اصحابؓ رسول جماعت مسلمین کے خلاف اور اتباع غیر سبیل المومنین بھی ہے۔ کیونکہ اجلہ صحابہ کرامؓ نے حضرت معاویہ کو امت کی قیادت و امامت، مسلمانوں کی حکومت و سرداری اور ریاست کی رہنمائی و کارفرمائی کے لئے سب سے زیادہ موزوں و مناسب قرار دیا ہے اور ان کی دینی سربراہی کو بطیبِ خاطر و بانشراح صدر قبول کیا ہے اور باتفاق ان کی تائید و تعریف کی ہے۔ یہ حقیقت تاریخ میں اتنی نمایاں ہے کہ صحابہ کرام کے خلاف کوئی وکالت استغاثہ اس پر پردہ ڈالنے میں کامیاب نہیں ہوسکتی۔

مخلصانہ دعوت:

مودودی صاحب غرور و پندار کے نشے میں اس حقیقت کے خلاف اپنی "تحقیق" کی صحت پر لاکھ مصر ہوں مگر ہم محض از راہِ نصیحت و خیر اندیشی انہیں دعوت دیتے ہیں کہ وہ کتاب اللہ کی وعید شدید کے پیش نظر اپنے اس موقف پر نظر ثانی کر کے عذاب آخرت سے بچنے کی کوشش کریں۔ قولہ تعالیٰ وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا (سورہ نساء پارہ ۵)

۲۔ حضرت عبداللہؓ بن سعد کی نورانی سیرت:

غزوہ ذات الصواری کے ذکر و بیان میں گزر چکا ہے کہ:۔

۱۔ حضرت عبداللہ بنؓ سعد کی نورانی سیرت اور آپ کے رُوحانی کردار کا یہ اثر تھا کہ جہاں قسطنطینی فوج شب بھر ناقوس بجاتی رہی۔ وہاں حضرت عبداللہؓ بن سعد کی فوج ساری رات

[۱] "ترجمان" ستمبر ص ۶۷ (خلافت و ملوکیت ص ۳۰۸) [۲] "ترجمان" اکتوبر ص ۴۹ (خلافت و ملوکیت ص ۳۲۵)

Scanned by CamScanner

بارگاہِ الٰہی میں سر بسجود اور دست بدعا رہی ہوا۔

۲۔ جب صبح کو قسطنطین نے حملہ کر دیا تو حضرت عبداللہ بن سعد نے صف بستہ کر کے اپنی فوج کو قرآن خوانی اور صبر وضبط کا حکم دیا حمل بامرٌهم بقرأة القرآن و بامرهم بالصبر ۲۔ لشکر کے اس صبر وثبات اور تلاوت قرآن اور امیر لشکر کے اخلاص واحسان کا صلہ بارگاہ رب العزت سے یہ ملا کہ وہ اللہ کی خاص نصرت سے نوازے گئے اور متکبر وحملہ آور دشمن پر فتح نصیب ہوئی۔

۲۔ امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:۔

حضرت عبداللہ بن سعد ایام فتح (مکہ) میں اسلام لائے۔

محسن اسلامه فلم يظهر منه شئى بنكر عليه بعد ذلك هو احد النجباء العقلاء الكرماء من قريش۔ ۳

اور نہایت سچے اور پکے مسلمان ہوئے، اس کے بعد آپ سے کسی قسم کی کوئی قابل اعتراض بات ظاہر نہیں ہوئی آپ قریش کے شریف الاصل، اہلِ عقل اور اہلِ کرم وعطا میں سے ایک تھے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ بھی لکھتے ہیں:۔

حسن اسلامه و لم يعلم منه بعد ذالك الا الخير۔ ۴

سچے مسلمان ہو گئے اور اس کے بعد سوائے خیر کے آپ کی کوئی بات کسی کو معلوم نہیں۔

۳۔ محمود خلائق تھے، شیخ الاسلام امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں:۔

وكان محمودا فى ولايته۔ ۵

آپ اپنے عہد حکومت میں محمود تھے یعنی لوگ آپ کی حمد وتعریف میں رطب اللسان تھے۔

۴۔ مستجاب الدعوات تھے، مستجاب الدعوات ہونا اللہ کے خاص الخاص اور مقبول بارگاہ بندوں کا مقام ہے۔ نیک اور قابل تو ہزاروں لاکھوں بندگانِ خدا ہیں مگر مقبول شاذ و نادر ہیں۔ سید اکبر الٰہ آبادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ؎

مقبول جو ہیں شاذ ہیں قابل تو بہت ہیں
آئینے کی مانند ہیں کم، دل تو بہت ہیں

۱ طبری جلد ۳ ص ۳۳۱ ۲ ایضاً ۳ "استیعاب" ذکر حضرت عبداللہ بن سعد

۴ "منہاج السنۃ" مطبوعہ مصر جلد ۳ ص ۲۲۸ ۵ اصابہ ترجمہ حضرت عبداللہ بن سعد

وہ کم ہیں تڑپنے میں جنہیں ملتی ہیں لذّت
یوں آپ کی شمشیر کے بسمل تو بہت ہیں

تو حضرت عبداللہؓ بن سعد، اللہ کے مقبول اور مستجاب الدعوات بندوں میں سے تھے۔
چنانچہ حضرت امام عبدالبرؒ اور حضرت شیخ الاسلام رحمہما اللہ نقل کرتے ہیں:۔
حضرت عبداللہ بن سعد نے دعا کی، الٰہی! میری عمر کا آخری عمل نماز صبح ہو۔ پھر آپ نے وضو کیا صبح کی نماز پڑھی۔ دائیں طرف سلام پھیرا۔

ثم ذهب يسلم عن يساره فقبض الله روحه، يرحمه الله۔[1]	پھر بائیں طرف سلام پھیرنے لگے تھے کہ اللہ نے آپ کی رُوح قبض فرمالی۔ رحمہ اللہ

دیکھیئے! اللہ کی بارگاہ میں وہ کتنے مقبول ہیں۔ مستجاب الدعوات ہونے کی حد ہوگئی کہ اچھے بھلے صحت منداور تندرست ہیں۔ کوئی بیماری نہیں، اپنے اللہ سے دعا کی کہ میرا آخری عمل نماز صبح ہو۔ وضو کیا، نماز پڑھی اور اللہ ربّ العزت نے دُعا پوری کر کے اپنے پاس بلالیا۔
مگر بایں ہمہ مراتب ومناقب اور محامد ومحاسن داعئ حق صاحب فرمائیں گے کہ ان کے سیرت وکردار کی پوری قلب ماہیت نہیں ہوئی تھی۔ اور....... ......

۳۔ حضرت سعید بن العاص:

اب حضرت سعیدؓ بن العاص کے متعلق سنیئے!

فصاحت:

۱۔ شیخ الاسلام رحمہ اللہ لکھتے ہیں:۔ آپ فصحاء قریش میں سے تھے اسی لئے حضرت عثمانؓ نے قرآن کی کتابت کے لئے جو جماعت منتخب کی تھی۔ اس میں آپ کو بھی منتخب فرمایا نیز آپ

كان اشبههم لهجة برسول الله صلى الله عليه وسلم۔[2]	لہجہ میں رسول اللہ ﷺ سے سب سے زیادہ مشابہ تھے۔

۲۔ علامہ ابن عبدالبرؒ رحمۃ اللہ لکھتے ہیں:۔
سخاوت: آپ ان اشراف قریش میں سے ایک تھے، جن میں سخاوت وفصاحت جمع تھیں، اور اس جماعت میں سے ایک تھے جنہوں نے حضرت عثمانؓ کے حکم سے مصحف لکھا۔[3]

---

[1] استیعاب واصابہ ذکر حضرت عبداللہ بن سعدؓ [2] اصابہ ترجمہ حضرت سعیدؓ بن العاص
[3] "استیعاب" ذکر حضرت سعیدؓ بن العاص

Scanned by CamScanner

۳۔ شیخ الاسلامؒ رقمطراز ہیں:۔ کان مشهورا بالکرم والبرّ۔آپ جود وسخا میں مشہور تھے۔[1]

۴۔ حضرت سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں۔ سخاوت وفیاضی کا یہ حال تھا کہ کبھی کوئی سائل خالی نہ جاتا تھا۔ اگر کسی وقت کچھ نہ ہوتا۔ تو سائل جو کچھ چاہتا اسے تحریر لکھ دیتے کہ جب روپیہ آجائے گا دے دیا جائے گا۔[2]

۵۔ ایک آدمی کو بیس ہزار درہم کا خط لکھ دیا۔ اور اسی سال فوت ہو گئے تو آپ کے صاحبزادے حضرت عمرو نے اس شخص کو یہ رقم ادا کی۔[3]

۶۔ اس فیاضی کے نتیجے میں وفات کے وقت اسی ہزار کے مقروض تھے یہ قرض آپ کے صاحبزادے حضرت عمرو نے ادا کیا۔[4]

۷۔ امام ابن عبدالبرؒ اور شیخ الاسلام عسقلانی رحمہما اللہ دونوں نقل کرتے ہیں۔ کان يقال له عُكّة عسل۔[5] آپ لوگوں میں شہد کا برتن مشہور تھے۔

اکرم العرب:

۸۔ شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے ایک مرفوع روایت نقل کی ہے جس سے آپ کے لئے اکرم العرب کے لقب کی حضور ﷺ سے تقریر ثابت ہوتی ہے۔[6]

۹۔ حضرت عمر فاروق اعظمؓ نے آپ سے ایک عجیب قول سن کر فرمایا:۔

قریش افضل النّاس احلامًا۔[7] قریش عقل و دانش کے اعتبار سے تمام لوگوں میں افضل ہیں۔

اشرف الناس:

۱۰۔ حضرت عقیلؓ بن ابی طالب سے آپ کے صاحبزادے حضرت محمد نے پوچھا اشرف الناس کون ہے؟ آپ نے فرمایا:۔

انا و ابن امی وحسبك لسعيد بن العاص۔[8] میں اور میرا بھائی (حضرت علیؓ) اور سعیدؓ بن العاص۔

کریمۃ قریش:

۱۱۔ حضرت معاویہؓ نے فرمایا:۔

---

[1] اصابہ ترجمہ حضرت سعیدؓ [2] "استیعاب" ترجمہ حضرت سعیدؓ [3] "استیعاب" واصابہ ذکر حضرت سعیدؓ
[4] اصابہ ایضا [5] استیعاب واصابہ ایضا [6] اصابہ ایضا [7] استیعاب ایضا [8] اصابہ

کریمۃ قریش سعید بن العاص ہے[1] — سعید بن العاص قریش میں بہت زیادہ شریف ہیں۔

من سادات المسلمین واجواد المشھورین:

امام ابن کثیر رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:۔

کان من سادات المسلمین و الاجواد المشھورین ...... وقد کان حسن السیرۃ، جید السریرۃ...... و کان کریماً جواداً ممدوحاً۔[2]

حضرت سعیدؓ بن العاص مسلمانوں کے سردار اور مشہور فیاض تھے، آپ کی سیرت عمدہ و پاکیزہ تھی۔ آپ پاک دل اور نیک نیت تھے، نہایت شریف، بے حد سخی اور لوگوں کے ممدوح تھے۔

اس کے بعد امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے آپ کی فیاضی وسخاوت کے حالات وواقعات بیان کئے اور اس قدر تفصیل سے بیان کئے ہیں کہ اپنی کتاب کے بڑی سائز کے تین صفحات لکھ ڈالے ہیں، ان واقعات کو پڑھ کر انسان حضرت سعیدؓ کی دریا دلی، عالی ظرفی اور کریم النفسی پر وقفِ حیرت ہو جاتا ہے۔ مثلاً ایک اعرابی کو آپ نے چالیس ہزار درہم عطا فرمائے۔ اپنے ایک مفلس محتاج جلیس کو تیس ہزار درہم اور تین غلام بخش دیئے۔ ان فیاضیوں کے نتیجے میں وفات کے وقت تین لاکھ درہم اور ایک روایت میں ہے کہ تیس لاکھ درہم قرض تھا جو آپ کے صاحبزادے حضرت عمرو نے آپ کی زمین فروخت کر کے ادا کیا۔[3]

امام ابنِ کثیر رحمہ اللہ کی بیان کردہ ان تفصیلات کے مطالعہ سے انسان انگشت بدنداں ہو کر رہ جاتا ہے۔ اور اس کی نگاہ میں حاتم کی سخاوت کی کوئی قدر و قیمت باقی نہیں رہ جاتی۔ درحقیقت ہمارے اس ''حاتم'' کے مقابلے میں حاتم طائی کی کوئی حیثیت نہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت سعید بن العاص اکرم العرب، اشرف الناس، افصح القریش، کریمۃ قریش اور سید المسلمین تھے، فیاضی وسخاوت میں اپنی مثال آپ تھے، عسر و یسر تنگی وفراخی کوئی حالت ہو۔ ان کا ابرِ کرم ہر وقت برستا رہتا تھا۔ نہایت نیک سیرت، نہایت نیک دل اور نہایت نیک نیت تھے، علمی و عملی فضائل ومحاسن سے آپ کی حیاتِ طیبہ کا دامن بھرپور ہے۔ مگر بایں ہمہ مودودی

---

[1] اصابہ''البدایۃ والنھایۃ'' جلد ۸ ص ۸۵ — [2] ''البدایۃ والنھایۃ'' ص ۸۱۔۸۳

[3] ایضاً ص ۸۵ تا ۸۷

Scanned by CamScanner

صاحب کے نزدیک ابھی ان کی سیرت و کردار کی پوری قلب ماہیت نہیں ہوئی تھی اور وہ امت کی اخلاقی قیادت و دینی سربراہی کے لئے موزوں نہ تھے۔ اِنا لِلّٰہِ وَ اِنا اِلَیہِ راجِعُون۔

۴۔ حضرت عبداللہؓ بن عامر:

اب ذرا حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی سیرت طیبہ طاہرہ کے چند ایمان افروز منظر اور آپ کے نورانی اخلاق و کردار کے چند روح افزا جلوے ملاحظہ ہوں۔

۱۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:۔ وکان کریماً ممدوحًا میمون النقیبة[1]

آپ نہایت شریف، خلق کے ممدوح، مبارک فطرت اور مبارک خیال والے تھے۔

۲۔ بارگاہِ الٰہی میں نذرانۂ تشکر:

۱۔ امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

قال الناس لابن عامرؓ ما فتح علی احد ماقد فتح علیك فارس و کرمان و سجستان و عامة خراسان قال لاجرم لاجعلن شکری لله علی ذالك ان اخرج محرما معتمراً من موقفی هذا فاحرم بعمرة من نیسابور۔[2]

لوگوں نے حضرت عبداللہؓ بن عامر سے کہا۔ فارس، کرمان، سجستان اور اکثر خراسان یہ عظیم فتوحات جو آپ کے ہاتھ پر ہوئی ہیں، (تاریخ عالم میں) کسی کے ہاتھ پر نہیں ہوئیں۔ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا:۔ خدا کی قسم! میں اس انعام الٰہی کے شکرانہ کے طور پر اسی جگہ سے عمرہ کا احرام باندھ کر چلوں گا چنانچہ آپ نے نیشاپور سے عمرہ کا احرام باندھا اور عمرہ ادا کرنے کے لئے عازم بیت اللہ ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ

۲۔ امام عبدالبر رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں:۔

کان عبدالله بن عامر سخیًا کریمًا حلیماً میمون النقیبة کثیر المناقب هُوا فتح خراسان و قتل کسری فی ولایته و احرم من نیسابور شکراً لله وَ هُوالّذی عمل السقایات بعرفة۔[2]

حضرت عبداللہ بن عامر سخی شریف، حلیم، مبارک خیالات اور بہت سی خوبیوں والے تھے، آپ نے خراسان فتح کیا، کسریٰ آپ کے عہد حکومت میں مارا گیا۔ آپ نے ادائے شکر کے طور پر نیشاپور سے احرام باندھا۔ آپ نے عرفہ میں پانی کا انتظام کیا۔

---

[1] "البدایة والنهایة" جلد ۸ ص ۸۸ تذکرہ حضرت عبداللہ بن عامرؓ [2] "استیعاب" ذکر حضرت عبداللہ بن عامرؓ

Scanned by CamScanner

۳۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ رقم طراز ہیں۔

عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے خراسان اور اطراف فارس وغیرہ فتوحات اور قتل کسریٰ کے بعد حج کا احرام باندھا اور ایک قول کے مطابق عمرہ کا!

من تلك البلاد شكراً للهِ عزوجلّ و فرق فی اهل المدينة اموالاً كثيرة جزيلة[1]	اسی علاقہ سے اللہ عزوجل کا شکر ادا کرنے کے لئے احرام باندھا اور اہل مدینہ میں بہت زیادہ مال وزر تقسیم کیا۔

۴۔ امام ابن سعد رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:۔

پھر ابن عامرؓ نے خراسان سے حج کا احرام باندھا۔ حضرت عثمانؓ کے کے حکم سے قریش میں مال تقسیم کیا، حضرت علیؓ بن ابی طالب کی خدمت میں بیس ہزار درہم اور پارچات بھجوائے۔ اس پر حضرت علیؓ نے ارشاد فرمایا:۔ هُوَ سَيِّدُ فتيانِ قريشٍ۔ یہ قریش کے نوجوانوں کا سردار ہے۔ قریش کے بعد انصار کو بھی مال اور پارچات دیئے۔ وہ سب آپ کی تعریف کرنے لگے، اور جب واپس بصرہ تشریف لے گئے، تو لوگوں کی زبانوں پر حضرت ابن عامرؓ کا چرچا تھا اور وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے عرفہ میں حوض تعمیر کرائے، اور ان کی طرف چشموں سے پانی جاری کیا۔ اور لوگوں کو پانی پلایا۔ یہ سلسلہ برابر آج تک جاری ہے۔[2]

سیرت وکردار کی رفعت وبلندی:

اللہ اللہ! کیا خلوص وللہیت ہے اور حضرت عبداللہ بن عامرؓ کی نورانی سیرت اور آپ کے حسنِ عمل کا کیا کمال ہے کہ تاریخ انسانی میں بے نظیر و بے مثال فتوحات پر بھی قلب ودماغ، غرور واستکبار سے مکدر ومتعفن نہیں ہوتے اور حضرت ابن عامرؓ غلبہ واقتدار کے نشہ سے بدمست اور بادۂ فتح ونصرت سے سرشار ہونے کی بجائے سراپا شکر اور مجسم نیاز بن کر بارگاہِ الٰہی میں گر جاتے ہیں اور اپنے مالک ناصر کے حضور ''دیوانگی'' ووارفتگی کا مظاہرہ کرنے کے لئے بیت اللہ کی طرف چل کھڑے ہوتے ہیں۔ اور کعبۃ اللہ سے سینکڑوں میل دور نیشاپور سے احرام باندھ کر! اور پھر حجاج کرام کی خدمت کرتے ہیں۔ ان کے لئے پانی کا انتظام فرماتے ہیں اور اہل حرم قریش و انصار پر مال وزر کی بارش کرتے ہیں۔

خلاصہ: حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ نہایت نیک سیرت، نیک دل اور مبارک فطرت

---

1. ''البدایۃ والنہایۃ'' جلد ۸ ص ۸۸ 2. ''طبقات'' جلد ۵ ص ۴۶۔۴۷

Scanned by CamScanner

تھے۔ سخی، کریم اور حلیم تھے، اپنی سیرت طیبہ اور اخلاق عالیہ کی وجہ سے قریش وانصار کے محبوب و ممدوح تھے۔ حضرت علیؓ نے آپ کو سید قریش کے لقب سے ملقب فرمایا"۔ آپ کی للّٰہیت کا یہ عالم تھا کہ خراسان سے احرام باندھ کر بارگاہِ الٰہی میں نذرانۂ شکر پیش کرنے مکہ معظمہ پہنچے، نہایت کثیر المناقب اور میمون النقیبہ تھے۔ مگر بایں ہمہ آپ "داعیِ حق" کے معیارِ اخلاق پر پورے نہیں اتر سکے، ان کے نزدیک ابھی آپ کی سیرت و کردار اصلاح پذیر نہیں ہوئی تھی اور آپ امتِ مسلمہ کی اخلاقی قیادت و دینی سربراہی کے لئے موزوں نہ تھے۔

ع ناطقہ سر بگریباں کہ اسے کیا کہیئے؟

ماتحت افسران کا روحانی وایمانی شاہکار:

جب والی اور گورنر کے خلوص وللّٰہیت کا یہ کمال ہو تو ماتحت افسروں اور پوری فوج پر لازماً اس کا اثر ہوگا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عامر کے ماتحت افسروں کا روحانی ارتقاء وایمانی شاہکار ملاحظہ ہو:۔

امام طبری رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

حضرت عبداللہ بن عامر نے اہل مرو سے صلح کرنے کے بعد احنفؒ بن قیس کو چار ہزار فوج دے کر طخارستان بھیجا، طخارستان، جوز جان، طالقان اور فاریاب کے لوگوں نے تیس ہزار کا لشکر جرار مقابلے کیلئے جمع کیا۔

ادھر اہل مرو نے از خود پیش کش کی کہ:۔

ان یقاتلوا معه فقال انی اکره ان استنصر بالمشرکین۔	ہم تمہارے ساتھ مل کر لڑتے ہیں۔ لیکن حضرت احنف نے کہا میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ مشرکین سے مدد لوں۔

مسلمان نماز عصر میں مشغول ہوئے تو فریق مخالف نے اچانک حملہ کر دیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ ان لوگوں نے رات کو مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ لڑائی شروع ہوگئی یہاں تک کہ رات ڈھل گئی تب اللہ نے انہیں شکست دی۔ مسلمانوں نے ان کو خوب قتل کیا حتی کہ انہیں بارہ فرخ (۳۶ میل) تک مارتے چلے گئے۔[1]

عثمانی عمال اور فوج کا بلند ترین دینی واخلاقی مقام:

عثمانی عمال اور فوج کا بلند ترین

[1] طبری جلد ۳ ص ۳۵۶۔۳۵۷

دینی مقام ملاحظہ ہو کہ اسلامی لشکر صرف چار ہزار ہے۔ مقابلے میں تیس ہزار کی جرار فوج موجود ہے۔ مرو کے مفتوح مشرکین خود لڑنے کی پیش کش کرتے ہیں۔ مگر اسلامی فوج کے سردار ہیں کہ وہ اسے محض اس لئے ٹھکرا دیتے ہیں کہ وہ مشرک ہیں اور اہل اسلام خدا کے دشمن مشرکین کی مدد قبول نہیں کر سکتے۔ اللہ اکبر! کیا اتقا ہے اپنے خدا پر کیا توکل ہے۔

۲۔ اقامت صلوٰۃ:

پھر نماز کی پابندی ملاحظہ ہو کہ میدانِ جنگ ہے۔ تیس ہزار کا لشکر سامنے موجود ہے، حملے پر تلا کھڑا ہے مگر نماز باجماعت ادا ہو رہی ہے۔ کیا مجال کہ نماز میں غفلت یا سستی ہو جائے۔

آ گیا عین لڑائی میں اگر وقتِ نماز　　قبلہ رُو ہو کے زمیں بوس ہوئی قومِ حجاز

اس اخلاص و وفا، اس تقویٰ و توکل کا صلہ اللہ رب العزت نے یہ دیا کہ چار ہزار تیس ہزار پر غالب آتے ہیں۔ انہیں بری طرح قتل کرتے ہیں اور تقریباً چالیس میل تک برابر بھگاتے اور قتل کرتے چلے جاتے ہیں۔

۳۔ امانت و دیانت کا دور دورہ:

عثمانی عمال و حکام کی دینی عظمت و اخلاقی پاکیزگی و طہارت کا ایک شاہکار ملاحظہ ہو، تاریخ طبری ہی میں ہے کہ:۔ مرو الروذ سے حضرت احنفؓ بلخ کی طرف روانہ ہوئے۔ اور اہل بلخ کا محاصرہ کر لیا۔ انہوں نے چار لاکھ پر صلح کر لی۔ احنفؓ نے اپنے چچازاد بھائی اسیدؓ کو ان سے روپیہ وصول کرنے پر متعین کر کے خود خوارزم کی طرف کوچ کیا۔ اسیدؓ نے ان سے مقررہ روپیہ وصول کیا۔ اس کے علاوہ بلخ والوں نے۔

فاهدوا اليه هدايا من آنية الذهب والفضه و دنانير و دراهم و متاع و ثياب۔

سونے چاندی کے برتن، دراہم و دنانیر، مال و متاع اور پارچات اُن کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کئے۔

اور کہا کہ ہم مہرجان کی تقریب پر اپنے حاکم کو اسی طرح ہدیہ دیا کرتے ہیں۔ حضرت اسیدؓ نے کہا میں نہیں جانتا۔ یہ کیا ہے، ادھر میں رد کرنا بھی پسند نہیں کرتا لہٰذا میں اسے جدا رکھوں گا اور غور کروں گا۔ چنانچہ ان سے وہ مال و متاع لے لیا اور حضرت احنفؓ کے پاس آ کر اسے بتایا تو آپ نے ان لوگوں کو طلب کر کے ان سے دریافت کیا۔

فقالو امثل ماقالوا لابن عمه　تو انہوں نے اسی طرح کہا۔ جس طرح حضرت اسیدؓ

سے کہا تھا۔ حضرت احنفؒ نے فرمایا۔ اسے امیر کے پاس لے چلو چنانچہ وہ سارا مال ومتاع اٹھا کر حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے آئے اور انہیں ساری بات بتلائی، انہوں نے فرمایا:۔

اقبضه يا ابا البحر فهولك قال لاحاجة لي فيه۔	ابو بحر! تم لے لو، یہ تمہارا ہے۔ انہوں نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔

حضرت ابن عامر نے فرمایا مسمار؟ اسے سرکاری مال میں شامل کر دو۔[۱]

عہدِ عثمانی میں امانت و دیانت اور تقویٰ وطہارت کا اوجِ کمال ملاحظہ ہو کہ ہزاروں روپے کا مال ہے، سونے چاندی کے برتن ہیں۔ اشرفیاں ہیں، نقدی ہے، قیمتی ملبوسات و زیورات اور مال ومتاع ہے۔ پھر ہدیۃً پیش کیا جا رہا ہے۔ مگر رسالہ کے انچارج ہیں کہ اپنے تصرف میں نہیں لاتے بلکہ افسر اعلیٰ کے سامنے سارا معاملہ پیش کر دیتے ہیں۔ وہ بھی خود نہیں ہتھیا لیتے بلکہ اپنے امیر حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ گورنر بصرہ کے سامنے ساری صورت حالات رکھ دیتے ہیں۔ وہ بھی اپنے مصرف میں نہیں لیتے بلکہ احنف کو ان کی فتوحات کے انعام اور کامیاب جنگی پالیسی پر حوصلہ افزائی کے طور پر دے دیتے ہیں مگر ان کی عالی ظرفی اور سیر چشمی ملاحظہ ہو کہ وہ لا حاجة لی کہہ دیتے ہیں اور مال داخل خزانہ کو دیا جاتا ہے۔ اس ایک واقعہ سے اہل دانش عہدِ عثمانی میں امانت و دیانت، خلوص وللہیت اور تقویٰ وطہارت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ حسنِ کردار و جمالِ سیرت کے ان ایمان افروز مظاہروں اور رُوحانیت وللہیت اور خلوص و صداقت کے ان جلووں کے باوجود دشمنانِ امام برابر عہدِ عثمانی کی فتوحات کو جنگی استحصال اور جوع الارض ہی کہتے چلے جائیں گے؟ مودودی صاحب ان فتوحات کو ملک گیری و ملک داری ہی فرماتے جائیں گے۔ اور ان اموی جرنیلوں اور عثمانی گورنروں کی سیرت و کردار کو داغدار کرنے کی سعی نامشکور کرتے ہوئے برابر کہے جائیں گے کہ "یہ لوگ اخلاقی قیادت اور دینی سربراہی کے لئے ناموزوں تھے"۔

۵۔ حضرت ولیدؓ بن عقبہ:

حضرت ولیدؓ بن عقبہ جو مودودی صاحب کے خاص مطعون ومعتوب ہیں اور جن کی سیرت و کردار پر داعیٔ حق صاحب کو سب سے زیادہ اعتراض ہے۔ ذرا اُن کے دین و اخلاص کے

[۱] طبری جلد ۳ ص ۳۵۸

Scanned by CamScanner

نورانی جلوے ملاحظہ ہوں۔

ا۔ جذبۂ تبلیغ اسلام:

آپ کے دل میں تبلیغ دین و اشاعتِ اسلام کا اس درجہ جذبہ اور جوش و خروش تھا کہ جزیرہ پر اپنی حکومت کے دوران آپ نے بنو تغلب کو اسلام کی دعوت دی۔ اسالیب حکمت اور موعظۂ حسنہ سے جہاں کام نہ چلا وہاں شدت بھی کی۔ جزیرہ میں ان کی تعداد چار ہزار تھی۔ حضرت ولیدؓ نے ان سے سوائے اسلام کے اور کوئی چیز قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

الاربعة الآلاف و ابى الوليد بن عقبة ان يقبل من بنى تغلب الاّ الاسلام۔

انہوں نے اسلام قبول نہ کیا تو حضرت ولید نے حضرت عمرؓ کو لکھا۔ انہوں نے جواب میں لکھا کہ اگر یہ اس بات کو تسلیم کر لیں کہ اپنے بچوں کو نصرانی نہ بنائیں گے ولا يمنعوا احداً منهم من الاسلام اور اگر ان میں سے کوئی اسلام لانا چاہے تو اسے اسلام سے نہیں روکیں گے تو آپ قبول کر لیں۔ چنانچہ بعض نے اس شرط کو قبول کر لیا اور بعض نے اس کا انکار کر دیا۔

پھر حضرت ولیدؓ نے ان کے رؤسا کو بارگاہِ خلافت میں بھیجا۔ وہاں بڑی ردو کد کے بعد انہوں نے مجبوراً جزیہ دینا قبول کر لیا مگر حضرت ولید کے دلی دشمن ہو گئے اور اُن سے لڑائی جھگڑے اور مخالفت کا غیر مختتم سلسلہ شروع کر دیا۔ ولا يزالون ينازعون الوليد حضرت ولید بھی مقابلے میں ڈٹ گئے۔ حضرت عمرؓ کو اس صورتِ حال کا علم ہوا تو انہوں نے ان کی بغاوت کے خطرہ کے پیشِ نظر حضرت ولید کو معزول فرما دیا۔[۱]

معلوم ہوتا ہے حضرت ولید نے بنو تغلب کے ایک ایک فرد کو مسلمان بنانے کی پوری کوشش کی۔ چنانچہ ان کی مسلسل کوشش سے بعض نصرانی مسلمان ہو گئے۔ ان میں سے ایک ابو زبید تھے جو نہایت سچے مسلمان ہوئے۔ فلم يزل الوليد به عنه حتّٰى اسلم فى آخر امارة الوليد و حسن اسلامه۔[۲]

غور فرمائیے! دعوتِ دین و اشاعتِ اسلام کی کتنی بڑی قیمت ادا کی۔

حضرت ولید بن عقبہ نے! رضی اللہ عنہ! جزیرہ کی امارت ہاتھ سے گئی، پر تبلیغ و دعوتِ اسلام کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔

---

۱ طبری جلد ۳ ص ۱۵۷۔۱۵۸ ۲ طبری جلد ۳ ص ۳۲۷

اس پر بھی ہمارے داعیٔ حق صاحب کا ارشاد ہے کہ ان کے سیرت و کردار کی پوری قلب ماہیت نہیں ہوئی تھی۔ اسلام ایک دعوتِ خیر و صلاح تھا۔ جس کی سربراہی کے لئے یہ لوگ موزوں نہ تھے۔ اب آپ کے دُوسرے اخلاقِ عالیہ ملاحظہ ہوں۔

۲۔ رعایا سے نرمی اور عدل و انصاف:

آپ اپنی رعیت سے نہایت نرمی اور شفقت کا سلوک کرتے تھے اور لوگوں کی فریادرسی اور اُن سے عدل و انصاف کا تو کمال تھا کہ مظلوموں اور دادخواہوں کے لئے ان کا دروازہ ہروقت کھلا ہی نہ تھا۔ بلکہ سرے سے قصرِ امارت کا دروازہ ہی نہ تھا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ رقم طراز ہیں کہ:۔

(حضرت) ولید بن عقبہ خلافتِ عثمانی کے دُوسرے سال کوفہ (کے گورنر بن کر) آئے۔

وکان احب النّاس فی النّاس وارفقھم بھم فکان بذالك خمس سنین ولیس علی دارہ باب۔[۱]

آپ لوگوں میں لوگوں کے سب سے زیادہ محبوب تھے اور ان کے ساتھ بہت ہی زیادہ نرم تھے، پانچ سال اس منصب پر رہے مگر آپ کے مکان کا دروازہ نہ تھا۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ کے بھی تقریباً یہی الفاظ ہیں فاقام بھا خمس سنین ولیس علی دارہ باب وکان فیه رفق برعیته۔[۲]

۳۔ شجاعت، ۴۔ جودوسخا، ۵۔ خلق و مروت:

آپ کی شجاعت اور سخاوت اور خلق و مروت مشہور ہے۔

۱۔ شیخ الاسلام امام ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:۔

وکان الولید شجاعًا شاعراً جواداً قال مصعب الزبیری و کان من رجال قریش و شعرائھم۔[۳]

اور ولید، شجاع، شاعر اور سخی تھا۔ مصعب زبیری کا قول ہے کہ وہ قریش کے اکابر اور شعراء میں سے تھا۔

۲۔ امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ بھی لکھتے ہیں:۔ کان شاعراً کریماً قال مصعب کان الولید بن عقبه من رجال قریش و شعرائھا و کان له خلق ومروۃ۔[۴]

---

[۱] طبری جلد ۳ ص ۳۲۱ و ۳۲۵ [۲] البدایۃ والنھایۃ جلد ۷ ص
[۳] اصابہ ترجمہ حضرت ولید بن عقبہ [۴] استیعاب تذکرہ حضرت ولید رضی اللہ عنہ

Scanned by CamScanner

حضرت سعیدؓ بن عاص کی سخاوت مشہور ہے۔ جس کا ذکر ابھی گذر چکا ہے۔ مگر امام ابن عبدالبرؒ رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:۔

وکان الولید اسخی منه و اسن والین جانباً فلمّا عزل الولید وانصرف قال بعض شعراءهم یا ویلنا قد ذهب الولید وجاءنا من بعده مجوعا سعید ینقص فی الصاع ولا یزید۔[۱]

اور ولیدؓ، سعیدؓ بن عاص سے زیادہ سخی، زیادہ عمر کا اور زیادہ نرم خو تھا۔ جب معزول ہو کر واپس ہوا تو کوفہ کے بعض شاعروں نے کہا۔ ہائے! ولید چلا گیا اور اس کے بعد سعید ہمارا گورنر بن کر آیا جو بھوکوں مارنے والا ہے وہ صاع (پیمانہ ہے) میں کمی کرتا ہے زیادتی نہیں کرتا۔

حضرت سعید بن عاص کی جود و سخا کے سامنے حاتم کی سخاوت، ہیچ ہو کر رہ گئی تھی۔ اور حضرت ولید بن عقبہ کی سخاوت کے سامنے حضرت سعید بن عاص کی سخاوت ماند پڑ گئی تو اس سے حضرت ولید بن عقبہ کی فیاضی و دریادلی کا اندازہ کر لیجئے۔ رضی اللہ عنہم۔

۶۔ پسماندہ طبقہ کی دستگیری:

آپ کے عہد میں مالی یسر و فراغت اور پسماندہ طبقات کی امداد و اعانت کا یہ حال تھا کہ کوفہ کے ہر غلام کو بیت المال سے تین درہم ماہوار ملتے تھے۔ یہ وظیفہ اس رزق و مال کے علاوہ تھا جو ان کو اپنے آقاؤں سے ملتا تھا۔[۲]

امام ابن جریر رحمہ اللہ اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ:۔

ولید لوگوں کے ساتھ خیر و خوبی کے ساتھ پیش آتا تھا یہاں تک کہ غلاموں اور لونڈیوں میں مال تقسیم کرتا تھا۔ جب ولید معزول ہوا تو لونڈیاں سیاہ ماتمی لباس پہن کر یہ اشعار پڑھتی تھیں۔

یا ویلنا قد عزل الولید وجاءنا مجوعا سعید ینقص فی الصاع ولا یزید فجوع الاماء والعبید۔[۳]

ہائے! ولید معزول ہو گیا اور سعید (ہمارا گورنر بن کر) آیا جو بھوکوں مارنے والا ہے۔ وہ صاع (پیمانہ ہے) میں کمی کرتا ہے۔ زیادتی نہیں کرتا (پس اب) لونڈیاں اور غلام بھوکوں مر گئے۔

خلاصہ: حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کے قلب مبارک میں تبلیغ اسلام کے جذبہ و جوش کی کوئی انتہا نہیں کہ جزیرہ کی امارت کے منصب کو تبلیغ دین پر قربان کر دیا۔

۱۔ استیعاب تذکرہ حضرت ولید رضی اللہ عنہ ۲۔ طبری جلد ۳ ص ۳۲۸ ۳۔ ایضاً ص ۳۳۶

Scanned by CamScanner

رعایا ہے رفق وتلطف اور عدل وانصاف کا کمال ہے کہ قصر امارت کا دروازہ تک نہیں رکھا تا کہ جس وقت کوئی مظلوم چاہے دادخواہی کے لئے بلا روک ٹوک آپ تک پہنچ سکے جود وسخا اور فیاضی میں بے مثال ہیں، خلق ومروت میں مشہور ہیں۔ پسماندہ لوگوں کی مالی امداد واعانت میں پیش پیش ہیں مگر باایں ہمہ صفاتِ ستودہ واوصاف حمیدہ ''داعیٔ حق'' کے نزدیک ابھی آپ کی سیرت وکردار پست ہے اور آپ مسلمانوں کی اخلاقی قیادت ودینی رہنمائی کے لئے موزوں نہیں۔

ع خامہ انگشت بدنداں کہ اسے کیا لکھئے؟

طعن نمبر ۱۰: وہ فاسق و مے نوش تھے:

مودودی صاحب پوری شوخی و بے باکی سے لکھتے ہیں۔ ''تیسرے یہ کہ عملاً بھی ان سے جس کردار کا ظہور ہو رہا تھا۔ وہ اس دور کے پاکیزہ ترین اسلامی معاشرے میں کوئی اچھا اثر پیدا نہ کرسکتا تھا۔ مثال کے طور پر حضرت سعد بن ابی وقاص کی جگہ ولید بن عقبہ کو کوفے کا گورنر مقرر کیا گیا تھا، اس کے انتظام سے اوّل اوّل اہل کوفہ بہت مطمئن ہوئے مگر بعد میں یہ بات کھلی کہ وہ مے نوش ہے اور اس کے قصے مشہور ہونے لگے۔ آخر کار ایک روز اس نے نشے کی حالت ہی میں لوگوں کو صبح کی نماز چار رکعت پڑھادی اور پھر پلٹ کر لوگوں سے پوچھا ''اور پڑھاؤں''؟ یہ واقعہ حضرت عثمانؓ تک پہنچا، اس پر شہادتیں پیش ہوئیں اور حضرت عثمان نے ولید کو چالیس کوڑے لگوا کر گورنری سے معزول فرمادیا۔ علامہ ابن عبدالبرؒ لکھتے ہیں۔ کہ اصمعی، ابوعبیدہ، ابن الکلبی وغیرہم کا بیان ہے کہ ولید بن عقبہ کان فاسقًا شریب خمرٍ[1]

جوابات:

نمبر ۱: جب وہ دور پاکیزہ ترین اسلامی معاشرے کا تھا تو اصحابِ رسول کے کردار کو داغدار کرنے کی کوشش سے زیادہ ناکام و نابکار کوشش اور کیا ہوسکتی ہے؟ کیا باقی سارا معاشرہ پاکیزہ بھی نہیں۔ پاکیزہ ترین تھا اور ناپاک کردار بھی صرف اصحاب رسول کا تھا؟ جن کے قدوم میمنت لزوم اور وجود باوجود کا صدقہ اس دور کا سارا معاشرہ، پاکیزہ ترین اسلامی معاشرہ ہے۔ خود وہ اصحابِ رسول پاکیزہ نہیں گویا۔

ع بہار میرے لئے اور میں تہی دامن!

---

[1] ترجمان، جون ۶۵ء ص ۳۶۔ ۳ (خلافت وملوکیت ص ۱۳۲، ۱۳۳)

Scanned by CamScanner

مودودی صاحب کو یاد رکھنا چاہئے کہ اگر کسی دور میں صحابہ کرامؓ کی سیرت و کردار ملوث و داغدار ہے تو اس دور کے معاشرے سے زیادہ غلیظ و متعفن معاشرہ کوئی نہیں ہو سکتا۔ یہ عجیب پاکیزہ ترین اسلامی معاشرہ ہے۔ جس میں رسول کریم ﷺ کے اعزہ واقارب کی سیرت بھی معاذ اللہ مجروح ہے۔ اور اصحاب کرامؓ کا کردار بھی داغدار۔ ؎

بلبل ہمہ تن خوں شد و گل ہمہ تن داغ
اے وائے بہارے اگر ایں است بہارے

جس معاشرے میں یارانِ نبی ﷺ کا کردار پاکیزہ نہیں۔ وہ معاشرہ پاکیزہ کہاں؟ اور اگر پاکیزہ ہو بھی تو اس کی پاکیزگی کو کیا کریں؟ ؎

مے بھی ہے، مینا بھی ہے، ساغر بھی ہے، ساقی نہیں
دل میں آتا ہے لگا دیں آگ مے خانے کو ہم

جس دور کا معاشرہ پاکیزہ ترین ہوا ہی اصحابؓ رسول کی مقدس و مطہر ذات، نورانی شخصیت اور ان کی جانبازیوں، سرفروشیوں اور قربانیوں کے صدقہ! جب اس دور میں وہی اصحابؓ رسول ﷺ ہی پاکیزہ نہ رہے عیاذاً باللہ! تو اس دور اور اس معاشرے کی پاکیزگی کو کوئی کیا کرے۔ ؎

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی
اُس کھیت کے ہر خوشہء گندم کو جلا دو

نمبر۲۔ مودودی صاحب، حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو شرابی ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔ مثال کے طور پر حضرت سعد بن ابی وقاص کی جگہ جس ولید بن عقبہ کو.....

اس مثال سے طور پر سے داعئ حق صاحب دنیا کو یہ تاثر دے رہے ہیں کہ یہ واقعہ صرف مثال کے طور پر پیش کیا جارہا ہے ورنہ اس دور کے تمام اموی گورنروں .... جو رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں ..... کا کردار اسی طرح معاذ اللہ ناپاک تھا۔ حالانکہ ان حضرات کے دامنِ کردار پر مودودی صاحب کوئی داغ دھبہ نہیں دکھا سکتے۔ نہ کسی کے ذاتی اعمال پر انگشت نمائی کر سکتے ہیں بخلاف اس کے ان تمام حضرات کا مطلع کردار پُر انوار ہے۔ اگر سیرت و تاریخ کے پورے دفتر میں کوئی اور ایسا واقعہ مل سکتا تو مودودی صاحب ایسے "محقق" اسے کب چھوڑنے والے تھے۔ ضرور اسے حوالہء قلم و قرطاس کرتے، پوری تاریخ میں آپ کو تلاش و تجسس سے صرف

Scanned by CamScanner

یہی ایک واقعہ مل سکا ہے۔ چونکہ اس سے مودودی صاحب کے جذبات ایمانی کی تسکین نہیں ہوئی اس لئے مثال کے طور پر رقم فرما کر کم از کم دنیا کو یہ تاثر تو دے دیا کہ اس قسم کے واقعات تو سینکڑوں ہیں مگر ہم از راہ ''احسان'' صرف اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔

۳۔ ''نشے کی حالت میں لوگوں کو صبح کی نماز چار رکعت پڑھا دی''۔ سوال یہ ہے کہ کیا یہ الفاظ مودودی صاحب نے نشے کی حالت میں لکھے ہیں؟ اگر اس کا جواب نفی میں ہے تو مودودی صاحب کو اتنا تو سوچ لینا چاہئے تھا کہ کیا یہ ممکن ہے؟

پاکیزہ ترین اسلامی معاشرہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، ایسے برگزیدہ صحابی پیچھے کھڑے ہیں۔ دوسرے متعدد صحابہ بھی ہوں گے۔ تابعین عظام بھی موجود ہیں۔ مگر امام نے صبح کی نماز دو کی بجائے چار رکعت پڑھائی اور تمام مقتدی حضرات نے خاموشی سے چار رکعت پڑھ لی۔ کیا معاذ اللہ وہ سب بھی نشے کی حالت میں تھے؟ اگر وہ نشے کی حالت میں نہیں تھے تو کیا انہوں نے اس خیال سے چپ سادھ لی اور چار رکعت پڑھ لی کہ شاید کوئی نئی شریعت نازل ہوئی ہے جس نے محمد مصطفٰے خاتم الانبیاء ﷺ کی آخری شریعت کو منسوخ کر کے صبح کی نماز دو کی جگہ چار رکعت کر دی ہے۔ معاذ اللہ

اگر یہ بھی نہیں تو پھر ہمیں بتلایا جائے کس بنا پر صحابہ و تابعین حضرات پر مشتمل جماعت نے صبح کی نماز چار رکعت پڑھی اور پڑھنے دی؟

نمبر ۴۔ ہم مودودی صاحب کی اطلاع کے لئے عرض کرتے ہیں کہ:۔

۱۔ صحاح کی کسی کتاب میں چار رکعت نماز پڑھانے کا سرے سے قصہ ہی مذکور نہیں۔

۲۔ روئے زمین پر کسی کتاب میں کسی صحابی سے مروی نہیں۔ استیعاب کی یہ روایت ابن شوذب سے ہے اور واضح ہو کہ:۔ عبداللہ بن شوذب صحابی نہیں .... تابعی بھی نہیں، تبع تابعین میں ہیں۔ ۱۵۶۔۱۵۷ ہجری [1] میں وفات پائی پھر طرفہ تماشہ یہ کہ خراسانی ہیں۔ پھر بصرہ میں، اس کے بعد شام میں سکونت اختیار کی۔ [2] اور یہ واقعہ کوفہ کا ہے۔

غور فرمایئے اتنا اہم واقعہ! اور اسے نہ کوئی صحابی بیان کرے نہ کوئی تابعی بیان کرے اور نہ ہی کوئی موقع پر موجود تبع تابعی بیان کرے۔ اگر بیان کرے تو ایک وہ تبع تابعی بیان کرے جو نہ تو موقع پر موجود ہو اور نہ ہی اس وقت پیدا ہوا ہو۔ کیونکہ حضرت ولید پر حد جاری ہونے کا واقعہ ۳۰

[1] [2] [3] ...''تہذیب التہذیب'' از علامہ ابن حجر عسقلانی مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ص ۲۷۱

اور ابن شوذبؒ کی پیدائش ۸۶ ہجری میں ہوئی یعنی اس واقعہ سے پورے چھپن ہجری کا ہے[۱] سال بعد!

ان حقائق کی موجودگی میں مودودی صاحب ہی فرمائیں کہ "چار رکعت نماز پڑھانے" کو ہم واقعہ کہیں یا افسانہ؟

امام ابن عبدالبرؒ رحمہ اللہ نے دوسری روایت حصین بن المنذرؒ سے کی ہے مگر یہ بھی صحابی نہیں، تابعی ہیں[۲] پھر کوفی نہیں، بصری ہیں[۳]۔ پھر واقعہ کے وقت عالم طفولیت میں ہیں۔ کیونکہ ایک قول کے مطابق ان کی وفات ۹۷ ہجری میں ہوئی اور امام بخاریؒ کے نزدیک ۱۰۰ ہجری کے بعد فوت ہوئے[۵]۔ بہر حال یہ روایت بھی نہ تو صحابی سے ہے نہ ہی موقع پر موجود کسی کوفی سے ہے۔

باقی رہا شراب نوشی کا قصہ! تو اس سلسلہ میں شہادتیں ضرور پیش ہوئیں۔ حضرت عثمانؓ نے حد جاری کر کے گورنری سے بھی معزول فرما دیا۔ مگر ان باتوں کے ثبوت سے یہ کیسے ثابت ہو گیا کہ واقعی حضرت ولیدؓ مے نوش تھے؟

اے روشنی طبع تو بر من بلا شدی:

حقیقت یہ ہے کہ حضرت ولیدؓ کے اخلاق عالیہ اور صفات محمودہ ان کے لئے مصیبت کا باعث بن گئے۔ آپ کی مخالفت کے وجوہ و اسباب درج ذیل ہیں:۔

۱۔ نوجوانوں کے ایک گروہ نے ایک کوفی نوجوان کو بیدردی سے قتل کر دیا۔ شہادت بہم پہنچ جانے پر آپ نے ان کے بارے میں حضرت عثمانؓ کو لکھا۔ انہوں نے ان کے قتل کا حکم دیا۔ (گو وہ بااثر اور بڑے لوگوں کے بیٹے تھے مگر آپ نے اس کی پروا نہ کرتے ہوئے بتقاضائے عدل، انہیں قصرِ حکومت کے دروازہ پر قتل کر دیا[۶]۔

آپ کے اس کمال عدل پر اشرار کوفہ خصوصاً مقتولین کے آباء آپ سے برگشتہ و ناراض ہو گئے[۷]۔

۱؎ طبری جلد ۳ ص ۳۳۰ ۲؎ "تہذیب التہذیب" مطبوعہ حیدر آباد دکن جلد ۵ ص ۲۵۵

۲؎ "طبقات" جلد ۷ ص ۵۲۹، اصابہ ذکر ابو ساسان "تقریب التہذیب" ص ۱۱۷

۳؎ "طبقات" جلد ۷ ص ۵۲۷، "تہذیب التہذیب" جلد ۲ ص ۳۹۵ ۵؎ "تہذیب التہذیب" ایضاً

۶؎ طبری جلد ۳ ص ۳۲۶ ۷؎ ایضاً

۲۔ بعض حکام و افسران جنہیں بدعنوانیوں کی وجہ سے حضرت ولیدؓ نے معزول کر دیا تھا۔ حضرت ولید کے دشمن ہو گئے اور سازشیوں کے ساتھ مل گئے ہے۱

۳۔ آپ نے کوفہ کے گرے پڑے عناصر اور درماندہ پسماندہ طبقات کی جو دستگیری کی اور عوام کے ساتھ جو مشفقانہ و مربیانہ سلوک کیا۔ غلاموں کی امداد و اعانت کی اور مظلوم و دردرسیدہ لوگوں کی فریادرسی کے لئے اپنے گھر کا سرے سے دروازہ نہ رکھا۔ اس سے جہاں عوام آپ کے گرویدۂ احسان ہوئے وہاں خواص آپ کے مخالف ہو گئے۔ چنانچہ امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ نے سنداً روایت کی ہے کہ

كان الناس في الوليد فرقتين العامة معه و الخاصة عليه۔۲

حضرت ولید کے بارے میں لوگ دو گروہ ہو گئے تھے عوام اس کے ساتھ یعنی اس کے حامی تھے اور خواص اس کے مخالف!

۴۔ کوفہ فتنہ کا سب سے بڑا مرکز اور بنو امیہ کے اعدأ و مخالفین کا گڑھ تھا۔ اشرار کوفہ اس محبوب و مقبولِ عوام، ہر دلعزیز، فاتح اعظم گورنر کی مقبولیت و عظمت بھلا کب دیکھ سکتے تھے؟ چنانچہ یہ لوگ حضرت ولید کے خلاف خفیہ سرگرمیوں، ریشہ دوانیوں اور سازشوں میں مشغول ہو گئے۔

اشرارِ کوفہ کی سازش:

چنانچہ ایک سازش کے تحت حضرت ولیدؓ کے خلاف شراب نوشی کی تہمت تراشی گئی۔

امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ اس سازش کی پردہ دری اور نقاب کشائی کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

(کوفی نوجوان ابن حیسمان الخزاعی کے قاتلین میں جندب ازدی، ابو مورع اسدی اور ابو زینب کے بیٹے تھے۔۳ ان کو جب حضرت ولید نے قصاص میں قتل کر دیا تو ان مقتولین کے باپ حضرت ولید سے دلی بغض و کینہ رکھنے لگے۔ اور ان پر اپنے جاسوس متعین کر دیے......

ابازینب و ابا مورع و جندبا وهم يحقدون له منذ قتل ابناءهم و يضعون له العيون۔۴

لم يبق موتور في نفسه الا اتاهم فاجتمعوا على رأى فاصدوه۔۵

مقتولین کے مجبور وارثین سب نے مل کر ایک منصوبہ تیار کیا۔

---

۱ طبری جلد ۳ ص ۳۲۶ ۲ طبری جلد ۳ ص ۳۰۰ ۳ طبری جلد ۳ ص ۳۲۶
۴ ایضاً ص ۳۲۷ ۵ ایضاً ص ۳۲۹

Scanned by CamScanner

دوسری روایت میں ہے۔

اجتمع نفر من اہل الکوفۃ فعملوا فی عزل الولید فانتدب ابو زینب بن عوف و ابو مورع بن فلان الاسدی للشہادۃ علیہ۔

اشرار کوفہ جمع ہوئے اور انہوں نے حضرت ولید کو معزول کرانے کا فیصلہ کیا۔ اس کے لئے شراب نوشی کی تہمت کی سازش تیار کی گئی اور (اس سلسلہ میں) ابوزینب اور ابومورع حضرت ولید کے خلاف گواہی دینے پر متعین ہوئے۔

اس سازش کے تحت ابوزینب اور ابومورع حضرت عثمان کی خدمت میں مدینہ (طیبہ) پہنچے۔

و معہما نفر ممن یعرف عثمان ممن قد عزل الولید عن الاعمال۔

ان دونوں کے ساتھ حضرت عثمانؓ کے واقف حکام میں سے متعدد اشخاص بھی تھے۔ جنہیں حضرت ولید نے ملازمت سے معزول کر دیا تھا۔ ان سب نے حضرت عثمانؓ کے سامنے حضرت ولیدؓ پر شراب نوشی کا الزام لگایا، آپ نے شہادت طلب کی ابوزینب اور ابومورع نے شہادت دی۔ حضرت عثمان نے حضرت ولید کو طلب فرمایا۔ وہ آئے اور قسم کھا کر حقیقت حال سے اُنہیں مطلع کیا (چونکہ شہادت موجود تھی۔ اس لئے حضرت عثمانؓ نے مجبوراً حد کا حکم جاری کر دیا۔ مگر ساتھ ہی فرما دیا کہ)

نقیم الحدود و یبوء شاھد الزور بالنّار فاصبر یااُخیّ۔[1]

ہم تو حد جاری کریں گے اور جھوٹے گواہ جہنم میں جائیں گے، میرے عزیز بھائی تم صبر کرو۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ولید نے حضرت عثمانؓ سے کہا:۔

یا امیر المؤمنین انشدک اللّٰہ فو اللّٰہ انہما لخصمان موتو ران فقال لا یضرّک ذلک انّما تعمل بما ینتھی الینا فمن ظَلَم فاللّٰہ ولّی انتقامہ ومن ظُلِمَ فاللّٰہ ولی جزائہ۔

اے امیر المؤمنین! میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں، خدا کی قسم! یہ دونوں میرے دشمن ہیں۔ مقتولین کے وارث ہیں زخم خوردہ ہیں۔ حضرت عثمان نے فرمایا فکر نہ کرو جو شہادت ہم تک پہنچ چکی ہے ہم تو اس کے مطابق عمل کریں گے جو ظالم ہوگا۔ خدا اس سے بدلہ لے گا اور جو مظلوم ہوگا اللہ اسے جزا دے گا۔

---

[1] طبری جلد ۳ ص ۳۲۹ [2] ایضاً

Scanned by CamScanner

امام ابن کثیر رحمہ اللہ بھی لکھتے ہیں:۔

ثم انہ تصدی لہٗ جماعۃ یقال کان بینھم و بینہ شأن فشکوہ الی عثمان و شھد بعضھم علیہ انہ شرب الخمر و شھد آخر انہ وآہ یتقایاھا۔[1]

پھر ایک جماعت ان کے درپے ہوگئی۔ کہا جاتا ہے کہ ان کے اور حضرت ولیدؓ کے درمیان دشمنی تھی چنانچہ انہوں نے حضرت عثمانؓ سے ان کی شکایت کی اور ان میں سے کسی نے ان کے خلاف گواہی دی کہ انہوں نے شراب پی، دوسرے نے گواہی دی کہ اس نے انہیں شراب قے کرتے دیکھا۔

۶۔ اہل کوفہ کی فطرت:

اس بحث میں اہل کوفہ کی فطرت کو بھی نظر انداز کیا جا سکتا۔ کوفہ کی آب وہوا میں سیاسی جوڑ توڑ اور سازش کے جراثیم موجود تھے،''شرفاء'' کوفہ نے صرف حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو ہدف سازش بنایا؟ میں کہتا ہوں۔ انہوں نے کس کو نشانہء مطاعن و شکایت نہیں بنایا؟ کیا رسول کریم ﷺ کے برگزیدہ صحابی، قدیم ترین صحابی، سیدنا حضرت سعد بن ابی وقاص کو معاف کیا؟ کیا حضرت عمار بن یاسر اور حضرت ابوموسیٰ اشعری ایسے بزرگ صحابہ کو معاف کیا؟ کسی کو بھی معاف نہیں کیا! رضی اللہ عنہم!

۱۔ سیدنا سعدؓ بن ابی وقاص:

جو نہایت قدیم الایام صحابی ہیں۔ عشرہ مبشرہ کے فرد ہیں۔ عراق و ایران کے فاتح ہیں۔ نہایت جلیل القدر اور کثیر المناقب ہیں۔ حضرت عمرؓ کے عہد میں کوفہ کے گورنر تھے۔ یار لوگوں نے ان کو بھی نہ چھوڑا اور ان کی کوئی ایک شکایت کی؟ سو شکایتیں کیں! امام ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ فشکوہ فی کل شیئ حتی قالوا لایحسن یصلی [2] ہر بات میں اہل کوفہ نے ان کی شکایت کی حتی کہ یہ بھی کہا کہ ''وہ نماز بھی اچھی طرح نہیں پڑھتے پڑھاتے''۔

۲۔ حضرت عمارؓ بن یاسر:

حضرت عمرؓ نے حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کو اہل کوفہ کی شکایت پر معزول کر دیا۔ پھر ۲۱ ہجری میں حضرت عمارؓ بن یاسر کو کوفہ کا گورنر مقرر فرمایا۔ یہ بھی نہایت قدیم الایام اور نہایت بزرگ صحابی ہیں۔ بمشکل چند مہینے وہاں ٹھہرے کہ شرفاء کوفہ نے ان کی شکایتیں شروع کر دیں۔

---

[1] ''البدایۃ والنھایۃ'' جلد ۷، ص ۱۵۵ [2] ''البدایۃ والنھایۃ'' جلد ۷، ص ۱۰۵، طبری جلد ۳، ص ۲۰۲

Scanned by CamScanner

یہاں تک کہہ گزرے کہ یہ تو سیاست سے معاذ اللہ کورے ہیں۔ وقالوا لا یحسن السیاسة ۱؎ ولا عالم بالسیاسة ۲؎

۳۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ:

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بھی نہایت قدیم اور بزرگ صحابی ہیں۔ حضرت عمرؓ نے حضرت عمارؓ کو اہل کوفہ کی شکایت پر معزول کر کے خود اہل کوفہ سے دریافت فرمایا: من تریدون یا اهل الکوفه؟ اے اہلِ کوفہ! تم کس کو (گورنر) پسند کرتے ہو؟ فقالوا! ابا موسیٰ! انہوں نے کہا، حضرت ابوموسیٰ کو! چنانچہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو ان پر گورنر مقرر کر دیا۔ ایک سال بمشکل گزرا تھا کہ اپنے اس پسندیدہ و منتخب گورنر کے خلاف ہو گئے اور ان کی شکایتیں کرنے لگے۔ حضرت عمرؓ کی خدمت میں ایک وفد حاضر ہوا فقالوا لا حاجة لنا فی ابی موسی ۳؎ اور کہنے لگے، ہمیں ابوموسیٰ کی ضرورت نہیں۔

اس صورت حال سے حضرت عمرؓ اس حد تک غمگین ہوئے کہ مسجد میں ایک طرف ہو کر سو گئے۔ فنام من الهم ۴؎۔ [حضرت مغیرہؓ بن شعبہ آئے، انتظار کرتے رہے۔ آخر حضرت عمرؓ بیدار ہوئے، عرض کیا، امیر المومنین! کوئی بہت عظیم امر در پیش ہے۔ کیا آپ کسی مصیبت میں مبتلا ہیں؟ فرمایا: اس سے بڑی مصبت اور کیا ہوگی؟ کہ (اہلِ کوفہ) ایک لاکھ کی تعداد میں ہیں وہ کسی امیر سے خوش نہیں اور کوئی امیر یعنی گورنر ان سے خوش نہیں۔ اهل الکوفة قد عضلوابی۔ اہلِ کوفہ نے مجھے مشکل اور تنگی میں ڈال دیا ہے] ۵؎

تو اہل کوفہ تو وہ "بزرگ" ہیں جنہوں نے فاروق اعظم ایسی ہستی کو غم و ہم، فکر و اضطراب اور مشکل و پریشانی میں ڈال دیا۔ رضی اللہ عنہ وعنہم۔

لمحۂ فکریہ:

جو "شرفاءِ" کوفہ، حضرت سعدؓ بن ابی وقاص ایسی عظیم شخصیت کے متعلق کہیں کہ "وہ نماز اچھی طرح نہیں پڑھا سکتے"۔ یا جو "شرفاء" حضرت عمار بن یاسرؓ کے متعلق کہیں کہ "وہ سیاست نہیں جانتے"۔ یا حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ ایسے عظیم صحابی کے متعلق کہیں "ہمیں ان کی ضرورت نہیں"۔

۱؎ "البدایة والنہایة" جلد ۷ ص ۱۲۵ ۲؎ طبری جلد ۳ ص ۲۴۲ ۳؎ ایضاً ص ۲۴۳

۴؎ "البدایة والنہایة" جلد ۷ ص ۱۲۶ ۵؎ طبری جلد ۳ ص ۲۴۳، "البدایة والنہایة" جلد ۷ ص ۱۲۶

Scanned by CamScanner

اگر وہ حضرت ولیدؓ بن عقبہ کے متعلق کہیں کہ "انہوں نے صبح کی نماز چار رکعت پڑھا دی ہے، یا وہ شراب پیتے ہیں"۔ تو اس پر تعجب کیا ہے؟ اور یہ ان کی فطرت سے کیا بعید ہے؟ اہل اس افتراء و بہتان پر اہل فہم و فکر اور ارباب علم و دانش کو غور کرنے کی بھی کیا ضرورت ہے؟ آخر کون ہے جو اشرار کوفہ سے اپنی پگڑی اور عزت بچا کر گیا ہو؟ جو بھی یہاں سے واپس گیا خون دل پی کر اور زخم جگر کھا کر ہی گیا۔

بوئے گل، نالہ دل، دودِ چراغ محفل
جو تری بزم سے نکلا سو پریشاں نکلا

نمبر ۷: اگر انسان خود شرابی نہ ہو تو......:

پھر اگر انسان خود شراب کے نشے میں دھت نہ ہو تو اسے اتنا تو سوچ لینا چاہیئے کہ کیا کبھی بادہ خوار بھی اپنے گھر کے دروازے کھلے رکھتے ہیں؟ وہ تو "ساقی کی بھی نظر بچا کر" پی جاتے ہیں۔ پینے والوں کے تو تین بنیادی اصول و قواعد ہیں۔

ہر وقت نہ پیو، کبھی کبھی پیو۔ جب پیو تو خم کے خم لنڈھا دو اور چھپ چھپا کر پیو۔

ع خم خم خورد پنہاں خورد گہ گہ خور

ادھر حضرت ولیدؓ کا یہ حال ہے کہ ان کے گھر کا سرے سے دروازہ ہی نہ تھا۔[1]

نمبر ۸: ایں طرفہ تماشہ ہیں:

کیا طرفہ تماشا ہے کہ:۔

"اصمعی، ابو عبیدہ، ابن الکلبی وغیرہم کا بیان ہے کہ ولید بن عقبہ کان فاسقاً شریب خمر"

مودودی صاحب نے بایں ہمہ دعویٰ تحقیق، مکھی پر مکھی مارتے ہوئے علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ سے یہ الفاظ تو نقل کر دیئے، مگر یہ نہ سوچا کہ رسول اللہ ﷺ کے حسن و جمال مجسم صحابی کے خلاف یہ بیان دینے والے ہوتے کون ہیں؟ اس لئے اب داعیٔ حق ہم سے سنیں کہ ان شریفوں کی اوقات کیا ہے؟

اصمعی کے متعلق سنیئے! علامہ ذہبی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:۔

[ازدی کہتے ہیں کہ وہ ضعیف الحدیث ہیں۔ انہوں نے نبی ﷺ کے کفن سے متعلق ایک حدیث روایت کی ہے جو منکر ہے یعنی صحیح اور ثابت روایات کے خلاف ہے۔ ابو زید انصاری

[1] طبری جلد ۳، ص ۲۸۵، "البدایۃ والنہایۃ" جلد ۷، ص ۱۵۱

اصمعی اور ابوعبیدہ کے متعلق پوچھا گیا: فقال کذابان" تو انہوں نے کہا، یہ دونوں کذاب ہیں۔[1]

اصمعی اور ابوعبیدہ کو کذاب تک کہا گیا۔ اب ابن الکلبی کے متعلق سنئے علامہ ذہبی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:۔

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں:۔ انما کان صاحب سمر ونسب ما ظننت ان احدا یحدث عنہ، یعنی وہ صرف قصہ گو اور نسب بیان کرنے والا ہے مجھے تو گمان تک نہیں کہ کوئی اس سے روایت کرے گا۔

دار قطنی وغیرہ کا قول ہے:۔ متروك، یعنی وہ متروک ہے اس کی حدیث کوئی قبول نہیں کرتا۔

وقال ابن عساکر: رافضی لیس بثقة، یعنی ابن عساکر کا قول ہے کہ وہ رافضی ہے، قابل اعتبار نہیں۔

یہ اقوال نقل کر کے علامہ ذہبی رحمہ اللہ رقم فرماتے ہیں:۔

وهشام لا یوثق[2] یعنی ابن الکلبی پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔

امام حق امام احمد رحمہ اللہ کو بے شک گمان تک نہ ہو کہ کوئی اس قصاص ونساب سے بھی روایت کرے گا۔ مگر داعیٔ حق اس قصہ گو کا قول نقل کر کے رہیں گے۔ اسی طرح دار قطنی رحمہ اللہ کے نزدیک وہ لاکھ متروک ہو، داعیٔ حق صاحب اسے ترک نہیں کریں گے۔ علیٰ ہذا ابن عساکر رحمہ اللہ اسے ہزار غیر معتبر اور لاکھ رافضی کہیں، محقق عصر حاضر ضرور اسے معتبر سمجھ کر اس کا قول پیش کریں گے۔ علامہ ذہبی رحمہ اللہ اسے ہزار نا قابل اعتبار کہیں۔ داعیٔ حق صاحب ضرور اس کا اعتبار کریں گے۔ کیوں؟ محض اس لئے کہ وہ مردود، متروک غیر ثقہ، رافضی، رسول کریم ﷺ کے ایک برگزیدہ صحابیؓ کو فاسق اور شرابی کہتا ہے جس سے داعیٔ حق صاحب کا دل ٹھنڈا ہوتا ہے اور انہیں اس مردود متروک، قصہ گو، رافضی کی آڑ میں اصحابؓ رسول کے کردار کو داغدار کرنے کا موقع مل جاتا ہے اور وہ حضرت ولیدؓ بن عقبہ کو اپنے "ترجمان" کے صفحات پر "فاسق وشریب خمر" لکھنے کی "سعادت" حاصل کر سکتے ہیں اور اس طرح ان کی ہوس پوری ہو جاتی ہے۔

پھر بے اصل و بے سند: اور وہ اپنی ہوس کے آگے اتنا بھی نہیں دیکھ سکتے کہ واقعہ سے قریباً دو

---

[1] "میزان الاعتدال" جلد ۲ ص ۱۵۲ [2] "میزان الاعتدال جلد ۳ ص ۲۵۶ ترجمہ ہشام بن محمد بن السائب الکلبی۔

پونے دوسو سال بعد مجروح و متروک اور بد مذہب افراد ایک صحابی رسول کو فاسق اور شرابی کہتے ہیں، جس کی نہ کوئی اصل ہے نہ سند! محض بے بنیاد فضول بات ہے بلکہ واہیات خرافات ہے، بھلا اس کی بھی کوئی قدر و قیمت ہو سکتی ہے؟ قطعاً نہیں، مگر ان ہزلیات سے ایک صحابی کو فاسق فاجر کہنے کی گنجائش مودودی صاحب کو مل جاتی ہے۔ اس لئے وہ آنکھیں بند کر کے ان خرافات و ہزلیات کو نقل کرتے چلے جاتے ہیں۔

امام ابن العربی کا ارشاد:

کاش! مودودی صاحب ابن الکلبی رافضی کا قول نقل کرتے وقت حضرت ابن العربی رحمہ اللہ (المتوفی ۵۴۳ ہجری) ایسے عظیم المرتبت اور جلیل القدر امام کا قول بھی دیکھ لیتے، وہ فرماتے ہیں:۔

ولیدؓ بن عقبہ کو فاسق کہنے والے خود فاسق ہیں۔

و حکمهم علیهما بالفسق فسق منهم۔[۲]

طعن نمبر ۱۱: ایک ہی صوبہ کی گورنری پر مسلسل ۱۶/ ۱۷ سال:

مودودی صاحب لکھتے ہیں:۔

''حضرت عثمانؓ کی یہ پالیسی بڑے دوررس اور خطرناک نتائج کی حامل تھی لیکن خاص طور پر دو چیزیں ایسی تھیں جو بالآخر سخت فتنہ انگیز ثابت ہوئیں ایک یہ کہ انہوں نے حضرت معاویہ کو ایک ہی صوبہ کی گورنری پر مسلسل ۱۶۔ ۱۷ سال مامور رکھا۔[۳]

صداقت و دیانت کا کمال:

بالاتفاق حضرت عثمانؓ کا عہد خلافت ۱۲ سال ہے۔ حضرت عثمانؓ نے اپنے ۱۲ سال کے عہد خلافت میں ''ایک ہی صوبہ کی گورنری پر حضرت معاویہؓ کو ۱۶۔ ۱۷ سال مامور رکھا''۔ اگر یہ مودودی صاحب کی ''دیانت و صداقت'' کا کمال نہیں تو پھر ان کی ''کرامت'' ضرور ہے۔

بغض و تعصب کی انتہا:

حضرت عثمان مظلومؓ اور امراء و عمال عثمانی سے بغض و تعصب نے مودودی صاحب کو

۱۔ ابو مخنف ۱۵۷ ہجری میں فوت ہوئے ("تہذیب التہذیب" جلد ۶ ص ۲۰۴) اور ابن الکلبی ۲۰۴ ہجری میں ("میزان الاعتدال" جلد ۳ ص ۲۵۶)۔ ۲۔ "العواصم من القواصم" مطبوعہ مصر ص ۸۸، ۸۹ ۳۔ "ترجمان" جون ۶۵ ص ۳۷ (خلافت و ملوکیت ص ۱۱۵)

Scanned by CamScanner

اس قدر مجبور و معذور کر دیا ہے کہ اب انہیں ان حضرات کے ہر امر میں عیب ہی عیب نظر آتا ہے۔

لکھتے ہیں:۔

''حضرت معاویہؓ اس صوبے کی حکومت پر اتنی طویل مدت تک رکھے گئے، کہ انہوں نے یہاں اپنی جڑیں پوری طرح جمالیں اور وہ مرکز کے قابو میں نہ رہے بلکہ مرکز ان کے رحم و کرم پر منحصر ہو گیا''۔

جوابات

نمبرا: ''وہ مرکز کے قابو میں نہ رہے'' کتنا کھلا جھوٹ ہے۔ کیا پورے عہدِ عثمانیؓ میں مودودی صاحب صرف ایک واقعہ کی بھی نشاندہی کر سکتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ نے مرکز کے امر و ایما سے سرتابی کی ہو؟

فائدہ ہی فائدہ:

اب دیکھئے جن بزرگوں کا دل تعصب سے خالی ہے وہ حضرت عثمانؓ کے اس فعل کو کس قدر بہ نگاہِ استحسان دیکھ رہے ہیں۔

حضرت امام ابن کثیر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:۔

ا۔ [حضرت عثمانؓ کی خلافت کے دو سال گزرے تھے کہ پورا شام حضرت معاویہؓ کی امارت (گورنری) میں دے دیا گیا۔ حضرت معاویہؓ نے اس کی حفاظت و استحکام کا بغایت درجہ انتظام کیا۔ وقد احرزه غاية الحفظ و حمى حوزته۔ اور اس کی سرحدوں کی خوب حفاظت کی۔

و مع هذا له فى كُلِّ سنةٍ غزوة فى بلاد الروم فى زمن الصيف فيقتلون خلقًا و يأسرون اخرين و يفتحون حصونًا و يغنمون اموالا و يرعبون الاعداء] ل

اور علاوہ ازیں وہ ہر سال گرمی کے موسم میں رومی ممالک پر حملے کرتے تھے، بہت سے لوگوں کو قتل کرتے تھے اور باقیوں کو گرفتار کر لیتے تھے۔ بہت سے قلعے فتح کرتے تھے مالِ غنیمت حاصل کرتے تھے اور دشمنانِ دین کو مرعوب رکھتے تھے۔

امام ابنِ کثیرؒ مودودی صاحب کی نظر میں:

مخفی نہ رہے کہ امام ابن کثیر جن کے یہ الفاظ ہیں...... مودودی صاحب کے بڑے

ل ''البدایۃ والنہایۃ'' جلد ۷ ص ۱۵۷

ممدوح ہیں، آپ لکھتے ہیں:۔

''حافظ ابن کثیر ہیں جن کا مرتبہ مفسر، محدث اور مؤرخ کی حیثیت سے تمام امت میں مسلم ہے۔ ان کی تاریخ ''البدایۃ والنہایۃ'' تاریخ اسلام کے بہترین مآخذ میں شمار ہوتی ہے۔۔۔۔ وہ اتنے متدین ہیں کہ تاریخ نگاری میں واقعات کو چھپانے کی کوشش نہیں کرتے'' [1]

ممدوح و مداح امام ابن کثیرؒ اور مودودی صاحب کی نگاہ کے فرق و تضاد کو دیکھئے۔

حضرت امامؒ کی نگاہ میں حضرت معاویہؓ اعدائے اسلام کو نیست و نابود کرتے اور اسلام کی جڑیں مضبوط و مستحکم کرتے ہیں مگر مودودی صاحب کی نگاہ میں اپنی جڑیں پوری طرح جمارہے ہیں۔ کتنا فرق ہے دو نگاہوں میں۔ اور جب پہلی نگاہ ایک متدین کی ہے جو ''تاریخ نگاری میں واقعات کو چھپانے کی کوشش نہیں کرتے''۔

تو اب مودودی صاحب ہی فرمائیں کہ دوسری نگاہ والے کا دینی مقام کیا ہوگا؟

۲۔ ایک اور مقام پر بھی امام موصوف لکھتے ہیں کہ:۔

حضرت معاویہؓ دولتِ عمریہ و عثمانیہ میں شام کے گورنر رہے۔ حضرت عثمانؓ کی پوری مدت خلافت میں!

وافتتح فی سنة سبع و عشرین جزیرة قبرص و لم تزل الفتوحات و الجهاد قائماً علی ساقه فی ایامه فی بلاد الروم والفرنج وغیرهما۔ [2]	اور آپ نے ۲۷ ہجری میں جزیرہ قبرص فتح کیا۔ جہاد کا یہ سلسلہ آپ کے عہدِ حکومت میں برابر جاری رہا اور بلادِ روم و فرنگ میں آپ کی فتوحات برابر جاری رہیں۔

تو درحقیقت یہ حضرت عثمانؓ کا احسان ہے کہ آپ نے روز روز کی اکھاڑ پچھاڑ کی پالیسی کی بجائے اپنے پورے عہدِ خلافت میں حضرت معاویہؓ کو ایک ہی صوبہ کی گورنری پر مامور رکھ کر انہیں ٹھوس اور مفید خدمات انجام دینے کا موقع دیا۔ اور انہیں موقع دیا کہ وہ ایک ہی جگہ جم کر کام کریں اور اپنے تعمیری منصوبوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں۔ چنانچہ حضرت معاویہؓ نے نہ صرف شام کو مضبوط و مستحکم اور محفوظ و مصئون کیا بلکہ جہادِ مسلسل سے رومی و فرنگی مقبوضات کو فتح کر کے اسلامی غلبہ و اقتدار کو وسیع تر فرمایا اور تبلیغ و اشاعتِ دین کیلئے یورپ کا دروازہ کھول دیا۔

یہ حقائق اتنے واضح ہیں کہ ہر غیر متعصب اور منصف مزاج انسان انہیں روزِ روشن کی

---

[1] ''ترجمان'' ستمبر ۶۵ء ص ۶۵، ۶۶ (خلافت و ملوکیت ص ۳۱۵) [2] ''البدایۃ والنہایۃ'' جلد ۸ ص ۱۱۸، ۱۱۹۔

Scanned by CamScanner

طرح عیاں دیکھ رہا ہے۔ لیکن جن لوگوں کی آنکھیں تعصب نے بند کر رکھی ہیں اگر انہیں یہ حقائق و فوائد نظر نہ آئیں تو اس میں قصور کس کا ہے؟ ۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمہء آفتاب راچہ گناہ؟

نمبر۲: حضرت عثمانؓ کی اس حکمتِ عملی سے جہاں شام بیرونی حملوں سے محفوظ ہو گیا، وہاں داخلی طور پر اتنا مضبوط ہو گیا کہ اس میں رخنہ اندازی اور فتنہ پردازی کے لئے قطعاً کوئی گنجائش نہ رہی۔ چنانچہ اسلام کے خلاف جس سبائیت نے سازش کی تو اسے کوفہ، بصرہ، مصر ہر جگہ اپنی کارستانیوں اور ریشہ دوانیوں کے لئے وسیع میدان ملا۔ مگر اسے پاؤں ٹکانے کی جگہ نہ ملی تو شام ہی میں نہ ملی۔ اُلٹا کوفہ کے اشرار سبائیوں کو جلاوطن کر کے شام ہی میں بھیجا گیا۔[۱]

تو شام حضرت معاویہؓ کی گورنری میں دین کا مضبوط قلعہ اور مستحکم حصار بن گیا جس میں فتنہ و فساد اور رخنہ و انتشار کے لئے کوئی جگہ نہ تھی، مملکت کے بدخواہوں اور فتنہ انگیزوں کو اگر جلاوطن کر کے بھیجا جاتا تھا تو شام میں بھیجا جاتا تھا۔

ظاہر ہے کہ دوسرے صوبوں سے شام کے اس متضاد و مختلف مقام میں ''حضرت معاویہؓ کے اس پر مسلسل اقتدار'' کو بڑا دخل ہے۔ مودودی صاحب کو بھی غالباً اسی لئے یہ بات سخت ناگوار ہے۔ حضرت عثمانؓ شام کی گورنری پر حضرت معاویہؓ کو مسلسل مامور نہ رکھتے اور یہ بھی کوفہ وغیرہ کی طرح سازشی عناصر کا مرکز بن جاتا تو جناب داعیٔ حق کا دل ضرور ٹھنڈا ہو جاتا۔

تدبر کا تقاضا:

باقی رہا مودودی صاحب کا یہ فرمان کہ:۔

''حضرت عمرؓ کا قاعدہ یہ تھا کہ وہ کسی شخص کو ایک ہی صوبہ کی حکومت پر زیادہ مدت تک نہ رکھتے تھے۔ بلکہ وقتاً فوقتاً ادل بدل کرتے رہتے تھے۔ اور یہی تدبر کا تقاضا بھی تھا مگر حضرت معاویہ کے معاملہ میں حضرت عثمانؓ نے اسے ملحوظ نہ رکھا''۔

ایک اور جگہ پر لکھتے ہیں:۔

''حضرت معاویہ کو ۱۶۔۱۷ سال ایک ہی صوبے پر گورنر رکھنا بھی شرعاً ناجائز نہ تھا مگر سیاسی تدبیر کے لحاظ سے نامناسب ضرور تھا۔!''[۲]

تدبر کے ٹھیکیدار: بے باکی کی حد ہو گئی کہ آغوش نبوت میں تربیت پانے والے اور لاکھوں صحابہ

---

[۱] طبری جلد ۳ ص ۳۶۵ [۲] ''ترجمان'' اکتوبر ۶۵ء ص ۴۹ (خلافت و ملوکیت ص ۳۲۵)

Scanned by CamScanner

کے امام و پیشوا حضرت عثمانؓ کو تدبر سے بیگانہ و محروم کہا جا رہا ہے۔ جب تدبر کا ٹھیکہ مودودی صاحب نے لے لیا اور سارا تدبر ان کے حصے میں آ گیا تو حضرت عثمانؓ تدبر سے کیسے محروم نہ رہتے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون!

نمبر۳: درحقیقت حضرت معاویہؓ کے معاملہ میں حضرت عثمانؓ کا طرزِ عمل مفید و مبارک بھی تھا اور مدبرانہ بھی! اور ہم علی وجہ البصیرت کہتے ہیں کہ تدبر کا تقاضا یہی ہے کہ ایک حاکم کو ایک ہی صوبہ میں زیادہ سے زیادہ مدت تک رکھ کر اسے کام کرنے اور اپنے منصوبوں کو مکمل کرنے کا موقع دیا جائے اور اس اعتبار سے حضرت عثمانؓ کا عمل سیاسی تدبیر کے لحاظ سے نہایت مناسب اور صحیح تھا۔ یہ روز روز کا ''ادل بدل'' اور اکھاڑ پچھاڑ نہ صرف ''تدبر کا تقاضا'' نہیں بلکہ ''تدبر کا دیوالیہ'' ہے اور یہ دیوالیہ مودودی صاحب کو محض اس لئے تقاضا نظر آ رہا ہے کہ اس کی آڑ میں حضرت عثمان و معاویہ رضی اللہ عنہما کے خلاف انہیں اپنے دل کا بخار نکالنے کا موقع مل گیا ہے۔ ورنہ اس کے معیوب و قبیح ہونے میں کسی صحیح الدماغ انسان کو کب کلام ہو سکتا ہے؟

نمبر۴: باقی رہا ''حضرت عمرؓ کا قاعدہ'' تو تاریخ کے مطالعہ سے تو یہ بھی حضرت عمرؓ پر بہتان نظر آتا ہے۔ بخلاف اس کے حضرت عمرؓ کا اور ان سے پہلے حضرت ابوبکرؓ کا اور خود حضور ﷺ کا طرزِ عمل عموماً یہ تھا کہ حکام و عمال کو زیادہ سے زیادہ ایک ہی صوبہ میں کام کرنے کا موقع دیتے تھے۔ بلکہ ان حضرات نے بہت سے حضرات کو کسی ایک صوبہ پر متعین کیا اور وہ اپنی وفات تک یا ان حضرات کی وفات تک وہاں برابر برسر اقتدار رہے مثلاً:

حضرت علاء بن الحضرمیؓ:

امام ابن عبدالبر، امام ابن حجر عسقلانی اور امام ابن کثیر رحمہم اللہ لکھتے ہیں:۔

''حضرت علاء بن الحضرمیؓ بنو امیہ کے حلیف تھے، آپ کو رسول اللہ ﷺ نے بحرین کا گورنر بنایا۔ حضور ﷺ کی وفات تک آپ بحرین کے گورنر تھے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے اپنے پورے عہدِ خلافت میں آپ کو اس منصب پر برقرار رکھا۔ آپ نے حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں وفات پائی'' [1]

حضرت عتابؓ بن اسید:

امام ابن سعد، امام طبری، امام ابن عبدالبرؒ اور امام ابن حجر عسقلانی رحمہم اللہ لکھتے ہیں:۔

[1] استیعاب، الاصابہ، ترجمہ حضرت العلاء بن الحضرمیؓ، 'البدایہ والنہایہ' جلد ۷ ص ۱۳۰

رسول اللہ ﷺ نے مکہ سے حنین کی طرف روانگی کے وقت حضرت عتابؓ بن اسید کو مکہ کا عامل بنایا۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات تک آپ برابر مکہ پر حضور ﷺ کے عامل تھے۔[۱]

حضرت ابوبکرؓ نے بھی آپ کو مکہ کی حکومت پر برقرار رکھا اور آپ حضرت ابوبکرؓ کی وفات تک برابر مکہ کے عامل رہے۔[۲]

حضرت عمرؓ نے بھی آپ کو مکہ کی حکومت پر برقرار رکھا۔ اور آپ ۲۲ ہجری تک برابر مکہ کے عامل رہے۔ چنانچہ امام طبریؒ نے ۱۳ ہجری سے ۲۲ ہجری تک برابر آپ کو مکہ پر حضرت عمرؓ کا عامل تحریر فرمایا ہے۔[۳]

دیکھئے! ۸ ہجری سے ۲۲ ہجری تک پورے چودہ سال حضرت عتاب رضی اللہ عنہ مکہ کے حاکم رہتے ہیں۔ عہدِ فاروقی میں بھی ۱۳ ہجری سے ۲۲ ہجری تک کم وبیش دس سال برسراقتدار رہتے ہیں۔ مگر حضرت عمرؓ انہیں ''ادل بدل'' نہیں کرتے۔

اسی طرح حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ چھ سال بصرہ کے اور حضرت معاویہؓ چھ سات سال شام کے گورنر رہے۔ حضرت عمر نے اپنی وفات تک انہیں ''ادل بدل'' نہ کیا۔[۴]

مگر مودودی صاحب برابر کہے جائیں گے کہ ''حضرت عمرؓ کسی شخص کو ایک ہی صوبہ کی حکومت پر زیادہ مدت تک نہ رکھتے تھے بلکہ وقتاً فوقتاً ادل بدل کرتے رہتے تھے''۔

ایک ایک طعن غلط:

بحمداللہ مودودی صاحب کا ایک ایک طعن غلط ثابت ہوگیا۔

نمبر۱: نہ ہی ''انہوں نے حضرت معاویہؓ کو ایک ہی صوبہ کی گورنری پر مسلسل ۱۶۔۱۷ سال مامور رکھا''۔

نمبر۲: نہ ہی زیادہ مدت تک حضرت معاویہؓ کا ایک ہی صوبہ میں تقرر مرکز کے لئے مضر ثابت ہوا، بلکہ نہایت مفید ثابت ہوا۔

نمبر۳: نہ ہی روز روز کا ادل بدل تدبر کا تقاضا تھا اور نہ ہی حضرت امامؓ نے تدبر کے خلاف کیا، بلکہ حضرت امامؓ کا طرزِ عمل عین مدبرانہ تھا۔

۱۔ طبقات ابن سعدؒ جلد ۵ ص ۴۴۶ ترجمہ حضرت عتابؓ، طبری جلد ۳ ص ۳۴۷ واستیعاب، اصابہ ترجمہ حضرت عتابؓ بن اسید ۲۔ استیعاب واصابہ ایضاً ۳۔ طبری جلد ۲ ص ۶۶۰ وجلد ۳ ص ۹۵، ۱۱۶، ۱۴۴، ۱۸۹ وغیرہ

۴۔ طبری جلد ۳ ص ۳۰۴

Scanned by CamScanner

نمبر۴: اور نہ ہی حضرت عمرؓ کا یہ قاعدہ تھا کہ وہ کسی شخص کو ایک ہی صوبہ کی حکومت پر زیادہ مدت تک نہ رکھتے تھے۔ یہ ان پر بہتان ہے اس کے علی الرغم حضرت عمرؓ اور نہ صرف حضرت عمرؓ بلکہ حضرت صدیق اکبرؓ اور خود رسول اللہ ﷺ بھی کسی شخص کو ایک ہی جگہ زیادہ سے زیادہ مدت حتیٰ کہ اس کی وفات تک یا اپنی وفات تک برابر حکومت کرنے کا موقع دیا کرتے تھے۔

طعن نمبر۱۲: حضرت معاویہؓ کو شام، فلسطین، اردن اور لبنان کا گورنر بنا دیا:

مودودی صاحب کو حضرت عثمانؓ کے خلاف ایک بڑی شکایت یہ بھی ہے کہ:۔

''حضرت معاویہ سیدنا عمر فاروق کے زمانے میں صرف دمشق کی ولایت پر تھے، حضرت عثمانؓ نے ان کی گورنری میں شام، فلسطین، اردن اور لبنان کا پورا علاقہ جمع کر دیا''۱

مکرر لکھتے ہیں:۔

''وہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں چار سال سے دمشق کی ولایت پر مامور چلے آرہے تھے۔ حضرت عثمانؓ نے ایلہ سے سرحد روم تک اور الجزیرہ سے ساحل بحرِ ابیض تک کا پورا علاقہ ان کی ولایت میں جمع کر کے اپنے پورے زمانۂ خلافت (۱۲ سال) میں ان کو اسی صوبے پر برقرار رکھا۔ (طبقات ابن سعد جلد ۷ ص ۴۰۶، استیعاب جلد ۱ ص ۲۵۳)''۲

جوابات:

نمبر۱: مولانا نے صداقت شعاری و حساب دانی میں تو عہدِ فرنگی کے مدعیانِ نبوت کو بھی مات کر دیا۔ مندرجہ بالا چاروں باتوں میں سے ایک بھی تو بات سچی اور صحیح نہیں۔

۱۔ نہ ہی حضرت معاویہؓ حضرت عمرؓ کے زمانے میں صرف دمشق کے گورنر تھے۔

۲۔ نہ ہی حضرت عمرؓ کے زمانہ میں وہ چار سال گورنر رہے۔

۳۔ نہ ہی حضرت عثمانؓ نے ان کی گورنری میں شام، فلسطین، اردن اور لبنان کا پورا علاقہ جمع کیا۔

۴۔ اور نہ ہی حضرت عثمانؓ نے ۱۲ سال ان کو اسی صوبے پر برقرار رکھا۔

حقائق و واقعات کی روشنی میں آپ دیکھیں گے کہ ''داعیٔ حق'' صاحب کے چاروں دعوے باطل ہیں اور ان کا ایک بھی طعن صحیح نہیں۔

---

۱ ''ترجمان'' جون ۶۵ ص ۳۴، ۳۵ (خلافت و ملوکیت ص ۱۰۷۔۱۰۸) ۲ ایضاً ص ۳۷ (خلافت و ملوکیت ص ۱۱۵)

Scanned by CamScanner

نمبر۲: ''حضرت معاویہؓ حضرت عمرؓ کے زمانے میں صرف دمشق کی ولایت پر تھے'' مودودی صاحب کے اس دعویٰ کو مودودی صاحب ہی کے ممدوح ومحمود اور معتمد امام ابن جریر اور امام ابنِ کثیر رحمہما اللہ باطل ثابت کر چکے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ:۔

''عہدِ فاروقی میں حضرت معاویہؓ دمشق، اردن، فلسطین، انطاکیہ، بلقاء، سواحل معرہ مصرین اور قلقیہ کے گورنر تھے''۔[1]

مگر تعصب نے آنکھیں بند کر دی ہیں۔ اس لئے مودودی صاحب کو صرف دمشق نظر آتا ہے اور کوئی علاقہ نظر نہیں آتا۔

نمبر۳: ''عہدِ فاروقی میں چار سال دمشق کی ولایت پر مامور رہے''۔ مودودی صاحب کا یہ بیان بھی بدیہی البطلان ہے کیونکہ بالاتفاق حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی وفات (۱۷/ ۱۸ ہجری) کے بعد دمشق کی گورنری پر حضرت معاویہؓ مامور ہوئے اور حضرت عمرؓ کی وفات (آخر ۲۳ ہجری) تک اس منصب پر قائم رہے تو ۱۷/ ۱۸ ہجری سے ۲۳ ہجری تک چھ سات سال ہوتے ہیں نہ کہ چار سال!

نمبر۴: ''حضرت عثمان نے ان کی گورنری میں شام، فلسطین، اردن اور لبنان کا پورا علاقہ جمع کر دیا''۔ کا بطلان ملاحظہ ہو:۔

حقیقت:

حقیقت یہ ہے کہ پورا شام سیدنا حضرت عمرؓ نے حضرت معاویہؓ کی گورنری میں دے دیا تھا۔ دلائل ملاحظہ ہوں:۔

۱۔ امام ابن اسحاق:

فن سیرت ومغازی کے امام بلکہ بانی، حضرت امام محمد بن اسحاق[2] رحمہ اللہ کا یہی قول

---

[1] طبری جلد ۳ ص ۲۲۷ و ص ۳۳۹، ''البدایۃ والنہایۃ'' جلد ۷ ص ۱۱۳

[2] حضرت امام محمد بن اسحاقؒ کو حضرت شیخ الاسلام امام ابن حجر رحمہ اللہ ''امام المغازی'' کے لقب سے ملقب فرماتے ہیں (تقریب التہذیب) حضرت شعبہؒ (جنہیں حضرت سفیان ثوریؒ ایسے عظیم امام ومحدث ''امیر المومنین فی الحدیث'' کہا کرتے تھے) حضرت امام ابن اسحاقؒ کو ''امیر المومنین فی الحدیث'' کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ (''میزان الاعتدال'' و''تہذیب التہذیب'') امام ذہبی رحمہ اللہ آپ کو ''احد الائمۃ الاعلام'' لکھتے ہیں۔ نیز لکھتے ہیں کہ آپ نے حضرت انسؓ اور ابن المسیب کو دیکھا (''میزان الاعتدال'') گویا آپ تابعین میں سے ہیں۔ ۱۵۰ ہجری میں آپ کا انتقال ہوا (''تقریب'' و''تہذیب التہذیب'' جلد ۹ ص ۳۸)

Scanned by CamScanner

ہے کہ سارا شام حضرت عمرؓ نے حضرت معاویہؓ کے لئے جمع کر دیا تھا۔

چنانچہ امام ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:۔

وقال محمد بن اسحاق:۔...... فمات و استخلف اخاہ معاویۃ فاقرہ عمر، و ولی عمرو بن العاص فلسطین و الاردن، و معاویۃ دمشق و بعلبك و البلقاء، ولّی سعید بن عامر بن حذیم حمص ثم جمع الشام کلھا لمعاویۃ بن ابی سفیان ثم امرہ عثمان بن عفان علی الشام، و قال اسمٰعیل بن امیۃ افرد عمر معاویۃ بامرۃ الشام[1]

امام محمد بن اسحاق رحمہ اللہ کا قول ہے کہ حضرت یزید بن ابی سفیانؓ فوت ہوئے تو انہوں نے اپنا قائم مقام اپنے بھائی حضرت معاویہؓ کو بنا دیا۔ حضرت عمرؓ نے بھی انہیں برقرار رکھا اور حضرت عمروؓ بن العاص کو فلسطین اور اردن کا، حضرت معاویہؓ کو دمشق بعلبک اور بلقاء کا، اور سعید بن عامر بن حذیم کو حمص کا والی مقرر فرمایا، پھر سارا شام حضرت معاویہؓ کی گورنری میں جمع کر دیا۔ (حضرت عمرؓ کی وفات پر) حضرت عثمانؓ نے حضرت معاویہؓ کو (پورے) شام کا امیر (برقرار) رکھا۔ اسمٰعیل بن امیہ کا قول ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت معاویہؓ کو پورے شام کا واحد امیر (گورنر) مقرر فرمایا۔

۲۔ حضرت اسمٰعیل بن امیہ:

حضرت امام ابن کثیر رحمہ اللہ کے بیان سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ نہ صرف حضرت امام الغازی رحمہ اللہ بلکہ حضرت اسمٰعیل بن امیہ[2] رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے کہ پورا شام حضرت عمرؓ نے حضرت معاویہؓ کی گورنری میں دے دیا تھا۔

---

۱ ''البدایۃ والنہایۃ'' جلد ۸ ص ۱۲۴۔

۲ حضرت اسمٰعیل بن امیہ رحمہ اللہ امام ابن اسحاقؒ سے بھی متقدم ہیں۔ امام ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ابن المسیب وغیرہ سے روایت کی ہے اور ۱۳۵ ہجری میں وفات پائی (''میزان الاعتدال'') امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں آپ نے ابن المسیب، نافع، عکرمہ، زہری، مکحول (اجلہ تابعین) وغیرہ ایک جماعت سے روایت کی ہے اور ابن جریج، سفیان ثوری امام ابن اسحاق، معمر اور ابن عیینہ وغیرہم (اجلہ محدثین) آپ کے تلامذہ میں شامل ہیں۔ ابن عیینہ کا قول ہے کہ قریشیوں میں سے ہمارے نزدیک اسمٰعیل بن امیہ اور ایوب بن موسیٰ کی مثل کوئی نہیں اور امام احمدؒ نے فرمایا کہ اسمٰعیل ایوب سے اکبر ہے اور مجھے بہت زیادہ محبوب ہے اور روایت کرنے میں بہت زیادہ قوی اور ثابت ہے۔ سفیان ثوریؒ نے فرمایا کہ اسمٰعیل نہ صرف علم کے حافظ تھے بلکہ صدق اور تقویٰ میں بھی ممتاز ('' [illegible]

Scanned by CamScanner

امام ابن اسحاق اور ان کے جلیل القدر شیخ، عظیم محدث، بے مثال محبوب امام، علم کے حافظ، روایت میں اقویٰ واثبت، صاحب صدق وورع فقیہ مکہ حضرت اسمٰعیل بن امیہ کے بعد گو کسی اور بزرگ کے قول کی ضرورت نہیں تاہم مزید اقوال بھی ملاحظہ ہوں:۔

۳۔ امام ترمذی [۱]:

مشہور محدث ابو عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ کا بھی یہی یقین ہے، چنانچہ آپ روایت کرتے ہیں کہ:۔

لما عزل عمر بن الخطّاب عمیر بن سعد عن حمص وولی معاویة......	جب حضرت عمرؓ نے حضرت عمیرؓ بن سعد کو حمص سے معزول کر کے حضرت معاویہؓ کو گورنر بنادیا تو لوگ کہنے لگے، عمر نے عمیر کو معزول کر کے معاویہ کو گورنر بنادیا۔ [۲]

۴۔ امام ابن عبد البرؒ [۳]:

امام ابن عبد البر رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے کہ حضرت عمرؓ نے سارا شام حضرت معاویہؓ کے لئے جمع کر دیا تھا۔ چنانچہ آپ حضرت عمروؓ بن العاص کے حالات میں لکھتے ہیں:۔

وکان عمر بن الخطاب رضی الله عنه قد ولّاه بعد موت یزید بن ابی سفیان فلسطین والاردن و ولی معاویة دمشق و بعلبك و البلقا و	حضرت عمرؓ نے حضرت یزیدؓ بن ابی سفیان کی وفات کے بعد فلسطین اور اردن کا گورنر حضرت عمروؓ بن العاص کو بنا دیا۔ اور حضرت معاویہؓ کو دمشق اور بعلبک اور بلقاء کا گورنر اور سعیدؓ بن

---

[۱] امام ترمذیؒ کے متعلق کچھ عرض کرنے کی ضرورت نہیں۔ آپ شہرۂ آفاق محدث ہیں۔ آپ کی تصنیف جامع ترمذی اپنی مثال آپ ہے۔ آپ امام المحدثین حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کے وہ تلمیذ جن پر شیخ کو فخر ہے۔ چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ نے آپ سے فرمایا انتفعتُ بك اکثر مما انتفعت بی۔ یعنی جس قدر نفع تو نے مجھ سے حاصل کیا، میں نے اس سے زیادہ نفع تجھ سے حاصل کیا۔ (''تہذیب التہذیب'' جلد ۹ ص ۳۸۹)

[۲] جامع ترمذی، ابواب المناقب، مناقب معاویہؓ

[۳] امام ابن عبد البرؒ رحمہ اللہ کے متعلق میں اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھتا۔ مودودی صاحب لکھتے ہیں:۔

''ابن عبد البرؒ جن کو حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں ''شیخ الاسلام'' کہا ہے۔ ابن حزم کہتے ہیں، ''میرے علم میں فقہ حدیث کے علم میں کوئی ان کے برابر بھی نہ تھا کجا کہ ان سے بہتر ہوتا، ابن حجر کہتے ہیں: ان کی تالیفات بے مثل ہیں اور ان میں سے ایک الاستیعاب ہے جس کے مرتبے کی سیر الصحابہ میں نہیں ہے''۔ صحابہ کی سیرت کے معاملہ میں ان کی الاستیعاب پر آخر کون ہے جس نے اعتماد نہ کیا ہو''۔ (ترجمان القرآن'' ستمبر ۶۵ء ص ۶۴، ۶۵ ملخصاً بلفظ) (خلافت وملوکیت ص ۳۱۴)

Scanned by CamScanner

وَلّٰی سعید بن عامر بن حذیم حمص ثم جمع الشام کلہا لمعاویۃ و کتب الی عمرو بن العاص فسار الی مصر فافتتحہا۔ ۱ ؎

عامر کو حمص کا گورنر بنا دیا۔ پھر پورا شام حضرت معاویہؓ کی گورنری میں جمع کر دیا اور حضرت عمرو بن العاص کو لکھا وہ مصر پر حملہ آور ہوئے اور اسے فتح کر لیا۔

شاہکار:

تو حضرت امام ابن عبدالبرؒ تو قائل ہی اس بات کے ہیں کہ پورا شام حضرت عمرؓ نے حضرت معاویہؓ کی گورنری میں جمع کر دیا تھا مگر ''محقق عصر حاضر'' کی ''تحقیق'' کا شاہکار ملاحظہ ہو کہ آپ ـــ اپنی غلط بیانی کما خذ استیعاب جلد ا ص ۲۵۳ بتلا کر امام ابن عبدالبرؒ پر یہ افتراءِ عظیم کر رہے ہیں، کہ ''حضرت عثمانؓ نے ایلہ سے سرحد روم ـــــ'' گویا ان کا قول ہے، رہا طبقات ابن سعدؒ کا حوالہ! تو طبقات جلد ۷ ص ۴۰۶ پر صرف اتنا ہے کہ ''حضرت عثمانؓ نے حضرت معاویہؓ کے لئے پورا شام جمع کر دیا۔

جوابات:

نمبر ۱: مگر یہ امام ابن سعدؒ کا اپنا قول ہے اور ظاہر ہے کہ یہ واقدی کا ''فیضان'' ہے۔ امام طبری رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ واقدی نے ذکر کیا ہے کہ عہد عثمانی میں شام حضرت معاویہؓ کے لئے جمع کر دیا گیا تھا۔ ۲ ؎

نمبر ۲: امام طبری رحمہ اللہ نے متعدد روایتیں اور بھی کی ہیں جن میں یہی مضمون ہے مگر ان سب کے راویوں میں حضرت سیف موجود ہیں۔

سیف بن عمر:

ان کے متعلق علامہ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں ھو کالواقدی وہ واقدی کی طرح ہے۔ ۳ ؎ دوسرے ائمہ جرح و تعدیل نے بھی انہیں لیس بشیئی، متروک، وضاع، اور متہم بالزندقہ تک لکھا ہے۔ ۴ ؎ مگر علامہ ذہبیؒ نے سمندر کو کوزے میں بند کر دیا ہے اور ان کی یہی ''تعریف'' کافی ہے۔ کہ وہ واقدی کی طرح ہیں۔ ابو حاتم نے بھی کہا ہے: متروک الحدیث یشبہ حدیثہ حدیث الواقدی۔ ۵ ؎

---

۱ ؎ استیعاب ترجمہ حضرت عمرو بن العاص ۲ ؎ طبری جلد ۲ ص ۲۳۸ ۳ ؎ ''میزان الاعتدال'' جلد اول ص ۴۳۷
۴ ؎ ایضاً ص ۴۳۸ اور ''تہذیب التہذیب'' جلد ۴ ص ۲۹۶ [illegible]

موازنہ:

ایک طرف فنِ سیرت و مغازی کے امام محمد بن اسحاق، ان کے شیخ حضرت اسمٰعیل بن امیہ، محدثِ کبیر ترمذی اور علامہ ابن عبدالبرّ رحمہم اللہ ایسی عظیم المرتبت اور جلیل القدر ہستیاں ہیں جن کے نزدیک حضرت عمرؓ نے پورا شام حضرت معاویہؓ کے لئے جمع کر دیا تھا۔ دوسری طرف واقدی اور سیف بن عمر ایسے مشہور و معروف کذاب و وضاع اور متروک "بزرگ" ہیں جن کی روایات کے مطابق حضرت عثمانؓ نے پورا شام حضرت معاویہؓ کے لئے جمع کیا۔ اب اہل علم وفہم اور اربابِ عدل و فضل خود فیصلہ کرلیں، کہ صحیح قول کونسا ہوگا؟

مودودی صاحب کا مقام:

ہم تو اجلہ محدثین اور ائمہ اعلامِ سیرت و تاریخ کو چھوڑ کر واقدی ایسے بدنام "بزرگ" کی طرف جا نہیں سکتے اور مودودی صاحب واقدی کو چھوڑ کر اکابر محدثین و اجلہ ائمہ کی طرف آ نہیں سکتے۔

تو اپنے دل سے غیر کی الفت نہ کھو سکا
میں چاہوں غیر کو تو یہ مجھ سے نہ ہو سکا

حضرت عثمانؓ کی پالیسی:

فرض کرو اگر سیدنا عثمانؓ نے سارا شام حضرت معاویہؓ کی گورنری میں جمع کیا تھا، تو انہوں نے سارا مصر بھی حضرت عبداللہؓ بن سعد کی گورنری میں دے دیا تھا۔ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نقل فرماتے ہیں۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں حضرت عبداللہؓ بن سعد بن ابی سرح صعید پر حاکم تھے۔ حضرت عثمانؓ نے پورا مصر ان کی گورنری میں دے دیا۔

(اصابہ تذکرہ حضرت عبداللہ بن سعدؓ)

نقصان یا فائدہ؟:

ضرت عثمانؓ کی اس پالیسی کو کوئی نقصان دہ قرار دے تو دے۔ درحقیقت حضرت امام کی یہ پالیسی انتہائی فائدہ مند ثابت ہوئی۔

فائدہ ہی فائدہ:

ایک تو گورنروں کی تنخواہیں اور دوسرے اخراجات بچ گئے۔ دوسرے صوبے مضبوط و مستحکم ہو گئے۔ چھوٹے چھوٹے بے جان متعدد صوبوں کی بجائے ایک جاندار عظیم صوبہ ظاہر ہے

Scanned by CamScanner

کہ اچھا ہے۔ سندھ، پنجاب، سرحد اور بلوچستان کے صوبوں اور بہاولپور، خیر پور، قلات وغیرہ چھوٹی چھوٹی ریاستوں کی بجائے مغربی پاکستان کا ایک صوبہ بن جانے اور اسکی برکات اور اس کے فوائد و منافع منظرِ عام پر آجانے کے بعد یہ بحث فضول ہے کہ حضرت عثمانؓ نے اردن، فلسطین، دمشق، بعلبک، بلقاء، حمص، قنسرین وغیرہ، چھوٹی چھوٹی اکائیوں کو کیوں ایک وحدت شام میں تبدیل کر دیا؟ تو اس طعن و اعتراض کی گنجائش ہی نہیں رہی۔ خصوصاً بھارت اور پاکستان کی موجودہ جنگ میں وحدت ''مغربی پاکستان'' کے جو فوائد سامنے آچکے ہیں۔......... ان کے بعد حضرت امامؓ کے اس اقدام کے فوائد و منافع سمجھنے میں ایک غیر متعصب ذہن اور صحیح دماغ کو کوئی الجھن اور دقت پیش نہیں آئے گی۔

نمبر۴: ''اپنے پورے زمانہ خلافت (۱۲ سال) میں ان کو اسی صوبے پر برقرار رکھا''، بھی غلط ہے۔

سیف وغیرہ کی جن روایات میں مذکور ہے کہ حضرت عثمانؓ نے پورا شام حضرت معاویہؓ کے لئے جمع کر دیا تھا، ان میں بھی یہ صراحت ہے کہ حضرت عثمانؓ کی خلافت کے دو سال گزرنے پر جمع کر دیا تھا۔ فاجتمع الشام علی معاویة لسنتین من امارة عثمان[1]

تو اگر حضرت عثمانؓ نے پورا شام جمع کیا بھی! تو اپنی خلافت کے دو سال گزر جانے پر کیا۔ گویا دس سال پورا شام حضرت معاویہؓ کی گورنری میں رہا نہ کہ بارہ سال!

ایک ایک طعن والزام غلط!:

الحمدللہ کہ مودودی صاحب کا ایک ایک طعن والزام غلط ثابت ہو گیا۔

نمبر۱: نہ ہی حضرت معاویہؓ سیدنا عمر فاروقؓ کے زمانے میں صرف دمشق کے گورنر تھے۔

نمبر۲: نہ ہی حضرت عمرؓ کے زمانے میں وہ چار سال دمشق کے گورنر رہے۔

نمبر۳: نہ ہی حضرت عثمان نے ان کی گورنری میں شام، فلسطین، اردن اور لبنان کا پورا علاقہ جمع کیا۔

نمبر۴: اور نہ ہی حضرت عثمانؓ نے ۱۲ سال ان کو اس پورے علاقے کی گورنری پر برقرار رکھا۔

طعن نمبر۱۳: مروان کو اپنا سیکرٹری بنالیا:

مودودی صاحب امامِ مظلوم، امام حق و ہدایت حضرت عثمانؓ کی ''دوسری زیادہ فتنہ انگیز

[1] طبری جلد ۳ ص ۳۳۹، البدایة والنہایة جلد ۷ ص ۱۵۷

Scanned by CamScanner

چیز" بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

[دوسری چیز جو اس سے زیادہ فتنہ انگیز ثابت ہوئی وہ خلیفہ کے سیکرٹری کی اہم پوزیشن پر مروان بن الحکم کی ماموریت تھی۔ ان صاحب نے حضرت عثمانؓ کی نرم مزاجی اور ان کے اعتماد سے فائدہ اٹھا کر بہت سے کام ایسے کئے جن کی ذمہ داری لامحالہ حضرت عثمانؓ پر پڑتی تھی۔ حالانکہ ان کی اجازت اور علم کے بغیر ہی وہ کام کرڈالے جاتے تھے۔ علاوہ بریں یہ صاحب حضرت عثمان اور اکابر صحابہ کے باہمی خوشگوار تعلقات کو خراب کرنے کی مسلسل کوشش کرتے رہے، تاکہ خلیفہ برحق اپنے پرانے رفیقوں کی بجائے ان کو اپنا زیادہ خیر خواہ اور حامی سمجھنے لگیں۔ (طبقات ابن سعد جلد ۵ ص ۳۶)......... دوسرے لوگ تو درکنار، خود حضرت عثمانؓ کی اہلیہء محترمہ حضرت نائلہؓ بھی یہ رائے رکھتی تھیں کہ حضرت عثمانؓ کے لئے مشکلات پیدا کرنے کی بہت بڑی ذمہ داری مروان پر عائد ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ ایک مرتبہ انہوں نے اپنے شوہر محترم سے صاف صاف کہا کہ "اگر آپ مروان کے کہے پر چلیں گے تو یہ آپ کو قتل کرا کے چھوڑے گا، اس شخص کے اندر نہ اللہ کی قدر ہے نہ ہیبت نہ محبت! (طبری جلد ۳ ص ۳۹۶، البدایۃ والنہایۃ جلد ۷ ص ۱۷۲)[۱]

جوابات:

نمبر ۱: سیکرٹری کی اہم پوزیشن......! ہم عرض کرتے ہیں عہدِ نبوت کی طرح نہ پوری خلافتِ راشدہ میں "سیکرٹری" کا کوئی باضابطہ منصب تھا، نہ حضرت عثمانؓ نے اس "اہم پوزیشن" پر حضرت مروانؓ کو مامور فرمایا۔ اگر خلافت راشدہ میں واقعی یہ کوئی منصب تھا تو ہمیں حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے "سیکرٹری" صاحبان کی نشان دہی کرائی جائے۔ جس طرح ان حضرات کے فرامین و مکاتیب ان کے اقرباء و معتمدین لکھ دیا کرتے تھے، اسی طرح حضرت عثمانؓ کے مکتوبات حضرت مروانؓ لکھ دیا کرتے تھے۔ ورنہ نہ یہ کوئی باضابطہ منصب تھا، نہ اس کا کوئی مشاہدہ تھا نہ عزل ونصب!

چنانچہ حضرت ابوبکرؓ کے متعلق امام طبری رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت زید بن ثابتؓ آپ کے فرمان وغیرہ) لکھتے تھے، حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ آپ کے لئے اخبار و اطلاعات لکھا کرتے تھے (صرف انہی پر حصر نہیں تھا بلکہ) وكان يكتب له من حضر[۲] اور جو بھی موقع پر موجود ہوتا تھا، وہ آپ کی طرف سے لکھ دیا کرتا تھا۔

[۱] "ترجمان القرآن" جون ۶۵ء ص ۳۷-۳۸ (خلافت وملوکیت ص ۱۱۴-۱۱۵) [۲] طبری جلد ۲ ص ۶۱۷

Scanned by CamScanner

اس حقیقت کے خلاف عہدِ حاضر کے سیاسی ذہن و دماغ کے "داعیِ حق" کے "ارشادات" ملاحظہ ہوں:۔

۱۔ اپنے چچازاد بھائی مروان بن الحکم کو انہوں نے اپنا سیکرٹری بنالیا۔[1]

۲۔ اور مرکزی سیکرٹریٹ پر بھی اسی خاندان کا آدمی مامور کر دیا۔[2]

۳۔ دوسری چیز جو اس سے زیادہ فتنہ انگیز ثابت ہوئی وہ خلیفہ کے سیکرٹری کی اہم پوزیشن پر مروان بن الحکم کی ماموریت تھی۔[3]

۴۔ کسی تاویل سے بھی اس بات کو صحیح نہیں ٹھہرایا جاسکتا کہ ریاست کا سربراہ اپنے ہی خاندان کے ایک فرد کو حکومت کا چیف سیکرٹری بنادے۔[4]

تدریجی ترقی:

موجودہ دور کے محقق و داعیِ حق، عہدِ حاضر کے جھوٹے مدعیِ نبوت کی طرح ایک بات کو بار بار پیش کرتے ہیں اور تدریجی طور پر ترقی کرتے جاتے ہیں:

دیکھئے! پہلے لکھا، اپنا سیکرٹری بنالیا، پھر مرکزی سیکرٹریٹ "تعمیر کرکے" لکھا:۔ مرکزی سیکرٹریٹ پر بھی اسی خاندان کا آدمی مامور کر دیا، آخر میں سیکرٹری کو چیف سیکرٹری بنادیا۔

افسوسناک تعلّی:

پھر کس قدر افسوسناک ہے یہ تعلّی! کہ "کسی تاویل سے بھی اس بات کو صحیح نہیں ٹھہرایا جاسکتا کہ ریاست کا سربراہ اپنے ہی خاندان کے ایک فرد کو حکومت کا چیف سیکرٹری بنادے"۔

چیلنج:

ہم جوابی چیلنج کرتے ہیں کہ "کسی بھی تحریر سے اس بات کو صحیح ثابت نہیں کیا جاسکتا کہ حضرت عثمانؓ نے حضرت مروانؒ کو حکومت کا چیف سیکرٹری بنایا تھا۔ اس عہد میں سیکرٹریٹ کا وجود تو کجا! درحقیقت سیکرٹریٹ کا کوئی تصور بھی موجود نہیں تھا، نہ ہی کوئی سیکرٹری تھا اور نہ ہی چیف سیکرٹری! مگر داعیِ حق صاحب "حق پسندی" کے زور سے سیکرٹریٹ بھی تعمیر کر لیتے ہیں اور اس کے اندر متعدد سیکرٹریوں، جوائنٹ سیکرٹریوں اور اسسٹنٹ سیکرٹریوں کے دفاتر بنا کر چیف سیکرٹری کے لئے ایک مستقل کمرہ مخصوص کرتے ہیں، پھر اس کمرے میں کرسی بچھاتے ہیں اور حضرت

---

[1] "ترجمان" جون ۶۵ء ص ۳۵ (خلافت وملوکیت ص ۱۰۸) [2] "ترجمان" جون ۶۵ء ص ۳۵ (خلافت وملوکیت ص ۱۰۹)

[3] "ترجمان" اکتوبر ۶۵ء ص ۳۷ (خلافت وملوکیت ص ۳۲۲) [4] "ترجمان" اکتوبر ۶۵ء ص ۴۷ (خلافت وملوکیت ص ۱۱۵)

Scanned by CamScanner

مروانؓ کو پکڑ کر اس کرسی پر بٹھا دیتے ہیں۔

تاویل لیجئے!:

باقی رہی یہ تعلّی! کہ کسی تاویل سے بھی اس بات کو صحیح......تو لیجئے تاویل!

اسی تاویل سے اس بات کو صحیح ٹھہرایا جاسکتا ہے کہ ریاست کا سربراہ اپنے ہی خاندان کے ایک فرد کو حکومت کا چیف سیکرٹری بنادے، جس تاویل سے اس بات کو صحیح ٹھہرایا جاسکتا ہے کہ حضور ﷺ اپنے ہی خاندان کے ایک فرد حضرت علیؓ کو حکومت کا ''چیف سیکرٹری'' بنادیں۔ اگر حضور ﷺ اپنے چچا زاد بھائی اور عزیز داماد سیدنا حضرت علیؓ کو بالفاظ محقق عہدِ حاضر ''اپنی حکومت کا چیف سیکرٹری'' بنا سکتے ہیں، تو حضرت عثمانؓ اپنے چچا زاد بھائی اور عزیز داماد حضرت مروانؓ کو ''اپنی حکومت کا چیف سیکرٹری'' کیوں نہیں بنا سکتے؟ اور کون ہے جو اسے غلط اور ناروا کہے؟ یہ تو نہ صرف صحیح ہے بلکہ عین اتباع سنت رسول بھی ہے!۔

نمبر۲: ''ان صاحب نے حضرت عثمانؓ کے اعتماد سے فائدہ اٹھا کر بہت سے کام ایسے کئے......''

ہم پوچھتے ہیں، بہت سے نہیں، ہمیں ایک ہی کام ایسا بتلا دیا جائے جو حضرت مروانؓ نے حضرت عثمانؓ کی اجازت اور علم کے بغیر کیا ہو۔

خط کا جھوٹا افسانہ:

لے دے کر جہلاء میں خط کا افسانہ مشہور ہے کہ مصری غنڈوں کو حضرت عثمانؓ کی طرف سے ایک خط لکھ دیا تھا جس میں ان کے قتل کا حکم تھا۔ حالانکہ سیدنا حضرت علیؓ نے اس افسانہ کی ''حقیقت'' کھول کر رکھ دی، جب آپ نے فرمایا:۔

اے اہل کوفہ! اور اے اہل بصرہ! اہل مصر کو جو واقعہ پیش آیا، اس کا علم تمہیں کیسے ہوگیا؟ جب کہ تم کئی منزلیں سفر کر چکے تھے پھر تم اکٹھے ہو کر یہاں آگئے۔

والله امرا برم بالمدينة۔[1] خدا کی قسم! یہ سازش تو مدینہ میں کی گئی ہے۔

تو یہ خط حضرت مروانؓ نے نہیں لکھا تھا بلکہ یہ ساری سازش و شرارت سبائی غنڈوں کی تھی۔ اور اس سازش و شرارت کا بھانڈا سیدنا حضرت علیؓ کے ساتھ دوسرے صحابہ کرامؓ نے بھی پھوڑ دیا۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:۔

---

[1] طبری جلد۳ ص ۳۸۷

Scanned by CamScanner

صحابہ کرامؓ نے ان (بصریوں اور کوفیوں) سے فرمایا، تمہیں اپنے ساتھیوں کے اس واقعہ کا علم کیسے ہوا؟ جب تم ایک دوسرے سے جدا ہو کر چل دیئے تھے اور تمہارے درمیان کئی منزلوں کا فاصلہ ہو گیا تھا: انما ھذا امرٌ اتفقتم علیہ[1]۔ یہ تو صاف تمہاری سازش ہے، اگر مودودی صاحب کا اشارہ اس کی طرف ہے تو اس ''افسانہ'' کی حقیقت تو یہ ہے اور اگر کوئی اور کام ہے تو اس کی..... نشاندہی کی جائے۔

نمبر۳: ''یہ صاحب حضرت عثمانؓ اور اکابر صحابہ کے باہمی خوشگوار تعلقات کو خراب کرنے کے بجائے ان کو اپنا زیادہ خیر خواہ اور حامی سمجھنے لگیں''۔

اول تو صاحب طبقات نے مطلق قـالـو کہہ کر بلا سند یہ بات لکھ دی ہے اور بے سند بات کی کیا قدر و قیمت ہے؟ دوسرے اصول درایت کے بھی یہ بات خلاف ہے۔ کیا پہلے حضرت عثمانؓ حضرت مروانؒ کو اپنا خیر خواہ اور حامی نہیں سمجھتے تھے؟ حضرت مروانؒ ان کے چچازاد بھائی تھے پھر اپنی لخت جگر نورِ نظر ان کے عقد میں دے دی تھی، لیکن ابھی خیر خواہ اور حامی نہیں سمجھتے تھے۔

نمبر۴: ''خود حضرت عثمانؓ کی اہلیہ محترمہ حضرت نائلہ بھی یہ رائے رکھتی تھیں......

(طبری، البدایۃ والنہایۃ)

اس روایت کے بطلان کی اس سے زیادہ اور کیا دلیل چاہئے کہ یہ مشہور دروغ گو واقدی کی روایت ہے۔ طبری ہو یا امام ابن کثیرؒ دونوں نے واقدی ہی سے لی ہے اور بقول علامہ شبلی نعمانیؒ، واقدی کی لغو بیانی مسلمہ ہے۔

ابن سباء لعین کی برأت:

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے ''داعئ حق'' اول تو حضرت مروانؒ کو واقدی ایسی لغو بیان و افسانہ گو شخصیت کے واضح البطلان ''افسانوں'' سے مجروح کرنے کی کوشش کرتے ہیں، پھر ''خلیفہ کے چیف سیکرٹری کی اہم پوزیشن پر مروان کی ماموریت'' کو سیڑھی بنا کر حضرت امامِ حق و ہدایت تک جا پہنچتے ہیں اور انہیں نشانہء مطاعن و ہدف اعتراضات بناتے ہیں۔ ان کی اس پالیسی کو سخت فتنہ انگیز ثابت کرتے ہیں حتی کہ ان کی شہادت کی ذمہ داری حضرت مروانؒ پر عائد کرتے ہیں۔ گویا قتل عثمانؓ کا ذمہ دار خود حضرت عثمانؓ کو قرار دیتے ہیں تا کہ ملعون ابن سبأ یہودی اور اس کی مردود پارٹی کی فتنہ انگیزی رسوائے عالم سازش و شرارت اور امام مصطبر بالحق کی

---

[1] ''البدایۃ والنہایۃ'' جلد۷ ص۱۷۴

Scanned by CamScanner

خونریزی وخون آشامی کی ملعونانہ حرکت پر پردہ ڈالا جاسکے۔ فھو المراد!

شکریہ:

مودودی صاحب کے اس ''لطف وکرم'' کے بعد بھی اگر کوئی ان کے صحیح موقف ومقام کو نہیں سمجھ سکا تو وہ اپنے فہم اور اپنی سمجھ کا علاج کرے ورنہ اس کے بعد انہیں سمجھنے میں کسی کو کوئی دقت پیش نہیں آنی چاہیئے اور مسلمانوں کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں۔ ؎

مری آنکھیں ستم لطف نما نے کھولیں!
شکریہ! تم نے مجھے خواب سے چونکایا ہے

ایک ایک طعن غلط:

بفضلہٖ تعالیٰ مودودی صاحب کا ایک ایک طعن غلط ثابت ہو گیا:۔

نمبر۱: نہ حضرت عثمانؓ نے حضرت مروانؓ کو اپنا ''چیف سیکرٹری'' مقرر کیا۔

نمبر۲: نہ حضرت مروانؓ نے کوئی غلط کام حضرت عثمانؓ کی اجازت اور علم کے بغیر کیا۔

نمبر۳: نہ انہوں نے حضرت عثمانؓ اور اکابر صحابہؓ کے تعلقات خراب کرنے کی مسلسل کوشش کی۔

نمبر۴: اور نہ ہی حضرت نائلہؒ حضرت مروانؓ کے خلاف رائے رکھتی تھیں۔

اب فتنہ انگیز کون؟:

مودودی صاحب سیکرٹری کی اہم پوزیشن پر مروانؓ کی ماموریت کو حضرت عثمانؓ کی بڑی فتنہ انگیز چیز لکھتے ہیں۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ سرے سے حضرت عثمانؓ نے ان کو اس اہم پوزیشن پر مامور کیا ہی نہیں، تو کیا ہم دریافت کر سکتے ہیں کہ:۔ اب فتنہ انگیز کون؟

آہ! پادر ہوا اور لغو و بے اصل مفروضوں کی اساس و بنیاد پر اس عظیم ذات اور کریم ہستی کو فتنہ انگیز قرار دیا جا رہا ہے جس نے آغوش نبوت و دامانِ رسالت میں تربیت پائی۔

طعن نمبر۱۴: بلحاظ تدبر نامناسب اور عملاً سخت نقصان دہ پالیسی:

جب مودودی صاحب کے ان بے بنیاد، اشتعال انگیز اور جارحانہ حملوں کے خلاف علماء امت نے صدائے احتجاج بلند کی اور فضلاء امت نے بُری طرح مودودی صاحب کو جھنجھوڑا، تو آپ نے ''سجدۂ سہو'' بجالاتے ہوئے لکھا:۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بحیثیت خلیفہ اپنے اقربا کے ساتھ جو سلوک کیا، اس کے

Scanned by CamScanner

کسی جز کو بھی شرعاً نا جائز نہیں کہا جا سکتا، ظاہر ہے شریعت میں ایسا کوئی حکم نہیں ہے کہ خلیفہ کسی ایسے شخص کو کوئی عہدہ نہ دے جو اس کے خاندان یا برادری سے تعلق رکھتا ہو............اس سلسلہ میں حضرت عمرؓ کی جس وصیت کا میں نے ذکر کیا ہے وہ بھی کوئی شریعت نہ تھی جس کی پابندی حضرت عثمانؓ پر لازم اور خلاف ورزی ناجائز ہوتی۔ اس لئے ان پر یہ الزام ہرگز نہیں لگایا جا سکتا کہ انہوں نے اس معاملہ میں حدِ جواز سے کوئی تجاوز کیا تھا۔ لیکن......کیا اس بات کو ماننے میں تامل کیا جا سکتا ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اس سے ہٹ کر جو پالیسی اختیار کی وہ بلحاظ تدبیر نامناسب بھی تھی۔ اور عملاً سخت نقصان دہ بھی ثابت ہوئی............تدبیر کی غلطی کو بہرحال غلطی ماننا پڑے گا''۔[۱]

غور فرمایئے! امامؓ نے شریعت کی خلاف ورزی بھی نہیں کی۔ حدِ جواز سے تجاوز بھی نہیں کیا، مگر رہے بھی غلط کار کے غلط کار! معاذ اللہ!

یہ نفسانیت!:

جب غلط الزام سے رجوع کیا گیا تھا اور اقرار و اعتراف کر لیا تھا کہ امام کا اقدام شریعت کی حدود کے اندر تھا، تو پھر تو اپنی غلطی کا اعتراف کرنا چاہیئے تھا۔ مگر برا ہو اَنانیت و نفسانیت کا! کہ اپنی غلطی ماننے کی بجائے مودودی صاحب امام ہی پر غلطی کا الزام برابر لگائے جاتے ہیں اور پوری قوت سے اس پر مصر ہیں...... ''تدبیر کی غلطی کو بہرحال غلطی ماننا پڑے گا''۔

جواب:

بفضلہٖ تعالیٰ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت امامؓ کی کوئی غلطی نہ تھی، نہ ہی ان کی پالیسی نامناسب تھی اور نہ ہی نقصان دہ!

طعن نمبر ۱۵: حضرت عمرؓ کی پالیسی کے خلاف:

باقی رہا مودودی صاحب کا بڑا طعن و اعتراض یہ کہ، حضرت عثمانؓ نے حضرت عمرؓ کی پالیسی سے ہٹ کر پالیسی اختیار کی۔

چہ دلاور است......:

''اس تدبیر کو صحیح ثابت کرنے کے لئے بہت سے بزرگوں نے یہ استدلال کیا ہے کہ اپنے خاندان کے جن لوگوں کو حضرت عثمانؓ نے عہدے دیئے تھے ان میں سے اکثریت حضرت عمرؓ کے زمانے میں بھی عہدے پا چکے تھے۔ مگر یہ بڑا کمزور استدلال ہے۔ اول تو حضرت عمرؓ نے

Scanned by CamScanner

اپنے رشتہ داروں کو عہدے نہیں دیئے تھے بلکہ دوسرے لوگوں کو دیئے تھے جن میں حضرت عثمانؓ کے رشتہ دار بھی شامل تھے۔ یہ چیز کسی کے لئے بھی دل کی جلن کی موجب نہ ہوسکتی تھی۔ دل کی جلن لوگوں کو اس وقت لاحق ہوتی ہے جب سربراہ مملکت خود اپنے رشتہ داروں کو بڑے بڑے عہدے دینے لگے۔ دوسرے حضرت عمرؓ کے زمانے میں ان لوگوں کو اتنے بڑے عہدے کبھی نہیں دیئے گئے تھے[1]

جوابات:

نمبر۱: غور فرمائیے! جن اموی حضرات کا عہدِ فاروقی میں برسرکار ہونا مودودی صاحب کو تسلیم ہے، انہی اموی حضرات کو حضرت عثمانؓ برسرکار لائے۔ اب فرمائیے! یہ حضرت عمرؓ کی پالیسی کا اتباع ہوا یا خلاف؟

یعنی مودودی صاحب کے اُلٹے فکر میں حضرت عمرؓ کی پالیسی کا اتباع تب ہوتا جب حضرت عثمانؓ عہدِ فاروقی کے ان حُکام و عمال کو سرکاری خدمات سے یک قلم برطرف کر دیتے! اور انہوں نے چونکہ عہدِ فاروقی کے حکام و عمال کو سرکاری کام پر بحال و برقرار رکھا لہٰذا یہ انہوں نے "حضرت عمرؓ کی پالیسی سے ہٹ کر پالیسی اختیار کی"۔

کیا حضرت عثمانؓ چشم فاروقی کے انتخاب، ان قابل ولائق اور سرکاری منصب کے اہل حضرات کو برسر اقتدار آتے ہی بلاوجہ محض اس لئے سرکاری کام اور قومی خدمات سے یک قلم برطرف کر دیتے کہ اتفاق سے وہ ان کے رشتہ دار ہیں؟

اگر حضرت عثمانؓ ایسا کرتے تو مودودی صاحب کا دل تو یقیناً ٹھنڈا ہوتا اور سبائیوں کا بھی! مگر ان کے سوا دنیا کا کوئی بھی صاحبِ عقل وعدل اس اقدام کے جواز کا قائل نہ ہوتا۔

نمبر۲: باقی رہا مودودی صاحب کا یہ "ارشاد" کہ "حضرت عمرؓ کے زمانے میں ان لوگوں کو اتنے بڑے عہدے کبھی نہیں دیئے گئے" تو:۔

اول تو یہ "ارشاد" صحیح نہیں، یہ "جلے دل" کی بات تو ہے، ٹھنڈے دل سے نہیں کی گئی، کیا گورنری بڑا عہدہ نہیں؟ جو حضرت عمرؓ نے حضرت معاویہؓ کو دیا تھا۔ کیا حضرت عثمانؓ نے گورنری سے کوئی بڑا عہدہ "ان لوگوں" کو دے دیا؟

دوسرے فرض کرو عہدِ فاروقی میں یہ "چھوٹے چھوٹے عہدوں پر رہے تھے" تو کیا

[1] "ترجمان" اکتوبر ۶۵ء ص ۴۸ (خلافت وملوکیت ص ۳۲۳)

Scanned by CamScanner

مرتے دم تک چھوٹے چھوٹے عہدوں رہتے اور ترقی کبھی نہ کرتے؟ کیا مودودی صاحب جمود کے قائل ہیں۔ حرکت وارتقاء پر آپ کو یقین نہیں۔

مودودی صاحب کی ترقی:

کیا خود مودودی صاحب آج سے چند سال پیشتر دہلی وغیرہ مقامات پر اخبارات کے مدیر ہی نہ تھے اور ترقی کرتے کرتے آج جماعت اسلامی پاکستان کے امیر نہیں؟ اگر کوئی کج فہم و کج بحث کہے کہ انگریزی راج میں تو آپ دہلی میں ایک اخبار کے ساٹھ ستر یا سو روپے ماہوار کے لازم تھے، پاکستان میں آپ پوری جماعت اسلامی کے امیر کیوں بن گئے؟

ظاہر ہے اس کج فہم و کج بحث کے جواب میں مودودی صاحب یہی فرمائیں گے کہ۔ او نامعقول! اگر میں انگریزی راج میں دہلی کے ایک اخبار کا ملازم تھا تو کیا ہمیشہ کسی اخبار کا ملازم ہی بنا رہتا؟ یہ دنیا ترقی کی دنیا ہے۔ ترقی انسان کی فطرت ہے۔ اگر میں ترقی کے مختلف مراحل طے کرتے کرتے آج جماعت اسلامی پاکستان کا امیر ہوں تو اس میں حیرت و استعجاب یا نکیر و استنکار کا کونسا محل ومقام ہے؟

اسی طرح ہم بھی مودودی صاحب سے عرض کریں گے کہ:۔

حضرت! یہ حضرات اگر عہدِ فاروقی میں چھوٹے عہدوں پر تھے اور تجربہ وترقی کے بعد اگر عہدِ عثمانی میں گورنری کے عہدہ تک پہنچ گئے تو اس میں طعن واعتراض کا کیا موقع محل ہے؟

نمبر۴: جب دنیا کی تمام حکومتوں کے عمال وحکام بھی تجربہ کے بعد ترقی کر کے اعلیٰ عہدوں پر پہنچ جاتے ہیں تو قصور صرف دولت عثمانیہ کے اموی حکام کا ہے کہ وہ ہمیشہ چھوٹے عہدوں پر رہتے اور کبھی ترقی نہ کرتے۔ کیونکہ وہ حضرت عثمانؓ کے رشتہ دار ہیں۔

اتنے بڑے عہدے:

مودودی صاحب نے اپنے ''پہلے حملے'' میں تو عوام کو یہ تاثر دیا کہ اموی اکابر گرے پڑے لوگ تھے۔ حضرت عثمانؓ نے محض رشتے کی بنا پر گویا انہیں گلی بازار سے پکڑ کر گورنری کی مسند پر بٹھا دیا، ورنہ اس کے سوا ان کے لئے کوئی وجہ استحقاق نہ تھی اور نہ ہی ان کا کوئی ماضی تھا۔

جب علمائے امت نے ان عثمانی گورنروں کے روشن ماضی کی ایک جھلک پیش کی اور بتلایا کہ یہ حضرات عہد عثمانی سے پہلے بھی سرکاری عہدوں پر فائز تھے تو مودودی صاحب نے ''پسپا'' ہوتے ہوئے ''دوسرا حملہ'' یہ کر دیا کہ:۔

Scanned by CamScanner

''حضرت عمرؓ کے زمانے میں ان لوگوں کو اتنے بڑے عہدے کبھی نہیں دیئے گئے تھے''

جوابات:

ہم عرض کریں گے کہ ان اکابر کو صرف حضرت عمرؓ کے زمانے میں نہیں بلکہ حضرت ابوبکر صدیق اکبرؓ کے زمانے میں اور خود عہد نبوت میں عہدے دیئے گئے اور حضرت عمرؓ کے زمانے میں تو ان لوگوں کو گورنر تک کے ''اتنے بڑے عہدے'' بھی دیئے گئے، مثلاً:۔

حضرت ولیدؓ بن عقبہ:

حضرت ولیدؓ بن عقبہ جنہیں حضرت عثمانؓ نے کوفہ کا گورنر بنایا، نہ صرف عہدِ فاروقی بلکہ عہدِ صدیقی اور عہدِ نبوت میں سرکاری مناصب پر فائز رہ چکے ہیں۔ تفصیل ملاحظہ ہو:۔

۱۔ خود رسول اللہ ﷺ نے آپ کو بنو مصطلق کی طرف صدقات کی وصولی پر مامور فرمایا۔[۱]

۲۔ بعہدِ صدیقی آپ فتوحاتِ عراق میں حضرت خالدؓ بن ولید اور حضرت عیاضؓ بن غنم کے دوش بدوش لڑے اور ذمہ دارانہ فوجی عہدوں پر متمکن رہے۔[۲]

۳۔ حضرت صدیق اکبرؓ کی نگاہ میں حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کی قدر و منزلت اور عزت و عظمت حضرت عمروؓ بن العاص کے برابر تھی اور وہ دونوں کو ایک ہی مرتبہ و مقام کا مالک سمجھتے تھے۔ یکساں منصب پر فائز کرتے تھے۔ [۳] اور دونوں سے یکساں سلوک کرتے تھے۔ [۴]

۴۔ عہدِ فاروقی میں بھی پہلے آپ فوجی مناصب پر متمکن رہے۔[۵] جزیرہ کی فتح کے بعد حضرت عمرؓ نے آپ کو اس کے عرب علاقہ پر حاکم مقرر فرمایا: واستعمل الولید بن عقبة علی عرب الجزیرہ۔[۶]

زیر سایہ نبوت اور خلافت صدیقی و فاروقی میں ان ذمہ دارانہ مناصب اور اعلیٰ فوجی اور اہم سول عہدوں پر متمکن رہنے کے بعد ۲۵/۲۶ ہجری میں بعہدِ عثمانی کوفہ کی گورنری پر فائز ہوئے۔[۷]

اس تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ولیدؓ نے فتح مکہ کے بعد ۹/۱۰ ہجری میں بحکم

---

[۱] ''استیعاب''، ''البدایۃ والنہایۃ'' ترجمہ حضرت ولیدؓ [۲] طبری جلد ۲ ص ۵۵۷ و ص ۵۷۸

[۳] ایضاً ص ۵۸۸ و البدایۃ والنہایۃ جلد ۷ ص ۲،۳ [۴] ایضاً ایضاً [۵] طبری جلد ۳ ص ۹۹ و ص ۱۵۴

[۶] ایضاً ص ۱۵۷ و البدایۃ والنہایۃ جلد ۷ ص ۱۵۱ [۷] طبری جلد ۳ ص ۳۱۱

Scanned by CamScanner

رسالت بحیثیت عامل صدقہ کام شروع کیا اور تدریجی ترقی کرتے کرتے مختلف فوجی اور سول عہدوں سے گزرتے ہوئے ۲۵ یا ۲۶ ہجری میں پندرہ سولہ سال بعد گورنری کے منصب پر پہنچے۔ اہل عقل وعدل کے نزدیک ان کا اس منصب پر تقرر ہزار صحیح اور منصفانہ سہی! مودودی صاحب کے نزدیک سراسر ناجائز ہے کیونکہ یہ صرف حضرت عثمانؓ کی اقربا نوازی ہے، ورنہ انھیں اس کا استحقاق قطعاً نہیں تھا۔ ان کا حق تو یہ تھا کہ جس طرح پندرہ سولہ سال پیشتر وہ عہد نبوت وعہد صدیقی میں عامل صدقات تھے۔ اسی طرح عہد عثمانی میں بھی محصل زکوٰۃ ہی رہتے۔

بریں عقل ودانش بباید گریست

حضرت معاویہؓ:

اسی طرح حضرت معاویہؓ بھی عہد نبوت ہی میں فوجی خدمات انجام دینے لگے تھے۔[1] آپ نے عہد صدیقی وفاروقی میں اہم فوجی خدمات انجام دیں۔ فتوحات شام میں (بعہد صدیقی) ایک دستہ فوج کے امیر[2] تھے اور بعہد فاروقی غزوۂ قیساریہ میں امیر لشکر[3]! عہد فاروقی میں اردن دمشق وغیرہ کے گورنر تھے۔[4] تب (بقول مودودی صاحب) حضرت عثمانؓ نے انھیں پورے شام کا گورنر بنایا۔

خلاصہ:

یہ ثابت ہے کہ ان اموی اکابر میں سے اکثر حضرات عہد فاروقی میں ذمہ دارانہ مناصب اور اہم فوجی اور رسول عہدوں پر متمکن تھے۔ حتیٰ کہ گورنری کے اعلیٰ عہدے پر بھی فائز تھے بلکہ اکثر حضرات تو عہد صدیقی میں بھی ذمہ دارانہ مناصب پر متمکن تھے اور تدریجی طور پر ترقی کرتے کرتے عہد عثمانی میں گورنری کے عہدوں تک پہنچ گئے۔ گورنری کے عہدہ پر ان کا تقرر وتعین بالکل بجا، معقول منصفانہ، فطرتی اور ارتقائی تھا نہ کہ خویش پروری واقرباء نوازی کی بنیاد پر۔

دل کی جلن:

باقی رہا مودودی صاحب کا یہ ''ارشاد'' کہ:۔

''حضرت عمرؓ نے اپنے رشتہ داروں کو عہدے نہیں دئے تھے۔ بلکہ دوسرے لوگوں کو

---

1. ''طبقات'' جلد ۷ ص ۴۰۶ طبری جلد ۲ ص ۳۵۸، البدایہ والنہایہ جلد ۸ ص ۱۱۷
2. طبری جلد ۲ ص ۵۸۹، البدایہ والنہایہ جلد ۷ ص ۴
3. طبری جلد ۳ ص ۱۰۰، البدایہ والنہایہ جلد ۷ ص ۵۳
4. طبری جلد ۳ ص ۱۶۶ و ص ۱۶۳ البدایہ والنہایہ جلد ۷ ص ۹۵

Scanned by CamScanner

دیئے تھے جن میں حضرت عثمان کے رشتہ دار بھی شامل تھے۔ یہ چیز کسی کے لئے بھی دل کی جلن کی موجب نہ ہو سکتی تھی، دل کی جلن لوگوں کو اس وقت لاحق ہوتی ہے جب سربراہ مملکت خود اپنے رشتہ داروں کو بڑے بڑے عہدے دینے لگے۔" ہمیں "لوگوں کی دل کی جلن" پر مودودی صاحب سے دلی ہمدردی ہے۔

جوابات:

یہ کتنی نامعقول اور ناقابل تسلیم بات ہے کہ لوگوں کے دل بھی جلے جا رہے ہیں اور وہ ان کے جھنڈے تلے لڑے بھی جا رہے ہیں۔

جب صحابہ کرامؓ ان اموی گورنروں کے منصب جلیلہ پر تمکن وتقرر کو اچھا نہیں سمجھتے، اس پر وہ برگشتہ وناراض ہیں بلکہ ان کو دل کی جلن لاحق ہوگئی ہے۔ معاذ اللہ! تو وہ انہی گورنروں کی قیادت وامارت میں فی سبیل اللہ کیونکر جہاد کر سکتے ہیں؟

لمحۂ فکریہ:

غور فرمایئے! مودودی صاحب کو ان حضرات سے بغض ونفرت ہے اور وہ اس تقرر وتعین کو پسند نہیں کرتے تو وہ اپنے بغض وکینہ کو چھپا نہیں سکتے اور ان پر طعن کرتے ہوئے ان حضرات کا نام لکھتے ہیں تو نہ کسی کے اسم گرامی کے ساتھ "حضرت" لکھتے ہیں اور نہ ہی "رضی اللہ عنہ"!

مودودی صاحب کو اس تعین وتقرر پر اعتراض ہو تو وہ تو سیدھے منہ ان حضرات کا نام تک نہ لیں اور اصحابؓ رسول ﷺ کو ان حضرات اور ان کے تقرر وتعین سے ہو بھی نفرت! اور وہ ان کے جھنڈے تلے فی سبیل اللہ جہاد بھی کریں اور ان کی امامت میں نمازیں بھی ادا کریں۔

ع خامہ انگشت بدنداں کہ اسے کیا لکھیے؟

حضرت عمرؓ نے اپنے رشتہ داروں کو......:

باقی رہا مودودی صاحب کا یہ "فرمان" کہ "حضرت عمرؓ نے اپنے رشتہ داروں کو عہدے نہیں دیئے تھے۔" سو یہ بھی غلط ہے۔

ایک عہدہ تو خود مودودی صاحب کو تسلیم ہے چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ "حضرت عمرؓ نے اپنے دس سال کے عہد میں بنی عدی کے صرف ایک شخص کو ایک چھوٹے سے عہدے پر مقرر کیا تھا۔ ("ترجمان" جون ۶۵ء ص ۴۴) (خلافت وملوکیت ص ۱۵۶)

Scanned by CamScanner

ان کے علاوہ بھی حضرت عمرؓ نے اپنے ایک رشتہ دار کو عہدہ دیا اور عہدہ بھی کوئی چھوٹا نہیں دیا بلکہ گورنری کا اعلیٰ عہدہ دیا۔

حضرت قدامہؓ بن مظعون:

حضرت قدامہ بن مظعون، حضرت عمرؓ کے بہنوئی تھے۔ نیز ان کی بہن حضرت عمرؓ کے گھر تھیں۔ جن سے حضرت حفصہ ام المؤمنین اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے۔ دیکھئے! حضرت قدامہؓ حضرت عمرؓ کے کتنے قریبی رشتہ دار ہیں۔ مگر انھیں حضرت عمرؓ نے بحرین کا گورنر مقرر فرمایا۔

امام ابن عبدالبر اور امام ابن حجر عسقلانی رحمہما اللہ قمطراز ہیں:۔

هو خال عبدالله وحفصة! بنى عمر بن الخطاب وكانت تحتة صفية بنت عمر بن الخطاب اخت عمر بن الخطاب..... واستعمله عمر بن الخطاب رضى الله عنه على البحرين۔[1]	حضرت قدامہؓ بن مظعون حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ اور حضرت حفصہؓ بنت عمرؓ کے ماموں ہیں۔ حضرت عمرؓ کی ہمشیرہ حضرت صفیہ ان کی زوجہ ہیں۔ حضرت عمرؓ نے انھیں بحرین کا گورنر مقرر فرمایا۔

مگر ''داعی حق'' اور ''محقق عصر'' برابر فرمائے جائیں گے کہ ''حضرت عمرؓ نے اپنے رشتہ داروں کو عہدے نہیں دیئے تھے۔''

ایک عجیب اتفاق:

اتفاق کی بات ہے کہ ان حضرت قدامہؓ بن مظعون کے خلاف بھی شراب نوشی کی شکایت کی گئی۔ ایک گواہ نے گواہی دی کہ قدامہ نے شراب پی۔ دوسرے نے گواہی دی کہ میں نے انھیں شراب قے کرتے دیکھا۔ حضرت قدامہؓ نے اس الزام کا انکار کیا مگر حضرت عمرؓ نے شہادت پر اعتماد کر کے حد جاری کرنے کا حکم دے دیا ہے۔[2] اور گورنری سے معزول کر دیا۔[3]

حضرت قدامہ رضی اللہ عنہ، سابقین اولین میں سے ہے۔ ہجرت حبشہ اور ہجرت مکہ، دونوں ہجرتوں سے مشرف ہیں، بدری ہیں۔[4] بدر کے ساتھ دوسرے تمام غزوات میں بھی شریک رہے۔[5]

---

[1] ''استیعاب'' و ''اصابہ'' ترجمہ حضرت قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ

[2] اصابہ، استیعاب ترجمہ حضرت قدامہؓ [3] طبری جلد ۳ ص ۲۰۲، استیعاب ترجمہ قدامہؓ

[4] اصابہ [5] استیعاب

Scanned by CamScanner

ان تمام عظمتوں اور ان تمام فضائل کے باوجود آپ کا قصہ حضرت ولیدؓ بن عقبہ سے ملتا جلتا ہے اور لفظ بہ لفظ ملتا جلتا ہے۔ نہ صرف اصل میں بلکہ جزئیات تک میں تشابہ و وحدت موجود ہے۔

حضرت ولیدؓ بن عقبہ کو تو داعیٔ حق نے مے نوش، فاسق اور شریب خمر کے القاب سے "نواز"۔ دیکھیں وہ حضرت قدامہؓ کو کن القاب سے یاد کرتے ہیں۔

پھر حضرت ولیدؓ کے گورنر مقرر کرنے پر تو داعیٔ حق نے حضرت عثمانؓ کو ہدف مطاعن واعتراضات بنایا۔ دیکھیں وہ حضرت قدامہؓ کو گورنر مقرر کرنے پر حضرت عمرؓ کے متعلق کیا "رائے مبارک" قائم کرتے ہیں۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ!

بفضلہٖ تعالیٰ مودودی صاحب کا ایک ایک طعن غلط ثابت ہو گیا۔

نمبر۱: نہ حضرت عثمانؓ کی پالیسی بلحاظ تدبیر نامناسب اور عملاً سخت نقصان دہ تھی۔

نمبر۲: نہ ہی حضرت عثمانؓ نے حضرت عمرؓ کی پالیسی کے خلاف پالیسی اختیار کی۔

نمبر۳: نہ ہی یہ صحیح ہے کہ "عہد فاروقی میں ان کو اتنے بڑے عہدے کبھی نہیں دیئے گئے۔"

نمبر۴: نہ ہی یہ صحیح ہے کہ "حضرت عمرؓ نے اپنے رشتہ داروں کو عہدے نہیں دیئے تھے۔"

سیدنا عثمانؓ کے خلاف محقق عہد جدید کا ایک ایک طعن غلط ثابت ہو گیا۔ والحمدللہ علٰی ذٰلک حمدًا کثیراً۔

طعن نمبر۱۶: یہ پالیسی سخت فتنہ انگیز تھی:

مودودی صاحب لکھتے ہیں اور پوری شوخی و بے باکی سے لکھتے ہیں کہ:۔

"حضرت عثمانؓ کی یہ پالیسی بڑے دور رس اور خطرناک نتائج کی حامل تھی، لیکن خاص طور پر دو چیزیں ایسی تھیں جو بالآخر سخت فتنہ انگیز ثابت ہوئیں۔ ایک یہ کہ انھوں نے حضرت معاویہ کو ایک ہی صوبہ کی گورنری پر مسلسل ۱۶۔۱۷ سال مامور رکھا حالانکہ......"[۱]

رفض نئے روپ میں:

حضرت عثمانؓ کی پالیسی دور رس اور خطرناک نتائج کی حامل تھی، خاص طور پر دو چیزیں

---

[۱] "ترجمان" جون ۶۵ء ص ۳۷ (خلافت وملوکیت ص ۱۱۵)

سخت فتنہ انگیز ثابت ہوئیں........."

گویا مودودی صاحب اس فتنۂ کبریٰ کی ساری ذمہ داری امام مظلومؓ پر عائد کر رہے ہیں۔ حالانکہ مفسدین اور سبائیوں نے فتنۂ عظیم اُٹھایا۔ جس میں امام مظلومؓ آخر نہایت بے دردی کے ساتھ شہید کر دیئے گئے۔ اپنی اس منطق کے زور سے مولانا ان سبائیوں کو صاف بچالے جانا چاہتے ہیں۔ اور اپنے حلقہ ارادت کو یہ باور کرارہے ہیں کہ فتنہ خود حضرت عثمانؓ کا اٹھایا ہوا تھا۔ یہ خطرناک نتائج انہی کی پالیسی سے برآمد ہوئے اور اس فتنہ انگیزی کا باعث ومنشا خود ان ہی کی غلط پالیسی تھی۔ میں کہتا ہوں کہ ہر متعصب دشمن صحابہؓ کا یہی فکر و ذہن نہیں؟ اور کیا کسی سبائی نے اس سلسلہ میں کبھی اس سے زیادہ کچھ کہا ہے؟ ہرگز نہیں! بات وہی اعدائے صحابہ والی ہے مگر منطق جدید وحسین ہے گویا مودودی صاحب کی شکل میں رفض نے نیا روپ دھارا ہے۔

جوابات:

نمبر۱: اگر آپ کی پالیسی سخت فتنہ انگیز تھی تو حضرت امامؓ معاذ اللہ ظالم ہوئے، وہ مظلوم کیسے ہوگئے؟ اور دنیائے اسلام انہیں امام مظلوم کے لقب سے کیوں یاد کرتی ہے؟ اور ارشاداتِ نبویہ میں انہیں مظلوم کیوں فرمایا گیا ہے؟ اور شہید کیوں؟ اور وہ فتنہ کے وقت حق و ہدایت پر کیسے ہوں گے؟

ارشاداتِ نبویہ:

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:۔

ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتنة فقال يُقتل هذا فيها مظلوماً بعثمان۔ رواه الترمذی۔ [۱]	حضور ﷺ نے فتنہ کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ اس فتنہ میں یہ (عثمانؓ) مظلوم شہید ہوں گے۔ (ترمذی)

۲۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے یہ روایت مسند امام احمدؒ سے بھی نقل کی ہے۔ [۲]

۱۔ "مشکوٰۃ المصابیح" مناقب الصحابہؓ باب مناقب عثمانؓ

۲۔ "البدایۃ والنہایۃ" جلد ۷ ص ۲۰۸

Scanned by CamScanner

۳۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔

"آنحضرت ﷺ کا خبر دینا کہ حضرت عثمانؓ شہید ہوں گے اور حق پر ہوں گے۔ بہت سی روایات سے ثابت ہے۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک فتنہ کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ یہ شخص اس میں ظلماً شہید کیا جائے گا۔ اس روایت کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور مرہ بن کعب اور عبداللہ بن حوالہ اور کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے، ان سب کے الفاظ قریب قریب ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک فتنہ کا ذکر فرمایا اور اسے بہت قریب بتلایا۔ اِسی اثنا میں ایک شخص سر پر چادر اوڑھے ادھر سے گزرا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یہ شخص اس وقت ہدایت پر ہوگا۔ راوی کہتے ہیں، میں اٹھا اور حضرت عثمانؓ کے دونوں شانے پکڑے اور انہیں رسولِ خدا کے سامنے لایا اور عرض کیا۔ وہ حق و ہدایت پر یہی ہیں؟ حضرت نے فرمایا، ہاں! (یہی ہیں) یہ روایت ابن ماجہ کی ہے جو انہوں نے کعبؓ بن عجرہ سے نقل کی ہے اور ترمذی اور حاکم (رحمہما اللہ) نے اسے دوسرے صحابہؓ سے قریباً انہی الفاظ میں روایت کیا ہے[1]

۴۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:۔

اسے امام احمد، ابویعلیٰ اور ابوعون (رحمہم اللہ) نے حضرت کعب بن عجرہ سے روایت کیا ہے، اور امام احمدؒ اور اسد بن موسیٰ (رحمہم اللہ) نے اسے حضرت مرّہؓ بن کعب سے روایت کیا ہے[2]

بے باکی کی حد ہوگئی:

غور فرمائیے! یہ درجن بھر احادیث صحیحہ حضرت عثمانؓ کو فتنہ کے وقت "حق و ہدایت" پر فرما رہی ہیں، اللہ کے سچے رسول تو انہیں علی الحق، علی الہدیٰ، مظلوم اور شہید فرما رہے ہیں مگر ایک داعیٔ حق صاحب ہیں کہ تاریخی روایات بلکہ خرافات کی بناء پر اس فتنہ کو خود حضرت عثمانؓ ہی کا

---

[1] ترجمہ "ازالۃ الخفاء" مقصد اول، فصل پنجم، بیان فتن۔

[2] "البدایۃ والنہایۃ" جلد ۷ ص ۲۰۹، ۲۱۰۔

Scanned by CamScanner

اُٹھایا ہوا قرار دے رہے ہیں۔ جرأت و جسارت بلکہ شوخی و بے باکی کی حد ہو گئی کہ ارشادات رسول کے خلاف مودودی صاحب حضرت عثمانؓ کی پالیسی کو فتنہ انگیز لکھ رہے ہیں اور اس فتنہ کا موجب و باعث حضرت عثمانؓ ہی کو ٹھہرا رہے ہیں۔

رسول کی مخالفت پر اصرار:

پھر انہیں ارشاداتِ رسول کے خلاف اپنے اس موقف پر اصرار ہے۔ چنانچہ وہ اس کی صحت کے لئے ''دلائل'' پیش کرتے ہوئے بعنوان ''شورش کے اسباب'' لکھتے ہیں۔

طعن نمبر ۱۷: صحابہؓ شورش میں شامل تھے، اکابر صحابہؓ ناراض تھے:

''حضرت عثمان کے خلاف جو شورش برپا ہوئی اس کے متعلق یہ کہنا کہ وہ کسی سبب کے بغیر محض سبائیوں کی سازش کی وجہ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی یا وہ محض اہلِ عراق کی شورش پسندی کا نتیجہ تھی، تاریخ کا صحیح مطالعہ نہیں ہے۔ اگر لوگوں میں ناراضی پیدا ہونے کے واقعی اسباب موجود نہ ہوتے اور ناراضی فی الواقع موجود نہ ہوتی تو کوئی سازشی گروہ شورش برپا کرنے اور صحابیوں اور صحابی زادوں تک کو اس کے اندر شامل کر لینے میں کامیاب نہ ہو سکتا تھا۔ ان لوگوں کو اپنی شرارت میں کامیابی صرف اس وجہ سے حاصل ہوئی کہ اپنے اقرباء کے معاملہ میں حضرت عثمان نے جو طرزِ عمل اختیار فرمایا تھا، اس پر عام لوگوں ہی میں نہیں بلکہ اکابر صحابہ تک میں ناراضی پائی جاتی تھی۔ اسی سے ان لوگوں نے فائدہ اٹھایا۔ اور جو کمزور عناصر انہیں مل گئے تھے ان کو اپنی سازش کا شکار بنا لیا۔ یہ بات تاریخ سے ثابت ہے کہ فتنہ اُٹھانے والوں کو اسی رخنے سے اپنی شرارت کے لئے راستہ ملا تھا''۔ [1]

عریانی ہی عریانی:

مودودی صاحب نے لاکھ بناؤ، تکلف، تصنع اور احتیاط سے کام لیا، مگر آخر عریاں ہو گئے اور ان سطور میں وہ کھل کر دنیا کے سامنے آ گئے۔

---

[1] ''ترجمان'' ستمبر ۶۵ص ۶۷ (خلافت وملوکیت ص ۳۲۸-۳۲۹)

سبائیوں کی وکالت:

خدا کی شان ہے کہ وہ داعی حق جن کی تعلّی، انھیں صحابہ کرامؓ کا وکیل صفائی بننے کی اجازت نہ دیتی تھی[1] بالآخر وہ سبائیوں کے وکیل صفائی بن کر رہے ہیں۔ کل تو مودودی صاحب صحابہ کرام اور مسلک حق اہلِ سنت کی وکالت صفائی کو اپنی شان "تحقیق" کے خلاف سمجھتے تھے۔ کیا ہم ان سے پوچھ سکتے ہیں کہ آج عبداللہ بن سبا ملعون مردود اور اس کی سازشی پارٹی کی "وکالت صفائی" کون کر رہا ہے؟ ؎

کس نے ڈالی ہیں رقیبوں کے گلے ہیں باہیں؟
تم تو کہتے تھے کہ "بیگانۂ آغوش ہیں ہم!"

جوابات:

نمبر ۱: مودودی صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ "فتنہ اُٹھانے والوں" کو "اپنی شرارت" کے لئے کسی "رخنہ" کی ضرورت نہیں ہوتی۔ "فتنہ گر" "فتنہ سامان" اور "فتنہ انگیز" کسی "رخنہ" کے محتاج نہیں ہوتے، وہ فتنہ اٹھا ہی لیتے ہیں۔ ہم پوچھتے ہیں، عہد حاضر میں امام مظلومؓ کے خلاف کسی کو فتنہ انگیزی کے لئے بھلا کونسا "رخنہ" ملا تھا؟ جس "رخنے" سے ان کو (انہی کے الفاظ میں) "اپنی شرارت کے لئے راستہ ملا" بھلا یہ بھی کوئی "رخنہ" ہے؟

بھلا یہ بھی کوئی "رخنہ" ہے؟ کہ "اگر لوگوں میں ناراضی پیدا ہونے کے واقعی اسباب موجود نہ ہوتے اور ناراضی فی الواقع موجود نہ ہوتی تو کوئی سازشی گروہ شورش برپا کرنے اور صحابیوں اور صحابی زادوں تک کو اس کے اندر شامل کر لینے میں کامیاب نہ ہو سکتا تھا۔" یا یہ بھی کوئی "شرارت کے لئے راستہ" ہے؟ کہ "ان لوگوں کو اپنی شرارت میں کامیابی صرف اس وجہ سے حاصل ہوئی کہ اپنے اقرباء کے معاملہ میں حضرت عثمانؓ نے جو طرزِ عمل اختیار فرمایا تھا۔ اس پر عام لوگوں ہی میں نہیں بلکہ اکابر صحابہ تک میں ناراضی پائی جاتی تھی۔"

نمبر ۲: میں کہتا ہوں اور پوری ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ:۔

۱۔ نہ لوگوں میں ناراضی پیدا ہونے کے واقعی اسباب موجود تھے۔

۲۔ نہ لوگوں میں ناراضی فی الواقع موجود تھی۔

۳۔ نہ شورش میں صحابیوں کی شمولیت اور شرکت تھی۔

---

[1] "ترجمان" ستمبر ۶۵ء ص ۶۷ (خلافت وملوکیت ص ۳۲۰)

Scanned by CamScanner

۴۔ اور نہ ہی اپنے اقرباء کے معاملہ میں حضرت عثمانؓ کے طرز عمل سے متعلق ا
صحابہ میں ناراضی پائی جاتی تھی۔

یہ سب الزام تراشی، بہتان طرازی، افترا پردازی اور فتنہ انگیزی تو ہے حقیقت
اسے دور کا بھی واسطہ نہیں۔

تاریخ کا صحیح مطالعہ:

داعی حق صاحب تو ان افترآت و بہتانات کو ''تاریخ کا صحیح مطالعہ'' قرار دیتے ہیں
حالانکہ یہ ''ملنگوں کی ترنگ'' تو ہو سکتی ہے، صحیح تاریخ نہیں ہو سکتی۔ اگر مودودی صاحب ''تار
کا صحیح مطالعہ'' چاہتے ہوں تو وہ ذیل کی سطور کا مطالعہ فرمائیں۔

سبائی پارٹی اور اس کا طریق کار:

امام ابن جریر طبری[1] رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:۔

''عبداللہ بن سبا صنعا کا ایک یہودی تھا۔ اس کی ماں حبشن تھی، وہ حضرت عثمانؓ
زمانہ خلاف میں (منافقانہ) اسلام لایا، پھر مسلمانوں کے شہروں میں گھوم گھوم کر ان کو گر
کرنے لگا۔ لوگوں سے کہا۔ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خاتم الانبیاء ہیں اور (حضرت
علیؓ خاتم الاوصیاء ہیں۔ اس کے بعد کہنے لگا جو شخص رسول اللہ ﷺ کی وصیت نہ مانے ا
(حضرت) علیؓ وصی رسولؐ پر غالب آ کر امت کی زمام کار اپنے ہاتھ میں لے لے، اس سے
ظالم کون ہوگا؟ اس کے بعد کہنے لگا کہ (حضرت) عثمانؓ نے خلافت بغیر حق کے لے لی ہے اور
(حضرت علیؓ) رسول اللہ ﷺ کے وصی ہیں۔ تم اس معاملے میں اقدام کرو اور اسے (حضر
عثمانؓ کو) اس منصب سے ہٹا دو اور اس مہم کا آغاز اپنے حکام اور گورنروں پر طعن و اعتراضا
سے کرو۔ وابدؤا بالطعن علی امرائکم، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا مظاہرہ کرو۔ ا
طرح لوگوں کو اپنی طرف مائل کرو۔ اور ان کو اسی مہم کی طرف بلاؤ۔ پس اس نے (تمام ممالک

---

[1] مودودی صاحب لکھتے ہیں:۔ ''ابن جریر طبری ہیں، جن کی جلالتِ قدر بحیثیت مفسر، محدث، فقیہ اور مورخ مسلم ہے، علم اور تقوٰ
دونوں کے لحاظ سے ان کا مرتبہ نہایت بلند تھا'' (اس کے بعد امام ابن خزیمہ، ابن کثیر، ابن حجر، خطیب بغدادی، ابن اثیر رحہم اللہ کے
اقوال حضرت امام طبریؒ کی مدح و منقبت میں نقل کر کے پھر لکھتے ہیں، بخاری) تاریخ میں کون ہے جس نے ان پر اعتماد نہیں کیا ہے
خصوصیت کے ساتھ دور فتنہ کی تاریخ کے معاملہ میں تو محققین انہی کی آراء پر زیادہ تر بھروسہ کرتے ہیں۔ ابن کثیر بھی اس دور کی تاریخ
میں انہی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔'' (''ترجمان'' ستمبر ۶۵ء ص ۶۳) (خلافت وملوکیت ص ۳۱۲)

Scanned by CamScanner

ہیں) اپنے داعی (اور ایجنٹ) پھیلا دیئے۔ اور شہروں میں مفسدہ پردازوں کو ہدایات جاری کیں۔ انھوں نے خفیہ طور پر اپنی سرگرمیاں شروع کردیں۔ بظاہر امر بالمعروف نہی عن المنکر (وعظ و تبلیغ) کرتے، وجعلوا یکتبون الی الامصار بکتب یصنعونها فی عیوب ولا تهم اور دوسرے شہروں کے لوگوں کو ایسے بناوٹی مکتوبات بھیجتے جو حکام اور گورنروں کے عیوب پر مشتمل ہوتے اور ان کے ہم مسلک بھی اس قسم کے مصنوعی خطوط (دوسرے شہروں کو) لکھتے، اس طرح ہر شہر کے سبائی دوسرے شہر کو اس قسم کے افسانوں پر مشتمل خطوط لکھتے۔ ان شہروں کے خطوط ان شہروں میں پڑھے جاتے۔ یہاں تک کہ اس قسم کے خطوط مدینہ طیبہ پہنچنے لگے، واوسعوا الارض اذاعة اور وسیع پیمانے پر سارے ملک میں پروپیگنڈا ہونے لگا، اور ہر شہر کے لوگ (اس پروپیگنڈا کا شکار ہوکر) کہنے لگے کہ دوسرے لوگ جن حالات و مصائب میں مبتلا ہیں (شکر ہے کہ) ہم ان سے عافیت میں ہیں۔ فیقول اهل کل مصر انا لفی عافیة مما ابتلی به هؤلاء مگر اہل مدینہ جن کے پاس ہر طرف سے خطوط آرہے تھے۔ فقالوا انا لفی عافیة مما فیه الناس کہتے تھے کہ ساری دنیا جن مصائب سے دوچار ہے (خدا کا شکر ہے کہ) ہم ان سے عافیت میں ہیں۔"[1]

حالانکہ بفضلہٖ تعالیٰ ساری مملکت اسلامی عافیت میں تھی اور کہیں بھی کوئی تکلیف وشکایت قطعاً نہ تھی۔

مطاعن واعتراضات کا بانی:

مودودی صاحب کے ممدوح و محمود اور معتمد علیہ حضرت امام طبری رحمہ اللہ کی اس روایت سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آگئی کہ عہد عثمانی کے گورنروں پر طعن واعتراضات کی ایجاد کا "سہرا" ابن سبا یہودی کے سر ہے اور پروپیگنڈا کے فن کا امام و استاد بھی ابن سبا ہے۔ آج جو لوگ دولت عثمانیہ کے گورنروں کو گوناگوں مطاعن واعتراضات کا ہدف بنارہے ہیں اور اپنے پروپیگنڈا کے زور سے ان محسنین امت کو دنیا میں بدنام کررہے ہیں، وہ لاکھ کوشش کریں، ابن سبا اور اس کی پارٹی کے درجہ و مقام کو نہیں پہنچ سکتے۔

---

[1] طبری جلد ۳ ص ۳۷۸، ۳۷۹۔ امام ابن کثیرؒ نے بھی ابن سبا اور سبائیوں کے متعلق یہی کچھ لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو، البدایۃ والنہایۃ جلد ۷ ص ۱۶۷، ۱۶۸

شکایات کی تحقیقات:

امام ابن جریرؒ روایت کرتے ہیں:۔

"(جب ہر صوبہ کے گورنر کے خلاف بناوٹی مطاعن اور جھوٹی شکایات سے متعلق مکتوب پر مکتوب مدینہ طیبہ آنے لگے) تو اہل مدینہ حضرت عثمانؓ کے پاس آئے اور کہا، امیر المومنین! جو اطلاعات ہمیں پہنچ رہی ہیں۔ کیا یہ آپ تک بھی پہنچ رہی ہیں؟ فرمایا:۔

لا واللہ ما جاءنی الا السلامۃ۔ نہ! خدا کی قسم مجھے تو خیر وسلامتی کے سوا کوئی بھی خبر نہیں پہنچی۔ انھوں نے ان اضطراب انگیز اطلاعات سے آپ کو مطلع کیا تو آپ نے فرمایا: تم مسلمانوں کے اکابر و عمائد اور میرے مشیر و وزیر ہو، تم مجھے مشورہ دو (کہ میں کیا کروں؟) انھوں نے کہا، آپ معتمد علیہ اشخاص کو ملک میں بھیجیں تاکہ وہ صحیح حالات سے آپ کو مطلع کریں۔ اس پر آپ نے (حضرت) محمد بن مسلمہ کو بلا کر کوفہ، (حضرت) اسامہ بن زید کو بصرہ، (حضرت) عمار بن یاسر کو مصر، اور (حضرت) عبداللہ بن عمر کو شام بھیجا، اور بعض دوسرے صحابہ کو بھی بھیجا۔ (رضی اللہ عنہم) حضرت عمارؓ سے پہلے یہ سب واپس آئے اور کہا:۔

ایھا الناس ما انکرنا شیئاً ولا انکرہ اعلام المسلمین ولا عوامھم وقالوا جمیعاً الا مر امر المسلمین الا ان امرأھم یقسطون بینھم ویقومون علیھم[1]

لوگو! ہم نے کوئی ناروا بات نہیں دیکھی، نہ ہی کسی گورنر پر اکابر مسلمین کو کوئی اعتراض ہے اور نہ ہی عامۃ المسلمین کو! اور سب نے مل کر کہا حکومت عام مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے۔ گورنروں کا کام تو صرف اس قدر ہے کہ ان کے مابین عدل وانصاف کرتے ہیں اور اُن کے محافظ ہیں۔

فرمان عام:

نیز امام ابن جریرؒ اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ:۔

"حضرت عثمانؓ نے ملک میں ایک گشتی فرمان جاری کیا کہ، "میں ہر سال حج کے موقع پر تمام عمال کو جمع کرتا ہوں۔ میرے اور میرے جس عامل کے خلاف کوئی بات پیش کی جاتی ہے، میں اس کا تدارک کرتا ہوں۔ اس کے باوجود اہل مدینہ تک یہ بات پہنچی ہے کہ بعض عمال لوگوں کو گالیاں دیتے ہیں اور بعض لوگوں کو مارتے ہیں۔ جس کو اس قسم کی کوئی شکایت ہو وہ حج کے موقع

[1] طبری جلد ۳ ص ۳۷۹

Scanned by CamScanner

پر آئے اور مجھ سے یا میرے عمال سے اپنا حق وصول کر لے"۔

جب یہ فرمان ملک میں پڑھا گیا تو:۔

ابکی الناس ودعوا لعثمان وقالوا ان الامة لتمخض بشر[1]

لوگ رونے لگے اور حضرت عثمانؓ کے لئے دعائیں کیں اور کہنے لگے کہ بلا شبہ یہ امت فتنہ وشر میں مبتلا ہو گئی ہے۔

شر انگیزی ہی شر انگیزی:

نہ فی الواقعہ کسی کو کسی گورنر یا امیر المومنین سے کوئی شکایت تھی، نہ ہی کوئی شکایت لے کر پیش ہوا۔ بہر حال حضرت امامؓ نے حجت تمام کر دی اور امت نے بھی اپنے امامؓ سے وفاداری محبت کا بھرپور مظاہرہ کیا۔ لوگ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ امامؓ کو دعائیں دیں، اور اس قسم کی افواہوں کو شر انگیزی سے تعبیر کیا۔

گورنروں کی مجلس مشاورت:

طبری ہی کی روایت ہے کہ اس کے بعد حضرت عثمان نے گورنروں کو طلب کیا۔ حضرت عبداللہ بن عامر، حضرت معاویہ، حضرت عبداللہ بن سعد آ گئے۔

حضرت عمرو بن العاص اور حضرت سعید بن العاص بھی شریک مشورہ ہوئے (رضی اللہ عنہم) حضرت عثمانؓ نے ان سے فرمایا، یہ شکایات کیسی ہیں؟ اور یہ کیا افواہیں پھیل رہی ہیں؟ انھوں نے کہا:۔

الم تبعث الم ترجع اليك الخبر عن القوم الم يرجعوا ولم يشا فهم احد بشيئ

کیا آپ نے (تحقیق حالات کیلئے) آدمی نہیں بھیجے تھے؟ کیا آپ کو لوگوں کی خبر نہیں پہنچی؟ کیا وہ تحقیقات کرنیوالے اس حال میں واپس نہیں آئے کہ ان کو کوئی شخص بھی شکایت کرنے والا نہیں ملا؟

خدا کی قسم! (معترضین) نہ تو سچ کہتے ہیں۔ نہ ہی ان میں نیکی اور شرافت ہے، اور نہ ہی ہم کو ہرگز اس قسم کی باتوں کا علم ہے، اور اگر آپ ان میں سے کسی کو پکڑ کر دریافت فرمائیں تو وہ کوئی بھی بات آپ کے سامنے پیش نہیں کر سکے گا۔

---

[1] "طبری جلد ۳ ص ۳۸۰

Scanned by CamScanner

وما هی الا اذاعة لا یحل لا[illegible] — یہ تو نرا پروپیگنڈا ہی پروپیگنڈا ہے [illegible] جائز نہیں ہے کہ اس کی طرف توجہ [illegible]
خلیها ولا الالتفات الیها

امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے بھی گورنروں کی اس مجلس مشاورت کا ذکر [illegible]

خلاصہ:

ہم نے ابن سبا ملعون کی شخصیت، اس کی پارٹی اور اس کے [illegible] مفصل روایات پیش کر دی ہیں اور مودودی صاحب کے معتمد علیہ [illegible] کر دی ہیں۔

اب یا تو مودودی صاحب ہم نے دیکھیں گے کہ "[illegible] نہیں کرتے"

اور اگر مودودی صاحب ان پر اعتماد کرتے ہیں تو ان کے چار [illegible] قرار دیتے ہیں کیونکہ ان تفصیلات سے تو واضح ہو گیا کہ:

۱۔ ان لوگوں میں ناراضی پیدا ہونے کے واقعی اسباب موجود تھے۔

۲۔ ان لوگوں میں ناراضی فی الواقع موجود تھی۔

۳۔ شورش میں صحابیوں کی شمولیت اور شرکت تھی۔

۴۔ [illegible] اپنے اقرباء کے معاملہ میں حضرت عثمانؓ کے طرز عمل سے متعلق [illegible] ناراضی پائی جاتی تھی۔

بلکہ یہ محض شرارت تھی، فتنہ پردازی، فتنہ انگیز سازش جو صرف سبائی پارٹی نے [illegible]۔

نمبر ۳: قطعی طور پر روایات مندرجہ بالا سے واضح ہو گیا کہ فتنہ [illegible] شورش میں کسی صحابی کا ہاتھ نہیں تھا۔ جن کو ہم مودودی صاحب کے ممدوح و محبوب اور معتمد علیہ [illegible] کثیر رحمہ اللہ کی صراحت [illegible] سمجھتے ہیں۔

یہ بعض لوگ ذکر کرتے ہیں کہ:

ان بعض الصحابة اسلمه و رضی بقتله فهذا لا یصح عن احد من الصحابة انه رضی بقتل عثمان

کہ بعض صحابہؓ نے آپ کو (باغیوں کے) حوالہ کر دیا تھا اور وہ آپ کے قتل سے راضی تھے، (تو یہ) صحیح نہیں ہے کہ کسی ایک صحابیؓ سے بھی یہ ثابت

لے البدایۃ [illegible]

رضی اللہ عنہ بل کلھم کرھہ و مقتلہ وسب من فعلہ [1]

نہیں کہ وہ حضرت عثمانؓ کے قتل پر رضا مند ہو، بخلاف اس کے جمیع صحابہ کرامؓ نے آپ کے قتل کو برا سمجھا، اس پر ناراض ہوئے اور قاتلین کو برا بھلا کہا۔

یاران رسول جن کی باہمی محبت ورافت اور اتحاد والفت پر کتاب اللہ کی تصریحات اور رسول خدا کے ارشادات شاہد اور گواہ ہیں۔ ان سے متعلق یہ تصور بھی کہ وہ اپنے ایک رفیق وصاحب اور نبی کریم کے برگزیدہ صحابی اور عزیز داماد کے خلاف سازشی گروہ کی شورش کے اندر شامل ہوسکتے ہیں اور اس طرح ان کے دامن امام مظلومؓ کے خون ناحق کے داغ دھبوں سے آلودہ وملوث ہوسکتے ہیں بہت بڑی معصیت ہے۔ خدا ہمیں اس قسم کے ذلیل تصور اور خبیث تخیل کی ہوا تک نہ لگنے دے۔

امام ابن العربی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:۔

ان احدا من الصحابة لم يسع عليه ولا قعد عنه۔ [2]

یہ حقیقت ہے کہ کوئی صحابی بھی نہ تو آپ کی مخالفت میں سرگرم عمل ہوا، اور نہ ہی آپ کی حفاظت وحمایت کے فریضہ سے دست کش ہوا۔

اصحابؓ رسول کا مقام محمود:

داعیِ حق صاحب تو اصحابؓ رسول کو سبائیوں کی شورش میں شامل کر کے ان قدوسیوں کا دامن امام مظلومؓ کے خون ناحق سے ملوث کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور اصحابؓ رسول کا مقام یہ ہے کہ وہ ان مردودوں کو قتل کر دینے کا مشورہ دے رہے ہیں۔

امام ابن جریرؒ ہی روایت کرتے ہیں:۔

سبائیوں نے اپنی پارٹی کے سازشی عناصر کو لکھا کہ مدینہ پہنچ کر اپنے عزائم کی تکمیل کے امکانات کا جائزہ لیں، امر بالمعروف کا ڈھونگ رچائیں اور (حضرت) عثمانؓ سے اُڑتی ہوئی افواہوں سے متعلق سوال اور مباحثہ کریں چنانچہ (کوفہ وغیرہ سے) وہ مدینہ پہنچ گئے، حضرت عثمانؓ کو خبر ہوئی تو انھوں نے خود ان کوفیوں اور بصریوں کو بلوا بھیجا۔ ''الصلوۃ جامعة'' سے منادی کرائی وہ آپ کے قریب منبر کے گرد بیٹھے تھے۔

[1] ''البدایۃ والنھایۃ'' جلد ۷ ص ۱۹۸

[2] ''العواصم من القواصم'' ص ۱۳۶

Scanned by CamScanner

فاقبل اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى احاطوا بهم۔

اصحابؓ رسولؐ تشریف لائے یہاں تک کہ سبائیوں کو گھیر لیا۔

حضرت عثمانؓ نے حمد و ثنا کے بعد انہیں ان لوگوں (کے آنے اور ان کی آمد کے مقصد) کی خبر دی۔ دو آدمی کھڑے ہو گئے اور کہا ''جمیعاً اقتلهم '' آپ ان سب کو قتل کر دیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ''جو لوگوں کے امام کے خلاف بغاوت کرے، فعليه لعنة الله فاقتلوه۔ اس پر اللہ کی لعنت ہے اور اسے قتل کر دو''۔ اور حضرت عمرؓ کا قول ہے کہ ''سوائے اس کے کہ ایسے شخص کو قتل کر دو، تمہیں اور کچھ جائز نہیں، اور میں اس کے قتل میں تمہارا شریک ہوں'' مگر حضرت عثمانؓ نے فرمایا۔ بل نعفو۔ نہیں ہم انہیں معاف کرتے ہیں۔ (اس کے بعد آپ نے) ان کے ایک ایک اعتراض کو صحابہ کرامؓ کے سامنے پیش کر کے اس کا جواب دیا، اور ایک ایک جواب پر اصحابؓ رسولؐ سے دریافت فرمایا) أكذالك ؟ کیا ایسا ہی ہے؟ قالوا اللهم نعم۔ سب حضرات نے (ایک ایک جواب پر حضرت امامؓ کی تصدیق کرتے ہوئے فرمایا) خدا کی قسم! ہاں ایسا ہی ہے اور حضرت امامؓ سے درخواست کرتے رہے کہ ان کو قتل کر دیں۔

وابى المسلمون الا قتلهم وابى الا تركهم فذهبوا ورجعوا الى بلادهم[1]

جمیع مسلمان (بشمول حضرات صحابہ کرامؓ) اصرار کرتے رہے کہ انہیں قتل کر دیا جائے، مگر حضرت عثمانؓ کو اصرار تھا کہ انہیں چھوڑ دیا جائے، چنانچہ وہ اپنے اپنے شہروں کو واپس چلے گئے۔

انکشاف حقیقت:

اس واقعہ سے یہ حقیقت منکشف ہو گئی کہ ساری شرارت ان سبائی مفسدین کی تھی۔ اصحابؓ رسولؐ تو اصحابؓ رسولؐ! اسلامیان مدینہ میں ایک بھی شخص نہ تو حضرات امامؓ کے خلاف تھا، اور نہ سازشی گروہ کی شورش کے اندر کوئی صحابی شامل تھا اور نہ ہی اکابر صحابہؓ میں کوئی ناراضی پائی جاتی تھی۔ وہ تو اُلٹا الزامات و افترآت اور مطاعن و اعتراضات کے جواب میں امامؓ وقت کی تصدیق اور صفائی کر رہے تھے۔ اور ان سب کا متفقہ اور باصرار مطالبہ یہ تھا کہ امامؓ وقت کے بغاوت کرنیوالے ان سازشی غنڈوں کو حسب ارشاد رسولؐ قتل کر دیا جائے۔

Scanned by CamScanner

ببیں تفاوتِ رہ..........:

کہاں امام طبری رحمہ اللہ کے مندرجہ بالا ارشادات! اور کہاں ان کی تعریف وتوصیف میں رطب اللسان مودودی صاحب کے یہ "ارشادت" کہ:۔

۱۔ شورش کے اندر صحابیوں کو شامل کرلیا گیا تھا۔

۲۔ حضرت عثمانؓ کے اپنے اقرباء کے معاملہ میں طرزِ عمل سے اکابر صحابہؓ تک میں ناراضی پائی جاتی تھی۔

طعن نمبر ۱۸: کوئی صحابی حضرت کا حامی نہ رہا:

نہ صرف یہ بلکہ اس سے آگے بڑھ کر بڑی جسارت و بے باکی کے ساتھ لکھتے ہیں کہ:

"طبری، ابن اثیر اور ابن کثیر نے وہ مفصل گفتگوئیں نقل کی ہیں جو اس فتنے کے زمانے میں حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ کے درمیان ہوئی تھیں۔ ان کا بیان ہے کہ مدینے میں حضرت عثمانؓ پر ہر طرف نکتہ چینیاں ہونے لگیں اور حالت یہ ہوگئی کہ چند صحابہ (زید بن ثابت، ابو اسید الساعدی، کعب بن مالک اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہم) کے سوا شہر میں کوئی صحابی ایسا نہ رہا جو حضرت والا کی حمایت میں زبان کھولتا، تو لوگوں نے حضرت علیؓ سے کہا کہ آپ حضرت عثمانؓ سے مل کر ان معاملات پر بات کریں چنانچہ وہ ان کی خدمت میں تشریف لے گئے اور ان کو وہ پالیسی بدل دینے کا مشورہ دیا، جس پر اعتراضات ہو رہے تھے۔"[۱]

جوابات:

نمبر۱: ہم پوری دیانت اور زور وقوت سے مودودی صاحب کے ان تمام اعتراضات ومطاعن کا ردّ وانکار کرتے ہیں اور ایک ایک کر کے ان کی لغویت وبطلان کو بعونہ تعالیٰ ثابت کرتے ہیں۔

۱۔ نہ ہی مدینے میں ہر طرف حضرت عثمانؓ پر نکتہ چینیاں ہوئیں۔

۲۔ نہ ہی صحابہ کرام حضرت والا کی حمایت سے دست کش ہوئے۔

۳۔ نہ ہی حضرت عثمانؓ کی پالیسی پر اعتراضات ہو رہے تھے۔

۴۔ اور نہ ہی حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کو وہ پالیسی بدل دینے کا مشورہ دیا۔

---

۱ "ترجمان" اکتوبر ۶۵ء ص ۵۳

Scanned by CamScanner

بہتان ہی بہتان:

یہ سارا امام مظلومؓ پر ظلم ہی ظلم، بہتان ہی بہتان اور افتراء ہی افتراٗ ہے۔

تحقیق مزید:

ان ہفوات وخرافات کی لغویت اوران الزامات وافترآت کا بطلان تو امام طبری رحمہ اللہ کی مندرجہ بالا روایات سے ثابت ہے۔ تاہم مزید روایات پیش کی جاتی ہیں جن سے ثابت ہوجائے گا کہ ایک صحابی نے بھی حضرت امامؓ کی پالیسی سے اختلاف نہیں کیا۔ نہ ہی کوئی صحابی حضرت امامؓ کی حمایت ونصرت سے دست کش ہوا اور نہ ہی حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کو پالیسی بدل دینے کا مشورہ دیا۔

ا۔ اس خرافات کے سولہ آنے خلاف حضرت علیؓ اور صحابہ کرامؓ نے نہ صرف حضرت امامؓ کی نصرت کی بلکہ ان کی پالیسی کی بھی پوری حمایت کی۔ امام طبری رحمہ اللہ ہی روایت کرتے ہیں کہ:۔

شوال ۳۵ھ میں مصری (مفسدین) چار گروہوں میں نکلے......

ولم یجترئو ان یعلموا الناس	انھیں اتنی جرات نہ تھی کہ لوگوں کے سامنے لڑائی
بخروجھم الی الحرب وانما اخرجوا	کے لئے نکلتے، بلکہ یہ حاجیوں کی وضع بنا کر نکلے۔
کا الحجاج ومعھم ابن السوداء	عبداللہ بن سباء (ملعون) انکے ساتھ تھا۔

کوفہ کے مفسدین بھی چار گروہوں میں اور بصرہ کے مفسد سبائی بھی چار گروہوں میں نکلے۔ جب یہ لوگ مدینہ طیبہ کے قریب پہنچ گئے۔ تو ان میں سے دو شخص (حالات کا اندازہ کرنے کے لئے) مدینہ آئے۔ ازواج النبی، حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر (رضی اللہ عنہم) سے ملے، اور کہا، ہم امیر المومنین سے بعض عمال کو معزول کرانے کے لئے آئے ہیں، اور لوگوں سے مدینہ میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ فکلھم ابی ونھی ان سب نے اجازت دینے سے انکار کر دیا اور اس سے منع کیا۔ چنانچہ یہ واپس اپنے لوگوں کی طرف لوٹ گئے۔[1]

معترضین عثمانؓ پر لعنت:

نہ صرف صحابہ کرام اور اہل مدینہ نے ان سبائی غنڈوں کو شہر میں داخلہ کی اجازت نہ دی بلکہ ان پر لعنت اور پھٹکار بھی کی چنانچہ امام ابن جریر، اور امام ابن کثیر رحمہما اللہ لکھتے ہیں:۔

مصری سبائیوں کی ایک جماعت نے حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کیا اور

---

[1] طبری جلد ۳ ص ۳۸۶ ملخصاً بلفظہ

اپنا مقصد پیش کیا۔

فصاح بھم واطردھم وقال لقد علم الصالحون ان حبش ذی المروہ و ذی خشب ملعونون علی لسان محمد صلی الله علیه وسلم، فار جعوا لا صحبکم الله۔

تو آپ نے بآواز بلند انھیں دھتکار دیا اور فرمایا، نیک لوگوں کو علم ہے کہ ذی المروہ اور ذی خشب (اور عواص) والے لشکر (یعنی مصری اور بصری اور کوفی سبائی غنڈے) بارشادِ نبوی ملعون ہیں، تم واپس لوٹ جاؤ، خدا تمہارا ساتھی (اور حامی) نہ ہو۔

اسی طرح بصری حضرت طلحہؓ کی خدمت میں اور کوفی حضرت زبیرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی آمد کی غرض بتلائی، چنانچہ ان دونوں حضرات نے بھی انہی الفاظ میں ان کو جواب دیا اور ان کو بالفظ نبوی ملعون قرار دیا، اور جھڑک کر اپنے سے دور کر دیا۔ پس یہ لوگ واپس اپنے اپنے لشکر میں پہنچے تا کہ جب اہل مدینہ منتشر ہو جائیں تو یہ پھر لوٹ آئیں۔[1]

حضرت علیؓ نے سبائیوں کے ایک ایک طعن کا جواب دیا:

داعی حق صاحب پوری "حق پسندی" سے لکھتے ہیں کہ "شہر میں کوئی صحابی ایسا نہ رہا جو حضرت والا کی حمایت میں زبان کھولتا" اور یہاں یہ حال ہے کہ حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ کی حمایت میں مناظرے مباحثے فرما رہے ہیں۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:۔

جب مصری (سبائی غنڈے) مدینہ کے قریب پہنچ گئے تو حضرت عثمانؓ کے حکم سے حضرت علیؓ ان کے پاس گئے وخرج معه جماعة الا شراف اور اشراف (صحابہؓ) کی ایک جماعت ان کے ساتھ تھی۔ فردھم وانبھم وشتمھم حضرت علیؓ نے ان مصری سبائیوں کو رد کیا، انھیں تنبیہ کی اور سخت سست کہا۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ انه ناظر ھم فی عثمان۔ حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کی حمایت میں ان مصری سبائیوں سے مباحثہ بھی فرمایا۔ ان سے دریافت فرمایا کہ انھیں حضرت عثمانؓ پر کیا اعتراضات ہیں؟ انھوں نے کہا: اور اس نے نوجوان (امویوں) کو حاکم مقرر کیا ہے۔ وانه اعطی بنی امیة اکثر من الناس اور آپ نے بنوامیہ کو لوگوں سے زیادہ بخش دیا ہے۔ فاجاب علی عن ذلك، پس حضرت علیؓ نے ایک ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: رہا آپ کا نوجوانوں کو حاکم بنانا۔ فلم یول الا رجلا سویا عدلا، سو آپ

[1] طبری جلد ۳ ص ۳۸۷ ملخصاً بلفظہ، البدایۃ والنہایۃ جلد ۷ ص ۱۷۴

Scanned by CamScanner

نے مرد کامل عادل کے سوا کسی بھی حاکم نہیں بنایا، اور رسول اللہ ﷺ نے عتاب بن اسید (اموی) کو مکہ کا حاکم بنایا تھا۔ حالانکہ اس کی عمر بیس برس کی تھی، رہا ان کا اپنی قوم بنی امیہ کو ترجیح دینا فقد کان رسول الله صلى الله عليه وسلم يؤثر قريشا على الناس۔ سو حضور بھی (اپنی قوم) قریش کو لوگوں پر ترجیح دیا کرتے تھے۔ [1]

رَجُلًا سَوِيًّا عَدْلًا:

لیجئے! داعی حق نے تو اموی گورنروں کو فاسق اور شرابی تک ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا لیکن سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ (ان تمام گورنروں کو رجلا سویا عدلا یعنی مرد کامل و عادل فرما کر ان کی تعریف فرما رہے ہیں۔

حضرت عثمانؓ کی پالیسی حضرت علیؓ کی پالیسی ہے:

مودودی صاحب تو حضرت امامؓ کی پالیسی کو فتنہ انگیز کہہ رہے ہیں مگر سیدنا علیؓ حضرت عثمانؓ کی پالیسی کو اپنی پالیسی فرما رہے ہیں۔

امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ:۔

لوگ حضرت عثمانؓ کے جھوٹ موٹ عیب بیان کرتے تھے۔ ان سے حضرت علیؓ نے فرمایا:۔

انكم وما تعيرون به عثمان كالطاعن نفسه ليقتل ردفه ما ذنب عثمان في رجل قد ضربه بقوله وعزله عن عمله وما ذنب عثمان فيما صنع عن امرنا [2]

تم جو حضرت عثمانؓ کی عیب چینی کرتے ہو تو تمہاری مثال ایسی ہے، جیسے کوئی شخص اپنے پیچھے بیٹھے ہوئے شخص کو قتل کرنے لگے اور اپنے آپ کو زخمی کر دے، ایسے آدمی کے بارے میں حضرت عثمانؓ کا کیا گناہ ہے جسے آپ نے اس کے اپنے بیان کی بنا پر مارا اور اسے اس کے عہدے سے معزول کر دیا اور جو کام انھوں نے ہمارے مشورہ سے کئے، ان میں حضرت عثمانؓ کا کیا گناہ ہے؟

سیدنا علیؓ کے اس ارشاد سے جہاں حضرت امامؓ کا دامن کردار بے داغ نظر آتا ہے، وہاں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امامؓ پر طعن و اعتراض کرنے والے اپنے منہ پر تھوکتے ہیں۔ حضرت

---

[1] "البدایۃ والنہایۃ" جلد ۷، ص ۱۷۱

Scanned by CamScanner

امامؓ کا کوئی جرم و گناہ نہیں۔ مجرم وہی لوگ ہیں جو امامؓ پر الزام لگاتے اور ان کی عیب چینی کرتے ہیں۔ ورنہ حضرت امامؓ کا کوئی ایسا کام نہیں جس میں حضرت علیؓ کا مشورہ شامل نہ ہو۔

خلاصہ:

بحث ذرا طویل تو ہوگئی مگر مودودی صاحب کے ممدوح اور معتمد علیہ مورخین حضرات کی تحریر سے معلوم ہو گیا کہ:۔

۱۔ اسلامیان مدینہ اور اصحابؓ رسولؐ میں سے کوئی بھی حضرت امامؓ کے خلاف نہ تھا۔

۲۔ جمیع صحابہؓ حضرتؓ کے حامی تھے۔

۳۔ کسی صحابیؓ حضرت امامؓ سے کوئی شکایت نہ تھی۔

۴۔ حضرت عثمانؓ کے خلاف اقرباء نوازی اور بنو امیہ کو حاکم اور گورنر بنانے کا طعن و اعتراض عبداللہ بن سباء یہودی ملعون اور اس کی پارٹی کی ایجاد ہے۔

۵۔ کوئی بھی صحابی بلکہ کوئی مدنی ان اعتراضات کو درست خیال نہیں کرتا تھا بخلاف اس کے سب ا سے مفسدین سبائیوں کا پروپیگنڈا یقین کرتے تھے چنانچہ انھوں نے ان غنڈوں کو مدینہ طیبہ میں داخل ہونے کی اجازت دینے سے صاف انکار کر دیا اور انھیں حضرت امامؓ سے ان گورنروں کی معزولی کا مطالبہ کرنے کی بھی اجازت نہ دی۔

۶۔ اکابر صحابہؓ ان سازشی سبائیوں کو ارشاد نبوت کی روشنی میں ملعون سمجھتے تھے چنانچہ انھوں نے نہایت صفائی سے انہیں ملعون کہہ کہ دھتکار دیا۔

۷۔ ان کے ایک ایک اعتراض اور طعن کو رد کیا اور حضرت امامؓ کی صفائی دی اور ان کی برأت کی۔

۸۔ سیدنا حضرت علیؓ نے امامؓ عالی مقام کی پالیسی کو بے داغ قرار دیا۔ ان کے سیاسی اقدامات کی تائید و تصدیق کی اور ان کو الزامات و اعتراضات سے بری فرمایا اور

۹۔ اُلٹا مجرم انہیں قرار دیا جو حضرت امامؓ کی پالیسی کو ہدف طعن بناتے اور فتنہ انگیز قرار دیتے ہیں۔

ان ثابت شدہ اور مودودی صاحب کی معتمد علیہا کتب تاریخ ابن جریر طبری اور ابن کثیر ہی سے ثابت شدہ حقائق کے سولہ آنے خلاف یہ کہنا کہ:۔

ا۔ مدینہ میں ہر طرف حضرت عثمانؓ کی پالیسی پر اعتراضات ہو رہے تھے۔

۲۔ صحابہ کرامؓ حضرت کی حمایت سے دست کش ہو گئے اور چار صحابہؓ کے سوا شہر میں کوئی صحابی ایسا نہ رہا جو حضرت والا کی حمایت میں زبان کھولتا۔

Scanned by CamScanner

۳۔ حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کو پالیسی بدل دینے کا مشورہ دیا۔
داعیِ حق ہی کو زیب دیتا ہے ورنہ اور کون ہے جو یہ جرأت و جسارت کر سکے؟ اگر کوئی
اور ایسی باتیں کرتا تو مردود اور جاہل کا لقب پاتا۔
حضرت امام ابن العربی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:۔
مردودوں اور جاہلوں نے یہاں تک کہا ہے کہ کبار صحابہ سب کے سب حضرت عثمانؓ کے خلاف آواز بلند کرنے والے اور تحریک چلانے والے تھے اور آپ کے خلاف جو کچھ ہوا اس سے راضی تھے، اور ان مردود جاہلوں نے ایسی کتابیں تصنیف کی ہیں...... وذلك كله مصنوع۔ یہ سب "گھڑنتو" باتیں ہیں تا کہ مسلمانوں کے قلوب کو سلف صالحین اور خلفائے راشدین کے خلاف برانگیختہ کریں۔[1]

روایات کی تحقیق

مندرجہ بالا مفصل بحث سے حقیقت تو آشکارا ہوگئی، مگر مودودی صاحب نے اپنے ادّعاءِ باطل کے ثبوت میں جو روایات پیش کی ہیں ذرا ان کی بھی تحقیق کرلیں۔

پہلی روایت:

پہلا بیان مودودی صاحب نے ابن سعد جلد ۵، ص ۳۶ سے نقل کیا ہے۔

جوابات:

نمبر۱: اول تو امام ابن سعد رحمہ اللہ کا یہ بیان کسی سند کے بغیر ہے۔ بے سند قول کی کیا قدر و قیمت؟

نمبر۲: دوسرے یہ حضرت مروان بن الحکم کے باب میں ہے اور بحث ہے حضرت عثمانؓ کے اقرباء سے متعلق! وہ اقرباء جن کو حضرت عثمانؓ نے اہم عہدے دیئے یعنی گورنر بنایا اور حضرت مروان رحمہ اللہ کو سرے سے کوئی عہدہ دیا ہی نہیں گیا۔

دوسری روایت:

دوسری روایت ملاحظہ ہو، مودودی صاحب لکھتے ہیں:۔
ابن کثیر کا بیان ہے کہ کوفہ سے جو وفد حضرت عثمان کے پاس شکایات پیش کرنے کے

[1] "العواصم من القواصم" ص ۱۳۹

Scanned by CamScanner

لئے آیا، اس نے سب سے زیادہ شدت کے ساتھ جس چیز پر اعتراض کیا وہ یہ تھی۔ بعثوا الی عثمان من یناظرہ۔ اہل کوفہ نے کچھ لوگوں کو حضرت عثمان سے اس امر پر بحث کرنے کے لئے بھیجا کہ انہوں نے بہت سے صحابہ کو معزول کر کے ان کی جگہ بنی امیہ میں سے اپنے رشتہ داروں کو گورنر مقرر کیا ہے۔ اس پر ان لوگوں نے حضرت عثمان سے بڑی سخت کلامی کی اور مطالبہ کیا کہ وہ لوگوں کو معزول کر کے دوسروں کو مقرر کریں۔ (البدایۃ والنہایۃ جلد ۷ ص ۱۶۸)[1]

یہ تلبیس!:

یہاں مودودی صاحب نے جس دجل و تلبیس کا مظاہرہ فرمایا ہے، سچی بات تو یہ ہے کہ وہ تو خیر "داعی حق" ہیں ہمیں اس کی توقع کسی عام دیانت دار آدمی سے بھی نہیں ہو سکتی۔

حقیقت یہ ہے کہ مودودی صاحب کے قلم سے یہ سطور پڑھ کر ہمیں دکھ ہوا۔ ملت بیچاری نے اس نوعیت کے چرکے "مدعیان نبوت" سے تو کھائے تھے۔ مگر اپنوں سے اس قسم کا زخم کھانے اور صدمہ اٹھانے کا کم از کم میرے علم میں یہ پہلا موقع ہے۔ ؎

دیکھا جو تیر کھاکے کمیں گاہ کی طرف
اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہوگئی

مودودی صاحب نے اپنے ان "ارشادات" سے ملت کو یہ تصور دینے کی کوشش کی ہے کہ کوفہ سے آنے والا وفد عام مسلمانوں کا تھا اور مسلمانان کوفہ نے حضرت عثمانؓ سے بحث کی اور بڑی سخت کلامی سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنے رشتہ دار گورنروں کو معزول کر کے دوسروں کو مقرر کریں۔

حقیقت:

نمبر۳: حالانکہ حقیقت وہی ہے جس کا انکشاف امام طبری رحمہ اللہ کی مندرجہ بالا روایات سے ہو چکا ہے کہ یہ ساری کارروائی ابن سباء یہودی مردود کی ملعون پارٹی کی تھی۔ عامۃ المسلمین کو ان کارستانیوں سے کوئی تعلق نہ تھا۔

چنانچہ امام ابن کثیر رحمہ اللہ انہی "المنحرفون عن عثمان"[۲] باغیان امام کوفی سبائی لعینوں کی ابلیسی کارروائیوں کے تذکرہ میں لکھتے ہیں وبعثوا الی عثمان من یناظرہ ویستبدل ائمۃ غیر ھم[۳]

مگر ہمارے "داعی حق" کی "حق پسندی" ملاحظہ ہو کہ آپ ان سازشی سبائیوں اور

---

[1] "ترجمان" اکتوبر ۶۵ ص ۵۳ (خلافت وملوکیت ص ۳۳۰)   [۲، ۳] "البدایۃ والنہایۃ" جلد ۷ ص ۱۶۶، ۱۶۷

شورشی غنڈوں کو اہل کوفہ کا (نمائندہ) وفد بتلا کر ان کی ریشہ دوانیوں، مکاریوں، سازشوں اور شرارتوں پر تو پردہ ڈال رہے ہیں۔ اور حضرت امامؓ کو فتنہ کا باعث اور شرارت کا ذمہ دار قرار دے کر ان کی پالیسی کو فتنہ انگیز اور خطرناک نتائج کی حامل لکھ رہے ہیں۔

جنوں کا نام خرد رکھ دیا، خرد کا جنوں
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

دیانت، امانت اور صالحیت کا شاہکار:

نمبر۴: پھر دیانت و امانت اور صالحیت کا "شاہکار" ملاحظہ ہو کہ مودودی صاحب جس امام ابن کثیرؒ کے کندھے پر بندوق رکھ کر حضرت امامؓ کو مجروح کر رہے ہیں۔ انھیں فتنہ و شورش کا باعث قرار دے کر گویا فتنہ انگیز اور ظالم ثابت کر رہے ہیں وہی امام ابن کثیرؒ حضرت امامؓ کو البارّ الراشد یعنی نیک اطوار اور ہدایت یافتہ و راست رو قرار دے رہے ہیں اور جن سبائیوں کو پردہ پوشی بلکہ وکالت عہد حاضر کے داعی حق فرما رہے ہیں انھیں امام ابن کثیر رحمہ اللہ فتنہ انگیزی، شورش کا باعث، سازشی اور ظالم تحریر فرماتے ہیں۔ پھر طرفہ تماشہ یہ کہ اسی صفحہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

فكان هؤلاء ممن يؤلب عليه ويمالئ الا عداء في الخط والكلام فيه، وهم الظالمون في ذلك، وهو البار الراشد رضي الله عنه۔[1]

مقام حیرت:

تحیر و تعجب کا مقام ہے کہ داعی حق کو (انہی کے زعم باطل میں) حضرت امامؓ کو ظالم قرار دینے والے الفاظ تو نظر آ گئے مگر اسی صفحہ پر سبائیوں کے متعلق ظالم اور حضرت امامؓ کے متعلق البار الراشد کے الفاظ نظر نہ آئے۔

آخر اس کی کیا تاویل کی جائے؟ کیا اسے مطلق نظر کی کمزوری اور نگاہ کا نقص و فساد کہا جائے یا ایمان کی کمزوری اور قلب کا فساد؟

ع ناطقہ سر بگریباں کہ اسے کیا کہیے؟

تیسری، چوتھی اور پانچویں روایت:

اس سلسلہ میں مودودی صاحب نے تین روایتیں بحوالہ طبری جلد ۳ ص ۳۷۷ ص ۳۹۴ و ص ۳۹۸، البدایۃ جلد ۷ ص ۱۶۸، ۱۶۹ و ابن اثیر جلد ۳، ص ۷۶ نقل کر[2] کے حضرت امامؓ

[1] "البدایۃ والنہایۃ" جلد ۷ ص ۱۶۶ [2] "ترجمان" اکتوبر ۶۵ء ص ۵۳، ۵۴ (خلافت و ملوکیت ص ۳۲۱۔۳۲۲)

Scanned by CamScanner

کے خلاف اور سبائیوں کی حمایت میں اپنی وکالت کو کامیاب و مؤثر اور اپنے مقدمہ کو مضبوط بنانے کی ناکام کوشش کی ہے۔

جوابات:

قارئین کرام یہ سن کر حیران ہوں گے کہ یہ تینوں روایات حضرت واقدی کی ہیں اور واقدی کا جو مقام ہے وہ علامہ ذہبیؒ کی ''میزان الاعتدال'' وغیرہ سے تو بیان ہو چکا ہے۔ اب ذرا امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی ''تہذیب التہذیب'' سے بھی ملاحظہ فرمالیجئے۔

واقدی کا مقام:

قال البخاری الواقدی متروك الحديث تركه احمد وابن المبارك وابن نمير واسمٰعيل بن زكريا وقال فی موضع اخر كذبه احمد وقال معاويه بن صالح قال احمد بن حنبل الواقدی كذاب قال الشافعی كتب الواقدی كلها كذب و قال النسائی فی الضعفاء الكذابون المعروفون بالكذب علی رسول الله صلی الله عليه وسلم اربعة الواقدی بالمدينة...... وقال ابن المدينی عنده عشرون الف حديث يعنی مالها اصل وقال بندار أرما رأيت اكذب منه قال ابو زرعة الرازی وابوبشر الدولابی والعقيلی متروك الحديث عن ابی حاتم انه قال كان يضع[1]

امام بخاریؒ نے کہا ہے، واقدی متروک الحدیث ہے اسے امام احمد، ابن المبارک، ابن نمیر، اسمٰعیل بن زکریا نے ترک کردیا ہے۔ دوسری جگہ کہا کہ امام احمد نے اسے کاذب کہا ہے۔ معاویہ بن صالح کا قول ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ نے کہا کہ واقدی کذاب ہے۔ امام شافعیؒ نے فرمایا، واقدی کی تمام کتابیں جھوٹ ہی جھوٹ ہیں۔ اور نسائی نے کہا کہ حضورؐ پر جھوٹ بولنے والے چار شخص مشہور و معروف ہیں۔ ان میں سے ایک واقدی ہیں۔ ابن المدینی کا قول ہے کہ واقدی کے پاس بیس ہزار احادیث ہیں، جن کی کوئی اصل نہیں۔ بندار کا قول ہے کہ میں نے واقدی سے زیادہ کذاب کوئی نہیں دیکھا۔ ابوزرعہ، دولابی اور عقیلی نے کہا کہ وہ متروک الحدیث ہے ابوحاتم کا قول ہے کہ واقدی روایتیں وضع کرتا تھا۔

جس واقدی کے متعلق اجلہ محدثین اور اکابر ائمہ جرح و تعدیل کی یہ رائیں ہوں جو داعی

[1] ''تہذیب التہذیب'' جلد ۹ ص ۳۶۴ تا ۳۶۷ ملخصاً بلفظہ

حق اس کی روایات پیش کر کے اپنے ''مقدمہ'' کو مضبوط کرے، اس کے متعلق اور اس کے مقدر کے متعلق اہل علم و بصیرت خود رائے قائم کر سکتے ہیں۔

بغض صحابہؓ کہاں لے گیا:

ساری دنیا واقدی کو ترک کر دے۔ اسے کذاب، اکذب وضاع کہے مگر مودودی صاحب اسے نہیں چھوڑیں گے۔

مودودی صاحب کو سوچنا چاہئے کہ آخر وہ اس پست ترین مقام پر کیوں آ کھڑے ہیں؟ ہم عرض کریں گے، یہ ساری بغض صحابہؓ کی شامت ہے سیدنا امام مظلومؓ سے بغض و عداوت نے پہلے انھیں ملعون سبائیوں کی حمایت و صفائی پر مجبور کیا۔ پھر حضرت امامؓ کے خلاف وکالت الزام کے جوش میں انھیں واقدی ایسی متروک کل اور مجروح شخصیت کے در پر جانا پڑا۔

سجدے نے نقش پا کے ترے کیا کیا ذلیل
میں کوچۂ رقیب میں بھی سر کے بل گیا!

آخر انہیں اتنا تو سوچنا چاہئے کہ رسول کریمؐ کے محبوب صحابی اور عزیز داماد امام مظلوم سیدنا عثمانؓ کی مخالفت میں وہ کس سے محبت کی پینگیں بڑھا رہے ہیں، اور یاران نبیؐ سے کٹ کر وہ کس کے ساتھ جڑ رہے ہیں۔

ع به بیں که از که بریدی و با که پیوستی؟

اور جب انہوں نے واقدی ایسے کاذب و اکذب وضاع و کذاب، اور متروک کل بزرگ سے یارانہ گانٹھ لیا ہے تو ان کے متعلق دنیا کیا رائے قائم کرے گی؟

نمبر ۲: اس کا کیا علاج؟:

مودودی صاحب کو طبری میں یہ روایت تو نظر آ گئی کہ:۔

''چند صحابہ (زید بن ثابت، ابو اسید الساعدی، کعب بن مالک اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہم) کے سوا شہر میں کوئی صحابی ایسا نہ رہا۔ جو حضرت والا کی حمایت میں زبان کھولتا۔''[1]

مگر اس کا کیا علاج؟ کہ اسی طبری کی اسی جلد میں چند صفحے بعد اسی واقدی کی یہ روایت نظر نہ آئی کہ:۔

''جب سبائی غنڈے ذی خشب تک پہنچ گئے تو حضرت عثمانؓ کے ارشاد پر انہیں واپس

---

[1] ''ترجمان'' اکتوبر ۶۵ء ص ۵۳ (خلافت و ملوکیت ص ۳۳۰)

Scanned by CamScanner

کرنے کے لئے۔

ورکب علی ورکب معه نفر من المهاجرین فیهم سعید بن زید وابو جهم العدوی وجبیر بن مطعم وحکیم بن حزام ومروان بن الحکم وسعید بن العاص وعبدالرحمٰن بن عتاب بن اسید وخرج من الانصار ابواسید الساعدی وابوحمید الساعدی وزید بن ثابت وحسان بن ثابت وکعب بن مالك ومعهم من العرب نیار بن مکرز وغیرهم ثلاثون رجلاً وکلمهم علیؓ ومحمد بن مسلمه و هما الذان قد ما فسمعوا مقالتهما ورجعوا۔ [1]

حضرت علیؓ اور آپ کے ساتھ حضرات مہاجرین کی ایک جماعت سوار ہو کر نکلی جس میں حضرات سعید بن زید، ابوجہم العدوی، جبیر بن مطعم، حکیم بن حزام، مروان بن الحکم، سعید بن العاص، عبدالرحمٰن بن عتاب بھی شامل تھے اور انصار سے حضرات ابوسید الساعدی ابوحمید الساعدی، زید بن ثابت، حسان بن ثابت اور کعب بن مالک ساتھ تھے اور ان کے ساتھ عرب میں سے حضرت نیار بن مکرز وغیرہ تیس آدمی تھے۔ ان بلوائیوں سے حضرت علی اور حضرت محمد بن مسلمہ نے گفتگو فرمائی۔ یہ دونوں حضرات تشریف لائے تھے۔ ان سبائیوں نے ان حضرات کی بات کو مان لیا۔ (رضی اللہ عنہم) اور واپس ہو گئے۔

ایں طرفہ تماشہ بیں:

پھر طرفہ یہ طرفہ یہ کہ طبری کے اسی صفحہ ۳۹۴ سے واقدی کی وہ روایت تو مودودی صاحب کو نظر آجاتی ہے جس سے مودودی صاحب کا حضرت امامؓ کے خلاف ''مقدمہ'' مضبوط ہوتا ہے اور وہ اسے لے کر پیش بھی [2] کر دیتے ہیں مگر طبری کے اسی صفحہ ۳۹۴ پر یہ دوسری روایت انھیں نظر نہیں آتی جو ہم نے ابھی نقل کی ہے۔

نمبر ۳: غور فرمایئے! حضرت علی اور حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہما۔

عشرہ مبشرہ کے افراد اور حضرت جبیر بن مطعم اور حکیم ابن حزام وغیرہم ایسے اجلہ مہاجرین، حضرت محمد بن مسلمہ، حضرت کعب بن مالک اور ابوحمید الساعدی اکابر انصار وغیرہم تیس اصحابؓ رسولؐ (رضی اللہ عنہم) تشریف لے جا کر ان سبائی غنڈوں کو سمجھا بجھا کر واپس کرتے ہیں

[1] طبری جلد ۳ ص ۳۹۴ [2] ''ترجمان'' اکتوبر ۶۵ء ص ۵۴ (خلافت وملوکیت ص ۳۳۲)

مگر داعی حق صاحب لکھتے ہیں کہ "چار صحابہ کے سوا شہر میں کوئی صحابی ایسا نہ رہا جو حضرت والا کی حمایت میں زبان کھولتا۔" [1]

حضرات طلحہؓ و زبیرؓ اور حضرت عائشہؓ پر بہتان وافتراء:

حضرت عثمانؓ کے خلاف اپنا "مقدمہ" مضبوط کرنے کے لئے داعی حق صاحب نے حضرات طلحہ و زبیر اور ام المومنین حضرت طاہرہ صدیقہ رضی اللہ عنہم کے خلاف بھی بہتان طرازی وافتراء پردازی کی ہے۔ لکھتے ہیں:۔

چھٹی روایت:

حضرت طلحہؓ و زبیرؓ اور حضرت عائشہؓ کے متعلق بھی ابن جریر نے روایات نقل کی ہیں کہ یہ حضرات بھی اس صورت حال سے ناراض تھے۔ (طبری جلد۳ ص ۴۷۷)

ساتویں روایت:

طبری نے حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں کہ انما اردنا..... ہم صرف یہ چاہتے تھے کہ امیر المومنین عثمانؓ کو یہ پالیسی ترک کردینے پر آمادہ کیا جائے۔

(طبری جلد۳ ص ۴۸۶) [2]

جوابات:

نمبر۱: "ابن جریر نے روایات نقل کی ہیں۔" ہم تو پڑھ کر سمجھے تھے کہ متعدد "روایات" ہوں گی مگر مودودی صاحب کی "کرامت" سے وہ "روایات" "روایت" بن گئیں۔ اب اس "روایت" کا حال سنیئے۔

دین و دیانت کا شاہکار:

نمبر۲: دنیا یہ معلوم کر کے حیران ہوجائے گی کہ پہلی روایت (طبری جلد۳ ص ۴۷۷) میں حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کا ناراض ہونا تو بجائے خود! سرے سے ان کا نام ہی مذکور نہیں۔ اور حضرت عائشہؓ کا نام تو ہے مگر ان سے ناراضگی کا کوئی لفظ مذکور نہیں۔ بخلاف اس کے اگر ذکر ہے تو یہ حضرت طاہرہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کو جب حضرت عثمانؓ کی شہادت کا علم ہوا تو فرمایا قتل واللہ عثمان مظلوماً واللہ لا طلبن بدمہ۔ خدا کی قسم! (حضرت) عثمانؓ مظلوم شہید کئے گئے۔ خدا کی قسم! میں ان کے خون کا قصاص طلب کروں گی۔

---

[1] ترجمان اکتوبر ۶۵ء ص ۵۳ (خلافت وملوکیت ص ۳۳۰) [2] ترجمان اکتوبر ۶۵ء ص ۵۵ (خلافت وملوکیت ص ۳۳۳)

کیاان الفاظ سے حضرت ام المومنینؓ کی ناراضی معلوم ہوتی ہے؟

نمبر۳: تنقید رواۃ:

اور اگر کسی لفظ سے عہد حاضر کے داعی حق اور محقق نے حضرت ام المومنینؓ کی ناراضی اخذ کرلی ہے تو پھر اس روایت کے راویوں کا حال ملاحظہ ہو:۔

نصر بن مزاحم:

ایک راوی نصر بن مزاحم ہے۔اس کے متعلق علامہ ذہبی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:۔

رافضی جلد ترکوہ۔ بہت سختی رافضی ہے۔محدثین نے اسے ترک کردیا ہے۔

قال العقیلی شیعی فی حدیثه اضطراب وخطأ کثیر وقال ابو حیثمه کان کذابا وقال ابوحاتم واهی الحدیث متروك وقال الدار قطنی ضعیف[1]	عقیلی کا قول ہے۔وہ شیعہ ہے اس کی حدیث میں اضطراب اور بہت زیادہ خطا ہے۔ابوحثیمہ نے کہا وہ کذاب تھا۔ ابو حاتم کا قول ہے وہ واہی الحدیث اور متروک ہے۔دارقطنی نے کہا ضعیف ہے۔

سیف بن عمر:

دوسرے راوی سیف بن عمر ہیں۔ان کے متعلق علامہ ذہبی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:۔

هو کا الواقدی۔ وہ واقدی کی مثل ہے۔(گو اس کی یہی صفت کافی ہے۔تاہم مزید ملاحظہ ہو۔)

قال ابوداؤد لیس بشیئ وقال ابوحاتم متروك۔ وقال ابن حبان اتهم بالزندقة ...... ابن نمیر یقول کان سیف یضع الحدیث وقداتهم بالزندقة[2]	ابوداؤد نے کہا وہ لیس بشی ہے۔ابوحاتم کا قول ہے کہ وہ متروک ہے۔ ابن حبان نے کہا وہ زندقہ سے متہم ہے۔ابن نمیر کہتے ہیں،سیف حدیث وضع کرتا تھا۔اور اس پر زندیق ہونے کی تہمت بھی لگائی جاتی تھی۔

عمر بن سعد:

تیسرے راوی عمر بن سعد ہیں۔ان کے متعلق علامہ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:۔

شیعی بغیض وقال ابوحاتم متروك الحدیث۔[3] بڑا ہی بغض وعناد رکھنے والا

---

[1] "میزان الاعتدال" مصری جلد۳ ص۲۳۲ ترجمہ نصر بن مزاحم [2] ایضاً جلد اول ص ۴۳۷۔۴۳۹

[3] ایضاً جلد۲ ص ۲۵۸

Scanned by CamScanner

شیعہ ہے۔ ابوحاتم کا قول ہے کہ متروک الحدیث ہے۔

جس روایت کے راوی کذاب، متروک، کالواقدی، لیس بشیٔ، وضاع بالزندقہ تک ہوں۔ اس میں اگر حضرت عائشہؓ کے ناراض ہونے کا صراحت سے ذکر ہوتا تو بھی اس کا اعتبار کون کرتا؟ اس قسم کے ''بزرگ'' راویوں کی روایت کا اعتبار تو صرف ''داعی حق ایسے بزرگ'' ہی کر سکتے ہیں۔

دوسری روایت:

اب دوسری روایتؒ (طبری جلد ۳ ص ۴۸۶) کے راویوں کا حال ملاحظہ ہو:۔

یونس بن یزید ایلی:

اس کے راوی یونس بن یزید ایلی ہیں جو زہری سے روایت کرتے ہیں۔ ان کے متعلق امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:۔

وکیع نے کہا۔ ایلی سیئ الحفظ تھے یعنی حافظہ خراب تھا۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ یونس، زہری سے جو روایت کرے وہ منکر ہے۔ اس نے زہری سے احادیث منکرہ روایت کی ہیں۔ ابن سعد نے کہا، لیس بحجة وہ حجت نہیں۔ اکثر منکر روایات کرتا ہے۔[1]

جوابات:

نمبر ۱: اوّل تو ایلی سیئ الحفظ ہے حجت نہیں۔ اکثر منکر روایات کرتا ہے۔ خصوصاً زہریؒ سے اس کی روایات منکر اور ناقابل اعتبار ہیں۔

نمبر ۲: دوسرے زہری رحمہ اللہ، بلغنی یعنی مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ کر بیان کرتے ہیں۔ زہری رحمہ اللہ خود تو بہت بڑے درجہ و مقام کے بزرگ ہیں، مگر یہ معلوم نہیں کہ ان سے کس نے بیان کیا ہے اور اس بیان کرنے والے کا کیا حال ہے۔

نمبر ۳: ان حالات میں اس روایت کا درجہ و پایہ معلوم ہو جاتا ہے ظاہر ہے کہ باعتبار سند یہ روایت ساقط الاعتبار اور ناقابل اعتماد ہے۔ پھر باعتبار درایت یہ روایت نہایت واہی، فضول اور لغو و مردود ہے۔ کیونکہ صحیح راویات سے ثابت ہو چکا ہے کہ:۔

۱۔ حضرات طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما نے مصری، کوفی اور بصری سبائیوں اور غنڈوں کو جبکہ وہ امام عالی مقامؓ کے خلاف مطاعن و اعتراضات لے کر مدینہ پر چڑھ آئے تھے اور ان حضرات

---

[1] ''تہذیب التہذیب جلد ۱۱ ص ۴۵۰ تا ۴۵۲ ملخصاً بلفظہ

کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت علیؓ کی طرح ان دونوں حضرات نے نہایت تلخی و بلند آہنگی سے انہیں دھتکار دیا اور بارشاد نبوی انھیں ملعون قرار دیا۔[1]

۲۔ جب باغیوں نے امام مظلومؓ کا محاصرہ کرلیا تو ان دونوں حضرات کے صاحبزادے حضرت محمد بن طلحہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم اپنے اپنے باپ کے حکم سے حضرت امامؓ کی خدمت وحفاظت پر مامور تھے۔[2] اور عین شہادت کے وقت بھی دروازہ پر موجود تھے۔[3] حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو تو حفاظت کرتے ہوئے بہت زیادہ زخم بھی آئے۔[4]

۳۔ حضرت امام مظلومؓ کے قصاص کا مطالبہ کرنے والوں میں یہی دونوں حضرات پیش پیش تھے اور اسی سلسلہ میں ان دونوں حضرات نے جام شہادت نوش فرمایا اور حضرت طلحہؓ کے صاحبزادے حضرت محمد بھی اس مہم میں شہید ہوئے۔[5]

ان واقعات وحقائق کی موجودگی میں حضرات طلحہؓ وزبیرؓ کو حضرت امامؓ کے مخالفین میں پیش کرنا نہ صرف دیانت کا دیوالیہ ہے بلکہ عقل وخرد اور ہوش وحواس سے بھی بیگانگی وعداوت کے مترادف ہے۔

حیران ہوں کہ جب مصلحین عصر وادعیان حق کا اپنا یہ حال ہے تو وہ ہماری کیا اصلاح فرمائیں گے۔

بل نکالیں گے وہ کیا خاک مری قسمت کے ــــ اپنی زلفوں کے تو بل اُن سے نکالے نہ گئے

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص اور حضرت عبداللہؓ بن مسعود پر مشق ستم:

حضرات طلحہ وزبیر اور حضرت ام المؤمنین طاہرہ صدیقہ رضی اللہ عنہم کے خلاف بہتان و افتراء کے بعد حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما ایسے جلیل القدر اصحابِ رسولؐ پر داعی حق کی مشق ستم ملاحظہ ہو لکھتے ہیں:۔

"ان باتوں کا ردعمل صرف عوام ہی پر نہیں، اکابر صحابہ تک پر کچھا چھانہ تھا اور نہ ہوسکتا تھا"۔

آٹھویں روایت:

مثال کے طور پر جب ولید بن عقبہ کوفے کی گورنری کا پروانہ لے کر حضرت سعد بن ابی

---

[1] طبری جلد ۳ص ۳۸۷' "والبدایۃ والنہایۃ" جلد ۷ص ۱۷۴ — [2] طبری جلد ۳ص ۳۸۷

[3] "استیعاب ذکر حضرت عثمانؓ"۔ "البدایۃ والنہایۃ" جلد ۷ص ۱۸۹ — [4] "البدایۃ والنہایۃ" جلد ۷ص ۱۸۸

[5] استیعاب مع اصابہ ذکر حضرت محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہما۔

Scanned by CamScanner

وقاص کے پاس پہنچا، تو انھوں نے فرمایا۔ "معلوم نہیں ہمارے بعد تو زیادہ دانا ہو گیا ہے یا ہم تیرے بعد احمق ہو گئے ہیں؟" اس نے جواب دیا "ابو اسحاق! برافروختہ نہ ہو، یا تو بادشاہی ہے۔ صبح کوئی اس کے مزے لوٹتا ہے تو شام کوئی اور۔" حضرت سعدؓ نے کہا "میں سمجھتا ہوں، واقعی تم لوگ اسے بادشاہی بنا کر چھوڑو گے۔"

نویں روایت:

قریب قریب ایسے ہی خیالات حضرت عبداللہؓ بن مسعود نے بھی ظاہر فرمائے۔ (ابن عبدالبر، الاستیعاب جلد ۲ ص ۶۰۴)"[1]

جوابات:

نمبر ۱: اول تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کردہ قول علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے بے سند نقل کیا ہے اور اہل علم کی نگاہ میں بے سند بات کس درجہ مقبول و مستند ہوتی ہے۔ یہ عرض کرنے کی ضرورت نہیں۔

چنانچہ اس بے سند و بے اصل قول کو نہ تو شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اصابہ میں اور نہ ہی امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے "البدایہ والنہایہ" میں نقل کیا ہے، اور حد یہ ہے کہ امام طبری رحمہ اللہ جو ہر قسم کی رطب و یابس روایات کو جمع کر دینے میں مستعد پائے جاتے ہیں۔ اس واقعہ سے متعلق متعدد روایات نقل کرتے ہیں، مگر یہ قول انھوں نے بھی روایت نہیں کیا۔

بہر حال غیر متعصب عادل مصنفین و مورخین نے اس بے اصل و بے سند بات کو قبول نہیں کیا۔ مگر برا ہو تعصب کا کہ نبی کریمؐ کے دو برگزیدہ صحابہؓ پر الزام و طعن اور دفتر روایات و آثار میں سے قول صرف وہ پیش کیا جس کی سند ہی ندارد۔ اقبال رحمہ اللہ نے یونہی تو نہیں کہا تھا:۔

بسے نادیدنی را دیدہ ام من!
مرا اے کاش کہ مادر نہ زادے

نمبر ۲: مودودی صاحب جوش تعصب میں اتنا بھی ہوش نہ رکھ سکے کہ اس قول سے تو حضرت ولیدؓ کی نسبت خود حضرت سعدؓ پر زیادہ زد پڑتی ہے کہ اقتدار سے علیحدگی و محرومی پر معاذ اللہ وہ اس قدر متاثر ہوئے کہ صبر و ضبط کا یارا نہ رہا اور اپنی زبان پر قابو نہ رکھ سکے۔

[1] "ترجمان" جون ۶۵ ص ۳۵ (خلافت و ملوکیت ص ۱۰۸)

Scanned by CamScanner

نمبر۳: ترجمہ میں خیانت:

پھر ترجمہ میں بھی خیانت کی گئی ہے۔ اصل لفظ ہیں فانما هو السلطان يتغداه قوم ويتعشاه آخرون۔ ان الفاظ کا صحیح اور سیدھا سادا مفہوم یہ ہے کہ یہ تو حکومت ہے صبح کوئی حاکم ہوتا ہے اور شام کو کوئی اور

لیکن مودودی صاحب ترجمہ فرماتے ہیں:۔

''یہ تو بادشاہی ہے صبح کوئی اس کے مزے لوٹتا ہے تو شام کو کوئی اور'' معلوم نہیں ''مزے لوٹتا ہے'' کس لفظ کا معنیٰ ہے۔ یہ صرف اُس بغض وعناد ہی کا ترجمہ ہو سکتا ہے جو مودودی صاحب کے دل میں صحابیٔ رسولؐ حضرت ولیدؓ بن عقبہ سے متعلق موجود ہے ورنہ مبینہ قول میں تو کوئی لفظ اس معنیٰ ومفہوم کا نہیں۔

کیا یہ ''صالحیت'' کا تقاضا ہے یا ''دعوت'' کے گوشوں کی نقاب کشائی؟ کہ ایک بے سند و بے اصل قول کو اپنے بغض وکینہ کے ہاتھوں ذلیل معنیٰ پہنا کر وہ نبی معصومؐ کے بے گناہ صحابیؓ کے سر تھوپ دیئے جائیں اور دنیا کو یہ تصور دیا جائے کہ:۔

اصحابؓ رسولؐ کے نزدیک جہانگیری وجہانداری کا مقصد صرف مزے لوٹنا ہے اور بس اور معاذ اللہ وہ خود اپنی زبان سے یہ اعلان کر رہے ہیں۔ کہ ''صبح اس بادشاہی کے مزے کوئی لوٹتا ہے تو شام کو کوئی اور۔''

کیا اصحابؓ رسولؐ کے سیرت وکردار کو اس بری طرح آج تک دشمن صحابہؓ نے بھی داغدار کیا؟ اور صحابہ کرامؓ پر اس قسم کا گندہ بہتان کسی رافضی نے کبھی باندھا؟ قطعاً نہیں۔ ؎

نہ برق میں یہ کرشمہ، نہ شعلہ میں یہ ادا
کوئی بتائے کہ وہ شوخ تند خو کیا ہے؟

ایک سوال:

پھر کیا ہمیں بتلایا جائے گا کہ سیاست وجہانداری کا مقصد صرف اصحابؓ رسولؐ کے نزدیک یہی تھا یا ''جماعت اسلامی'' کا مقصد بھی یہی ''مزے لوٹنا'' ہے؟ کیا مودودی صاحب ''مزے لوٹنے'' کے لئے بیس پچیس سال سے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں؟ غالباً سیاست وجہانبانی سے صرف رسولؐ کے تربیت یافتہ صحابہؓ کا مقصد مزے لوٹنا تھا۔ مودودی صاحب اور ان کی جماعت کا مقصد تو اعلاء کلمۃ اللہ اور اقامت دین ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُون۔

Scanned by CamScanner

ایک اور فریب:

پھر "داعی حق" صاحب لکھتے ہیں کہ:

"مثال کے طور پر جب ولید بن عقبہ کو فے کی گورنری کا پروانہ...... "

یعنی اس طرح "داعی حق" صاحب لوگوں کو یہ تاثر دینے کی سعی فرما رہی ہیں کہ صحابہؓ پر ان باتوں کے ردعمل کے واقعات تو بہت ہیں۔ یہ ولید بن عقبہ کے تقرر پر حضرت سعدؓ بن ابی وقاص اور حضرت عبداللہ بن مسعود کا ردعمل صرف "مثال" کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ لے دے کر سارے دفتر روایات وآثار واقوال صحابہؓ میں یہی ایک بے اصل و بے اساس بات "داعی حق" کو ملی ہے۔ ورنہ اگر کوئی دوسری باسند صحیح ملتی تو داعی حق بھلا کب چوکنے والے تھے؟ اسے ضرور منظر عام پر لاتے اور اصحابؓ رسولؐ کے خلاف مطاعن والزامات کے جو ابواب انہوں نے قائم کئے ہیں ان میں اپنی "تحقیق انیق" سے ضرور مزید روایات کا اضافہ فرماتے۔

ایں سعادت.........:

حضرات محدثین اور سلف صالحین کو اللہ تعالیٰ نے اصحابؓ رسولؐ کے فضائل ومناقب کے ابواب مرتب کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اعدائے صحابہؓ نے یاران نبیؐ کے معائب ومثالب پیش کئے مگر جس طرح صحابہ کرامؓ کے خلاف مطاعن واعتراضات کی ایجاد وتشکیل پھر مستقل ابواب کی صورت میں ان کی تسوید وترتیب کی "سعادت" مودودی صاحب کی قسمت میں ودیعت تھی وہ کسی رافضی اور سبائی کو بھی نصیب نہ ہو سکی۔

قسمت کیا ہر ایک کو قسام ازل نے
جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا
بلبل کو دیا نالہ تو پروانے کو جلنا
"غم" ہم کو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا

حضرت عبداللہؓ بن مسعود پر الزام و بہتان:

مودودی صاحب لکھتے ہیں:۔

"قریب قریب ایسے ہی خیالات حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے بھی ظاہر فرمائے تھے۔"[1]

---

[1] "ترجمان" جون ۶۵ء ص ۳۶۵ (خلافت وملوکیت ص ۱۰۸)

Scanned by CamScanner

سیدنا امام مظلومؓ کے خلاف اپنا مقدمہ مضبوط کرنے کے لئے...... "محقق عصر حاضر" کوئی پاپڑ بیلنے پڑے۔ ایک امامؓ کی پاکیزہ پالیسی کو خطرناک اور فتنہ انگیز ثابت کرنے کے لئے "داعی حق" نے جہاں حضرات علی، طلحہ، زبیر اور حضرت ام المؤمنین صدیقہ طاہرہ رضی اللہ عنہم پر یہ الزام تراشی کی کہ وہ حضرت امامؓ سے معاذ اللہ ناراض تھے۔ وہاں حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبداللہ بن مسعود ایسے اکابر صحابہ کے خلاف بہتان طرازی کی کہ "ان باتوں کا ردعمل ان پر بھی کچھ نہ تھا۔"

اس سلسلہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے متعلق تو عرض کیا جا چکا ہے۔ اب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے متعلق حقیقت ملاحظہ ہو۔

جوابات:

نمبر ا: اس سلسلہ میں مودودی صاحب نے استیعاب ابن عبدالبر جلد ۲ ص ۶۰۴ کی جس روایت کا حوالہ دیا ہے۔ اس کی قدر و قیمت اس کی سند سے معلوم ہو جائے گی۔ سند ملاحظہ ہو۔

روی جعفر بن سلیمان عن هشام بن حسان عن ابن سیرین:۔[1]

راوی کا حال:

پہلے جعفر بن سلیمان کا حال ملاحظہ ہو۔ علامہ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:۔

......یحیٰی بن سعید لا یکتب حدیثه ویستضعفه، یعنی اس کی حدیث نہیں لکھتے تھے اور اسے ضعیف سمجھتے تھے۔ یزید بن زریع نے فرمایا، جو جعفر بن سلیمان کے پاس جائے۔ فلا یقربنی وہ میرے قریب بھی نہ آئے۔ احمد بن المقدام نے کہا جعفر ینسب الی الرفض، جعفر کے متعلق کہا جاتا تھا کہ وہ رافضی ہے۔ سہل بن ابی خدویہ، جریر بن یزید اور وہب بن بقیہ کہتے ہیں کہ جعفر بن سلیمان سے کہا کہ ہمیں خبر ملی ہے کہ تم حضرت ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) کو سب و شتم کرتے ہو؟ فقال اما الشتم فلا ولکن والبغض ماشئت، تو جواب دیا کہ سب و شتم تو نہیں لیکن بغض کے متعلق جو کہ لیجئے۔ جریر بن یزید کہتے ہیں۔ فاذ اهور افضی مثل الحمار جبھی تو وہ رافضی ہے۔ گدھے کی مثل ہے۔[2]

شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ مندرجہ بالا اکثر باتیں لکھتے ہیں اور ان پر مستزاد لکھتے ہیں کہ:۔

---

[1] "استیعاب" ترجمہ حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ

[2] "میزان الاعتدال" جلد اول ص ۱۸۹، ۱۹۰

Scanned by CamScanner

عبدالرحمٰن بن مہدی، جعفر بن سلیمان کی حدیث سے خوش نہیں ہوتے تھے۔ امام بخاری کہتے ہیں یقال کان امیا، کہا جاتا ہے کہ وہ ان پڑھ تھا۔ جعفر بن محمد بن شجاع الجزری کہتے ہیں جعفر بن سلیمان سے کہا گیا ہمیں خبر ملی ہے کہ تو حضرت ابوبکر اور عمر کو گالیاں دیتا ہے۔ فقال اما الشتم فلا ولکن بغضا یالك تو جواب دیا، میں گالیاں تو نہیں دیتا لیکن بغض کے متعلق جو تمہارا خیال ہے (صحیح ہے) امام بخاری نے ضعفاء میں کہا ہے اس کی بعض حدیثوں میں خلاف ہے۔ ازدی اور ابن المدینی کا قول ہے کہ اس کی عام حدیثیں منکر ہیں۔ دوری کہتے ہیں: کان جعفر اذا ذکر معاویة شتمه اذا ذکر علیاً قعد یبکی۔ کہ جب جعفر کے سامنے حضرت معاویہؓ کا ذکر کیا جاتا تو انھیں گالیاں دیتا تھا اور جب حضرت علیؓ کا ذکر کیا جاتا تو بیٹھا روتا رہتا۔[1]

جس راوی کے متعلق اجلہ ائمہ جرح وتعدیل کی یہ شدید جرح منقول ہو اس کی روایت کا بھلا کوئی وزن ہو سکتا ہے؟

نمبر۲: ابن سیرین رحمہ اللہ خود تو بڑے درجہ کے تابعی ہیں مگر وہ خود واقعہ کے وقت موجود نہیں کیا! مولود بھی نہیں۔

یہ واقعہ ۲۵ھ[2] کا ہے اور محمد بن سیرین رحمہ اللہ پیدا ہوئے ۳۳ھ[3] میں۔ گویا اس واقعہ کے آٹھ سال بعد!

ظاہر ہے، انھوں نے یہ واقعہ کسی اور سے سنا، اب یہ معلوم نہیں، کس سے سنا، تو جو واقعہ حضرت محمد بن سیرینؒ بیان کریں حالانکہ وہ واقعہ سے آٹھ سال بعد پیدا ہوئے۔ پھر اس روایت کا ایک راوی جعفر بن سلیمان ایسا دشمن بنی امیہ ودشمن صحابہ، جسے بغض شیخینؓ کا خود اقرار ہو اور جو حضرت معاویہؓ کو برملا گالیاں دیتا ہو۔ جس کے اسی قسم کے کرتوتوں کی بناء پر اسے رافضی گدھا تک کہا گیا ہو۔ میں پوچھتا ہوں کیا اس روایت کا کوئی صحیح العقل اور سلیم الفکر انسان اعتبار کر سکتا ہے؟ جبکہ وہ روایت ہو بھی بنو امیہ کے ایک بزرگ حضرت ولیدؓ بن عقبہ کے خلاف۔

سچی بات:

سچی بات تو یہ ہے کہ اس روایت کا اعتبار وہی شخص کر سکتا ہے جو رفض میں اور صحابہ کرامؓ خصوصاً بنو امیہ کی مخالفت وعداوت میں اس مقام پر کھڑا ہو، جس مقام پر جعفر کھڑا ہے۔

---

[1] "تہذیب التہذیب" جلد۲ ص ۹۶، ۹۷ ترجمہ جعفر بن سلیمان

[2] طبری جلد۳ ص ۳۱۰ [3] "تہذیب التہذیب" جلد۹ ص ۲۱۵

اَلحَمْدُلِلّٰہ!

مودودی صاحب نے امام مظلوم سیدنا عثمانؓ کی پاکیزہ سیرت اور مفید و متفق علیہا "پالیسی" کے خلاف اکابر صحابہؓ کی ناراض ہونے کا جو بہتان والزام عائد کیا تھا اور اس الزام و بہتان کی صداقت ثابت کرنے کے لئے جو روایات پیش کی تھیں۔ بحمداللہ و بعونہ تعالیٰ، ایک ایک روایت کی قلعی کھول دی گئی ہے۔ روایات کے اس ڈھیر میں سے کوئی ایک روایت بھی پایہ صحت و اعتبار تک نہیں پہنچ سکی۔ لہٰذا ثابت ہوگیا کہ ان اکابر اصحابؓ رسولؐ کے خلاف یہ سب الزام تراشی، بہتان طرازی اور افترا پردازی ہے، جس سے خدا ہر مسلمان کو محفوظ رکھے۔ آمین۔

حقیقت:

بخلاف اس کے حقیقت یہ ہے کہ ان عالی نسب و بلند کردار حضرات کے اس منصب پر تقرر کو اور تو اور خود وہ حضرات بھی (جن کی جگہ یہ حضرات لیتے تھے) خوش آمدید کہتے تھے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ بسند حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ:۔

حضرت عثمانؓ نے ابن عامرؓ کو بصرہ کا والی (گورنر) بنایا تو حضرت ابو موسیٰؓ اشعری (جن کی جگہ پر حضرت ابن عامرؓ گورنر ہو کر جا رہے ہیں) نے فرمایا۔

یاتیکم غلام خراج ولاج کریم الجدات والخالات والعمات۔[۱]	تمہارے پاس بڑا ہی ہوشیار نوجوان بزرگ دادیوں والا، بزرگ خالاؤں والا اور بزرگ پھوپھیوں والا آتا ہے۔

جب وہ حضرات نے جن کی جگہ پر یہ حضرت مامور و متعین ہو رہے ہیں بھی ان کی نوجوانوں اموی گورنروں کے تقرر کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں اور ان کی تعریف و ستائش کر رہے ہیں تو دوسرے اکابر صحابہؓ کیوں ان حضرات کے برسر اقتدار آنے کو برا سمجھتے تھے؟ اور حضرت امامؓ کے ان اقدامات کا ردعمل ان پر اور عوام پر کیوں اچھا نہ ہوتا؟

مودودی صاحب کی قسمت:

بغض صحابہؓ کی شامت ہے کہ مودودی صاحب کی کوئی بھی بات صحیح نہیں نکلی۔ ایک ملنگ بھی بھنگ کی ترنگ میں واہی تباہی بکتا ہے تو کبھی کوئی نہ کوئی بات صحیح کہہ دیتا ہے۔ اسی طرح ایک

۱؎ طبری جلد ۴ ص ۲۶۶ حالات ۲۹ھ

Scanned by CamScanner

نادان بچے کے منہ سے بھی کبھی کوئی بات ٹھکانے کی نکل جاتی ہے۔ ؎

گاہ باشد کہ کودک ناداں
از غلط برہدف زند تیرے

مگر مودودی صاحب کی قسمت میں یہ بھی تو نہیں لکھا تھا کہ وہ غلطی ہی سے کوئی بات صحیح کہہ دیتے۔

لمحۂ فکریہ:

اہل فکر و دانش ذرا غور و فکر کریں یہ صحابہؓ سے بغض و عداوت کا نتیجہ نہیں تو اور کیا ہے اتنا بڑا آدمی، عہد حاضر کا "عظیم مفکر"، "عظیم محقق" اور "عظیم داعی حق" مگر بات کوئی بھی حق نہیں کی، جو بات کی غلط، جو اعتراض کیا باطل، جو دعوی کیا لغو، ایک رندِ بادہ خوار کے منہ سے بھی کبھی سچی بات نکل جاتی ہے۔ مگر مودودی صاحب نے تو سچی بات نہ کہنے کی قسم کھالی ہے۔ ؎

نکل جاتی ہو سچی بات جس کے منہ سے مستی میں
فقیہِ مصلحت بیں سے وہ رند بادہ خوار اچھا!

اتمام حجت:

الحمدللہ کہ حضرات صحابہؓ کے خلاف مودودی صاحب کے ایک ایک طعن کے عموماً کئی کئی جوابات دیئے گئے ہیں، اور دیئے بھی گئے ہیں طبری، استیعاب، البدایہ، وغیرہ انھی کتابوں سے جن پر مودودی صاحب اپنے اعتماد کا بھرپور مظاہرہ کر چکے ہیں۔[1] اس طرح بفضلہٖ تعالیٰ ان پر حجت تمام ہوگئی۔

مخلصانہ درخواست:

اگر مودودی صاحب کی نیت خراب نہیں، اور انھوں نے غلط مطالعہ اور غلط فہمی کی بناء پر صحابہ کرامؓ کو ہدف مطاعن بنایا ہے تو میری مخلصانہ درخواست ہے کہ اب وہ جھوٹے وقار اور جھوٹی عزت کی خاطر اس خطرناک اور مہلک غلطی پر اڑے اور ڈٹے نہ رہیں۔ ان کی دارین کی عزت اور سعادت اسی میں ہے کہ وہ فوراً اس غلطی سے رجوع کریں۔ ان کے رجوع سے ہزاروں نوجوانوں کا ایمان بچ جائے گا۔ اور اگر ان کے یہ مطاعن و اعتراضات ان کے عقائد و تصورات کے مظہر ہیں تو میری دعا ہے کہ خدا انھیں ہدایت عطا فرمائے۔

---

[1] "ترجمان" ستمبر ۶۵ء ص ۲۲ تا ۲۶ (خلافت و ملوکیت ص ۳۱۱ تا ۳۱۲)

Scanned by CamScanner

اعتذار:

اگر میرے کسی لفظ سے مودودی صاحب کی ذات کے استخفاف کا پہلو نکلتا ہے تو میں ان سے معذرت خواہ ہوں۔ خدا بھی مجھے معاف فرمائے۔

خطیب پاکستان کی خدمت میں ہدیہ تشکر:

میں اس کتاب کے مقدمہ کیلئے اپنے واجب صد احترام بھائی حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب شجاع آبادی مدظلہ، کا بصمیم قلب شکرگزار ہوں۔ علاوہ ازیں آپ نے اپنے مفید مشوروں سے میری امداد فرمائی۔ جزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

دوسری جلد:

اگر برادران اسلام نے اس خدمت پر میری حوصلہ افزائی فرمائی تو انشاء اللہ دوسری جلد* میں مودودی صاحب کے ان اعتراضات کا جواب دیا جائے گا جو انھوں نے سیدنا معاویہ، سیدنا عمرو بن العاص وغیرہ صحابہ کرام کے خلاف کئے ہیں۔ رضی اللہ عنہم

سید نور الحسن بخاری
محلہ قدیر آباد، ملتان
۱۹ رمضان المبارک ۱۳۸۵ھ

---

* الحمد للہ اب دونوں جلدوں کو یکجا کر دیا گیا ہے۔ ناشر

Scanned by CamScanner

حصہ دوئم

Scanned by CamScanner

اجلہ اصحاب رسول کے خلاف

مودودی صاحب کے ظالمانہ، جارحانہ حملوں کا

عادلانہ دفاع

(حصہ دوئم)

اور

ان کے بے اصل و بے بنیاد مطاعن و اعتراضات، ایمان سوز و شرمناک

بہتانات وافترآت اور لغو و بیہودہ ہذیانات و خرافات

کے

مفصل، مدلل اور مسکت جوابات!

سید نور الحسن بخاری

نوید پبلشرز

اردو بازار، لاہور

Scanned by CamScanner

’’عادلانہ دفاع حصہ اول کے متعلق اکابر امت کے ارشادات‘‘

۱۔ استاذ العلماء حضرت مولانا شمس الحق افغانی مدظلہ العالی:

صدر شعبہ سفیر جامعہ اسلامیہ بہاولپور تحریر فرماتے ہیں:

’’مودودی صاحب کے جواب میں ’’عادلانہ دفاع‘‘ موصول ہو کر موجب مسرت ہوئی ارباب ہوئی کی تردید میں آپ کی تمام تصانیف مفید و نفع بخش ہیں۔ لیکن یہ کتاب خاص کر فیضان غیبی کا ثمرہ معلوم ہوتی ہے۔ عجب نہیں کہ روح ذی النورینؓ کا فیضان بھی اس میں شامل ہو۔ اللّٰھم زد فزد آپ کی اس کتاب میں وسعت نظر اور عمق فکر دونوں کی شان پائی جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص ضد اور کج بحثی کی آلودگی سے الگ ہو کر اس کتاب کا مطالعہ کرے تو اس کو ضرور ہدایت نصیب ہوگی۔ دلائل تاریخیہ، ترتیب، حسن تعبیر ہر لحاظ سے یہ کتاب قابل تعریف ہے۔‘‘

۲۔ حضرت مولانا سلام اللہ صاحب صدیقی بنارس (انڈیا)، سے تحریر فرماتے ہیں:

’’مولانا مودودی کے جواب میں آپ کی کتاب میں نے جب تک پوری ختم نہیں کر لی، سویا نہیں، اللہ آپ کو اس کا بہترین اجر دے۔ حق یہ ہے کہ آپ نے دفاع عن الصحابہؓ کا حق ادا کر دیا۔ میں آپ کی سنجیدہ نگاری اور تحقیقی کاوش پر آپ کو ہدیہ تحسین و تبریک پیش کرتا ہوں۔ مولانا مودودی صاحب سے ہم اور ہمارے احباب متاثر ہیں۔ لیکن اس تاثر اور حسن تعلق کے باوجود صحابہ کرامؓ سے متعلق ان کا جو طرز عمل ہے۔ اس سے ہم لوگ بہت مایوس و متفکر ہیں۔

۳۔ محترم المقام جناب سردار محمد اجمل خان صاحب لغاری رئیس اعظم رحیم آباد رقمطراز ہیں:

’’عادلانہ دفاع بالاستیعاب مطالعہ کیا، واقعی آپ نے دین کی اہم خدمت کی ہے مودودی صاحب کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔ امت کے اس ہادی نے دین کو جس قدر فائدہ پہنچایا ہے اس سے بڑھ کر دین کا نقصان کیا ہے۔ آپ کی بروقت گرفت نے تاریخ کے طلباء کی صحیح رہنمائی کر دی ہے۔ آپ کا استدلال اتنا قوی ہوتا ہے کہ سخت لفظ کہے بغیر دل میں اتر جاتا ہے۔ اللہ آپ کے زور بیان میں برکت دے۔‘‘

Scanned by CamScanner

محترم سردار صاحب دوسرے مکتوب میں لکھتے ہیں:۔

صحابہؓ کرام کے خلاف مودودی صاحب نے ''ترجمان القرآن'' میں جو کچھ لکھا ہے آپ نے اس کا مدلل اور مسکت جواب ''عادلانہ دفاع'' کی صورت میں پیش کیا ہے۔ جسے خوب سراہا گیا۔ سامنے آکر مقابلہ کرنے کی بجائے مودودی صاحب وغیرہ مقابلہ کی اس تکنیک پر عمل پیرا ہیں کہ ایسی کتابوں اور ایسے مضامین کو شائع کیا جائے اور ان کا چرچا کیا جائے جن میں ضمناً صحابہ کرامؓ کا ذکر اس انداز میں پایا جاتا ہے جو انداز مودودی صاحب نے اختیار کیا ہے تا کہ قارئین کے دل و دماغ پر یہ بات مرتسم ہو جائے کہ دیگر معروف لوگوں نے بھی تو آخر وہی کچھ لکھا ہے۔ جو کچھ مودودی صاحب نے صحابہؓ کرام کے بارہ میں لکھا ہے...... بہر حال صحابہ کرامؓ کی وکالت کا شرف آپ کو حاصل ہے۔ نامساعد حالات میں بھی آپ اس سے عہدہ براہونا جانتے ہیں، آپ ہی کی طرف آنکھیں اٹھتی ہیں۔ کہ اس کا توڑ آپ کیا اور کس طرح کرتے ہیں۔

محمد اجمل

۴۔ محترم المقام جناب علی احمد صاحب عباسی پروفیسر جہاں زیب کالج سیدو شریف، ریاست سوات:

آپ کی تالیف لطیف ''عادلانہ دفاع'' مجھے جناب ابو معاویہ قادری صاحب نے کراچی سے بھیجی، اللہ تعالیٰ آپ کی یہ تالیف قبول فرمائے اور مسلمانوں کو توفیق دے کہ اس شخص کے دجل سے نجات پائیں۔ الحمد اللہ تعالیٰ حکم آپ نے ایک ایک بات کا نہایت مدلل اور مسکت جواب دیا ہے۔ بقول کسے کہ قلم توڑ دیئے ہیں۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ شخص توبہ نہیں کرے گا...... والسلام علی ۱۵۔ اکتوبر ۶۶ء

۵۔ حضرت مولانا عبدالمتین صاحب، ہزاروی خطیب گوجرخاں:۔

بندہ نے ''عادلانہ دفاع کا مطالعہ کیا۔ دل کے سرور کا حال دل والا ہی جانتا ہے۔ میں صرف اتنا عرض کرسکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے یہ توقع ہے کہ آپ کی نجات کے لئے صرف یہ ایک کتاب کافی ہے۔ خداوند کریم دوسری جلد کی بھی جلد توفیق عطا فرمائیں۔ یہ بھی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کتاب کو جناب قاضی احسان احمد صاحب شجاع آبادی (رحمتہ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً) کے حسنات میں شامل فرمائیں۔

Scanned by CamScanner

۶۔ محترم المقام جناب ملک شیر محمد خاں صاحب اعوان کالاباغ :

آپ کا ارمغانِ محبت (عادلانہ دفاع) موصول ہوا۔ جس کے لئے سراپا سپاس ہوں۔ کتاب کیا ہے۔ صحابہ کرامؓ کی عقیدت کا لافانی شاہکار ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو مسلک اہل السنۃ والجماعۃ اور ناموس صحابہؓ کے تحفظ کی بیش از بیش توفیق ارزانی فرمائے۔

ع ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد!

۷۔ حضرت مولانا سراج الدین احمد صاحب امام ٹوکر بازار مسجد، ضلع سلہٹ مشرقی پاکستان:

آپ کی مؤلفہ کتاب ''عادلانہ دفاع'' تلاوت کی۔ تو نور ایمان بڑھتا ہی گیا۔ اور ایمان افروز جلا محسوس ہوا۔ جزاك الله فی الدارین خیرا۔ اب نیازمندانہ درخواست ہے ''عادلانہ دفاع'' جلد دوم نہایت عجلت کے ساتھ شائع ہو۔ آپ کو حق سبحانہٗ تعالیٰ ایسی دینی خدمات میں مصروف رکھے اور آپ کی سعی عند اللہ مشکور ہو۔ اور ہمارے لئے مشعل راہ بنے۔

۸۔ ماہنامہ ''بینات'' کراچی :(ربیع الاول ۸۶ھ):۔

''صحابہ کرامؓ کی فضیلت ومنقبت اور تقدس وعظمت پر کتاب اللہ کی متعدد آیات اور احادیث نبوی کا معتد بہا مستند ذخیرہ شاہد عدل ہے..... انہی نفوس قدسیہ کی سیرت ہر مسلمان کے لئے درس عمل ہے، اور ان کی اتباع میں سعادت دارین کا راز مضمر ہے۔ مودودی صاحب نے بعض صحابہ خصوصاً حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مظلوم شخصیت پر تاریخ کے غیر مستند واقعات کو آڑ بنا کر ایسے رکیک حملے کئے اور اس خلیفہ راشد کے بے داغ دامن کو داغدار بنانے کی ناکام کوشش کی جس نے بہت سے سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان وعقائد کو متزلزل کر دیا۔ اور دوسری طرف اعداء صحابہ کے ہاتھ میں سب وشتم کی ایک نئی دستاویز دے دی۔

زیر نظر کتاب میں مؤلف موصوف نے متانت وسنجیدگی کے ساتھ محققانہ انداز میں تمام ''مطاعن'' کا تفصیلی جائزہ لیا اور مستند تاریخی واقعات سے ہر ایک طعن کی مدلل تردید کی ہے۔ الغرض مجموعی حیثیت سے کتاب عمدہ اور قابل قدر ہے۔ مودودی صاحب کے مضمون سے جو حضرات متاثر ہو چکے ہیں اگر وہ تعصب اور گروہ بندی سے بالاتر ہو کر اس کتاب کا مطالبہ کریں۔ تو انشاء اللہ تمام شکوک وشبہات زائل ہو جائیں گے اور ان کو معلوم ہو جائیگا کہ مودودی صاحب نے کس طرح متضاد اور بے بنیاد الزامات قائم کر کے حضرت عثمانؓ پر کتنا بڑا ظلم کیا ہے۔''

Scanned by CamScanner

مقدمہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ہ

الحمد اللّٰه و کفیٰ و سلام" علی عباده الّذین صطفیٰ

۱۳۸۵ ہجری (۶۵ء) میں جب پوری ملت اسلامیہ پاکستانیہ، مکار بھارت کے خلاف میدان جنگ میں مصروف جہاد تھی۔ مودودی صاحب اصحاب رسولؐ کے خلاف صف آرا و برسر پیکار تھے۔ اور سبائی اسلحہ سے مسلح ہو کر یارانِ نبیؐ پر بھرپور بمباری کر رہے تھے۔

پاکستان اور بھارت کی لڑائی تو قریباً دو ہفتوں میں ختم ہو گئی۔ مگر مودودی صاحب نے پورے چھ ماہ تک یہ سلسلہء "جہاد" جاری رکھا۔

"مفکر اسلام" اور "داعی حق" نے میدان جہاد میں وہ "جوہر" دکھلائے کہ دشمنان دین اور اہل باطل مات کھا گئے۔ اس ایک مرد "صالح" نے صرف چھ مہینوں کے اندر وہ "مجاہدانہ کارنامے" انجام دیئے۔ جو سینکڑوں فاسق و فاجر دشمنان صحابہؓ برسوں میں بھی انجام نہ دے سکے۔

کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ذہنی صلاحیت عطا فرمائی ہے۔ لہٰذا آپ نے اس کا "شکر" یوں ادا کیا۔ کہ اس خداداد ذہانت اور پوری فکری قوت سے کام لے کر اللہ تعالیٰ کے محبوب رسولؐ کے جاں نثار و فداکار صحابہؓ کو جدید طور و طریق اور "ترقی یافتہ" اسلوب و انداز سے ہدف تنقید و تنقیص اور نشانہ طعن و تشنیع بنانا شروع کر دیا اور اپنے ماہنامہ "ترجمان القرآن" کی مسلسل چھ اشاعتوں (مئی سے اکتوبر تک) یارانِ نبیؐ خصوصاً بنوامیہ کے خلاف طویل و بسیط مضامین شائع کیے۔

اللہ رب العزت کا کس زبان سے شکر ادا کروں کہ اس قادر کریم نے اپنے اس عاجز بندہ کو توفیق عطا فرمائی۔ اکتوبر میں مودودی صاحب کا یہ سلسلہء جور و جفا ختم ہوا اور دسمبر (رمضان المبارک ۸۵ھ) میں اصحابؓ رسولؐ پر ان ظالمانہ، جارحانہ حملوں کا مفصل و مدلل، اور مسکت جواب بعنوان "عادلانہ دفاع" منظر عام پر آ گیا۔ جو مودودی صاحب کی خدمت میں رجسٹری کے ذریعہ ارسال کر دیا گیا۔

قریباً سال بھر کی طویل انتظار کے بعد "خلافت و ملوکیت" بڑی آب و تاب سے شائع

Scanned by CamScanner

ہوئی۔ جسے بڑی بے تابی سے خرید کر ہم نے پڑھا۔ تو ہماری مایوسی کی کوئی حد و انتہا نہ رہی۔

قبر چونے گچ......:

"خلافت و ملوکیت" "قبر چونے گچ مردہ بے ایمان" کے مصداق ظاہری محاسن سے آراستہ پیراستہ کتاب ہے۔ جس کی چھپائی آفسٹ پر ہے۔ کاغذ سفید ہے۔ حسین و رنگین سرورق۔ اس پر دو رنگوں میں کتاب کا نام ہے۔ دیدہ زیب و دلکش! اوپر نفیس پلاسٹک کور ہے۔ مگر اندر مضامین انتہائی زہریلے بے حد ایمان سوز اور بدرجہ غایت گمراہ کن ہیں۔

"ترجمان القرآن" کے مضامین پر جگہ جگہ ہم نے گرفت کی تھی اور بعونہ تعالیٰ مودودی صاحب کے فکر کا زیغ، نظر کی کجی اور قلم کی لغزش کو نا قابل تردید دلائل و براہین سے واضح اور ثابت کیا تھا۔ مگر مودودی صاحب کا کمال یا ان کا ڈھٹائی کا کمال ملاحظہ ہو کہ "خلافت و ملوکیت[1]" میں آپ نے اپنی کسی غلطی کو نہ تو تسلیم کیا اور نہ ہی اس سے رجوع فرمایا۔ الٹا نئے "دلائل" کا اضافہ کر کے اس دفتر اکاذیب و اباطیل کو اور زیادہ مضبوط مستحکم کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔

روایات یا خرافات؟:۔

حقیقت خرافات میں کھو گئی
یہ امت روایات میں کھو گئی (اقبالؒ)

مودودی صاحب نے اپنے نفسی داعیہ اور عصبیت جاہلیہ سے مجبور و مغلوب ہو کر یارانؓ رسولؐ خصوصاً امام مظلوم سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کو ہدف ناوک بیداد اور نشانہ مطاعن و مثالب بنانے کے لئے جن واہی روایات کی آڑ لی تھی، ہم نے بعونہ تعالیٰ عادلانہ دفاع میں ان تمام روایات کو خرافات ثابت کر دیا۔ بفضلہ تعالیٰ ایک ایک روایت پر بحث اور راویوں پر تنقید کی۔ علامہ ذہبی اور امام ابن حجر رحمہما اللہ کی مشہور و معتبر کتب رجال...... "میزان الاعتدال" اور "تہذیب التہذیب"...... سے اجلہ محدثین و ائمہ، اعلام جرح و تعدیل، امام شافعی، امام احمد، یحییٰ بن سعید القطان، ابن معین، ابن مدینی، امام بخاری، ابوزرعہ، ابوحاتم، ابوداؤد، نسائی، عقیلی، ابن عدی اور دار قطنی وغیرہم رحمہم اللہ کی شدید جرح نقل کر کے واضح کر دیا کہ فن رجال کے اجلہ و اعاظم امام، واقدی، سیف بن عمر، عمر بن سعد، نصر بن مزاحم، ابن الکلبی اور جعفر بن سلیمان وغیرہ

---

[1] "خلافت و ملوکیت" "ترجمان القرآن" (مئی ۶۵ء سے اکتوبر ۶۵ء تک) میں شائع شدہ مودودی صاحب کے مضامین کا مجموعہ ہے۔ کتابی صورت میں!

Scanned by CamScanner

راویوں) کو کذاب، وضاع، متروک، لیس بشئی، زندیق، واہی الحدیث، قصہ گو اور رافضی، حتٰی الحمار (گدھا) تک لکھ چکے ہیں۔

غلطی کا اعتراف اور اس سے رجوع بہادر اور عظیم انسانوں کا شیوہ ہے:

اب چاہئے تو یہ تھا کہ مودودی صاحب ایک بہادر انسان اور ایک مرد حق پرست کی طرح اپنے غلط موقف سے رجوع کر لیتے مگر اپنی غلطی سے رجوع کرنا بہادر اہل حق کا شیوہ ہے۔ علمائے ربانی کی صفت ہے۔ یہ ہمارے اکابر کا وطیرہ ہے۔ مثلاً حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے متعدد مواقع پر اپنی رائے سے برملا رجوع فرمایا۔ رحمہ اللہ!

حقیقت یہ ہے کہ اپنی غلطی کا اقرار و اعتراف ہر کہ و مہ کا کام نہیں۔ یہ عظیم انسانوں کا مقام ہے۔ جن کی عظمت ان کے تقویٰ و طہارت، علمی تبحر و رسوخ اور روحانی و اخلاقی تقدس و ارتقاء کی ٹھوس بنیاد پر استوار ہوتی ہے۔ جسے ان کی فکری لغزش و اتفاقی غلطی کا اقرار و اعلان متاثر نہیں کر سکتا۔ لہٰذا بلند اور عظیم انسان فوراً اپنی غلطی تسلیم کر کے اس سے رجوع کر لیتے ہیں۔ جیسا کہ مودودی صاحب لکھتے ہیں: ''حضرت عمرؓ فوراً اپنی رائے سے رجوع کر لیا''۔

(خلافت و ملوکیت صفحہ ۱۰۱)

کم کمل شخصیت کو رجوع کی سعادت نصیب نہیں ہوتی......:

لیکن جن لوگوں کی ''بڑائی'' کی اصل و اساس ان کی واقعی عظمت اور بلندی سیرت و کردار کی بجائے نمائشی صالحیت، اخباری نشر و اشاعت، اور سطحی علمیت ہوتی ہے اور جن کی ''بزرگی'' کا مدودار بعہ اسلاف پر جرح قدح، بزرگوں کی توہین و تنقیص، عجب و استکبار ''انا و لا غیری'' اور ''ہم چو ما دیگرے نیست'' کا زعم باطل ہوتا ہے۔ وہ کبھی اپنی غلطی کا اعتراف کر کے غلط موقف سے رجوع نہیں کرتے۔ اس غلط اندیشہ و احساس کے باعث! کہ مبادا ان کی غلطی کا پتہ لگ جانے سے ان کے اندھے معتقد اور جاہل و متعصب پرستاران کو چھوڑ جائیں۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ ان کے جھوٹے ''تقدس'' کا بھانڈا پھوٹا۔ ان کی مصنوعی ''عصمت'' کا آبگینہ ٹوٹا نہیں اور ان کے نقش برآب و پادر ہوا امارت و قیادت کا ''سر بفلک'' قصر و محل زمیں بوس ہوا نہیں! لہٰذا وہ اپنی کم کمل شخصیت کے بت کی پوجا پاٹ اور چوما چاٹی برقرار رکھنے کے لئے اپنی فاش غلطیوں کا اقرار و اعتراف تک نہیں کرتے ان سے رجوع کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

مودودی صاحب کے کھوکھلے پن کا کھلا ثبوت:

نہایت افسوس سے اس دردناک حقیقت کا انکشاف کیا جاتا ہے کہ ہماری طرف سے نیز بعض دوسرے حضرات کی طرف سے اتمام حجت کے بعد مودودی صاحب نے رجوع کی راہ حق وصواب کو چھوڑ کر خود انکار، ضد اور اصرار وتکرار کی غلط راہ اختیار کی ائمہ رجال کی شدید جرح کا انکار تو ان کے بس کا روگ نہیں تھا نہ ہی ان کے پاس اس کا کوئی جواب تھا۔ لہٰذا وہ یہ تو تسلیم کرتے ہیں کہ ان روایات کے راوی مجروح ومتروک ہیں۔ اس طرح گویا وہ یہ اعتراف تو کرتے ہیں کہ ان کی مستدل بہا روایات، خرافات ہیں۔ مگر بایں ہمہ وہ اپنے غلط موقف سے ذرہ بھر نہیں ہٹے، برابر اسی مقام پر ڈٹے کھڑے ہیں، جس کا انہیں اخلاقاً کوئی حق حاصل نہیں۔

جب ہم نے بفضلہ وبعونہ تعالیٰ ان بنیادوں ہی کو ڈھا دیا جن پر مودودی صاحب نے صحابہ کرامؓ کے خلاف مطاعن ومثالب اور اعتراضات کے ''ہوائی قلعے'' تعمیر کئے تھے۔ تو ان کا فرض تھا کہ وہ ان ''قلعوں'' کو مسمار ومنہدم کر دیتے۔ اس کی تو انہیں توفیق نصیب نہ ہوئی۔ البتہ بمصداق: ''الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے''۔

الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے:

مودودی صاحب لکھتے ہیں:

''بعض حضرات تاریخی روایات کو جانچنے کے لئے اسماء الرجال کی کتابیں کھول کر بیٹھ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فلاں فلاں راویوں کو آئمہ رجال نے مجروح قرار دیا ہے۔ اور فلاں راوی جس وقت کا واقعہ بیان کرتا ہے۔ اس وقت تو وہ بچہ تھا یا پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔ اور فلاں راوی ایک روایت جس کے حوالے سے بیان کرتا ہے، اس سے تو وہ ملا ہی نہیں، اس طرح وہ تاریخی روایات پر تنقید حدیث کے اصول استعمال کرتے ہیں اور اس بنا پر ان کو رد کر دیتے ہیں۔ کہ فلاں واقعہ سند کے بغیر نقل کیا گیا ہے۔ اور فلاں روایت کی سند میں انقطاع ہے۔ یہ باتیں کرتے وقت یہ لوگ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ محدثین نے روایات کی جانچ پڑتال کے یہ طریقے دراصل احکامی احادیث کے لئے اختیار کئے ہیں کیونکہ ان پر حلال وحرام، فرض وواجب اور مکروہ ومستحب جیسے اہم شرعی امور کا فیصلہ ہوتا ہے۔ اور یہ معلوم کیا جاتا ہے کہ دین میں کیا چیز سنت ہے اور کیا چیز سنت نہیں ہے۔ یہ شرائط اگر تاریخی واقعات کے معاملہ میں لگائی جائیں۔ تو اسلامی تاریخ کے ادوار مابعد کا تو سوال ہی کیا ہے۔ قرن اول کی تاریخ کا بھی کم از کم ۹/۱۰ حصہ غیر معتبر قرار پا جائے گا۔

خاص طور پر واقدی اور سیف بن عمر اور ان جیسے دوسرے راویوں کے متعلق آئمہ جرح وتعدیل کے اقوال نقل کر کے بڑے زور کے ساتھ یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ حدیث ہی نہیں۔ تاریخ میں بھی ان لوگوں کا کوئی بیان قابل قبول نہیں ہے۔ لیکن جن علماء کی کتابوں سے ائمہ جرح وتعدیل کے یہ اقوال نقل کیے جاتے ہیں۔ انہوں نے صرف حدیث کے معاملہ میں ان لوگوں کی روایات کو رد کیا ہے۔ رہی تاریخ مغازی اور سیر، تو انہی علماء نے اپنی کتابوں میں جہاں کہیں ان موضوعات پر کچھ لکھا ہے۔ وہاں وہ بکثرت واقعات انہی لوگوں کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر حافظ ابن حجر کو دیکھیے۔ جن کی ''تہذیب التہذیب'' سے ائمہ رجال کی یہ جرحیں نقل کی جاتی ہیں۔ وہ اپنی تاریخی تصنیفات ہی میں نہیں۔ بلکہ اپنی شرح بخاری (فتح الباری) تک میں جب غزوات اور تاریخی واقعات کی تشریح کرتے ہیں۔ تو اس میں جگہ جگہ واقدی اور سیف بن عمر اور ایسے ہی دوسرے مجروح راویوں کے بیانات بے تکلف نقل کرتے چلے جاتے ہیں، اسی طرح حافظ ابن کثیر اپنی کتاب ''البدایہ والنہایہ'' میں خود ابو مخنف کی سخت مذمت کرتے ہیں اور پھر خود ہی ابن جریر طبری کی تاریخ سے بکثرت وہ واقعات نقل بھی کرتے ہیں۔ جو انہوں نے اس کے حوالے سے بیان کیے ہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ علم حدیث کے اکابر علماء نے ہمیشہ تاریخ اور حدیث کے درمیان واضح فرق ملحوظ رکھا ہے اور ان دونوں کو خلط ملط کر کے وہ ایک چیز پر تنقید کے وہ اصول استعمال نہیں کرتے جو درحقیقت دوسری چیز کے لئے وضع کیے گئے ہیں۔ یہ طرز عمل صرف محدثین ہی کا نہیں، اکابر فقہا تک کا ہے۔ جو روایات کو قبول کرنے میں اور بھی زیادہ سختی برتتے ہیں۔ مثال کے طور پر امام شافعیؒ ایک طرف واقدی کو سخت کذاب[1] کہتے ہیں۔ اور دوسری طرف کتاب الام میں غزوات کے متعلق اس کی روایات سے استدلال بھی کرتے ہیں''۔[2]

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

''خود واقدی کے متعلق بھی یہ بات اہل علم کو معلوم ہے کہ صرف احکام وسنن کے معاملہ میں ان کی احادیث کو رد کیا گیا ہے۔ باقی رہی تاریخ، اور خصوصاً مغازی، وسیر کا باب، تو اس میں آخر کون ہے۔ جس نے واقدی کی روایات نہیں لی ہیں۔ تاریخ کے معاملہ میں اگر کوئی شخص روایات کے ثبوت کیلئے وہ شرائط لگائے جو احکام شرعی کے معاملہ میں محدثین نے لگائی ہیں۔ تو

[1] شکر ہے کہ مودودی صاحب نے یہ تو تسلیم کرلیا کہ امام شافعیؒ واقدی کو سخت کذاب کہتے ہیں۔

[2] ۲۹۲...

Scanned by CamScanner

اسلامی تاریخ کا ۹۰ فیصدی[1] بلکہ اس سے بھی زائد حصہ دریا برد کر دینا ہوگا۔[2]

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

واقدی کو حدیث میں تو ضعیف کہا گیا ہے۔ مگر سیر و مغازی کے معاملہ میں تمام اہل الحدیث نے ان سے روایات لی ہیں اور یہی حال ابن سعد کے دوسرے اساتذہ مثلاً ہشام بن محمد بن السائب الکلبی اور ابو معشر کا ہے کہ انهم جميعاً يوثقون في السيرة والمغازي (سیرت اور غزوات کی تاریخ کے معاملہ میں سب نے ان پر اعتماد کیا ہے۔[3]

بین الاقوامی شخصیت:

اس طویل عذر گناہ بدتر از گناہ...... کو ایک دفعہ پھر پڑھیئے۔ اور داد دیجئے ''دینی، علمی، ادبی اور سیاسی حیثیت سے بین الاقوامی[4] شخصیت'' کے علمی تبحر، فکری صحت و ذہنی صلاحیت کی!

حقیقت یہ ہے کہ ''مولانا محترم'' نے یہ سطور لکھ کر اپنی ''بین الاقوامی علمی حیثیت'' کا دیوالہ ہی نکال دیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ''مریدوں'' نے جو ''پیر صاحب'' کو بانس پر چڑھایا اور اڑایا تو ''پیر جی'' ''اپنی'' ''بین الاقوامی حیثیت'' کی فضا میں ایسے بلند اڑے اور بلند پروازی میں ایسے مست و مدہوش ہوئے کہ انہیں یہ بھی خیال نہ رہا کہ ان کی اس تحریر کو ان کے ''مریدان باصفا'' کے سوا کچھ اور لوگ بھی پڑھیں گے۔ وہ ان سطور کو پڑھ کر ''مولانا محترم'' کی (دینی تو خیر چھوڑیئے! کیونکہ آپ کی دینی حیثیت کا تماشہ تو وہ مئی سے اکتوبر ۶۵ء تک ''ترجمان القرآن'' کے صفحات پر دیکھ چکے ہیں۔ علمی حیثیت کے متعلق کیا رائے قائم کریں گے۔

پردہ دری: درحقیقت ان سطور سے مودودی صاحب کے جہل کا پردہ فاش ہو گیا ہے جب سے آپ نے اصحاب رسولؐ کی عزت و ناموس سے تلعب و تمسخر شروع کیا ہے۔ قدرت کے منتقم ہاتھ نے آپ کی پردہ دری شروع کر دی ہے۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہء پاکاں زند

[1] اللہ اللہ! جو اللہ کا بندہ صد اور صدی میں فرق نہیں کرتا، اور ۹۰ فی صد کی جگہ ۹۰ فی صدی لکھتا ہے اسے ادبی اور علمی حیثیت سے بین الاقوامی شخصیت قرار دیا جاتا ہے۔ [2] ''خلافت و ملوکیت'' ۱۰۷ [3] ''خلافت و ملوکیت'' صفحہ ۳۱۱،

[4] نمک حلال ملازم ''خلافت و ملوکیت'' کی ابتداء میں بعنوان ''عرض ناشر'' یوں حق نمک ادا کرتے ہیں۔ ''اس کتاب کے مصنف مولانا ابو الاعلیٰ مودودی کے متعلق کچھ لکھنا سورج کو چراغ دکھانا ہے۔ دینی، علمی، ادبی، سیاسی حیثیت سے مولانا محترم کو بین الاقوامی طور پر جو مقام حاصل ہے۔ اس سے ہر پڑھا لکھا شخص واقف ہے''۔ (خلافت و ملوکیت صفحہ ۱۰)

Scanned by CamScanner

اس ''عذر گناہ'' کو پڑھ لینے کے بعد ایک سمجھدار اور منصف مزاج انسان کو ''مولانا محترم'' کی ''صحابہ دشمنی'' اور علمی بے بضاعتی میں ذرہ بھر شک وشبہ باقی نہیں رہتا۔ البتہ لگے بندھے، نمک حلال اور جاہل ومتعصب ''مرید'' اسے ''حضرت صاحب'' کی ''تحقیقات'' بلکہ ''کرامات'' قرار دیں تو کچھ بعید نہیں۔

اصحابؓ رسول سے کھلی عداوت!:

مودودی صاحب کے علمی افلاس پر ہم مفصل بحث کریں گے فی الحال آپ کی ''صحابہ دشمنی'' کا ایک ''منظر'' ملاحظہ ہو:

دشمنِ صحابہؓ لکھتا ہے۔

''یہ بات بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں نے قاضی ابوبکر ابن العربی..... کی العواصم من القواصم، امام ابن تیمیہؒ کی منہاج السنۃ اور حضرت شاہ عبدالعزیز کی تحفہء اثناء عشریہ پر انحصار[1] کیوں نہ کیا، میں ان بزرگوں کا نہایت عقیدت مند ہوں۔ اور یہ بات میرے حاشیہء خیال میں بھی کبھی نہیں آئی کہ یہ لوگ اپنی دیانت وامانت اور صحت تحقیق کے لحاظ سے قابل اعتماد نہیں۔ لیکن جس وجہ سے اس مسئلے میں میں نے ان پر انحصار کرنے کے بجائے براہ راست اصل ماخذ سے خود تحقیق کرنے اور اپنی آزادانہ رائے قائم کرنے کا راستہ اختیار کیا۔ وہ یہ ہے کہ ان تینوں حضرات نے دراصل اپنی کتابیں تاریخ کی حیثیت سے بیان واقعات کے لئے نہیں۔ بلکہ شیعوں کے شدید الزامات اور ان کی افراط وتفریط کے رد میں لکھی ہیں۔ جن کی وجہ سے عملاً ان کی حیثیت وکیل صفائی کی سی ہوگئی ہے۔ اور وکالت خواہ وہ الزام ہی کی ہو یا صفائی کی، اس کی عین فطرت یہ ہوتی ہے کہ اس میں آدمی اس مواد کی طرف رجوع کرتا ہے جس سے اس کا مقدمہ مضبوط ہوتا ہو، اور اس مواد کو نظر انداز کر دیتا ہے جس سے اس کا مقدمہ کمزور ہو جائے۔''[2]

سنی یا رافضی؟ :

کیا مودودی صاحب کے اس واضح بیان کے بعد بھی ان کی اصحابؓ رسولؐ سے دشمنی و عداوت میں کوئی شک باقی رہ جاتا ہے؟ صحابہ کرامؓ اور دشمنانان صحابہؓ کے مقدمہ میں حضرت قاضی

---

[1] بلکہ الاقوامی علمی، ادبی شخصیت کا کمال علم وادب ملاحظہ ہو کہ آپ کو استشہاد، استفادہ، اعتماد اور انحصار میں بھی فرق معلوم نہیں۔ اور وہ انحصار واعتماد کو ہم معنی ومترادف الفاظ سمجھتے ہیں۔ اور اعتماد کی جگہ انحصار لکھتے ہیں۔ ایک دفعہ بھی نہیں دو دفعہ!

[2] خلافت وملوکیت'' صفحہ ۳۲۰

Scanned by CamScanner

ابن العربی، امام ابن تیمیہ، شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہم اللہ صحابہ کرامؓ کی طرف سے وکیل صفائی ہیں۔ مودودی صاحب ''ان بزرگوں کے صرف عقیدت مند ہی نہیں۔ نہایت عقیدت مند ہیں۔ اوران کے نزدیک یہ بزرگ اپنی دیانت وامانت اور صحت تحقیق کے لحاظ سے قابل اعتماد ہیں''۔ مگر یہ حضرت چونکہ صحابہ کرامؓ کے وکیل صفائی ہیں۔ اس لئے مودودی صاحب نے ان کی تحقیقات کوتو نظرانداز کردیا ہے اور واقدی، سیف بن عمر، ابن الکلبی اور جعفر بن سلیمان ایسے مردود ومتروک کل، کذاب ووضاع، زندیق ورافضی اور رافضی مثل الحمار راویوں کی روایات، بلکہ خرافات کوصحیح تاریخ قرار دینے پر مصر ہیں۔ محض اس لئے کہ ان خرافات سے صحابہ کرامؓ کے مطاعن ومثالب ثابت ہوتے ہیں۔ کیااس کے بعد بھی مودودی صاحب کے خود رافضی اور دشمن صحابہ ہونے میں کسی صحیح الدماغ انسان کوشبہ ہوسکتا ہے؟

جوشخص ائمہ اعلام اسلام کی صحیح تحقیقات سے خوشہ چینی کوتو اپنی شان تحقیق کے خلاف سمجھے اور ساڑھے تین سوصفحے کی کتاب میں ان حضرات سے ایک لفظ بھی نقل نہ کرے محض اس لئے کہ وہ حضرت صحابہؓ کے وکیل صفائی ہیں۔ اور جلے بھنے رافضی راویوں کے چبائے اور اگلے ہوئے ''نوالوں'' سے اپنا اور اپنی کتاب کا پیٹ بھرلے اس کے رافضی ہونے میں، اوراسے رافضی کہنے میں کسی کوکیا تامل ہوسکتا ہے؟

آزادانہ تحقیقات؟: اب اس ''محقق بزرگ'' سے کون کہے کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ، ابن العربی، اور حضرت شاہ صاحب ایسے آئمہ دین کی تحقیقات پرتو آپ نے اعتماد نہیں کیا اور ''خود تحقیق کرنے'' کاراستہ اختیار کیا''، مگر جب مثل الحمار، رافضی، کذاب ودجال اور زندیق راویوں کی خرافات بعنوان ''روایات'' آپ کے سامنے آئیں تو آپ نے آنکھیں بند کر کے ان خرافات کونقل کردیا۔ آخر یہ کہاں کی ''آزادانہ تحقیقات'' ہے؟

جنوں کا نام خرد رکھ دیا، خرد کا جنوں
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

وکیل استغاثہ: بات یہ ہے کہ مودودی صاحب حضرات صحابہؓ کے خلاف مدعی ہی نہیں، وکیل استغاثہ بھی ہیں۔ اس لئے آپ نے آئمہ دین کی تحقیقات کواس کا صحت کا اقرار واعتراف کرنے کے باوجود نظرانداز کردیا۔ کیونکہ اس سے آپ کا مقدمہ کمزور ہوتا تھا۔ حالانکہ وہ تحقیقات کتاب وسنت کی روشنی میں تھی۔ اور مردود ومتروک رافضی راویوں کی خرافات کوسرآنکھوں پر رکھا۔ کیونکہ

ل ''میزان الاعتدال'' جلد اول ص ۱۸۵ ترجمہ جعفر بن سلیمان''تہذیب التہذیب'' جلد ۲ صفحہ ۹۷ ترجمہ جعفر بن سلیمان۔

Scanned by CamScanner

اس سے صحابہ کرامؓ کے خلاف مودودی صاحب کا مقدمہ مضبوط ہوتا تھا۔ اور آدمی اسی مواد کی طرف رجوع کرتا ہے۔ جس سے اس کا مقدمہ مضبوط ہوتا ہے۔"[1]

دل نہ چاہے تو نبوت کا بھی ارشاد غلط!
من کو بھا جائے تو بھانڈوں کی خرافات بجا!

کچھ حشر کا فکر کرو:

اگر مودودی صاحب کا دل صحابہ دشمنی میں بالکل سیاہ نہیں ہو گیا۔ اور اس میں کچھ بھی خوف خدا اور فکر آخرت باقی ہے تو وہ اپنے رویہ پر نظر ثانی کریں۔ قیامت کے دن ظاہر ہے کہ صحابہ کرامؓ کے وکلاء صفائی اصحابؓ رسولؐ کے ساتھ ہوں گے۔ اور اصحابؓ رسولؐ، رسولؐ کے ساتھ! دوسری طرف دشمنان صحابہؓ ہوں گے۔ ابن سبا ملعون اس کی سبائی پارٹی اور روافض! اور ان کے ساتھ ان کے وکلاء ہوں گے! مودودی صاحب اس دن رسولؐ و اصحابؓ رسولؐ اور وکلائے اصحاب رسولؐ کے ساتھ اپنا حشر چاہتے ہیں...... یا ابن سباؑ ملعون، اس کی مردود جماعت اور روافض کے ساتھ؟ اگر وہ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور انہیں اپنی موجودہ ضد و حجود کی روش ترک کر دینی چاہئے اور توبہ و استغفار کر کے عداوت صحابہؓ سے باز آ جانا چاہئے۔

آیئے! اب اصل بحث کی طرف رجوع کریں!

ہٹلر کے دست راست اور پروپیگنڈہ سیکرٹری ڈاکٹر گوئبلز...... کے پروپیگنڈے کا فلسفہ یہ تھا کہ "بار بار غلط بیانی کرو۔ یہاں تک کہ لوگ اسے سچ سمجھنے لگیں۔"

لیبان نے بھی روح الاجتماع میں لکھا ہے کہ "بار بار کا اعادہ اور تکرار ہی ایسی چیز ہے جو واقعہ کا قلب ماہیت کر سکتی ہے۔"

گوئبلز اور لیبان کے اتباع میں مودودی صاحب نے "خلافت و ملوکیت" کے صفحہ ۱۰۷، صفحہ ۳۱۱، اور صفحہ ۳۱۷ تا ۳۱۹ پر بار بار ایک مغالطہ کا اعادہ و تکرار کیا ہے کہ شاید اسی اعادہ و تکرار ہی سے لوگ ان کی غلط بیانی کو سچ سمجھ لیں۔

ایک جھوٹ کیلئے سو جھوٹ!:

کسی نے سچ کہا ہے۔ کہ "آدمی کو ایک جھوٹ کو چھپانے کے لئے سو جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔ "مولانا محترم" نے حضرات اصحابؓ رسولؐ کے خلاف طعن و تشنیع کی مہم چلائی تھی۔ ہم

[1] "خلافت و ملوکیت" ۳۲۰۔

Scanned by CamScanner

نے ایسے اٹھارہ طعن پیش کر کے عادلانہ دفاع میں بعونہٖ تعالیٰ ان کے تقریباً اسی جوابات عرض کئے اور ثابت کیا کہ ''مولانا محترم'' کے یہ طعن غلط ہیں۔ اور جن روایات کی آڑ لے کر یہ طعن کئے گئے ہیں۔ وہ سب جھوٹی ہیں۔ واہیات خرافات ہیں۔ ان کے راوی بھی جھوٹے ہیں۔ اور متعلقہ فن کے اعاظم ائمہ نے ان پر شدید جرح کر کے انہیں پرلے درجے کا جھوٹا (کذاب) قرار دیا ہے۔ اب ''مولانا محترم'' چونکہ ایسے ویسے مولانا تو ہیں نہیں کہ وہ اپنے مطاعن کو غلط مان کر بارگاہ خداوندی میں توبہ و استغفار کرتے اور بندگان خدا سے معافی کے خواستگار ہوتے۔ وہ چونکہ ''بین الاقوامی'' حیثیت کے مولانا ہیں۔ لہٰذا انہوں نے اپنے غلط مطاعن کو صحیح ثابت کرنے کے لئے کئی اور مغالطے دینے کی بھرپور کوشش کی ہے۔

صحابہ کرامؓ کی تنقیص:

مودودی صاحب بغض و عداوت صحابہؓ کے ہاتھوں مجبور ہو کر کذاب و دجال رافضی مثال الحمار راویوں کی ان مکذوبہ موضوعہ روایات کی حجیت پر بعند و مصر ہیں۔ جن میں اصحابؓ رسولؐ پر طعن و تشنیع ہے اور جن سے یارانؓ نبی کی توہین و تنقیص لازم آتی ہے۔

حضرات محدثینؒ و فقہاءؒ پر الزام و بہتان:

پھر مودودی صاحب یہ ''شکار'' حضرات محدثین و فقہاء رحمہم اللہ کے کندھے پر بندوق رکھ کر کھیلتے ہیں اور ان پر الزام عائد کرتے اور بہتان باندھتے ہیں کہ ان سب کا یہی موقف ہے۔ سیرت اور تاریخ کے معاملہ میں سب نے واقدی اور ھشام ابن الکلبی وغیرہ پر اعتماد کیا ہے۔

مفصل بحث:

مودودی صاحب کے اس موقف و مقام کی وجہ سے تفصیلی بحث کی ضرورت ہے۔ لہٰذا ہم اسی عنوان پر پورطرح اور بسط سے کلام کریں گے۔ انشاءاللہ!

Scanned by CamScanner

حدیث کی قسمیں

صحیح، حسن، ضعیف اور موضوع روایات کا حکم

ضعیف حدیث:

موضوع اور ضعیف روایات کے حکم سے پہلے ان کی حقیقت معلوم کر لیجئے۔ علامہ عثمانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:۔

(کسی روایت میں) ضعف کے موجب دو امر ہیں، ایک روایت کی سند میں کسی راوی کا چھوٹ جانا، دوسرا راوی میں کسی جرح کا موجود ہونا۔ اس بنا پر حدیث ضعیف کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جس کی سند میں کسی راوی کا نام رہ گیا ہو۔ دوسری وہ جس کے راوی میں کوئی موجب طعن امر موجود ہو۔

اور وہ امور جو راوی میں موجب طعن ہیں۔ دس ہیں، کذب یعنی جھوٹ اور جھوٹ کی تہمت...... اگر ضعیف حدیث میں موجب رو راوی کا کذب ہو تو وہ موضوع ہوگی، اور اگر تہمت کذب ہو تو وہ متروک ہوگی۔[1]

اب ان کا حکم سن لیجئے!

حدیث ضعیف کا حکم:

علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ بغیر اس کے موضوع ہونے...... کا بیان کئے کسی بھی عنوان سے موضوع کا ذکر جائز نہیں، باقی رہی ضعیف! اس میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک ضعف کا بیان کئے بغیر ضعیف کی روایت اس کی سند میں تساہل اور اس سے استدلال جائز ہے۔ بشرطیکہ وہ روایت احکام وعقائد کے متعلق نہ ہو۔ مثلاً فضائل اعمال اور قصص میں ہو اور ابن العربی مالکی نے ضعیف روایت پر عمل کرنے سے مطلقاً منع کیا ہے۔

---

[1] مقدمہ فتح الملہم بشرح صحیح مسلم جلد اول ص ۵۶۔

Scanned by CamScanner

قال السیوطی فی التدریب و عبارة الزرکشیؒ و الضعیف مردود مالم یقتض ترغیبًا او ترهیبًا ...... وقال الجزائریؒ و قد ذهب قوم الیٰ عدم جواز الاخذ بالحدیث الضعیف فی ای نوع کان وقد اشار الیٰ ذلك العلامه عبدالرحمٰن المعروف بابی شامة فی کتابه...... عادة جماعته من اهل الحدیث یتساهلون فی احادیث فضائل الاعمال و هذا عند المحققین من اهل الحدیث وعند علماء الاصول و الفقه خطاء۔ل

سیوطی نے تدریب میں کہا ہے۔ زرکشیؒ نے لکھا ہے کہ ترغیب وترہیب کے سوا ضعیف روایت مردود ہے۔ اور جزائری نے کہا ہے کہ ایک جماعت کے نزدیک ضعیف حدیث سے استدلال جائز نہیں۔ خواہ کسی باب میں ہو اور علامہ عبدالرحمٰن المعروف بہ ابوشامہ نے اپنی کتاب میں اسی طرف اشارہ کیا ہے (لکھا ہے کہ) اہلحدیث کی ایک جماعت کی عادت ہے کہ فضائل اعمال کی احادیث میں تساہل کرتے ہیں۔ مگر محققین علماء حدیث اور علماء اصول وفقہ کے نزدیک یہ خطاء ہے۔

حدیث موضوع کا حکم: اب موضوع روایت کا حکم ملاحظہ ہو:۔

۱۔ قال العلماء الموضوع شر الضعاف واقبحها وتحرم روایة مع العلم بوضعه فی ای معنیٰ کان سواء الاحکام و القصص و الترغیب و غیرها الاّ مقرونًا ببیان وضعه و کذبه۔ ۲

علماء کا قول ہے کہ موضوع، بدترین ضعیف روایت ہے۔ اگر اس کے موضوع پر ہونے کا علم ہو تو اس کی روایت ہر باب میں برابر حرام ہے۔ خواہ احکام میں ہو خواہ قصص میں خواہ ترغیب وغیرہ میں ہو۔ الا یہ کہ اس کے موضوع اور جھوٹ ہونے کا بیان ساتھ کردیا جائے۔

۲۔ حضرت ملاعلی قاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:۔

حافظ جلال الدین سیوطیؒ کا قول ہے کہ علماء حدیث کا اس پر اتفاق ہے کہ موضوع کو اس کے موضوع ہونے کا ذکر کیے بغیر روایت کرنا جائز نہیں، خواہ وہ کسی باب میں ہو۔ اس کے خلاف ضعیف کی روایت جائز ہے۔ مگر وہ بھی احکام وعقائد میں نہیں۔ ۳

ل مقدمہ فتح الملہم صفحہ ۵۸۔ ۲ ایضاً صفحہ ۶۱۔ ۳ "[illegible]" [illegible] کراچی صفحہ ۱۴۔

۳۔ امام بیہقی کتاب المدخل میں ابن مہدی کا قول نقل کرتے ہیں:

اذا روینا عن النبی فی الحلال والحرام والاحکام شددنا فی الاسانید و انتقدنا فی الرجال واذا روینا فی الفضائل و الثواب و العقاب سهلنا فی الاسانید و تسامحنا فی الرجال۔

(فتح المغیث صفحہ ۱۳۰)

جب ہم آنحضرتؐ سے حلال وحرام اور احکام کے متعلق حدیث روایت کرتے ہیں تو سند میں نہایت تشدد کرتے ہیں اور راویوں کو پرکھ لیتے ہیں۔ لیکن جب فضائل (اعمال) اور ثواب و عقاب کی حدیثیں آتی ہیں تو ہم سندوں میں سہل انگاری کرتے اور راویوں کے متعلق چشم پوشی کرتے ہیں۔[1]

۴۔ شیخ الاسلام علامہ نووی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:۔

انهم قد یروون عنهم احادیث الترغیب والترهیب و فضائل الاعمال والقصص واحادیث الزهد و مکارم الاخلاق و نحو ذٰلك ممّا لا یتعلق بالحَلالِ وَالحَرام وَسَائِر الاحکام وهذاالضرب من الحدیث یجوز عند اهل الحدیث وغیرهم التساهل فیه۔

وروایته ماسوی الموضوع عنه ...... نان الائمة لا یروون عن الضعفاشیئًا[2]۔

وہ ضعیف راویوں سے ترغیب و ترہیب، فضائل اعمال، قصص، زہد اور اخلاق وغیرہ کی حدیثیں روایت کرتے ہیں۔ جو حلال وحرام اور احکام دین سے تعلق نہیں رکھتیں۔ اور حدیث کی یہی قسم ہے جس (کی سند) میں علماء حدیث وغیرہ نے تساہل جائز رکھا ہے۔

اور اسے روایت کیا ہے بشرطیکہ موضوع نہ ہو...... لیکن حدیث کے امام ضعیف راویوں سے کسی قسم کی روایت نہیں کرتے۔

خلاصہ:

بحث کی اہمیت کے پیش نظر علماء وائمہ حدیث کے اقوال تفصیل سے پیش کر دیئے گئے ہیں۔ فن کے اعاظم رجال وائمہ اعلام کی ان تصریحات سے واضح طور پر یہ حقیقت سامنے آ جاتی ہے کہ:۔

---

[1] سیرت النبیؐ حصہ اول صفحہ ۵۷۔۵۸ طبع سوم مطبوعہ اعظم گڑھ۔ [2] مقدمہ امام نووی شرح مسلم

Scanned by CamScanner

۱۔ موضوع روایات کو نقل کرنا بالاتفاق مطلقاً حرام ہے اور موضوع روایت اسے کہتے ہیں۔ جس کا راوی کاذب یعنی جھوٹا ہو۔

۲۔ ضعیف حدیث کو روایت کرنے میں اختلاف ہے۔

۳۔ بعض حضرات ضعیف حدیث کی روایت جائز رکھتے ہیں بشرطیکہ حلال وحرام، احکام و عقائد سے متعلق نہ ہو بلکہ صرف فضائل اعمال، ترغیب وترہیب، زہد واخلاق، ثواب و عقاب اور قصوں سے متعلق ہو۔ لیکن:۔

۴۔ ائمہ حدیث، محقق علماء اہل حدیث، علماء اصول اور حضرت فقہاء رحمہم اللہ اس کو بھی خطا کہتے ہیں، اور ان کے نزدیک ضعیف حدیث سے قطعاً استناد جائز نہیں۔ خواہ وہ کسی بارے میں ہو فی ای نوع کان۔

حقیقت: تو حقیقت صرف اس قدر ہے کہ بعض دوسرے درجہ کے حضرات محدثین نے جو تھوڑی بہت نرمی برتی ہے اور اسانید ورجال کی تنقید میں تساہل وتسامح کیا ہے۔ وہ صرف ضعیف روایات میں! اور وہ بھی ان ضعیف روایات میں! جو فضائل اعمال، ترغیب وترہیب اور قصص و حکایات سے متعلق ہیں۔

مودودی صاحب کا افسانہ!:

کہاں یہ حقیقت! اور کہاں مودودی صاحب کا وہ ''افسانہ'' جو آپ نے سن لیا۔

کہاں	اور	کہاں
بعض محدثین کی طرف سے:		مودودی صاحب کا:
۱۔ ترغیب وترہیب اور قصص و حکایات سے متعلق		۱۔ اصحابؓ رسول کی توہین وتنقیص اور ان پر طعن وتشنیع سے متعلق!
۲۔ ضعیف روایت کی		۲۔ موضوع خرافات کی حجیت پر
۳۔ صرف اجازت!		۳۔ ضد واصرار!

پھر یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ یہ جو فضائل اعمال، اور قصص وغیرہ سے متعلق ضعیف روایت کی اجازت دی ہے۔ یہ دوسرے درجہ کے علماء حدیث نے دی ہے۔ ورنہ اجلہ ائمہ حدیث و اصول وفقہ اور محققین علماء حدیث کے نزدیک تو یہ بھی جائز نہیں وہ تو اس کی بھی اجازت نہیں دیتے اور اسے خطاء کہتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

موضوع روایات کے پرستار صرف جاہل اہل باطل ہیں:

باقی رہیں موضوع روایات؟......اور کبھی نہ بھولیئے کہ موضوع روایت اسے کہتے ہیں جس کا راوی کذاب یعنی جھوٹا ہو......تو علمی دنیا میں کوئی بھی موضوع خرافات کی روایت کا قائل نہیں، نہ کوئی اہل علم اس کی اجازت دیتا ہے۔ موضوع روایات صرف جاہل واعظوں، متعصب بدعتیوں، بدمذہب قصہ گوؤں، پیٹ پوجا کرنے والے داستان سراؤں وافسانہ طرازوں کا ''سرمایہ'' ہے۔ ان کا سارا ''کاروبار'' اسی کے سہارے چلتا ہے۔ اور ان کی ''دکان'' انہی اکاذیب ومفتریات سے چلتی ہے۔

حضرت محدث دہلوی رحمہ کا مفصل بیان:

اس سلسلہ میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ کا مفصل بیان ملاحظہ ہو، لکھتے ہیں:۔

صحت وشہرت کے اعتبار سے کتب حدیث کے چار طبقات ہیں اعلیٰ قسم کی احادیث وہ ہیں جو تواتر سے ثابت ہیں اور ان کے قبول کرنے اور ان پر عمل کرنے پر امت کا اجماع ہے۔ یہ طبقہ اولی تین کتابوں الموطا (امام مالکؒ) صحیح بخاری اور صحیح مسلم پر منحصر ہے۔ پھر وہ مستفاض احادیث جو متعدد اسناد سے مروی ہیں کہ اس صورت میں ان کی صحت میں شبہ نہیں رہتا۔ جمہور فقہا اور امصار ان پر عمل کرنے پر متفق ہیں۔ پھر وہ احادیث ہیں جن کی سند صحیح یا حسن ہے۔

اما ما کان ضعیفا موضوعاً او منقطعًا او مقلوبا فی سنده اومتنه او من روایته المجاهیل او مخالفا لما اجمع علیه السلف طبقة بَعْدَ طبقة فلا سبیل الَی القول به فالصحت ان یشترط مؤلف الکتاب علیٰ نفسه ایراد ماصح او حسن غیر مقلوب ولاشاذ ولا ضعیف اِلَّا مع بیان حاله۔[1]

لیکن جو حدیث ضعیف ہو۔ موضوع یا منقطع یا سند یا متن میں مقلوب ہو یا مجہول راویوں سے مروی ہو۔ یا اجماع سلف کے خلاف ہو، اسے نقل کرنے کی کوئی صورت نہیں۔ پس صحیح یہ ہے کہ مؤلف کتاب اپنے اوپر لازم کرلے کہ وہ اپنی کتاب میں وہی روایت لائے گا۔ جو صحیح ہوگی یا حسن ہوگی جو مقلوب نہ ہوگی اور نہ شاذ ہوگی اور نہ ضعیف ہوگی۔ سوائے اس ضعیف کے جس کا ضعف بیان کردیا جائے۔

---

[1] ''حجۃ اللہ البالغہ'' جلد اول مطبوعہ حمایت اسلام پریس، لاہور صفحہ ۲۶۹، ۲۶۰۔

Scanned by CamScanner

اور مودودی صاحب نے اپنے اوپر لازم کرلیا۔ کہ کوئی صحیح یا حسن روایت اپنی کتاب میں نہیں لائیں گے جو بھی روایت لائیں گے شاذ اور ضعیف تو بجائے تو خود موضوع و متروک لائیں گے۔

حضرت شاہ صاحب" پھر چوتھے طبقہ کے متعلق رقم فرماتے ہیں کہ:۔

چوتھے طبقہ میں وہ کتابیں ہیں، جن کے مصنفین نے طویل زمانوں کے بعد انکی تصنیف کا قصد کیا۔ اور عموماً وہ باتیں جمع کیں جنھیں محدثین طبقہ اولیٰ و ثانی نے نہیں لکھا۔ بلکہ وہ باتیں۔

علی السنۃ ککثیر من الوعاظ المتشدقین واھل الاھواء و الضعفاء ۔[1]	اکثر منہ پھٹ واعظوں اور مبتدعین اور ضعیفوں کی زبانوں پر تھیں۔

اس چوتھے طبقہ کی کتابوں کی روایات کو نقل کرنا اور ان سے استنباط کرنا متاخرین کا (محبوب) مشغلہ ہے۔

وان شئت الحق فطوائف...... المبتدعین من الرافضہ والمعتزلۃ و غیرھم یتمکنون بادنی عنایتہ ان یلخصوا منھا شواھد مذاھبھم...... فالانصار بھا غیر صحیح فی معارك العلماء بالحدیث واللہ اعلم[2]	اور اگر سچی بات پوچھو تو روافض اور معتزلہ وغیرہ متبدعین اس قسم کی کتابوں سے اپنے مذہب کی تائید میں دلائل و شواہد پیش کرتے ہیں۔ لیکن علماء حدیث کے معرکوں میں اس قسم کی روایات سے استناد و استشہاد صحیح نہیں۔

مودودی صاحب کا مقام:

حضرت محدث دہلوی رحمہ اللہ کے ارشاد کی روشنی میں مودودی صاحب اپنا مقام ملاحظہ فرمالیں:۔ درحقیقت کذاب و وضاع اور رافضی راویوں کی روایات سے استناد و استدلال کر کے انہوں نے اپنے آپ کو روافض کے ساتھ کھڑا کرلیا ہے۔ اب اگر وہ بایں ہمہ اپنے آپ کو اہل سنت قرار دینے کے مدعی ہوں تو یہ ان کی بہت بڑی زیادتی ہوگی۔ ورنہ اس اقدام و ارتکاب کے بعد وہ اہل سنت سے خارج ہو کر اہل بدعت و روافض میں داخل ہو گئے ہیں۔ خدا انہیں ہدایت نصیب فرمائے۔

حضرت محدث دہلوی" کی تصریحات سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ ضعیف و موضوع

---

[1] طبری، ابن سعد وغیرہ سب اسی چوتھے طبقہ کی کتابیں ہیں جن سے مودودی صاحب نے مطاعن و مثالب صحابہؓ سے متعلق اسناد و استدلال کیا ہے۔ [2] "حجۃ اللہ البالغۃ" جلد اول صفحہ ۲۶۴، ۲۶۵۔

Scanned by CamScanner

روایات کا سہارا روافض و معتزلہ وغیرہ مبتدعین لیتے ہیں۔ اہل حق و اکابر علماء حدیث کے نزدیک اس قسم کی روایات سے استناد و استدلال جائز نہیں۔ ان کے نزدیک تو روایت عن الثقات اور ترک الکذابین واجب ہے۔

روایت عن الثقات وترک الکذابین

ثقہ و قابل اعتبار و اعتماد راویوں ہی سے روایت کرنا اور کذاب و وضاع راویوں سے روایت نہ لینا واجب ہے۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح کا پہلا باب ہی "باب وجوب الرواية عن الثقات و ترك الكذابين" باندھا ہے۔

حضرت فاروق اعظمؓ کا ارشاد:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت عمر بن الخطابؓ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

كَانَ يأمرنا ان لاناُ خذ الاّ عن ثقة[1] وہ ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ ہم سوائے ثقہ (معتبر) شخص کے کسی سے کوئی بات نہ لیا کریں۔

۲۔ حضرت قاسم بن ابی بکرؓ و عمرؓ کا ارشاد:

حضرت قاسم بن عبید اللہ بن عبد اللہؓ بن عمرؓ بن الخطاب جو ام عبد اللہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیقؓ کے صاحبزادے ہیں۔ یحییٰؒ بن سعید نے ان سے کہا:۔

انه قبيح علٰى مثلك عظيم ان تُسئَل عن شئٌ من امر هذا الذين فَلايُوجَد عندكَ منه علمٌ .... لانك ابن امامَىْ هُدًا ابن ابى بكر و عمر۔

آپ جیسے عظیم شخص کے لئے جو امامانِ ہدایت صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کا بیٹا ہو۔ یہ بات قبیح ہے کہ آپ سے دین کی کوئی بات پوچھی جائے اور آپ کے پاس اس کا علم نہ ہو۔

حضرت قاسمؒ نے انہیں جواب دیا کہ:۔

اقبح من ذالك عند من عَقلَ عن الله ان اقولَ بغير علمٍ او اُخُذَ عن غير ثقةٍ[2]

عقلمند کے نزدیک اس سے بہت زیادہ قبیح یہ بات ہے کہ میں وہ بات کروں جس کا مجھے علم

---

[1] فتح الملہم شرح مسلم مقدمہ باب بیان ان الاسناد من الدین۔ [2] مقدمہ صحیح مسلم باب الکشف عن معائب رواۃ الحدیث

Scanned by CamScanner

نہ ہو یا میں غیر معتبر آدمی سے کوئی بات حاصل کروں۔

اللہ اللہ! غیر ثقہ لوگوں سے روایت کرنا حضرات اسلاف کے نزدیک کتنا مکروہ و ناروا حرکت تھی۔ وہ یہ تو برملا فرمادیتے تھے کہ "لا اعلم" مجھے علم نہیں۔ مگر بغیر علم بات کرنے یا غیر ثقہ آدمی سے کوئی علم حاصل کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔

مگر آج آہ: آج یہ حال ہے کہ جو شرفاء اپنے قلم سے اپنے آپ کو داعی اِحق لکھتے اور اپنی کتاب پر دوسروں سے اپنے متعلق " دینی، علمی، ادبی اور سیاسی حیثیت سے بین الاقوامی شخصیت" لکھاتے ہیں وہ اپنے عقیدہ و مسلک کی بنیاد ہی ان روایات پر رکھتے ہیں۔ جو نہ صرف غیر ثقہ بلکہ کذاب و بے دین راویوں سے مروی ہیں۔ اِنّا لِلّٰہ۔ ! [1]

۳۔ محمد بن سیرینؒ کا ارشاد:

حضرت محمد بن سیرین [2] رحمہ اللہ کا ارشاد ہے:۔

ان هذ العلم دينٌ فانظروا عمّن تأخُذونَ دينكم۔ [3]

بلاشبہ یہ علم دین ہے۔ لہٰذا (اس کو حاصل کرنے سے پہلے) دیکھ لو کہ تم کس سے اپنا دین حاصل کر رہے ہو۔

۴۔ امام مالکؒ کا ارشاد:

حضرت ابن سیرینؒ کے ارشاد بالا کی شرح میں حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ نے امام مالک رحمہ اللہ سے بھی یہی قول (ابن سیرینؒ والا) نقل کیا ہے۔ نیز یہ بھی نقل کیا ہے کہ

امام مالک فرمایا کرتے تھے:۔

---

[1] ماہنامہ "ترجمان القرآن" لاہور ستمبر ۶۵ء، صفحہ ۵۷

[2] ابن سیرینؒ کی شان ملاحظہ ہو: ابن سیرین رحمہ اللہ نے حضرت انسؓ بن مالک کے دامن علم میں تربیت پائی تھی اور مدتوں ان کے ساتھ رہے تھے، (تہذیب، تذکرہ الحفاظ، ابن سعد وغیرہ) انسؓ بن مالک کے علاوہ اکابر صحابہ میں انہوں نے ابوہریرہؓ کی زیادہ صحبت پائی تھی۔ اور ان کے اصحاب میں ان کا شمار تھا۔ امام نووی لکھتے ہیں کہ وہ تفسیر، حدیث، فقہ اور تعبیر رؤیا وغیرہ فنون میں امام تھے۔ تہذیب الاسماء، جلد اول صفحہ ۸۲) ابوعوانہ کا بیان ہے کہ ابن سیرین کو دیکھ کر خدا یاد آتا تھا۔ (تذکرۃ الحفاظ جلد اول صفحہ ۶۸) ("تابعین" ذکر محمد بن سیرینؒ از صفحہ ۴۱۷ تا صفحہ ۴۲۸ ملخصاً بلفظہ۔

[3] مقدمہ صحیح مسلم باب بیان ان الاسناد من الدین۔

لایؤخذ العلم من اربعة و یؤخذ ممن سوی ذلك، لا یؤخذ من صاحب هدی یدعو الناس الی هواه، ولا من كذاب یکذب فی احادیث الناس و ان کان لایتهم علی احادیث رسول الله صلی الله علیه وسلم ولا من شیخ له فضل وصلاح و عبادة اذا کان لایعرف مایحدث به۔[1]

علم (دین) چار شخصوں سے حاصل نہیں کرنا چاہئے۔ نہ تو بیوقوف جاہل سے حاصل کیا جائے نہ بدعتی سے وہ لوگوں کو اپنی بدعت کی طرف بلاتا ہے۔اور نہ جھوٹے سے حاصل کیا جائے۔ جو لوگوں کی باتوں میں جھوٹ بولتا ہے۔خواہ احادیث رسولؐ میں جھوٹ بولنے کی تہمت اس پر نہ ہو۔اور نہ ہی اس بزرگ سے حاصل کیا جائے۔ جو (عالم) فاضل، نیک اور عبادت گزار ہو، جبکہ وہ اپنے بیان (کے ماخذ) کو نہیں جانتا۔

یعنی گو وہ صاحب علم وفضل، صاحب تقویٰ وصلاح اور پابند صوم وصلوٰۃ کیوں نہ ہو۔ جب تک اسے بات کے ماخذ اور اس کی سند وحقیقت کی خبر نہیں۔اس سے دینی علم حاصل نہ کیا جائے۔

روافض اور سبائیہ کی روایت مردود ہے:

حضرت امامؒ کے ارشاد سے یہ حقیقت بھی واضح ہوگئی کہ بدعتی کی روایت بھی مردود ہے۔ کیونکہ وہ اپنے مسلک کی اشاعت وترقی کے لئے روایات گھڑ سکتا ہے۔اور مکذوبہ موضوعہ خرافات روایت کر سکتا ہے۔لہٰذا اس کی روایت مردود ہے۔

علامہ نووی رحمۃ اللہ نے اس پر علماء امت کا اتفاق نقل کیا ہے کہ جو بدعتی ایسا ہو کہ اس کی بدعت نے اسے کفر تک پہنچا دیا ہو۔اس کی روایت بالاتفاق مقبول نہیں۔اور جس کی بدعت کفر تک نہیں پہنچی اس کی روایت قبول کرنے میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ اس کی روایت مقبول ہے مگر شرط یہ ہے کہ وہ روایت اس کی بدعت کی تائید میں نہ ہو۔[2]

مودودی صاحب کا کمال:

مگر "کمال" ہے مودودی صاحب کا! کہ آپ نے اپنی کتاب کا پیٹ بھر دیا ہے۔ انہی روایات سے! جو غالی رافضیوں اور کفر کی حد تک پہنچے ہوئے سبائیوں نے اپنے رفض اور اپنی

[1] "فتح الملہم" شرح مسلم مقدمہ باب بیان ان الاسناد من الدین۔ [2] مقدمہ نوویؒ شرح صحیح مسلم

Scanned by CamScanner

سبائیت کی تائید وحمایت میں وضع کر کے روایت کی ہیں۔

تاریخی روایات!:

مودودی صاحب فرماتے ہیں کہ یہ قیود وشروط صرف احادیث رسول اللہ ﷺ سے متعلق ہیں۔ (احادیث الناس) تاریخی روایات سے متعلق نہیں۔ سوالحمد اللہ کی حضرت امام رحمہ اللہ تعالیٰ نے صراحت فرمادی کہ احادیث الناس میں بھی صدق کی برابر ضرورت ہے۔ فرض کرو ایک شخص احادیث رسولؐ میں تو متہم بالکذب نہیں، لیکن لوگوں سے روایت کرنے میں جھوٹ بولتا ہے۔ مثلاً تاریخی روایات میں کذاب ہے تو اس سے بھی روایت نہیں لی جاسکتی۔

کیا حضرت امام دارالہجرۃ کی اس صراحت کے بعد بھی مودودی صاحب برابر اپنے باطل موقف پر ڈٹے رہیں گے؟

حضرت عثمانی رحمہ اللہ نے حضرت امام مالک رحمہ اللہ کا ایک اور ایمان افروز ارشاد نقل فرمایا ہے:۔ فرمایا۔

میں ستر بزرگوں سے ملا جو کہتے تھے "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" مگر میں نے ان سے کچھ بھی حاصل نہ کیا۔ فما اخذت منهم ...... شیئاً۔ اوران بزرگوں کا حال یہ تھا کہ اگر ان میں سے کسی کو بیت المال کا امین مقرر کردیا جاتا تو وہ اس کا امین ہی رہتا (خیانت نہ کرتا، لیکن میں نے اس سے کچھ بھی علم دین حاصل نہ کیا)۔ لانهم لم يكونوا من اهل هذا الشان[۱] کیونکہ وہ اس قابل نہ تھے۔

اللہ اکبر!: حضرات محدثین رحمہم اللہ کا اتقا اور کمال احتیاط ملاحظہ ہو کہ امانت دار وغیر خائن لوگوں سے بھی روایت قبول نہیں کرتے، علم دین کا مقام اتنا بلند وبالا ہے جب تک اس کا سرچشمہ معلوم نہ ہو اور راوی معیاری نہ ہو، کسی عالم وفاضل، عابد وزاہد اور امین وصادق سے بھی اسے حاصل نہیں کیا جاسکتا۔

کجاباایں بے نمکی:

کہاں یہ اتقا واحتیاط! اور کہاں یہ بے باکی وبے احتیاطی! کہ ہر فاسق وفاجر، کاذب و خائن، جاہل واحمق اور دشمن دین وایمان کی خرافات کو دین میں بڑھ کر قبول کیا جاتا ہے اور وہ بھی

[۱] "فتح الملہم" جز اول صفحہ ۲۳۰ مقدمہ

اصحاب رسولؐ واسلاف کرام کے خلاف! اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ۝

اسناد!: بہر حال کذاب وغیر ثقہ لوگوں کی روایت ترک کرنا اور ثقات سے روایت کرنا واجب ہے اور اسلاف امت کا معمول ودستور! اور اسی لئے سلسلہء اسناد شروع ہوا۔

اسناد کی ضرورت واہمیت

اللہ رب العزت نے اس امت کو اسناد کی نعمت سے ممتاز ومشرف فرمایا ہے۔ سند کا سلسلہ صرف امت ختم رسل ﷺ میں ہے۔ دوسری کسی امت اور ملت میں سند کا سلسلہ نہیں ہے۔

حضرت عبداللہؒ ابن مبارک کا ارشاد!:

حضرت عبداللہ بن مبارک نے فرمایا۔

الاسناد من الدین ولولا الاسناد لقال من شاء ماشاء (نیز فرمایا) بیننا و بین القوم القوائم یعنی الاسناد۔[2]

سلسلہء سند دین میں سے ہے۔ اگر سند کا سلسلہ نہ ہوتا تو جو کوئی جو کچھ چاہتا۔ کہہ ڈالتا۔! ہمارے اور لوگوں کے درمیان پائے ہیں۔ یعنی اسناد۔

جس طرح جاندار پاؤں کے بغیر کھڑا نہیں ہوسکتا، اسی طرح حدیث اسناد کے بغیر قبول نہیں ہوسکتی۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے اس ارشاد سے اسناد کی ضرورت واہمیت واضح ہوجاتی ہے اگر سند کا سلسلہ نہ ہوتا تو جس کے منہ جو آتا، کہ ڈالتا، سند ہی سے راویوں کا پتہ چلتا ہے۔ جس سے روایت کی حقیقت کھل جاتی ہے۔

مسلمانوں کے سوا کسی قوم کے دینی علوم کی بنیاد سند پر نہیں ہے صرف اہل اسلام کی

---

[1] حضرت عبداللہ بن المبارک کی شخصیت اسلام میں بہت عظیم المرتبت ہے...... [ابن عیینہ (جو خود بہت بڑے درجہ کے امام حدیث ہیں) کہا کرتے تھے کہ "صحابہؓ کو ان پر جو فضیلت ہے۔ صرف شرف صحبت اور شرکت غزوات کی بنا پر ہے۔ اگر یہ دونوں چیزیں جدا کرلی جائیں۔ تو صحابہؓ کو ان پر کوئی فضیلت نہیں"۔ ابن مہدی (جو بہت بڑے محدث ہیں) کا قول ہے۔ "امام چار ہیں، مالک، ثوری، حماد بن زید، ابن مبارک" امام احمدؒ فرماتے ہیں: "ابن مبارک کے زمانے میں ان سے بڑھ کر کوئی علم کا طالب نہ تھا۔" شعبہ (امیر المومنین فی الحدیث) کا خیال ہے "ہمارے ہاں ابن مبارک کے مثل کوئی نہیں آیا۔" ابو اسحاق فزاری کی رائے ہے کہ "وہ امام المسلمین ہیں"] سیر الصحابہ از مولانا سعید انصاری جلد اول صفحہ ۴۵)

[2] صحیح مسلم، مقدمہ۔

حدیث وروایت قوائم یعنی اسناد پر قائم ہے۔ اسناد سے حدیث کے راویوں کے اسماء معلوم ہوتے ہیں۔ پھر علم اسماء الرجال سے ان پر تنقید ہوتی ہے جرح وتعدیل سے رواۃ کی حقیقت معلوم ہو جاتی ہے۔ جس سے روایت کا درجہ ومقام متعین ہو جاتا ہے اور اس سے دینی احکام ومسائل وغیرہ کا استنباط واستخراج ہوتا ہے۔

علم اسماء الرجال:

دوسری قومیں ہر قسم کی افواہیں قلم بند کرلیتی ہیں۔ لکھنے والا اصل واقعہ کے وقت موجود نہیں ہوتا۔ واقعہ اور مورخ کے درمیان صدیوں کا فاصلہ ہوتا ہے۔ درمیانی راویوں کا نام ونشان تک معلوم نہیں ہوتا۔ لیکن ہمارے ہاں یہ طریقہ نہیں، مسلمانوں کو یہ فخر وشرف اور امتیاز حاصل ہے کہ یہ جو واقعہ نقل کرتے ہیں۔ نقل کرنے والے سے اس واقعہ کے شریک وشاہد تک درمیان کے تمام راویوں کا نام بتایا جاتا ہے۔

اس امت پر اللہ کی رحمت ہو کہ اس نے واقعہ بیان ونقل کرنے والے سے لے کر شریک واقعہ تک تمام راویوں کے حالات اور ان کی سیرت وکردار کی تحقیقات کی۔ اس طرح سینکڑوں اکابر محدثین نے اپنی قیمتی زندگی کا گراں قدر حصہ صرف کر کے ہزاروں راویوں کے حالات ضخیم کتابوں میں جمع کر دیئے، اس عظیم علم وفن کا نام اسماء الرجال ہے، جس کی ایجاد کا سہرا اہل اسلام کے سر پر ہے۔ دنیا کی اور کسی قوم کو اس عظیم تحقیقاتی علم وفن کی ہوا بھی نہیں لگی۔ مولانا شبلی نعمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:۔

"ڈاکٹر اسپرنگر جرمن کے مشہور عربی دان فاضل ہیں۔ مدت تک ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ میں کام کیا۔ اصابہ کا نسخہ انہیں کی تصحیح سے کلکتہ میں چھپا، اسی کتاب کے دیباچہ میں صاحب موصوف نے لکھا ہے کہ "نہ کوئی قوم دنیا میں ایسی گزری نہ آج موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال سا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو، جس کی بدولت آج پانچ لاکھ شخصوں کا حال معلوم ہو سکتا ہے۔"[1]

ا۔ امام حافظ علامہ شمس الدین ذہبی[2] رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں۔

---

[1] "سیرت النبی" حصہ اول طبع سوم حاشیہ صفحہ ۴۵ [2] علامہ ذہبی رحمہ اللہ عظیم محدث ہیں، ۶۷۳ھ میں دمشق میں پیدا ہوئے۔ ۷۴۸ ہجری میں وفات پائی، ہر علم وفن میں آپ کی تصنیفات ہیں۔ جو آپ کے تبحر علمی کی دلیل ہے۔ آپ کی مصنفات کی تعداد سو کے قریب ہے۔ مولانا ابو الکلام آزادؒ تذکرہ میں لکھتے ہیں:۔ "علماء حدیث متاخرین میں سے کسی مصنف کا بھی ہم اخلاف امت پر اس درجہ احسان نہیں ہے جس قدر حافظ ذہبی کا!

Scanned by CamScanner

حفاظ (حدیث) نے جرح و تعدیل میں مختصر و مطول بہت زیادہ مصنفات تالیف کیں۔ اس فن میں سب سے اول اس امام نے کتاب لکھی جن کی نسبت امام احمد بن حنبل کا قول ہے کہ "میں نے اپنی ان دو آنکھوں سے یحییٰ بن سعید القطان کا مثل نہیں دیکھا۔" بعدہٗ ان کے تلامذہ یحییٰ بن معین، علی بن المدینی، احمد بن حنبل، عمرو بن علی الفلاس اور ابو خیثمہ اور ان کے شاگردوں ابوزرعہ، ابو حاتم، بخاری، مسلم، ابو اسحاق الجوزجانی اور ان کے بعد بہت سے لوگوں مثلاً نسائی، ابن خزیمہ، ترمذی، دولابی، عقیلی نے کتابیں لکھیں، عقیلی کی معرفت الضعفاء کے بارے میں مفید کتاب ہے اور ابو حاتم بن حبان کی اس فن میں ایک بڑی کتاب ہے اور ابو احمد بن عدی "کتاب الکامل" اس فن میں اکمل اور اجل کتاب ہے اور ابو الفتح ازدی اور ابن ابی حاتم کی کتاب فی الجرح والتعدیل اور دار قطنی اور حاکم کی الضعفاء وغیرہ کتابیں ہیں۔

پھر ابن طاہر المقدسی نے کامل ابن عدی پر اضافہ کر کے ایک کتاب لکھی جو میں نے نہیں دیکھی اور ابن الجوزی نے اس بارے میں ایک کتاب کبیر تصنیف کی، پہلے میں نے اس کا اختصار کیا، پھر اس پر اضافہ کیا۔ اور اس وقت میں نے اللہ عزوجل سے استخارہ کر کے یہ کتاب (میزان الاعتدال فی نقد الرجال) لکھی ہے۔[1]

۲۔ مولانا شبلی نعمانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:۔

رجال عقیلی، رجال احمد بن عبد العجلی المتوفی ۲۶۱ھ، رجال امام ابن ابی حاتم الرازی المتوفی ۳۲۷ھ رجال امام دار قطنی، کامل ابن عدیؒ۔ یہ کتابیں قریباً آج ناپید ہیں۔ لیکن بعد کی تصنیفات جو انہی سے ماخوذ ہیں۔ آج بھی موجود ہیں، اس سلسلہ میں سب سے زیادہ جامع اور مستند کتاب تہذیب الکمال ہے۔ جو علامہ مزی کی تصنیف ہے۔ جنہوں نے ۷۴۲ھ میں وفات پائی۔ علاؤ الدین مغلطائی المتوفی ۷۶۲ھ نے تیرہ جلدوں میں اس کا تکملہ لکھا۔ علامہ ذہبی نے اس کا اختصار کیا۔ اور بہت سے محدثین نے اس کے خلاصے اور ذیل لکھے، اور بالآخر حافظ ابن حجر نے ان تمام تصنیفات سے ایک نہایت ضخیم کتاب "تہذیب التہذیب" لکھی جو بارہ جلدوں میں ہے اور آجکل حیدر آباد سے شائع ہوئی ہے۔ مصنف نے کتاب کے خاتمہ میں لکھا ہے کہ اس کی تصنیف پر آٹھ برس صرف ہوئے ہیں۔ اس سلسلہ میں ایک اور سب سے زیادہ مفصل اور مستند کتاب "میزان الاعتدال" ہے۔ جو علامہ ذہبی کی تصنیف ہے۔ حافظ ابن حجر نے اسی کتاب پر

---

[1] میزان الاعتدال، مقدمہ صفحہ ۱، مطبوعہ مصر

اضافہ کیا، جس کا نام لسان المیزان ہے۔[1]

لمحہ فکریہ:

کتنا عظیم الشان اور جلیل القدر ہے علم اسماء الرجال! کہ اجلہ ائمہ واکابر محدثین نے اس پر اپنی قیمتی عمر کا پورا حصہ صرف کر کے لاکھوں صفحات پر مشتمل بیسیوں ضخیم کتابیں تیار کیں، اور کتنا اہم ہے۔ یہ فن! کہ اس میں ایک ایک امام نے کئی کئی کتابیں لکھیں، مثلاً

ا۔ علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے میزان الاعتدال لکھی جو چار ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ تذکرۃ الحفاظ لکھا۔ مشتبہ النسبہ لکھی، تہذیب التہذیب لکھی۔

۲۔ شیخ الاسلام ابن حجر رحمہ اللہ نے:۔

"تہذیب التہذیب" لکھی، جس پر آٹھ برس لگ گئے۔ بارہ ضخیم جلدوں میں ہے لسان المیزان لکھی جو چھ ضخیم جلدوں میں ہے۔ چار جلدوں میں الاصابہ لکھی، تقریب التہذیب لکھی جو دو ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ تعجیل المنفعہ لکھی، تبصیرہ المنتبہ اور تجرید اسماء الضعفاء لکھی الدرر الکامنہ لکھی، یعنی آٹھ کتابیں تصنیف فرمائیں۔

۳۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ کبیر اور تاریخ صغیر لکھی۔

۴۔ ابن حبان رحمہ اللہ نے ثقات اور ضعفا لکھی۔

سوال یہ ہے کہ اگر کذاب و دجال راویوں کی واہی روایات و خرافات سے استناد و استدلال جائز ہے اور تاریخ اسلام خصوصاً تاریخ دور فتنہ کی ترتیب و تدوین کے لئے بھی راویوں پر نقد و جرح کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور کذاب و دجال راویوں کی خرافات سے اصحاب رسول حتیٰ کہ امام مظلوم، داماد رسول، خلیفہ راشد سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کی عظیم و جلیل شخصیت کو مجروح و مطعون کیا جاسکتا ہے۔ تو پھر اس عظیم...... فن اسماء الرجال...... کی ضرورت ہی کیا تھی؟ اور اجلہ ائمہ دین کی آٹھ آٹھ، دس دس، بارہ بارہ سال کی طویل مدت کی محنت شاقہ سے بارہ تیرہ ضخیم جلدوں پر مشتمل کتابیں تصنیف کرنے کا کیا فائدہ؟ کیا ان اعاظم علمائے امت کی برس ہا برس کی شبانہ روز دیدہ ریزی، دماغ سوزی اور جانفشانی محض ایک تفریح تھی؟ جس کا کچھ بھی

[1] "سیرت النبی" حصہ اول ۳۶، ۴۷

حاصل نہیں!

جب صحابہ کرامؓ کے حالات وواقعات اور سوانح وتاریخ سے متعلق بھی روایات کی تنقید کی ضرورت نہیں، اور واقدی کلبی، ابن الکلبی اور جعفر بن سلیمان ایسے مجروح ومتروک کل راویوں کی روایات سے یارانؓ رسول ﷺ کی سیرت وکردار کو ملوث وداغدار کیا جاسکتا ہے تو پھر اسماء الرجال کے عظیم وشریف فن کی ضرورت اور کسی راوی سے متعلق جرح وتعدیل کے مطالعہ کی حاجت ہی کیا ہے؟ بھنگڑ خانے کے کسی مست ومدہوش ملنگ کی ہانکی ہوئی بڑ اور نشے کی ترنگ میں واہی تباہی بک جھک کو لے لو اور صحابہ کرامؓ کو ہدف مطاعن ومثالب اور نشانہء توہین وتنقیص بناتے جاؤ۔ کون پوچھتا ہے؟ اور پوچھنے والا ہے کون؟ جب راویوں کی جانچ پرکھ کی کوئی ضرورت نہیں تو پھر کتابوں سے خرافات نقل کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ آخر اس ورق گردانی کا فائدہ؟ اس تکلف کی ضرورت؟

جب خبث باطن اور فساد قلب سے مجبور ہو کر اصحابؓ رسول کو مجروح ومطعون کرنا ہی ہے تو اس کے لئے چانڈو خانے کی گپ شپ اور بھنگ نوش ملنگوں کی بک جھک زیادہ مفید اور مؤثر رہے گی اس کیلئے واقدی کذاب، ابن الکلبی رافضی، جعفر بن سلیمان رافضی مثل الحمار کی دہلیز پر ناصیہ سائی کی کیا ضرورت ہے؟

وفا کیسی؟ کہاں کا عشق؟ جب سر پھوڑنا ٹھہرا
تو پھر اے سنگدل، تیرا ہی سنگ آستاں کیوں ہو؟

Scanned by CamScanner

ہماری تاریخ اور اس کی حقیقت

مودودی صاحب کو تاریخ کا بڑا فکر ہے، فرماتے ہیں:۔

"باقی رہی تاریخ، اور خصوصاً مغازی و سیر کا باب، تو اس میں آخر کون ہے جس نے واقدی کی روایات نہیں لی ہیں، تاریخ کے معاملہ میں اگر کوئی شخص روایات کے ثبوت کے لئے وہ شرائط لگائے جو احکام شرعی کے معاملہ میں محدثین نے لگائی ہیں تو اسلامی تاریخ کا ۹۰ فیصدی بلکہ اس سے بھی زائد حصہ دریا برد کر دینا ہوگا۔" (خلافت وملوکیت صفحہ ۱۰۷)

دوبارہ لکھتے ہیں: "یہ شرائط اگر تاریخی واقعات کے معاملہ میں لگائی جائیں، تو اسلامی تاریخ کے ادوار مابعد کا تو سوال ہی کیا ہے، قرن اول کی تاریخ کا بھی کم از کم ۹/۱۰ حصہ غیر معتبر قرار پا جائے گا۔" (صفحہ ۳۱۸)

چند لطیفے:

چند دلچسپ لطائف سے لطف اندوز ہو لیجئے!

لطیفہ نمبر ۱: مودودی صاحب کے نزدیک اسلامی تاریخ نام ہے ان روایات وواہیہ کاذبہ خاطیء کا، جنہیں کذاب ودجال سبائیہ نے وضع کیا ہے۔

لطیفہ نمبر ۲: سنا ہے بدی رات کو ٹانگیں آسمان کی طرف کھڑی کر کے سوتی ہے۔ کہ خدانخواستہ آسمان گر پڑے تو خلق خدا ماری نہ جائے۔

مودودی صاحب بھی فرماتے ہیں۔ اگر واقدی وغیرہ کی موضوع روایات کو قبول نہ کیا جائے۔ تو اسلامی تاریخ دریا برد ہو جائے گی۔ گویا اسلامی تاریخ کو کذاب سبائی راویوں کی موضوعہ مکذوبہ ہفوات وخرافات نے بچا رکھا ہے۔ اگر یہ کذاب وسبائیہ رات کو ٹانگیں کھڑی کر کے نہ سوئیں تو اسلامی تاریخ بچاری ماری جائے۔"

لطیفہ نمبر ۳: ایک احمق کمرے میں بیٹھا تھا باہر بارش ہو رہی تھی، اتفاق سے مکان میں آگ لگ گئی۔ مگر یہ اندر ڈٹا بیٹھا تھا۔ لوگوں نے شور مچایا۔ جلدی نکلو! نکلتے کیوں نہیں؟ کہنے لگا! کیسے نکلوں، میرے تو کپڑے مینہ میں بھیگ جائیں گے۔

مودودی صاحب صحابہ کرامؓ کو مجروح ومطعون اور مثلوب کرنے والی واہی روایات د

Scanned by CamScanner

خرافات کو محض اس لئے سینے سے لگائے ہوئے ہیں اور کسی قیمت پر نہیں چھوڑ سکتے کہ اگر ان خرافات کو چھوڑ دیا تو اسلامی تاریخ کا ۹۰ فیصد دریا برد ہو جائے گا۔ ناموس صحابہؓ (معاذ اللہ) ''جل جائے'' مگر مودودی صاحب کی تاریخ کے کپڑے نہ بھیگیں''۔

میں کہتا ہوں، یہ مودودی صاحب کا زعم اور وہم ہے۔ پدی ٹانگیں کھڑی نہ بھی کرے تو آسمان نہیں گرے گا۔ اگر یہ ساری موضوع خرافات اٹھا کر جہنم میں ڈال دی جائیں۔ تو اسلامی تاریخ پر ذرہ بھر اثر نہیں ہوگا۔ وہ جوں کی توں باقی رہے گی۔

نوے فی صد نہ، بلکہ سو فی صد:

اور اگر واقعی صحابہ کرامؓ کی توہین و تنقیص کرنے والی خرافات کو مردود و متروک قرار دینے سے مودودی صاحب کی تاریخ کا نوے فی صد دریا برد ہوتا ہے تو میں کہوں گا اسے سو فی صد دریا برد کر دو، ہمیں اس کی پرواہ نہیں۔

دریا برد نہ، بلکہ واصل جہنم:

جس ''تاریخ'' سے یاران رسول کی تنقیص ہوتی ہے اور ان کی عزت و ناموس پر حرف آتا ہے اور جو تاریخ صحابہ کرامؓ کو ان کا صحیح مقام نہیں دیتی۔ اس تاریخ کو دریا برد، نہ بلکہ واصل جہنم ہونا چاہیے۔

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی
اس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلا دو
(اقبالؒ)

Scanned by CamScanner

تاریخ کی حقیقت

مودودی صاحب جس تاریخ کو بچانے کے لئے اسناد اور اسماء الرجال کے مخصوص اسلامی علم وفن کو قربان کررہے ہیں۔ ذرا اس تاریخ کی حقیقت تو ملاحظہ ہو، یہ تاریخ ہے یا دفتر اکاذیب؟

خرافات واکاذیب!:

حضرت مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

یہ کیسی بدبختی کی بات ہے کہ آج مسلمانوں میں جن چیزوں کی سب سے زیادہ شہرت ہے اور عوام وخواص میں جو بیانات سب سے زیادہ مقبول ہیں۔ وہی سب سے زیادہ غیر معتبر اور ناقابل تسلیم بھی ہیں۔ یہ حال ہر علم وفن کا ہے۔ تاریخ میں وہی کتابیں اور انہی کتابوں کی حکایات مشہور ومقبول ہیں۔ جن کے بعد ہمارے یہاں خرافات واکاذیب کا کوئی درجہ نہیں، سیر ومغازی میں انہی کتابوں کو قبول عام حاصل ہے۔ جن کے مصنف محدثین کی جگہ قصاص وواعظین تھے۔ سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ قدماء کی کتابوں پر نظر نہیں اور ہر علم وفن میں تمام دارومدار متاخرین پر ہے۔ یہ لوگ محض حاطب اللیل تھے۔ اور چند کتابوں سے رطب ویابس روایات کو کسی ترتیب تازہ کے ساتھ جمع کردینا ہی ان کی قوتِ تصنیف کا سدرۃ المنتہی ہے۔[1]

بدبختی اور مصیبت کی انتہا!:

حضرت مولانا رحمہ اللہ نے جس بدبختی اور مصیبت کا ذکر فرمایا ہے، بجا ہے۔ مگر میں عرض کروں گا کہ اس سے بھی بڑی مصیبت یہ ہے کہ تاریخ میں قدماء کی کتابیں بھی ''رطب ویابس روایات کا ڈھیر'' ہیں۔

ابن سعد اور طبری:

دیکھئے! تاریخ میں سب سے قدیم مفصل کتاب طبری ہے، ابن سعد اس سے زیادہ قدیم ضرور ہے۔ مگر وہ طبقات کی کتاب ہے۔

اس میں حضرت صحابہ، تابعین وتبع تابعین رضی اللہ عنہم کے حالات ہیں۔ گو ابن سعدؒ خود ثقہ ہیں۔ مگر کون نہیں جانتا کہ ان کے اساتذہ وشیوخ غیر ثقہ وسخت مجروح ہیں۔ ان کی زیادہ تر

[1] ''مضامین ابوالکلام آزاد'' صفحہ ۶۴، ۶۵۔

روایات مشہور کذاب و بدنام واقدی اور شہرۂ آفاق رافضی ہشام ابن الکلبی سے ہیں۔ طبری بھی خود باوجود اپنے تشیع کے بڑے پایہ کے امام ہیں۔ مگر ان کے شیوخ بھی غیر ثقہ اور سخت مجروح ہیں۔ ان کی بھی زیادہ روایات واقدی، ابو مخنف اور ہشام ابن الکلبی سے ہیں۔ مؤخر الذکر دونوں کذاب اور رافضی ہیں۔

تو تاریخ کی قدیم ترین کتابیں طبری اور ابن سعد ہیں۔ مگر جس طرح یہ سب سے زیادہ قدیم ہیں اسی طرح سب سے زیادہ مجموعہ رطب ویابس بھی ہیں۔ مولانا شبلی نعمانی رحمۃ اللہ لکھتے ہیں۔

''ابن سعد اور طبری میں کسی کو کلام نہیں، لیکن افسوس ہے کہ ان لوگوں کا مستند ہونا، ان کی تصنیفات کے مستند ہونے پر چنداں اثر نہیں ڈالتا، یہ لوگ خود شریک واقعہ نہیں۔ اس لئے جو کچھ بیان کرتے ہیں، اور راویوں سے بیان کرتے ہیں۔ لیکن ان کے بہت سے رواۃ، ضعیف الروایۃ اور غیر مستند ہیں...... ابن سعد کی نصف سے زیادہ روایتیں واقدی کے ذریعہ سے ہیں۔ اس لئے ان روایتوں کا وہی مرتبہ ہے جو خود واقدی کی روایتوں کا ہے۔ باقی رواۃ میں سے بعض ثقہ ہیں۔ اور بعض غیر ثقہ، طبری کے بڑے بڑے شیوخ روایت مثلاً مسلمہ ابرش، ابن سلمہ وغیرہ ضعیف الروایۃ ہیں۔[1]

درحقیقت ہماری کوئی تاریخ نہیں:

حقیقت یہ ہے کہ ہماری تاریخ ہے ہی نہیں، یعنی دور فتنہ کی تاریخ!

روایات کا ڈھیر:

البتہ ہمارے پاس ''رطب ویابس روایات کا ڈھیر'' ضرور ہے۔ جس سے تاریخ اخذ کی جا سکتی ہے۔ مصر کے مشہور اہل علم وقلم علامہ محب الدین الخطیب کتنا صحیح لکھتے ہیں۔

وقد وصلت الینا ھذا الترکته الا علیٰ انھا ھی تاریخنا بل علیٰ انھا مادة غزیرة للدرس و البحث یستخرج منھا تاریخنا۔[2]

اور بالیقین (بدقسمتی سے یہی ذخیرہ رطب و یابس) امت مسلمہ کو ترکہ میں ملا ہے۔ یہ ہماری تاریخ نہیں، بلکہ یہ بحث و مطالعہ کیلئے ایک وافر و کثیر مواد و ذخیرہ ہے۔ جس سے ہماری تاریخ کا استخراج کیا جا سکتا ہے۔

---

[1] ''سیرت النبی'' حصہ اول طبع سوم صفحہ ۴۴، ۴۵

[2] ''العواصم من القواصم'' حاشیہ صفحہ ۱۷۷

Scanned by CamScanner

استخراج تاریخ کے اصول:

اس کے بعد علامہ موصوف استخراج تاریخ کے بنیادی اصول بیان فرماتے ہیں:۔

''اور یہ ہوسکتا ہے اور آسان ہے۔ جب کوئی ان خبروں کے ضعف اور قوت کا لحاظ کرے اور اسے وہ نور بصیرت حاصل ہو۔ جس سے وہ حقیقت واقعیہ کو افسانہ سے الگ کر سکے اور صحیح خبروں کو فضولیات سے جدا کر سکے، جو ان پر چھائی ہوئی ہیں۔ اور یہ مہم کتب احادیث کی طرف رجوع اور ائمہ امت کے ارشادات کے مطالعہ سے آسان ہوسکتی ہے۔

وقد آن لنا ان تقدم بهذا الواجب الذی ابطأنا فیه کل الابطاء۔[1]

اور وقت آگیا ہے کہ ہم اس فریضہ کو لے کر اٹھ کھڑے ہوں جس کی ادائیگی میں اب تک ہم نے غفلت وتاخیر کی ہے۔ بہت ہی زیادہ غفلت وتاخیر!

اسلام پر ظلم عظیم:

علامہ خطیب کا یہ بیان مرقع حقائق ہے۔ درحقیقت ہماری تاریخ، ہماری تاریخ نہیں۔ بحث ومذاکرہ کا کثیر مواد ہے۔ ایک ''ملبہ'' ہے جس سے تاریخ ''برآمد'' تو کی جاسکتی ہے۔ مگر اسے تاریخ اسلام کہا نہیں جاسکتا۔ اسے تاریخ اسلام کہنا اسلام پر ظلم عظیم ہے۔

وقت کی اہم واشد ضرورت:

بڑی شدید ضرورت ہے کہ رطب ویابس، صحیح وسقیم، حقیقت وافسانہ میں فرق وامتیاز کر کے صحیح تاریخ ''برآمد'' کی جائے تا کہ ہمارے مسموم ومعلول ذہن اور فاسد ومتعفن فکر نوجوان خارجی خرافات کو نظر انداز کر کے اپنے روشن، تابندہ ماضی کی صحیح اور سچی تاریخ کا مطالعہ کریں اور اپنے اسلاف کے حقیقی خدوخال اور حسن وجمال کا روح آفریں اور دلنواز نظارہ کر سکیں۔

خرابی کی بنیاد:

ساری خرابی کی بنیاد یہی ہے کہ ہمارے قدیم ترین مورخین نے کلبی، ابومخنف اور ہشام جیسے قصہ گو رافضیوں کی بے سروپا روایتوں سے کئی کئی جلدوں میں ضخیم کتابیں تیار کرلیں۔ بعد میں آنے والوں نے قدیم تاریخ نگاروں کے مجموعہ رطب ویابس اور ذخیرہ روایات وخرافات کو تاریخ سمجھ کر سینے سے لگالیا اور مکھی پر مکھی مارتے چلے گئے۔ تو ضرورت رجال ورواۃ اور اخبار

---

[1] ''العواصم من القواصم'' حاشیہ صفحہ ۱۷۷۔

روایات کی تحقیق وتنقید کے بعد حقائق تک پہنچنے کی ہے۔جس کی طرف بدقسمتی سے آج تک پوری توجہ نہیں دی گئی۔

مودودی صاحب کا موقف:

مگر موجود صاحب سرے سے تاریخ میں تحقیق وتنقید کے قائل وروادار ہی نہیں۔ وہ تو الٹا اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔تحریر فرماتے ہیں:۔

''بعض حضرات اسماءالرجال کی کتابیں کھل کر بیٹھ جاتے ہیں۔اور کہتے ہیں کہ فلاں فلاں راویوں کو ائمہء رجال نے مجروح قرار دیا ہے اور فلاں راوی جس وقت کا واقعہ بیان کرتا ہے،اس وقت تو وہ بچہ تھا،یا پیدا ہی نہیں ہوا تھا......اس طرح وہ تاریخی روایات پر تنقید حدیث کے اصول استعمال کرتے ہیں اور اس بنا پر ان کو رد کر دیتے ہیں۔ کہ فلاں واقعہ سند کے بغیر نقل کیا گیا ہے اور فلاں روایت کی سند میں انقطاع ہے۔''(''خلافت وملوکیت''صفحہ ۳۱۷)

ع جو کچھ خدا دکھائے سو ناچار دیکھنا

یہ دن دیکھنے بھی ہماری قسمت میں لکھے تھے کہ حسن کو عیب،اور معروف کو منکر کہا جائے گا۔کانٹے پھولوں پر ہنسیں گے،خزاں بہار کا منہ چڑائے گی۔ظلمت شب دیجور،نور آفتاب اور ضیائے ماہتاب پر خندہ زن ہوگی اور''نک کٹے''ناک والوں کا مذاق اڑائیں گے۔

ناکو آیا،ناکو آیا:

اتفاق سے دو چار نک کٹے ایک جگہ جمع ہوگئے،ایک ناک والے کو جو اپنی طرف آتے دیکھا۔تو سوچا،مبادا ہمیں شرمندہ کرے،لہٰذا فیصلہ کیا کہ متوقع''حملہ'' سے پہلے''حملہ'' کر دو، چنانچہ جب وہ شریف آدمی قریب آیا تو یہ نکٹے کھڑے ہو کر لگے ہیجڑوں کی طرح ناچنے،تالیاں بجانے اور شور کرنے''ناکو آیا،ناکو آیا'' وہ بیچارہ اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔اور سمجھا شاید اس دھرتی پر،اس بستی میں ناک والا ہونا عیب ہے اور نکٹا ہونا حسن!

تو مودودی صاحب بجائے اس کے کہ اسلاف و اخلاف سب کی تصریحات کے مطابق موضوع روایات کو مردود خرافات قرار دیتے،الٹا مصر ہیں کہ تاریخ میں یہ روایات موضوعہ مکذوبہ مقبول ہیں اور امام شافعیؒ،امام احمد بن حنبل،امام بخاری وغیرہ رحمہم اللہ سے لے کر راقم بخاری تک سب سلف وخلف گردن زدنی ہیں کہ اسناد ورجال کی تحقیق وتنقید کے لئے''اسماء الرجال'' کی کتابیں کھول کر بیٹھ جاتے ہیں۔''

Scanned by CamScanner

بے سند روایت اور بے نسب انسان:

آخر مودودی صاحب کتابیں کھول کر بیٹھ جانے سے کیوں چڑتے ہیں؟

فرض کرو، ایک شخص مر گیا، اس کی اولاد موجود ہے۔ ایک اور لڑکا آ جاتا ہے۔ اور دعویٰ کرتا ہے کہ میں بھی مرنے والے کا بیٹا ہوں۔ لہٰذا میں بھی اس کا وارث ہوں اور اس کی جائیداد میں میرا بھی حصہ ہے۔ نزاع پیدا ہو جاتی ہے۔ اس نزاع کا فیصلہ کرنے اور اس دوسرے مدعی کے نسب کی تحقیق کرنے کے لئے نکاح کی کتابیں کھولی جائیں گی۔ نکاح کا اندراج دیکھا جائے گا۔ گواہ معلوم کئے جائیں گے۔ ان کی شہادت لی جائے گی۔ اگر اس کی ماں سے اس کے باپ کا نکاح ثابت ہو گیا۔ تو پھر دیکھا جائے گا۔ شادی اور رخصتی ہوئی۔ اس کی ماں کے ساتھ اس کے باپ کی ملاقات بھی ہوئی۔ خلوت صحیحہ ثابت ہے یا نہیں؟ پھر دیکھا جائے گا کہ اس شخص کی پیدائش اس نکاح اور ملاقات کے بعد کی ہے، کہیں "باپ" کے نکاح سے پہلے یا اس کی وفات سے کئی سال بعد کی تو نہیں، جب یہ ساری باتیں پایہ ثبوت کو پہنچ جائیں گی۔ تب وہ مدعی اس وفات پانے والے کا صحیح بیٹا ثابت ہوگا اور میراث کا مستحق!...... اور اگر ان تین چار باتوں میں سے کوئی ایک بات بھی ثابت نہیں، تو اس شخص کا نسب ثابت نہیں ہوگا۔ مطلق کسی شخص کا دعویٰ اسے کسی شخص کا صحیح وارث اور اس کی جائیداد کا مالک نہیں بنا سکتا۔

یہی حال روایت کا ہے مطلق کسی روایت کا دعویٰ کہ "صحیح روایت ہوں"۔ یا کسی شریف کا زعم، کہ "یہ روایت صحیح ہے"۔ اسے صحیح روایت ثابت نہیں کرتا نہ اس سے کوئی استدلال کیا جا سکتا ہے۔ جب کوئی شخص اپنے کسی دعویٰ کی دلیل میں روایت پیش کرے گا۔ تو اسماء الرجال کی کتابیں کھول کر بیٹھنا ہوگا۔ راویوں کو دیکھنا پڑے گا۔ ان کی جانچ کی جائے گی۔ اگر راوی ثقہ ہوں گے تو پھر دیکھنا ہوگا کہ ہر راوی کی اپنے اوپر والے راوی سے ملاقات ثابت ہے۔ درمیان میں انقطاع تو نہیں۔ پھر دیکھنا ہوگا کہ آخری راوی موقع پر موجود بھی ہے یا نہیں، اگر سارے راوی صادق و ثقہ ہیں، پھر ان میں وصل ہے، انقطاع نہیں، پھر آخری راوی موقع پر موجود ہے۔ تب جا کر یہ روایت صحیح ثابت ہوگی۔ اور اس سے استدلال جائز ہوگا۔

مودودی صاحب کے "ارشاد" کے مطابق اگر سند کو نہ دیکھا جائے بلکہ بے سند منقطع روایت کو قبول کر کے اس سے صحابہ کرامؓ کو مجروح و مطعون کرنے کا غیر معمولی استدلال کیا جائے تو یہ گویا ایسا ہے جیسے مطلق کسی شخص کے دعویٰ سے اس کا نسب صحیح تسلیم کر لیا جائے اس کے

Scanned by CamScanner

"باپ" کی جائیداد سے اسے حصہ دے دیا جائے خواہ اس کے "باپ" کا اس کی ماں سے نکاح ہی ثابت نہ ہو۔

مودودی صاحب کا مطلق کسی روایت کو...... سند دیکھے اور اتصال وانقطاع پر نظر کئے بغیر...... صحیح روایت تسلیم کر لینا محض ان کی "بین الاقوامی علمی، دینی طاقت" کے بل پر تو ہو سکتا ہے، ورنہ جس طرح بے نسب انسان کسی کا صحیح بیٹا نہیں ہو سکتا۔ بے سند روایت بھی کسی کی صحیح روایت نہیں ہو سکتی۔ بے نسب انسان کسی شخص کا وارث نہیں ہو سکتا۔ بے سند روایت سے بھی کوئی بات ثابت نہیں ہو سکتی۔ اس سے استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ خصوصاً جب کہ اسے صحابہ کرامؓ کو خائن، غاصب، ظالم، فاسق، مکار، غدار اور شرابی وغیرہ ثابت کرنے کا استدلال کیا جائے۔

تو کتابیں کھول کر اسی لئے بیٹھا جاتا ہے کہ اس روایت کا نسب معلوم کیا جائے اور دیکھا جائے کہ کوئی اس کا "باپ" بھی ہے۔ یا یہ "ولد الحرام" ہے۔

مودودی صاحب کا اس پر طعن کرنا اور یہ کہنا کہ کسی روایت کی سند کو دیکھنے کی کوئی ضرورت نہیں، راوی کی راوی سے ملاقات بھی ضروری نہیں اور بے سند و منقطع روایت درست ہے۔ گویا ایسا ہے جیسے وہ کہیں کہ کسی مدعی کے کسی شخص کا بیٹا ہونے کیلئے اس کی ماں کے ساتھ اس شخص کے نکاح کی کیا ضرورت ہے؟ اور اس کی بھی کیا ضرورت ہے کہ اس شخص کی اس ماں کے ساتھ شادی، ملاقات اور خلوت وصحبت ہوئی ہو۔ اور یہ بھی کوئی واجب تھوڑا ہے کہ یہ "باپ" کے نکاح بیاہ کے بعد پیدا ہوا ہو۔ یہ سب تکلفات ہیں۔ ورنہ مطلق کسی کا یہ دعویٰ کہ "میں کسی کا بیٹا ہوں" کافی ہے۔ اس سے اس کا نسب بھی ثابت ہو گیا اور وارث ہونے کا استحقاق بھی!

ظاہر ہے مودودی صاحب کی اس منطق کو کوئی بھی معقول انسان قبول نہیں کر سکتا الا نمک حلال ملازم یا اندھے معتقد! وہ تو اسے مودودی صاحب کی بین الاقوامی علمی اور دینی شخصیت کا بے مثل اجتہادی شاہکار قرار دیں گے۔

بین الاقوامی کج بحثی:

ہماری اس مثال سے مودودی صاحب کی ایک اور کج بحثی کا جواب بھی مل جاتا ہے۔"

"بین الاقوامی شخصیت" کی بین الاقوامی کج بحثی" ملاحظہ ہو۔ ابن سعد، طبری، ابن عبد البر، ابن الاثیر، ابن کثیر کا مختصر تعارف کرانے کے بعد "کیا یہ تاریخیں ناقابل اعتماد ہیں؟" کے عنوان سے

Scanned by CamScanner

لکھتے ہیں:۔

اب غور فرمایئے، یہ ہیں وہ مآخذ جن سے میں نے اپنی بحث میں سارا مواد لیا ہے۔اگر یہ اس دور کی تاریخ کے معاملہ میں قابل اعتماد نہیں تو پھر اعلان کر دیجئے کہ عہد رسالت سے لے کر آٹھویں صدی تک کی کوئی اسلامی تاریخ دنیا میں موجود نہیں ہے کیوں کہ عہد رسالت کے بعد سے کئی صدیوں تک کی پوری اسلامی تاریخ، شیخین کی تاریخ سمیت انہیں ذرائع سے ہم تک پہنچی ہے۔ اگر یہ قابل اعتماد نہیں ہیں تو ان کی بیان کی ہوئی خلافت راشدہ کی تاریخ اور ائمہ اسلام کی سیرتیں اور ان کے کارنامے سب اکاذیب کے دفتر ہیں۔جنہیں ہم کسی کے سامنے بھی وثوق کے ساتھ پیش نہیں کر سکتے۔ دنیا کبھی اس اصول کو نہیں مان سکتی، اور دنیا کیا، خود مسلمانوں کی موجود نسلیں بھی اس بات کو ہرگز قبول نہیں کریں گی کہ ہمارے بزرگوں کی جو خوبیاں یہ تاریخیں بیان کرتی ہیں وہ تو سب صحیح ہیں۔مگر جو کمزوریاں یہی کتابیں پیش کرتی ہیں۔وہ سب غلط ہیں۔[1]

ہماری پیش کردہ مثال کے مطابق گویا مودودی صاحب یہ فرمار ہے ہیں کہ اگر یہ مدعی اس شخص کا بیٹا نہیں تو پھر اعلان کر دیجئے کہ اس شخص کی کوئی اولاد دنیا میں موجود نہیں کیونکہ باقی بھی تو اس کے بیٹے کہلاتے ہیں۔ اگر اس مدعی کا یہ بیان قابل اعتماد نہیں تو اس کی ساری اولاد ولد الحرام ہے۔جنہیں ہم کسی کے سامنے بھی وثوق کے ساتھ اس کی اولاد پیش نہیں کر سکتے، دنیا کبھی اس اصول کو نہیں مان سکتی کہ اس شخص کی دوسری اولاد تو سب جائز ہے۔مگر یہ مدعی ناجائز!

میں پوچھتا ہوں دنیا میں کوئی ایسا عقل سے کورا اور گانٹھ کا پورا ہے، جو مودودی صاحب کی اس منطق کو قبول کر سکے؟ کہ یا تو اس حرامی کو بھی حلالی مان لو، ورنہ اس شخص کی ساری اولاد کو حرامی قرار دینا ہوگا۔

مودودی صاحب کو کون سمجھائے کہ اس شخص کی ساری اولاد حرامی نہیں حلالی ہے۔ حرامی تو صرف وہ مدعی ہے جس کی ماں کا اس شخص کے ساتھ نکاح ہی ثابت نہیں۔

اسی طرح خلافت راشدہ کی تاریخ، ائمہ اسلام کی سیرتیں، اور ان کے کارنامے اکاذیب کے دفتر نہیں، اور ہم انہیں پورے یقین و وثوق کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ اکاذیب کے دفتر تو صرف وہ موضوع روایات اور واہیات خرافات ہیں۔جنہیں سبائی اعدائے دین اور رافضی دشمنان صحابہؓ نے اپنی اغراض ملعونہ کے پیش نظر وضع کیا اور پھر وہ

[1] ''خلافت وملوکیت'' صفحہ ۳۱۶، ۳۱۷۔

تاریخی کتابوں میں داخل ہو گئیں۔

ان خرافات کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کا حق کسی کو نہیں۔ انہیں کوئی دشمن دین و دانش ہی دنیا کے سامنے پیش کرے گا! یا مودودی صاحب پیش فرمائیں گے!

حدیث کی مشہور کتابوں میں موضوع روایات موجود ہیں:

تاریخ بے چاری کی کیا حقیقت وحیثیت ہے، میں پوچھتا ہوں، کیا حدیث کی مشہور و معروف اور متداول کتب میں ضعیف بلکہ موضوع روایات تک نہیں؟

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:۔

احادیث صحیح وحسن وضعیف بلکہ متہم بالوضع نیز دراں کتب یافتہ می شود...... یعنی مسند شافعی [1] ابن ماجہ، دارمی، مسند ابویعلی، مصنف عبدالرزاق، مصنف ابوبکر بن ابی شیبہ میں صحیح حسن ضعیف بلکہ موضوع تک حدیثیں پائی جاتی ہیں۔ [2]

تو کیا اس کے معنی یہ ہیں کہ یا تو ان کتب حدیث میں مندرجہ موضوع روایات تک کو بھی قبول کر دیا ان سب کتب کو نیز ان کے ساتھ صحیح بخاری اور صحیح مسلم تک سارا دفتر حدیث نذر آتش کر دو۔ (معاذ اللہ)

ایک اور مثال: حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ کذابین کی وضع کردہ روایات کے سلسلہ میں رقم فرماتے ہیں:۔

بنوامیہ کی مذمت میں موضوع احادیث:

ومن ذٰلك الاحاديث فی ذمِّ معاوية و ذمِّ عمرو بن العاص و ذمِّ بَنی امية [3] و مدح المنصور و السفاح وَكذا ذمّ يزيد والوليد ومروان بن الحكم۔ [4]

اور انہی موضوعات میں سے ہیں۔ وہ احادیث جو (حضرت) معاویہؓ (حضرت) عمرو بن العاصؓ کی مدح میں ہیں اور اسی طرح یزید، ولید اور مروان کی مذمت میں جو احادیث ہیں موضوع ہیں۔

---

[1] "مسند شافعی" امام شافعیؒ کی اپنی مرتبہ نہیں، آپ کے نام پر جمع کی گئی ہے۔ [2] "عجالہ نافعہ" صفحہ ۷ [3] یہ حقیقت بھی واضح ہو گئی کہ بنوامیہ کے خلاف تاریخ روایات ہی نہیں گھڑی گئیں، بلکہ دشمنان صحابہؓ واعدائے بنی امیہ نے احادیث تک وضع کر کے جہنم میں اپنا ٹھکانا بنانے سے بھی دریغ نہیں کیا۔ [4] "الموضوعات الکبیر" صفحہ ۱۶۹، ۱۷۰

Scanned by CamScanner

تو کیا مودودی صاحب یہ کہتے ہیں کہ یا تو ملعون سبائیوں اور وضاع و کذاب راویوں کی ان مکذوبہ موضوعہ روایات کو ہمیں قبول کرنا اور دنیا کے سامنے انہیں بہرحال پیش کرنا ہوگا۔ ورنہ احادیث کی کتابوں میں فضائل صحابہؓ سے متعلق جو احادیث صحیحہ ہیں۔ انہیں بھی رد کرنا ہوگا۔ یہ سب اکاذیب کے دفتر ہیں۔ جنہیں ہم کسی کے سامنے بھی وثوق کے ساتھ پیش نہیں کر سکتے، دنیا کبھی اس اصول کو نہیں مان سکتی اور دنیا کیا خود مسلمانوں کی موجودہ نسلیں بھی اس بات کو ہرگز قبول نہ کریں گی، کہ صحابہ کرامؓ کی جو خوبیاں یہ کتب احادیث بیان کرتی ہیں وہ تو سب صحیح ہیں۔ مگر جو کمزوریاں یہی کتابیں پیش کرتی ہیں وہ سب غلط ہیں۔"

ہوئے تم دوست......:

اگر عصر حاضر کے "فقہا"، "مفکرین اسلام"، "داعیان حق" اور "بین الاقوامی سطح کے علماء وادباء" کا مبلغ علم اور منتہائے اجتہاد یہی ہے تو دین اور ملت کا خدا حافظ، ایسے مہربانوں کی موجودگی میں اسے اپنی خرابی وخانہ ویرانی کے لئے کسی خارجی دشمن کی کیا ضرورت ہے؟

ع ہوئے تم دوست جس کے، دشمن اس کا آسماں کیوں ہو؟

کٹ حجتی:

آگے چل کر مودودی صاحب بطور تحدی فرماتے ہیں:

"تاہم جن حضرات کو اس بات پر اصرار ہے کہ ان مورخین کے وہ بیانات نا قابل اعتماد ہیں۔ جن سے میں نے اس بحث میں استناد کیا ہے۔ ان سے میں عرض کروں گا کہ براہ کرم وہ صاف صاف بتائیں کہ ان کے بیانات آخر کس تاریخ سے کس تاریخ تک نا قابل اعتماد ہیں؟ اس تاریخ سے پہلے اور اس کے بعد کے جو واقعات انہی مورخین نے بیان کئے ہیں وہ کیوں قابل اعتماد ہیں؟ ("خلافت وملوکیت" صفحہ ۳۱۶، ۳۱۷)

گویا مودودی صاحب یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کس تاریخ سے کس تاریخ تک اس شخص کی اولاد ناجائز ہے؟ اس تاریخ سے پہلے اور اس کے بعد کی جو اولاد ہے آخر وہ کیوں اس کی جائز اولاد ہے؟

صاف صاف سن لو!:

براہ کرم مودودی صاحب صاف صاف سن لیں کہ وہ تاریخ نکاح کی تاریخ ہے، شادی

Scanned by CamScanner

بیاہ کی تاریخ کے بعد سے لے کر اس شخص کی وفات سے شرعی مدت بعد تک جو اولاد ہوگی، وہ جائز اولاد ہوگی، نکاح سے پہلے یا وفات سے سالہا سال بعد اگر کوئی ''اولاد'' ہوگی تو وہ ناجائز اولاد ہوگی۔ اسی طرح جس روایت کا ''باپ'' ہوگا یعنی سند صحیح ہوگی، مورخین کی وہی روایت حلالی، یعنی قابل اعتماد ہوگی، اور جس روایت کا ''باپ'' نہ ہوگی۔ یعنی سند نہ ہوگی، یا معلول و مجروح ہوگی، موضوع و منقطع ہوگی، وہ حرامی ہوگی۔ یعنی نا قابل اعتماد!

مودودی صاحب اپنے ''بین الاقوامی علم وادب'' کا لاکھ مظاہر فرمائیں وہ حرامی کو حلالی ثابت نہیں کر سکتے، حرامی بہر حال حرامی ہی رہیگا۔

خلاصہ:

اس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ ہماری تاریخ (بلکہ سیرت اور حدیث تک) کا ذخیرہ اس قابل ہرگز نہیں کہ کوئی صاحب آنکھیں بند کر کے اس ذخیرہ سے جو بات جہاں سے چاہے اٹھا کر نقل کرتا چلا جائے۔ یہ روش جاہل و جامد اور کاہل متکاسل قسم کے لوگوں کی تو ہو سکتی ہے ارباب علم ونظر سے اس کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

صحیح اصول:

خصوصاً اسلاف کرام اصحابؓ رسولؐ سے متعلق کچھ لکھتے وقت بڑی احتیاط کی ضرورت ہے اخبار وروایات میں عمیق غور وفکر اور تحقیق وتنقید کے بعد امتیاز وانتخاب کیا جائے گا۔ جو خبر یا روایت صحابہ کرامؓ کے مقام رفیع ومرتبہء جلیل وعظیم کے مطابق وموافق ہوگی وہی لی جائے گی۔ اور جس نقل سے یارانؓ رسولؐ کی توہین وتنقیص اور تحقیر ومذمت ہوگی وہ مردود ہوگی اور اسے ایمان وعرفان کی پوری قوت سے رد کر دیا جائیگا۔ پائے استحکار سے ٹھکرا دیا جائے گا اور اس بات کا قطعاً کوئی خیال اور ذرہ بھر لحاظ نہ کیا جائے گا کہ وہ خبر ونقل امام ابن جریر کی تاریخ طبری میں ہے۔ یا امام ابن سعد کی طبقات میں، امام ابن عبدالبر کی استعیاب میں ہے یا امام ابن کثیر کی البدایہ والنہایہ میں رحمہم اللہ۔

اکابر دین کا موقف:

اور یہ میں یہ نہیں کہتا، خود امام ابن کثیرؒ [1] بھی یہی فرماتے ہیں اور البدایہ والنہایہ ہی

---

[1] مودودی صاحب ان کی عظمت کے قائل ہیں چنانچہ لکھتے ہیں: حافظ ابن کثیر جن کا مرتبہ مفسر، محدث اور مورخ کی حیثیت سے تمام امت میں مسلم ہے۔ ان کی تاریخ ''البدایہ والنہایہ'' تاریخ اسلام کے بہترین ماخذ میں شمار ہوتی ہے۔

(ص ۳۱۵)

Scanned by CamScanner

میں فرماتے ہیں:۔

''اور بہت سے مورخین مثلاً ابن جریرؒ وغیرہ نے مجہول راویوں سے ایسی خبریں ذکر کی ہیں جو صحاح سے ثابت شدہ حقائق کے مخالف ہیں۔

فھی مردودة علیٰ ناقلیھا و ناقلیھا والله اعلم والمظنون بالصحابة خلاف مایتوھم کثیر من الرافضة وَاغبیاء القصاص......

یہ سب اپنے کہنے والوں اور نقل کرنے والوں کے منہ پر ماردی جائیں گی۔ واللہ اعلم اور صحابہ کرامؓ سے حسن ظن مقتضی ہے۔ بہت سے روافض اور احمق قصہ خوانوں کے اوہام (باطلہ) کے خلاف کا! جن کو صحیح وضعیف اور درست و نادرست روایتوں میں کوئی تمیز نہیں۔ ۱؎

حقیقت آخر کھل کر رہی:

حقیقت کی فطرت ہے کہ یہ چھپائے نہیں چھپ سکتی، تکلف و تصنع اور بناوٹ کے لاکھ پردے اس پر ڈالو، یہ ظاہر ہو کر رہے گی۔ مودودی صاحب نے یہ جو کچھ رقم فرمایا ہے۔ یہ ساری ان کی دفع وقتی ہے۔ سخن سازی ہے اور اپنی غلط کاری کی پردہ داری! مگر قدرت نے ان کی پردہ داری کی پھر ان کے اپنے ہاتھوں!

مودودی نظریہ فاسد کی تردید مودودی قلم سے:

مودودی صاحب خود لکھتے ہیں:۔

''اس میں شک نہیں کہ تاریخ کے معاملے میں چھان بین، اسناد اور تحقیق کا وہ اہتمام نہیں ہوا ہے جو احادیث کے معاملہ میں پایا جاتا ہے''۔ (خلافت وملوکیت صفحہ ۳۰۲)

مودودی صاحب کے ان الفاظ سے ان کا بنا بنایا کھیل بگڑ گیا، پکی پکائی کھیر دلیا ہوگئی اور انہوں نے خود تسلیم کر لیا کہ احادیث کی طرح تاریخ کے معاملے میں بھی چھان بین، اسناد اور تحقیق کی ضرورت ہے۔ احادیث کے معاملے میں چھان بین، اسناد اور تحقیق کا کام ہوا ہے۔ لیکن تاریخ کے معاملے میں یہ اہتمام نہیں ہوسکا۔

اب تک تو مودودی صاحب فرماتے تھے کہ تاریخی روایات کے بارے میں سرے

۱؎ ''البدایہ والنہایہ'' جلد ۷ صفحہ ۱۴۷

Scanned by CamScanner

چھان بین اور تحقیق کی ضرورت ہی نہیں، اور اسناد کی چھان بین کرنے والوں پر طعن کرتے تھے۔

دروغگو را حافظہ نباشد:

مگر ان کو یہ سخن سازی کرتے وقت یاد نہ رہا کہ صرف پندرہ صفحے پہلے وہ لکھ آئے ہیں کہ حدیث کی طرح تاریخی روایات میں بھی چھان بین کی ضرورت ہے۔ اور اسناد و رجال کی تحقیق و تنقید ضروری ہے۔ مگر یہ کام ہوا نہیں۔

دریا برد!:

ہم مودودی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ اگر "تاریخ کے معاملے میں چھان بین، اسناد اور تحقیق کا اہتمام کیا جائے جو احادیث کے معاملے میں پایا جاتا ہے" (صفحہ ۳۰۲) تو کیا مودودی صاحب کی "اسلامی تاریخ دریا برد نہ ہو جائے گی؟" (صفحہ ۱۰۷)

چار سوال!:

ایک طرف تو مودودی صاحب تاریخ کے معاملے میں تحقیق و تنقید کو "حرام" فرما رہے ہیں کیونکہ اس سے تاریخ دریا برد ہو جائیگی۔ اور دوسری طرف تاریخ کے معاملے میں چھان بین اسناد اور تحقیق کی ضرورت کے قائل ہیں اور معترف ہیں کہ اس کا اہتمام نہیں ہوا ہے۔ سوال یہ ہے کیا یہ کھلا تضاد نہیں؟

اگر یہ تضاد ہے تو پھر دوسرا سوال یہ ہے کہ تضاد بیانی، کذب و دروغ کے مترادف نہیں؟ اگر ہے تو پھر تیسرا سوال یہ ہے کہ جھوٹے انسان کی کسی بات کا بھی اعتبار ہے؟ اور چوتھا سوال یہ ہے کہ سخن سازی و غلط بیانی سے سیدھے سادے عوام کو فریب اور دھوکہ دینے والے کسی شخص کو اصحابؓ رسولؐ پر تنقید و تنقیص اور طعن و تشنیع کا حق حاصل ہے؟ جب کہ شرفاء کی مجلس میں اس کی کسی بات کا بھی اعتبار نہیں رہا۔

Scanned by CamScanner

صحابہ کرامؓ کا اعلیٰ وارفع مقام!

بڑے آدمی کی ہر بات بڑی ہوتی ہے۔ مودودی صاحب کتنی بڑی غداری ومکاری سے کام لیتے ہیں جب کہتے ہیں۔ کہ:۔

۱۔ تاریخ کے معاملہ میں اگر کوئی شخص روایات کے ثبوت کیلئے وہ شرائط لگائے۔[1]

۲۔ یہ شرائط اگر تاریخ واقعات کے معاملہ میں لگائی جائیں۔[2]

حالانکہ بحث تاریخ کی ہے نہیں، بحث ہے صحابہ کرامؓ کی! وہ واہی روایات بلکہ خرافات وہزلیات سے مجروح ومطعون تو کرتے ہیں۔ سیدنا عثمان ذی النورین، سیدنا ابوسفیان، سیدنا معاویہ، سیدنا عمرو بن العاص، سیدنا ولید بن عقبہ وغیرہم رضی اللہ عنہم کو، خائن وغاصب، ظالم وغادر، اور فاسق ومیخوار تو ثابت کرتے ہیں، اجلہ اصحابؓ رسول کو! اور جب راویوں پر جرح کر کے ان خرافات وہزلیات کو مجنون کی بڑ اور چانڈو خانے کی گپ ثابت کیا جاتا ہے۔ تو آپ تاریخ اور تاریخی واقعات کی رٹ لگانا شروع کر دیتے ہیں...... ہم پوچھتے ہیں کیا تاریخ اور تاریخی واقعات میں اس سے بڑی مکاری وخداعی کی مثال کہیں ملے گی؟

واقعہ جتنا اہم ہوگا شہادت بھی اتنی اہم ہوگی:

کیا مودودی صاحب ایسا ہوشیار انسان اتنی پیش پا افتادہ حقیقت سے بے خبر ہے کہ واقعہ اور شخصیت کی نوعیت کے پیش نظر شہادت اور روایات کی حیثیت بھی بدل جاتی ہے۔ معمولی تاریخی واقعات میں معمولی شاہد اور راوی کا بیان قابل اعتبار ہوگا۔ لیکن غیر معمولی اہم واقعات میں نہایت ثقہ وصادق شاہد وراوی ہی کا بیان قابل قبول ہوگا۔ مثلاً اگر کوئی کہے کہ فلاں بازاری آدمی نے صرف پانچ دس روپے میں اپنا ووٹ بیچ دیا ہے تو اسے عموماً مانا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر کوئی کہے کہ مودودی صاحب نے کسی بیرونی ملک سے ہزاروں روپیہ لیا ہے تو اس پر بلا دلیل یقین نہیں کیا جائے گا۔

بہرحال واقعہ اور شخصیت کی اہمیت کے مطابق شہادت وروایت کی اہمیت لازمی ہے۔ اور یہ ایک بدیہی حقیقت ہے جس پر مزید بحث کی ضرورت نہیں حقیقت یہ ہے کہ مودودی صاحب

---

[1] خلافت وملوکیت صفحہ ۱۰۷ [2] ایضاً صفحہ ۳۱۸

Scanned by CamScanner

کو صحابہ کرامؓ کے مقام عظیم و رفیع کا علم نہیں۔ ورنہ وہ یہ جسارت کبھی نہ کرتے کہ مکروہ و مستحب امور سے متعلقہ روایات کی جانچ پڑتال کے تو قائل ہوتے۔ (خلافت وملوکیت صفحہ ۳۱۷)

اور یارانِؓ رسولﷺ کی توہین و تنقیص سے متعلق روایات کے راویوں پر شدید ترین جرح کی پرواہ تک نہ کرتے۔

ابن العربیؒ کا ایمان افروز ارشاد:

قاضی ابوبکر بن العربیؒ (المولود ۴۶۸ھ، التوفی ۵۴۳ھ) فرماتے ہیں اور کیا خوب فرماتے ہیں:

وَقد بَيّنتُ لكم انكم لاتقبلون عَلىٰ انفسكم في دينارٍ بل في درهمٍ اِلّا عدلاً برئيًا من التهم سليماً من الشهرة، فكيف تقبلون في احوالِ السلف وَمَا جرى بين الاوائل ممن ليس له مرتبه في الدين، فكيف في العدالة۔[1]

میں تم سے برملا کہتا ہوں کہ جب تم اپنے خلاف دینار بلکہ درہم تک کا دعویٰ تسلیم نہیں کرتے جب تک کہ مدعی سچا اور تہمتوں سے بری اور خواہشات نفسانی سے محفوظ نہ ہو تو تم احوال سلف اور مشاجرات صحابہؓ کے بارے میں ایسے آدمی کی بات کیسے مان لیتے ہو جس کا عدالت تو کجا! دین میں بھی کوئی مقام نہیں؟۔

عجیب وغریب نکتہ:

خدا جزائے خیر عطا فرمائے حضرت ابن العربیؒ کو! کیا خوب نکتہ بیان فرمایا ہے کہ جب تم لین دین، روپے پیسے کے معاملے میں اپنے خلاف کسی مشتبہ مدعی کا دعویٰ تسلیم نہیں کرتے، تو سلف صالحین خصوصاً صحابہ کرامؓ کے باہمی احوال واختلافات کے بارے میں ان ملحد و بے دین، فاسق و فاجر، مفتری و کذاب راویوں کی ہزلیات کیونکر قبول کر لیتے ہیں؟ کیا یارانِ نبی اور اسلاف امت کی ناموس وآبرو تمہارے چند کھوٹے سکوں کے برابر بھی نہیں؟ بہر حال مودودی صاحب صحابہ کرامؓ کو مجروح و مطعون کرنے والی روایات کی تنقید کی ضرورت کے قائل نہیں، اب اس کے بخطِ مستقیم خلاف حقیقت ملاحظہ ہو۔

اسنادورجال کی بحث میں شدت پیدا ہی صحابہ کرامؓ کیلئے ہوئی:

صحابہ کرامؓ کی عظمت شان وجلالت قدر کے پیش نظر اسنادورجال کی بحث کا آغاز ہی

[1] "العواصم من القواصم" صفحہ ۲۵۲

ان کے سوال پر ہوا۔

ا۔ صحیح مسلم...... میں ہے۔ حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ نے فرمایا:

"لم یکونوا یسألون عن الاسناد فلمّا وقعت الفتنه قالو اسمّوالنا رجالکم فلا یؤخذُ حدیثهم۔

فتنہ سے پہلے سند کی زیادہ پوچھ گچھ نہ کی جاتی تھی۔ جب فتنہ واقع ہوا تو رجال کے نام پوچھے جاتے تھے۔ اگر راوی اہل السنّت ہوتے تو حدیث قبول کر لی جاتی اگر اہل بدعت ہوتے۔ تو ان کی روایت قبول نہ کی جاتی۔"[1]

حقیقت تو یہ ہے کہ دور فتنہ سے پہلے اسناد و رجال پر زیادہ زور نہیں دیا جاتا تھا۔ دور فتنہ کے بعد جب صحابہؓ کے خلاف کذاب و دجال راویوں نے روایات وضع کیں۔ تو اسناد و رجال پر بحث و تنقید کی شدید ضرورت محسوس ہوئی اور یہ سلسلہ شروع ہوا۔

جہل مرکب:

کہاں یہ حقیقت! کہ صحابہ کرامؓ سے متعلق اور خصوصاً دور فتنہ کی تاریخ سے متعلق روایات میں تحقیق و تنقید کی شدید ضرورت ہے۔ اور اسی لئے اسناد و رجال پر بحث و جرح کا آغاز ہوا۔ اور کہاں "بین الاقوامی علمی شخصیت" کا یہ جہل مرکب! کہ دور فتنہ کی تاریخ میں روایات کی جانچ پرکھ کی کوئی ضرورت ہی نہیں پس آنکھیں بند کر کے کذاب راویوں اور رافضی گدھوں کی خرافات قبول کر لو۔ یعنی سند پر بحث و تنقید کی ضرورت انہی حضرات صحابہؓ کے معاملے میں نہیں۔ جن کے لئے اسناد و رجال کی بحث کا آغاز ہوا۔ گویا

ع بہار میرے لئے اور میں تہی دامن!

۲۔ محدث دہلوی حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے بھی بحوالہ صحیح مسلم مجاہدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ "ایام فتنہ کے بعد حضرت ابن عباسؓ عام لوگوں سے روایات نہیں لیتے تھے۔" ان روایات سے یہ حقیقت پورے طور پر واضح ہوگئی کہ عہد فتنہ کے بعد روایات پر تنقید اور رجال و رواۃ کی تحقیق میں شدت ہوگئی کیونکہ صحابہ کرامؓ سے متعلق روایات میں خصوصاً اہل عراق[2] کی روایات میں جھوٹ پھیل گیا۔ ان حقائق کے خلاف ہماری "بین الاقوامی علمی شخصیت" کا فرمان یہ ہے کہ دور فتنہ کی تاریخ سے متعلق کذاب عراقی راویوں کی وہ خرافات اندھے ہو کر قبول کر لو جن

[1] مقدمہ صحیح مسلم باب الکشف...... [2] "ازالۃ الخفاء" مقصد اول، فصل پنجم، بیان فتن۔

Scanned by CamScanner

ہے صحابہ کرامؓ کی عظمت مجروح و مطعون ہوتی ہے۔

۲۔ صحابہ کرامؓ کے خلاف روایت کرنے والے مردود ہیں:

صحابہ کرامؓ کا درجہ و مقام اتنا اعلیٰ و ارفع ہے کہ جو راوی ان قدوسیوں کے خلاف روایت کرے گا، نہ صرف یہ روایت اس کے منہ پر ماری جائے گی بلکہ وہ خود مردود و متروک ہوگا اور اس کی دوسری بھی کوئی روایت قبول نہ ہوگی۔

۱۔ امام مسلم رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں۔ کہ:۔

(حضرت) عبداللہ بن مبارک (رحمہ اللہ) لوگوں کے سامنے فرمایا کرتے تھے۔

دَعوا حدیث عمر و بن ثابت فَانَّه كان يَسُبُّ السَلفَ۔[1]	عمرو بن ثابت کی حدیث (روایت کرنا) چھوڑ دو، وہ اسلاف (صحابہ کرامؓ) کو برا کہتا ہے۔

۲۔ محدث شہیر حافظ مقدسی (۴۴۸۔ ۵۰۷ھ) احوص بن حکیم کی ایک روایت کو موضوع قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ

یروی المناکیر و کان ینتقص علی بن ابی طالب۔[2]	وہ منکر روایات، روایت کرتا ہے اور (حضرت) علیؓ کی تنقیص کرتا ہے۔

۳۔ یہی علامہ حافظ مقدسی رحمہ اللہ روایت اذا رأیتم معاویة منبری فاقتلوه (جب تم معاویہ کو میرے منبر پر دیکھو تو قتل کر دو) کو موضوع قرار دیتے ہوئے اس کے ایک راوی عباد بن یعقوب الرواجنی کے متعلق لکھتے ہیں:۔

وَهُو مَن غُلَاةَ الروافض...... و ترك الروایته عن عباد جماعته من الحفّاظ۔[3]	وہ غالی رافضی ہے۔ اور حفاظ حدیث کی ایک جماعت نے اس سے روایت کرنا چھوڑ دیا ہے۔

۳۔ حضرات صحابہؓ کے خلاف تاریخی روایات مردود ہیں:

مودودی صاحب تو کذاب و دجال روافض کی خرافات سے حضرات صحابہؓ کی توہین و تنقیص پر مصر ہیں، حالانکہ کسی بھی تاریخی روایت کو صحابہ کرامؓ پر جرح کا کوئی حق نہیں یارانِ رسولؐ

---

[1] مقدمہ صحیح مسلم باب الکشف عن معائب رواۃ الحدیث [2] ''تذکرۃ الموضوعات'' از حافظ مقدسیؒ باب الصاد مع من

[3] تذکرۃ الموضوعات'' از حافظ مقدسیؒ باب الالف

Scanned by CamScanner

سے جو بھی روایت ٹکرائے گی، پاش پاش ہو جائیگی،

ا۔ الامام الحافظ المحدث قاضی ابو بکر بن العربی[۱] رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:۔

''تم میری وصیت یاد رکھو اور سوائے صحیح احادیث و روایات کے کسی بات کی طرف توجہ نہ کرو۔

واجتنبوا اهل التواريخ اور (خاص کر) مورخین سے بچو۔ یہ اسلاف سے تھوڑی سی صحیح خبریں ذکر کرتے ہیں تا کہ ان کے ذریعے سے باطل روایات نقل کرسکیں۔ یہ لوگوں کے دلوں میں خلاف رضا الٰہی باتیں ڈالتے ہیں۔

وليَتحقَّرُوا السلف ويهو نوالدين وهوا عزّمن ذلك وهم الكرمنّا فرضى الله عن جميعهم و من نظر الى افعال الصحابة تبيّن منهما بطلان هذه الهتوك التى يختلقها اهل التواريخ فيد سّو نها فى قلوب الضعفأ۔[۲]

تا کہ سلف صالحین، (حضرات صحابہؓ) کی تحقیر اور دین کی توہین کریں۔ کیونکہ دین اس سے بالاتر ہے۔ اور حضرات صحابہ ہم سے زیادہ مکرم و محترم ہیں۔ اللہ ان سب سے راضی ہوا اور جس نے بھی صحابہ کرامؓ کے حالات و کردار پر نگاہ کی ہے اس پر ان توہین آمیز الزامات کا بطلان واضح ہو جاتا ہے جنہیں مورخین نے گھڑا ہے۔ اور ان سے کمزور قسم کے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔

---

[۱] حضرت الامام قاضی ابو بکر ابن العربی (المولود ۴۶۸ھ، المتوفی ۵۴۳ھ) عظمت شان و جلالت قدر کی یہی ایک دلیل کافی ہے کہ حجۃ الاسلام امام غزالی امام ابو عبداللہ المازری رحمہما اللہ ایسے یگانۂ عصر اکابر دین آپ کے شیوخ و اساتذہ اور قاضی عیاض مولّف الشفاء، ابن رشد، امام عبدالرحمٰن بن عبداللہ (السہیلی مصنف ''روض الانف'' اور امام ابو محمد عبداللہ العبدری شارح مسلم ایسے کبار علماء اسلام و اکابر محدثین آپ کے تلامذہ میں شامل ہیں، آپ کی مصنفات کی کل تعداد ۳۵ ہے۔ جن میں سے انوار الفجر فی تفسیر القرآن (ایک لاکھ ساٹھ ہزار صفحات پر مشتمل تفسیر ۹۰ جلدوں میں ہے، بیس سال کے اندر تالیف کی، موطا مالکؒ کی دو شرحیں القبس اور ترتیب المالک، عارضۃ الاحوذی شرح ترمذی اور العواصم من القواصم بہت زیادہ مشہور ہیں، العواصم من القواصم ۵۳۶ھ میں تالیف کی، یہ اصحابؓ رسولؐ سے معاطن و اعتراضات کی تردید مدافعت میں عجیب تالیف ہے۔ مصر کے علامہ محب الدین الخطیبؒ نے اس کا مقدمہ اور نہایت مفصل حاشیہ لکھ کر کتاب کی شان کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔

[۲] ''العواصم من القواصم'' صفحہ ۲۴۴، ۲۴۵،

Scanned by CamScanner

۲۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ [1] رحمہ اللہ بھی تاریخ کو اصحاب رسولؐ کو مجروح و مطعون کرنے کا حق نہیں دیتے۔ اپنے شہرۂ آفاق تالیف "منہاج السنۃ" میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

المؤرخون الذین یکثر الکذب فیما یروونہ وقل ان یسلم لھم نقلھم من الزیادہ و النقصان (جلد۳ صفحہ ۱۹۶)	مؤرخین اکثر اپنی روایات میں جھوٹ بیان کرتے ہیں اور بہت کم ان کی نقل و روایات کمی بیشی سے محفوظ ہوگی۔

ایک اور مقام پر رقم فرماتے ہیں:

وانما ھو من جنس نقلتہ التواریخ التی لایعتمد علیھا اولوا الابصار۔ [2]	اور یہ تاریخی منقولات کی قسم ہے، جن پر دانا و بینا لوگ اعتماد نہیں کرتے۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ کے نزدیک تو تاریخی نقول پر کوئی اندھا اعتماد کرے تو کرے۔ کوئی آنکھوں والا تو اعتماد نہیں کرے گا۔ اہل بصیرت اگر کسی تاریخی روایت کو لیں گے تو نقد و جرح کے

[1] الامام الہمام، مقتداء العلماء العلام، خاتمۃ المجتہدین، شیخ الاسلام ابو العباس، تقی الدین احمد بن عبد الحلیم الشہیر با بن تیمیہ الحرانی الدمشقی الحنبلی المتوفی ۷۲۸ھ کی رفعت شان و عظمت قدر کا اندازہ اس سے فرمایئے کہ آپ کے ہمعصر الشیخ الامام الحافظ شیخ علم الدین البرزالیؒ مورخ شام المتوفی ۷۳۹ھ اپنی تاریخ میں شیخ الاسلام کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:۔ الشیخ الامام العالم العلم العلامہ الفقیہ الحافظ الزاہد العابد المجاہد القدوۃ شیخ الاسلام تقی الدین ابو العباس احمد" ("البدایہ و النہایہ" جلد ۱۴ صفحہ ۱۳۵) مولانا ابو الکلام آزاد رحمہ اللہ نے تذکرہ کے پورے دو سو صفحات پر امام ابن تیمیہؒ کے فضائل و مناقب بیان کیے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔

"السود الوافر" میں تقریباً ایک سو اکابر و مشاہیر عہد و قریب العہد کے اقوال نقل کیے ہیں۔ جنہوں نے بالاتفاق ان کے مجتہد مطلق، امام العصر، نادرۃ الدہر، نابغۃ الاسلام، اوحد الزمان، مجدد کتاب و سنت، محی الملت، الخلفاء الراشدین، آخر الائمۃ المجتہدین، الامام فی کل علم و فن ہونے کا ایسے لفظوں میں اعتراف کیا ہے۔ جن سے زیادہ توصیف و تمجید کے الفاظ نہیں ہوسکتے۔ یہ حال تو معاصرین اور قریب العہد علماء کا ہے، بعد کے مورخین کا یہ حال ہے کہ الرد الوافر، پر مصر و شام کے مشاہیر علماء (بقیہ اگلے صفحہ پر) (بقیہ پچھلا صفحہ) وائمہ عصر نے تقریظیں لکھیں ان میں حافظ ابن حجر عسقلانی اور قاضی عینی حنفی شارح بخاری بھی ہیں، قاضی عینی لکھتے ہیں کہ جو شخص ابن تیمیہؒ کے مراتب عالیہ، علم و عمل و اجتہاد و امامت سے انکار کرتا ہے یا تو وہ مجنون لایعقل ہے یا کمال سفیہ و بلید یا سخت شریر و مفسد۔ حافظ ذہبیؒ نے ان لفظوں پر ان کا ذکر ختم کیا" جو لوگ امام ابن تیمیہؒ کے مقامات و مراتب کے جاننے والے ہیں وہ تو مجھے الزام دیں گے کہ جس قدر توصیف کرنی تھی نہ کی، اور جو بے خبر مخالف ہیں وہ میرے بیان کو غلو و مبالغہ قرار دیں گے"۔ ("تذکرہ" مطبوعہ پاکستان ٹائمز پریس صفحہ ۱۵۴ تا ۲۵۳ ملخصاً")

[2] منہاج السنۃ النبویہ" مطبوعہ مطبعۃ الکبری الامیریہ جز ۳ صفحہ ۲۴۲۔

Scanned by CamScanner

بعد لیں گے۔ چھان پھٹک کر کے لیں گے۔ مگر مودودی صاحب کے نزدیک تاریخی روایات کے معاملے میں مطلق آنکھوں کی ضرورت ہی نہیں۔ بس اندھے ہوکر ہر تاریخی روایات کو لے لو۔

۳۔ الامام الحافظ المحدث المفسر المؤرخ ابن کثیر رحمہ اللہ (المتوفی ۷۷۴ھ) کا ارشاد ملاحظہ ہو۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کے ذکر میں رقمطراز ہیں:۔

وما یذکرہ کثیر من المؤرخین کابن جریر و غیرہ عن رجال لایعرفون ان علیًا قال بعبد الرحمٰن خدعتنی اِلٰی غیر ذلک من الاخبار المخالفة لما ثبت فی الصحاح فھو مردودة علیٰ قائلیھا و ناقلیھا واللہ اعلم والمظنون بالصحابة خلاف مایتوھم کثیر من الرافضة و اغبیاء القصاص الذین لاتمییز عندھم بین صحیح الاخبار و ضعیفھا و مستقیمھا و سقیمھا، و مبادھا و قویمھا۔[1]

اور بہت سے مؤرخین مثلاً ابن جریر (طبری) وغیرہ نے مجہول راویوں سے جو ذکر کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت عبدالرحمٰنؓ ابن عوف نے کہا کہ آپ نے مجھے دھوکا دیا وغیرہ، روایات جو صحاح سے ثابت شدہ حقائق کے خلاف ہیں، یہ سب اپنے راویوں اور نقل کرنے والوں کے منہ پر ماردی جائیں گی، واللہ اعلم اور صحابہ کرامؓ سے حسن ظن مقتضی ہے، بہت سے روافض اور احمق قصہ خوانوں کے اوہام (باطلہ) کے خلاف کا! جن کو صحیح وضعیف، مضبوط وکمزور اور درست و نادرست روایتوں میں کوئی تمیز نہیں۔

عطائے تو بہ لقائے تو!:

غور فرمائیے! مودودی صاحب جس امام کبیر وشہیر کی عظمت و دیانت کو خراج عقیدت پیش کر چکے ہیں[2] وہ تو صحابہ کرامؓ کے خلاف مورخین حتیٰ کہ امام ابن جریر طبریؒ کی روایت کو مردود فرما رہے ہیں۔ اور ان روایات کے جاہل ومجہول راویوں کے منہ پر مار رہے ہیں۔ اور ملعون روافض و احمق قصہ خوانوں کی خرافات کی مخالفت و تردید کو صحابہ کرامؓ سے حسن ظن کا تقاضا قرار دے رہے ہیں۔ مگر ایک مودودی صاحب ہیں جو اپنے ممدوح ومعتمد علیہ امام کے خلاف کذاب ودجال راویوں کی مردود روایات کو سر آنکھوں پر رکھ کر حضرات صحابہ خصوصاً امام مظلوم سیدنا عثمانؓ ذی النورین ایسی عظیم وجلیل شخصیت کو مجروح ومطعون کر رہے ہیں۔ انہیں خائن وفتنہ انگیز تک قرار دے رہے ہیں۔

---

۱ ''البدایہ والنہایہ'' صفحہ ۱۴۷۔ ۲ ''خلافت وملوکیت'' صفحہ ۳۱۵۔

Scanned by CamScanner

اور اپنی اس روافض وسبائیہ اور جاہل وغبی قصہ خوانوں اور افسانہ طرازوں کی ی روش پ نادم و شرم سار نہیں، بلکہ اس کی صحت پر بضد و مصر ہیں۔ اب اہل اسلام، اہل حق اور صحابہ کرام سے حسن ظن رکھنے والے...... اہلسنت...... کے لئے سوائے اس کے کوئی چارہ کار نہیں کہ وہ ...... ی صاحب کی نقل کردہ ان نجس وغلیظ خرافات کو ان کے منہ پر ماردیں۔

۲۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ ایک اور مقام پر جہلا و اغبیاء کے ایک بہتان و افترا ء کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

فکذب و بُهت وافتراء عظيم يلزم منه خطأ كبير من تخوين الصحابة...... وكل مومن بالله ورسوله يتحقق ان دين الاسلام هو الحق، يعلم بطلان هذاالافتراءَ لِانّ الصحابة كانواخير الخلق بعد الانبياء وهم خير قرون هٰذه الامة، التى هى اشرف الامم بنص القرآن و اجماع السلف والخلف فى الدنيا وَلآخرة ولله الحمد۔[۱]

یہ صریح جھوٹ، بہتان اور افتراء عظیم ہے اس لئے ایک بہت بڑی خطاء ...... صحابہ کرام کی خیانت...... لازم آتی ہے۔ اور خدا اور رسول اور دین اسلام کی حقانیت پر ہر ایمان لانے والا جانتا ہے کہ یہ افتراء باطل ہے۔ کیونکہ صحابہ کرامؓ انبیاء علیہم السلام کے بعد ساری خلق خدا سے افضل ہیں اور وہ اس امت کے خیر القرون ہیں جو نص قرآنی اور سلف وخلف کے اجماع سے دنیا و آخرت میں تمام امتوں سے اشرف ہے۔ والحمد للہ۔

۳۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں:۔ ''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں جو آیات وارد ہیں وہ قطعی ہیں۔ جو احادیث صحیحہ ان کے متعلق وارد ہیں وہ اگر چہ ظنی ہیں مگر ان کی اسانید اس قدر قوی ہیں کہ تواریخ کی روایات ان کے سامنے ہیچ ہیں۔ اس لئے اگر کسی تاریخی روایت میں اور آیات واحادیث صحیحہ میں تعارض واقع ہوگا تو تواریخ کو غلط کہنا ضروری ہے''۔[۲]

۴۔ صحابہ کرامؓ کے خلاف فلاسفہ و متکلمین کے اقوال و مقالات بھی مردود ہیں:

مورخین کی طرح بعض فلاسفہ و متکلمین نے بھی یاران نبیؐ پر مشق ستم کی ہے۔ فلسفہ وکلام کی بعض کتابوں میں اصحابؓ نبی کو ہدف مظالم ومطاعن اور نشانہ جور و جفا بنانے کی مردود کوشش کی

[۱] ''البدایہ والنہایہ'' جلد ۷ صفحہ ۲۲۴، ۲۲۵۔

[۲] ''مکتوبات شیخ الاسلام'' حصہ اول صفحہ ۲۴۲ مکتوب ۸۸۔

Scanned by CamScanner

گئی ہے۔ بعض سادہ لوح مسلمان فلاسفہ، متکلمین اور علماء عقائد کے بھاری بھرکم الفاظ کے رعب تلے دب کر اپنے ایمان میں لرزہ و تزلزل محسوس کرتے ہیں اور کہتے ہیں چلو! تاریخ کا تو خیر کوئی اعتبار نہ کریں مگر کیا عقائد، کلام اور فلسفہ سب کو ٹھکرا دیں، کیا فلاسفہء اسلام و متکلمین عظام کے ''ارشادات'' کو بھی رد کر دیں؟

ان توہمات و وساوس کے جواب میں شیخ الاسلام، امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا ارشاد سن لیجئے! آپ فلاسفہ کے اقوال و مقامات پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

و هذا من جنس نقل التواريخ و السِّير و نحو ذلك من المراسلات والمقاطيع وغيرهما مِمّا فيه صحيح و ضعيف و اذا كان كذلك ما علم بالكتاب والسنة والنقل المتواتِر من محاسِن الصحابة وفضائلهم لا يجوزان يدفع بنقولٍ بعضها منقطع و بعضها محرف و بعضها لا يقدح فيما علم فان اليقين لا يزول بالشك ونحنُ قد تيقنا مَا دلَّ عليه الكتاب وَالسنته و اجماع السلف قبلنا و مايصدق ذلك من المنقولات المتواترة عن ادِلّة العقل من انَّ الصحابة رضى اللّه عنهم افضل الخلق بعد الانبياء فلا يقدح فى هذا امور مشكوك فيها فكيف اذا علم بطلانها۔[1]

یہ (اقوال فلاسفہ) تاریخ و سیرت وغیرہ کی مرسل و مقطوع نقول و روایات کی قبیل سے ہیں۔ جن میں صحیح بھی ہیں اور ضعیف بھی! اور جب یہ واقعہ ہے۔ تو صحابہ کرام کے محاسن و فضائل جو کتاب و سنت اور تواتر سے معلوم ہیں۔ ایسی نقول و روایات سے ان (محاسن و فضائل صحابہؓ) کا رد جائز نہیں۔ جن میں بعض منقطع ہیں، بعض محرف ہیں اور بعض ایسی ہیں، جن سے معلومات قطعیہ پر جرح و قدح نہیں ہو سکتی۔ بلاشبہ یقین، شک سے زائل نہیں ہوتا اور ہم بالیقین اس حقیقت پر ایمان لائے ہیں، جو کتاب اللہ، سنت رسول اور اجماع سلف سے ثابت ہے اور ان منقولات متواترہ کی دلائل عقلیہ سے بھی تصدیق ہوتی ہے۔ اور وہ حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد تمام مخلوق میں سب سے افضل ہیں۔ لہٰذا ان کے بارے میں مشکوک باتوں سے جرح قدح نہیں ہو سکتی چہ جائیکہ باطل روایات۔

[1] ''منہاج السنۃ'' جلد ۳ صفحہ ۲۰۹۔

Scanned by CamScanner

ایک زریں اصول:

حضرت شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ، الامام الشہیر ابن کثیر، الامام الشیخ المحدث سیدی و سندی حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمہم اللہ نے اپنے ان ارشادات عالیہ میں ایک زرین اصول بیان فرمایا ہے کہ:۔

صحابہ کرامؓ کی عظمت شان و جلالت قدر کتاب و سنت، اجماع امت، منقولات متواترہ، اور دلائل و براہین عقلیہ سے ثابت و معلوم ہے۔ لہٰذا یہ علم قطعی فلاسفہ و متکلمین کے مشکوک و باطل اقوال و مقالات اور بے سند و بے سروپا تاریخی روایات سے قطعاً مجروح نہیں ہو سکتا۔

جب کتاب و سنت کی قطعی اور متواتر نصوص سے صحابہ کرامؓ کی صداقت و عدالت اور عظمت و افضلیت ثابت ہوگئی اور ان کے افضل الخلق بعد الانبیاءؑ ہونے پر اجماع امت منعقد ہوگیا، تو اب ساری دنیا کے جاہل مؤرخ و مصنف، فلسفی و متکلم، شاعر و ادیب، واعظ و ذاکر اور "بین الاقوامی مفکر" ان قدوسیوں کے خلاف مل کر بھی کوئی افتراء کریں تو اس کا اثر پر کاہ کے برابر بھی نہیں ہوگا، ان کا تھوکا ان کے منہ پر آئے گا اور حضرات صحابہؓ کی عظمت و جلالت کا قمر منیر قطعاً غبار آلود اور بے نور نہ ہوگا۔

صحیح حدیث بھی صحابہ کرامؓ کو مجروح نہیں کرسکتی:

صحابہ کرامؓ کا مقام اتنا بلند ہے کہ اگر کوئی صحیح حدیث ایسی ہو جس سے ان کی ذات پر حرف آتا ہو، تو اس صحیح حدیث کی توجیہ و تاویل کی جائے گی۔

شارح مسلم شیخ الاسلام علامہ محی الدین نوویؒ (مولود ۶۳۱ھ متوفی ۶۷۷ھ) رقمطراز ہیں:۔

۱۔ قال العلماء الاحادیث الواردة التی فی ظاهرها دخل علی صحابی یجب تاویلها قالوا ولا یقع فی روایات الثقات الّا مایمکن تاویله۔[۱]

علماء کا قول ہے کہ جن احادیث میں بظاہر کسی صحابی پر حرف آتا ہو، ان کی تاویل واجب ہے اور علماء کہتے ہیں کہ صحیح روایات میں کوئی ایسی بات موجود نہیں جس کی تاویل نہ ہوسکے۔

تو اگر روایت صحیح ہوگی تو اس کی تاویل کی جائیگی۔ اگر کوئی تاویل ممکن نہ ہو، تو روایت

---

[۱] نووی شرح صحیح مسلم، کتاب الفضائل باب فضائل علی رضی اللہ عنہ،

Scanned by CamScanner

صحیح نہ ہوگی۔اسے رد کردیا جائے گا۔

۲۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمہ اللہ اس اصول کی نہ صرف تائید وتصدیق بلکہ شرح وتفصیل فرماتے ہیں۔تحریر فرماتے ہیں:۔

''یہ مؤرخین کی روایتیں تو عموماً بے سروپا ہوتی ہیں۔نہ راویوں کا پتہ ہوتا ہے، نہ ان کی توثیق وتخریج کی خبر ہوتی ہے۔نہ انفصال وانقطاع سے بحث ہوتی ہے اور اگر بعض متقدمین نے سند کا التزام بھی کیا ہے۔تو عموماً ان میں ہر بحث وسمین سے اور ارسال وانقطاع سے کام لیا گیا ہے۔خواہ ابن اثیر ہوں یا ابن قتیبہ، ابن ابی الحدید ہوں یا ابن سعد، ان اخبار کو مستفاض ومتواتر قرار دینا بالکل غلط ہے۔صحابہ رضوان اللہ علیہم کے متعلق ان قطعی اور متواتر نصوص اور دلائل عقلیہ ونقلیہ کی موجودگی میں اگر روایات صحیحہ احادیث کی بھی موجود ہوتیں تو مردود ومؤوّل قرار دی جاتی ہیں۔چہ جائیکہ روایات تاریخ!''[1]

ایک مثال:

یہ صرف ''نظریہ'' نہیں بلکہ واقعہ ہے، ایک مثال ملاحظہ ہو۔

حضرت عباسؓ نے امیر المؤمنین حضرت عمرؓ سے حضرت علیؓ کے متعلق کہا۔

اقض بینی و بین ھذا الکاذب الآثم الغادر الخائن۔

میرے اور اس جھوٹے، مجرم، دھوکے باز، خائن کے درمیان فیصلہ کیجئے۔

یہ روایت صحیح مسلم کی ہے، علامہ نووی رحمہ اللہ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:۔

قال القاضی عیاض قال المازری ھذا اللفظ الذی وقع لایلیق ظاھرہ بالعباس وحاش لعلی ان یکون فیه بعض ھذہ الاوصاف فضلاً عن کلھا و لنا نقطع بالعصمته الاّلنبی صلی اللّٰہ علیه وسلم ولمن شھد له بھا لکنّا مامورون بحسن الظن بالصحابته رضی اللہ عنھم اجمَعین و نفی کل رذیلته عنھم و اذا

قاضی عیاضؒ نے کہا کہ مازریؒ کا قول ہے کہ روایت کے یہ الفاظ (کہنے) بظاہر حضرت عباسؓ کے شایان شان نہیں۔اور حضرت علیؓ اس سے بہت بلند ہیں کہ ان میں ان اوصاف میں سے بعض ہوں۔چہ جائیکہ یہ سب! گو ہم صرف نبی ﷺ وغیرہم حضرات انبیاء علیہم السلام کی عصمت کے قائل ہیں۔لیکن صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ حسن ظن رکھنے اور ان

[1] ''مکتوبات شیخ الاسلام'' مکتوب ۸۹ صفحہ ۲۶۶۔

Scanned by CamScanner

انسدت طرق تاویلها نسبنا الکذب الیٰ رواتها۔ قال وقد حمل هذا المعنی بعض الناس علی ان ازال هذا اللفظ من نسخته تورعا عن اثبات مثل هذا ولعله لوهم علیٰ رواة ۔ لے

اوصاف رذیلہ کی نفی کرنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ لہٰذا جب اس حدیث کی تاویل کے سارے راستے بند ہو جائیں گے تو ہم اس کے راویوں کو جھوٹا قرار دیں گے نیز فرمایا کہ اسی وجہ سے بعض محدثین نے اپنے نسخہ سے الفاظ نکال دیئے۔

دوسری مثال:

اذا رأیتم معاویة علیٰ منبری فاقتلوه۔ کی روایت جس کا ذکر ابھی گزر چکا ہے۔

امام ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:۔

اسے ابن عدی نے بطریق علی بن زید عن ابی نزہ عن ابی سعیدؓ روایت کیا ہے اور یہ حدیث مجالد نے بھی ابوالوداک سے اور اس نے ابوسعید سے روایت کی ہے نیز اسے بسند حکم بن ظہیر نے عن عاصم من زر عن ابن مسعودؓ مرفوعاً روایت کیا ہے اور عمرو بن عبید نے اسے حسن بصری سے مرسل روایت کیا ہے اور اسے خطیب بغدادی نے باسناد مجہول عن ابی زبیر عن جابرؓ مرفوعاً روایت کیا ہے۔ ۲ لیکن باوجود اس کثرت طریق کے امام جلیل محدیث کبیر و مؤرخ شہیر حضرت ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ۔

وهذا الحدیث کذب بلاشك ۳ یہ حدیث بلاشک وشبہ جھوٹ ہے۔

غور فرمایئے! حدیث قریباً نصف درجن سندوں سے مروی ہے مرسل بھی اور مرفوع بھی، مگر چونکہ صحابی رسولؐ حضرت معاویہؓ کے خلاف ہے لہٰذا بلاشک مردود ہے۔ کذب و دجل ہے۔

لمحہ فکریہ!

: کتنا بعد ہے اسلاف و اخلاف میں! بعد المشر قین!! کہاں ان سلف صالحین، اجلہ محدثین کا ادب و احترام اصحابؓ رسولؐ! کہ حدیث مستفاض کو ادنیٰ تامل و تردد کے بغیر کذب بلاشک کہہ کر رد کر دیتے ہیں اور صحیح مسلم کی صحیح حدیث کو اپنے نسخہ سے نکال دیتے ہیں۔ امام مسلم رحمہ اللہ کے شیوخ واساتذہ کو کاذب کہہ سکتے ہیں مگر حضرات صحابہؓ کو مجروح نہیں ہونے دیتے۔

لے النووی شرح مسلم جلد ثانی کتاب الجہاد والسیر باب حکم الفئی ۲ ۳ ''البدایہ والنہایہ'' جلد ۸ صفحہ ۱۳۳۔

Scanned by CamScanner

مگر آہ!: آج یہ حال ہے کہ جو شرفاء بین الاقوامی علمی، ادبی حیثیت کے حامل کہلاتے ہیں اور داعیٔ حق بنے پھرتے ہیں۔ وہ بھی واقدی، کلبی، ابومخنف اور ہشام ایسے رسوائے عالم، بدنام زمانہ، کذاب ودجال، رافضی وسبائی راویوں کی خرافات سے حضرات صحابہؓ کو انتہائی بے دردی سے مجروح ومطعون کرتے نظر آتے ہیں۔

داد دیجئے!:

پھر داد دیجئے ''مفکر اسلام'' ''داعیٔ حق'' اور ''بین الاقوامی علمی، دینی'' شخصیت کے تقویٰ، صلاح، قلبی طہارت، نفسی تزکیہ، وصالحیت اور دیانت وامانت کی! کہ ان کے ممدوح ومعتمد علیہ فقہا ومحدثین، ائمہ اعلام قاضی ابوبکر ابن العربی، شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ اور امام ابن کثیر رحمہم اللہ تو تاریخ کو برملا مردود ونا قابل اعتبار قرار دیں۔ واجتنبوا اهل التواريخ۔[1] لا يعتمد عليها اولوا الابصار، مردودة على[3] قائلها وناقليها[2] فرمائیں۔

مگر آپ فرمائیں اور پوری ڈھٹائی سے فرمائیں کہ:۔

علم حدیث کے اکابر علماء نے ہمیشہ تاریخ اور حدیث کے درمیان واضح فرق ملحوظ رکھا ہے۔ اور ان دونوں کو خلط ملط کر کے وہ ایک چیز پر تنقید کے وہ اصول استعمال نہیں کرتے جو درحقیقت دوسری چیز کے لئے وضع کئے گئے ہیں۔ (خلافت وملوکیت صفحہ ۳۱۸، ۳۱۹)۔

کھلا تضاد!:

کتنا کھلا تضاد ہے فقہاء ومحدثین اسلام اور ''داعیٔ حق'' کے نظریات میں! ''داعیٔ حق'' کا نظریہ تو یہ ہے کہ تاریخ مطلقاً آزاد ہے۔ مادر پدر آزاد! اس کا آگا پیچھا، حسب ونسب (سند) دیکھنے کی کوئی ضرورت نہیں...... تاریخ کے نام سے جس دشمن دین وایمان کی ہزلیات کو اٹھا کر پیش کر دو اور صحابہؓ کو ہدف طعن ونشانہ، جور وجفا بنالو۔

ادھر امام الفقہاء شیخ المحدثین قاضی ابوبکر ابن العربیؒ (۴۶۸ھ۔۵۴۳ھ) قدوۃ المحققین، رأس المحدثین، خاتمۃ المجتہدین حضرت شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ (المتوفی ۷۲۸ھ) اور امام المحدثین والمؤرخین حضرت امام ابن کثیرؒ (المتوفی ۷۷۴ھ) کے نزدیک تاریخ اس قابل ہی

---

[1] ارشاد ابن العربیؒ ''العواصم من القواصم'' صفحہ ۲۴۴، [2] ارشاد امام ابن تیمیہ ''منہاج السنۃ'' جلد ۳ صفحہ ۲۴۲،
[3] ارشاد امام ابن کثیرؒ ''البدایہ'' جلد ۷ صفحہ ۱۴۷۔

Scanned by CamScanner

نہیں کہ صحابہ کرام کے خلاف اسے منہ لگایا جائے۔ اس کی طرف گوشۂ چشم التفات مبذول کیا جائے اور اس پر اعتماد کیا جائے۔

''بین الاقوامی'' جسارت:

''بین الاقوامی شخصیت'' کی ''بین الاقوامی'' جسارت کی داد کون نہیں دے گا کہ حضرات فقہاء و محدثین کے نظریہ سے متصادم و متعارض اپنے نظریہ کو صرف اپنا نظریہ نہیں کہتے بلکہ اسے حضرات محدثین وفقہا کا موقف بتلاتے ہیں اور ذرہ بھی حجاب نہیں فرماتے۔

یہ ہے اس ''عظیم'' انسان کی ''روحانیت'' کا علو و ارتقاء! جو اپنے سامنے ساری امت کے اکابر کو ہیچ سمجھتے ہیں، اولیاء اللہ پر طعن کرتے ہیں اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تک کی ذات اقدس میں کیڑے نکالنے سے اجتناب نہیں فرماتے!

Scanned by CamScanner

چند گمراہ کن مغالطے اور ان کا ازالہ

مودودی صاحب نے اپنا موقف صحیح ثابت کرنے کیلئے چند گمراہ کن مغالطے دیئے ہیں۔

پہلا مغالطہ:

ان کا پہلا مغالطہ یہ ہے کہ:۔

حافظ ابن حجر، فتح الباری میں اور حافظ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ میں اور امام شافعی، کتاب الام میں واقدی، ابومخنف وغیرہ مجروح راویوں کے بیانات بے تکلف نقل کرتے چلے جاتے ہیں۔ (صفحہ ۳۱۸۔۳۱۹)

تم اس قدر قریب کہ دل ہی میں مل گئے
میں جا رہا تھا دور کا ساماں کئے ہوئے

ا۔ اس مغالطہ کا رد خود مودودی صاحب کے مغالطہ میں موجود ہے، کہ واقدی کی روایات ''غزوات کے متعلق'' ہیں (صفحہ ۳۱۹)

اسی طرح حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے البدایہ والنہایہ میں طبری سے جو واقعات ابومخنف کے حوالہ سے بیان کئے ہیں، وہ اکثر واقعہء کربلا کے متعلق ہیں۔

ایک ہے مطلق غزوات اور فتوحات، جنگوں اور لڑائیوں سے متعلق ان قصہ خوانوں اور افسانہ طرازوں کی حکایات اور داستانیں نقل کرنا، اور دوسرا ہے۔ ان کی ایسی خرافات نقل کرنا جن سے حضرات صحابہؓ کا حسن و جمال سیرت و کردار داغدار و مجروح ہو۔ جس کے نتیجے میں خود اسلام پر حرف آئے اور کتاب و سنت کا بطلان لازم آئے۔ کیا مودودی صاحب اتنے بلید الذہن اور سادہ لوح ہیں کہ وہ ان دونوں میں کوئی فرق محسوس نہیں کرتے؟ ہم ایک مثال سے یہ فرق واضح کرتے ہیں:۔

ہشام ابن الکلبی کی ایک روایت یہ ہے کہ کربلا میں سیدنا حسینؓ تشنہ لب شہید ہوئے۔ پانی نہیں ملا[۱]۔ اور اسی مردود کا دوسرا قول ہے کہ صحابی رسولؐ سیدنا ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ فاسق شرابی تھے۔ کان فاسقا شریب خمر[۲]

کیا یہ دونوں روایتیں یکساں ہیں اور ان کو نقل کر دینا برابر ہے؟

---

۱ طبری جلد ۴ صفحہ ۳۴۳
۲ ترجمان القرآن، جون ۶۵ نمبر ۳۵

Scanned by CamScanner

ہم نہیں سمجھ سکتے کہ دنیا میں کوئی احمق ایسا بھی ہوسکتا ہے جو ان کے فرق کو نہ سمجھ سکے۔ تو ائمہ دین نے مردود راویوں سے غزوات وغیرہ میں وہ روایات نقل کی ہیں جو قصہ کہانی قسم کی ہیں یا جن سے کوئی اسلامی اصول، دینی امر یا اسلاف امت کی کوئی عظیم شخصیت متاثر و مجروح نہیں ہوتی۔

چنانچہ کربلا میں پانی نہ ملنے کی روایت طبری اور ابن کثیر رحمہما اللہ نے نقل کر دی ہے۔ لیکن حضرت ولیدؓ سے متعلق شرمناک بہتان، نہ امام طبری نے نقل کیا، نہ ابن سعد نے نہ امام ابن حجر نے، نہ ابن کثیر نے رحمہم اللہ۔ اسے صرف استیعاب میں بغیر کسی سند کے نقل کیا گیا ہے اور پھر ساری دنیا میں اس ''بن باپ'' کے قول نقل کرنے کی ''سعادت عظمیٰ'' نصیب ہوئی تو صرف ''داعیِ حق'' بین الاقوامی علمی، دینی شخصیت کو!

۲۔ مودودی صاحب کے اس مغالطہ کا دوسرا رد بھی خود مغالطے میں موجود ہے۔ وہ یہ ہے کہ امام شافعیؒ، ابن کثیر، ابن حجر رحمہم اللہ نے اگر ان مجروح راویوں کی روایات غزوات میں نقل کی ہیں تو ساتھ ہی وہ ''واقدی کو سخت کذاب کہتے ہیں''۔[۱] 'ابومخنف کی سخت مذمت کرتے ہیں۔'[۲] اور ''تہذیب التہذیب'' میں ان پر جرحیں بھی کرتے ہیں۔[۳]

اس کے بعد اگر یہ حضرات ان سے غزوات وفتوحات وغیرہ میں معمولی اور غیر مضر روایات نقل کرتے ہیں تو اس میں کیا حرج ہے۔؟

اچھا ہوا کہ مودودی صاحب نے اس حقیقت کو فاش کر دیا، جس سے ان کی ساری منطق پر پانی پھر گیا۔

ے

عیب اپنے آپ ہم بدبخت کر دیتے ہیں فاش
شیشہء مے جس طرح مے کو نہاں کرتا نہیں

مودودی صاحب بھی اگر صحابہ کرامؓ کی تنقیص وتفسیق کرتے وقت یہ بھی بتا دیتے کہ یہ روایات میں واقدی، ابن الکلبی اور جعفر بن سلیمان سے لے رہا ہوں۔ جو بے مثل و بے مثال کذاب، متروک الکل، رافضی اور رافضی مثل الحمار ہیں۔ تو پھر ہمیں ان سے اس درجہ شکایت نہ ہوتی، مگر اس صورت میں کوئی مثل الحمار ہی مودودی صاحب کی ان ''تحقیقات'' کو درخور اعتنا سمجھتا، عموماً سب اسے پائے استحقار سے ٹھکرا دیتے۔

---

[۱] ''خلافت وملوکیت'' صفحہ ۳۱۹، [۲] ایضاً صفحہ ۳۱۸، [۳] ایضاً صفحہ ۳۱۸۔

Scanned by CamScanner

پردہ پوشی!:

مگر مودودی صاحب تو ان کو عریاں کرنے کی بجائے ان کی پردہ پوشی کرتے ہیں۔ نہ صرف پردہ پوشی بلکہ ان کے معائب کو محاسن اور ان کی مردودیت کو مقبولیت کے رنگ میں پیش کرتے ہیں۔

واقدی پردے میں:

مودودی صاحب واقدی کو تو سرے سے پردے میں لے جاتے ہیں اور کسی کی نگاہ اس تک نہیں پہنچنے دیتے۔ دیکھئے لکھتے ہیں۔

[محمد بن سعد نے طبقات میں امام زہری کا یہ قول نقل کیا ہے:۔

وکتب لمروان بخمس مصر...... اور مروان کیلئے مصر کا خمس......لکھ دیا۔

(طبقات ابن سعد ج ۳ صفحہ ۶۴)

یہ امام زہری کا بیان ہے......ابن سعد نے صرف دو واسطوں سے ان کا یہ قول نقل کیا ہے اگر یہ بات ابن سعد نے امام زہری کی طرف یا امام زہری نے حضرت عثمان کی طرف غلط منسوب کی ہوتی، تو محدثین اس پر ضرور اعتراض کرتے۔ اس لئے اس بیان کو صحیح ہی تسلیم کرنا ہوگا]۔ (''خلافت وملوکیت'' صفحہ ۳۲۷،۳۲۶۔)

غداری وخداعی کا شاہکار:

محو حیرت ہوں کہ اسے کیا کہا جائے، غداری وفریب کاری کی حد ہوگئی۔ کہ ابن سعد اور زہری کے درمیان دو واسطے تو فرماتے ہیں مگر ان واسطوں کا نام نہیں لیتے۔ کیونکہ اس طرح حضرت واقدی سامنے آتے ہیں اور ''بین الاقوامی دین'' ودیانت کا سارا بھرم کھل جاتا ہے۔

درحقیقت یہ نہ زہری کا بیان ہے نہ یہ بات ابن سعد نے امام زہری کی طرف منسوب کی۔ یہ ساری داعی حق کی خداعی ومغالطہ انگیزی ہے۔ ورنہ یہ حضرت واقدی کی افسانہ گوئی و دروغ باقی ہے۔ امام ابن سعد کو یہ افسانہ واقدی نے زہری کے نام سے گھڑ کر سنایا اور انہوں نے طبقات میں نقل کردیا۔

یہ خیانت وبددیانتی!:

اندازہ فرمایئے! ''بین الاقوامی دینی'' شخصیت کی دیانت وامانت کا، کہ اس ڈرامہ کے اصل کردار کا نام تک نہیں لیتے۔ اسے پردے کے پیچھے چھپا کر فرماتے ہیں ''یہ امام زہری کا بیان

Scanned by CamScanner

ہے ..... ابن سعد نے صرف دو واسطوں سے ان کا یہ قول نقل کیا ہے"۔ یہ ایک دھوکا! دوسرا فریب یہ کہ "اگر یہ بات ابن سعد نے امام زہری کی طرف غلط منسوب کی ہوتی۔"

ابن سعد بچارے نے امام زہری کی طرف منسوب کی کب ہے؟ وہ تو کہتے ہیں اخبرنا محمد بن عمر[1] مجھے محمد بن عمر یعنی واقدی نے خبر دی، یہ تو ساری "مفکر اسلام" اور "داعی حق" کی "بازی گری" ہے کہ خبر کے واضع واقدی کا نام تک نہیں لیتے اور ابن سعد اور زہری کو پیش کیے جاتے ہیں۔

ہیں کواکب کچھ، نظر آتے ہیں کچھ،
دیتے ہیں دھوکا، یہ بازی گر کھلا!

دوسری مثال:

اس "بازیگری" کی دوسری مثال ملاحظہ ہو۔

امام مظلوم حضرت عثمانؓ کیخلاف اسی الزام کی تائید میں فرماتے ہیں:۔

"اس کی تائید ابن جریر طبری کے اس بیان سے بھی ہوتی ہے کہ افریقہ میں عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے وہاں کے بطریق سے تین سو قنطار سونے پر مصالحت کی تھی۔ پھر حضرت عثمانؓ نے یہ رقم آل الحکم یعنی مروان بن حکم کے باپ کے خاندان کو عطا کر دینے کا حکم دیا۔"

طبری جلد ۳ صفحہ ۳۱۴ (خلافت و ملوکیت ۳۲۷)

دنیا میں یہ معلوم کر کے انگشت بدنداں رہ جائے گی؟ کہ یہ بھی واقدی کا "گھڑنتو" ہے، مودودی صاحب دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونک کر جسے طبری کا بیان فرما رہے ہیں وہ طبری کا بیان نہیں، طبری بیچارا تو کہہ رہا ہے کہ قال الواقدی واقدی نے کہا، یعنی یہ "واقدی کا بیان" ہے۔ مگر عہد حاضر کے "داعی حق" اور "بین الاقوامی دینی علمی شخصیت" فرماتے ہیں یہ طبری کا بیان ہے۔ چشم فلک نے دیانت و امانت کا یہ مظاہرہ کب دیکھا ہوگا؟

تیسری مثال!:

مودودی صاحب لکھتے ہیں:۔ "ابن سعد نے امام زہری کی روایت نقل کی ہے"۔ (صفحہ ۳۴۵) یہاں بھی مودودی صاحب جناب واقدی پر پردہ ڈال رہے ہیں حقیقت میں "جلد ۴ صفحہ ۲۵۵" کی یہ روایت واقدی سے ہے۔ ابن سعد رحمہ اللہ صاف لکھتے ہیں۔ اخبرنا

---

[1] "طبقات" جلد ۳ صفحہ ۶۴

Scanned by CamScanner

محمد بن عمر، مگر مودودی صاحب اپنی روایتی دیانت وامانت سے کام لیتے ہوئے ابن سعد اور امام زہری کا نام تو لیتے ہیں، مگر شرم کے مارے واقدی کا ذکر تک نہیں کرتے، حالانکہ یہ روایت نہ ابن سعدؒ کی ہے نہ زہریؒ کی! یہ واقدی ہی کی موضوعہ مکذوبہ ہے۔

ایک سوال:

سوال یہ ہے کہ اگر واقدی واقعی معتبر ہے۔ صرف احکام وسنن کے معاملہ میں اس کی احادیث کو رد کیا گیا ہے اور تاریخ وسیرت میں سب نے اس پر اعتماد کیا ہے تو پھر مودودی صاحب ایک نہیں، دو نہیں، تین موقعوں پر اسے پردوں میں کیوں چھپا رہے ہیں؟ کہ اسے دنیا کی ہوا بھی نہیں لگنے دیتے۔

اس کے معنیٰ تو صاف یہ ہیں کہ تاریخ وغیرہ میں واقدی کی روایت نہ لینے والا اور کوئی ہو نہ ہو، مودودی صاحب خود تو ہیں، جنہیں واقدی کا نام لیتے ہوئے شرم وندامت سے پسینے چھوٹ پڑتے ہیں۔ اور وہ دنیا کے ساتھ دھوکہ، فریب اور غداری وغراری کا کھیل تو کھیل سکتے ہیں مگر واقدی کا ''نام نامی اور اسم گرامی'' لینے کی جرات نہیں فرما سکتے۔

دوسرا مغالطہ! آخر کون ہے؟:

مودودی صاحب دوسرا مغالطہ دیتے ہوئے بطور تحدی فرماتے ہیں:۔ ''تاریخ اور خصوصاً مغازی وسیر کا باب تو اس میں آخر کون ہے جس نے واقدی کی روایات نہیں لی ہیں۔

(خلافت وملوکیت ۱۰۷)

سن لیجئے:

مودودی صاحب سن لیں کہ ایک تو وہ خود ہیں جو واقدی کی روایت نہیں لیتے اور اس کی روایات کو ابن سعد اور زہری کی روایات بنا کر پیش کرتے ہیں۔ پھر ایک امام شافعی ہیں۔

(مولود ۱۵۰ھ، متوفی ۲۰۴ھ)

دوسرے علی بن المدینی (۱۶۱ھ، ۲۳۴ھ) ہیں۔ تیسرے امام بخاری (۱۹۴ھ۔ ۲۵۶ھ) ہیں۔ چوتھے ابوداوٗد ہیں (۲۰۲ھ، ۲۷۵ھ) پانچویں امام طبری ہیں (۲۲۴ھ۔ ۳۱۰ھ) اور چھٹے امام ابن عبدالبر ہیں۔ (۳۶۳ھ۔ ۴۶۳ھ) رحمہم اللہ۔

اب تفصیل ملاحظہ ہو۔

۱۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کی عظمت وجلالت عظمیٰ سے کون ناواقف ہے۔ آپ امام

Scanned by CamScanner

المحدثین ہیں، رئیس المجتہدین ہیں۔ امت کے چار آئمہ کبائر میں سے ایک ہیں۔
امام مالک کے تلمیذ اور امام احمد کے استاذ ہیں رحمہم اللہ! آپ فرماتے ہیں:۔
کتب واقدی کلھا کذب[1] واقدی کی کل کتابیں جھوٹ (کا انبار) ہیں۔
فرمایئے! کیا اب بھی برابر رٹ لگائی جائے گی کہ صرف احکام وسنن میں واقدی متروک ہے۔ تاریخ وغیرہ میں سب کا معتمد علیہ ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ احکام وسنن ہوں، یا تاریخ ومغازی، ہر چیز میں ائمہ دین علماء واعلام کے نزدیک واقدی مردود نا قابل اعتماد ہے اس کی ہر کتاب جھوٹ کا انبار ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس کی کتابیں جتنی بھی ہیں تاریخ ومغازی ہی سے متعلق ہیں۔

۲۔ امام المحدثین حضرت علی بن المدینی[2] فرماتے ہیں:۔

لاارضاہ فی الحدیث ولا فی الانساب ولا فی شیء (میزان الاعتدال" جلد ۳ صفحہ ٤٦٤)	میں واقدی کو نہ حدیث میں، نہ علم انساب میں اور نہ ہی (اور) کسی شے میں پسند کرتا ہوں۔

فرمایئے! کیا اب بھی مودودی صاحب فرمائیں گے۔ آخر کون ہے جس نے تاریخ وغیرہ میں واقدی کی روایات نہیں لی ہیں؟ ابن مدینی ایسے یگانہ عصر، فرد زماں فرماتے ہیں:۔ میں کسی شے یعنی تاریخ ومغازی وغیرہ میں بھی واقدی کو پسند نہیں کرتا۔

---

[1] تہذیب التہذیب" جلد ۹ صفحہ ۳۱۶ ترجمہ واقدی۔

[2] علی بن المدینی کی جلالت قدر وعظمت شان ملاحظہ ہو کہ آپ حضرت حماد بن زید، ابن عیینہ، یحییٰ بن سعید القطان ایسے اجلہ محدثین کے تلمیذ اور امام بخاری، ابوداؤد، امام احمد بن حنبل ایسے یگانہ عصر علماء اعلام کے شیخ واستاذ ہیں۔ امام احمد بن حنبلؒ نے آپ کی عظمت شان کی وجہ سے کبھی آپ کا نام نہیں لیا، ہمیشہ کنیت سے یاد کرتے تھے۔ ابن مہدیؒ ایسے عظیم محدث ونقاد فرماتے ہیں کہ علی بن المدینی اعلم الناس بحدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امام بخاری فرماتے ہیں کان اعلم اھل عصرہ۔ ابن حبان کا قول ہے کان من اعلم اھل زمانہ...... علامہ نوویؒ نے نقل کیا ہے کہ علی بن المدینی نے حدیث میں دوسو کتابیں تصنیف کی ہیں ("تہذیب التہذیب" جلد ۷ صفحہ ۳۴۹ تا ۳۵۷ ملخصاً ترجمہ علی بن عبداللہ بن جعفر ابن المدینی) علامہ ذہبی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں۔ احد الاعلام الاثبات وحافظ العصر یعنی علی بن المدینی معتمد ترین اکابر علماء سے تھے اور اپنے زمانے کے حافظ الحدیث ہیں۔ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح کو علی بن المدینی کی احادیث سے بھر دیا ہے اور فرمایا کہ میں نے سوائے علی بن مدینی کے کسی کے آگے اپنے آپ کو حقیر نہیں سمجھا۔ انہیں احادیث نبوی کے علل کی معرفت اور نقد رجال اور وسعت حفظ وتبحر میں کمال حاصل تھا۔ بلکہ اس لحاظ سے وہ فرد زمانہ تھے۔ (میزان الاعتدال ترجمہ علی بن عبداللہ بن جعفر ابوالحسن)

Scanned by CamScanner

۳۔ رئیس المحدثین حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کی جلالت قدر و رفعت مقام سے کون اہل علم واقف نہیں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

سکتوا عنہ ماعندی لہ حرفا[۱] محدثین نے واقدی سے اعراض کیا ہے۔

میرے پاس اس کا ایک حرف بھی نہیں، یعنی نہ میں نے واقدی سے حدیث میں کوئی روایت لی ہے، نہ سیرت میں، نہ تاریخ میں، نہ مغازی میں، کسی باب میں بھی میں نے اس ذات شریف سے ایک حرف بھی نہیں لیا۔

۴۔ ابوداؤد آپ کی تصنیف سنن ابوداؤد کی عظمت وصحت سے کون واقف نہیں آپ عظیم محدث ہیں، فرماتے ہیں:۔

واقدی نے فتح یمن اور عنسی کے بارے میں زہری سے احادیث روایت کی ہیں۔ لیست من حدیث الزھری[۲] حالانکہ وہ زہری کی احادیث نہیں۔ فرمایئے! یہ امام ابوداؤد جو فتح یمن سے متعلق واقدی کی روایات کو موضوع ومردود فرما رہے ہیں۔ یہ فتح یمن کون سا احکام یا سنن کا معاملہ ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ واقدی کی تاریخ مغازی، سیرت، حدیث کسی چیز کا بھی اعتبار نہیں۔ یہ عموماً ہر باب میں مردود ومتروک ہے۔

۵۔ امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ جن کی جلالت قدر کے مودودی صاحب بڑے زور سے مقر ومعترف ہیں (خلافت وملوکیت صفحہ ۳۱۲) فرماتے ہیں:۔

''واقدی نے حضرت عثمانؓ کی طرف مصریوں کی روانگی کے سبب کے بارے میں بہت سی باتیں ذکر کی ہیں جن میں سے بعض کا ذکر گزر چکا ہے اور

ومنھا ما اعرضتُ عن ذکرہ کراھتہ منی ذکرہ بشاعتہ[۳] اور بعض کے ذکر سے میں نے اعراض کیا ہے ان کی قباحت وشناعت کی وجہ سے مجھے ان کے ذکر سے گھن آتی ہے۔

غور فرمایئے!

حضرت واقدی کے بعض ''ارشادات'' کے ذکر سے بھی گھن آتی ہے۔ اور پھر تاریخ کے باب میں!

---

۱ ''میزان الاعتدال'' جلد ۳ صفحہ ۶۶۵ ترجمہ واقدی۔ ۲ ''تہذیب التہذیب'' جلد ۹ صفحہ ۳۶۷۔

۳ طبری جلد ۳ صفحہ ۳۹۶۔

Scanned by CamScanner

جب مودودی صاحب کے ممدوح و معتمد علیہ امام طبریؒ کو حضرت عثمانؓ پر مصری غنڈوں سبائیوں کی چڑھائی کے سلسلہ میں واقدی کی قبیح و شنیع اور ناگفتہ بہ باتوں سے گھن آتی ہے تو صحابہ کرام کی تنقیص و توہین کے سلسلہ میں اس کی جو روایات یا ہزلیات ہیں۔ کیا ان سے ایک مسلمان کو گھن نہیں آئے گی؟

مگر مودودی صاحب برابر کہے جائیں گے کہ "واقدی کے متعلق یہ بات اہل علم کو معلوم ہے کہ صرف احکام و سنن کے معاملہ میں ان کی احادیث کو رد کیا گیا ہے۔ باقی رہی تاریخ تو اس میں آخر کون ہے جس نے واقدی کی روایات نہیں لی ہیں؟ (خلافت و ملوکیت صفحہ ۱۰۷)

ہم عرض کریں گے آپ کے ممدوح امام طبریؒ ہیں۔ جنہوں نے خالص تاریخ کے معاملہ میں واقدی کی روایات نہیں لی ہیں، یا مودودی صاحب فرمائیں۔ یہاں کون سا احکام و سنن کا معاملہ تھا کہ طبریؒ نے واقدی کی خرافات کو رد کر دیا؟

۶۔ امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ جو مودودی صاحب کے ممدوح و معتمد علیہ ہیں۔ حضرت عمرؓ کے رنگ کے متعلق واقدی کی ایک روایت میں عن عاصم بن عبید اللہ نقل کر کے لکھتے ہیں۔ عاصم بن عبيد الله لا يحتج بحديثه ولا بحديث الواقدی[1] غور فرمایئے! واقدی کی یہ روایت نہ احکام میں ہے نہ سنن میں، صرف حضرت عمرؓ کے رنگ کے متعلق ہے۔ مگر اسے حضرت امامؒ رد فرما رہے ہیں۔

ہمارا چیلنج!:

ہم نے مودودی صاحب کی تحدی کے جواب میں عرض کر دیا کہ اجلہ فقہاء و محدثین، اعاظم علماء امت احکام و سنن کی طرح تاریخ و مغازی میں بھی واقدی کو کذاب سمجھتے ہیں۔ امام شافعی، علی بن مدینی، امام بخاری، ابو داؤد، امام طبری، امام ابن عبدالبر رحمہم اللہ سب نے تاریخ سیرت مغازی میں بھی اس کی روایات کو رد کیا ہے۔ ہم نے تو بفضلہ تعالیٰ مودودی صاحب کے جواب میں پورے نصف درجن ائمہ اعلام و کبار کو پیش کر دیا ہے۔

اب ہم مودودی صاحب سے پوچھتے ہیں۔ براہ کرم ذرا وہ بھی ہمیں بتلائیں کہ وہ کون سے اہل علم ہیں جو صرف احکام و سنن کے معاملہ میں ان کی احادیث کو رد کرتے ہیں۔ تاریخ اور خصوصاً مغازی و سیر میں واقدی کی سب روایات لیتے ہیں؟ اگر وہ یہ نہ بتلا سکیں اور قیامت تک

[1] استیعاب ترجمہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ!

نہیں بتلا سکتے تو وہ اتنا تو کریں کہ اعلان فرما دیں" یہ سطور لکھتے وقت میں نے واقدی کی شاگردی کا طوق زیب گلو کر لیا تھا۔ اور جھوٹ بولنے میں میں نے اپنے "استاذ" کے بھی کان کتر لئے۔

کچھ ہشام مردود کے متعلق!:

مودودی صاحب نے ہشام کو بھی معتمد علیہ قرار دیا ہے لکھا ہے۔ "واقدی کو حدیث میں تو ضعیف کہا گیا ہے۔ مگر سیر و مغازی کے معاملہ میں تمام اہل الحدیث نے ان سے روایات لی ہیں۔ اور یہی حال ابن سعد کے دوسرے اساتذہ مثلاً ہشام بن محمد بن السائب الکلبی اور ابومعشر کا ہے کہ انھم جمیعًا یوثقون فی السیرۃ والمغازی (سیرت اور غزوات کی تاریخ کے معاملہ میں سب نے ان پر اعتماد کیا ہے)۔ (خلافت وملوکیت صفحہ ۳۱۱)

مودودی کالواقدی:

علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے سیف بن عمر کے متعلق تحریر فرمایا ہے ھو کالواقدی وہ واقدی کی مثل ہے۔ ہم عرض کرتے ہیں۔ "مودودی بھی واقدی کی طرح ہے"۔ دیکھئے کتنا بڑا سفید جھوٹ بولا "تمام اہل الحدیث نے ان سے روایات لی ہیں"۔ گویا نہ امام شافعی اہل الحدیث میں شامل ہیں۔ نہ علی بن مدینی! امام بخاری نہ ابوداؤد! امام طبری اہلحدیث ہیں نہ ابن عبدالبرؒ! بڑے آدمی کا جھوٹ بھی واقعی بڑا ہوتا ہے۔ بین الاقوامی حیثیت کا جھوٹ؟

اب ہشام کے متعلق کچھ سن لیجئے! امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

انما کان صاحب سمر و نسب،	وہ صرف قصہ گو اور نسب بیان کرنے والا
ماظننت ان احدًا یحدث عنہ[1]	ہے۔ مجھے تو گمان بھی نہیں کہ کوئی اس سے روایت کرے گا۔

حضرت امام رحمہ اللہ کو دوسری تیسری صدی میں کیا علم کہ چودھویں صدی میں ایک "بین الاقوامی علمی دینی" شخصیت پیدا ہوگی۔ جو نہ صرف اس قصاص ونساب سے مطلق روایت کرے گی۔ بلکہ اس خبیث افسانہ طراز سے ایسی روایت کرے گی جس سے اصحاب رسولؐ کی توہین وتنقیص بلکہ تفسیق ہوگی۔

باوجود رئیس الفقہاء والمجتہدین امام المحدثین حضرت امام احمد رحمہ اللہ کے اس صریح

[1] "میزان الاعتدال" ترجمہ ہشام بن محمد بن السائب الکلبی۔

ارشاد کے مودودی صاحب برابر فرمائے جائیں گے کہ:۔

انهم جميعًا يوثقون فى السيرة والمغازى۔ پھر

طرفہ تماشہ:

یہ کہ یہ بھی نہیں فرمائیں گے یہ کس کا قول ہے۔ معلوم تو ایسا ہوتا ہے کہ ''الہامی'' کلمہ خود حضرت مودودی کی ''مشق سخن'' ہے۔ اگر واقعی ایسا ہے تو پھر ہم مودودی صاحب کی خدمت میں عربی زبان کو ''تختہ مشق بنانے'' پر ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔ دوسرے اس وجہ سے بھی ان کی خدمت میں خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ ان کا عربی میں پہلا کلام اچھا خاصہ کذب وزور ہے۔ اگر انہوں نے مشق سخن جاری رکھی تو چشم بددور کالواقدی کذاب ہو جائیں گے۔ نیز ہم عربی زبان سے..... مودودی صاحب کے اس تختہ مشق بنانے پر..... اظہار ہمدردی کرتے ہیں۔ انا للہ۔

آخری بات!:

اس بحث میں ہماری آخری دلیل قاطعہ یہ ہے کہ یہ صاحبان کوئی محدث تو ہیں نہیں، یہ سارے شرفاء ہیں۔ تو اخباری، قصہ گو، نساب! غزوات وفتوحات کی کہانیاں لکھنے والے!

ا۔ ہشام ابن الکلبی کے متعلق امام احمد رحمہ اللہ کا قول ابھی گزر چکا ہے۔ علامہ ذہبیؒ اس کے ترجمہ کا عنوان ہی رکھتے ہیں:۔ هشام بن محمد بن السائب الكلبى، ابو المنغدر الاخبارى انسابة العلامه (ميزا ن الاعتدال)

۲۔ سیف بن عمر کے بھی ترجمہ کے عنوان ہی میں ہے:۔ مصنف الفتوح والردة وغير ذالك (ميزن الاعتدال)

۳۔ ابو مخنف کے بھی ترجمہ کے عنوان ہی میں لکھتے ہیں۔ لوط بن يحيىٰ، ابو مخنف اخبارى تالف، لا يوثق به۔ (ميزان الاعتدال)

جب یہ لوگ ہیں ہی مورخ! تو ائمہ جرح وتعدیل کے نزدیک ان کے مجروح ومتروک ہونے کا اس کے سوا کیا معنی ہو سکتا ہے کہ تاریخ میں ان کی روایات مردود ونامقبول ہیں۔ یہ لوگ محدث تھوڑے تھے کہ ان کو متروک قرار دینے کا مقصد یہ ہو کہ یہ حدیث میں تو مردود ہیں۔ لیکن تاریخ میں مقبول ومعتمد ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ تاریخ میں بھی مردود ہیں۔

تیسرا مغالطہ مستند ترین کتابیں:

مودودی صاحب تیسرا مغالطہ یہ دیتے ہیں کہ انہوں نے جو کچھ لکھا ہے۔ تاریخ کی مستند

Scanned by CamScanner

کتابوں ہی سے لکھا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:۔"جو تاریخی مواد اس بحث میں پیش کیا گیا ہے وہ تاریخ اسلام کی مستند ترین کتابوں سے ماخوذ ہے، جتنے واقعات میں نے نقل کئے ہیں۔ ان کے پورے پورے حوالے درج کر دیئے ہیں اور کوئی بات بھی بلا حوالہ بیان نہیں کی ہے"۔

(خلافت وملوکیت صفحہ ۲۹۹)

۱۔ میں پوچھتا ہوں کہ کسی بھی دشمن اسلام نے اسلام، پیغمبر اسلام اور تعلیمات اسلام کو ہدف طعن وتضحیک بناتے وقت کوئی بات بلا حوالہ کی ہے؟ سب اپنی خرافات کے پورے حوالے درج کرتے ہیں۔

۲۔ پھر دشمنان صحابہؓ نے حضرات صحابہؓ پر حملہ کرتے ہوئے جو جو واقعات نقل کئے ہیں۔ سب "تاریخ اسلام کی مستند ترین کتابوں" ہی سے ماخوذ ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ دشمنان دین کا دین کے خلاف سب سے بڑا اور کارگر حربہ بھی "تاریخ اسلام" اور تاریخ اسلام کی بھی مستند ترین کتابیں ہی تو ہیں۔

مودودی صاحب کا کیا قصور؟:

مودودی صاحب کے فریب خوردہ یا فریب کار متبعین بھی یہی کہتے ہیں کہ اس میں مودودی صاحب کا کیا قصور ہے؟ انہوں نے تو صرف تاریخ پیش کی ہے اور مؤرخین کی روایات نقل کردی ہیں۔ کیا یہ بھی گناہ ہے؟

ہاں یہ گناہ ہے! اور بے شک معصیت! اس کے گناہ ومعصیت اور فسق وفجور ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ کسی انسان کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ جھوٹے راویوں کی جھوٹی روایات نقل کر کے یہ عذر پیش کرے کہ میں نے تو صرف یہ روایات نقل کی ہیں۔

اگر اسے ان روایات کے موضوعہ مکذوبہ ہونے کا علم نہیں تو اس جاہل کو یہ کس حکیم نے بتلایا ہے کہ وہ ضرور یہ روایات نقل کرے ورنہ اس کے دماغ میں فتور وخلل پیدا ہو جائے گا۔

جھوٹ کو نقل کرنا بھی جھوٹ ہے:

اور اگر وہ جانتا ہے کہ یہ روایات جھوٹی ہیں۔ اور پھر بھی انہیں نقل کرتا چلا جاتا ہے تو اب اس کے خود جھوٹا ہونے میں کوئی شک نہیں۔ اور یہ قیامت میں اپنے اس جھوٹ کے لئے اسی طرح پکڑا جائے گا جس طرح وہ جھوٹی روایات وضع کرنے والا پکڑا جائے گا۔

Scanned by CamScanner

۱۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

کفیٰ بالمرء کذبًا ان یُحدث بکلِّ ماسَمِعَ	آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ ہر بات جو سنے روایت کر دے۔

امام مسلم نے یہ حدیث دو سندوں کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت حفص رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔

۲۔حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کا ارشاد ہے۔

بحسب المرء من الکذب ان یحدث بکلّ ماسمع	آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ ہر بات جو سنے روایت کر دے۔

۳۔ امام مالک رحمہ اللہ نے اپنے شاگرد بن وہب سے فرمایا۔

اعلم انہ لیس یَسْلَم رجل حدث بکلّ مَاسمع وَلا یکون اما ماابدًا وَھو یحدث بکلّ مَا سَمِعَ ۔[1]	یاد رکھو! وہ آدمی نہیں بچ سکتا جو ہر سنی سنائی بات بیان کر دے اور نہ ہی وہ شخص کبھی امام بن سکتا ہے جو ہر سنی بات کو روایت کر دے۔

امید ہے۔حضور کریم ﷺ ،حضرات صحابہؓ اور امام الائمہ امام مالکؒ کے ان ارشادات وتصریحات کے بعد نہ یہ فریب کھایا جائے گا اور نہ ہی یہ کہہ دیا جائیگا۔کہ ''کسی تاریخی روایت کو صرف نقل کر دینا تو کوئی گناہ نہیں، گناہ ثواب تو راوی پر ہے۔مودودی صاحب نے تو صرف روایات نقل کردی ہیں۔'' اللہ ہدایت فرمائے (آمین)

چوتھا مغالطہ دیوبندی اکابر بھی تو......:

بعونہ تعالیٰ مودودی صاحب کے ظالمانہ حملوں کا ''عادلانہ دفاع'' جب منظر عام پر آیا تو مودودی صاحب تو منقار زیر پر ہو گئے ،مگر ان کے متعصب تبع ،لنگر لنگوٹ کس کر قرطاس وکلام کے میدان میں نکل آئے۔رحیم یار خان، سرگودھا اور لاہور وغیرہ مقامات سے رسائل وجرائد برساتی کیڑوں کی طرح ''رینگنے'' لگے۔دوران تبلیغ مختلف مقامات پر کچھ اصحاب نے بات چیت بھی کی ،مگر میں نے کسی کو منہ نہ لگایا۔کیونکہ میرا خطاب صرف مودودی صاحب سے تھا اور وہ بھی مدافعانہ!ان کے جارحانہ حملوں کے جواب میں!!

---

[1] بحوالہ مقدمہ صحیح مسلم مقدمہ باب النھی عن الحدیث بکل ماسمع سے منقول ہیں۔

لاہور کے ایک جریدہ نے تو اپنا مشن ہی یہ بنالیا اور اپنی ہر اشاعت میں یہ رٹ لگائی لگائی شروع کردی کہ صحابہ کرامؓ کے خلاف یہ طعن واعتراض صرف مودودی صاحب نے تو نہیں کئے ازیں قسم کلام دیوبندی اکابر سے بھی تو ثابت ہے اور پھر وہ لگے ادھر ادھر سے بعض حضرات کے کلام کو سیاق وسباق سے ''آزاد'' کر کے توڑ مروڑ کر نقل کرنے۔

کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا
بھان متی نے کنبہ جوڑا

قریباً اسی نوح کا انداز کلام سرگودھا وغیرہ مقامات کے رسائل کا بھی تھا۔ اور یہ حضرات اپنے زعم میں بڑی دور کی کوڑی لائے تھے۔

کاش یہ حضرات اتنا سوچ لیتے کہ کسی بڑے آدمی کی ذلت ولغزش کو کوئی عادی مجرم و غلط کار اپنی غلط کاری کے لئے وجہ جواز نہیں بنا سکتا، فرض کرو۔ اگر ہمارے کسی بزرگ کے قلم سے واقعی کسی صحابیؓ کے خلاف کسی سیاق میں غیر شعوری طور پر ایک آدھ فقرہ لکھا گیا ہے تو اسے پیش کر کے مودودی صاحب کے جرائم پر پردہ نہیں ڈالا جا سکتا۔ جنہوں نے صحابہ کرامؓ کے خلاف مطاعن و مثالب کو ایک مستقل اور طویل دستاویز کی صورت میں مرتب و مدون کر کے ہزاروں کی تعداد میں اشاعت کی ''سعادت''[1] حاصل کی ہے۔ یہ ''سعادت'' تو آج تک کسی رافضی کو بھی نصیب نہ ہوئی۔ کوئی دیوبندی بیچارہ اس باب میں کب مودودی صاحب کا حریف ہو سکتا ہے؟

---

[1] اتحاد، اتحاد کی رٹ! مودودی صاحب کی یارانِ نبیؐ کے خلاف عریاں جارحیت کے جواب میں جب بعونہ وبفضلہ تعالیٰ ہر طرف سے تحریک برپا ہوگئی۔ اور تبلیغی پلیٹ فارم سے حب دشمنان صحابہؓ کو اللہ رب العزت نے ذلیل کیا تو ہر جگہ سے اتحاد! اتحاد!! کی صدا بلند ہونے لگی۔ اور علماء اسلام کے مقدس نصب العین پر باہمی اختلافات کو ختم کرنے کی دردمندانہ اپیلیں ہونے لگیں۔

''اتحاد کے پیچھے کے ان تمام مریضوں'' کو معلوم ہونا چاہئے کہ فتنہ وفساد، نزاع وخلاف، اور افتراق وانتشار کا بیج تمام تر تمہارے ''معصوم'' امام نے بویا ہے۔ اب تمہیں اس کے پھل کا مزہ چکھنا ہی پڑے گا۔ اب اتحاد کے ریاکارانہ ''وعظ'' سے کچھ نہیں بنے گا۔ ہاں! اگر تم واقعی اتحاد چاہتے ہو تو مظلوم مسلمانوں کو اتحاد کا وعظ سنانے کی بجائے اپنے ظالم و اظلم امام سے کہو، وہ آج توبہ کرلے، آج بھی ملت اسے معاف کرنے کو تیار ہے۔

Scanned by CamScanner

شہرۂ آفاق کذاب ومردود راویوں کے حالات

ان مشہور ومعروف جھوٹے اور مردود راویوں کے مختصر حالات وتراجم کا بیان یہاں موزوں ومناسب ہوگا۔ جن کی روایات بلکہ خرافات پر مودودی صاحب کی اس ''تحقیق انیق'' کا دارومدار ہے۔

۱۔ واقدی: سب سے پہلے واقدی کی شان ملاحظہ ہو:۔

۱۔ علامہ ذہبی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

ابن ماجہ نے (اپنی ایک روایت میں) اس کی جسارت نہیں کی کہ واقدی کا نام لیتا۔

(امام) احمد بن حنبل نے فرمایاھو کذاب وہ جھوٹا ہے۔

ابن معین نے کہاوہ ثقہ نہیں۔ نیز فرمایا اس کی حدیث نہ لکھی جائے۔ بخاری اور ابو حاتم نے کہا متروک ہے۔

ابو حاتم کا بھی اور نسائی کا قول ہے۔ یضع الحدیث واقدی حدیث بناتا ہے،..... میں اسے نہ حدیث میں پسند کرتا ہوں اور نہ انساب میں اور نہ اور کسی چیز میں، (امام) بخاری نے کہا محدثین نے اس کی روایات لینا ترک کردیا ہے۔ ماعندی لہٗ حرف میرے پاس اس کا ایک لفظ بھی نہیں۔

ابن راہویہ کا قول ہے۔ میرے نزدیک وہ حدیث وضع کرنے والوں میں سے ہے (اس کے بعد علامہ ذہبیؒ نے متعدد اقوال واقدی کی تعریف میں نقل کئے ہیں اور آخر میں اپنا فیصلہ لکھا ہے) واستقر الاجماع علیٰ وھن الواقدی۔[۱]

اور واقدی کے ضعف پر اجماع منعقد ہو چکا ہے۔

۲۔ شیخ الاسلام امام ابن حجر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:۔

(امام) بخاری کا قول ہے۔ واقدی متروک الحدیث ہے۔ احمد، ابن مبارک، ابن نمیر اور اسمٰعیل بن زکریا نے اسے ترک کردیا ہے۔ ایک اور موقع پر کہا (امام) احمد نے اسے کاذب کہا ہے۔ کذبہ احمد۔

معاویہ بن صالح کہتے ہیں مجھ سے امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا۔ الواقدی کذاب اور یحییٰ

---

[۱] ''میزان الاعتدال'' جلد ۳ ص ۶۶۲ تا صفحہ ۶۶۶ ملخصاً ترجمہ محمد بن عمرو بن واقد الاسلمی

Scanned by CamScanner

بن معین نے کہا ضعیف ہے۔ ایک بار کہا لیس بشئ یعنی وہ کچھ بھی نہیں۔ (امام) نسائی کا قول ہے۔ کتب الواقدی کلها کذب واقدی کی تمام کتابیں جھوٹ (کا انبار) ہیں۔ نسائی نے "الضعفا" میں کہا الکذابون المعروفون بالکذب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اربعة الواقدی بالمدینة..... یعنی حضور ﷺ پر جھوٹ بولنے والے مشہور معروف چار ہیں۔ (ان میں سے ایک) واقدی ہے مدینہ میں۔ ابن عدی کا قول ہے۔ اس کی حدیثیں غیر محفوظ ہیں اور اس کی طرف سے ایک مصیبت ہیں۔ ابن المدینی نے کہا اس کے پاس بیس ہزار احادیث ایسی ہیں جن کی کوئی اصل نہیں۔ وہ اس لائق نہیں کہ اس سے روایت کی جائے۔ ابراہیم بن ابی یحییٰ کذاب ہے مگر وہ میرے نزدیک واقدی سے اچھا ہے۔ بندار کا قول ہے کہ ما رأیت اکذب منه میں نے اس سے زیادہ جھوٹا کوئی نہیں دیکھا۔ اسحاق بن راہویہ نے کہا وہ میرے نزدیک حدیث وضع کرنے والوں میں ہے (امام) شافعی نے فرمایا مدینہ میں سات شخص (جھوٹی) احادیث کی سندیں وضع کرتے تھے۔ احدھم الواقدی ان میں سے ایک واقدی ہے۔ ابوزرعہ رازی، ابوبر الدولابی اور عقیلی نے کہا متروک الحدیث ہے۔ ابوحاتم نے کہا وہ حدیثیں وضع کرتا ہے۔ (علامہ) نووی نے شرح المہذب میں لکھا۔ الواقدی ضعیف باتفاقهم[۱] واقدی باتفاق محدثین ضعیف ہے۔

۲۔ ہشام ابن الکلبی:

اب ذرا ہشام ابن الکلبی کا حال سن لیجئے۔ یہ مشہور کذاب و دجال محمد بن السائب الکلبی کے بیٹے ہیں۔ علامہ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:۔

(امام) احمد بن حنبلؒ کا قول ہے۔ "صرف قصہ گو اور نسب بیان کرنے والا ہے۔ ماظننت ان احدا یحدث عنه مجھے تو گمان بھی نہیں کہ کوئی اس سے روایت کرے گا۔ دار قطنی وغیرہ نے کہا متروک ہے، ابن عساکر نے کہا۔ رافضی لیس بثقة یعنی رافضی ہے۔ قابل اعتماد و استناد نہیں۔ (یہ اقوال نقل کر کے علامہ ذہبیؒ اپنی طرف سے فرماتے ہیں) وهشام لا یوثق به اور ہشام پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔[۲]

۱؎ "تہذیب التہذیب" جلد ۹ صفحہ ۳۶۳ تا ۳۶۸ ملخصاً بلفظہ ترجمہ محمد بن عمر بن واقد الواقدی الاسلمی۔

۲؎ "میزان الاعتدال" جلد ۳ صفحہ ۳۰۴

Scanned by CamScanner

شیخ الاسلام ابن حجر رحمہ اللہ مزید برآں لکھتے ہیں:۔

ابن ابی طی نے اسے امامیہ (شیعوں) میں ذکر کیا ہے۔ اور ابوالفرج الاصفہانی نے ابو یعقوب الحریمی سے نقل کیا ہے کہ ہشام بن الکلبی عالم انساب تھا اور (صحابہ کرامؓ کے) مثالب بدرجہ غایت روایت کرتا تھا، وروایتہ للمثالب غایتاً اور یحییٰ بن معین کا قول ہے: غیر ثقة و لیس عن مثلہ میروی الحدیث ہشام غیر ثقہ ہے اور اس جیسے شخص سے حدیث کی روایت جائز نہیں۔ ۱

۳۔ الکلبی:

الکلبی کے متعلق ائمہ رجال کی جرح ملاحظہ ہو۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:۔

بخاری نے کہا، کلبی کو یحییٰ اور ابن مہدی نے ترک کر دیا۔ یزید بن نے کہا کان سبائیا کلبی سبائی تھا۔ اعمش کا قول ہے۔ اتق ھذہ السبائیہ ان سبائیوں سے بچو! ابن حبان کا قول ہے۔ کلبی سبائیوں میں سے تھا، جو کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے وفات نہیں پائی۔ وہ دنیا میں واپس آئیں گے اور اسے عدل سے بھر دیں گے۔ اگر وہ بادل کو دیکھتے تو کہتے، کہ امیر المومنین ان میں ہیں۔ تبوذکی ہمام سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے کلبی سے سنا وہ (خود) کہتا تھا انا سبائی میں سبائی ہوں۔ ابوعوانہ سے روایت ہے میں نے کلبی سے سنا، کہتا تھا جبرائیل نبی ﷺ کو وحی لکھاتے تھے۔ جب نبی ﷺ بیت الخلاء میں ہوتے جعل کلبی علی علیؑ تو جبرائیل حضرت علیؑ کو وحی لکھانا شروع کر دیتے۔ احمد بن زہیر کہتے ہیں۔ میں نے (امام) احمد بن حنبل سے پوچھا، کلبی کی تفسیر کو ایک نظر دیکھنا جائز ہے؟ قال لا فرمایا نہیں! ابن حبان کا قول ہے کہ کلبی کا مذہب اور اس میں کذب کا وضوح ظاہر ہے۔ وہ ابو صالح سے، وہ ابن عباس سے تفسیر روایت کرتا ہے حالانکہ ابو صالح نے ابن عباس کو دیکھا تک نہیں۔ اور نہ ہی کلبی نے ابو صالح سے سنا ہے۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔ لا یحل ذکرہ فی الکتب، فکیف الاحتجاج بہ! اس کا تو کسی کتاب میں نام تک لینا جائز نہیں۔ اس سے حجت پکڑنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ۲ حافظ ابن حجرؒ رقمطراز ہیں:۔

ابن مہدی نے کہا ابو جزء کہتے تھے اشہد انہ کافر میں گواہی دیتا ہوں کہ کلبی کافر

۱ "میزان الاعتدال" جلد ۳ ص ۳۱۹، ۳۲۰ و لسان المیزان جلد ۴ صفحہ ۴۹۲ ۲ ایضاً جلد ۳ صفحہ ۵۵۷ تا ۵۵۹

Scanned by CamScanner

ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جبرائیل نبی ﷺ پر وحی نازل کرتے تھے۔ آپ حاجت کیلئے اٹھتے تو جبرئیل علی پر وحی نازل کر دیتے۔ یزید بن زریع کہتے ہیں۔ میں نے کلبی سے یہ تو نہیں سنا لیکن میں نے اسے دیکھا یضرب صدرہ ویقول انا سبائی انا سبائی اپنے سینے پر ہاتھ مار مار کر کہتا میں سبائی ہوں، میں سبائی ہوں۔ عقیلی نے کہا سبائی روافض کی ایک قسم ہے۔ عبداللہ بن سبا کے اصحاب! ساجی نے کہا متروک الحدیث ہے بہت زیادہ ضعیف ہے۔ لفرطه فی التشیع تشیع میں افراط کی وجہ سے! وقد اتفق ثقات اهل النقل علیٰ ذمه و ترك الرواية عن فی الاحكام والفروع اور ثقہ اہل حدیث اس کی مذمت پر اور احکام وفروع سب میں اس کی روایت ترک کرنے پر متفق ہیں۔

(تہذیب التہذیب جلد ۹ صفحہ ۱۷۸ تا صفحہ ۱۸۱ ملخصاً بلفظہ ترجمہ محمد بن السائب الکلبی)

۴۔ ابو مخنف: علامہ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:۔

لوط بن یحییٰ، ابو مخنف اخباری ہے (یعنی قصہ گو ہے محدث و مورخ نہیں، بخاری) اس نے کتابیں تالیف کی ہیں۔ لایوثق به اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ ابوحاتم وغیرہ نے اسے ترک کر دیا۔ دارقطنی نے کہا، ضعیف ہے۔ ابن معین نے کہا لیس بثقة ثقہ نہیں، اور کبھی کہا لیس بشیء یہ کچھ بھی نہیں اور ابن عدی کا قول ہے۔ شیعی محرق صاحب اخبارهم[1] جلا بھنا شیعی ہے اور شیعوں کا قصہ گو ہے۔

شیخ الاسلام ابن حجر رحمہ اللہ اس پر مستزاد لکھتے ہیں:۔

ابوعبید الآجری کہتے ہیں۔ میں نے ابوحاتم سے اس کے متعلق پوچھا فنفض یده تو انہوں نے اپنے ہاتھ کو جھاڑ دیا (یعنی حقارت ونفرت کا اظہار کیا۔ بخاری) اور امام احمدؒ نے فرمایا: اس کے متعلق پوچھنے کی کیا ضروری ہے۔ اور عقیلی نے اسے ضعفاء میں ذکر کیا ہے[2]

ان ''فضائل وکمالات'' کے ساتھ اس ذات شریف کی ایک بہت بڑی ''منقبت'' یہ ہے کہ یہ ہشام بن الکلبی مردود کا استاذ اور جابر الجعفی ملعون کا شاگرد[3] ہے۔ یہ جعفی ملعون سبائی اور رافضی ہے اصحابؓ رسول کو گالیاں بکتا تھا۔ ابن حبان کا قول ہے ابن سبا کی جماعت میں سے تھا، سبائی تھا۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے جابر جعفی سے زیادہ جھوٹا کوئی نہیں دیکھا۔ امام شافعیؒ،

---

۱ ''میزان الاعتدال'' جلد ۳ صفحہ ۵۵۷، ۵۵۹ ملخصاً بلفظہ ترجمہ محمد بن السائب الکلبی

[1] ''میزان الاعتدال'' جلد ۳ صفحہ ۴۲۰ ترجمہ لوط بن یحییٰ ابو مخنف، [2] ''لسان المیزان'' جلد ۴ صفحہ ۴۹۲ ترجمہ ابو مخنف،

[3] ''میزان الاعتدال'' و ''تہذیب التہذیب'' ذکر ابو مخنف

Scanned by CamScanner

سفیان بن عیینہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے جابر جعفی سے کوئی بات سنی پھر میں نے (نکلنے میں) جلدی کی خفت ان يقع علينا السقف ڈرا کہ کہیں چھت ہمارے اوپر نہ گر پڑے۔[1]

۵۔ سیف بن عمر: اب سیف کا حال ملاحظہ ہو۔ مودودی صاحب تاریخ میں واقدی کے ساتھ اس کی تعدیل پر بھی مصر ہیں۔ (خلافت وملوکیت" صفحہ ۳۱۸)

علامہ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:۔ هو كالواقدى سیف واقدی کی طرح ہے۔ ابوحاتم نے بھی کہا: متروك الحديث يشبه حديثه۔

حديث الواقدى[2] ان ائمہ اعلام رحمہما اللہ نے سمندر کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ سیف کی یہی تعریف کافی ہے کہ "وہ واقدی کی مثل ہے اور اس کی روایت واقدی کی روایت کے مشابہ ہے" تاہم اس پر مزید جرح ملاحظہ ہو۔

یحییٰ بن معین کہتے ہیں۔ فلس خير منه وہ ایک پیسہ میں بھی کھوٹا ہے۔ ابوداؤد نے کہا وليس بشيء ہے۔ ابوحاتم اور دارقطنی کا قول ہے۔ وہ متروک ہے۔ ابن حبان اور حاکم نے کہا وہ زندقہ سے متہم ہے۔ ابن نمیر اور دوسرے محدثین کہتے ہیں۔ وہ حدیثیں وضع کرتا تھا اور اس پر زندیق ہونے کی تہمت بھی لگائی جاتی تھی[3]۔ علامہ ذہبی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:۔

جابر جعفی و خلق من المجهولين سے روایت کرتا ہے۔ ("میزان" ۲۵۸) گویا اس کی سب سے بڑی "خوبی" یہی ہے۔ کہ یہ جابر جعفی مردود ملعون کا شاگرد ہے۔ نیز کلبی لعین کا بھی شاگرد ہے۔ ("تہذیب" صفحہ ۲۹۵)

۶۔ شعیب علامہ ذہبیؒ رقمطراز ہیں۔

شعیب بن ابراہیم کوفی، سیف سے اس کی کتابیں روایت کرنے والا ہے۔ فیه جهالته اس میں جہالت ہے۔[4]

یہ ہے مودودی صاحب کا سرمایۂ استناد واستدلال!

ان راویوں کے حالات و کوائف سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مودودی صاحب کی تحقیق اور ان کی تالیف ("خلافت وملوکیت") کس درجہ اور پایہ کی ہوگی۔

---

[1] "میزان الاعتدال" جلد اول و "تہذیب التہذیب" جلد ۲ ترجمہ جابر بن زید بن الحارث الجعفی۔

[2] "تہذیب التہذیب" جلد ۴ صفحہ ۲۹۵

[3] "میزان الاعتدال" جلد ۲ صفحہ ۲۵۵، ۲۵۶، "تہذیب التہذیب" جلد ۴ صفحہ ۲۹۵، ۲۹۶۔

[4] میزان الاعتدال" جلد ۲ صفحہ ۲۷۵ ترجمہ شعیب۔

Scanned by CamScanner

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

کلبی، ابن الکلبی ابومخنف، واقدی، سیف اور شعیب ایسے مجروح ومردود سبائیوں، ملعون رافضیوں، جلے بھنے شیعوں، متروک کذابوں، مشہور دجالوں اور جاہل قصہ گویوں کے جلو میں مودودی صاحب نکلے ہیں۔

محسنین امت، ورثاء و جانشینان نبوت، حضرات صحابہؓ، اجلہ یارانؓ نبی کے خلاف جنگ لڑنے! اور سیدنا عثمانؓ کو مطعون کرنے!

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ○

وہ شوق سے حضرت امام مظلومؓ تک کو مجروح و مطعون کریں۔ مگر ایک امامؒ کا ارشاد سن لیں۔

رَوافِض وَمَلاحِدَہ:

امام محمد[1] ابن یحییٰ بن ابی بکر (۶۷۴ھ۔۷۴۱ھ) اپنی تالیف ''التمہید والبیان فی مقتل الشہید عثمان'' مطبوعہ بیروت میں رقمطراز ہیں۔

اعلم، رحمك اللّٰه، ان الرافضة والمَلاحِدَةَ قد طعنوا عَلٰی عثمان رضی اللّٰه عنه (صفحه ۱۸۵)

اللہ تجھ پر رحم کرے تو جان لے کہ رافضیوں اور ملحدوں (بے دینوں) نے حضرت عثمانؓ پر طعن کئے ہیں۔

واهل الحاد والرفض والزیغ طعنوا علیه باشیاء ضعها، لا یتوجه الیه منها طعن، ولا یثبت لهم بها علیه حجته (صفحه ۲۳۲، ۲۳۳)

اور بے دینوں، رافضیوں اور حق سے انحراف کرنے والوں نے حضرت عثمانؓ کے بعض کاموں پر طعن کئے ہیں۔ ان میں سے ایک طعن بھی ثابت نہیں اور نہ ہی انہیں حضرت عثمان پر کوئی حجت حاصل ہے۔

سید نورالحسن بخاری

قدیر آباد، ملتان شہر۔

۲۹ رجب ۱۳۸۷ھ شب جمعہ

مطابق ۳ نومبر ۱۹۶۷ء

---

[1] امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے ''الدر الکامنہ'' میں آپ کا ترجمہ لکھا ہے۔

Scanned by CamScanner

امام مظلوم سیدنا عثمان ذی النورین

کے خلاف

مودودی صاحب کے مطاعن واعتراضات

اور

ان کے مفصل ومدلل جوابات

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے جنازہ پر نماز پڑھنے کے لئے آئے مگر آپ نے اس پر نماز نہ پڑھی عرض کیا گیا یا رسول اللہ! ہم نے اس سے پہلے تو نہیں دیکھا کہ آپ نے کبھی کسی کی نماز (جنازہ) چھوڑ دی ہو۔ فرمایا یہ عثمانؓ سے بغض رکھتا تھا۔ لہذا اللہ اس سے بغض رکھتا ہے۔

انه كان يبغض عثمان فابغضه الله

(ترمذی، مناقب عثمانؓ بن عفان)

Scanned by CamScanner

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ط

سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کی مظلومیت صرف اسی پر بس نہیں کہ سبائی غنڈوں نے آپ کو انتہائی ظلم و ستم اور انتہائی شقاوت و بے دردی سے مدینۃ الرسول میں شہید کیا بلکہ آپ کی دردناک مظلومیت کا سلسلہ بایں طور پر آج بھی جاری ہے۔ کہ ''شرفاء'' ملت آپ کی بے داغ سیرت و کردار کو داغدار کرنے کے لئے داد ''تحقیق'' دے رہے ہیں۔ شقی القلب ظالموں کے اس نوعیت کے ظلم و جور کا آغاز پہلی صدی سے جو شروع ہوا تو آج تک برابر جاری ہے۔ اور غالباً قیامت تک جاری رہے گا۔ اس صورت سے اللہ رب العزت اپنے محبوب نبیؐ کے محبوب داماد و عزیز صحابیؓ کے مدارج میں ترقی اور حسنات و خیرات میں اضافہ و زیادتی فرماتے رہیں گے۔ اور آپ کے اعداء و معترضین اور مطاعین و شاتمین کی دنیا میں ذلت و رسوائی اور آخرت میں خذلان و خسران کا سامان بہم پہنچاتے رہیں گے۔

اللّٰھُمَّ اعذ نامِنہ!

عہد حاضر کے ''مفکر اسلام'' و ''داعی حق'' مودودی صاحب نے امام مظلومؓ کو انتہائی بے رحمی و بے دردی سے اپنے ظالمانہ، جارحانہ حملوں کا ہدف و نشانہ بنا کر ''اطاعت و محبت'' رسول کا غیر فانی ثبوت دیا۔ بفضلہ و بعونہ تعالیٰ ''عادلانہ دفاع'' (حصہ اول) میں ان اکثر جارحانہ حملوں کا ''عادلانہ دفاع'' ہو چکا ہے بقیہ اہم حملوں کا دفاع یہاں کیا جاتا ہے۔ وما توفیقی الا باللہ العَلی العظیم

طعن نمبر ۱:

مودودی صاحب لکھتے ہیں:-

حضرت عمرؓ کو اپنے آخر زمانے میں اس بات کا خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں ان کے بعد عرب کی قبائلی عصبیتیں (جو اسلامی تحریک کے زبردست انقلابی اثر کے باوجود ابھی بالکل ختم نہیں ہو گئی تھیں) پھر نہ جاگ اٹھیں اور اس کے نتیجے میں اسلام کے اندر فتنے برپا ہوں۔ چنانچہ ایک مرتبہ اپنے امکانی جانشینوں کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ سے

۱؎ ارشاد رسولؐ ہے اللہ اللہ فی اصحابی، اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذ وھم غرضًا من بعدی..... رواہ الترمذی (مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب اصحابہؓ) یعنی میرے صحابہ کے بارے میں خدا سے ڈرو۔ میرے صحابہ کے بارے میں خدا سے ڈرو، میرے بعد ان کو ہدف (مطاعن) نہ بنا لینا۔

Scanned by CamScanner

حضرت عثمانؓ کے متعلق کہا "اگر میں ان کو اپنا جانشین تجویز کروں تو وہ بنی ابی معیط (بنی امیہ) کو لوگوں کی گردنوں پر مسلط کر دیں گے اور وہ لوگوں میں اللہ کی نافرمانیاں کریں گے۔ خدا کی قسم اگر میں نے ایسا کیا تو عثمان یہی کریں گے اور عوام شورش برپا کر کے عثمان کو قتل کر دیں گے۔ (استیعاب جلد۲ صفحہ ۴۶۷) مگر بدقسمتی سے خلیفہ ثالث حضرت عثمان اس معاملہ میں معیار مطلوب کو قائم نہ رکھ سکے، ان کے عہد میں بنو امیہ کو کثرت سے بڑے بڑے عہدے اور بیت المال سے عطیے دیے گئے۔ اور دوسرے قبیلے اسے تلخی کے ساتھ محسوس کرنے لگے۔ (طبقات ابن سعد جلد۳ صفحہ ۶۴، جلد۵ صفحہ ۳۶) ان کے نزدیک یہ صلہ رحمی کا تقاضا تھا۔ چنانچہ وہ کہتے تھے، کہ عمر خدا کی خاطر اپنے اقرباء کو محروم کرتے تھے۔ اور میں خدا کی خاطر اپنے اقربا کو دیتا ہوں (طبری جلد۳ صفحہ ۲۱۹) ایک موقع پر انہوں نے فرمایا۔ "ابو بکر و عمر بیت المال کے معاملہ میں اس بات کو پسند کرتے تھے کہ خود بھی خستہ حال رہیں اور اپنے اقربا کو بھی اسی حالت میں رکھیں۔ مگر میں اس میں صلہ رحمی کرنا پسند کرتا ہوں۔ (کنز العمال، طبقات ابن سعد جلد۳ صفحہ ۵۴)۔

اس کا نتیجہ آخر کار وہی ہوا۔ جس کا حضرت عمرؓ کو اندیشہ تھا۔ ان کے خلاف شورش برپا ہوئی۔ اور صرف یہی نہیں کہ وہ خود شہید ہوئے بلکہ قبائلیت کی دبی ہوئی چنگاریاں پھر سلگ اٹھیں۔ جن کا شعلہ خلافت راشدہ کے نظام ہی کو پھونک کر رہا۔

("خلافت و ملوکیت" صفحہ ۹۸ تا ۱۰۱ ملخصاً بلفظہ)

جواب نمبر۱: بغض صحابہؓ، عناد بنی امیہ اور عداوت عثمانؓ کی "کرشمہ کاریاں" ملاحظہ ہوں کہ مودودی صاحب یہ ثابت کر رہے ہیں کہ شورش اکی "برپائی" قبائلیت کی چنگاریوں کی "سلگائی" اپنی شہادت اور نظام خلافت راشدہ کی "پھونکائی" کے ذمہ دار صرف حضرت عثمانؓ ہیں۔ "انہوں نے بنی امیہ کو بڑے بڑے عہدے اور بیت المال سے عطیے دیے۔ جس کا نتیجہ آخر کار وہی ہوا۔ جس کا حضرت عمر کو اندیشہ تھا" اِنّا لله وَاِنّا اِلَيْهِ رَاجِعون الصادق والمصدوق نبی اکرم ﷺ تو فرمائیں کہ اس فتنہ میں عثمان مظلوم[۱] شہید ہو نگے، مگر محقق عصر حاضر فرماتے ہیں کہ وہ ظالم شہید

[۱] حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ "آنحضرت کا خبر دینا کہ حضرت عثمانؓ شہید ہوں گے اور حق پر ہوں گے بہت سی روایات سے ثابت ہے۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک فتنہ کا ذکر فرمایا اور فرمایا یہ شخص اس میں ظلماً شہید کیا جائیگا۔ اس روایت کو ترمذی (امام احمد) نے روایت کیا ہے اور مرہ بن کعب، عبداللہ بن حوالہ اور کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے۔ ان سب کے الفاظ قریب ہیں۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

Scanned by CamScanner

ہوئے۔ معاذ اللہ!

بغض صحابہؓ کی شامت:

یہ بغض صحابہؓ کی شامت نہیں تو اور کیا ہے کہ درجن بھر احادیث میں سچے اللہ کے سچے رسولؐ تو انہیں علی الحق، علی الھدیٰ اور مظلوم فرما رہے ہیں۔ مگر مودودی صاحب خرافات و ہزلیات کی بنا پر اس ساری شورش اور فتنہ کی ذمہ داری حضرت عثمانؓ پر عائد کر کے (العیاذ اللہ) انہیں ظالم قرار دے رہے ہیں۔ شوخی و بے باکی کی حد ہو گئی!

جواب نمبر۲:

روایت موضوع ہے، اب ذرا اس روایت کی حقیقت ملاحظہ ہو، جس کے سہارے مودودی صاحب نے یہ ایمان سوز جسارت کی ہے۔ استیعاب والی پہلی روایت جس میں حضرت عمرؓ کی زبان سے فتنہ و شہادت کا باعث امام مظلومؓ کو ظاہر کیا جا رہا ہے۔ طویل روایت ہے۔ جس میں..........

۱۔ حضرت عثمان ہی کی نہیں بلکہ اجلہ صحابہ حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف حتیٰ کہ حضرت علی تک کے کردار میں عیوب و نقائص کا بیان ہے۔ رضی اللہ عنہم! جو اس کے موضوع ہونے کی کافی دلیل ہے۔

۲۔ پھر اس روایت کی ابتداء ملاحظہ ہو:۔

"حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا۔ ایک دن میں حضرت عمرؓ کے ساتھ چل رہا تھا۔ اِذْتَنَفَّسَ نفسًا ظَنَنْتُ انه قد قصبت اضلاعه کہ آپ نے ایک (ایسی گہری) سانس لی، مجھے گمان ہوا۔ کہیں آپ کی پسلیاں نہ ٹوٹ گئی ہوں۔ میں نے کہا سبحان اللہ! امیر المؤمنین خدا کی قسم! یہ تو کوئی بہت بڑی بات ہے، جس کی وجہ سے آپ (کے دل سے ایسی گہری) سانس نکلی، فرمایا۔ ابن عباس! تیری ہلاکت ہو۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ امت رسولؐ

(بقیہ صفحہ پچھلا) قریب ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک فتنہ کا ذکر فرمایا...... فرمایا یہ شخص اس وقت ہدایت پر ہوگا، یہ روایت ابن ماجہ کی ہے جو انہوں نے کعبؓ بن عجرہ سے نقل کی ہے۔ اور ترمذی اور حاکم نے اسے، دوسرے صحابہؓ سے قریباً انہی الفاظ میں روایت کیا ہے ("ازالۃ الخفاء" مقصد اول، فصل پنجم، بیان فتن) امام ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:۔ اسے امام احمد، ابو یعلیٰ اور ابو عون نے (حضرت) کعب بن عجرہ سے روایت کیا ہے۔ امام احمد اور اسد بن موسیٰ نے حضرت مرہؓ بن کعب سے روایت کیا ہے (البدایہ جلد ۷ صفحہ ۲۰۹، ۲۱۰)

Scanned by CamScanner

کے (مستقبل کے) متعلق کیا انتظام کروں......۔

یہ "سبائیہ انداز" صاف غمازی کر رہا ہے کہ یہ روایت نہیں۔ وضاع وکذاب راویوں کی شرارت ہے۔ ورنہ حضرت فاروق اعظمؓ کو امت کے مستقبل کے متعلق کوئی اضطراب نہ تھا۔ اپنے امکانی خلفاء کے متعلق انہیں بوقت وفات کوئی پریشانی نہ تھی بلکہ وہ ان اصحاب ستہ سے انتہائی طور پر مطمئن تھے۔ فرماتے ہیں:۔

ما اجد احق بهذا الامر من هؤلاءِ النفر لو الرهط الّذی تو فی رسوُل الله صَلی الله عَلیه وَسَلم وهو عنهم راض۔[۱]

میں اس امر (خلافت) کا مستحق ان (چھ) آدمیوں یا فرمایا اس گروہ سے زیادہ کسی کو نہیں پاتا جس سے رسول اللہ ﷺ بوقت وفات راضی تھے۔

جب وفات کے وقت آپ کو یہ اطمینان تھا۔ تو زندگی میں سر راہ آپ کو آہیں بھرنے کی کیا ضرورت تھی!

۳۔ اگر معاذ اللہ حضرت عمرؓ کو حضرت عثمانؓ سے متعلق ایسا ہی یقین تھا تو پھر آپ بوقت وفات انہیں ان چھ بزرگوں میں کیوں شامل کرتے ہیں۔ جب انہیں یقین بھی ہے اور آپ قسم کھا کر فرما رہے ہیں کہ فو الله لو فعلت.....یعنی خدا کی قسم، اگر میں نے عثمانؓ کو خلیفہ بنایا تو وہ بنی ابی معیط کو لوگوں پر مسلط کر دیں گے۔

اس یقین کے بعد بھی حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ کو خلافت کے لئے نامزد کرتے ہیں۔ تو ساری ذمہ داری حضرت عمرؓ پر عائد ہوتی ہے نہ کہ حضرت عثمانؓ پر!

لہٰذا: یہ روایت باطل ہے اور خرافات! اگر حضرت عمرؓ کو ذرہ بھر بھی حضرت عثمانؓ کے متعلق یہ یقین تو کجا ظن غالب ہوتا تو انکی بلند سیرت اور خیر خواہی امت سے کبھی اس کی توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ حضرت عثمانؓ کو ان نامزد بزرگوں میں نہ صرف شامل کرتے بلکہ سر فہرست رکھتے۔

۴۔ پھر یہ بات بھی اس روایت کے موضوع ہونے کی بڑی دلیل ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا اتنا بڑا خطرہ و خدشہ! مگر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نہ تو اس کا اظہار حضرت عمرؓ کی زندگی میں کرتے ہیں نہ ان کی وفات کے فوراً بعد، جبکہ مجلس شوریٰ خلیفہ کے انتخاب پر غور کر رہی ہے، نہ حضرت عبد الرحمٰنؓ بن عوف سے اظہار کرتے ہیں، جو حضرت عثمانؓ اور حضرت

[۱] صحیح بخاری مطبوعہ مصر جلد ۲ صفحہ ۱۹۳ باب قصته البيعته والاتفاق علی عثمان۔

Scanned by CamScanner

علی رضی اللہ عنہما میں سے ایک کا انتخاب کر رہے ہیں۔ اور ظاہر کرتے ہیں تو واقعہ کے بعد جب کہ تیر کمان سے نکل چکا ہوتا ہے۔...... اس صورت میں تو ساری ذمہ داری حضرت ... بعد حضرت ابن عباسؓ پر عائد ہوتی ہے۔

برا ہو سبائی بدبختوں کا! حضرت عثمانؓ کے بغض کی وجہ سے حضرت ابن عباس اور حضرت عمرؓ تک کا کچھ نہ چھوڑا رضی اللہ عنہم۔ ؎

کس نے میرے چند تنکوں کو جلانے کیلئے
برق کی زد میں گلستاں کا گلستاں رکھ دیا

۵۔ راویوں پر تنقید: اب راویوں پر نقد و جرح ملاحظہ ہو۔

۱۔ پہلا راوی عبدالوارث بن سفیان مفقود الخبر اور مجہول الحال ہے۔ اسماء الرجال کی کسی کتاب میں ہمیں اس کا حال نہیں مل سکا۔

۲۔ محمد بن احمد بن ایوب نام کا بھی کوئی راوی نہیں۔ یہ اصل میں احمد بن محمد بن ایوب ہے۔ یعقوب بن شیبہ کہتے ہیں لیس من اصحاب الحدیث وانما کان وراقا یعنی یہ محدث نہیں تھے، بلکہ صرف کاتب تھے۔

ابن عدی کا قول ہے، اس نے ابراہیم (ابن سعد) سے مغازی کے باب میں روایتیں کی ہیں، جو منکر ہیں۔ یحییٰ (ابن معین) سے روایت ہے کہ کذاب ہے۔ حاکم کا قول ہے لیس بالقوی عندھم یعنی محدثین کے نزدیک قوی نہیں۔ ابو حاتم نے کہا ابو بکر بن ابی عیاش سے منکر احادیث روایت کی ہیں۔ ؎۱

۳۔ سلیمان بن داؤد۔ علامہ ذہبی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:۔

امام بخاریؒ نے کہا اس میں ضعف ہے۔ وکذبہ ابن معین...... یعنی ابن معین نے اس کی تکذیب کی۔ وقال ابو حاتم متروک الحدیث ابو حاتم کا قول ہے متروک الحدیث ہے۔ وقال النسائی لیس بثقة، اور نسائی نے کہا ثقہ نہیں۔ صالح بن محمد الحافظ کا قول ہے، میں نے شاذکونی سے زیادہ حافظے والا نہیں دیکھا۔ وکان یکذب فی الحدیث مگر وہ حدیث میں جھوٹ بولتا تھا۔

۱؎ "تہذیب التہذیب" جلد اول صفحہ ۷۰، اسی ترجمہ احمد بن محمد بن ایوب البغدادی ابو جعفر الوراق صاحب المغازی

Scanned by CamScanner

امام ذہبی فرماتے ہیں:۔

وقیل: کان یتعاطی المسکر ویتما اور کہا گیا ہے کہ شراب کے نشے میں دھت رہتا تھا اور ٹھٹھے مخول کرتا تھا۔
جن[1]

شیخ الاسلام امام ابن حجر رحمہ اللہ اس کے علاوہ بھی شدید جرح نقل کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ اسے عدو اللہ کذاب، اور خبیث کہا گیا ہے۔ اور لواطت سے متہم بھی! وکان یرمی بالغلمان۔[2]

ع "لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی"

مودودی صاحب نکلے ہیں کتنا "عظیم مشن" لے کر! یعنی داماد نبی، خلیفہء رسول، امیر المومنین سیدنا عثمان ؓ ذی النورین سے لڑنے! اور اسلحہ کا یہ حال ہے!! امام مظلوم کو سارے فتنہ کا ذمہ دار ٹھہراتے ہیں اور ثبوت میں جو روایت پیش کرتے ہیں اس کی حقیقت یہ ہے کہ:

۱۔ حدیث کی کسی کتاب میں اس کا نام ونشان نہیں!

۲۔ سیرت کی بھی کسی کتاب میں اس کا سراغ ندارد!

۳۔ تاریخ وطبقات حتیٰ کہ رجال کی بھی کسی کتاب میں اس کا اتہ پتہ نہیں ملتا۔

۴۔ یہ روایت اگر ہے تو صرف امام ابن عبدالبر متوفی ۴۶۳ھ کی کتاب الاستیعاب میں! جو بالفاظ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی چوتھے درجہ کی کتاب ہے۔

۵۔ یعنی پانچویں صدی ہجری تک یہ روایت کسی کتاب میں درج نہ ہو سکی۔ صرف راویوں کی زبان پر رہی۔

۶۔ پھر راویوں کا یہ حال ہے کہ ان میں بالکل مفقود الخبر، مجہول الحال، غیر ثقہ، غیر قوی، کذاب، متروک الحدیث، شرابی، ٹھٹھے باز، بد افعال وبدکردار حتیٰ کہ لواطت شعار تک شامل ہیں۔

انصاف!

ع انصاف کو آواز دو انصاف کہاں ہے؟

کیا اس قسم کے خبیث الفطرت ووضیع الاخلاق اور رافضی بدعقیدہ اشخاص کو یہ حق دیا جائے گا کہ وہ حضرت عثمان ؓ ایسے طاہر القلب وصالح الاعمال امام کو اس بری طرح مجروح ومطعون

---

[1] "میزان الاعتدال" جلد ۲ صفحہ ۲۰۵ ترجمہ سلیمان بن داود، شاذکونی

[2] "لسان المیزان" جلد ۳ صفحہ ۸۵ تا ۸۷ ترجمہ سلیمان شاذکونی

[3] خلاصۃ الاقوال فی معرفت الرجال صفحہ ۱۰۷ ("تبصرہ محمودی" صفحہ ۴۳)

Scanned by CamScanner

کریں؟

کمال تحقیق!

یہ مودودی صاحب کی "تحقیق" کا کمال نہیں تو اور کیا ہے کہ اس قسم کے رذیل وخبیث راویوں کی ہفوات سے حضرت امام مظلومؓ کو سبائی شورش، ان کی اپنی شہادت اور نظام خلافت کی بربادی کا موجب وباعث ٹھہرا رہے ہیں۔

بدحواسی وبے شعوری:

الزام تراشی وبہتان طرازی کے لئے بھی شعور کی ضرورت ہے۔

ع شکوہ بے جا بھی کرے کوئی تو لازم ہے شعور!

مگر یہ کذاب وضاع راوی ایسے بے شعور ہیں کہ...... بنی امیہ کی بجائے بنی ابی معیط کہتے ہیں۔

جواب نمبر 3:

حالانکہ بنی ابی معیط میں سے صرف ایک شخص حضرت ولیدؓ بن عقبہ ہیں جو خلافت عثمانی میں صرف پانچ سال کوفہ کے گورنر رہے پھر داد دیجئے مودودی صاحب کی "آزادانہ تحقیق" کی! کہ بنی ابی معیط کے ایک فرد کے پانچ سال تک کوفہ کا گورنر رہنے سے آسمان ٹوٹ پڑا حضرت عثمانؓ کے خلاف شورش برپا ہوئی، قبائلیت کی دبی ہوئی چنگاریاں سلگ اٹھیں اور خلافت راشدہ کا نظام پھنک گیا۔

طرفہ تماشہ، پھر طرفہ تماشہ:

یہ کہ ان کو بھی "لوگوں کی گردنوں پر حضرت عثمانؓ نے مسلط" نہیں کیا۔ بلکہ یہ عہد فاروقی ہی سے لوگوں کی گردنوں پر سوار چلے آرہے تھے۔

"بین الاقوامی علمی شان":

مودودی صاحب نے بنی ابی معیط کی تفسیر بنی امیہ سے کر کے واقعی اپنی "بین الاقوامی علمی حیثیت" کا لوہا منوالیا۔ گویا ان کے نزدیک ابی معیط اور امیہ ایک ہی شخص کے دو عنوان ہیں، امیہ اسم ہے اور ابومعیط کنیت! حالانکہ ابومعیط تو کنیت ہے۔ ابان بن ابی عمرو کی! اور ابوعمرو کنیت ہے، ذکوان بن امیہ کی! تو امیہ کے بیٹے ذکوان، ذکوان کے بیٹے ابان، انہی ابان کی کنیت ہے۔ ابومعیط،

Scanned by CamScanner

ابومعیط کے بیٹے عقبہ اور عقبہ کے بیٹے حضرت ولید رضی اللہ عنہ ہیں۔
ابو معیط اور عقبہ کی اولاد کو بنو امیہ تو کہہ سکتے ہیں لیکن بنو الحکم اور بنو ابی العاص اور بنو حرب وغیرہ کو تو بنی ابی معیط کہنے کا کوئی جواز نہیں۔

ایک اور تماشہ!:

پھر ایک اور تماشہ بھی دیدنی ہے کہ چلو دھاندلی کر لو بنی ابوالمعیط کو بنی امیہ کہہ لو۔ مگر

جواب نمبر۴:

حضرت عثمان نے بنو امیہ میں سے بھی تو صرف دو حضرات حضرت ولیدؓ بن عقبہ اور حضرت سعیدؓ بن العاص کو گورنر بنایا اور وہ بھی یکے بعد دیگرے ایک صوبے کوفہ کا اور وہ بھی چند سال!

دولت عثمانی میں دو درجن کے قریب ولایتوں اور صوبوں کے عامل اور گورنر تھے۔ جن میں کل تین گورنر اموی تھے۔ ان میں سے ایک حضرت معاویہؓ کو تو حضرت عمرؓ نے شام کی گورنری پر متعین فرمایا تھا۔ باقی حضرت عثمانؓ نے صرف دو امویوں ولید بن عقبہ اور سعید بن العاص رضی اللہ عنہما کو یکے بعد دیگرے کوفہ کا گورنر بنایا۔ پھر ولید بن عقبہ کو بھی ''لوگوں کی گردنوں پر مسلط'' حضرت عمرؓ نے فرمایا تھا۔ یعنی وہ عہد فاروقی میں الجزیرہ کے عرب علاقہ[1] کے حاکم تھے۔ حضرت عثمانؓ نے انہیں الجزیرہ کے حاکم سے کوفہ کا گورنر بنا دیا۔ تو زیادہ سے زیادہ...... ڈیڑھ[2] امویوں کو حضرت عثمانؓ نے لوگوں پر مسلط کیا۔ وہ بھی حضرت ولیدؓ کو صرف پانچ سال[3] اور حضرت سعیدؓ کو صرف چار[4] سال! تو کیا صرف ''ڈیڑھ'' امویوں کو کل نو سال ایک کوفے میں ''لوگوں کی گردنوں پر سوار کرنے'' کا یہ نتیجہ نکلا کہ ان کے خلاف شورش بھی برپا ہوئی۔ قبائلیت کی چنگاری بھی شعلہ بن گئی۔ اور نہ صرف حضرت عثمانؓ خود شہید ہوئے بلکہ خلافت راشدہ کا سارا نظام ہی جل کر راکھ ہو گیا۔

غلط العام!:

ع ''کتنا غلط یہ حرف بھی مشہور ہو گیا''

پروپیگنڈے میں کتنی قوت ہے کہ دشمنان صحابہ سبائی لعینوں نے اپنی سیاہ کاریوں پر

---

[1] الطبری جلد۳ صفحہ ۳۱۱ [2] میر تقی میر مرحوم سے کسی نے پوچھا تھا شاعر کتنے ہیں؟ کہا دو! ایک میں اور دوسرا مرزا سودا! سائل نے کہا خواجہ میر درد بھی تو ہیں۔ کہنے لگے اچھا تو پھر اڑھائی ہوئے۔ سائل نے پھر کہا اور خواجہ میر سوز؟ کہا اچھا پھر پونے تین! [3] طبری جلد۳ صفحہ ۳۱۲ [4] ایضاً صفحہ ۳۷۵۔

پردہ ڈالنے کے لئے یہ بے پر کی اڑا دی کہ ''حضرت عثمانؓ نے بنو امیہ کو بڑے بڑے عہدے دے دیئے''۔ یہ بات اتنی مشہور ہوئی کہ آج بازاری آدمیوں سے لے کر ''داعیِ حق'' تک اس پر ایمان لائے ہوئے ہیں۔

دیارِ غرب کی مٹی میں کتنی چکنی ہے
بڑے بڑوں کے قدم ڈگمگائے جاتے ہیں

جواب نمبر ۵:

مودودی صاحب خود لکھتے ہیں کہ:

''حضرت عمرؓ نے اپنے قبیلے کے ایک صاحب نعمان بن عدی کو تحصیلدار مقرر کیا۔ ایک اور صاحب حضرت قدامہ بن مظعون جو حضرت عمرؓ کے بہنوئی تھے۔ انہوں نے بحرین کا عامل مقرر کیا تھا''۔ (خلافت و ملوکیت صفحہ ۹۸) گویا اپنے ''ڈیڑھ'' آدمیوں کو تو حضرت عمرؓ نے بھی ''لوگوں کی گردنوں پر سوار'' کیا تھا اور حضرت عثمانؓ نے بھی بنو امیہ کے صرف ''ڈیڑھ'' آدمیوں کو ''سوار'' کیا پھر یہ ٹھنڈی آہیں بھرنا، پسلیوں کا چٹخنا، چنگاریوں کا سلگنا، شعلہ بننا اور خلافت راشدہ تک کا پھنک جانا آخر یہ سب کیا تماشہ ہے؟ اگر حضرت عثمانؓ کا اتنا بڑا گناہ ہے کہ یہ سارے سنگین نتائج اس کی پیداوار ہیں............تو۔

ع ''ایں گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند!''

یہ ''گناہ'' تو معاذ اللہ حضرت عمرؓ سے بھی سرزد ہوا ہے پھر آخر اس مسئلہ پر مودودی صاحب حضرت عمرؓ کی تو تعریف میں رطب اللسان ہیں اور حضرت عثمانؓ کو گردن زدنی اور سوختنی ٹھہرا رہے ہیں تو کیوں؟

تمہاری زلف میں آئی تو حسن کہلائی
وہ تیرگی جو مرے نامۂ سیاہ میں ہے

طعن نمبر ۲:

باقی رہا مودودی صاحب کا یہ طعن!......کہ

''ان کے عہد میں بنی امیہ کو بیت المال سے عطیے گئے اور دوسرے قبیلے اسے تلخی کے ساتھ محسوس کرنے لگے''۔ (طبقات ابن سعد جلد ۳ صفحہ ۶۴، جلد ۵ صفحہ ۳۶)

Scanned by CamScanner

جواب نمبر۶:

ہم کہتے ہیں یہ دونوں الزام گوز شتر سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔ نہ حضرت امامؓ نے بنوامیہ کو بیت المال سے عطیے دیئے نہ دوسرے کسی قبیلے نے اسے تلخی کے ساتھ محسوس کیا۔

یہ ساری ملعون سبائیوں کی بکواس اور مودودی صاحب کا حضرت عثمانؓ سے بغض کا بدترین مظاہرہ ہے۔ ورنہ اسے حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ کتنا بڑا ظلم ہے کہ ظالم لوگ اسلام کے اس عظیم کرم فرما، اور ملت کے عظیم محسن کو جس نے اپنی بے مثل فیاضیوں اور زر پاشیوں سے دین کی عدیم النظیر اور فقید المثال مالی خدمت کر کے محبوب خدا کی زبان پاک سے بارہا دعائیں لیں اور جنت کی بشارتیں حاصل کیں، خائن قرار دیا جائے۔ غاصب گردانا جائے اور وہ بھی ملی خزانہ اور قومی بیت المال سے!

جواب نمبر۷: روایت موضوع و مردود ہے،

مودودی صاحب اپنے اس ظلم عظیم کے جواز کی دلیل میں پیش کرتے ہیں۔ طبقات ابن سعد کی ذلیل روایت اور پھر ذلیل تر حرکت یہ کی جاتی ہے کہ دنیا کو یہ بتلایا بھی نہیں جاتا کہ یہ روایت ''حضرت'' واقدی کی ہے۔ جس کے ''فضائل و مناقب'' ہم تفصیل سے بیان کر چکے ہیں۔

چیلنج:

ہم پوری قوت سے مودودی صاحب کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ بیت المال سے بنی امیہ کو دیئے گئے عطیوں میں سے صرف ایک عطیہ اور قبیلوں کی تلخی نہیں، بلکہ کسی ایک قبیلہ کے ایک فرد کی نشاندہی کریں۔ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا......

طعن نمبر۳:

اور پھر اس سے زیادہ ظلم امام مظلومؓ پر یہ کیا ہے کہ:

''ان کے نزدیک یہ صلہ رحمی کا تقاضا تھا''۔

جواب نمبر۸:

گویا اسلام کی اس عظیم و جلیل علمی، دینی اور روحانی شخصیت کو اتنی بھی سمجھ نہ تھی کہ صلہ رحم کے تقاضے ذاتی مال سے پورے کیئے جاتے ہیں نہ کہ قومی بیت المال سے!

Scanned by CamScanner

حلوائی کی دکان اور نانا جی کی فاتحہ:

پرائے مال اور ملی خزانہ سے اپنے اعزہ و اقارب کو روپیہ دیا جائے گا تو یہ ظلم عظیم ہوگا، غضب معین ہوگا، غبن فاحش ہوگا۔ اور یہ خیانت مجرمانہ ہوگی۔ یہ بات ایک عام سمجھدار آدمی بھی جانتا ہے مگر آغوش نبوت کے پروردہ سیدنا عثمانؓ اس سے بے خبر تھے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ حضرت امامؓ کی طرف اس جہل و نادانی کی نسبت انتہائی ظلم و جہالت ہے اور محض خبث باطن کا مظاہرہ! اس تاویل سے مودودی صاحب نے علم وفہم اور فقہ و اجتہاد کے جبل جلیل پر حملہ کیا اور دنیا کو یہ تصور دینے کی کوشش کی ہے کہ وہ خائن اور غاصب ہی نہیں تھے بلکہ فکر ونظر کے اعتبار سے بھی انتہائی غلط، انتہائی سفلہ اور انتہائی غیر ثقہ تھے اور سمجھ بوجھ سے یکسر عاری! معاذ اللہ۔

جواب نمبر ۹:

حضرت امامؓ کے علم وفہم اور سمجھ بوجھ پر اس رذیل حملہ کے جواز کیلئے مودودی صاحب نے طبری اور طبقات ابن سعد کی جن ذلیل روایات کو پیش کیا ہے وہ تاریخی روایات نہیں۔ بلکہ ''حضرت'' واقدی کی خرافات ہیں۔

جواب ۱۰:

مودودی صاحب نے یہ نیا حملہ نہیں کیا۔ انہوں نے یہ ملحد سبائیوں کا اگلا ہوا لقمہ چبایا ہے۔ سب سے پہلے مردود و ملعون سبائیوں نے حضرت امامؓ پر حملہ کیا تھا۔ اور حضرت امامؓ نے اصحابؓ رسول کی بھری مجلس میں اپنی صفائی پیش فرمائی تھی۔

طبری میں ہے فرمایا:۔

اور (معترض سبائی غنڈے) لوگ کہتے ہیں کہ میں اپنے اہل خاندان سے محبت کرتا ہوں اور ان کو عطیات دیتا ہوں لیکن میری محبت نے مجھے ظلم و جور پر مائل نہیں کیا (کہ بیت المال میں خیانت کر کے انہیں عطیات دوں)

واما اعطاؤهم فانّي ما اعطيهم من مَالي ولا استحلّ اموال المسلمين لنفسي ولا لاحدٍ من النّاس۔	اور میرا اپنے اقارب کو عطیات دینا! سو جو کچھ میں نے ان کو دیا ہے اپنے ہی مال سے دیا ہے۔ مسلمانوں کا مال نہ میں اپنے لئے

حلال سمجھتا ہوں اور نہ لوگوں میں سے کسی کیلئے! میں حضور ﷺ اور (حضرت) ابو بکرؓ اور

Scanned by CamScanner

(حضرت) عمرؓ کے زمانہ میں انہیں۔

اعطی العطیۃ الکبیرۃ من صلب مالی — خالص اپنے مال سے گراں قدر عطیے دیا کرتا تھا۔

اب جبکہ میں اپنی خاندانی عمر کو پہنچ چکا ہوں اور میری زندگی ختم ہے اور میں نے اپنا تمام مال اپنے خویش واقربا کے حوالہ کر دیا ہے۔

قال الملحدون ماقالو ولا بتلفت من مال اللّٰہ بفلس فمافوقہ وما اتبلغ من ما اکل الاما لی۔ ۱؎

تو ملحدین اس قسم کے الزامات عائد کر رہے ہیں اور میں اللہ کے مال میں سے پیسہ بھی نہیں اٹھاتا اور نہ میں اس سے صرف گزارے کی مقدار لیتا ہوں، میں کھانا بھی اپنے ہی مال سے کھاتا ہوں۔

حیرت واستعجاب کا مقام ہے کہ حضرت امام تو مال المسلمین سے اپنے اقربا کو عطیات دینے کو جور وظلم فرماتے ہیں۔ مگر ظالم لوگ ان پر بہتان باندھتے ہیں کہ "وہ اسے صلہ رحمی" سمجھتے تھے"۔

حد ہو گئی:

امام مظلومؓ پر ظلم وستم اور جور وتعدی کی حد ہو گئی کہ وہ تو بیت المال سے ایک پیسہ تک نہیں لیتے، کھانا تک بھی گھر سے کھاتے ہیں اور فی سبیل اللہ بالکل بلا معاوضہ مسلمانوں کی خدمت کرتے ہیں۔ مگر بد باطن اعداء ومخالفین مشہور کرتے ہیں کہ انہوں نے بیت المال سے بنوامیہ کو عطیے دیئے"۔

خامہ انگشت بدنداں کہ اسے کیا لکھیے؟
ناطقہ سر بگریباں کہ اسے کیا کہیے؟

ملحدین:

جو لوگ امام مظلومؓ کے خلاف اس قبیل کے لغو طعن، واعتراض کر کے اپنے خبث باطن کا مظاہرہ کرتے ہیں حضرت امام انہیں ملحد و بے دین فرماتے ہیں۔ قال الملحدون ماقالو

مودودی صاحب سے درخواست ہے کہ وہ حضرت امامؓ کی دی ہوئی یہ سند سنبھال کر رکھیں بوقت ضرورت (قیامت میں) کام آئے گی۔

۱؎ طبری جلد ۳ صفحہ ۲۸۶

Scanned by CamScanner

عریانی ہی عریانی:

مودودی صاحب اب بالکل عریاں ہو کر اپنے صحیح سبائی خدو خال میں دنیا کے سامنے آ گئے ہیں۔

دیکھئے ایک طرف طبری ہی کی صحیح روایت موجود ہے۔ معترض سبائی موجود ہیں اور روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ (وہ منبر کے قریب بیٹھے ہیں، اصحاب رسولؐ نے ان کو گھیر رکھا ہے۔ سیدنا عثمانؓ حمد وثنا کے بعد اصحابؓ رسول کو ان سبائی غنڈوں کی آمد سے مطلع کرتے ہیں اور ان کا ایک ایک اعتراض پیش کر کے اپنی صفائی پیش کرتے ہیں، نیز اصحابؓ رسولؐ سے پوچھتے ہیں:

اکذلك؟ قالوا انعم۔

کیا حقیقت اسی طرح ہے؟

اصحابؓ رسولؐ جواب دیتے ہیں، ہاں! (اسی طرح ہے) آخر میں حضرت امامؓ ان کا یہی بیت مال سے اقارب نوازی کا اعتراض پیش کر کے جب اپنی مندرجہ بالا صفائی پیش کرتے ہیں تو اصحابؓ رسولؐ ان معترضین کے قتل کا بااصرار مطالبہ کرتے ہیں۔ وابی المسلمون الا قتلهم مگر امامؓ انہیں چھوڑ دیتے ہیں[1] طبری کی یہ روایت جب موجود ہے، جس سے حضرت امام عالی مقامؓ کا حسن و جمال سیرت صاف نکھر کر سامنے آ جاتا ہے۔ پھر امام طبریؒ مودودی صاحب کے ممدوح و معتمد بھی ہیں[2] مگر مودودی صاحب اپنے ممدوح و معتمد امام کی روایت پر بھروسہ نہیں کرتے اور کذاب و وضاع واقدی کی ان روایات سے استدلال کرتے ہیں، جن سے حضرت امامؓ کا کردار و اغدار ہوتا ہے۔ اور آپ کی تنقیص ہی نہیں لازم آتی بلکہ فتنہ و شورش کی ساری ذمہ داری مودودی صاحب ان پر عائد کرتے ہیں۔

سیدنا علیؓ کے تذکرہ میں مودودی صاحب خود لکھتے ہیں۔

"جب دونوں طرح کی روایات موجود ہیں اور سند کے ساتھ بیان ہوئی ہیں تو آخر ہم کیوں ان روایات کو ترجیح نہ دیں، جو ان کے مجموعی طرز عمل سے مناسبت رکھتی ہیں اور خواہ مخواہ وہی روایات کیوں قبول کریں جو اس کی ضد نظر آتی ہیں"[3]

---

[1] طبری جلد ۳ صفحہ ۳۸۵ [2] مودودی صاحب لکھتے ہیں: دوسرے ابن جریر طبری ہیں جن کی جلالت قدر بحیثیت مفسر، محدث، فقیہ اور مورخ مسلم ہے، علم اور تقویٰ دونوں کے لحاظ سے ان کا مرتبہ نہایت بلند تھا..... تاریخ میں کون ہے جس نے ان پر اعتماد نہیں کیا ہے۔ خصوصیت کے ساتھ دور فتنہ کی تاریخ کے معاملہ میں تو محققین انہی کی آراء پر زیادہ تر بھروسہ کرتے ہیں" (خلافت و ملوکیت صفحہ ۳۱۲) [3] خلافت و ملوکیت" صفحہ ۳۴۷، ۳۴۸۔

Scanned by CamScanner

خواہ مخواہ:

اب مودودی صاحب ہی فرمائیں کہ جو روایت امام عالی مقامؓ کے مجموعی طرز سے مناسبت بھی رکھتی ہے اور ہے بھی صحیح! اسے چھوڑ کر وہ خواہ مخواہ وہی خرافات کیوں قبول کرتے ہیں جو اس کی ضد نظر آتی ہیں اور پھر ہیں بھی ''حضرت'' واقدی کی!

اپنے اس طرز عمل سے مودودی صاحب بالکل عریاں ہو گئے ہیں اور یہ ثابت ہو گیا ہے کہ ان کے قلب میں حضرت امامؓ سے بغض و کینہ، کد اور فساد ہے۔ لہٰذا اب انہیں اپنے آپ کو سنی کہلانے کا تکلف زیب تو نہیں دیتا۔

سبائیوں کی وکالت!:

جانتے ہو مودودی صاحب کے اس غلط طرز عمل کی وجہ کیا ہے؟ اور انہوں نے کیوں یہ سارے پاپڑ بیلے ہیں؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ قدرت کے انتقام کی زد میں ہیں نہوں نے حضرات صحابہؓ کی وکالت کو اپنے مقام سے فروتر سمجھا تھا۔ رب العزت نے ان سے مردود و ملعون سبائیوں کی وکالت کرائی۔

یہ سب کچھ وہ سبائیوں کو بچانے کے لئے کر رہے ہیں اپنی ری کتاب میں ابن سبا ملعون کا نہ تو انہوں نے نام لیا، نہ اس کے کردار کو بے نقاب کیا۔ حالانکہ ان کے ممدوح امام طبری اور معتمد علیہ امام ابن کثیر رحمہما اللہ نے صراحت سے اس فتنے کی ساری ذمہ داری اس ملعون پر ڈالی ہے۔ [۲] مگر مودودی صاحب اس مردود کو اور اس کی ملعون پارٹی کو بچانے کے لئے اس فتنہ و فساد کی ساری ذمہ داری حضرت امامؓ پر ڈال رہے ہیں۔

حقیقت خود بخود کھل گئی:

مودودی صاحب نے تو ملعون سبائیوں پر پردہ ڈالنے کی پوری پوری کوشش کی مگر اللہ رب العزت نے ان کا پردہ فاش کر دیا۔ مودودی صاحب کے قلم سے آخر ''ٹپک'' پڑا:۔ لکھتے ہیں

(یہی وجہ ہے کہ جو مختصر سا گروہ ان کے خلاف شورش برپا کرنے اٹھا۔ اس نے بغاوت کی دعوت عام دینے کے بجائے سازش کا راستہ اختیار کیا۔ اس تحریک کے علمبردار مصر، کوفہ اور بصرے سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے باہم خط و کتابت کر کے خفیہ طریقہ سے یہ طے کیا کہ اچانک مدینہ پہنچ کر حضرت عثمانؓ پر دباؤ ڈالیں۔ انہوں نے حضرت عثمانؓ کے خلاف الزامات کی

---

[۱] ''خلافت و ملوکیت'' صفحہ ۳۳۰ [۲] طبری جلد ۳ صفحہ ۳۷۸، ۳۷۹ ''البدایۃ والنہایۃ'' جلد ۷ صفحہ ۱۶۷، ۱۶۸۔

Scanned by CamScanner

ایک طویل فہرست مرتب کی جو زیادہ تر بالکل بے بنیاد یا ایسے کمزور الزامات پر مشتمل تھی۔ جن کے معقول جوابات دیئے جا سکتے تھے اور بعد میں دیئے بھی گئے۔ پھر باہمی قرارداد کے مطابق یہ لوگ جن کی تعداد دو ہزار سے زیادہ نہ تھی، مصر، کوفہ اور بصرے سے بیک وقت مدینہ پہنچے۔ یہ کسی علاقے کے بھی نمائندہ نہ تھے بلکہ ساز باز سے انہوں نے ایک پارٹی بنائی تھی۔ جب یہ مدینہ کے باہر پہنچے تو حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کو انہوں نے اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کی مگر تینوں بزرگوں نے ان کو جھڑک دیا۔ اور حضرت علیؓ نے ان کے ایک ایک الزام کا جواب دے کر حضرت عثمانؓ کی پوزیشن صاف کی۔ مدینے کے مہاجرین و انصار بھی، جو در اصل اس وقت مملکت اسلامیہ میں اہل حل وعقد کی حیثیت رکھتے تھے۔ ان کے ہموا بننے کے لئے تیار نہ ہوئے، مگر یہ لوگ اپنی ضد پر قائم رہے۔ اور بالآخر انہوں نے مدینہ میں گھس کر حضرت عثمانؓ کو گھیر لیا۔...... ۴۰ روز تک ایک ہنگامہ عظیم برپا کئے رکھا...... آخر کار ان لوگوں نے ہجوم کر کے سخت ظلم کے ساتھ حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا۔ تین دن تک ان کا جسد مبارک تدفین سے محروم رہا اور قتل کرنے کے بعد ظالموں نے ان کا گھر بھی لوٹ لیا۔[1]

بھلا حقیقت بھی کہیں چھپتی ہے؟:

ہم نے چھپایا لاکھ، محبت نہ چھپ سکی
آنکھوں نے رو کے یار سے اظہار کر دیا

محبت چھپائے نہیں چھپتی، اسی طرح عداوت چھپائے نہیں چھپتی، مودودی صاحب نے صحابہؓ سے اپنی عداوت کو لاکھ چھپایا مگر وہ "خلافت وملوکیت" میں ظاہر ہو کر رہی۔

حقیقت کی فطرت بھی محبت سے ملتی جلتی ہے۔ اسے بھی لاکھ چھپاؤ، ایک دن ظاہر ہو کر رہے گی۔

مودودی صاحب نے حقیقت کو ہزار چھپایا، ابن سبا مردود اور اس کی ملعون پارٹی پر لاکھ پردے ڈالے، ان کے کردار اور طریق کار کو مخفی رکھنے کے لئے سو سو جتن کئے۔ کئی پاپڑ بیلے، حضرت امام مظلومؓ پر ظلم و ستم کئے، امن فتنہ فساد کا ذمہ دار انہیں ٹھہرایا۔ مگر ۔

آں چہ دانا کند، کند ناداں
لیک بعد از خرابیٔ بسیار

---

[1] "خلافت وملوکیت" صفحہ ۱۱۷، ۱۱۸۔

آخر حقیقت کھل گئی اور مودودی صاحب نے گو ابن سبا کا نام تو نہیں لیا۔ مگر اس مردود کی سازش اور اس کی پارٹی کے طریق اور کارستانیوں کو تسلیم کر لیا۔

کھلا تضاد:

باطل کی ایک صفت تضاد بھی ہے۔ مودودی صاحب کی اس تقریر کو پڑھو، جس سے ہم نے اس بحث کا آغاز کیا ہے اور پھر اس تقریر کو پڑھو جس پر ہم اس بحث کو ختم کر رہے ہیں دونوں میں کھلا تضاد موجود ہے۔ حقیقت میں وہ پہلی تقریر جس میں اس فتنہ کی ذمہ داری حضرت عثمانؓ کی سیرت پر عائد کی گئی ہے، غلط ہے اور مودودی صاحب کے بغض عن الصحابہؓ کا مظاہرہ ہے اور دراصل اس سارے فتنہ کی ذمہ داری یہودی الاصل ابن سبا اور اس کی سازشی پارٹی پر ہے جیسا کہ مودودی صاحب نے اب لکھا ہے۔

چند لطیفے:

۱۔ مودودی صاحب لکھتے ہیں:۔

انہوں نے حضرت عثمانؓ کے خلاف الزامات کی ایک طویل فہرست مرتب کی۔ سوال یہ ہے کہ کیا وہ فہرست اس فہرست سے بھی زیادہ طویل تھی جو مودودی صاحب نے حضرت عثمان کے خلاف مرتب کی ہے؟

دوسرا سوال یہ ہے۔ براہ کرم مودودی صاحب بتلائیں کہ حضرت عثمانؓ کے خلاف الزامات کی فہرست مرتب کرنے کے بعد وہ کس مقام پر کھڑے ہیں؟

۲۔ مودودی صاحب لکھتے ہیں:۔

حضرت علیؓ نے ان کے ایک ایک الزام کا جواب دے کر حضرت عثمانؓ کی پوزیشن صاف کی۔

سوال یہ ہے کہ کیا یہ پوزیشن صاف ہونے کے بعد پھر خراب ہو گئی تھی جو مودودی صاحب انہیں ہدف مطاعن و نشانہء اعتراضات بنا رہے ہیں؟ دوسرال سوال یہ ہے کہ اقربا نوازی کا الزام ان سبائیوں نے لگایا تھا یا نہ؟ اگر لگایا تھا تو ''ایک ایک الزام کے جواب'' میں اس کا جواب بھی شامل تھا یا نہیں؟ اگر شامل تھا تو اب پھر الزام لگانے والے کون ہوتے ہیں؟

۳۔ مودودی صاحب لکھتے ہیں:۔

طبری جلد ۳ صفحہ ۳۷۸، ''البدایہ'' جلد ۷ صفحہ ۱۶۷۔

''مدینے کے مہاجرین اور انصار بھی ان کے ہمنوا بننے کے لئے تیار نہ ہوئے''۔ تو سوال یہ ہے پھر مودودی صاحب ان کے ہمنوا کیوں بن گئے؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ جب مدینہ کے مہاجرین و انصار میں سے ایک شخص بھی ان کا ہمنوا نہ بن سکا۔ تو وہ قبیلے کہاں رہتے تھے جو حضرت عثمانؓ کے بنو امیہ کو عہدے اور عطیے دینے پر تلخی محسوس کرتے تھے؟ انہیں تو اپنے رنج بجھانے کا یہ بہتر موقع ملا تھا وہ کیوں نہ سبائی غنڈوں کے ساتھ ہو گئے؟

تیسرا سوال یہ ہے کہ جب اہل مدینہ میں سے ایک فرد بھی اس سازش و شرارت میں شامل نہیں تھا تو قبائلیت کی دبی ہوئی چنگاریاں کہاں سلگ اٹھیں؟ جنہوں نے شعلہ بن کر خلافت راشدہ کا نظام ہی پھونک دیا۔

۴۔ مودودی صاحب لکھتے ہیں:۔...... ''مگر یہ لوگ اپنی ضد پر قائم رہے''۔ بالکل اسی طرح جس طرح مودودی صاحب اپنی ضد پر قائم ہیں۔ ہر چند کہ صحابہ کرامؓ کے خلاف ان کے ایک ایک اعتراض کا جواب مفصل اور مسکت دے دیا گیا۔ مگر وہ اپنے موقف سے نہیں ہٹے، برابر وہی اعتراضات دہرا رہے ہیں کیا وہ لوگ ان سے زیادہ ضدی تھے؟ میرے خیال میں تو وہ بیچارے، مودودی صاحب کی ضد کا کیا مقابلہ کر سکیں گے؟

۵۔ مودودی صاحب لکھتے ہیں:۔

''یہ لوگ جن کی تعداد دو ہزار سے زیادہ نہ تھی۔ مصر، کوفہ اور بصرے سے بیک وقت مدینہ پہنچے۔ یہ کسی علاقے کے بھی نمائندے نہ تھے''۔

سوال یہ ہے کہ عرب کی قبائلی عصبیتیں جن کے پھر جاگ اٹھنے کا حضرت عمرؓ کو خطرہ تھا۔ اور آخر اس قبائلیت کی چنگاریاں سلگ بھی اٹھیں، کیا عرب کے سارے قبائل، مصر، کوفہ اور بصرہ میں جا کر آباد ہو گئے تھے یا مودودی صاحب کے جغرافیہ جدید میں مصر، کوفہ اور بصرہ عرب کے کسی حصے، گوشے کونے کا نام ہے؟

اور آخری سوال یہ ہے کہ جب ان دو ہزار، مصری، کوفی، بصری سازشی غنڈوں نے حضرت عثمانؓ کو سخت ظلم کے ساتھ شہید کر دیا (اور یہی حقیقت ہے) تو پھر وہ حضرت عمر کا عرب کی قبائلی عصبیتوں کے جاگ اٹھنے کا خطرہ، ان کا ٹھنڈی آہیں بھر بھر کر اس خطرہ کا حضرت ابن عباسؓ سے اظہار، بدقسمتی سے حضرت عثمان کا اس معاملے میں معیار مطلوب کو قائم نہ رکھ سکنا۔ بنو امیہ کو کثرت سے بڑے بڑے عہدے اور بیت المال سے عطیے دینا، دوسرے قبیلوں کا اسے تلخی

سے محسوس کرنا، مگر حضرت عثمانؓ کا اسے صلہ رحمی سمجھنا، آخر کار حضرت عمرؓ کا اندیشہ صحیح نکلنا، حضرت عثمانؓ کے خلاف شورش برپا ہونا، ان کا خود شہید ہونا، قبائلیت کی دبی ہوئی چنگاریوں کا پھر سلگ اٹھنا، ان کا شعلہ بن کر خلافت راشدہ کو پھونک ڈالنا کہاں گیا؟ ''ارشادات'' کا یہ پورا درجن! بین الاقوامی علمی، دینی شخصیت کے تحقیقی کرشمے'' تھے یا یہ چانڈو خانے کی گپ شپ اور بھنگ کے نشے میں ننگ دھڑنگ ملنگ کی ترنگ تھی؟

اسے چانڈو خانے کی گپ شپ یا ملنگوں کی بک جھک تو نہیں کہا جا سکتا، یہ بہر حال مودودی صاحب کی ''تحقیق'' کے کرشمے ہوں گے اور جب مودودی صاحب ''تحقیق'' فرمائیں گے اور اسلاف امت سے کٹ کر اپنی ''آزادانہ رائے'' قائم کریں گے تو اس کے نتائج ایسے ہی برآمد ہوں گے۔

حکایت مشہور ہے۔ نمرود ملعون نے اپنی ''خدائی'' منوانے کے لئے لوگوں سے کہا، ہماری ''خدائی'' کا ثبوت لو! آج شب کو باران رحمت کا نزول ہوگا۔

ادھر شیطان سے کہا میری ''خدائی'' دنیا تب مانے گی جب آج رات بارش ہو۔ شیطان نے کہا، یہ کون سی بڑی بات ہے۔ سر شام اپنی ذریات کو بلا کر حکم دے دیا، اس سارے ماحول پر ساری رات پیشاب کرو۔ صبح ہوئی تو نمرود خوشی سے پھولا نہ سماتا تھا۔ لوگوں سے کہا، لو ہماری ''خدائی'' کا ثبوت! لوگوں نے کہا بارش تو ضرور ہوئی مگر اللہ کی بارش سے تو فضا مہک اٹھتی تھی، تمہاری اس برسات سے تو ہر طرف بدبو ہی بدبو اٹھ رہی ہے۔ نمرود نے شیطان سے اس علی الحقیقت شکایت کا ذکر کیا، تو شیطان نے برجستہ جواب دیا۔ جب تم جیسے خدا ہوں گے اور جیسے فرشتے، تو باران رحمت ایسی ہی ہوگی۔ تو جب مودودی صاحب تحقیق فرمائیں گے اکابر ملت سے کٹ کر اور واقدی سے جڑ کر ''تحقیق'' فرمائیں گے تو وہ تحقیق ایسی ہی ہوگی۔

خواہ مخواہ کی سخن سازی:

اس بحث کو ختم کرتے ہوئے مودودی صاحب لکھتے ہیں:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی پالیسی کا یہ پہلو بلاشبہ غلط تھا اور غلط کام بہر حال غلط خواہ وہ کسی نے کیا ہو، اس کو خواہ مخواہ کی سخن سازیوں سے صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرنا نہ انصاف کا تقاضا ہے، اور نہ دین ہی کا یہ مطالبہ ہے کہ کسی صحابی کی غلطی کو غلطی

جائے۔ (خلافت وملوکیت صفحہ ۱۱۶)

بلاشبہ دین کا یہ مطالبہ نہیں کہ کسی صحابی کی غلطی کو غلطی نہ مانا جائے۔ مگر دین کا یہ بھی تو مطالبہ نہیں کہ کسی صحابی پر بہتان باندھا اور افترا کیا جائے اور رذیل وذلیل سبائیانہ پروپیگنڈہ سے اسے بدنام کیا جائے۔ غلط کام کو خواہ مخواہ کی تخن سازیوں سے صحیح ثابت کرنا عقل وانصاف کا تقاضا نہیں تو صحیح کام کو خواہ مخواہ غلط ثابت کرنا کہاں کا انصاف ہے؟

ہمارا موقف:

ہمارا دعویٰ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی پالیسی کا یہ پہلو بھی بالکل صحیح اور یکسر بے داغ و بے لوث تھا۔ ان کے اس پہلو کو ملوث کرنے کی کوشش دشمنان صحابہؓ کی سازش و شرارت ہے جیسا کہ بعونہٖ وبفضلہٖ تعالیٰ ثابت کیا جا چکا ہے۔

ہمارا دوسرا دعویٰ یہ ہے کہ مودودی صاحب نے خواہ مخواہ کی تخن سازیوں سے صحیح کام کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کر کے عقل وانصاف کے تقاضا اور دین کے مطالبہ کی نفی ہی نہیں، مٹی پلید کی ہے۔

چیلنج:

بفضلہٖ تعالیٰ "عادلانہ دفاع" میں اس دعویٰ کو بھی ثابت کیا جا چکا ہے۔ ہم اللہ کو حاضر جان کر اور قیام کے دن مواخذہ اور جواب دہی کا پورا احساس کرتے ہوئے یہ دعویٰ کر رہے ہیں اور مودودی صاحب کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ کسی صحیح روایت سے حضرت امام مظلوم کی پالیسی کے اس پہلو کو غلط ثابت کریں۔ فان لم تفعلو......

بغض عثمانؓ:

درحقیقت مودودی صاحب نے حضرت امامؓ کی پالیسی پر طعن واعتراض کر کے حضرت امام کے خلاف اپنی مخفی بغض وفساد اور کینہ وعناد کو دل سے نکال کر کاغذ پر رکھ دیا ہے۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ جس دل میں حضرت عثمانؓ کا بغض ہے۔ وہ عنداللہ مبغوض ہے اور عندالرسول مردود!

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے ایک شخص کے جنازہ پر آ کر اس کا جنازہ نہ پڑھا، فرمایا:

انہ کان یبغض عثمانؓ فابغضہ اللہ۔[1] یہ عثمانؓ سے بغض رکھتا تھا۔ لہٰذا اللہ اس سے بغض رکھتا ہے۔

---

[1] ترمذی باب مناقب عثمانؓ بن عفان۔

Scanned by CamScanner

اکابر صحابہؓ

حضرت طلحہ، حضرت زبیر، ام المؤمنین
حضرت عائشہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم
کے خلاف
مودودی صاحب کے ظالمانہ حملوں
کا

مفصل، مدلل، مُسکت جواب

اور

عادلانہ دفاع

جنگِ جمل

☆ .... پس منظر

☆ .... اصحابِ جملؓ کا معصوم موقف

☆ .... سبائیہ کی شرارت وفتنہ انگیزی

Scanned by CamScanner

مودودی صاحب نے اپنی کتاب میں تیسرا مرحلہ، چوتھا مرحلہ، پانچواں مرحلہ اور چھٹا مرحلہ کے زیرعنوان جن اکابر صحابہؓ پر مشق ستم کی ہے۔اب ذرا اس کا بیان اور پھر اس کا جواب ملاحظہ ہو۔

باہر سے آنے والے شورشی:

مودودی صاحب کا ابن سبا مردود ملعون یہودی کی ذریت سے ایسا قلبی تعلق ہے کہ اول تو ساری کتاب میں ''بتقاضائے ادب واحترام'' ان کا نام نہیں لیتے، حالانکہ ان کا وجود اور ان کے کرتوت تسلیم کرتے ہیں۔جیسا کہ ہم نقل کر چکے ہیں۔

دوسرے یہ کہ ان کی وکالت کا فرض پورا پورا انجام دیتے ہیں۔تیسرے یہ کہ ان بدبختوں کو حضرات صحابہؓ کی سطح پر رکھتے ہیں۔اس کا ایک ثبوت تو تیسرے مرحلہ کے آغاز ہی میں ملاحظہ ہو اور باقی ثبوت بعد میں اپنے موقع پر آجائیں گے۔

لکھتے ہیں:۔

''حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد مدینے میں سراسیمگی پھیل گئی۔کیونکہ امت یکا یک بے سردار اور مملکت بے سربراہ رہ گئی تھی۔ باہر سے آنے والے شورشی اور مدینہ کے مہاجرین وانصار اور تابعین دونوں اس پریشانی میں مبتلا ہو گئے کہ...... یہ امت اور مملکت چندروز بھی ا بے سر کیسے رہ سکتی ہے۔(خلافت وملوکیت صفحہ ۱۲۰۔۱۲۱)

سبائی غنڈوں کی وکالت:

غور فرمایئے، مودودی صاحب کس زور سے سبائی غنڈوں کی وکالت وحمایت کا فرض انجام دے رہے ہیں۔اور باوجود انہیں باہر سے آنے والے شورشی لکھنے کے کس طرح امت کا غم خوار ثابت کر رہے ہیں اور مدینہ کے مہاجرین وانصار کی سطح پر رکھ رہے ہیں۔

یہ جہاں مودودی صاحب کی وکالت سبائیہ وحمایت اعدائے صحابہؓ کا عریاں تماشہ ہے۔وہاں خدائے منتقم کی صفت انتقام کا بھی کھلا مظاہرہ ہے کہ جو صاحب حضرات صحابہؓ کی وکالت کو کسر شان سمجھتے تھے۔کس ذلت ورسوائی کے ساتھ سبائی غنڈوں اور باہر سے آنے والے شورشیوں کی وکالت فرما رہے ہیں۔کیا ہم ان سے یہ دریافت کرنے کی جرات کر سکتے ہیں۔کہ یہ ؎

کس نے ڈالی ہیں رقیبوں کے گلے میں باہیں؟
تم تو کہتے تھے کہ بیگانۂ آغوش ہیں ہم!

Scanned by CamScanner

کمال ہے مودودی صاحب کی وکالت کا! کہ اسلام کے خلاف سازش اور شورش کرنے والے یہ سبائی غنڈے ''پریشانی میں مبتلا ہو گئے'' جس طرح بھیڑیا، بھیڑ بکری کو چیر پھاڑ کر اپنے بھوکے پیٹ کی تواضع کرتا ہے اور پھر بیچارہ ''پریشانی میں مبتلا ہو جاتا ہے''۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

طعن نمبر ۴:۔

پھر مسجد نبوی میں اجتماع عام ہوا اور تمام مہاجرین و انصار نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ صحابہؓ میں سے ۱۷ یا ۲۰ ایسے بزرگ تھے، جنہوں نے بیعت نہیں کی۔ لوگوں نے خود آزادانہ مشاورت سے ان کو خلیفہ منتخب کیا۔ صحابہؓ کی عظیم اکثریت نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی اور بعد میں شام کے سوا تمام بلاد اسلامیہ نے ان کو خلیفہ تسلیم کیا۔ اب اگر حضرت سعدؓ بن عبادہ کے بیعت نہ کرنے سے حضرت ابوبکر و عمر کی خلافت مشتبہ نہیں ہوتی، تو ۱۷ یا ۲۰ صحابہؓ کے بیعت نہ کرنے سے حضرت علیؓ کی خلافت کیسے مشتبہ قرار پا سکتی ہے؟ (''خلافت وملوکیت'' ص ۱۲۲) ابن عبدالبر کا بیان ہے کہ جنگ صفین کے موقع پر آٹھ سو ایسے اصحاب حضرت علیؓ کے ساتھ تھے، جو بیعت الرضوان کے موقع پر نبی کے ساتھ تھے۔ (حاشیہ صفحہ ۱۲۲ بحوالہ استیعاب)

مودودی صاحب کے اس بیان میں حب علیؓ کی جگہ بغض معاویہؓ کارفرما ہے۔ مقصود و مطلوب اس ساری خامہ فرسائی سے حضرت معاویہؓ کو مطعون کرنا ہے کہ تمام مہاجرین و انصار نے حضرت علیؓ کی بیعت کر لی تھی صرف حضرت معاویہؓ نے نہیں کی تھی۔ لہٰذا وہ باغی اور گردن زدنی ہیں۔ حالانکہ:۔

جواب نمبر ۱:

''تمام مہاجرین و انصار نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی'' نرا جھوٹ ہے اور بالکل غلط ہے۔ مودودی صاحب نے اپنے اس دعویٰ کی خود ہی تردید کر کے تسلیم کر لیا کہ:۔

''تمام مہاجرین و انصار نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔'' ''بین الاقوامی علمی شخصیت'' کی ''تخلیق'' نہ تھی، بلکہ چانڈو خانے کی گپ تھی جو کسی ملنگ سے نشے کی ترنگ میں ''شرف صدور'' لائی تھی۔

جب مودودی صاحب دوسرا جملہ یہ لکھتے ہیں کہ ''صحابہ میں سے ۱۷ یا ۲۰ ایسے بزرگ

تھے جنہوں نے بیعت نہیں کی۔" تو ہر ہوش مند انسان یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ پھر گپ کے کیا معنی؟ کیا یہ ۱۷ یا ۲۰ بزرگ صرف صحابی تھے۔ مہاجرین و انصار نہ تھے؟

جواب نمبر ۱۲:۔

باقی رہا یہ کہ "۱۲۰ ایسے بزرگ تھے جنہوں نے بیعت نہیں کی" یہ بھی گپ ہی ہے۔ ورنہ حقیقت میں اکثر اجلہ صحابہ ایسے تھے جنہوں نے بیعت نہیں کی۔ اس کے دلائل و شواہد ملاحظہ ہوں:۔

۱۔ فلسفہ تاریخ کے بانی و امام علامہ ابن خلدونؒ رقم طراز ہیں:۔

شہادت عثمانؓ کے وقت لوگ مختلف شہروں میں متفرق تھے۔ (حضرت) علیؓ کی بیعت کے وقت حاضر نہ تھے۔ اور جو حاضر تھے،

فمنهم من بايع و منهم من توقف حتى يجتمع الناس ويتفقوا على امام كسعد و سعيد	ان میں سے بعض نے تو بیعت کر لی۔ اور بعض نے بیعت سے توقف کیا تا آنکہ لوگ ایک خلیفہ پر اجماع و اتفاق کر لیں۔

یہ توقف کرنے والے مثلاً (حضرات) ۱۔ سعد، ۲۔ سعید، ۳۔ ابن عمر، ۴۔ اسامہ بن زید، ۵۔ مغیرہ بن شعبہ، ۶۔ عبداللہ بن سلام، ۷۔ قدامہ بن مظعون، ۸۔ ابو سعید خدری، ۹۔ کعب بن عجرہ، ۱۰۔ کعب بن مالک، ۱۱۔ نعمان بن بشیر، ۱۲۔ حسان بن ثابت، ۱۳۔ مسلمہ بن مخلد، ۱۴۔ فضالہ بن عبید۔

و مثالهم من اكابر الصحابة۔ [1]	اور اسی طرح دوسرے اکابر صحابہؓ تھے

غور فرمایئے!

حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت سعید بن زیدؓ کی عظمت سے کون واقف نہیں، سابقین اولین کی پہلی صف میں سے ہیں۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ اس طرح حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی عظمت شان سے کون باخبر نہیں۔ پھر صرف یہی حضرات نہیں، بلکہ ان حضرات کے ساتھ اور بہت سے اکابر صحابہ ہیں۔ جنہوں نے مدینہ طیبہ میں موجود ہوتے ہوئے سیدنا علیؓ کی بیعت نہیں کی۔ طبری کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اشتر سبائی ملعون نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو ان کی گردن اڑا دینے کی دھمکی بھی دی۔ اضرب عنقه مگر بایں ہمہ انہوں نے بیعت نہ کی۔ [2]

---

[1] مقدمہ ابن خلدون مطبوعہ مصر ص ۱۵۰ [2] طبری جلد ۳ صفحہ ۴۵۱

۲۔ طبری کی ایک روایت میں بھی ان مندرجہ بالا اکثر حضرات صحابہؓ کے اسماء گرامی موجود ہیں۔ جنہوں نے بیعت نہیں کی۔ نیز اس میں حضرت محمد بن مسلمہ، حضرت زید بن ثابت، حضرت رافع بن خدیج ایسے اجلہ صحابہ کے اسماء زائد ہیں۔ جنہوں نے حضرت علیؓ کی بیعت نہیں کی۔ [1]

۳۔ نیز طبری کی اس روایت کے آخر میں زہریؒ سے مروی ہے کہ:۔

هرب قوم من المدينة الى الشام ولم يبايعوا علياً ... وقال آخرون انما بايع طلحة والزبير علياً كرهاً، و قال بعضهم لم يبايعه الزبير۔ [2]

کچھ لوگ مدینہ سے شام کی طرف بھاگ گئے۔ حضرت علی کی بیعت نہیں کی اور دوسرے لوگوں کا قول ہے کہ (حضرت) طلحہ اور (حضرت) زبیر (رضی اللہ عنہما) نے جبر واکراہ سے حضرت علی کی بیعت کی اور بعض نے تو کہا۔ کہ (حضرت) زبیرؓ نے سرے سے بیعت کی ہی نہیں۔

حقیقت :۔

تو حقیقت یہ ہے کہ ۱۔ انعقاد خلافت علیؓ کے وقت صحابہؓ کی کثیر تعداد مدینہ طیبہ سے باہر مختلف دیار وامصار میں مقیم وموجود تھی جنہوں نے بیعت میں شرکت نہیں کی۔ ۲۔ مدینہ طیبہ میں جو حضرات موجود تھے۔ ان کا ایک حصہ شام کی طرف بھاگ گیا۔ ۳۔ باقی جو حضرات مدینہ طیبہ میں موجود رہے۔ ان میں سے حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت محمد بن مسلمہ وغیرھم اجلہ واعظم صحابہ رضی اللہ عنہم نے بیعت نہیں کی۔ مگر مودودی صاحب اول تو فرماتے ہیں کہ ''تمام مہاجرین وانصار نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی'' ضمیر نے ملامت کی تو پھر فرماتے ہیں۔ ''صحابہ میں سے ۱۷ یا ۲۰ ایسے بزرگ تھے جنہوں نے بیعت نہیں کی۔'' حالانکہ یہ بھی صحیح نہیں ۔

ستم سے باز آیا تو جفا کی
تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی

[1] طبری جلد ۳ صفحہ ۴۵۲

[2] طبری جلد ۳ صفحہ ۴۵۲

Scanned by CamScanner

جواب نمبر ۱۳۔

"۱۷ یا ۲۰ بزرگ صحابہؓ" فرما کر مودودی صاحب نے اپنی سمجھ بوجھ اور اپنے علم وفہم اور ذہن وذکا کا عجیب تماشا دنیا کو دکھلایا ہے۔ طبری اور ابن کثیر میں یہ چند اسماء (جو بطور مثال دیئے گئے ہیں)۔ دیکھ کر آپ نے گنتی فرمالی اور لکھ دیا کہ ۱۷ یا ۲۰ ایسے بزرگ تھے...... حالانکہ یہ تعداد کسی نے بھی نہیں لکھی۔

طبری صفحہ ۴۵۲ اور البدایہ صفحہ ۲۲۶ کا حوالہ مودودی صاحب نے دیا ہے تو ان دونوں مقامات پر بھی نہ تو ۱۷ یا ۲۰ کا ذکر ہے۔ نہ ہی مذکورہ اسماء پر حصر ہے۔ بلکہ صراحت سے لکھا ہے۔ منهم حسان بن ثابت ...... یعنی حضرت علیؓ کی بیعت نہ کرنے والوں میں سے حضرت حسان بن ثابت...... ہیں۔

حضرات صحابہؓ کی مظلومیت:

کس قدر مظلوم ہیں یارانؓ رسول! کہ وہ "بزرگ"، جنہیں بات سمجھنے کا بھی سلیقہ نہیں، صحابہ کرامؓ پر تنقیدیں اور ان کی تنقیص کرتے نہیں تھکتے۔

کــالواقدی: تعین تعداد میں مودودی صاحب نے اگر اتباع کی ہے تو صرف واقدی کذاب کی! طبری جلد ۳ صفحہ ۴۵۴ اور البدایہ جلد ۷ صفحہ ۲۲۶ پر واقدی کا "ارشاد" ضرور منقول ہے کہ مدینہ میں لوگوں نے (حضرت) علیؓ کی بیعت کی اور صرف سات اشخاص نے بیعت نہیں کی۔ وتربص سبعة نفر فلم يبايعوه منهم سعد بن ابی وقاص کتنا مضبوط و مستحکم رشتہ ہے۔ حضرت واقدی اور جناب مودودی میں! نا قابل شکست اور نا آشنائے عدم!

بین الاقوامی علمی مظاہرہ!

درحقیقت "بین الاقوامی علمی شخصیت" نے بغض معاویہؓ میں "علوم و معارف کے بین الاقوامی" مظاہرے فرمائے ہیں۔

بالکل فقید المثال اور نادر الوقوع! حضرت سعدؓ بن عبادہ، حضرت ابوبکرؓ کے خلیفہ ہوتے ہی شام تشریف لے گئے اور واپس مدینہ نہ آئے۔ وہاں ۱۴ھ یا ۱۵ھ میں ان کا وصال ہو گیا، بلکہ ایک قول یہ ہے کہ آپ نے خلافت صدیقی میں 11 ھ میں وفات پائی۔[1] مگر مودودی

[1] "استیعاب" ترجمہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ

Scanned by CamScanner

صاحب فرماتے ہیں کہ:۔

''سعدؓ بن عبادہ کے بیعت نہ کرنے سے حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ کی خلافت مشتبہ نہیں ہوتی'' سیدنا حضرت علیؓ کی خلافت تو اہل سنت کے نزدیک حق ہے اور ثابت ہے۔ مسلمہ ہے۔ اسے مشتبہ کس نے قرار دیا ہے؟ مگر بغض معاویہؓ میں مودودی صاحب نے کیا کیا گل کھلائے ہیں؟

طعن نمبر ۵۔ حضرت عثمانؓ کے خون کا مطالبہ:

مودودی صاحب ام المؤمنین حضرت صدیقہ اور حضرت طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہم کے خلاف طعن وتشنیع اور سب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

حضرت عثمانؓ کے خون کا مطالبہ جسے لے کر دو طرف سے دو فریق اٹھ کھڑے ہوئے۔ ایک طرف حضرت عائشہؓ اور حضرات طلحہؓ وزبیرؓ اور دوسری طرف حضرت معاویہؓ......ان دونوں فریقوں کے مرتبہ ومقام اور جلالت قدر کا احترام ملحوظ رکھتے ہوئے بھی یہ کہے بغیر چارہ نہیں کہ دونوں کی پوزیشن آئینی حیثیت سے کسی طرح درست نہیں مانی جاسکتی۔ ظاہر ہے کہ یہ جاہلیت کے دور کا قبائلی نظام تو نہ تھا کہ کسی مقتول کے خون کا مطالبہ لے کر جو چاہے اور جس طرح چاہے اٹھ کھڑا ہو۔ اور جو طریقہ چاہے اسے پورا کرنے کے لئے استعمال کرے...... اس سے بھی زیادہ غیر آئینی طریق کار یہ تھا کہ پہلے فریق نے بجائے اس کے کہ وہ مدینے جاکر اپنا مطالبہ پیش کرتا۔ جہاں خلیفہ اور مجرمین اور مقتول کے ورثاء سب موجود تھے اور عدالتی کارروائی کی جاسکتی تھی، بصرے کا رخ کیا اور فوج جمع کر کے خون عثمانؓ کا بدلہ لینے کی کوشش کی۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہونا تھا کہ ایک خون کے بجائے دس ہزار مزید خون ہوں اور مملکت کا نظام الگ درہم برہم ہو جائے۔ شریعت الٰہی تو درکنار، دنیا کے کسی آئین وقانون کی رو سے بھی اسے ایک جائز کارروائی نہیں مانا جاسکتا۔ (خلافت وملوکیت صفحہ ۱۲۴)

جواب نمبر ۱۴۔ آئین وقانون کا ہیضہ:۔

یار لوگوں نے مودودی صاحب کو جو ''بین الاقوامی سیاسی شخصیت'' قرار دیا تو مودودی صاحب کو آئین وقانون کا ایسا ہیضہ ہوا کہ ایک ہی صفحے میں انہوں نے چار پانچ بار آئین اور قانون کی رٹ لگائی اور جسارت وبے باکی کی انتہا ملاحظہ ہو کہ چودھویں صدی کا ایک ''نیم مولوی خطرۂ ایمان'' معلمہء امت حضرت ام المؤمنین اور سرخیل سابقین اولین، افراد عشرہ مبشرہ حضرات

طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما کے کردار کو غیر آئینی اور خلاف شریعت وخلاف آئین وقانون کہتا ہے۔

خدا کی شان تو دیکھو کہ کلچڑی گنجی
حضورِ بلبل بستاں کرے نوانجی

جواب نمبر ۱۵:

ناموس رسالت اور یاران نبوت کی شان میں گستاخی اور سب کرنے والے اس ''بزرگ'' کو کون سمجھائے کہ قانون اور آئین اور شریعت نام ہے رسولؐ خدا کی سنت کے بعد آپ کی آغوش تربیت میں پرورش پانے والے اصحابؓ رسولؐ کی سنت و کردار کا۔ قانون اور آئین کی صحت، عدم صحت کی جانچ کے لئے اسے سیرت صحابہؓ کے ترازو میں تولنا ہوگا۔ سیرت و کردار صحابہؓ کو آئین وقانون کے ترازو میں نہیں تولا جائے گا!

جواب نمبر ۱۶:۔

مودودی صاحب کے فکر ونظر اور نطق و بیان کی بنیادی خرابی اور گراوٹ کا مرکزی نقطہ یہ ہے کہ وہ سیدنا حضرت عثمانؓ کے خون کو کسی مقتول کا خون۔

کسی کا خون؟

سمجھتے ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ امام مظلومؓ کا خون کسی عام مقتول کا خون نہیں۔ یہ وہ خون ہے کہ جس کا قصاص لینے کے لئے رسول اللہ ﷺ نے چودہ پندرہ سو صحابہؓ سے بیعت لی۔ ایک حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ[1] لینے کے لئے چودہ پندرہ سو صحابہ کرامؓ نے اپنی جانیں قربان کرنے کا عہد و پیان کیا۔ حضور ﷺ نے ان سے بیعت جہاد لی اور بارگاہ رب العزت میں یارانؓ رسول کی وہ بیعت اس درجہ منظور و مقبول ہے کہ ارشاد ہوتا ہے:۔

ان الذين يبايعونك انما يبايعون الله يد الله فوق ايديهم (پارہ ۲۶ سورہ فتح)	بلاشبہ جو لوگ آپ سے بیعت کررہے ہیں۔ وہ درحقیقت خدا سے بیعت کررہے ہیں۔ ان کے ہاتھ پر گویا اللہ کا ہاتھ ہے۔

[1] علامہ ابن عبدالبر رقمطراز ہیں:۔ وما كان سبب بيعة الرضوان الا بلغه صلى الله عليه وسلم من قتل عثمان یعنی بیعت رضوان کا سبب حضرت عثمانؓ کی شہادت کی خبر کے سوا جو حضور کو پہنچی تھی اور کوئی نہ تھا۔ (استیعاب ذکر حضرت عثمانؓ بن عفان) شیخ الاسلام ابن حجر رحمہ اللہ بھی لکھتے ہیں: ''حضرت عثمانؓ بیعت الرضوان میں شریک نہیں تھے۔ کیونکہ نبی نے آپ کو مکہ بھیجا تھا۔ فاشيع انهم قتلوه وكان ذلك سبب البيعة یعنی یہ افواہ پھیل گئی کہ مشرکین مکہ نے انہیں شہید کردیا ہے۔ یہی تھی سبب تھا بیعت الرضوان کا!(اصابہ، ذکر حضرت عثمانؓ)

Scanned by CamScanner

ہو ان مہاجرین حضرات کو اللہ رب العزت اپنی رضا کی سند عطا فرماتے ہیں۔
ارشاد ہوتا ہے۔

(لقد رضی اللہ عن المومنین اذیبا یعونک تحت الشجرۃ)(سورۃ فتح)

تو اس امام ذی شانؓ کے خون کو کسی عام مقتول کا خون کوئی جاہل تو کہہ سکتا ہے۔
حضرت ام المومنین، شرکاء بیعت رضوان حضرت طلحہ اور حضرت زبیرؓ تو اس خون کی قدر و قیمت سے واقف وباخبر تھے۔ لہٰذا انہوں نے اس خون ناحق کا قصاص لینے کے لئے اپنی جان کی بازی لگادی۔ رضی اللہ عنہم۔

بہر حال ان قدوسیوں نے اس سلسلہ میں جو کچھ کیا کلام ربانی، سیرت وسنت نبوی اور رسول اللہؐ سے اپنی بیعت کی روشنی میں کیا، بالکل حق اور بجا کیا، مودودی صاحب کے ''آئین و قانون'' کو ایک بار نہیں، ہزار باران جنتی اصحاب رسول کی جوتیوں پر قربانی کیا جاسکتا ہے۔ رضی اللہ عنہم، ''آئین اور قانون'' کی آڑ لے کر اصحاب رسول اور حضرت طاہرہؓ ام المومنین پر طعن نہیں کیا جاسکتا۔

طعن نمبر ۶:

مودودی صاحب لکھتے ہیں:۔

اس سے بھی زیادہ غیر آئینی طریق کار یہ تھا کہ پہلے فریق نے بجائے اس کے کہ وہ مدینے جا کر اپنا مطالبہ پیش کرتا۔۔۔

جواب نمبر ۱۷:۔

دروغ گورا حافظ نباشد، مشہور ضرب المثل ہے۔ مودودی صاحب کو اپنا یہ جھوٹا طعن یاد نہ رہا اور صرف ایک ورق کے بعد اپنے قلم سے لکھ ڈالا کہ:۔

''حضرت علیؓ نے خلافت راشدہ کی زمام کار اپنے ہاتھ میں لے کر کام شروع کیا۔ ابھی انہوں نے کام شروع کیا ہی تھا اور شورش برپا کرنے والے دو ہزار آدمیوں کی جمعیت مدینے میں موجود تھی کہ حضرت طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما چند دوسرے اصحاب کے ساتھ ان سے ملے۔'' اور کہا ہم نے اقامت حدود کی شرط پر آپ سے بیعت کی ہے۔ اب آپ ان لوگوں سے قصاص لیجئے جو حضرت عثمانؓ کے قتل میں شریک تھے۔'' (خلافت وملوکیت صفحہ ۱۲۷)

Scanned by CamScanner

آسمان کا تھوکا منہ پر:۔

مودودی صاحب نے حضرت ام المؤمنین اور حضرت طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہم پر طعن کیا تھا کہ ان کا طریق کار زیادہ غیر آئینی تھا کہ انہوں نے اپنا مطالبہ مدینہ پیش نہ کیا۔ انہوں نے یہ طعن کر کے دراصل آسمان پر تھوکا تھا۔ اللہ رب العزت کا کرنا! وہ آسمان پر تھوکا مودودی صاحب کے منہ پر آیا اور دو ہی صفحے بعد انہوں نے خود لکھ دیا کہ ان حضرات نے پہلے مدینہ میں مطالبہ کیا تھا۔

زمیں جنبد نہ جنبد گل محمد!

اگر کوئی اور ہوتا تو اس قسم کی متعدد بار تضاد بیانی وفریب کاری پر دنیا کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہتا۔ مگر مودودی صاحب ہیں کہ ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ الٹا اس قسم کے ''شاہکار'' پر ''بین الاقوامی علمیت و دینداری'' کے افق پر جگمگانے لگتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

جنگ جمل

حضرت ام المؤمنین حبیبہ حبیب خدا صدیقہ طاہرہؓ پر ام المؤمنین ہونے کی حیثیت سے اور حضرات طلحہ وزبیر پر بیعت رضوان کی وجہ سے دوہری ذمہ داری عائد ہوتی تھی۔ نیز سیدنا حضرت علیؓ کے بعد یہی حضرات امت کے رؤس وعمائد اور رہنما و پیشوا تھے۔ چنانچہ یہ حضرات قاتلین عثمانؓ کی سرکوبی اور خون عثمانؓ کا قصاص لینے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے رضی اللہ عنہم۔

۱۔ حضرت ام المؤمنین صدیقہ طاہرہ رضی اللہ عنہا حج وعمرہ سے فارغ ہو کر مکہ سے روانہ ہوئیں۔ جب آپ سرف کے مقام پر پہنچیں تو آپ کو اطلاع ملی کہ حضرت عثمانؓ قتل کر دیئے گئے۔ والقوم الغالبون علی المدینة۔ اور مدینہ پر باغیوں کا غلبہ ہے تو آپ مکہ واپس تشریف لے گئیں۔ (فرط غم سے)

وهی لاتقول شیئاً ولا یخرج منها شی — آپ کچھ بھی نہ بولتی تھیں، نہ ہی آپ کے منہ سے کوئی لفظ نکل سکتا تھا۔

بالآخر مسجد کے دروازہ پر نزول اجلال فرمایا۔ پردہ کا اہتمام کیا۔ آپ کے پاس لوگ اکٹھے ہو گئے فرمایا:۔ مختلف شہروں کے فسادی لوگوں نے مل کر ظلم وعدوان سے حضرت عثمان کو شہید کر دیا ہے۔ انہوں نے بلد حرام (مدینہ طیبہ) اور شہر حرام کی حرمت کو پامال کیا، ناحق خون ریزی کی۔ ناجائز مال لوٹا۔

والله لاصبع عثمان خیر من طباق الارض امثالهم فنجاة من اجتماعکم علیهم حتی ینکل بهم غیر هم وبشرو من بعد هم [1] — خدا کی قسم! حضرت عثمانؓ کی ایک انگلی ان جیسے روئے زمین کے لوگوں سے بہتر ہے۔ ان سے نجات کی صورت یہ ہے کہ تم مل کر ان پر ٹوٹ پڑو۔ یہاں تک کہ ان کے حال زار سے دوسرے عبرت حاصل کریں اور ان کے بعد اس قسم کے ارتکاب سے لوگ دور بھاگیں۔

۲۔ امام طبریؒ دوسری روایت بھی اپنی سند کے ساتھ پیش کرتے ہیں کہ:۔

(حضرت) عائشہ رضی اللہ عنہا شہادت عثمانؓ کے بعد مکہ سے مدینہ روانہ ہوئیں تو آپ

[1] الکامل ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۱۰۳

Scanned by CamScanner

کو معلوم ہوا کہ حضرت عثمانؓ شہید کر دیے گئے۔ لوگ حضرت علیؓ پر مجتمع ہو گئے ہیں۔

والامر امر الغوغا فقالت ما اظن ذلك تا مأ ر دونی فقالت۔

اور زور و غلبہ فسادی لوگوں کا ہے۔ حضرت ام المؤمنین نے فرمایا۔ میرے گمان میں انتظام درست نہیں۔ مجھے واپس لے چلو، چنانچہ آپ مکہ واپس لوٹ آئیں اور فرمایا:۔

ان عثمان قتل مظلوماً وان الامر لا یستقیم ولهذه الغوغا امرنا طلبوا بدم عثمان تعزوا الاسلام ۔[1]

حضرت عثمانؓ مظلوم شہید کیے گئے اور امر خلافت صحیح نہیں ۔ فسادی عناصر کا غلبہ و اقتدار ہے۔ لہٰذا تم لوگ خون عثمانؓ کا قصاص لے کر اسلام کی عزت بچاؤ۔

۳۔ امام طبریؒ اپنی سند سے متعدد روایتوں میں ذکر کرتے ہیں کہ:۔

حضرت ام المؤمنینؓ کی اس دعوت پر سب سے پہلے حضرت عبداللہؓ بن عامر الحضرمی نے جو حضرت عثمانؓ کی طرف سے مکہ کے گورنر تھے، لبیک کہا اور سعیدؓ بن العاص اور ولیدؓ بن عقبہ اور تمام بنی امیہ نے! جو شہادت عثمان کے بعد مکہ میں جمع ہو گئے تھے پھر حضرت عبداللہ بن عامر (بن کریز جو حضرت عثمانؓ کی طرف سے بصرہ کے گورنر تھے) بصرہ سے پھر حضرت یعلیٰؓ بن امیہ (یمن کے حاکم) یمن سے مکہ پہنچ کر ان کے ساتھ مل گئے۔ حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما مدینہ سے آکر حضرت ام المؤمنین سے ملے آپ نے دریافت فرمایا تمہارے پیچھے (مدینہ) کے حالات کیسے ہیں۔ ہر دو حضرات نے فرمایا:۔

وراء نا ان تحملنا بقليتنا هرابا من المدينة من غوغاء واعراب وفارقنا قوماً حيارى لا يعرفون حقاً ولا ينكرون باطلاً ولا يمنعون انفسهم قالت فاتمروا امر ثم انهضوا الى هذه الغوغاء۔[2]

ہمارے پیچھے لوگ اپنی تیز رو سواریوں پر سوار فسادیوں، بلوائیوں کے خوف سے مدینہ سے بھاگنے کو تیار ہیں اور ہم نے ایک ایسی گمراہ قوم کو چھوڑا ہے جنہیں حق و باطل میں کوئی تمیز نہیں، نہ وہ حرام سے اپنے آپ کو روک سکتے ہیں۔ اس پر حضرت ام المؤمنین نے فرمایا۔ صلاح مشورہ کر لو اور پھر ان فسادیوں کی سرکوبی کے لئے نکلو!

[1] طبری جلد ۳ صفحہ ۴۷۹ [2] طبری جلد ۳ صفحہ ۴۶۹

۴۔ طویل بحث کے بعد یہ سب بصرہ کی طرف کوچ کرنے پر متفق ہو گئے۔ حضرت ام المؤمنینؓ نے فرمایا:۔

ایھا النّاس ان ھـذا حدث عظیم، وامـر منـکـر، فـانھـضوا فیـه الیٰ اخوانکم من اھل البصرہ۔ فانکروہ فقد کفاکم اھل الشام ماعندھم لعل اللہ عزو جل یدرك لعثمان و للمسلمین بثارھم۔[1]

لوگو! بلاشبہ یہ ایک عظیم حادثہ اور بہت برا کام ہے۔ تم اس کی برائی کو سمجھو اور اس سلسلہ میں اپنے اہل بصرہ بھائیوں کی طرف نکلو، اہل شام بھی اس سلسلہ میں اپنا فرض ادا کریں گے۔ اس طرح اللہ رب العزت حضرت عثمان اور مسلمانوں کے خون کا بدلہ لینے کی سبیل پیدا فرما دیں گے۔

بصرہ کا انتخاب:۔

محاذ کے لئے بصرہ کا انتخاب اس لئے کیا گیا کہ:۔

۱۔ یہ سبائیوں کا مضبوط مرکز تھا۔ اس مرکز کا توڑنا مقصود تھا اور بصرہ کے قاتلین عثمانؓ سے قصاص کی ابتداء مطلوب تھی۔ ونبدأ بمن ھناك من قتلة عثمان[2]

۲۔ حضرت عبداللہ بن عامرؓ بصرہ کے گورنر رہ چکے تھے اور ان کا یہاں اثر تھا۔ چنانچہ بصرہ کی تجویز و تحریک انہوں نے پیش کی تھی۔ [3]

۳۔ یہاں سیدنا حضرت طلحہؓ کا اثر تھا اور وہاں لوگ ان کو چاہتے تھے۔ [4]

۴۔ چونکہ مقصد سبائی غنڈوں اور خون آشام فسادیوں سے حضرت امام مظلومؓ کے خون کا بدلہ لینا تھا۔ نہ کہ سیدنا حضرت علیؓ کے اقتدار سے تصادم! لہٰذا مدینہ کی بجائے بصرہ کا رخ کیا گیا۔ جہاں ان قاتلین امامؓ کی بڑی تعداد موجود تھی اور یہ مرکز خلافت سے دور دراز مسافت پر تھا۔

۵۔ اور بصرہ کے بعد کوفہ کا نمبر[5] تھا۔ تاکہ ان فسادی عناصر کے فرار اور بچاؤ کے تمام راستے بند کر دیئے جائیں۔ فنسد علیٰ ھولاء القوم المذاھب۔[6]

ان وجوہ کی بنا پر بصرہ کی طرف روانگی کا فیصلہ ہوا۔

حضرت یعلیٰؓ بن امیہ (سابقہ گورنر یمن) نے چھ لاکھ نقد اور چھ سو اونٹ پیش کئے۔

---

۱ طبری جلد ۳ صفحہ ۴۶۹ ۲ "البدایہ والنہایہ" جلد ۷ صفحہ ۲۳۰ ۳ طبری جلد ۳ صفحہ ۴۶۹

۴ ایضاً صفحہ [illegible] ۵ ایضاً صفحہ ۴۷۰ ۶ ایضاً صفحہ ۴۷۱

حضرت عبداللہؓ بن عامر (سابق گورنر بصرہ) نے بھی بہت سامال دیا اور اونٹ بھی دیئے۔[1]

اس اقدام کا مقصد اور اعلان:

اس قافلہ کی روانگی سے قبل جو اعلان کیا گیا، اس سے اس اقدام کا مقصد واضح طور پر سامنے آجاتا ہے۔ منادی نے آواز دی:۔

۱۔ ان ام المؤمنین و طلحة والزبیر شاخصون الی البصرہ فمن کان یرید اعزاز الاسلام و قتال المحلین والطلب بثار عثمان ولم یکن عندہ مرکب ولم یکن لہ جھاز فھذا جھاز وھذہ نفقة[1]	حضرت ام المؤمنین اور حضرات طلحہ و زبیرؓ بصرہ روانہ ہو رہے ہیں۔ جو کوئی اسلام کی عزت کے لئے ان مستحق سزا غنڈوں سے لڑنا اور خون عثمانؓ کا بدلہ لینا چاہتا ہے اور اس کے پاس سواری اور سامان سفر نہیں ہو یہ سفر کا سامان وغیرہ اور سواری ہے۔

۲۔ امام طبریؒ ایک دوسری سند سے روایت کرتے ہیں کہ:۔

جب بنو امیہ، یعلیٰ بن امیہ، حضرت طلحہ اور حضرت زبیرؓ مکہ میں جمع ہوئے۔

اجمع ملؤھم علی الطلب بدم عثمان و قتال السبائیہ حتیٰ یثاروا وینتقموا۔[2]	تو وہ حضرت عثمانؓ کا قصاص لینے اور باغیوں سے لڑنے پر متفق الرائے ہو گئے یہاں تک کہ ان سے خون کا بدلہ اور انتقام لے لیا جائے۔

۳۔ ملیح بن عرف السلمی نے قافلہ دیکھ کر جب حضرت زبیرؓ سے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا امیر المؤمنین (سیدنا عثمانؓ) کو بلا عذر ناحق شہید کر دیا گیا۔ اس نے پوچھا کس نے قتل کیا؟ فرمایا:۔

الغوغاً من الامصار و نزاع القبائل وظاھر ھم الاعرب والعبید قال فتریدون ماذا؟ قال ننھض الناس فیدرك بھذا الدم لئلا یبطل فان فی ابطالہ توھین سلطان اللہ	(بصرہ، کوفہ، مصر) شہروں کے گھٹیا، فسادی غنڈوں اور قبائلی کے اجنبی لوگوں نے، اور ان کی مدد کی دیہاتیوں اور غلاموں نے، اس نے پوچھا آپ کیا چاہتے ہیں؟ حضرت زبیرؓ نے فرمایا، ہم لوگوں کو مقابلہ کے لئے کھڑا کر رہے ہیں،

---

[1] ایضاً صفحہ ۴۶۷، الکامل ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۱۰۳ [2] طبری جلد ۳ صفحہ ۴۷۰

Scanned by CamScanner

يـبـقـى ابداً اذا لم يعظم الناس عن امثالها لم يبق امام الا قتله هذا الضرب ـ

تا کہ اس خون کا بدلہ لیا جا سکے اور یہ خون ضائع نہ جائے کیونکہ اس کے بلا قصاص ضائع جانے سے اہل اسلام میں ہمیشہ اللہ کے سلطان وخلیفہ کی توہین ہے، جب لوگوں کو اس نوعیت کے اقدام سے نہ روکا جائے گا تو ہر امام کو اسی طرح قتل کیا جاتا رہے گا۔

امت پر احسان عظیم :۔

درحقیقت وحشی بلوائیوں اور خون آشام سبائیوں کے اس اقدام وارتکاب سے امت میں فتنہ کا ایک دروازہ کھل گیا تھا۔ اور خطرہ یہ تھا کہ آئندہ بھی غنڈے اور اوباش لوگ اور فسادی عناصر جب چاہیں گے، امیر المؤمنین پر چڑھ دوڑیں گے اور امام وقت کے خون سے ہاتھ رنگ کر شیرازۂ ملت کو پریشان اور نظم امت کو پارہ پارہ کر کے رکھ دیں گے۔

حضرت ام المؤمنین، اور حضرت طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما کا امت پر احسان عظیم ہے کہ ان قدوسیوں نے اس خطرہ کو بھانپ کر اس کے قلع قمع کے لئے اپنی جان کی بازی لگا دی۔ یہ حضرات منصب خلافت کی بقا وحفاظت کے لئے جرات سے آگے آئے اور امت کو سبائیوں کے اس تخریبی پروگرام سے قیامت تک نجات دلا دی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ نتائج وعواقب کے اعتبار سے حضرت امامؓ کا قتل پوری امت کا قتل تھا اور سبائی غنڈوں کی اس فتنہ سامانی وفساد انگیزی سے امت کا مستقبل خطرہ میں پڑ گیا تھا۔ یارانؓ نبیؐ نے اپنی جان پر کھیل کر ملت اسلامیہ کو ہمیشہ کے لئے اس خطرہ سے بچالیا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

نصب العین کی بلندی اور پاکیزگی!

کتنا بلند اور کتنا پاکیزہ ہے، یہ نصب العین اور کتنا بےلوث و بےداغ ہے ان حضرات کا کردار! جس کو اپنے خبث باطن اور عناد قلب کی وجہ سے بد باطن معاند، ملوث و داغدار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لعنہم اللہ۔

Scanned by CamScanner

صغیر سن لوگوں کی شرکت:

اس تحریک کا ترفع وتقدس اسی سے ثابت ہے کہ اس میں شرکت کا جوش وجذبہ چھوٹے بچوں تک کے قلوب میں بھی موجزن تھا۔

امام طبریؒ اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم کی روانگی ہوئی تو ذات عرق کے مقام پر لوگ پیش ہوئے۔

واستصغروا عروة بن الزبير وابابكر بن عبدالرحمن بن الحارث بن هشام فردوهما [1]

حضرت عروہ بن زبیر اور حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن کو صغیر السن ہونے کی وجہ سے واپس کر دیا گیا۔

اللہ اللہ! جس طرح حضور ﷺ کے وقت میں جوش وخروش ہوتا تھا اور صغیر السن صحابہؓ کو واپس کر دیا جاتا تھا۔ وہی جوش وخروش آج بھی پایا جاتا ہے۔ اور یہ چھوٹی عمر کے حضرات واپس کئے جا رہے ہیں۔

حضرات ام المؤمنینؓ کی شرکت:۔

اس تحریک کی عظمت وطہارت کی یہ کیا کم دلیل ہے کہ حبیبۂ حبیبِ کبریا طاہرہؓ ام المؤمنین اس کی قیادت فرما رہی ہیں اور ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا بھی دل سے چاہتی تھیں کہ اس میں شریک ہوں، مگر حضرت عبداللہ بن عمر نے انہیں اس کی اجازت نہ دی اور وہ مجبوراً شرکت نہ فرما سکیں، واردات حفصه الخروج فاتاها عبدالله بن عمر فطلب اليها ان تقعد فقعدت و بعثت الى عائشه ان عبدالله حال بينى و بين الخروج فقالت يغفر الله لعبدالله۔ [2]

یوم نحیب (شدید گریہ):

اس قافلہ کی روانگی کے وقت حضرات امہات المؤمنینؓ اور دوسرے لوگوں پر امام مظلومؓ کے غم میں اس قدر شدید گریہ طاری ہوا کہ اس دن کا نام تاریخ میں یوم النحیب پڑ گیا۔ یعنی شدید گریہ کا دن!

امام طبریؒ اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ پہلے حضرت طلحہ وحضرت زبیر رضی اللہ عنہما روانہ ہوئے۔ پھر حضرت عائشہ کی روانگی ہوئی آپ کے پیچھے تمام امہات المؤمنینؓ ذات عرق کے مقام

[1] طبری جلد ۳ صفحہ ۴۷۲ [2] طبری جلد ۳ صفحہ ۴۷۰

Scanned by CamScanner

تک تشریف لے گئے۔

فلم یر یوم کان اکثر باکیا علی الاسلام او باکیاله من ذلك الیوم کان یسمی یوم النحیب۔[1]

۱ اس دن اسلام پر اور حضرت امامؓ پر جس قدر زیادہ رویا گیا اور کسی دن نہیں رویا گیا۔ اس دن کا نام ہی یوم النحیب پڑ گیا۔ یعنی سخت گریہ کا دن!

امام ابن کثیرؒ کا بیان:

امام ابن کثیرؒ مودودی صاحب کے خاص معتمد علیہ ہیں۔ لکھتے ہیں:۔

''ان کی تاریخ البدایہ والنہایہ تاریخ اسلام کے بہترین مآخذ میں شمار ہوتی ہے...... اتنے متدین ہیں کہ تاریخ نگاری میں واقعات کو چھپانے کی کوشش نہیں کرتے''۔ (''خلافت و ملوکیت'' صفحہ ۳۱۵)......تاریخ کے بہترین ماخذ البدایہ والنہایہ میں متدین مؤرخ...... امام ابن کثیر رحمہ اللہ ابتدا وقعته الجمل کے عنوان سے لکھتے ہیں:۔

ایام تشریق کے بعد جب حضرت عثمانؓ کی شہادت ہوئی، ازواج النبی ﷺ امہات المؤمنین اس سال فرار امن الفتنة فتنہ سے کنارہ کشی کرتے ہوئے حج کو تشریف لے گئیں۔ جب انہیں شہادت عثمانؓ کی خبر پہنچی، تو مکہ سے روانگی کے بعد پھر مکہ میں مقیم ہوگئیں اور حالات کا انتظار کرنے لگیں۔

فلما بویع لعلی وصار حظ الناس عنده بحکم الحال وغلبة الرای لاعن اختیار منه لذلك رؤس اولئك الخوارج الذین قتلوا عثمان مع ان علیاً فی نفس الامر یکرههم، ولکنه تربص بهم الدوائر، ویودلو، تمکن منهم لیأخذ حق الله منهم، ولکن تما وقع الامر هکذا واستحوذوا علیه وحجبوا عنه علیة

جب حضرت علیؓ کی بیعت ہوگئی اور عملی طور پر غلبہ، حضرت علی کے گرد و پیش رہنے والے انہی خوارج کا ہوگیا جنہوں نے حضرت عثمانؓ کو قتل کیا تھا۔ گو درحقیقت حضرت علیؓ ان کو ناپسند رکھتے تھے، لیکن وہ اس انتظار میں تھے کہ حالات سازگار ہو جائیں تو ان سے قصاص لیں۔ جب صورت حالات یہ تھی اور وہ قاتلین عثمانؓ حضرت علیؓ پر غالب و مسلط تھے۔ تو اجلہ

[1] طبری جلد ۳ صفحہ ۴۷۸

Scanned by CamScanner

الصحابة فتر جماعة من بني امية وغيرهم الى مكة واستأذنه طلحة والزبير في الاعتمار ...... فاذن لهما فخرجا الى مكة وتبعهم خلق كثير وجم غفير۔

صحابہ حضرت علیؓ سے کنارہ کش ہو گئے۔ بنی امیہ کی ایک جماعت اور دوسرے لوگ مکہ کی طرف بھاگ گئے حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ نے حضرت علیؓ سے عمرہ کی اجازت طلب کی، آپ نے اجازت دے دی اور یہ دونوں حضرات مکہ کو روانہ ہو گئے۔ بہت بڑی مخلوق اور بہت بڑی تعداد میں لوگ ان کے پیچھے مکہ آئے......

پھر حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) بھی رخت سفر باندھ کر مکہ روانہ ہو گئے۔ اسی سال حضرت یعلیٰؓ بن امیہ جو یمن پر حضرت عثمانؓ کے گورنر تھے، یمن سے مکہ آ گئے۔ ان کے پاس چھ سو اونٹ اور چھ لاکھ درہم تھے، حضرت عبداللہ بنؓ عامر جو بصرہ میں حضرت عثمانؓ کے نائب تھے، بصرہ سے مکہ پہنچ گئے۔

فاجتمع فيها خلق من سادات الصحابة وامهات المؤمنين، فقامت عائشة رضي الله عنها في الناس تخطبهم و تحثهم على القيام يطلب دم عثمان ......

اس طرح مکہ میں سادات صحابہؓ کی بہت بڑی تعداد اور امہات المؤمنینؓ جمع ہو گئیں حضرت عائشہؓ نے لوگوں میں خطبہ ارشاد فرمایا اور انہیں حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینے اور انہیں حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینے کے لئے کھڑے ہونے پر ابھارا......

اور قاتلین عثمانؓ کے کرتوت ذکر فرمائے۔ لوگوں نے آپ کی دعوت کو قبول کیا اور آپ سے عرض کیا۔ حيثما ماسرت سر نامعك جہاں آپ تشریف لے چلیں گی ہم آپ کے ساتھ چلیں گے...... (مقام کے متعلق مشورہ ہوا) بعض نے کہا بصرہ چلیں (ایک تو) وہاں سے سواریوں اور آدمیوں کی امداد ملے گی وبعدا بمن هنا ك من قتلة عثمان اور (دوسرے) بصرہ میں قاتلین عثمان سے قصاص کی ابتدا کریں گے۔ اس پر سب کا اتفاق رائے ہو گیا......
حضرت یعلیٰؓ بن امیہ نے چھ سو اونٹوں اور چھ لاکھ درہم سے۔ اور حضرت ابن عامرؓ نے بھی مال کثیر سے لوگوں کا ساز و سامان سفر بہم پہنچایا اور ام المؤمنین حضرت حفصہؓ بنت عمر بھی حضرت عائشہؓ کے ساتھ بصرہ چلنے پر متفق تھیں۔ مگر انہیں ان کے بھائی حضرت عبداللہؓ نے اس سے روک

Scanned by CamScanner

دیا۔ حضرت عائشہؓ کے ساتھ ہزار سوار تھے اور کہا گیا ہے کہ نو سو سوار صرف اہل مدینہ و مکہ میں سے تھے اور دوسرے لوگ بھی ان کے ساتھ مل گئے۔ اس طرح کل تین ہزار ہوگئے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ عسکر نام ایک اونٹ پر ہودج میں تشریف فرما ہوئیں جو حضرت یعلیؓ بن امیہ نے دو سو دینار میں خرید اتھا۔

......حضرت ام المؤمنین جب بصرہ کے قریب پہنچیں تو احنف بن قیس وغیرہ روسائے بصرہ کو اپنی آمد سے مطلع فرمایا۔ حاکم بصرہ حضرت عثمانؓ بن حنیف نے حضرت عمران بن حصین اور ابوالاسود دوئلیؓ کو آپ کی خدمت میں تشریف آوری کی غرض دریافت کرنے کے لئے بھیجا۔ آپ نے ان سے اپنی تشریف آوری کا مقصد طلب دم عثمان فرمایا۔ وہ دونوں حضرات ام المؤمنینؓ سے رخصت ہو کر حضرت طلحہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آنے کی وجہ پوچھی تو فرمایا الطلب بدم عثمان یعنی حضرت عثمانؓ کے خون ناحق کا قصاص مطلوب ہے، پھر وہ حضرت زبیرؓ کی طرف گئے۔ فقال مثل ذالك انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔[1]

حضرت ام المؤمنین طاہرہؓ کی لسان پاک سے اس اقدام کی غرض وغایت:

گورنر بصرہ کے سفراء حضرت عمران بن حصین اور حضرت دوئلیؓ نے حضرت ام المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہو کر جب تشریف آوری کا مقصد دریافت کیا تو حضرت ام المؤمنینؓ نے ارشاد فرمایا۔

والله مامثلي يسير بالامر المكتوم ولا بعض لبنيه الخبران الغوغأ من اهذا لامصار ونزاع القبائل غزوا حرم رسول الله صلى الله عليه وسلم واحدثو فيه الاحداث وآووا فيه المحدثين واستوجبوا فيه لعنة الله ولعنة رسوله مع مانالوامن قتل امام المسلمين بلا ترة ولا عذرا فاستحلوالدم الحرام فسفكوه وانتهبوا

خدا کی قسم! میری جیسی (عظیم) شخصیت کسی مخفی امر کے لئے یوں نہیں نکل سکتی اور نہ میں اپنے بیٹوں سے حقیقت چھپا سکتی ہوں۔ مختلف شہروں کے فسادیوں اور قبائل کے اجنبی لوگوں نے حرم رسول میں لڑائی کی۔ حرم کی عزت و حرمت کو پامال کیا۔ خدا اور رسول کی لعنت کے مستحق ہوئے۔ بایں ہمہ بلا وجہ امام مسلمین کو شہید کیا۔ حرام خون کو حلال کر کے بہایا اور ناحق مال لوٹا۔ بلد حرام اور شہر حرام

[1] "البدایہ والنہایہ" جلد ۷ صفحہ ۲۲۹ تا صفحہ ۲۳۱ ملخصاً بلفظہٖ طبری میں بھی یہ سوال و جواب اسی طرح مذکور ہے۔ (جلد ۳ صفحہ ۴۸۰)۔

المال الحرام وحلو البلد الحرام والشهر الحرام ومزقوا الاعراض والجلود واقاموافى دار قوم كانوا كارهين لمقامهم ضارين مضرين غير نافعين ولامتقين لايقدرون على امتناع ولا يأمنون فخرجت فى المسلمين اعلمهم ماأتى هؤلاء القوم وما فيه الناس ووراء نا وما ينبغي لهم ان يا توفى اصلاح هذا و قرأت لاخير فى كثير من نجوٰهم الا من امر بصدقة او معروف او اصلاح بين الناس نتهض فى الاصلاح ممن امر الله عزوجل و امر رسول الله صلى الله عليه وسلم لصغير والكبير والذكر والانثىٰ فهذا شاننا الىٰ معروف نامركم به ونحضكم عليه و منكر ننهاكم عنه و نحثك علىٰ تغييره ؎

کی حرمت کا احترام نہ کیا۔ عزتوں اور جانوں پر دست درازی کی اور جبر واکراہ سے مدینہ میں مقیم ہیں۔ دکھ اور تکلیف پہنچانے کے لئے، کسی نفع پہنچانے کی غرض سے نہیں۔ اہل مدینہ انہیں نکالنے پر قادر نہیں اور نہ ہی ان سے ماموں ومحفوظ ہیں۔ اہل مدینہ پر جو کچھ گزری اور گزر رہی ہے۔ میں مسلمانوں کو اس سے باخبر کرنے کے لئے نکلی ہوں اصلاح احوال اہل مدینہ کے بس کا روگ نہیں اس پر آپ نے قرآن کی یہ آیت تلاوت فرمائی لاخیر فی کثیر من نجواھم ...... جس اصلاح کا اللہ رب العزت اور رسول اللہ ﷺ نے ہر چھوٹے بڑے مرد وعورت کو حکم دیا ہے۔ ہم اس اصلاح کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ یہ ہے ہمارا موقف! ہم تمہیں بھی اس امر معروف کا حکم کرتے ہیں اور اس پر تمہیں آمادہ کرتے ہیں اور منکرات سے تمہیں روکتے ہیں اور برے حالات کی اصلاح وتغیر پر برانگیختہ کرتے ہیں۔

حضرات طلحہؓ وزبیرؓ کی تقریر!

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اہل بصرہ کے سامنے تقریر کرتے ہوئے ”اللہ کی حمد وثنا کے بعد حضرت عثمانؓ کا ذکر فرمایا، ان کے فضائل بیان کئے۔ حرم مدینہ اور اس کی حرمت کو حلال کر لینے کا تذکرہ کیا اور حضرت عثمانؓ کے خلاف اقدام کو بہت بڑا اقدام قرار دیا اور ان کے خون کا بدلہ لینے کی طرف لوگوں کو بلایا اور فرمایا:۔

؎ طبری جلد ۳ صفحہ ۴۷۹

ان فی ذلك اعزاز دین الله عز و جل وسلطانه اما الطلب بدم الخليفة المظلوم فانه حد من حدود الله وانكم ان فعلتم اصبتم وعادا مركم اليكم وان تركتم لم يقم لكم سلطان ولم يكن لكم نظام فتكلم الزبير مثل ذلك۔ ۱

اس میں کوئی شک نہیں کہ قصاص میں اللہ کے دین کا اعزاز اور غلبہ ہے اور خلیفہء مظلوم کے قصاص کا مطالبہ حدود اللہ میں سے ایک حد ہے، اگر تم نے یہ کیا تو درست کیا۔ اور اس سے تمہارا اقتدار پھر تمہاری طرف لوٹ آئے گا اور اگر تم نے اسے چھوڑ دیا تو نہ تو (پھر کبھی) تمہارا غلبہ و تسلط ہو گا اور نہ کبھی نظم و انتظام تمہارے ہاتھ میں آ سکے گا۔ حضرت زبیرؓ نے بھی اسی طرح فرمایا

انصاف! انصاف!!

ع انصاف کو آواز دو، انصاف کہاں ہے؟

ان حضرات کے ارشادات کو ایک نظر پھر بغور دیکھ لیجئے، کتنا بلند و بالا اور ارفع و اعلیٰ نصب العین ہے ان حضرات کا! اور کتنی دور بیں نگاہ اور کتنا مآل اندیش فکر ہے ان محسنین امت کا! محض دین کی عزت اور تحفظ ناموس خلافت کے لئے یہ حضرات سر بکف شہر بہ شہر پھر رہے ہیں۔ ان اجلہ اصحابؓ رسولؐ ور فیقہء حیات رسول کا مقصد وحید اسلام کی سربلندی، اسلامی غلبہ واقتدار اور ملی نظم و انتظام کی بحالی اور منصب خلافت کی آزادانہ بقاء ہے اور یہ ممکن نہیں جب تک خلیفہء مظلومؓ کا خون پینے والے اور نظم ملت کو منتشر و پریشان کر کے عملی طور پر اقتدار پر قبضہ کر لینے والے سبائی غنڈوں کو کیفر کردار کو نہ پہنچایا جائے۔

کہاں یہ معصوم و مقدس نصب العین! کہاں یہ بے داغ و بے لوث مقصد!! اور کہاں اس مقدس نصب العین اور پاکیزہ مقصد کے لئے جان قربان کرنے والے محسنین امت پر ملعون انسانوں کے مطاعن کی بوچھاڑ!!!

مثلاً مودودی صاحب ان کے متعلق لکھتے ہیں...... کہ:۔

۱۔ ان کی پوزیشن آئینی حیثیت سے کسی طرح درست نہیں۔

۲۔ یہ جاہلیت کے دور کا قبائلی نظام تو نہ تھا کہ کسی مقتول کے خون کا مطالبہ لے کر جو

۱ طبری جلد ۳ صفحہ ۴۸۱

Scanned by CamScanner

چاہے اور جس طرح چاہے اٹھ کھڑا ہو۔

۳۔ کسی حکومت سے انصاف کے مطالبے کا یہ کون سا طریقہ ہے اور شریعت میں کہاں اس کی نشان دہی کی جاسکتی ہے۔

۴۔ شریعت الٰہی تو در کنار، دنیا کے کسی آئین و قانون کی رو سے بھی اسے ایک جائز کارروائی نہیں مانا جاسکتا۔ (''خلافت وملوکیت'' صفحہ ۱۲۵/۱۲۴)

اسلام کی مظلومی:

اسلام اور حق کی مظلومیت دیدنی ہے کہ ایک جاہل و متکبر انسان حضرت طاہرہ محبوبہ محبوب دو عالم ﷺ اور رفقاء قدیم رسول کریم اور لسان رسالت سے جنت کی خوش خبری پانے والے حضرات کی اس جانثاری و سرفروشی کو خلاف آئین و قانون، خلاف شریعت اور مطابق جاہلیت قرار دے رہا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جھڑپ ہوتی ہے:

حضرت عمران بن حصینؓ اور حضرت ابو الاسود الدؤلیؓ نے واپس آ کر حضرت عثمانؓ بن حنیف کو جو حضرت علیؓ کی طرف سے بصرہ کے گورنر تھے..... صورت حالات سے مطلع کیا۔

حضرت عثمانؓ نے حضرت عمران [1] بن حصینؓ سے مشورہ طلب کیا، انہوں نے فرمایا: انی قاعد و فاقعد میں بھی بیٹھا ہوں آپ بھی خاموش بیٹھ جائیے! حضرت عثمانؓ نے ان کا مشورہ قبول نہ کیا۔ حضرت عمرانؓ نے فرمایا جو اللہ چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔ فانصرف الی بیتہ اور آپ اپنے گھر کو چلے گئے پھر حضرت ہشام [2] بن عامرؓ حضرت عثمانؓ کے پاس آئے اور ان کو سمجھایا فرمایا: اے عثمان! جس کام کا آپ نے ارادہ کر رکھا ہے اس کا نتیجہ شر ہی ہوگا جو آپ کو پسند نہیں۔

---

[1] حضرت عمرانؓ بن حصین بصرہ کے جلیل القدر صحابیؓ ہیں۔ ابن سیرینؒ کا قول ہے کہ ''نزیل بصرہ اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے افضل عمران بن حصین اور ابو بکرہ ہیں (استیعاب ترجمہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ)

[2] ہشام بن عامر بن امیہ انصاری حضور کے جلیل القدر غازی و مجاہد صحابی ہیں۔ غزوۂ کابل میں اپنی شجاعت و جانبازی کے جوہر دکھلائے۔ (اصابہ، ترجمہ حضرت ہشام بن عامرؓ)

Scanned by CamScanner

ان هذا افتق لا یرتق و صدع لا یجبر یہ ایک ایسا اختلاف ہے جس کی اصلاح کی کوئی صورت نہیں اور یہ ایک ایسا افتراق ہے جس کی درستی ممکن نہیں، حضرت علیؓ کا
فسامحهم حتی یأتی امر علی ولا
تحاذهم فابی۔

حکم آنے تک آپ ان سے نرمی اور درگزر کریں۔ مگر حضرت عثمانؓ نے اس مشورہ کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور لوگوں کو جنگ کے لئے تیاری اور ہتھیار لگانے کا حکم دے دیا۔

ونادی عثمان فی الناس وامرهم بالتهیوو لیسو السلاح

حضرت اسود بن سریع السعدیؓ[1] نے فرمایا وہ تو فریادی بن کر ہمارے پاس آئے ہیں۔ تاکہ ہماری مدد سے قاتلین عثمانؓ سے قصاص لیں، فحصبه الناس اس پر لوگوں نے انہیں کنکریاں ماریں۔[2]

حکیم بن جبلہ، جنگ کا شعلہ بھڑکاتا ہے:

امام مظلومؓ کے خلاف ایک اہم کردار حکیم بن جبلہ مردود ہے۔ یہ بصرہ کا مشہور مفسد اور ڈاکو تھا۔ ذمیوں کو لوٹ لیتا تھا۔ اس پر حضرت عثمانؓ نے حضرت عبداللہ بن عامر گورنر بصرہ کو اسے بصرہ میں نظر بند کرنے کا حکم دیا۔ جب ملعون عبداللہ بن سباء اپنے ملعونہ مقاصد لے کر بصرہ گیا تو اس کے گھر پر ٹھہرا۔ اپنی تحریک کو منظم کیا اور ایک مضبوط جماعت اپنے گرد جمع کر لی...... بہرحال حکیم بن جبلہ سبائی تحریک کے بانیوں میں سے تھا۔ تحریک کا زبردست ستون تھا اور ابن سبا ملعون کا دست و بازو تھا۔

سبائی پروگرام کے مطابق جب بصرہ سے مصر کی طرح چار گروہ حضرت امامؓ کے خلاف چڑھائی کرنے نکلے تو ان میں سے ایک گروہ کا امیر یہی حکیم تھا۔[3] جب امیر المومنینؓ پر بلوائیوں نے منبر نبوی پر پتھراؤ کیا۔ یہ ملعون ان پتھراؤ کرنے والوں میں شامل تھا۔ جب پہلی دفعہ بلوائی مطمئن ہو کر اپنے اپنے وطن کو واپس روانہ ہوئے تو یہ مردود مالک اشتر ملعون کے ساتھ مدینہ طیبہ میں رہ گیا۔[4] دونوں نے مل کر حضرت امامؓ کے خلاف خط کی جھوٹی سازش تیار کی اور اس طرح

---

[1] آپ حضورؐ کے برگزیدہ صحابی ہیں۔ فرماتے ہیں میں نے حضورؐ کی معیت میں چار غزوات میں شرکت کی ہے۔ (اصابہ ترجمہ حضرت اسود بن سریع بن حمیر السعدی)

[2] طبری جلد ۳ صفحہ ۴۸۰/۴۸۱، امام ابن کثیرؒ نے بھی ''البدایہ'' جلد ۷ صفحہ ۲۳۱ پر یہ تفصیلات درج کی ہیں۔

[3] طبری جلد ۳ صفحہ ۳۸۶ [4] طبری جلد ۳ صفحہ ۴۰۸

Scanned by CamScanner

حضرت امامؓ کے قتل کا میدان ہموار کیا۔ غرض یہ قاتلین عثمانؓ کا سرخیل تھا۔
جنگ کی آگ اسی ظالم نے بھڑکائی۔ امام طبری اور امام ابن کثیر رحمہما اللہ دونوں نے اس حقیقت کو بیان کیا ہے۔ امام ابن کثیرؒ کے الفاظ ملاحظہ ہوں:۔

واقبل حكيم بن جبله ...... وكان على خيل عثمان بن حنيف ...... فانشب القتال وجعل اصحاب ام المؤمنين يكفون ايديهم ويمتنعون من القتال، وجعل حكيم يقتحم عليهم۔[1]

حکیم بن جبلہ...... حضرت عثمان بن حنیف کے گھوڑے پر سوار ...... نکلا اور جنگ شروع کر دی۔ حضرت ام المؤمنین کی طرف سے لوگوں نے اپنے ہاتھ باندھے رکھے تھے اور لڑائی سے رکے ہوئے تھے، لیکن حکیم بن جبلہ بڑی بے جگری سے ان میں گھس کرتا بڑتوڑ حملے کر رہا تھا۔

امام طبری رحمہ اللہ کے الفاظ بھی سن لیجئے!

واقبل حكيم بن جبلة وقدخرج وهو على الخيل فانشب القتال واشرع اصحاب عائشة رضى الله عنها وامكو اليمسكو فلم ينته ولم يثن فقا تلهم و اصحاب عائشة كافون الا مادافعوا عن انفسهم و حكيم يذ مرخيله و ير كبهم بها۔[2]

گھوڑے پر سوار حکیم بن جبلہ نکل کر سامنے آیا اور جنگ شروع کر دی اور حضرت ام المؤمنینؓ کے قافلہ پر نیزے تان لئے۔ مگر انہوں نے ہاتھ روکے رکھے، تاکہ یہ بھی رک جائے گا، مگر وہ نہ رکا اور نہ باز آیا، برابر لڑتا رہا۔ حضرت عائشہؓ کے ساتھ والے کافی تھے مگر انہوں نے اپنی مدافعت بھی نہ کی اور حکیم نہایت جوش اور غضب سے اپنے گھوڑے کو برانگیختہ کرتا رہا اور ان کے درمیان دوڑتا رہا۔

اب مودودی صاحب کی سنئے!

کہاں حضرت ام المؤمنین، حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم اور ان کے ہزاروں ساتھیوں کی امن پسندی! کہ وہ اپنی مدافعت میں بھی ہاتھ نہیں اٹھاتے، ان کا مقصد واضح طور پر اصلاح احوال، تحفظ ناموس خلافت اور قصاص دم عثمانؓ ہے اور بس! وہ محض سبائی غنڈوں اور خون خوار درندوں سے نپٹنا چاہتے ہیں۔ امن عامہ میں خلل اندازی اور فساد انگیزی کے تصور سے نا آشنا ہیں۔ حد ہو

---

[1] "البدایہ والنہایہ" جلد ۷ صفحہ ۲۳۲ [2] طبری جلد ۳ صفحہ ۴۸۳

Scanned by CamScanner

تھی کہ گورنر بصرہ ان کے خلاف اعلان جنگ کرتے ہیں اور ان کے گھوڑے پر سوار ہو کر خبیث حکیم بن جبلہ جنگ کے شعلے بھڑکاتا پھرتا ہے۔ مگر یہ حضرات اپنی مدافعت تک بھی تو نہیں کرتے اور ان کے درمیان نیزہ تانے گھوڑا دوڑاتا دندناتا پھرتا ہے۔ مگر انہوں نے اپنے ہاتھ باندھ رکھے ہیں۔ باوجود اپنے ان معتمد علیہ مورخین ابن جریر طبری اور ابن کثیر رحمہما اللہ کی ان تصریحات کے مودودی صاحب فرماتے ہیں اور بالکل آنکھیں بند کر کے فرماتے ہیں:۔

طعن نمبر ۷:

''بصرے کا رخ کیا اور فوج جمع کر کے خون عثمانؓ کا بدلہ لینے کی کوشش کی، جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ ایک خون کے بجائے دس ہزار مزید خون ہوں اور مملکت کا نظام الگ درہم برہم ہوجائے''۔ (خلافت وملوکیت ص ۱۲۴)

جواب نمبر ۱۸: ہر چہ خواہی کن!

سچ ہے، انسان آنکھیں بند کرے تو پھر جو اس کا جی چاہے کرے۔ روکنے والا کون ہے؟ کہاں! ان قدوسیوں کی یہ معصوم ومقدس تحریک؟ کہاں ان کا پرامن اور محتاط کردار! اور کہاں مودودی صاحب کا ان کے خلاف خون خواری وخونریزی اور فساد وتخریب کا یہ الزام!

حکیم ملعون کی اشتعال انگیزی:

امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:۔

دوسرے دن حکیم بن جبلہ ہاتھ میں نیزہ لے کر حضرت ام المؤمنینؓ کو سب کرنے لگا۔ اس کے اپنے قبیلے عبدالقیس کے ایک شخص نے اس سے پوچھا تو گالیاں کسے بک رہا ہے؟ اس (خبیث) نے کہا (حضرت) عائشہ کو! اس نے کہا اے ابن خبیثہ! تو ام المؤمنینؓ کی شان میں یوں کہتا ہے؟ اس پر حکیم نے اس کے سینے میں سنان گھونپ کر اسے قتل کر دیا۔ پھر ایک عورت کے پاس سے اس کا گزر ہوا اور وہ بدستور حضرت صدیقہؓ کو سب بک رہا تھا۔ اس عورت نے سوال کیا یہ تو کسے کہہ رہا ہے؟ کہنے لگا عائشہ کو! اس عورت نے کہا اے خبیثہ عورت کے بیٹے! تو ام المؤمنین کی شان میں یوں کہتا ہے؟ حکیم ملعون نے اس عورت کی چھاتی پر نیزہ سے حملہ کر کے اسے بھی شہید کر دیا۔

Scanned by CamScanner

اس کے بعد عثمان گورنر بصرہ کے لشکر اور حضرت ام المؤمنینؓ کے لشکر میں لڑائی چھڑ گئی۔ قتال شدید ہوا۔ صبح سے دن ڈھلے تک لڑائی ہوتی رہی۔ وقد کثر القتلی فی اصحاب ابن حنیف گورنر بصرہ کے لشکر میں سے بہت زیادہ قتل ہوئے۔ فریقین کے بہت سے آدمی مجروح ہو گئے۔

ومنادی عائشه ینا شدهم ویدعوهم الی الکف فیأبون حتی اذا مهم الشر وعضهم نادوا اصحاب عائشة الی الصلح والمتات فاجابوهم ۱؎

حضرت عائشہؓ نے انہیں خدا کا واسطہ دیا اور جنگ بند کر دینے کو کہا مگر انہوں نے انکار کر دیا جب انہیں بہت زیادہ جانی نقصان پہنچا اور قتل ہو گئے تو خود انہوں نے صلح کی دعوت دی، جسے اصحاب ام المؤمنینؓ نے قبول کر لیا۔

حضرت ام المؤمنینؓ اور آپ کے لشکر کی اس صلح جوئی اور صلح پسندی کے بعد بھی مودودی صاحب برابر قتل وخونریزی اور فساد کا الزام انہی پر عائد کئے جائیں گے۔

گورنر بصرہ کی گرفتاری ورہائی:

امام ابن جریر طبریؒ کی روایت ہے کہ لوگ عثمان (گورنر بصرہ) کو گرفتار کر کے حضرات طلحہ وزبیرؓ کے پاس لائے۔ تو ان کے چہرہ پر کوئی بال باقی نہ تھا۔ (داڑھی وغیرہ لوگوں نے نوچ لی) فاستعظما ذلك ہر دو حضرات نے اسے بہت برا سمجھا اور حضرت ام المؤمنین کی خدمت میں ان کے متعلق آپ کی رائے معلوم کرنے کے لئے آدمی بھیجا۔

فارسلت الیهما ان حلوا سبیله فلیذهب حیث شاء ولا تحبسوه۔ ۲؎

حضرت ام المؤمنینؓ نے حضرات طلحہؓ وزبیرؓ کو کہلا بھیجا کہ انہیں قید نہ کریں، رہا کر دیں۔ وہ جہاں چاہیں جائیں۔

حضرت ابانؒ بھی ساتھ ہیں:

طبری ہی کی اگلی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ام المؤمنینؓ سے حضرت عثمانؓ (گورنر) کے متعلق مشورہ کے لئے حضرت ابان ابن عثمانؒ کو بھیجا گیا تھا۔ ارسلو ابان بن عثمان الیٰ عائشۃ یستشیرونها فی امره ۳؎

Scanned by CamScanner

طعن نمبر ۸:

اس سے معلوم ہوگیا کہ حضرت امام مظلومؓ کے صاحبزادے حضرت ابان بن عثمانؓ بھی ساتھ تھے۔ اس سے مودودی صاحب کا یہ طعن بھی لغو اور باطل ثابت ہوگیا کہ خون کا مطالبہ لے کر اٹھنے کا حق مقتول کے وارثوں کو تھا جو زندہ تھے''۔(''خلافت وملوکیت'' صفحہ ۱۲۴)

جواب نمبر ۱۹:

مودودی صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ مقتول کے وارث زندہ تھے اور خون کا مطالبہ لے کر اٹھے تھے اور حضرت المؤمنینؓ کے لشکر میں موجود تھے۔

حکیم بن جبلہ ملعون کتے کی موت مرتا ہے:

بصرہ پر حضرت ام المؤمنینؓ کا قبضہ ہو جانے کے بعد بھی حکیم بن جبلہ ملعون سبائی اپنی شرارتوں اور کمینہ حرکتوں سے باز نہ آیا۔ امام طبری رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں:۔

دوسرے دن حکیم بن جبلہ حضرت عائشہؓ کو پھر گالیاں بکتے ہوئے نکلا۔ اس کی قوم ہی کی ایک عورت نے سن کر اس سے کہا اسے ابن الخبیثہ! تو خود اس گالی کا زیادہ مستحق ہے۔ اس (ملعون) نے اس بیچاری کو نیزہ مار کر شہید کر دیا۔ اس پر اس کی قوم اس پر غضب ناک ہوگئی اور اس سے کہا کل تو نے (دو بے گناہوں کو) قتل کر دیا اور آج پھر اسی عمل کا اعادہ کیا...... قوم یہ کہہ کر چلی گئی اور اسے اکیلا چھوڑ دیا۔

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ نے اعلان کرا دیا...... کہ:۔

لاتقتلوا الا من قاتلکم و نادوا من لم یکن من قتلہ عثمان رضی اللہ عنہ فیکفف عنا فانالا نرید الا قتلۃ عثمان ولا نبداء احداً	جو تم سے لڑے تم صرف اسی سے لڑو، اور منادی کرا دی گئی کہ جو قاتلین عثمانؓ میں سے نہیں ہے وہ ہمارے مقابلے میں نہ آئے۔ کیونکہ ہم صرف قاتلین عثمان سے لڑنا چاہتے ہیں نیز ہم لڑنے میں ابتدا بھی نہیں کریں گے۔
فانشب حکیم القتال ولم یرعی للمنادی فقال طلحۃ والزبیر الحمدللہ الذی جمع لنا ثار نا من اھل البصرہ اللھم لاتبق	حکیم نے اعلان کی کوئی رعایت نہ کی اور لڑائی کا آغاز کر دیا۔ حضرات طلحہؓ وزبیرؓ نے فرمایا۔ خدا کا شکر ہے جس نے ہمارے بصری دشمنوں کو جن سے ہم

Scanned by CamScanner

منهم احداً واقد منهم اليوم فاقتلهم۔

نے حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینا ہے ہمارے لئے جمع فرما دیا۔ الٰہی آج ان میں سے کسی کو (زندہ) باقی نہ چھوڑ۔ آج ان سے قصاص لے اور انہیں قتل فرما!

قتال شدید شروع ہو گیا۔ حکیم تلوار سے لڑ رہا تھا۔ ایک آدمی نے اس کی ٹانگ کاٹ دی تو وہ حضرات طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کے خلاف بکنے لگا تو ایک مناد نے آواز دی۔ اے خبیث! تو اب جزع فزع کرتا ہے، جب اللہ عزوجل نے تجھے اور تیرے ساتھیوں کو عبرتناک عذاب کے شکنجے میں کسا۔ کیونکہ تم نے امام مظلومؓ پر چڑھائی کی۔ جماعت سے جدا ہوئے! اپنے ہاتھ خون سے رنگین کئے۔ دنیا میں اپنا حصہ پالیا۔

فذق و بال الله عز و جل و انتقامه

سواب اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کے انتقام کا مزہ چکھ۔

سبائی کتوں کی موت مرے:

بصرہ میں حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کے مناد نے اعلان کر دیا۔ سن لو! جس کے پاس وہ شخص ہو جس نے حضرت امامؓ کے خلاف مدینہ جا کر جنگ کی تھی، وہ اسے ہمارے پاس لے آئے۔

فجئی بهم كما يجأ بالكلاب فقتلوا!

تو لوگ ان کو اس طرح پکڑ کر لائے جس طرح کتوں کو (گھسیٹ) کر لایا جاتا ہے اور ان کو قتل کر دیا گیا۔

اللہ اللہ! کتنا شدید انتقام ہے۔ اللہ رب العزت کا! کہ حضرت امام مظلومؓ پر مشق ستم کرنے والے کتوں کی موت مرے۔ حکیم ملعون کا انجام بڑا عبرتناک ہوا۔ اس کی گردن مروڑ دی گئی اور منہ پیچھے گدی سے جا ملا۔ ذریح بن عباد اور ابن المحرش بصرہ سے امام پر چڑھائی کرنے والے گروہوں میں سے ایک ایک گروہ کے امیر تھے۔ یہ دونوں بھی اس معرکہ میں شریک اور مارے گئے۔[1]

---

[1] طبری جلد ۳ صفحہ ۴۸۷/ ۴۸۸

Scanned by CamScanner

سب واصل جہنم ہوئے:

امام طبریؒ کی روایت میں ہے کہ حضرت امامؓ کے خلاف مدینہ جا کر لڑنے والے سب کے سب بصری قتل کر دیئے گئے۔ ان میں سے سوائے حرقوص بن زہیر کے کوئی بھی نہ بچا۔[1]

اصحاب جمل کی فتح:

اگر فتح و کامیابی ادائے فرض اور حصول مقصد کا نام ہے، تو کون کہتا ہے۔ حضرت ام المؤمنین اور حضرات طلحہ و زبیر وغیرہما اصحاب جمل رضی اللہ عنہم نے شکست کھائی ''حضرت عائشہؓ شکست خوردہ فریق کی قائد تھیں'' یہ کوئی جاہل اور بلید الذہن انسان تو لکھ سکتا ہے۔ ورنہ اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے حضرت ام المؤمنینؓ کو فتح مبین نصیب ہوئی۔ ان کا مقصد صرف ایک تھا، قاتلین عثمانؓ سے قصاص اور بصرہ کے قاتلین عثمان کو چن چن کر جب کتوں کی موت مار ڈالا گیا تو حضرت ام المؤمنینؓ اور اصحاب جمل کی فتح میں کیسے کلام ہو سکتا ہے؟

خلاصہ:

ہم نے حضرت ام المؤمنین اور حضرات طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کے بیانات کو مفصل نقل کر دیا ہے۔ جن کے مطالعہ سے یہ حقیقت واشگاف طور پر سامنے آجاتی ہے کہ:۔

۱۔ ان حضرات کا حضرت علیؓ سے کوئی خلاف وعناد نہ تھا، البتہ دوسرے اجلہ اصحابؓ رسول کی طرح یہ حضرات بھی امام مظلومؓ کے قصاص کو مقدم سمجھتے تھے۔ چنانچہ حضرات طلحہ و زبیرؓ کی بیعت اس بات سے مشروط تھی۔

۲۔ مدینہ طیبہ روانہ ہونے سے قبل ان حضرات نے حضرت علیؓ سے ملاقات کر کے صاف صاف کہہ دیا...... کہ

یا علی انا قد اشترطنا اقامة الحدود وان هؤلاء القوم قد اشتركوا في دم هذا الرجل[2]	اے علی! ہم نے اقامت حدود کی شرط پر آپ سے بیعت کی ہے اور یہ آپ کے گردو پیش والے لوگ حضرت عثمانؓ کے قتل میں شریک تھے۔ (آپ ان سے قصاص لیجئے)۔

[1] طبری جلد۳ صفحہ ۴۸۸ [2] طبری جلد۳ صفحہ ۴۵۸

Scanned by CamScanner

مگر سیدنا حضرت علیؓ نے جواب دیا:۔

یااخوتاہ انی لست اجھل ما تعلمون ولکنی کیف اصنع بقوم یملکونا ولا نملکھم[1]	بھائیو! جو کچھ آپ جانتے ہیں۔ اس سے میں بھی ناواقف نہیں ہوں۔ مگر ان لوگوں کو کیسے پکڑ وں جو اس وقت ہم پر قابو یافتہ ہیں نہ کہ ہم ان پر۔[2]

امام ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:۔

کوفہ و بصرہ سے لشکر لے آنے کی تجویز!

اس پر حضرت زبیرؓ نے حضرت علیؓ کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ انہیں کوفہ کی امارت دے دی جائے۔لیاتئیہ بالجنود تاکہ وہاں سے لشکر لے آئیں اور حضرت طلحہؓ نے مطالبہ کیا کہ انہیں بصرہ کی گورنری دے دی جائے۔

لیاتیہ منہا بالجنود لیقوی بھم علی شوکۃ ھؤلاء الخوارج جھلۃ الاعراب الذین کانوامعھم فی قتل عثمان رضی اللہ عنہ فقال لھما مھلاً علی حتی انظر فی ھذا الامر۔[3]	تاکہ وہاں سے فوجیں لے آئیں جو ان خوارج اور جاہل دیہاتیوں جو قتل عثمان میں ان کے ساتھ تھے ...... کی شوکت توڑنے میں ان کی مدد کریں۔ حضرت علیؓ نے انہیں جواب دیا، مجھے مہلت دو تاکہ میں اس بارے میں غور کر لوں۔

۳۔ سیدنا حضرت علیؓ کے جواب اور حالات کے مطالعہ و مشاہدہ سے یہ حضرات اس نتیجہ پر پہنچے کہ سبائی قاتلین عثمانؓ چھائے ہوئے ہیں۔ عملاً اقتدار انہی بلوائیوں کا ہے اور حضرت علیؓ مجبور و بے بس ہیں۔

دو صورتیں!

اب دو ہی صورتیں تھیں ایک تو یہ کہ یہ حضرات خون آشام و فساد انگیز عناصر کے غلبہ و استیلاء کے آگے ہتھیار ڈال دیتے اور اس وقت کا انتظار کرتے جب خلافت ان کے غلبہ و اقتدار سے آزاد ہو کر ان قاتلین سے امام مظلومؓ کا قصاص لے۔

دوسری صورت یہ تھی کہ جان کی بازی لگا کر ان فسادی اور اقتدار پر عملاً قابض عناصر

---

[1] ایضا [2] یہ ترجمہ مودودی صاحب کا پیش کیا گیا ہے۔ انہیں یہ روایت تسلیم ہے اور انہوں نے اسے ''خلافت و ملوکیت'' صفحہ ۱۲۷ پر پیش کیا۔ [3] ''البدایہ والنہایہ'' جلد ۷ صفحہ ۲۲۸

Scanned by CamScanner

سے براہ راست ٹکر لی جائے۔

اگر حالات کو ان کے رخ پر چلنے دیا جاتا تو خلافت کی آزادی کی کوئی امید نظر نہیں آتی تھی۔ لہٰذا مجبور ہو کر اکابر علماء امت نے دوسری پر خطر راہ اختیار کی۔ ہر قسم کی مشکلات کو دعوت دی، ہر نوع کی قربانیوں کے لئے آمادہ ہوئے۔ سکون و راحت کی زندگی کو چھوڑ کر سفر و جہاد کی تیاری کی اور براہ راست فسادی عناصر سے ٹکر لینے کا فیصلہ کر لیا، تا کہ اس طرح انہیں نیست و نابود کر کے ایک تو امام مظلومؓ کا قصاص لیا جائے۔ دوسرے خلافت کی عزت و ناموس اور آزادی کا تحفظ کر کے ملت کو ان سبائیوں کے تخریبی پروگرام سے نجات دلائی جائے۔

۴۔ عمائد رؤسا اصحاب جمل کے واضح بیانات پھر بصرہ کو روانگی اور بصرہ پہنچ کر ان حضرات کے کردار و اعمال سے اس حقیقت میں کسی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ امت کے نمائندہ اجتماع کے اس اقدام کا مقصد قطعاً تعمیری تھا، مطلق تخریبی نہیں تھا۔ ان کا نصب العین صرف اصلاح بین الناس اور قاتلین عثمانؓ کا قلع قمع تھا۔ خلافت سے تصادم اور نظم و انتظام مملکت میں خلل اندازی تو ان کے تصور میں بھی نہ تھی۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

حضرت علیؓ کی تشریف آوری:

امام ابن جریر طبریؒ روایت کرتے ہیں کہ:۔

جب حضرت علیؓ کو مدینہ میں حضرات طلحہ و زبیر اور ام المؤمنین (رضی اللہ عنہم) کے خروج الی البصرہ کی خبر ملی تو حضرت علیؓ جلدی سے ان کے مقابلے کے لئے نکلے۔

سبائی ساتھ تھے!

وخرج معه من نشط من الكوفيين والبصريين متخففين فى سبعماة رجل	اور آپ کے ساتھ سات سو کوفی اور بصری (سبائی) جلدی سے نکلے۔ (طبری جلد ۳ صفحہ ۴۷۳ / ۴۷۴)

اہل مدینہ نے ساتھ نہ دیا:۔

حضرت علیؓ نے اکابر اہل مدینہ کے سامنے خطبہ دیا اور انہیں بصرہ کی طرف روانگی کے لئے برانگیختہ کیا، مگر اہل مدینہ نے ساتھ نہ دیا۔

Scanned by CamScanner

امام طبری کی ایک روایت میں ہے:۔کہ

فاجابه رجلان من اعلام الانصار ابو الهيثم بن التيهان وهو بدری وخزيمه بن ثابت [1]

کہ ان کی دعوت پر اکابر انصار میں سے دو آدمیوں نے لبیک کہا، حضرت ابو الہیثم بن التیہان بدری اور حضرت خزیمہ بن ثابت!

دوسری روایت میں ہے کہ شعبیؒ نے کہا:۔

بالله الذی لا اله الا هو ما نهض فی ذلك الامر الاستة بدريين مالهم سابع [2]

اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ صرف چھ بدری صحابہؓ حضرت علیؓ کے ساتھ نکلے۔ ساتواں ان کے ساتھ نہیں تھا۔

امام ابن کثیرؒ نے طبری وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ کبار صحابہ میں سے صرف ابو الہیثم، ابوقتادہ انصاری، زیاد بن حنظلہ اور خزیمہ بن ثابت نے حضرت علیؓ کی دعوت پر لبیک کہا۔ (البدایہ جلد ۷ صفحہ ۲۳۳)

حضرت حسنؓ نے منع کیا!

اثناء سفر میں حضرت حسنؓ (بن علیؓ) نے حضرت علیؓ سے عرض کیا:۔

میں نے کہا تھا۔ مگر آپ نے میرا کہا نہ مانا، حضرت علیؓ نے فرمایا۔ تم نے مجھے کون سی بات کہی اور میں نے نہیں مانی؟ حضرت حسنؓ نے کہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے محاصرے کے وقت میں نے آپ سے درخواست کی کہ آپ مدینہ سے باہر تشریف لے جائیں۔ تاکہ ان کی شہادت کے وقت آپ مدینہ میں نہ ہوں۔ پھر ان کی شہادت کے بعد میں نے آپ سے کہا:۔

الاتبايع حتى ياتيك وفود اهل الامصار و العرب وبيعة كل مصر

کہ آپ بیعت نہ لیں، یہاں تک عرب اور دوسرے امصار و دیار کے وفود بغرض بیعت آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہوں۔

پھر میں نے (حضرات) طلحہؓ و زبیرؓ کے اقدام پر آپ سے درخواست کی۔ آپ اپنے گھر میں بیٹھے رہیں یہاں تک کہ صلح (اور امن) ہو جائے، مگر آپ نے ان تمام موقعوں پر میری بات نہ مانی۔ (طبری جلد ۳ صفحہ ۴۷۴، البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۲۳۴)

[1] طبری جلد ۳ صفحہ ۴۶۷
[2] طبری جلد ۳ صفحہ ۴۶۷

Scanned by CamScanner

...کو اس مہم میں شرکت کی دعوت!

جب حضرت علیؓ ربذہ کے مقام پر پہنچے تو وہاں قیام فرمایا اور وہاں سے محمد بن ابی بکر اور ... بن جعفر کو کوفہ روانہ فرمایا اور انہیں لکھا۔

میں نے تمہیں دوسرے شہروں کے مقابلے میں چن لیا ہے اور پیش آمدہ حالات ... تمہاری امداد کا طالب ہوں۔ تم اللہ کے دین کے اعوان و انصار بن جاؤ۔ ہماری مدد کرو۔ ... طرف کوچ کرو۔

...مد!

... مانرید لتعود الامة اخوانا	ہمارا مقصد صرف اصلاح ہے تاکہ امت ... بھائی بھائی بن جائے۔

... دونوں شخص کوفہ روانہ ہو گئے۔ حضرت علیؓ ربذہ میں قیام پذیر رہے اور تیاری ... ای بھیجا وہاں سے اسلحہ اور سواریاں پہنچ گئیں۔ ل

...ریخی خطبہ، سبائیوں کی پردہ دری:

... میں حضرت علیؓ نے ایک مختصر مگر حقیقت افروز تاریخی خطبہ ... ... م اور ان کے مردود کردار کو عریاں کر کے بیان فرمایا، فرمایا:۔

...جل اعزنا بالا سلام ورفعنا به	بلاشبہ اللہ عزوجل نے ہمیں ...
...انا بعد ذلة وقلة وتباغض وتباعد	بغض و بعد کے اسلام کے ذر...
...علی ذالك ماشاء الله الاسلام	اور محبت و اخوت عطا فرمائی...
...فیهم والکتاب امامهم حتی	دین اسلام اور حق پر قائم ر...
...جل بایدی هؤلآء القوم الذین	کی رہنما تھی۔ یہاں تک ک...
...لینزغ بین هذه الامة الا ان هذه	ان لوگوں کے ہاتھوں شہید ہو...
...لة ثم عادثانية فقال انه لابد مما	شیطان نے اکسایا کہ اس امت م...
...ن ان یکون الا وان هذه الامة	پیدا کریں۔ سن لو! یہ امت بہر حال...

ل صفحہ ۴۹۳ البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۲۳۴

Scanned by CamScanner

ستفترق علی ثلاث و سبعین فرقة شرھا فرقه تحبنی ولا تعمل بعملی ......[1]

بٹ کر رہے گی۔ دوبارہ پھر فرمایا، جو ہونا ہے بہر حال ہو کر رہے گا اور بلاشبہ یہ امت تہتر فرقے ہو گی اور ان سب میں بدترین فرقہ وہ ہے جو میری محبت کا دعویٰ تو کرتا ہے لیکن میری سنت پر عمل نہیں کرتا۔

خلفاء ثلاثہ کو نذر عقیدت وتحسین!

اس حقائق افروز تاریخی خطبے میں حضرت امامؓ نے جہاں سبائی مردودوں کو شیطانی گروہ اور امت میں تفریق وانتشار کا باعث وبانی قرار دیا ہے۔ وہاں حضرات خلفاء ثلاثہؓ کے عہد خلافت کو خراج تحسین پیش فرمایا ہے اور ان کے عہد کو حق وصداقت دین اسلام اور قرآن کی رہنمائی و فرمانروائی کا دور قرار دای ہے۔

بدترین خلائق!

نیز حضرت نے اس حقیقت کو بھی غیر مبہم الفاظ میں واضح فرمایا دیا ہے کہ بدترین امت وہ فرقہ ہے جو آپ سے محبت کا دعویٰ تو کرے۔ آپ کی مودت کا زعم باطل تو رکھے مگر آپ کے نقش قدم پر لنے سے دور بھاگے یہ محبت نہیں یہ توہین محبت ہے حقیقی محبت اتباع کا مل ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کا طرز عمل!

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ[3] نہایت عظیم المرتبت صحابی رسولؐ ہیں۔ اس وقت کوفہ کے

---

[1] طبری جلد ۳ صفحہ ۴۹۴، البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۲۳۴

[2] طبری جلد ۳ صفحہ ۴۹۴، البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۲۳۴

[3] آپ سابقین اولین، مہاجرین حبشہ میں سے ہیں۔ امام احمدؒ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے حضرت معاذ (بن جبل) اور حضرت ابوموسی اشعریؓ کو یمن بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ لوگوں کو قرآن کی تعلیم دیں۔ (''صفة الصفوة'' جلد ا صفحہ ۲۲۵) امام ابن سعدؒ، حضرت مسروقؒ مشہور تابعی سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا اصحاب رسول میں سے اصحاب الفتویٰ عمر، علی، ابن مسعود، زید (ابن ثابت) ابی بن کعب اور ابوموسیٰ اشعری تھے۔ (رضی اللہ عنہم)

Scanned by CamScanner

گورنر تھے۔

حضرت علیؓ ذی قار کے مقام پر پہنچ گئے۔وہاں قیام فرمایا۔آپ کو اپنے اس مکتوب کے جواب کی انتظار تھی جو آپ نے محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر کے ہاتھ کوفہ بھیجا تھا۔یہ دونوں حضرت علیؓ کا مکتوب لے کر حضرت ابوموسیٰؓ کے پاس پہنچ اور ان کے حکم کے مطابق لوگوں کے سامنے کھڑے ہوکر حضرت امیر المؤمنینؓ کا حکم پیش کیا۔ فلم یجا با الی شئی مگر لوگوں نے انہیں کوئی جواب نہ دیا۔صبح کو اہل عقل وفہم حضرت ابوموسیٰؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دریافت کیا۔ ما تری فی الخروج؟ لڑائی کے لئے نکلنے کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ فرمایا دو صورتیں ہیں۔

القعود سبیل الاخرہ و الخروج سبیل الدنیا فاختاروا فلم ینفر الیہ احد فغضب الرجلان واغلظا لابی موسیٰ فقال ابی موسیٰ واللہ ان بیعۃ عثمان رضی اللہ عنہ لفی عنقی وعنق صاحبکما، فان لم یکن بد من قتال لا نقاتل احداً حتی نفرغ من قتلۃ عثمان حیث کانوا۔

بیٹھ رہنا آخرت کے لئے مفید صورت ہے اور لڑائی کے لئے نکلنا دنیا کے لئے مفید صورت ہے۔ان دوصورتوں میں تم خود انتخاب کرلو۔ اس پر ایک آدمی بھی نہ نکلا، محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر بہت غضب ناک ہوئے اور حضرت ابوموسیٰ کو سخت سست کہا۔انہوں نے فرمایا:۔ خدا کی قسم حضرت عثمانؓ کی بیعت میری گردن میں بھی ہے اور حضرت علیؓ کی گردن میں بھی! اگر بہرحال لڑنا ہی ہے۔ تو ہم کسی سے بھی نہیں لیں گے جب تک حضرت عثمانؓ کے قاتلین کے قتل سے فارغ نہ ہوجائیں خواہ وہ قاتلین جہاں کہیں بھی ہوں۔

حضرت علیؓ ذی قار میں تھے، ان دونوں نے وہاں پہنچ کر انہیں یہ خبر دی۔آپ نے اشتر اور عبداللہ بن عباسؓ کو بھیجا یہ دونوں کوفہ پہنچے اور حضرت ابوموسیٰؓ سے بات کی۔آپ نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا۔فرمایا:۔

حضرت ابوموسیٰؓ کا خطبہ:

اے لوگو! اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم غیر اصحاب سے خدا اور رسول کو زیادہ جاننے

Scanned by CamScanner

والے ہیں۔ اور تمہارا ہمارے اوپر حق ہے، جسے ہم ادا کرنے والے ہیں۔

تم اللہ عزوجل پر جری نہ بن جاؤ۔ اس کے خلیفہ وسلطان کا استخفاف نہ کرو۔

والرأي الثاني ان تأخذ و امن قدم عليكم من المدينة فتردوهم اليها حتى يجتمعوا وهم اعلم بمن تصلح له الامامة منكم ولا تكلفو الدخول في هذا۔

میری رائے میں تمہارے پاس مدینہ سے جو بھی آئے اسے مدینہ واپس کرو۔ یہاں تک کہ اہل مدینہ متفق ہو جائیں اور وہ امامت کے قابل و مستحق کو بہتر جانتے ہیں تم اس بارہ میں مداخلت نہ کرو۔ یہ فتنہ ہے جو سر پر آ پڑا ہے۔

تم تلواروں کو نیام میں بند کر دو۔ سنانوں کے پھل نکال ڈالو۔ کمانوں کے چلے کاٹ ڈالو۔ یہاں تک کہ اتفاق ہو جائے اور فتنہ ختم ہو جائے۔

حضرت ابن عباسؓ اور اشتر نے واپس جا کر حضرت علیؓ کو مطلع کیا تو آپ نے حضرت حسن اور عمارؓ بن یاسر (رضی اللہ عنہما) کو کوفہ بھیجا، یہ سیدھے مسجد میں تشریف لائے۔ حضرت ابو موسیٰؓ آگے چل کر حضرت حسنؓ سے ملے اور معانقہ کیا اور حضرت عمارؓ کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا اے ابوالیقظان! کیا آپ نے بھی فجار کے ساتھ مل کر امیر المؤمنین پر تعدی کی؟ انہوں نے فرمایا۔ لم افعل ولم تسؤنی میں نے ایسا نہیں کیا۔ آپ کیوں مجھے ملامت کرتے ہیں؟ حضرت حسنؓ نے حضرت ابو موسیٰؓ سے فرمایا "آپ لوگوں کو ہم سے کیوں روکتے ہیں۔ فواللہ ما اردنا الا الاصلاح خدا کی قسم ہمارا مقصد صرف اصلاح ہے۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے جواب دیا۔ "میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ نے سچ فرمایا، لیکن جس سے مشورہ لیا جائے اسے امین ہونا چاہئے۔ میں نے رسول اللہؐ سے سنا، فرمایا:۔ "ایک فتنہ ہوگا اس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا"۔ اور اللہ عزوجل نے ہم کو بھائی بھائی بنایا ہے اور ہم پر ایک دوسرے کے اموال اور خون حرام کر دیئے ہیں اور فرمایا ہے۔ یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا...... اس پر حضرت عمارؓ غضبناک ہو گئے اور حضرت ابو موسیٰؓ کو برا بھلا کہا اور کھڑے ہو کر لوگوں سے خطاب شروع کیا۔ اس پر بنی تمیم کے ایک شخص نے انہیں ٹوکا! شور اور غل برپا ہو گیا۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے لوگوں کو خاموش کیا اور فرمایا: تم ہتھیار بے کار کر کے گھروں میں بیٹھ جاؤ، تاکہ فتنہ ختم ہو جائے...... اشتر کھڑا ہوا اس نے حضرت عثمانؓ کا ذکر شروع کیا ہی تھا کہ مقطع بن الہیثم نے اس سے اشتر کتا کہا۔ چپ ور اللہ

Scanned by CamScanner

تجھے خراب کرے۔ آوارہ کتے بھونکتے ہو، لوگ بھڑک اٹھے اور اسے بٹھا دیا۔ حضر

دعوت پر نو ہزار آدمی ان کے ساتھ روانہ ہوئے۔

دوسری روایت میں ہے کہ جب حضرت ابوموسیٰؓ نے لوگ

فرمایا۔ اس میں کھڑے ہونے والے سے سونے والا بہتر ہے

فرمایا۔ آپ ہمارا منبر اور منصب چھوڑ دیجئے۔ اشتر قصر حکومت

میں داخل ہوئے تو اشتر نے چیخ کر کہا ہمارے قصر

سکتے۔ لوگوں نے حضرت ابوموسیٰؓ کا

کی مساعی حسنہ

فعلى اعذرفى تركه الآن قتل قتلة عثمان وانّما اخذ قتل قتلة عثمان الى ان يتمكن منهم فان الكلمة فى جميع الامصار مختلفة۔

اس وقت حضرت علیؓ قاتلین عثمان کو قتل کرنے سے بہت زیادہ معذور ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ انہوں نے ان کے قتل کو اس وقت تک موخر کر رکھا ہے جب تک ان سبائیوں پر پورے پورے قادر ہو جائیں۔ بلاشبہ آج پوری مملکت میں مسلمانوں میں افتراق وانتشار ہے۔

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: پھر تمہاری رائے کیا ہے؟

حضرت قعقاعؓ نے کہا:۔

اقول ان هذا الامر الذى وقع دواؤه التسكين، فاذاسكن اختلجوا۔ فقالو نعم اذاً قدا احسنت واصبت المقالة فارجع فان قدم على وهو على مثل رأيك صلح هذا الامر فرجع الى على فاخبره فاعجبه ذالك۔ ل

میں تو کہتا ہوں اس صورت حالات کا علاج تسکین ہے۔ جب فضا پر سکون ہو جائے گی۔ قاتلین عثمانؓ کو پکڑ کر قتل کر دیا جائے گا۔ اصحاب جمل نے کہا ہاں! آپ کی یہ بات صحیح اور بہت اچھی ہے۔ آپ واپس لوٹ جائیے اگر حضرت علیؓ کی بھی یہی رائے ہے تو صلح ہو سکتی ہے۔ حضرت قعقاعؓ حضرت علیؓ کی خدمت میں واپس آئے اور آپ کو خبر دی۔ آپ نے اسے بہت پسند کیا۔

قاتلین عثمانؓ کو قتل کرنے پر اتفاق!

گویا فریقین قاتلین عثمانؓ کو قتل کرنے پر متفق ہو گئے۔

حضرت علیؓ کا خطبہ:

حضرت علیؓ نے لوگوں کو جمع کیا اور کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا:۔ حمد وثنا اور صلوٰۃ وسلام کے بعد جاہلیت اور اس کی بدبختی، اسلام اور اس کی سعادت کا ذکر فرمایا۔

وانعام الله على الامة بالجماعة بالخليفة بعد رسول الله صلى الله

اور اس امت پر اللہ تعالیٰ کے انعام (خاص) کا ذکر فرمایا کہ اس نے امت کو رسول اللہ ﷺ کے بعد

ل طبری جلد ۳ صفحہ ۵۰۲، ۵۰۳، البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۲۳۷

علیه وسلم ثُمّ الذی یلیه ثم الذی یلیه ثُمّ حدث هذا الحدث الذی جری علی هـٰذِهِ الامّة اقوام طلبوا هٰذِهِ الدنیا حدوامن افاء ها الله علیه علی الفضیلة واراد و ردالا شیاء علی ادبارهـا والله بالغ امره ومصیب ما اراد الّا وانّی راحل غداً فارتحلوا الا ولا یرتحلن غداً احدٌاعان علیٰ عثمان رضی الله عنه بشئی فی شئ مزامور الناس ولیغن السفها عن انفسهم[1]

خلیفہ رسول حضرت ابوبکر، ان کے بعد حضرت عمرؓ، ان کے بعد حضرت عثمانؓ پر جمع کر دیا پھر یہ حادثہ رونما ہوا۔ جس نے ان لوگوں کو اس امت پر جری کر دیا جو دنیا کے طالب ہیں اور اس امت پر انعام الٰہی یعنی جماعت و خلافت اور فضیلت پر حسد کرنے والے ہیں اور ان کے عزائم یہ ہیں کہ اسلام کو جاہلیت سے بدل دیں۔ اللہ اپنے حکم کو پورا کرنے والا ہے اور جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ سن لو! میں صبح کوچ کرنے والا ہوں، تم بھی میرے ساتھ چلو گے، خبردار! کل میرے ساتھ کوئی ایسا آدمی نہ چلے جس نے کسی طرح بھی حضرت عثمانؓ کے خلاف حصہ لیا ہو اور احمق ہمیں معاف کریں۔

چونکہ جانبین کا نصب العین اصلاح بین الناس کے سوا کچھ نہ تھا۔ جب غلط فہمیاں دور ہو گئیں، تو سیدنا حضرت علیؓ نے قاتلین عثمانؓ کے مذموم مخفی عزائم کا پردہ چاک کرتے ہوئے صاف صاف اعلان کر دیا کہ کوئی دشمن عثمانؓ ہمارے ساتھ نہ چلے۔

سبائیوں کے کمینہ عزائم:

سیدنا علیؓ نے اپنے حقیقت افروز خطبہ میں سبائیوں کے ملعون مقاصد کو بے نقاب فرما دیا کہ یہ منافق اسلام کے دشمن ہیں اور انعام الٰہی یعنی اسلامی غلبہ و اقتدار، اسلامی جمعیت و خلافت کے دشمن ہیں اور ان کا مقصد یہ ہے کہ سازشوں کے ذریعہ اسلام کا خاتمہ کر کے دور جاہلیت کو واپس لائیں۔ ابن سباء ملعون اور اس کی مردود پارٹی نے اپنے اس منصوبہ کی تکمیل کے لئے خلیفہ ثالث حضرت عثمانؓ کو شہید کیا۔

سبائیوں کی خفیہ مشاورت اور ان کا فتنہ انگیز فیصلہ:

جب حضرت علیؓ نے یہ فرمایا تو سبائی جماعت کے سرغنے مثلاً اشتر نخعی، عبداللہ بن سباد

[1] طبری جلد ۳ صفحہ ۵۰۶، ۵۰۷، البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۲۳۷، ۲۳۸

Scanned by CamScanner

علبا بن الہیثم وغیرہم نے باہم مشورہ کیا۔ امام ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:۔ سبائیوں کی تعداد اڑھائی ہزار تھی۔ ولیس فیھم صحابی وللہ الحمد۔ اور الحمدللہ کہ ان میں ایک بھی صحابی نہ تھا کہ واللہ علیؓ، قاتلین عثمانؓ کو طلب کرنے والوں سے زیادہ کتاب اللہ کو جاننے والے ہیں اور وہ عمل بالقرآن کے زیادہ قریب ہیں اور انہوں نے جو کچھ کہا وہ تم نے سن لیا۔ کل لوگ تمہارے خلاف مجتمع ہو جانے والے ہیں۔ تمہاری تعداد کم ہے تمہارا کیا حشر ہوگا؟ سوچ لو!

اشتر نے کہا:۔ ورائ الناس فینا و اللہ واحد وان یصطلحوا و علی فعلی ومائنا۔ خدا کی قسم لوگ ہمارے بارے میں متفق ہیں اور حضرت علیؓ نے ان لوگوں سے ہمارے قتل پر صلح کرلی ہے۔ لو آؤ! ہم علی کو عثمان کے ساتھ ملادیں۔ (یعنی شہید کردیں)۔

عبداللہ بن سباء (ملعون) نے کہا، یہ رائے غلط ہے۔ اے قاتلین عثمان! تم ذی قار میں اڑھائی ہزار ہو اور وہ پانچ ہزار ہیں۔ تم ان کا مقابلہ نہیں کرسکتے، علبا بن الہیثم نے کہا انہیں چھوڑ کر کہیں چلے چلو، ابن سباء مردود نے کہا تیری رائے بڑی غلط ہے۔ اذا واللہ کان یتخطفکم الناس، اگر تم نے ایسا کیا تو خدا کی قسم لوگ تمہاری تکا بوٹی کردیں گے۔

پھر ابن سبا (ملعون) نے کہا:۔ اے لوگو! تمہاری خیر لوگوں کے تصادم میں ہے تم انہیں لڑادو۔

واذاالتقی الناس غدا فالشبوا تقال ولا تفرغوھم للنظر......	اور کل جب دونوں فریق ملیں تو تم یکا یک چپکے سے رات کو جنگ کی آگ بھڑکا دو اور انہیں غور کرنے کا موقع بھی نہ دو۔

اس رائے کو سب نے پسند کیا، اسی پر مجلس برخاست ہوگئی۔ لوگوں کو اس ساری کارروائی کا علم نہ ہوسکا۔ [1]

حضرت علیؓ کا نصب العین اور اصحاب جمل کے متعلق آپ کی رائے:

سیدنا امامؓ کی بصرہ تشریف آوری کا مقصد اور اصحابؓ جمل سے متعلق آپ کی رائے ذیل کے مکالمہ سے معلوم ہوگی۔

حضرت علیؓ سے اعور بن بنان المنقری نے دریافت کیا۔ اہل بصرہ پر آپ کے اقدام کا

[1] طبری جلد ۳ صفحہ ۵۰۷، ۵۰۸، البدایہ جلد ۷ صفحہ ۲۳۸

Scanned by CamScanner

کیا مقصد ہے؟ آپ نے فرمایا:۔

الاصلاح واطفاء النائرہ لعل اللہ یجمع شمل ھذہ الامة بناویضع حربھم۔

اصلاح مطلوب ہے اور لوگوں میں جو اشتعال و ہیجان بپا ہے۔ اس کو بجھانا! شاید اللہ ہمارے ذریعے امت کے افتراق کو جمعیت سے بدل دے اور جنگ ختم کردے۔

اعور نے کہا اگر وہ قبول نہ کریں؟ فرمایا ہم انہیں چھوڑ دیں گے۔ جیسا انہوں نے ہمیں چھوڑ رکھا ہے۔ تر کناھم کما ترکونا اعور نے کہا:۔ اگر وہ ہمیں نہ چھوڑیں فرمایا رفعنا ھم عن انفسنا ہم اپنی مدافعت کریں گے۔ اعور نے دریافت کیا:۔

فھل لھم فی ھذا الامر مثل الذی لنا؟

کیا اس معاملے میں ان کا بھی ہماری طرح حق ہے حضرت نے فرمایا ہاں!

قال نعم!

ابوسلامہ الدالانی اٹھے اور دریافت کیا۔

اتری لھؤلآء القوم حجة فیما طلبوامن ھذا الدم ان کانو ارادوا اللہ عزو جل بذلك قال نعم!

کیا ان (اصحاب جمل) کو حضرت عثمانؓ کے خون کے قصاص کے مطالبہ پر حجت حاصل ہے؟ فرمایا ہاں!

قال فتری لك حجة بتا خیرك ذلك قال نعم [1]

اس نے پوچھا کیا آپ کو اس معاملے پر تاخیر کرنے پر بھی حجت حاصل ہے۔ فرمایا ہاں!

لمحہ فکریہ!

حضرت علیؓ کے ان ارشادات سے واضح طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ آپ کے بصرہ تشریف لانے کا مقصد اصلاح احوال اور اجتماع امت ہے۔ نیز حضرت اصحاب جمل کو بالکل اپنی طرح حق پر سمجھتے ہیں۔ جس طرح مطالبہ قصاص میں اپنی تاخیر کو حجت پر قائم سمجھتے ہیں۔ اسی طرح ان کے مطالبہ قصاص کو بھی حجت پر قائم سمجھتے ہیں۔

سیدنا علیؓ اور حضرات طلحہؓ و زبیرؓ کی ملاقات

حضرت قعقاعؓ کی مساعی جمیلہ کے نتیجے میں جب بعد کم ہو گیا اور فریقین ایک

---

[1] طبری جلد ۳ صفحہ ۵۰۹، البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۲۳۸،

Scanned by CamScanner

دوسرے کے قریب آ گئے تو حضرت علیؓ اور حضرات طلحہؓ و زبیرؓ کی ملاقات ہوئی۔

تکلموا فیما اختلوا فیه فلم یجدوا امراً هوا مثل من الصلح ووضع الحرب حین راوا الا مرقد اخذ فی الا نقشاع۔

اختلافی امور پر باہم گفتگو کی اور مسلمانو کے افتراق و انتشار کے پیش نظر جنگ کرنے اور صلح ہی کو افضل و بہتر سمجھا۔

فریقین اسی فیصلہ پر متفق ہو کر اپنے اپنے لشکر کو واپس ہوئے۔ [1]

سبائی لعینوں نے جنگ چھیڑ دی:

شام کو حضرت علیؓ نے حضرت عبداللہ بن عباس کی اصحاب جمل کے پاس بھیج دیا اور حضرت طلحہ زبیرؓ نے حضرت محمد بن طلحہؓ کو حضرت علیؓ کے پاس بھیج دیا۔ تا کہ مزید بات چیت ہو جائے پس سب نے صلح کے فیصلہ پر رات گزاری۔

وبا توا بلیلة لم یبیتوا بمثلها للعافیة وبات الذین اثاروا امر عثمان بشر لیلة باتوها قط قد اشرفوا علی الهلکة وجعلوا یتشاورون لیلتهم کلها حتی ...... اجتمعو اعلی انشاب الحرب فی السر غداوامع الغلس۔

اور سب رات کو ایسی چین کی نیند سوئے کہ ایسی چین کی نیند کبھی نہ سوئے تھے اور جن لوگوں نے حضرت عثمانؓ کے خلاف ہنگامہ برپا کیا تھا اور رات انتہائی شروع تکلیف سے گزاری۔ انہیں اپنی موت سامنے نظر آ رہی تھی۔ ساری رات انہوں نے مشوروں میں گزاری آخر انہوں نے متفقہ فیصلہ کر لیا کہ

خفیہ طور پر جنگ چھیڑ دی جائے...... چنانچہ یہ منہ اندھیرے اٹھے اور حملہ کر دیا۔ [2]

امام ابن کثیر رحمہ اللہ رقم طراز ہیں کہ:۔ طلوع فجر سے قبل یہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ یہ قریباً دو ہزار آدمی تھے۔ لوگوں پر تلواروں سے ٹوٹ پڑے۔ لوگ نیند سے بیدار ہوئے، ہتھیار اٹھائے......

اہل جمل کہنے لگے اہل کوفہ نے دھوکے، فریب سے ہم پر شب خون مارا ہے۔ ان کا گمان یہ تھا کہ اصحاب علیؓ کی سازش ہے۔ حضرت علیؓ کو اس تصادم کی خبر ہوئی......

حقیقت دریافت فرمائی تو لوگوں نے کہا اہل بصرہ نے شب خون مارا ہے۔ فریقین مسلح

[2] طبری جلد ۳ صفحہ ۵۱۷

[1] طبری جلد ۳ صفحہ ۵۱۸،۵۱۷ البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۲۳۹، الکامل ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۱۲۱

Scanned by CamScanner

ہو کر گھوڑوں پر سوار ہو گئے۔ بڑی گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی۔ حضرت علیؓ کے ساتھ بیس ہزار اور اہل جمل کے ساتھ قریباً تیس ہزار فوج تھی۔

ولا یشعر احد منهم بما وقع الامر علیه — اور حقیقت واقعہ کا کسی کو بھی علم نہ ہو سکا۔

فی نفس الامر والسبائیة اصحاب ابن — اور عبداللہ بن سباء کے ساتھی سبائی، اللہ اس کا

السوداء قبحه الله لا یفترون عن القتل — برا کرے قتل سے نہ رکتے تھے۔

حضرت علیؓ کے منادی نے اعلان کیا! ''رک جاؤ! رک جاؤ!!'' مگر کون سنتا تھا۔ خلق کثیر قتل ہوئی یہاں تک کہ حضرت علیؓ نے اپنے صاحبزادے حضرت حسنؓ سے فرمایا:۔

یا بنی لیت اباك مات قبل هذا الیوم — اے میرے بیٹے! کاش تیرا باپ آج سے

بعشرین عاماً۔ — بیس سال پہلے وفات پا چکا ہوتا۔

حضرت حسنؓ نے کہا۔ ابا جان! میں نے آپ کو اس سے روکا تو تھا۔ فرمایا میرے بیٹے، مجھے یہ خیال نہ تھا کہ یہاں تک نوبت پہنچ جائے گی۔

یا بنی انی لم ار ان الامر یبلغ هذا [1]

جنگ روکنے کے لئے حضرت علیؓ کی انتہائی کوشش

سیدنا حضرت علیؓ نے صرف اپنے منادی کی زبانی جنگ روکنے پر اکتفانہ فرمایا۔ بلکہ آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا، تم میں سے کون ہے جو ان لڑنے والوں کے سامنے یہ قرآن پیش کرے۔ اگر اس کا ایک ہاتھ کاٹ دیا جائے تو وہ دوسرے میں قرآن تھام لے، اگر دوسرا ہاتھ بھی قطع کر دیا جائے تو دانتوں سے تھام لے۔ ایک نوجوان نے اپنے آپ کو پیش کیا۔ حضرت علیؓ نے اس سے فرمایا تم ان کے آگے قرآن پیش کرو۔ اور کہو:۔

هذا بیننا و بینکم من اوّله الی آخره۔ — ہمارے تمہارے درمیان یہ قرآن ہے۔

چنانچہ اس نوجوان نے ایسا ہی کیا۔ حتیٰ کہ وہ شہید کر دیا گیا۔ [2]

---

[1] البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۲۳۹، ۲۴۰

[2] طبری جلد ۳ صفحہ ۵۲۰۔ ۵۲۲، ابن اثیرؒ لکھتے ہیں۔ کہ کعب بن سور کے بعد مسلم بن عبداللہ العجلی قرآن لے کر آئے تو انہیں بھی قتل کر دیا گیا۔ (تاریخ الکامل جلد ۳ صفحہ ۱۲۳)

Scanned by CamScanner

حضرت ام المؤمنینؓ کی مساعی جمیلہ:

حضرت ام المؤمنینؓ نے بھی جنگ روکنے کی یہ آخری کوشش فرمائی۔ آپ نے حضر
کعب کو قرآن کریم دے کر حکم دیا تقدم بکتاب الله عزو جل فادعهم اليه ودفعت اليه
مصحفاً کہ ان کے سامنے کتاب اللہ لے کر آؤ اور انہیں قرآن کی طرف دعوت دو۔ چنانچ
حضرت کعب نے قرآن کریم پیش کیا:۔

وامامهم السبائية يخافون ان يجرى الصلح ...... وعلى من خلفهم ويأبون الا اقداماً فلما دعاهم كعب ١ رشقوه رشقاً واحداً فقتلوه ٢ ورموا عائشة فى هودجها۔

حضرت علیؓ پیچھے تھے آگے آگے سبائی تھے انہیں خوف تھا کہ صلح ہوگئی (تو ان کی خیر نہیں) وہ لڑائی پر مصر تھے، جب انہیں حضرت کعب نے قرآن کی طرف دعوت دی تو سبائیوں نے یکبارگی تیر مار کر انہیں شہید کر دیا اور حضرت عائشہؓ کے ہودج پر بھی تیر برسائے۔

حضرت عائشہؓ نے لوگوں سے فرمایا قاتلین عثمانؓ پر لعنت کرو۔ حضرت ام المؤمنین
نے خود بھی ان پر بدعا فرمائی اور اہل بصرہ نے تو بآواز بلند بدعا کی۔ حضرت علیؓ نے سنا تو

فاقبل يدعوا و يقول اللهم العن قتلة عثمان واشيا عهم ٣

آپ نے بھی ان پر بدعا کی اور کہا، الٰہی! قاتلین عثمان اور ان کے مددگاروں پر لعنت فرما!

ساری شرارت سبائی لعینوں کی تھی:

ان تفصیلات سے یہ حقائق واضح ہو کر سامنے آگئے کہ حضرت ام المؤمنینؓ اور اصحاب
جمل ہوں یا حضرت علیؓ دونوں کی نیت اصلاح بین الناس تھی۔ جنگ اور قاتل کو روکنے کی آخر دم
تک فریقین نے پوری سعی فرمائی۔ صرف سبائی ملعون تھے۔ جن کی نیت فساد کی تھی اور انہوں نے

---

١ کعب بن سور، آپ نے رسول ﷺ کا زمانہ پایا۔ حضرت عمرؓ نے انہیں بصرہ کا قاضی بنایا، اور آپ بقول ابن حبان، بصرہ کے قاضی تھے۔ (اصابہ ترجمہ کعب بن سور)

٣ ان کی جگہ حضرت مسلم بن عبداللہ العجلی کھڑے ہوئے، انہیں بھی تیر مار کر شہید کر دیا۔ (طبری جلد ۳ صفحہ ۵۲۴)

Scanned by CamScanner

جنگ کے شعلے بھڑکانے کی کوشش کی۔ اور آخر اسے بھڑکا کر رہے۔

امام ابن کثیرؒ رقم طراز ہیں کہ:۔

کوفیوں کا مقدمہ الجیش عبداللہ بن سباء تھا اور اس کے اتباع لشکر کے آگے تھے۔

یقتلون من قدر واعلیہ من اھل البصرہ لایتوقفون فی احد، اہل بصرہ میں سے جس پر بھی قدرت پاتے تھے اسے قتل کر دیتے تھے، کسی کے بارے میں بھی توقف نہ کرتے تھے، جب انہوں نے حضرت کعبؓ بن سور کو قرآن اٹھائے دیکھا تو سب نے یکبار ان پر تیر چلائے اور انہیں شہید کر دیا۔ ان کے تیر حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہودج کو بھی لگے۔ [1]

بکر بن وائل وغیرہ کی شجاعت وفداکاری:

اس جنگ میں بکر بن وائل، بنوناجیہ اور بنوضبہ نے شجاعت وبسالت کے بے نظیر و بے مثال جوہر دکھلائے۔ امام مظلومؓ کے خون ناحق کا بدلہ لینے کے لئے بے پناہ جوش میں فدائیت و جاں نثاری کا بھرپور مظاہرہ کیا۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:۔

وجعلت عائشة تحرض الناس علی اولئك النفر من قتلة عثمانؓ

حضرت عائشہؓ لوگوں کو قاتلین عثمانؓ کے خلاف برانگیختہ فرماتی تھیں۔

دائیں طرف نگاہ فرمائی تو بکر بن وائل موجود تھے۔ پھر بنوناجیہ، پھر بن ضبہ حاضر تھے۔ ان میں سے خلق کثیر قتل ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ انہ قطعت ید سبعین رجلاً وھی اخذة بخطام الجمل ستر آدمیوں کے ہاتھ کاٹے گئے۔ انہوں نے حضرت ام المؤمنینؓ کے اونٹ کی مہار پکڑ رکھی تھی جب یہ بہت زیادہ زخمی ہو گئے تو بنوعدی آگے بڑھے۔ فقاتلوا قتالاً شدیدا [2] اور شدید لڑائی کی۔

بنوضبہ کی والہانہ عقیدت اور فدائیت وجاں نثاری:

بنوضبہ ہودج کے چاروں طرف لڑلڑ کر پروانہ وار قربان ہو رہے تھے۔

اونٹ کی مہار ان کے ہاتھ میں تھی۔ جب ایک شہید ہو جاتا تو دوسرا بڑھ کر مہار لے

---

[1] البدایہ والنہایہ جلد ۷ ص ۲۴۲ ابن اثیرؒ نے بھی لکھا ہے کہ سبائی لشکر کے آگے آگے تھے انہوں نے حضرت کعب کو شہید کر دیا۔ اور حضرت ام المؤمنین پر تیر چلائے۔ "الکامل" جلد ۳ صفحہ ۱۲۳۔

[2] البدایہ جلد ۷ صفحہ ۲۴۲، ۲۴۳

Scanned by CamScanner

ب الجمل۔ ہم نیزہ تلوار

ون کا قصاص لیتے ہیں۔

زیادہ شیریں ہے، ہمیں

) کے خون کا بدلہ دے دو

روایت کیے ہیں۔

ے، صرف بنوضبہ کے

ار پکڑ پکڑ کر (یکے

حضرات شہید

ناحق اور امام

بے پناہ جوش و

ے۔

اکابر

اصحاب جمل اور حضرت علیؓ کوئی بھی جنگ کی آگ مشتعل کرنا نہیں چاہتے تھے۔ دونوں
۲۔ صلح کے لئے آمادہ و تیار تھے اور صلح گویا ہو چکی تھی۔
ملعون سبائی جو اس فتنہ کے اصل بانی تھے، چونکہ صلح میں ان کی موت تھی۔ اس لئے انہوں
۳۔ نے سازش کر کے خفیہ طور پر راتوں رات جنگ چھیڑ دی۔
جنگ چھڑ جانے کے بعد بھی فریقین نے اسے بند کرنے کی انتہائی مخلصانہ کوشش کی۔
۴۔ قرآن کو درمیان میں لایا گیا، مگر سبائیوں نے جنگ کی آگ کو بھڑکا دیا۔ وکان امر الله قدراً مقدوراً۔

تاریخ تحقیق یا مسخ تاریخ:

ان تاریخی حقائق کے خلاف مودودی صاحب نے جنگ کی ذمہ داری حضرت ام المؤمنین اور حضرات طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہم پر ڈالی ہے۔ مودودی صاحب نے اپنے زعم میں جو آزادانہ تاریخی تحقیق پیش کی ہے۔ وہ درحقیقت تاریخ نہیں، مسخ تاریخ ہے اور انہوں نے تاریخ کو محض اس لئے مسخ کیا ہے۔ تاکہ جنگ اور فتنہ کے اصل باعث وموجب ملعون سبائیوں کو بچا سکیں۔

سبائیوں کی شرمناک حمایت ووکالت!

قدرت کے منتقم ہاتھوں سے مودودی صاحب کو صحابہ کرامؓ کی حمایت ووکالت سے اباو انحراف کی یہ عبرتناک سزا ملی! کہ آپ نے ''خلافت وملوکیت'' میں سبائی ملعونوں کی جا بہ جا حمایت کی۔ اس موقع پر اس قسم کی حمایت ووکالت کا شرمناک مظاہرہ ملاحظہ ہو۔ لکھتے ہیں:۔

''یہ قافلہ مکہ سے بصرے کی طرف روانہ ہو گیا۔ بنی امیہ میں سے سعید بن العاص، اور مروان بن الحکم بھی ان کے ساتھ نکلے، مرالظہر ان (موجودہ وادی فاطمہ) پہنچ کر سعید بن العاص نے اپنے گروہ کے لوگوں سے کہا۔ ''اگر تم قاتلین عثمانؓ کا بدلہ لینا چاہتے ہو تو ان لوگوں کو قتل کر دو جو تمہارے ساتھ اس لشکر میں موجود ہیں۔ (ان کا ارادہ حضرت طلحہؓ وزبیرؓ وغیرہ بزرگوں کی طرف تھا۔ کیونکہ بنی امیہ کا عام خیال یہ تھا کہ قاتلین عثمانؓ صرف وہی نہیں ہیں۔ جنہوں نے ان کو قتل کیا یا جو ان کے خلاف شورش برپا کرنے کے لئے باہر سے آئے، بلکہ وہ سب لوگ جنہوں نے وقتاً فوقتاً حضرت عثمانؓ کی پالیسی پر اعتراضات کئے تھے اور وہ سب لوگ بھی قاتلین عثمانؓ ہی

Scanned by CamScanner

کو روکنے کے لئے نہ لڑے۔)

اور حضرت علی رضی اللہ عنہم و)

ہوگی، وہ تو یوں ختم ہو جائے گا اور

گے۔

۳۵ ابن خلدون ۔۔۔)

بن حضرت علیؓ کی

سی تعداد اس

دیا جائے

حضرت

مصالحت ہوگئی

دونوں کو لڑا

کردی اور وہ

۲۳۷،۲۳۹)

کر دیا۔ (طبقات

معاویہؓ کے کیمپ کا

میں حضرت علیؓ

مروان بن الحکم رکھتا

اس کی یہ توقع سو

حضرت سعید بن العاص ؓ

کے تقیہ کے باوجود کبھی کبھی

ہرا ہی ہرا:۔

مثل مشہور ہے کہ ساون کے اندھے کو ہرا ہی ہرا سوجھتا ہے۔ مودودی صاحب کو بھی مروان ہی مروان سوجھتا ہے۔ رحمہ اللہ!

جنگ جمل برپا کرے تو مروان! حضرت طلحہؓ کو شہید کرے تو مروان! حضرت علیؓ کے کیمپ میں تفرقہ ڈالے تو مروان!! اور حضرت معاویہؓ کے کیمپ میں اتحاد پیدا کرے تو مروان!

پاکئی داماں کی حکایت!

مودودی صاحب نے حضرات صحابہؓ کے خلاف ہزلیات وخرافات نقل کرتے وقت اپنے کلیتہً جامد، یکسر منفی اور سراسر ناروا ارتکاب کی تاویل ان الفاظ میں فرمائی تھی:۔

''میں نے جتنے واقعات نقل کئے ہیں۔ ان کے پورے پورے حوالے نقل کر دیئے ہیں اور کوئی ایک بات بھی بلا حوالہ درج نہیں کی ہے۔ اصحاب علم اصل کتابوں سے مقابلہ کر کے دیکھ لیں کہ یہ سب وہاں موجود ہے یا نہیں۔ اور میں نے اس میں کوئی کمی بیشی تو نہیں کی ہے''۔

(ترجمان القرآن ستمبر 1965ء ص55)

تحریف اور کمی بیشی کا اقرار واعتراف:

میں نے بعونہ تعالیٰ عادلانہ دفاع (حصہ اول) میں ان واقعات کی نشاندہی کی جنہیں نقل کرتے وقت مودودی صاحب نے کمی بیشی کی ہے۔ اگر مودودی صاحب میں اخلاقی جرأت کا افلاس وفقدان نہ ہوتا اور ان کا ضمیر بالکل نہ مر چکا ہوتا تو وہ خلافت وملوکیت میں واضح اعلان کر دیتے کہ ان مقامات پر واقعی مجھ سے کمی بیشی ہو گئی تھی، مگر مودودی کیا؟ جو غلطی کرے یا غلطی کے بعد اس کا اعتراف کرے! اپنی متکبر فطرت اور ضدی مزاج کے تقاضوں کے تحت انہیں رجوع کی توفیق تو نصیب نہ ہوئی البتہ انہوں نے بند قبا کو کھلا ''دیکھ کر'' پاکئی داماں کی تعلّی واپس لے لی اور مندرجہ بالا الفاظ کی بجائے خلافت وملوکیت میں یہ الفاظ رقم فرمائے۔

''جتنے واقعات میں نے نقل کئے ہیں ان کے پورے پورے حوالے درج کر دیئے ہیں اور کوئی ایک بات بھی بلا حوالہ بیان نہیں کی ہے۔ اصحاب علم خود اصل کتابوں سے مقابلہ کر کے دیکھ سکتے ہیں'' (خلافت وملوکیت صفحہ ۲۹۹) ''کہ یہ سب وہاں موجود ہے یا نہیں اور میں نے کمی بیشی تو نہیں کی ہے''۔ یہ الفاظ حذف فرما کر جہاں مودودی صاحب نے کمی

Scanned by CamScanner

بیشی اور تحریف کا حق گویا اپنے لئے محفوظ کرلیا ہے۔ وہاں یہ بھی گویا تسلیم کرلیا ہے کہ میں نے کمی بیشی اور تحریف کی ہے۔ سوچتا ہوں کہ جو بندۂ خدا اپنے "مردہ" دل کی آواز سے شرم سار ہوکر یہ الفاظ تو حذف کردیتا ہے، مگر اپنی کمی بیشی اور تحریف کو واپس لینے کی جرأت نہیں کرسکتا۔ کیا اسے اپنے قلم سے اپنے آپ کو داعی حق[1] لکھتے اور "بین الاقوامی دینی، علمی" شخصیت لکھاتے وقت ذرا بھی ضمیر ملامت نہیں کرتا؟

بددیانتی وخیانت کے آٹھ مثالی مظاہرے

اب میں عرض کرتا ہوں کہ اس موقع پر مودودی صاحب نے بددیانتی اور خیانت کے وہ آٹھ مثالی مظاہرے فرمائے ہیں، جن کی توقع ایک عام شخص سے بھی نہیں کی جاسکتی۔

پہلی بددیانتی!

مودودی صاحب نے پہلی بددیانتی تو یہ کی ہے کہ شہرۂ آفاق کذاب اور مردود کل واقدی کی روایت سے حضرت سعید بن العاص اور حضرت مروان رضی اللہ عنہما کا وہ "گھڑنتو" مکالمہ نقل کیا ہے، جسے واقدی کے بعد اگر کسی شخص نے سنا ہے تو وہ مودودی ہے ورنہ دوسرے کسی فرد بشر نے تو موقع پر بھی اسے نہیں سنا۔

ستر نہاں کہ عارف و زاہد بہ کس نہ گفت،
در حسیر تم کہ بادہ فروش از کجا شنید؟

دوسری بددیانتی!

دوسری بددیانتی یہ کی ہے کہ کذاب ووضاع واقدی کے گھڑنتو مکالمہ کی بنا پر حضرت

---

[1] مودودی صاحب نے خلافت وملوکیت کے نقش اول میں بعنوان داعی حق کیا کرے۔ لکھا تھا کہ داعی حق بیچارہ مخالفتوں سے بچنے کی خاطر اگر نہ تفسیر میں کلام کرے، نہ حدیث میں، نہ فقہ میں، نہ عقائد اور علم وکلام کے مسائل میں، نہ تاریخ میں تو آخر وہ کلام کس چیز میں کرے اور اپنی دعوت کے مختلف گوشوں کو کیسے واضح کرے۔ (ترجمان القرآن" ستمبر ۱۵ صفحہ ۵۶، ۵۷) ان ارشادات سے یہ حقیقت بھی کھل کر سامنے آگئی کہ داعی حق بیچارے نے یہ ساری تکالیف محض اپنی دعوت کے گوشوں کو واضح کرنے کے لئے کی ہے۔ جس دعوت کا ایضاح ووضوح صحابہ کرامؓ پر طعن وتشنیع اور سب کئے بغیر ممکن نہ ہو، اس دعوت کی حقیقت ہر سمجھدار انسان سمجھ سکتا ہے۔ مخفی نہ رہے کہ نقش ثانی "خلافت وملوکیت" میں مودودی صاحب نے یہ ساری عبادت حذف کردی ہے اور اس کی کوئی وجہ بتلانے کی تکلیف بھی گوارا نہیں فرمائی۔

Scanned by CamScanner

مردان وغیرہ بنوامیہ کے اس مہم میں شرکت کے بلند و پاکیزہ نصب العین کو داغدار و ملوث کرنے کی مردود کوشش کی ہے۔ حالانکہ ان کی شرکت جس عالی مقصد کے پیش نظر تھی، اس کا بیان ہو چکا ہے۔

بن باپ کا قول!

مودودی صاحب کا پیش کردہ مکالمہ ولد الحرام ہے جس کے باپ کی کوئی خبر نہیں۔ یعنی طبقات ابن سعد (جلد ۵ ص ۳۴، ۳۵) کی یہ روایت واقدی کی ہے، جس سے زیادہ کذاب راوی کوئی پیدا نہیں ہوا۔ پھر طرفہ تماشہ یہ کہ واقدی اس مکالمہ کی کوئی گھڑنتو سند بھی پیش نہیں کرتا۔ مطلق قالوا کہہ کر ''گھڑنتو'' چلتا کر دیتا ہے اور مودودی صاحب ہیں کہ اس بن باپ کے قول کے سرپرست بن کر اسے ہاتھوں ہاتھ لے لیتے ہیں اور اسی طرح بنوامیہ کی اصحاب جمل کے ساتھ مخلصانہ ومجاہدانہ معیت کو منافقانہ قرار دیتے ہیں۔

تیسری بددیانتی!

داعی حق نے تیسری بددیانتی یہ فرمائی ہے کہ بنوامیہ پر یہ تہمت تراشی ہے کہ ''ان کے خیال میں سیدنا حضرت علی، سیدنا حضرت طلحہ، سیدنا حضرت زبیر اور تمام مہاجرین و انصار مدینہ (رضی اللہ عنہم) قاتلین عثمانؓ ہی ہیں۔ جو شورش کے وقت مدینہ میں موجود تھے حالانکہ ان کے وہم وخیال میں بھی یہ بات کبھی نہیں آئی۔

چیلنج!

ہم پوری قوت سے مودودی صاحب کا دامن پکڑ کر اور انہیں جھنجوڑ جھنجوڑ کر چیلنج کرتے ہیں کہ وہ کسی صحیح روایت سے اپنے اس باطل اور جھوٹے دعویٰ کی صحت وصداقت ثابت کریں اور بنی امیہ کا عام خیال تو بجائے خود! بنوامیہ کے کسی فرد کا ایک قول نقل کر دیں...... مگر یاد رہے...... ہم نے صحیح روایت کا مطالبہ کیا ہے۔

چوتھی بددیانتی!

بین الاقوامی دینی شخصیت نے چوتھی بددیانتی یہ کی ہے کہ قارئین کو یہ تصور دینے کی کوشش کی ہے کہ معاذ اللہ حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم وغیرہ نے وقتاً فوقتاً حضرت عثمان کی پالیسی پر اعتراضات کئے تھے۔ حالانکہ ان حضرات کو حضرت امامؓ کی پالیسی پر

Scanned by CamScanner

قطعاً کوئی اعتراض نہیں تھا۔ یہ حضرت امامؓ کے ہر اقدام میں ان کے ساتھ تھے، حامی، تھے اگر اعتراضات تھے تو صرف سبائی غنڈوں کو تھے۔ اسلامیان مدینہ میں سے ایک بھی شخص نہ تو حضرت امامؓ کے خلاف تھا، نہ ہی صحابہؓ میں اس سلسلہ میں کوئی ناراضی یا شکایت پائی جاتی تھی وہ تو الٹا مطاعن واعتراضات کے دفاع میں امام وقت کی تصدیق وتائید کر رہے ہیں۔[1] اور ان سب کا متفقہ اور بااصرار مطالبہ یہ تھا کہ ان سازشی غنڈوں کو بارشاد رسول قتل کر دیا جائے۔ وسألوه ان یقتلهم (طبری جلد ۳ صفحہ ۳۸۴)۔ سیدنا حضرت علیؓ تو حضرت عثمانؓ کے جمیع اقدامات اور ان کی پالیسی کو اپنی طرف منسوب کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

ماذنب عثمان فیما ضع عن امرنا [2] ہمارے مشورہ سے کئے گئے کاموں میں (حضرت) عثمان کا کیا گناہ ہے؟

پانچویں بددیانتی!

یاران رسولؐ کی امانت ودیانت پر حملے کرنے والی ''معصوم'' شخصیت کی پانچویں بددیانتی یہ ہے کہ دنیا کو یہ بتلا رہے ہیں کہ:۔ حضراتِ صحابہؓ شورش کے وقت مدینہ میں موجود تھے۔ مگر قتل عثمان کو روکنے کے لئے نہ لڑے''۔

اس طرح گویا جمیع انصار ومہاجرین سکان مدینہ کو مجرم ٹھہرایا جا رہا ہے۔

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

حالانکہ اس میں کسی بھی صحابی کا کوئی قصور نہیں، مودودی صاحب خود چند صفحے پہلے لکھ چکے ہیں کہ:۔ ''وہاں کسی کو یہ خیال بھی نہ تھا کہ یہ لوگ قتل جیسے گناہ عظیم کا واقعی ارتکاب کر بیٹھیں گے۔ مدینہ والوں کے لئے تو یہ انتہائی غیر متوقع حادثہ تھا۔ جو بجلی کی طرح ان پر گرا۔

(''خلافت وملوکیت'' صفحہ ۱۲۰/۱۱۹)

چھٹی بددیانتی!

''بین الاقوامی دینی شخصیت'' نے سب سے بڑی بددیانتی اور خیانت یہ کی ہے کہ

---

[1] تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو:۔ طبری جلد ۳ صفحہ ۳۸۳ تا ۳۸۵ ''البدایہ والنہایہ'' جلد ۷ صفحہ ۱۷۱

[2] طبری جلد ۳ ص ۴۳۰

Scanned by CamScanner

حضرات بنی امیہ اور خون آشام سبائی غنڈوں کو ایک ہی سطح پر رکھ کر لکھا ہے۔ ''ایک طرف حضرت علیؓ کی فوج میں وہ قاتلین عثمانؓ موجود تھے جو سمجھتے تھے کہ اگر ان کے درمیان مصالحت ہوگئی تو پھر ہماری خیر نہیں اور دوسری طرف ام المؤمنین کی فوج میں وہ لوگ موجود تھے۔ جو دونوں کو لڑا کر کمزور کر دینا چاہتے تھے۔ اس لئے انہوں نے باقاعدہ طریقے سے جنگ برپا کر دی'' (صفحہ ۱۲۹)

خوف خدا سے بالکل عاری و خالی اور دنیا کی ملامت سے مطلقاً بے پرواہ ہو کر مودودی صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ جنگ جمل صرف قاتلین عثمان سبائی غنڈوں نے برپا نہیں کی۔ بلکہ اس کی ''برپائی'' میں بنوامیہ بھی برابر کے شریک وحصہ دار ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

درحقیقت انسان کو غلیظ ارتکاب سے جو چیز روکتی ہے وہ ہے خوف خدا! جب انسان خدا سے بے خوف ہو جائے پھر جو چاہے کرے اور جو چاہے کہے!

ورنہ حقیقت یہ ہے کہ یہ بات آج تک کسی نے بھی نہیں کہی!

چیلنج!

ہم مودودی صاحب کو پوری قوت سے چیلنج کرتے ہیں کہ صحیح روایت چھوڑ! وہ کوئی غلط نقل ہی پیش کر دیں، جس میں یہ لکھا گیا ہو۔ وہ کسی مؤرخ کو تو چھوڑیئے! کسی ملنگ ہی کا یہ قول دکھا دیں۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ یہ گھٹیا حرکت، کسی جاہل رافضی نے بھی نہیں کی۔ یہ سفلہ ارتکاب تو بھنگ کے نشے میں مست کسی ننگ دھڑنگ ملنگ نے بھی نہیں کیا۔

وفاداروں کو چیلنج!

میں مودودی صاحب کے ان تمام وفاداروں کو چیلنج کرتا ہوں، جو صحابہؓ کے غدار ہیں اور گلی بازار یہ کہتے پھرتے ہیں کہ:۔

''......مودودی صاحب نے صحابہؓ کے خلاف یہ اپنی طرف سے تھوڑا لکھا ہے۔ یہ سب کچھ تو ''اسلامی تاریخوں'' میں موجود ہے۔'' ...... کہ وہ ''اسلامی تاریخوں'' کو چھوڑ، کسی سبائی خرافات ہی سے اپنے معصوم امام کا یہ قول دکھلا دیں۔

فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار ......

Scanned by CamScanner

اسلامی حمیت کا تقاضا!

مودودی صاحب کے وفاداروں میں سارے تو جاہل نہیں، پڑھے لکھے[1] بزرگ بھی موجود ہیں۔ کیا حمیت دینی کا یہ تقاضا نہیں کہ وہ مودودی صاحب کے دشمن صحابہؓ ثابت ہو جانے کے بعد ان سے توبہ ورجوع کا مطالبہ کریں اور عدم رجوع کی صورت میں ان سے الگ ہو جائیں۔ یہ عرض کرنے کی ضرورت نہیں کہ قیامت میں خدا کے سامنے رسول خداؐ اور یاران رسولؐ شفاعت فرمائیں گے۔ مودودی صاحب کام نہیں آئیں گے۔

ساتویں بددیانتی!

مودودی صاحب نے ساتویں بددیانتی یہ فرمائی ہے کہ اپنے اس بہتان وافتراء اور ذاتی گھڑنتو کا ماخذ ''البدایہ جلد ۷ صفحہ ۲۳۷، ۲۳۹) بتلایا ہے، حالانکہ وہاں اس ذلیل حرکت کا نام ونشان بھی نہیں ہے۔

قارئین کرام یہ معلوم کر کے متحیر ہوں گے کہ ان دو صفحوں پر مروان کا تو نام تک موجود نہیں ہے۔ وہاں تو صرف رافضی، سبائی غنڈوں کو اس جنگ کا باعث وموجب ٹھہرایا گیا ہے۔ جیسا کہ مفصل طور پر نقل کیا جا چکا ہے۔ وہاں حضرت ام المومنینؓ کی فوج کے لوگوں کی طرف تو ایسا کوئی اشارہ بھی نہیں ہے، یہ ساری افتراء پروازی وبہتان طرازی ہے۔ ''داعی حق'' کی! اور اس کا مأخذ ہے ان کا سینہ باکینہ! بغض وعداوت صحابہؓ سے ان کا لبریز ومعمور دل مگر وہ اس کا مأخذ حضرات صحابہؓ سے اپنے قلبی بغض وعداوت اور بنوامیہ سے نسلی عناد وفساد کی بجائے بتا رہے ہیں البدایہ والنہایہ!

ستم است، اگر ہوست کشد، کہ بہ سیر سرو دمن درا
تو زغنچہ کم نہ دمیدہٗ، دردل کشا، بہ چمن درا!

آٹھویں بددیانتی!

مودودی صاحب کی آٹھویں بددیانتی یہ ہے کہ:۔

---

[1] ہمیں معاف فرمایا جائے۔ ہم انہیں عالم وفاضل تسلیم نہیں کر سکتے۔ گو ان کے پاس کسی دار العلوم کی سند کیوں نہ ہو۔ کیونکہ علم وفضل ثمرہ ہے خدا ورسول اور یارانؓ رسول ﷺ سے وفاداری کا! خدا اور رسول کے دشمن حاملین توراۃ کو جب اللہ رب العزت ''چار پائے بروکتابے چند'' کا مصداق ٹھہراتے ہیں۔ تو اصحابؓ رسول ﷺ کے غدار بھی ''شیخ الحدیث'' ''مفتی'' اور ''علامہ'' کہلانے کے باوجود فاضل نہیں ہو سکتے۔

Scanned by CamScanner

''حضرت طلحہؓ کو مروان نے قتل کر دیا''۔ دونوں مکہ بلکہ مدینہ سے تو چلے قاتلین عثمانؓ سبائی غنڈوں سے حضرت عثمانؓ کا قصاص لینے! اور پھر قتل کرتے ہیں ایک دوسرے کو! حالانکہ صاف ظاہر ہے جس طرح ایک جہنمی سبائی ''عمرو بن جرموز نے حضرت زبیرؓ کو قتل کر دیا''۔ (''خلافت''، صفحہ ۱۳۰) اسی طرح حضرت طلحہؓ کو بھی کسی ملعون سبائی نے شہید کر دیا۔

پھر تضاد ملاحظہ ہو کہ مرالظہر ان میں جو مروان حضرت سعید بن العاصؓ کی تجویز کو مسترد کر کے حضرت طلحہؓ کو قتل کرنے سے انکار کر دیتا ہے وہی مروان میدان جنگ میں جنگ سے پہلے پہلے حضرت طلحہؓ کو شہید کر دیتا ہے!

نویں بددیانتی!

''داعیِ حق'' کی نویں بددیانتی یہ ہے کہ......

''البدایہ میں علامہ ابن کثیر نے بھی مشہور روایت اسی کو مانا ہے''۔ (جلد ۷ صفحہ ۲۴۷) کے الفاظ سے دنیا کو یہ تصور دینے کی گندی حرکت کی ہے کہ علامہ ابن کثیر کی تحقیق بھی یہی ہے کہ ''حضرت طلحہؓ کو مروان کے قتل کر دیا''۔ حالانکہ حقیقت اس کے علی الرغم یہ ہے کہ ان کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ حضرت طلحہؓ کو مروان نے نہیں، بلکہ کسی دوسرے شخص نے تیر مار کر شہید کیا۔ ان کی پوری عبارت ملاحظہ ہو:۔

ویقال ان الذی ماہ بھذا السھم مروان بن الحکم ...... وقد قیل ان الذی رماہ غیرہ، وھذا عندی اقرب وان کان الاول مشھوراً واللہ اعلم (البدایہ جلد ۷ صفحہ ۲٤۷)	اور کہا جاتا ہے کہ حضرت طلحہؓ کو یہ تیر مروان نے مارا ......اور بلاشبہ یہ کہا گیا ہے کہ تیر کسی دوسرے شخص نے مارا ہے اور یہی میرے نزدیک زیادہ صحیح ہے۔ اگرچہ مشہور قول پہلا ہے۔ صحیح علم اللہ ہی کو ہے۔

لمحۂ فکریہ!

اہل علم وفہم کے لئے غور و فکر کا مقام ہے کہ امام ابن کثیر صاف لکھ رہے ہیں کہ میرے نزدیک اقرب (الی الصحت) یہی ہے کہ (حضرت) طلحہؓ کو تیر مروان نے نہیں۔ بلکہ کسی اور شخص نے مارا، باقی مشہور قول پہلا ہے مگر اس کے ساتھ واللہ اعلم بھی لکھ دیا۔

Scanned by CamScanner

کتمانِ حق!

کتمان حق تو یہودیوں کی صفت تھی۔ یہ مسلمانوں میں کہاں سے آ گئی؟ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتٰبِ وَ تَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فرما کر تو رب العزت نے ان کو ملامت فرمائی۔ کتاب اللہ کے بعض الفاظ پر ہاتھ رکھ کر تو وہ چھپالیا کرتے تھے۔ مگر معلوم ہوتا ہے، اس زمانے میں اس فن میں مہارت نامہ ''داعی حق'' نے حاصل کر رکھی ہے۔ وہ وان کسان الاول مشھوراً پر ''ایمان لا کر'' یہ تو لکھ دیتے ہیں کہ ابن کثیر نے مشہور روایت اسی کو مانا ہے''۔ مگر اس سے پہلے امام رحمہ اللہ نے جو لکھا ہے:۔ وقد قیل ان الذی رماہ غیرہٗ وھذا عندی اقرب اس پر وہ ہاتھ رکھ کر اسے چھپا دیتے ہیں۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

اور پھر وہ اپنے اسی شرمناک کردار کے باوجود آئمہ اعلام دین رحمہم اللہ کی تحقیقات پر طعن کر کے اسے رد کر دیتے ہیں اور اپنی '' آزادانہ تحقیق'' کا نعرہ لگاتے ہیں۔ ؎

بادۂ عصیاں سے دامن تر بتر ہے شیخ کا
پھر بھی دعویٰ ہے کہ اصلاح دو عالم ہم سے ہے!

۲۔ مخفی نہ رہے کہ امام ابن کثیرؒ نے صفحہ ۲۴۱ پر بھی اپنی تحقیق یہی ارشاد فرمائی ہے کہ وہ تیر مروان نے نہیں، بلکہ کسی دوسرے شخص نے مارا تھا۔ جو معلوم نہیں ہوسکا۔ لکھتے ہیں:۔

واما طلحة فجاءہ فی المعرکة سھم غرب[۱] یقال رماہ بہ مروان بن الحکم فاللہ اعلم	اور (حضرت) طلحہؓ انہیں لڑائی میں ایک ایسا تیر لگا جس کے پھینکنے والا معلوم نہ ہوسکا۔ کہا جاتا ہے، وہ مروان نے مارا تھا۔ مگر اللہ بہتر جانتا ہے۔

۳۔ امام طبری رحمہ اللہ جو اصل ماخذ ہے۔ روایت کرتے ہیں۔ (جلد ۳ صفحہ ۵۱۹)
وجاء طلحة سھم غرب اور حضرت طلحہؓ کو تیر لگا۔ جس کا پھینکنے والا معلوم نہیں۔

۴۔ پھر صفحہ ۵۳۴ پر روایت نقل کرتے ہیں۔ فجاء سھم غرب

۵۔ صفحہ ۵۲۰ پر یہ الفاظ روایت کرتے ہیں:۔

---

۱ سھم غرب، وہ تیر جس کا پھینکنے والا معلوم نہ ہو۔ (المنجد عربی اردو)

Scanned by CamScanner

اصابت طلحه رمية فقتله فيز عمون ان مروان بن الحكم رماه حضرت طلحہؓ کو تیر لگا۔ جس سے وہ شہید ہو گئے۔ لوگوں کا جھوٹا[1] گمان تھا کہ آپ کو مروان نے تیر مارا تھا۔

۶۔ ابن اثیرؒ بھی لکھتے ہیں:۔ واما طلحة فاتاه سهم غرب فاصابه[2]

دسویں بددیانتی!

مودودی صاحب کی دسویں بددیانتی یہ ہے کہ حضرت معاویہؓ کے کیمپ کا اتحاد اور حضرت علیؓ کے کیمپ کا تفرقہ مروان کے باعث تھا اور "اسی لئے وہ حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کے ساتھ لگ کر بصرے گیا تھا اور افسوس کہ اس کی یہ توقع سو فیصدی پوری ہو گئی۔" (ثلاث عشرة كاملة)

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ جب انسان آنکھوں پر پٹی باندھ لے اور تعصب سے اس کی آنکھیں اندھی ہو جائیں۔ تو وہ اسی قسم کی بہکی بہکی باتیں کرتا ہے۔

ہر باہوش انسان پر ان سطور کا بدیہی البطلان ہونا واضح ہے۔ لہٰذا ان پر مزید بحث کی ضرورت نہیں۔

یہ منہ اور مسور کی دال!

آخر میں اتنا ضرور...... عرض کروں گا کہ اسی "دیانت و امانت" پر آزادانہ تاریخ نگاری کے دعوے کئے جاتے ہیں؟ حیرت و استعجاب ہے، اس جسارت و بے باکی پر! کہ دیانت و امانت کا یہ حال! اور خاطر میں نہیں لایا جاتا، حضرت شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ، اور امام قاضی ابن العربی اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہم اللہ ایسے آئمہ اعلام دین کو! اور ان کی محققانہ تحریروں کو نظر انداز کر کے "اصل ماخذ سے خود تحقیق کرنے اور اپنی آزادانہ رائے قائم کرنے کا راستہ اختیار کیا (خلافت صفحہ ۳۲۰) جاتا ہے۔"

---

[1] زعم: کوئی سچ یا جھوٹ بات کہنا، شکی یا جھوٹی باتوں میں اس کا استعمال بیشتر ہوتا ہے۔ (المنجد عربی اردو) زعم: سچ یا جھوٹ کہنا اور اکثر مشکوک یا ایسی چیزوں میں جس کے جھوٹ ہونے کا یقین ہو، استعمال کیا جاتا ہے (مصباح اللغات)

[2] الکامل جلد ۳ صفحہ ۱۲۲

Scanned by CamScanner

جنگ صفین

☆ .... پس منظر

☆ .... اجلّہ صحابہؓ کا موقف

☆ .... حضرت معاویہؓ کا کردار

حضرت معاویہ، حضرت عمرو بن العاص اور

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم کے خلاف

مودودی صاحب کے

مطاعن واعتراضات کا

مدلّل ومسکت جواب اور

عادلانہ دفاع

Scanned by CamScanner

طعن نمبر ۲۹ قبائلی بدنظمی سے اشبہ:

حضرت امیر معاویہؓ سے متعلق مودودی صاحب لکھتے ہیں:۔

اس سے بدر جہا زیادہ غیر آئینی طرز عمل دوسرے فریق، یعنی حضرت معاویہؓ کا تھا، جو معاویہ بن ابی سفیان کی حیثیت سے نہیں، بلکہ شام کے گورنر کی حیثیت سے خون عثمانؓ کا بدلہ لینے کے لئے اٹھے، ...... اور مطالبہ بھی یہ نہیں کیا کہ حضرت علیؓ قاتلین عثمانؓ پر مقدمہ چلا کر انہیں سزا دیں، بلکہ یہ کیا کہ وہ قاتلین عثمانؓ کو ان کے حوالہ کر دیں تا کہ وہ خود انہیں قتل کریں۔ (طبری جلد ۴ ص ۳، ۴، ابن الاثیر جلد ۳ صفحہ ۱۴۸، البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۲۵۷، صفحہ ۲۵۸) یہ سب کچھ دور اسلام کی نظامی حکومت کے بجائے زمانہ قبل اسلام کی قبائلی بدنظمی سے اشبہ ہے۔

(خلافت وملوکیت صفحہ ۱۲۵)

جواب نمبر ۳۰:

ہم مودودی صاحب ہی کے الفاظ میں عرض کریں گے کہ مودودی صاحب کی یہ ساری منطق اسلام کی عادلانہ منطق کی بجائے عہد جاہلیت کی جاہلانہ بدگوئی سے اشبہ ہے۔ کیونکہ طبری وغیرہ کی جس روایت سے وہ یہ بہتان لگا رہے ہیں۔ وہ ہشام بن الکلبی اور ابو مخنف کی روایت ہے جو مردود، کذاب اور جلے بھنے رافضی ہیں اور روافض کے تاریخ نگار ہیں۔ ان کے ''مناقب'' مستقلاً لکھے جا چکے ہیں۔

ریا ونمائش!

مودودی صاحب کی یہ عادت ہے کہ وہ ریاؤ نمائش کے طور پر کثرت سے حوالے پیش کرتے جاتے ہیں۔ اس سے ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ قاری مرعوب ہو کر بھاری بھر کم حوالوں کے بوجھ تلے دب جائے۔ مثلاً سبائی راویوں کی اسی روایت کے مودودی صاحب نے تین مآخذ بیان کر دیئے ہیں۔ حالانکہ ابن اثیر اور ابن کثیر دونوں ناقل ہیں۔ اصل روایت طبری کی ہے۔

امام طبریؒ لکھتے ہیں:۔ فذ کر هشام بن محمد عن ابی مخنف الازدی (جلد ٤ صفحه ٢)

جواب نمبر ۳۱:

طبری جلد ۴ صفحہ ۴ کی جس روایت کا حوالہ مودودی صاحب نے دیا ہے وہ بھی ابو مخنف

رافضی کی ہے..... اسی روایت کو البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۲۵۸ پر نقل کیا گیا ہے۔

جواب نمبر ۲۲:

پھر اس کے الفاظ وہ نہیں جو مودودی صاحب نقل کر رہے ہیں۔ مودودی صاحب کے دعویٰ کے خلاف اس روایت میں ہے کہ حضرت معاویہؓ کے سفیر (صحابی، رسولؐ) حضرت حبیب بن مسلمہ الفہری نے حضرت علیؓ سے کہا:۔

فادفع الینا قتلة عثمان ان زعمت انك لم تقتله ...... نقتلهم به (طبری جلد ٤ صفحه ٤)

اگر آپ کا خیال ہے کہ آپ قاتلین عثمانؓ کو قتل نہیں کر سکتے تو آپ انہیں ہمارے حوالہ کر دیجئے، ہم انہیں قصاص عثمانؓ میں قتل کر دیں گے۔

طعن نمبر ۱۰، ٹھیٹھ جاہلیتِ قدیمہ:

مودودی صاحب لکھتے ہیں اور بغض معاویہؓ کی آگ میں جل بھن کر لکھتے ہیں:۔

حضرت عثمان کا رشتہ جو کچھ بھی تھا۔ معاویہ بن ابی سفیان سے تھا۔ شام کی گورنری ان کی رشتہ دار نہ تھی۔ اپنی ذاتی حیثیت میں وہ خلیفہ کے پاس مستغیث بن کر جا سکتے تھے۔ گورنری حیثیت سے انہیں کوئی حق نہ تھا کہ جس خلیفہ کے ہاتھ پر باقاعدہ آئینی طریقے سے بیعت ہو چکی تھی..... اس کی اطاعت سے انکار کر دیتے اور ٹھیٹھ جاہلیت قدیمہ کے طریقے پر یہ مطالبہ کرتے کہ قتل کے ملزموں کو عدالتی کارروائی کے بجائے مدعی قصاص کے حوالہ کر دیا جائے۔ تا کہ وہ خود ان سے بدلہ لے۔ (خلافت وملوکیت صفحہ ۱۲۵۔۱۲۶)

جواب نمبر ۲۳، سفید جھوٹ اور ''بین الاقوامی'' کذب و دروغ:

مودودی صاحب ہی کے الفاظ میں عرض کریں گے کہ مودودی صاحب ٹھیٹھ جاہلیت قدیمہ کے طریقے پر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر یہ بہتان باندھ رہے ہیں، افتراء کر رہے ہیں۔ ورنہ جیسا کہ ابھی ثابت ہو چکا ہے۔ انہوں نے ایسا کوئی مطالبہ نہیں کیا۔ ان کا مطالبہ یہ نہیں تھا کہ ''قتل کے ملزموں کو عدالتی کارروائی کے بجائے مدعیٔ قصاص کے حوالہ کر دیا جائے، تا کہ وہ خود ان سے بدلہ لے''۔ یہ سفید جھوٹ اور ''بین الاقوامی'' کذب دروغ ہے۔ اس کے خلاف ان کا مطالبہ یہ تھا کہ ''قتل کے ملزموں کے متعلق اگر عدالتی کارروائی نہیں کی جا سکی تو انہیں مدعیٔ قصاص کے حوالہ کر دیا جائے، تا کہ وہ خود ان سے بدلہ لے''۔ (طبری جلد ۴ صفحہ ۴)

Scanned by CamScanner

مودودی صاحب نے پہلے بغض معاویہؓ سے مجبور ہو کر حضرت معاویہؓ کے کردار کو "زمانہ قبل اسلام کی قبائلی بدنظمی سے اشبہ" لکھا مگر اس پر ان کے مشتعل جذبات نفرت وعداوت کو تسکین نہ ہوئی تو اب وہ نبی کریمؐ کے عزیز صحابیؓ سے متعلق "شیلہ جاہلیت قدیمہ کے طریقے پر" کے الفاظ لکھ کر اپنی آتش بغض وعناد کو بجھانے کی کوشش کر رہے ہیں مگر۔

بجھنے کی دل کی آگ نہیں زیر خاک بھی
ہو گا درخت گور پہ تیری چنار کا!

جواب نمبر ۲۴:

ہم کہتے ہیں کہ گورنر کی حیثیت سے بھی حضرت معاویہؓ کو پورا پورا حق تھا کہ وہ خون عثمانؓ کے قصاص کا مطالبہ کریں۔

حق نہ بلکہ فرض!

جب ان کے صوبے میں اس حادثہ سے اک آگ سی لگی ہوئی تھی لوگوں نے اپنی عورتوں کے قریب نہ جانے کی قسمیں کھالی تھیں اور شام میں موجود اجلہ صحابہ عبادہ بن صامت، حضرت ابوالدرداء، حضرت ابوامامہ، حضرت عمرو بن عنبسہ وغیرہم اور حضرات تابعین رضی اللہ عنہم اس مطالبہ میں پیش پیش تھے [1] تو شام کے گورنر کی حیثیت سے حضرت معاویہؓ کا حق نہیں، بلکہ فرض تھا۔ کہ وہ خون عثمان کے قصاص کا مطالبہ لے کر کھڑے ہوں۔

طعن نمبر ۱۱، خلافت کی اطاعت سے انکار:

مودودی صاحب حضرت معاویہؓ پر برستے ہوئے لکھتے ہیں:۔ "گورنر کی حیثیت سے انہیں کوئی حق نہ تھا کہ جس خلیفہ کے ہاتھ پر باقاعدہ آئینی طریقے سے بیعت ہو چکی تھی۔ اس کی اطاعت سے انکار کر دیتے۔ (خلافت وملوکیت صفحہ ۱۲۵)

جواب نمبر ۲۵:

جواب میں سب سے اول مودودی صاحب کا "ارشاد" ملاحظہ ہو، لکھتے ہیں:۔
حضرت علیؓ کو خلیفہ بنانے میں ان لوگوں کی شرکت تھی جو حضرت عثمانؓ کے خلاف شورش برپا کرنے کے لئے باہر سے آئے ہوئے تھے۔ ان میں وہ لوگ بھی شامل تھے، جنہوں نے

[1] البدایہ النہایہ جلد ۷ صفحہ ۲۲۷

بالفعل جرم قتل کا ارتکاب کیا۔ اور وہ بھی جو قتل کے محرک اور اس میں اعانت کے مرتکب ہوئے اور ویسے مجموعی طور پر اس فساد کی ذمہ داری ان سب پر عائد ہوتی تھی۔ خلافت کے کام میں ان کی شرکت ایک بہت بڑے فتنے کی موجب بن گئی۔ آگے چل کر مودودی صاحب ہی لکھتے ہیں:۔

(خلافت وملوکیت صفحہ ۱۲۳)

دوسرے بعض اکابر صحابہؓ کا حضرت علیؓ کی بیعت سے الگ رہنا...... وہ بہر حال امت کے نہایت بااثر لوگ تھے۔ ان میں سے ہر ایک ایسا تھا جس پر ہزاروں مسلمانوں کو اعتماد تھا۔ ان کی علیحدگی نے دلوں میں شک ڈال دیئے۔ (صفحہ ۱۲۳)

جب بقول مودودی صاحب!

ا۔ ''حضرت علیؓ کو خلیفہ بنانے میں حضرت عثمانؓ امام مظلوم کو قتل کرنے والے، قتل کے محرک اور معاون لوگ شامل تھے''۔ صرف یہی نہیں کہ شامل تھے بلکہ ان کی تلوار لوگوں کی گردنوں پر معلق تھی۔[1]

۲۔ اور ایسے ''اکابر صحابہ حضرت علیؓ کی بیعت سے الگ تھے جو امت کے نہایت بااثر لوگ تھے اور ان میں سے ہر ایک پر ہزاروں مسلمانوں کو اعتماد تھا اور ان کی علیحدگی نے دلوں میں شک ڈال دیئے۔''

تو اگر حضرت معاویہؓ کے دل میں بھی شک پڑ گیا ہو اور دوسرے نہایت بااثر اور ہزاروں مسلمانوں کے معتمد علیہ اکابر صحابہؓ کی طرح وہ بھی بیعت سے دست کش رہے تو کیا وہ گردن زدنی ہیں؟ اور صرف وہی گردن زدنی ہیں؟ جبکہ ع

ایں گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند!

یک بام و دو ہوائے:

حضرت معاویہؓ سے مودودی صاحب کے قلبی بغض و عناد کا مظاہرہ اور ''یک بام دو ہوائے'' کا عجیب تماشہ ملاحظہ ہو کہ دوسرے حضرات اگر سیدنا حضرت علیؓ کی بیعت نہ کریں تو

---

[1] طبری جلد ۳، صفحہ ۴۵۱، البدایہ جلد ۷، صفحہ ۲۲۶، مودودی صاحب خود لکھتے ہیں:۔

''اور ایسی روایات بھی بلاشبہ موجود ہیں کہ جب حضرت علیؓ کو خلیفہ منتخب کر لیا گیا تو ان لوگوں (باہر سے آنے ہوئے شورشیوں) نے بعض حضرات کو زبردستی بھی بیعت پر مجبور کیا تھا۔'' (''خلافت وملوکیت'' صفحہ ۳۲۵)

Scanned by CamScanner

وہ اکابر صحابہ اور امت کے معتمد امام و پیشوا!! اور اگر حضرت معاویہؓ اطاعت نہ کریں تو وہ مطعون و ملوم اور گردن زدنی و کشتنی!

طعن نمبر ۱۲، صرف ایک صوبہ باغی تھا:

مودودی صاحب حضرت معاویہؓ کے خلاف قلبی غیظ و غضب کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔ ''یہ بات تاریخی طور پر ثابت ہے کہ جنگ صفین کے بعد تک پورہ جزیرۃ العرب اور اسلامی سلطنت کا ہر صوبہ حضرت علیؓ کی بیعت پر قائم تھا اور صرف شام حضرت معاویہؓ کے زیر اثر ہونے کی بنا پر ان کی اطاعت سے منحرف تھا..... اور مملکت میں ایک جائز، قانونی، مرکزی حکومت موجود تھی۔ جس کی اطاعت تمام دوسرے صوبے کر رہے تھے اور صرف ایک صوبہ باغی تھا۔

(طبری جلد ۴ صفحہ ۴۶۲، ۴۶۳، ابن الاثیر، البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۲۲۹، ۲۴۱)

(''خلافت وملوکیت'' حاشیہ صفحہ ۱۲۵)

جواب نمبر ۲۶:

مودودی صاحب جھوٹ بولنے میں بڑے جری واقع ہوئے ہیں۔ جو بھی جھوٹ بولتے ہیں، پورے وثوق اور پوری قوت سے بولتے ہیں۔

''یہ بات تاریخی طور پر ثابت ہے کہ جنگ صفین کے بعد تک پورا جزیرۃ العرب اور اسلامی سلطنت کا ہر صوبہ حضرت علی کی بیعت پر قائم تھا۔''

تاریخی جھوٹ!

یہ کتنا بڑا تاریخی جھوٹ ہے! میں عرض کرتا ہوں کہ ''جنگ صفین کے بعد تک'' کو تو چھوڑیئے، جنگ صفین سے پہلے بھی کبھی امت، سیدنا علیؓ کی بیعت پر جمع نہیں ہوئی۔

اس حضرت علیؓ کا کوئی قصور نہیں۔ وہ امام حق ہیں، خلیفہ راشد ہیں مگر یہ بات بھی حق ہے کہ آپ کے عہد میں ملت اسلامیہ بٹ کر رہ گئی۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:۔

حضرت علی مرتضی باوجود رسوخ قدم در سوابق اسلامیہ و وفور اوصاف خلافت خاصہ و انعقاد و بیعت برائے او و وجوب انقیاد رعیت فی حکم

حضرت علیؓ سوابق اسلامیہ میں راسخ القدم ہونے اور خلافت خاصہ کے اوصاف کی کثرت، انعقاد بیعت اور آپ کی نسبت حکم

Scanned by CamScanner

اللہ بہ نسبت او متمکن نہ شد در خلافت و در اقطار ارض حکم او نافذ نہ گشت و تمامہ مسلمین تحت حکم او سر فرو دنیاوردند و جہاد در زمان وے رضی اللہ عنہ بالکلیہ منقطع شد و افتراق کلمہ مسلمین بظہور پیوست و اختلاف ایشاں رخنت بعدم کشید و مردم بحروب عظیمہ با او پیش آمدند و دست او را از تصرف ملک کوتاہ ساختند و ہر روز دائرہ سلطنت او لا سیما بعد تحکیم تنگ تر شدن گرفت تا آنکہ در آخر بجز کوفہ و ماحول آں برائے ایشاں صافی نہ ماند[1]

الٰہی میں رعیت کی اطاعت کے باوجود خلافت میں متمکن نہ ہوئے اور اطراف ملک میں ان کا حکم نافذ نہ ہوا اور تمام مسلمانوں نے ان کے حکم کے آگے سر تسلیم خم نہ کیا اور آپ کے زمانہ میں جہاد کلیتہً بند ہو گیا اور مسلمانوں میں افتراق پیدا ہو گیا اور ان کا باہمی اتفاق معدوم ہو گیا اور لوگوں نے ان کے ساتھ بڑی بڑی لڑائیاں کیں اور ان کا دست اقتدار کوتاہ کر دیا۔ ان کی سلطنت کا دائرہ ہر روز خصوصاً واقعہ تحکیم کے بعد تنگ ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ آخر میں کوفہ اور مضافات کوفہ کے سوا ان کے لئے خالص نہ رہا۔

حضرت محدث دہلویؒ کی اس صراحت سے مودودی صاحب کے دعویٰ کا کذب و بطلان ثابت ہو گیا۔

جواب نمبر ۲۷:

مودودی صاحب نے اپنے دعویٰ کا ماخذ طبری جلد ۳ صفحہ ۴۶۲-۴۶۳، ابن الاثیر اور البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۲۶۹-۲۵۱ بتلایا ہے۔

طبری اور البدایہ میں ان حوالوں کو دیکھنے سے معلوم ہوا کہ ان مقامات پر ''ابتداء ۳۶ھ'' کے حالات ہیں اور صفین کی جنگ ۳۷ھ میں ہوئی۔ جنگ صفین کے بعد کے حالات کے ذکر کا ''آغاز ۳۶ھ'' میں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

بین الاقوامی علمیت اور دیانت کا کرشمہ:

یہ صرف مودودی صاحب کی ''بین الاقوامی علمیت اور دیانت کا کرشمہ'' ہے کہ ''جنگ صفین کے بعد تک''۔ اور اس کا ماخذ پیش کرتے ہیں۔ وہ! جہاں جنگ صفین کا نام و نشان نظر نہیں آتا۔ بلکہ وہاں ابتداء ۳۶ھ کے حالات درج ہیں۔

[1] ''ازالۃ الخفاء'' مقصد اول، فصل پنجم، بیان فتن۔

Scanned by CamScanner

جواب نمبر ۲۸:

اس موقع پر امام طبری تو لکھتے ہیں کہ:۔

جب ۳۶ھ داخل ہوا تو حضرت علیؓ نے شہروں کی طرف اپنے عامل روانہ کئے۔ عثمان بن حنیف کو بصرہ، عمارہ بن شہاب کو کوفہ، عبید اللہ بن عباس کو یمن، قیس بن سعد کو مصر اور سہل بن حنیف کو شام بھیجا۔ سہل کو تبوک سے واپس لوٹنا پڑا۔ قیس بن سعد مصر میں داخل ہوئے فافترق اهل مصر فرقا تو اہل مصر دو گروہوں میں بٹ گئے۔ ایک گروہ تو اس کے ساتھ ہو گیا، وفرقة وقفت واعتزلت الی خربتا وقالوا ان قتل قتلة عثمان فنحن معكم والا فنحن على حدنا يلتنا حتى نحرك او نصيب حاجتنا۔ اور ایک گروہ نے توقف کیا اور خربتا کے مقام پر عزلت گزیں ہو گئے اور کہنے لگے اگر قاتلین عثمانؓ قتل کر دیئے گئے تو ہم تمہارے ساتھ ہیں ورنہ ہم ایک گوشے میں بیٹھے رہیں گے۔ یہاں تک کہ ہم اپنا مقصد حاصل کر لیں، قیس نے حضرت علیؓ کو اس سے مطلع کر دیا اور عثمان بن حنیف بصرہ میں داخل ہوئے۔

وافترق الناس بها فاتبعت فرقة القوم ودخلت فرقة فى الجماعة وفرقة قالت ننظر مايصنع اهل المدينة فتصنع كما صنعوا۔

تو لوگ متفرق ہو گئے۔ ایک جماعت تو بیعت کنندگان میں داخل ہو گئی اور ایک جماعت نے کہا ہم دیکھیں گے، اہل مدینہ کیا کرتے ہیں جو وہ کریں گے، ہم بھی وہی کریں گے۔

رہے (حضرت) عمارؓ! تو انہیں کوفہ کے قریب حضرت طلیحہ بن خویلدؓ ملے اور فرمایا:۔

ارجع فان القوم لا يريدون بامير هم بدلا وان ابيت ضربت عنقك فرجع عماره (طبری جلد ۳ ص ۲۶۳-۲۶۳)

واپس لوٹ جاؤ۔ اہل کوفہ اپنے لئے نیا امیر نہیں چاہتے۔ اگر تم نے اصرار کیا تو وہ تیری گردن مار دیں گے۔ چنانچہ حضرت عمارہؓ لوٹ گئے۔

امام طبری رحمۃ اللہ لکھتے ہیں:۔ جب حضرت طلیحہؓ بن خویلد کو شہادت عثمانؓ کی خبر ملی خرج بدعوالی الطلب بدمه تو آپ قصاص عثمان کے مطالبہ کی دعوت لے کر نکلے اور حسرت وافسوس سے کہتے تھے کہ میں موقع پر موجود نہ تھا۔ (طبری جلد ۳ صفحہ ۴۶۲)

البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۲۲۹ میں ہے کہ حضرت قیس بن سعد پر اہل مصر کا اختلاف ہو

Scanned by CamScanner

گیا۔

فبايع له الجمهور وقالت طائفة لانبايع حتى تقتل قتلة عثمان وكذالك اهل البصره	جمہور نے تو ان کی بیعت کر لی مگر ایک گروہ نے کہا جب تک ہم قاتلین عثمانؓ کو قتل نہ کر لیں۔ بیعت نہ کریں گے، اہل بصرہ نے بھی اسی طرح کیا۔

رہے حضرت عمارؓ جنہیں کوفہ کا امیر بنا کر بھیجا گیا تھا۔

فصده عنها طليحة بن خويلد غضبا لعثمان، فرجع الى على فاخبره۔	انہیں طلیحہؓ بن خویلد [1] نے حضرت عثمانؓ کے شہید ہونے پر غضب ناک ہو کر کوفہ میں داخل ہونے سے روک دیا۔ وہ حضرت علیؓ کی طرف واپس لوٹ آئے، اور انہیں (صورت حالات سے) مطلع کیا، اور فتنہ پھوٹ پڑا۔ حالات انتہائی خراب ہو گئے مسلمانوں کی وحدت پارہ پارہ ہو گئی اور حضرت ابو موسیٰؓ نے حضرت علیؓ کو اہل کوفہ کی اطاعت و بیعت کی اطلاع دی۔ مگر ان میں سے قلیل تعداد نے اطاعت و بیعت کی۔
وانتشرت الفتنه وتفاقم الامر واختلفت الكلمته وكتب ابو موسى الى على بطاعته اهل الكوفه ومبايعتهم الا القليل منهم [2]	

ناطقہ سر بگریباں.....

حیران ہوں کہ مودودی صاحب طبری جلد ۳ صفحہ ۴۶۲۔۴۶۳ اور البدایہ جلد ۷ صفحہ ۲۲۹ سے تو یہ نقل کر رہے ہیں کہ "پورا جزیرۃ العرب اور اسلامی سلطنت کا ہر صوبہ حضرت علیؓ کی بیعت پر قائم تھا اور صرف شام ان کی اطاعت سے منحرف تھا"۔ اور ان صفحات پر یہ حقیقت جلوہ گر ہے کہ "اسلامی سلطنت کا کوئی بھی صوبہ ایسا نہیں جو حضرت علیؓ کی بیعت پر متفق ہو۔ حجاز ہو یا مصر! بصرہ ہو یا کوفہ! ہر جگہ اختلاف و افتراق ہے۔ امت مسلمہ دو فریقوں میں بٹی نظر آتی ہے اور امام

---

[1] حضرت طلیحہؓ بن خویلد صحابی ہیں، فتوحات اسلامی میں ان کا بہت بڑا مقام ہے۔ لہ مواقف عظیمہ فی الفتوح (اصابہ تحت طلیحہ بن خویلد) [2] البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۲۲۹

Scanned by CamScanner

ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔

وانتشرت الفتنه و تفاقم الامر، واختلفت الکلمة

دیانت کا ''شاہکار''!

مودودی صاحب چونکہ ''بین الاقوامی علمی، دینی شخصیت'' ہیں اس لئے بین الاقوامی دیانت کا مظاہرہ فرما کر لکھتے ہیں:۔

''مرکزی حکومت موجود تھی۔ جس کی اطاعت تمام دوسرے صوبے کر رہے تھے۔ اور صرف ایک صوبہ باغی تھا''۔ (خلافت وملوکیت صفحہ ۱۲۵ حاشیہ) اور اس دعویٰ کے ثبوت میں جو حوالہ دیتے ہیں، وہاں لکھا ہے کہ کسی صوبہ میں بھی مرکزی حکومت کی اطاعت پر اتفاق نہ تھا۔ ہر جگہ افتراق وانتشار تھا و انتشرت الفتنہ حیران ہوں کہ اس دیانت کے زعم پر اکابر و عمائدامت کی تحقیقات سے اعراض کر کے اپنی آزادانہ تحقیقات کے دعوے کئے جاتے ہیں۔

دس ہزار سادات واشراف الناس:

مودودی صاحب نے اپنے باطل دعویٰ کے ثبوت میں البدایہ صفحہ ۲۵۱ کا حوالہ بھی دیا ہے۔ اس کی حقیقت بھی ملاحظہ ہو:۔

حضرت قیسؓ بن سعد کی دعوت پر مصر کے لوگوں نے حضرت علیؓ کی بیعت کی۔ سوائے قریہ خربتا کے!

فیھا ناس قد اعظموا قتل عثمان وکانوا سادة الناس و وجوھھم وکانوافی نحو من

اہل خربتا نے قتل عثمانؓ کو ایک عظیم حادثہ سمجھا وہ لوگوں کے سردار اور روسأ تھے اور قریباً دس ہزار کی تعداد میں تھے۔ اسی طرح مسلمہ بن مخلد الانصاری نے بیعت سے تاخیر کیا، قیس بن سعد نے ان سے تعرض نہ کیا۔ [1]

لمحہ فکریہ!

غور فرمائیے! مصر کے دس ہزار روسأ وشرفأ قوم سیدنا علیؓ کی بیعت نہیں کرتے۔

---

[1] ''البدایہ والنہایہ'' جلد ۷ صفحہ ۲۵۱

Scanned by CamScanner

حضرت مسلمہ بن مخلد انصاری[1] بھی بیعت نہیں کرتے۔ امام ابن کثیرؒ کے ان الفاظ سے "واہی حق" یہ اخذ کرتے ہیں کہ "صرف شام حضرت علیؓ کی اطاعت سے منحرف تھا" ع

خامہ انگشت بدنداں کہ اسے کیا لکھیے؟

تین سوال!

ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ آخر یہ دیانت و امانت اور صالحیت کی کون سی قسم ہے؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ جب ایک دفعہ ایک انسان کی بد دیانتی اور فریب کاری ثابت ہو جائے تو کیا دوسرے معاملات میں اس پر اعتبار و اعتماد کیا جا سکے گا؟۔ تیسرا سوال یہ ہے کہ لوگوں کو یوں دھوکا دینے، گمراہ کرنے اور ان کی آنکھوں میں دھول جھونکنے والے لوگوں کو کب تک حضرات صحابہؓ کی ناموس و آبرو کے ساتھ کھیلنے کی اجازت دی جائے گی؟

یہ معلوم ہو گیا کہ :۔ ۱۔ مدینہ، مصر، بصرہ، کوفہ کسی صوبہ میں بھی سیدنا حضرت علیؓ کی خلافت پر اتفاق نہ تھا ہر جگہ اختلاف موجود تھا اور لوگ دو فرقوں میں تقسیم ہو چکے تھے۔

۲۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ قریباً دس ہزار رؤسائے مصر نے سیدنا علیؓ کی بیعت سے محض اس بنا پر انکار کر دیا کہ قاتلین عثمانؓ قتل نہیں کئے گئے۔ اگر وہ قتل کر دیئے جائیں تو ہم ساتھ ہیں۔

مودودی صاحب کے ممدوح و معتمد علیہ امام ابن کثیر رحمہ اللہ تو لکھتے ہیں کہ :۔

لاتبایع حتی نقتل قتلة عثمان و کذلك اهل البصرہ

ان مصریوں نے کہا جب تک ہم قاتلین عثمانؓ کو قتل نہ کرلیں، بیعت نہ کریں گے۔

اہل بصرہ نے بھی یہی جواب دیا (البدایہ جلد ۷ صفحہ ۲۲۹)

مگر مودودی صاحب فرماتے ہیں کہ "صرف شام حضرت معاویہؓ کے زیر اثر ہونے کی بناء پر ان کی اطاعت سے منحرف تھا"۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ایں طرفہ تماشہ بیں!

مودودی صاحب جیسی "بین الاقوامی علمی، دینی شخصیت" غلط بیانی تو نہیں کر سکتی، لہذا

---

[1] آپ صحابہؓ میں سے ہیں، فاتح مصر ہیں، پھر مصر میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ ("استیعاب" ترجمہ حضرت مسلمہ بن مخلد بن الصامت)

Scanned by CamScanner

معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک مدینہ، مصر اور بصرہ شام کے شہروں کے نام ہیں جو حضرت معاویہؓ کے زیر اثر ہونے کی بناء پر خلافت کی اطاعت سے منحرف تھے۔

حضرت معاویہؓ کے زیر اثر ہونے کی رٹ:

مودودی صاحب نے خوب رٹ لگائی کہ:۔

''صرف شام حضرت معاویہؓ کے زیر اثر ہونے کی بناء پر ان کی اطاعت سے منحرف تھا''۔ (حاشیہ صفحہ ۱۲۵) خلافت کو ان کے زیر انتظام صوبے کے سوا پوری مملکت تسلیم کر چکی تھی''۔ (صفحہ ۱۲۵) مگر یہ نہ ارشاد فرمایا کہ یہ اہل مصر و اہل بصرہ جو قاتلین عثمانؓ کو قتل کئے بغیر بیعت و اطاعت سے صاف انکار کر رہے ہیں۔ یہ کس کے زیر اثر ہیں۔ کیا یہ بھی حضرت معاویہؓ کے زیر اثر اور زیر انتظام تھے؟ اور حضرت طلیحہؓ بن خویلد نے جو شہادت عثمانؓ سے غضب ناک ہو کر حضرت عمارؓ کو راستے سے واپس کر دیا اور کوفہ میں داخل نہ ہونے دیا۔ کیا یہ بھی حضرت معاویہؓ کے زیر اثر تھے؟

آگ لگا دی!

حقیقت یہ ہے کہ امام مظلومؓ کی دردناک شہادت نے پوری مملکت اسلامیہ کو ہلا کر رکھ دیا۔ مدینہ طیبہ ہو یا مکہ معظمہ! خربتا ہو یا بصرہ! شام ہو یا کوفہ! ہر جگہ اک آگ سی لگی تھی۔ ہر ملک، ہر صوبہ اور ہر شہر میں دردمند اہل اسلام مضطرب تھے۔ پریشان تھے اور سیماب وار بے قرار تھے، ان سب کا مطالبہ یہی تھا کہ امام مظلومؓ کی مظلومیت کا بدلہ اور آپ کے خون ناحق کا قصاص لیا جائے۔ انہیں خلافت اور بیعت وغیرہ کی کوئی بات پیاری نہ لگتی تھی۔ انہیں کسی چیز سے دلچسپی نہ تھی۔ ہر جگہ مسلمانوں کو صرف قصاص امامؓ کی فکر تھی اور وہ ہر حالت میں ہر قیمت پر اولین فرصت میں قاتلین امامؓ سے نبٹ لینا چاہتے تھے۔

لمحہ فکریہ!

جب یہ حقیقت ہے اور مودودی صاحب کے پیش کردہ حوالوں ہی سے ثابت ہے تو پھر مودودی صاحب کس منہ سے صرف حضرت معاویہؓ کو ملوم و مطعون کر رہے ہیں؟

Scanned by CamScanner

دوہرا حق!

جب خربتا (مصر) اور بصرہ اور کوفہ کے دو افتادہ باد کے حساس و غیور مسلمان اس خون ناحق کا بدلہ و قصاص لینے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ جب عام مسلمانوں کے قلوب میں بے پناہ جوش و خروش تھا اور پوری فضا انتقام انتقام کی صدا سے گونج رہی تھی تو اگر حضرت معاویہؓ بھی خون عثمان کا قصاص طلب کریں تو اس میں حیرت و استعجاب یا سوظن و بدگمانی کا کون سا موقع محل ہے۔ جبکہ حضرت معاویہؓ پر حضرت امام مظلومؓ کے قریبی عزیز، ابن عم اور ولی تھے۔ ولی الدم ہونے کی بنا پر ان کا دوہرا فرض تھا کہ وہ قصاص کا مطالبہ کریں۔ چنانچہ انہوں نے یہ مطالبہ حق پیش کر کے اپنا فرض باحسن طور ادا کیا۔ رضی اللہ عنہ و عنہم اجمعین۔

طعن نمبر ۱۳، حضرت معاویہؓ کی اشتعال انگیزی:

مودودی صاحب پانچواں مرحلہ کے زیر عنوان لکھتے ہیں:۔

حضرت عثمانؓ کی شہادت (۱۸/ ذی الحجہ ۳۵ھ) کے بعد حضرت نعمان بن بشیر ان کا خون سے بھرا ہوا قمیص اور ان کی اہلیہ محترمہ حضرت نائلہ کی کٹی ہوئی انگلیاں حضرت معاویہؓ کے پاس دمشق لے گئے اور انہوں نے یہ چیزیں منظر عام پر لٹکا دیں، تا کہ اہل شام کے جذبات بھڑک اٹھیں۔ (ابن الاثیر۔ البدایہ جلد ۷ صفحہ ۲۲۷) یہ اس بات کی کھلی علامت تھی کہ حضرت معاویہؓ خون عثمانؓ کا بدلہ قانون کے راستے سے نہیں، بلکہ غیر قانونی طریقہ سے لینا چاہتے ہیں۔ ورنہ ظاہر ہے کہ شہادت عثمانؓ کی خبر ہی لوگوں میں غم و غصہ پیدا کرنے کے لئے کافی تھی۔ اس قمیص اور ان انگلیوں کا مظاہرہ کر کے عوام میں اشتعال پیدا کرنے کی کوئی حاجت نہ تھی۔

(خلافت و ملوکیت ص ۱۳۲)

جواب نمبر ۲۹:۔

ہم عرض کر چکے ہیں۔ امام مظلومؓ کی دردناک شہادت کی خبر سے ہر جگہ اک آگ سی لگ چکی تھی۔ دمشق میں تو حضرت معاویہؓ نے یہ چیزیں منظر عام پر لٹکا کر اہل شام کے جذبات کو بھڑکایا۔ میں پوچھتا ہوں خربتا میں دس ہزار رؤسا مصر اور حضرت مسلمہؓ بن مخلد کے جذبات کو کس نے بھڑکایا؟ اور اہل بصرہ کی ایک جماعت کو کس نے بھڑکایا تھا؟ اور حضرت طلحہؓ نے جو کوفہ سے حضرت عمارؓ کو واپس کر دیا تا اور حسرت و افسوس سے کہتے تھے کہ "میں موقع پر موجود نہ تھا" تو

انہیں بھی حضرت معاویہؓ جا کر بھڑکایا تھا؟ اور خود حضرت علیؓ کے گورنر کوفہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے جو صاف لفظوں میں فرمادیا کہ "ہم کسی سے نہیں لڑیں گے جب تک حضرت عثمانؓ کے قاتلین کے قتل سے فارغ نہ ہو جائیں خواہ وہ قاتلین جہاں کہیں بھی ہوں۔

(طبری جلد۳ صفحہ ۴۹۷)

تو کیا انہیں بھی حضرت معاویہؓ نے یہ چیزیں دکھلا کر ان کے جذبات کو بھڑکایا تھا؟

جواب نمبر ۳۰:۔

مودودی صاحب نے تکلف فرمایا کہ اس روایت کا ماخذ ابن الاثیر، البدایہ اور ابن خلدون بتلایا۔ یہ سب حضرات تو ناقل ہیں۔ اصل مأخذ روایت طبریؒ ہے۔ (جلد۳ صفحہ ۵۶۱) امام طبری رحمۃ اللہ نے یہ روایت اپنی سند سے نقل کی ہے۔ اس سند کے دو راوی شعیب اور سیف سخت مجروح ہیں۔ ان کے مفصل مناقب تو مقدمہ میں بیان ہو چکے ہیں۔ یہاں اتنا عرض ہے کہ سیف کو کالو اقدی تک کہا گیا ہے۔ یہ حدیثیں وضع کیا کرتا تھا اور زندقہ کی تہمت سے بھی متہم تھا۔ (میزان الاعتدال)

میں نہیں کہہ سکتا کہ اس قسم کے بلند پایہ راویوں سے ڈر کر مودودی صاحب نے روایت کا اصل مأخذ بیان کرنے سے دانستہ گریز کیا ہے یا اصل ماخذ تک ان کی نگاہ نہیں پہنچ سکی ..... بہرحال اس روایت کا کوئی اعتبار نہیں اور نہ حضرت معاویہؓ کو اس قسم کے گھٹیا پروپیگنڈہ کی ضرورت تھی۔ اس قسم کے پروپیگنڈے چودھویں صدی کے سیاسی بزرگوں کو مبارک ہوں۔

طعن نمبر ۱۴، حضرت معاویہؓ کا موقف ومقام:

مودودی صاحب لکھتے ہیں:۔

حضرت علیؓ نے منصب خلافت سنبھالنے کے بعد جو کام سب سے پہلے کئے، ان میں سے ایک تھا کہ محرم ۳۶ھ میں حضرت معاویہؓ کو شام سے معزول کر کے حضرت سہل بن حنیف کو ان کی جگہ مقرر کر دیا..... مورخین نے حضرت علیؓ کے حضرت معاویہؓ کو معزول کرنے کا واقعہ کچھ ایسے انداز سے بیان کیا ہے۔ جس سے پڑھنے والا یہ سمجھتا ہے کہ وہ تدبر سے بالکل ہی کورے تھے۔ مغیرہؓ بن شعبہ نے ان کو عقل کی بات بتائی تھی کہ معاویہؓ کو نہ چھیڑیں، مگر انہوں نے اپنی نادانی سے یہ رائے نہ مانی اور حضرت معاویہؓ کو خواہ مخواہ بھڑکا کر مصیبت مول لے لی۔ حالانکہ

Scanned by CamScanner

واقعات کا جو نقشہ خود انہی مورخین کی لکھی ہوئی تاریخوں سے ہمارے سامنے آتا ہے۔ اسے دیکھ کر کوئی سیاسی بصیرت رکھنے والا آدمی یہ محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ حضرت علیؓ اگر حضرت معاویہؓ کی معزولی کا حکم صادر کرنے میں تاخیر کرتے تو یہ بہت بڑی غلطی ہوتی، ان کے اس اقدام سے ابتداء ہی میں یہ بات کھل گئی کہ حضرت معاویہؓ کس مقام پر کھڑے ہیں۔ زیادہ دیر تک ان کے موقف پر پردہ پڑا رہتا تو یہ دھوکے کا پردہ ہوتا، جو زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔

(خلافت وملوکیت صفحہ ۱۳۲ تا ۱۳۴ ملخصاً)

جواب نمبر ۳۱:۔

مودودی صاحب بغض معاویہؓ میں اتنا آگے نکل چکے ہیں کہ انہیں کچھ سوجھتا نہیں۔ مودودی صاحب کے سوا نہ کسی نے آج تک یہ کہا ہے کہ معاذ اللہ حضرت علیؓ تدبر سے بالکل ہی کورے تھے۔ نہ کسی نے یہ کہا ہے کہ انہوں نے اپنی نادانی سے یہ رائے نہ مانی، یہ خرافات مودودی صاحب کو مبارک! البتہ مشورہ حضرت مغیرہؓ نے ضرور دیا تھا۔ مگر بنیادی طور پر ان کا مشورہ سب گورنروں کے متعلق تھا، نہ کہ صرف حضرت معاویہؓ کے متعلق! انہوں نے کہا:۔

انی اری ان تقر عمالك علی البلاد فاذا اتتك طاعتهم استبدلت بعد ذلك بمن شئت وتركت من شئت [۱]

میری رائے یہ ہے کہ آپ صوبوں پر گورنروں کو برقرار رکھئے۔ جب وہ آپ کی بیعت کر لیں تو اس کے بعد آپ جیسے چاہیں تبدیل کر دیں۔

جواب نمبر ۳۲:۔

پھر یہ مشورہ صرف حضرت مغیرہؓ کا نہ تھا، حضرت ابن عباسؓ نے بھی یہی مشورہ دیا اور باصرار کہا ان تثبت معاوية کہ حضرت معاویہؓ کو برقرار رہنے دیجئے۔ مگر حضرت علیؓ نے فرمایا۔

لا والله لا! عطيه الا السيف [۲]

"نہیں! خدا کی قسم میں اسے تلوار کے سوا کچھ نہ دوں گا۔ یعنی اس سے جنگ کروں گا"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مشورہ بھی بنیادی طور پر سب گورنروں کے متعلق تھا۔ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ رقم طراز ہیں:۔ ثم ان ابن عباس اشار علی علی باستمرار نوابه فی البلاد الی ان يمكن الامر، وان يقر معاوية خصوصاً علی الشام۔ یعنی پورے طور پر قبضہ واقتدار ہو جانے تک آپ سب گورنروں کو صوبوں پر رہنے دیجئے۔ خصوصاً معاویہؓ کو شام پر

---

[۱] "البدایہ والنہایہ" جلد ۵ صفحہ ۲۲۸، طبری جلد ۳ صفحہ ۴۶۱۔ [۲] طبری جلد ۳ صفحہ ۴۶۱

ہر دو برقرار رکھئے۔ آخر میں امام ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:۔

ابی علیه ذلك كله، وطاوع امر اولئك الامراء من اولئك الخوارج من اهل الامصار۔ ۱	حضرت علیؓ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی سب باتوں کا انکار فرمادیا اور مختلف دیار وامصار کے خارجیوں (سبائیوں) کے سرداروں کی باتوں سے اتفاق فرمایا۔

مبارکباد!

مودودی صاحب کو مبارک ہو کہ ان کی رائے سبائی لعینوں کی رائے کے مطابق و موافق ہوگئی۔ اشتر وغیرہ سبائی رئیسوں کی بھی یہی رائے تھی جو مودودی صاحب کی ہے اور اس کی وجہ صاف ہے کہ دونوں کے دل بغض وعداوت صحابہؓ سے معمور ولبریز ہیں۔ بہرحال قاتلین عثمانؓ ہی نے حضرت علیؓ کو مشورہ دیا کہ ان یعزل معاویة عن الشام ۲ وہ معاویہؓ کو شام سے معزول کردیں۔

ایک سوال!

مودودی صاحب نے اپنی ''سیاسی بصیرت'' کی بنا پر یہ تو فرمادیا کہ حضرت علیؓ اگر تاخیر کرتے تو یہ بہت بڑی غلطی ہوتی۔ براہ کرم اب اسی ''سیاسی بصیرت'' کی روشنی میں یہ بھی بتلادیں کہ اس بہت بڑی غلطی سے نقصان کیا ہوتا؟

''اگر زیادہ دیر تک حضرت معاویہؓ کے موقف پر دھوکے کا پردہ پڑا رہتا۔'' جو زیادہ خطرناک ہوتا ہے'' ذرہ براہ کرم ''بین الاقوامی علمیت'' اتنا تو ارشاد فرمادیں کہ وہ خطرناک کیا ہوتی؟

جواب نمبر ۳۳، اکیلے حضرت معاویہؓ ؟:

مودودی صاحب فرماتے ہیں ''اس اقدام سے یہ بات کھل گئی کہ حضرت معاویہؓ کس مقام پر کھڑے ہیں''۔ تعصب نے مودودی صاحب کی آنکھیں سی دی ہیں۔ اگر ان کی آنکھیں کھلی ہوتیں تو وہ دیکھتے کہ نہ تو بیعت واطاعت نہ کرنے میں حضرت معاویہؓ اکیلے ہیں اور

---

۱ (''البدایہ والنہایہ'' جلد ۷ صفحہ ۲۲۸) ۲ ایضاً جلد ۸ صفحہ ۲۱

نہ ہی حضرت علیؓ سے لڑائی میں اکیلے ہیں:۔

۱۔ فلسفۂ تاریخ کے امام علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ لکھتے ہیں:۔

اما واقعة عليؓ فان الناس كانوا عنه مقتل عثمانؓ متفرقين في الامصار فلم يشهد وابيعة عليؓ والذين يشهد وافمنهم من بايع و منهم من توقف حتى يجتمع الناس ويتفقوا على امام كسعد وسعيد وابن عمر ......

حضرت علیؓ کی (خلافت) کا واقعہ (اس طرح ہے) کہ لوگ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے وقت مختلف شہروں میں متفرق تھے۔ لہٰذا وہ حضرت علیؓ کی بیعت کے وقت موجود ہی نہ تھے۔ اور جو موجود تھے ان میں سے بعض نے بیعت کر لی اور بعض نے توقف کیا۔ تا آنکہ لوگ جمع ہو کر کسی امام پر متفق ہو جائیں۔ مثلاً

حضرت سعد (بن ابی وقاص)، سعید (بن زید)، ابن عمر، اسامہ بن زید، مغیرہ بن شعبہ عبداللہ بن سلام، قدامہ بن مظعون، ابوسعید خدری، کعب بن مالک، نعمان بن بشیر، حسان بن ثابت، مسلمہ بن مخلد، فضالہ بن عبید۔

وامثالهم من اكابر الصحابة والذين كانوا في الامصار عدلوا عن بيعة ايضاً الى الطلب بدم عثمان وتركوا الامر ترخى حتى يكون شورى بين المسلمين۔

اور ان کے مثل اکابر صحابہ (رضی اللہ عنہم) اور جو صحابہ دوسرے شہروں میں تھے۔ انہوں نے بھی بیعت علی سے انحراف کیا۔ جب تک خون عثمانؓ کا قصاص (نہیں لیا جاتا) اور انہوں نے بیعت کو چھوڑ دیا، تا آنکہ مسلمانوں کی مجلس مشاورت منعقد ہوئی...

اس کے بعد اختلاف پیدا ہو گیا۔ حضرت علیؓ کی رائے یہ تھی کہ دیار حبیب ﷺ اور وطن صحابہ مدینہ میں جن لوگوں نے بیعت پر اجتماع کر لیا، ان کے اجماع سے بیعت منعقد ہو گئی اور (مسلمانوں پر) لازم ہو گئی اور خون عثمانؓ کا مطالبہ اس وقت تک مؤخر رہے گا جب تک سب مسلمان مجتمع و متفق نہ ہو جائیں۔

Scanned by CamScanner

ورای الآخرون ان بیعة لم تنعقد لافتراق الصحابة اهل الحل والعقد ولا تلزم بعقد من تولاها من غیرهم ومن القلیل منهم وان المسلمین حینئذ فوضیٰ فیطالبون اولاً بدم عثمان ثم یجتمعون علی امام وذهب الی هذا معاویة ...	اور دوسرے صحابہ کرامؓ کی رائے یہ تھی کہ اہل حل وعقد صحابہؓ کے افتراق کے باعث بیعت منعقد ہی نہیں ہوئی اور ان (ارباب حل وعقد) کے سوا دوسرے صحابہ یا ان میں سے قلیل کے بیعت کر لینے سے نہ بیعت (سب مسلمانوں پر) لازم ہوتی ہے اور مسلمان اس وقت امام و سردار کے بغیر ہیں۔ وہ پہلے خون عثمانؓ کا قصاص طلب کرلیں گے پھر کسی امام پر مجتمع ہوں گے۔

یہ رائے حضرت معاویہ، عمرو بن العاص، ام المومنین عائشہ صدیقہ، زبیر، عبداللہ بن زبیر، طلحہ، محمد بن طلحہ، سعد (ابن ابی وقاص)، سعید ابن زید، نعمان بن بشیر، معاویہ بن خدیج۔

ومن کان علی رایهم من الصحابة الذین تخلفوعن بیعة علی بالمدینة ۱؎	اور انکے ہم خیال ان سب صحابہ کی تھی جنہوں نے مدینہ طیبہ میں حضرت علیؓ کی بیعت نہیں کی تھی۔

(رضی اللہ عنہم اجمعین)

براہ کرم مودودی صاحب اب فرمائیں کہ ''اکیلے حضرت معاویہ اس مقام پر کھڑے ہیں''۔ یا عشرہ مبشرہ کے موجود الوقت جمیع افراد اور دوسرے اجلہ صحابہ بھی انکے ساتھ اسی مقام پر کھڑے ہیں؟ (رضی اللہ عنہم)

۲۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ رقم طراز ہیں کہ:۔

ان (سبائی) خارجی قاتلین عثمانؓ سے قصاص کے مطالبہ پر لوگوں کو برانگیختہ کرنے کے لئے صحابہ کی ایک جماعت حضرت معاویہؓ کے ساتھ تھی۔

منهم عبادة بن الصامت، وابو الدرداء، وابوامامة، وعمرو بن عنبسة وغیرهم من الصحابة ومن	جس میں حضرت عبادہ بن صامت، حضرت ابودرداء، حضرت ابوامامہ اور حضرت عمرو بن عنبسہ وغیرہم حضرات صحابہؓ اور تابعین

۱؎ ''مقدمہ ابن خلدون'' مطبوعہ مصر صفحہ ۲۰۵

Scanned by CamScanner

التابعین شریك بن حباشة، وابو مسلم الخولانی، وعبدالرحمن بن غنم وغیرهم من التابعین۔ ۱

میں سے حضرت شریک بن حباشہ، حضرت ابومسلم خولانی ۲ حضرت عبدالرحمٰن بن غنم وغیرہم تابعین حضرات شامل تھے۔

طعن نمبر ۱۵، حضرت علیؓ پر قتل عثمانؓ کا بہتان:

مودودی صاحب لکھتے ہیں۔

حضرت علیؓ نے حضرت جریر بن عبداللہ البجلی کو حضرت معاویہؓ کے پاس ایک

۱ البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۲۲۷

۲ یہ حضرت ابومسلم خولانی رحمہ اللہ جو حضرت معاویہؓ کے ساتھ ہیں۔ اسلام کی بڑی عجیب وعظیم شخصیت ہیں۔ ذرا ان کی شان ملاحظہ ہو۔

علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ وفات نبی سے قبل ایمان لائے مگر رسول اللہ ﷺ کو دیکھ نہ سکے۔ کبار تابعین میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔

کان فاضلا ناسکا عابدا وله کرامات وفضائل، بڑے فاضل وعابد اور صاحب کرامات وفضائل تھے۔ آپ کی کرامات میں سے ایک نادر کرامت یہ ہے کہ مجھ سے عبدالوارث نے بیان کیا شرحبیل بن ابی مسلم الخولانی نے بیان کیا کہ اسود بن قیس نے یمن میں دعویٰ نبوت کیا۔ ابومسلم کو بلایا اور اپنی نبوت کی دعوت دی۔ ابومسلم نے کہا، میں نہیں سنتا، پھر اس نے حضور کی رسالت کے متعلق پوچھا تو ابومسلم نے کہا ہاں! میں گواہی دیتا ہوں محمد رسول اللہ ہیں۔ اس نے کئی دفعہ یہی سوال دہرائے، ابومسلم نے ہر بار یہی جواب دیئے۔ فامر بنار عظیمة اس نے بہت بڑی آگ کا حکم دیا۔ آگ بھڑک اٹھی تو ابومسلم کو اس میں ڈال دیا۔ فلم تضرہ شیئا مگر آگ نے آپ کا بال بھی بیکا نہ کیا۔ اس پر اسود نے اسے یمن سے نکل جانے کا حکم دیا۔ آپ مدینہ پہنچے تو حضور کی وفات ہو چکی تھی اور حضرت ابوبکرؓ خلیفہ تھے۔ سواری مسجد کے دروازے کے باہر باندھی اور مسجد میں داخل ہو کر نماز پڑھنی شروع کر دی۔ حضرت عمرؓ کو جب معلوم ہوا کہ آپ یمنی ہیں تو انہوں نے پوچھا اس آدمی کا حال سناؤ جسے کذاب نے آگ سے جلا دیا۔ ابومسلم نے کہا، وہ یہی عبداللہ بن ثوب ہے۔ (یعنی میں ہوں) حضرت عمرؓ نے قسم دے کر پوچھا آپ ہو، وہ تم ہی ہو؟ قال اللھم نعم حضرت ابومسلم نے کہا ہاں خدا کی قسم وہ میں ہوں۔ اس پر حضرت عمرؓ نے آپ کو گلے لگالیا اور گریہ فرمایا۔ پھر آپ کو لے کر حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں پہنچے اور فرمایا۔

الحمدلله الذی لم یمتنی حتی ارانی فی امة محمد صلی الله علیه وسلم من فعل به کما فعل بابراهیم خلیل الله صلی الله علینا وعلیه وانه وسلم۔

خدا کا شکر ہے جس نے مجھے وفات نہ دی جب تک کہ امت محمد میں مجھے وہ شخص نہ دکھا دیا جس کے ساتھ وہ عمل کیا گیا جو ابراہیم خلیل اللہ کے ساتھ کیا گیا۔

(استیعاب ترجمہ ابومسلم)

نوٹ: علامہ ابن حجرؒ نے بھی امام ابن سعدؒ سے مندرجہ بالا کرامت نقل کی ہے۔ "تہذیب التہذیب ترجمہ ابومسلم"

Scanned by CamScanner

خط دے کر بھیجا مگر حضرت معاویہؓ نے ایک مدت تک حضرت جریر کو ہاں یا ناں ۱ کا جواب نہ دیا اور انہیں برابر ٹالتے رہے۔ پھر حضرت عمرؓو بن العاص کے مشورے سے انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ حضرت علیؓ کو خون عثمانؓ کا ذمہ دار قرار دے کر ان سے جنگ کی جائے۔

(ابن الاثیر جلد ۳ صفحہ ۱۱۳) (خلافت وملوکیت، صفحہ ۱۳۴)

---

۱ بین الاقوامی ادبی شخصیت کے ''بین الاقوامی'' ادبی شاہکار:

مودودی صاحب چونکہ ادبی حیثیت سے بھی بین الاقوامی شخصیت ہیں۔ (خلافت وملوکیت ص ۱۰) لہٰذا آپ ادبی شاہپارے بھی تخلیق فرماتے ہیں۔ چنانچہ یہ نہ کی جگہ ''ناں'' بھی آپ کا ادبی شہ پارہ ہے۔ (۲) ''لیپا پوتی کرنے کی بجائے لیپ پوت کرنا'' بین الاقوامی ادبی شخصیت کا دوسرا ادبی شاہکار ہے (خلافت ص ۳۰۷) ''نقش اول'' (ترجمان القرآن) میں آپ نے ایک دو نہیں تین جگہ ''لیپ پوت کرنے کا ادبی شہ پارہ ایجاد فرمایا تھا میں نے عادلانہ دفاع میں عرض کیا۔ کہ محاورہ لیپا پوتی کرنا ہے۔ لیپ پوت کرنا نہیں۔ چونکہ داعئ حق کا طرہ امتیاز ضد اور ہٹ ہے۔ لہٰذا آپ نے نقش ثانی خلافت وملوکیت میں ایک جگہ تو لیپ پوت رہنے دیا۔ (صفحہ ۳۰۸) اور دو جگہ پر لیت پوت کر دیا (صفحہ ۳۰۷)۔

ستم سے باز آیا تو جفا کی
تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی؟

۳۔ آپ کا تیسرا علمی، ادبی ''شاہکار'' یہ ہے ''امت کا اجتماعی ضمیر ان کے فیصلوں کو ہضم کرنے کے لئے تیار نہ تھا''۔ (صفحہ ۱۶۹) ضمیر کا فعل ہضم کرنا! علمی، ادبی شاہکار سے زیادہ طبی ''انکشاف'' ہے۔ ''بین الاقوامی، دینی، علمی، ادبی اور طبی شخصیت'' کے اس جدید انکشاف پر مجھے؛ یہ غازی خان کے فخر مرحوم کا ملتانی زبان میں یہ فصیح وبلیغ شعر یاد آ گیا، فخر صاحب اپنے محبوب کو متنبہ کرتے ہیں۔

بارؤ تو بجے، ہجر دی چھت دا
میڈی دل دا شہتیر پوشا بچ

یعنی اگر تو نے ''ہجر کی چھت'' کا بوجھ ڈالا تو میری ''دل کا شہتیر'' ٹوٹ جائے گا۔

۴۔ ایک ''شہ پارہ'' اور ملاحظہ ہو۔ ''دور ملوکیت میں ضمیروں پر قفل چڑھا دیے گئے''۔ (صفحہ ۱۶۴) جس نگری میں ضمیر ''جگالی'' کرے، ہجر کی چھت ہو اور دل کا شہتیر! وہاں سینہ چیر کر ''تولے دو تولے'' ضمیر پر سیر آدھ سیر کے ''قفل کیوں نہ چڑھیں'' ۵۔ پنڈلیوں تک اونچا تہبت پہنے رہتے۔ (صفحہ ۹۰) پنڈلیوں کا آدمی آدمی کیا کم کمال تھا کہ تہبند کو تہبت بنا کر سونے پر سہاگہ کر دیا پھر بھی اگر کوئی کسر رہ گئی تھی تو وہ تہبند باندھنے کی جگہ تہبت پہنے لکھ کر پوری کر دی۔

۶۔ صرف ایک اور ادبی شاہپارہ ملاحظہ فرمالیجئے تاکہ نصف درجن پورا ہو جائے۔ لکھتے ہیں میرے وہم وگمان میں بھی کبھی یہ شبہ نہیں آیا (صفحہ ۳۲۱) وہم وگمان میں شبہ غالباً مال روڈ کی سڑک کی نوعیت کا ادبی شہ پارہ ہے۔

۷۔ نقش اول (ترجمان القرآن ستمبر ۶۵ صفحہ ۵۶) سے ایک شاہکار مزید ملاحظہ ہو۔ ''خطرہ بڑھ کے دیتی ہیں''۔ انسانیت کی بدقسمتی کہ ''نقش ثانی'' میں آپ نے یہ شاہکار حذف فرما کر اسے اپنے علمی فیوض اور اپنی جدید ادبی تحقیقات سے محروم کر دیا۔ (بقیہ حاشیے اگلے صفحے پر)

Scanned by CamScanner

جواب نمبر ۳۴:۔

دوا جلہ صحابہ حضرت معاویہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما

صاحب کا یہ بہتان وافتراء ہے ورنہ ہروانا، بینا پر یہ واضح ہے کہ حضرت معاویہ نے کبھی یہ نہیں کہا کہ حضرت علیؓ خون عثمانؓ کے ذمہ دار ہیں البتہ وہ یہ برملا کہتے تھے کہ ''قاتلین عثمان حضرت علیؓ کے پاس موجود ہیں'' اور یہ وہ حقیقت ہے جو مسلمہ ہے اور نا قابل انکار! چنانچہ امام ابن کثیرؒ نے نقل کیا ہے کہ حضرت ابو درداءؓ اور حضرت ابو امامہ باہلیؓ، حضرت معاویہؓ کے پاس آئے اور کہا معاویہ! آپ حضرت علیؓ سے کس بنا پر لڑتے ہیں؟ حضرت معاویہؓ نے جواب دیا اقاتله على دم عثمان وانه آوى قتلة یعنی میں ان سے قصاص عثمانؓ کے لئے لڑتا ہوں۔ آپ نے قاتلین عثمانؓ کو پناہ دے رکھی ہے۔ آپ ان کے پاس جائیں، ان سے بات کریں، اگر وہ قاتلین عثمانؓ سے قصاص لیں۔ ثم انا اول من بايعه من اهل الشام پھر اہل شام میں سے سب سے اول میں ان کی بیعت کروں گا۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۲۵۹)

جواب نمبر ۳۵:۔

مودودی صاحب نے یہ بہتان عظیم طبری کی جس روایت کے سہارے باندھا ہے، وہ روایت مجروح ومقطوع اور ساقط الاعتبار ہے۔ ویسے حوالے مودودی صاحب نے ابن اثیر اور البدایہ کے بھی دیئے ہیں، مگر وہ دونوں ناقل ہیں۔ اصل روایت طبری (جلد ۳ صفحہ ۵۶۱) کی ہے۔ جس کی سند امام طبری یہ بیان کرتے ہیں۔ حدثنی عمر بن شبه قال حدثنا ابوالحسن عن عوانه۔ یہ عوانہ کون ہیں، معلوم نہیں ہوسکا۔ اس کا ذکر نہ میزان الاعتدال میں ہے نہ تہذیب التہذیب میں! البتہ طبری سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہشام کے شیخ ہیں اور پھر کلبی ہیں، ایک کریلا دوسرا نیم چڑھا۔ عوانه بن الحکم الکلبی (طبری جلد ۴ صفحہ ۳۵۴، صفحہ ۳۵۶، صفحہ ۳۵۷) ابوالحسن

(بقیہ پچھلے صفحے کا)

؎ اندکے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم کہ نہ آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

اعتذار:۔

افسوس ہے کہ مجھے یہ ناخوشگوار فرض انجام دینا پڑا، اگر کوئی عام ادیب یا انشاء پرداز ہوتا ہے تو اسے معاف کیا جا سکتا تھا۔ چونکہ آپ بین الاقوامی ادبی شخصیت ہیں اس لئے مجھے آپ کے ان ادبی شہ پاروں کی نشاندہی کرنی پڑی۔

؎ محبوبوں کی بخشی نہیں جاتی ہیں خطائیں جرم ان کے کبھی عفو کے قابل نہیں ہوتے

Scanned by CamScanner

نام کے کئی راوی ہیں، نہیں معلوم یہ کون سے ابوالحسن ہیں۔ علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے ابوالحسن نام کے آٹھ راوی لکھے ہیں۔ بعض مجہول ہیں، بعض وضاع، بعض غیر ثقہ، بہرحال ان آٹھوں میں ثقہ ایک بھی نہیں۔ (میزان الاعتدال جلد ۴ صفحہ ۵۱۴-۵۱۵) عمر بن شبہ ثقہ ہیں، مگر ان کی وفات ۲۰۲ھ میں ہوئی۔ (تہذیب التہذیب جلد ۷ صفحہ ۴۶۱) اور امام طبری رحمہ اللہ پیدا ہوئے ۲۲۴ھ میں، گویا طبریؒ ایک ایسے شخص سے روایت کرتے ہیں جو انکی پیدائش سے پورے ۲۲ سال پہلے وفات پا گئے ظاہر ہے کہ ابن شبہؒ اور ابن جریرؒ کے درمیان میں ایک دو راوی ساقط ہیں، مذکور نہیں تو اس قسم کی مقطوع و مجروح روایت کا کیا اعتبار؟ کیا ساقط الاعتبار روایت سے حضرات صحابہؓ کو مجروح کیا جا سکتا ہے؟

جواب نمبر ۳۶:۔

مودودی صاحب نے اپنے اس الزام و افتراء کا ماخذ البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۲۵۳ بھی تحریر کیا ہے۔ وہاں دیکھا تو امام ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:۔

حضرت علیؓ نے حضرت جریرؓ بن عبداللہ کو ایک مکتوب دے کر حضرت معاویہؓ کے پاس بھیجا۔

فلما انتهى الجريرؓ بن عبدالله اعطاه الكتاب، فطلب وروؤس اهل الشام فاستشارهم فابوا ان يبايعوه حتى يقتل قتلة عثمان، اوان يسلم اليهم قتلة عثمان و ان لم يفعل قاتلوه ولم يبايعوه حتى يقتل قتلة عثمان بن عفان رضى الله عنه فرجع جرير الى على فاخبره

(البدايه جلد ۷ صفحه ۲۵۳)

جب حضرت جریرؓ، حضرت معاویہؓ کے پاس پہنچے۔ اور انہیں حضرت علیؓ کا مکتوب دیا تو حضرت معاویہؓ نے حضرت عمروؓ بن العاص اور اہل شام کے رؤساء کو بلایا اور ان سے مشورہ لیا۔ ان سب نے بیعت سے انکار کیا، یہاں تک کہ حضرت علیؓ قاتلین عثمانؓ کو قتل کر دیں۔ یا انہیں ان کے حوالے کر دیں۔ اور اگر وہ یہ نہ کریں تو انکی بیعت نہ کریں۔ بلکہ ان سے لڑیں۔ یہاں تک کہ وہ قاتلین عثمانؓ کو قتل کر دیں۔ حضرت جریر نے واپس ہو کر حضرت علیؓ کو مطلع کیا۔

فرمائیے! یہاں وہ بہتان نہ! اس کا کوئی نام و نشان بھی موجود ہے۔ جو مودودی

Scanned by CamScanner

صاحب نے رسول اللہؐ کے دواجلہ صحابہؓ کے خلاف باندھا ہے؟

سوچتا ہوں!

کہ لوگ اتنا جری ہو کر جھوٹ کیوں بولتے ہیں۔ افتراء کیوں کرتے ہیں اور صریح بددیانتی کرتے ہوئے کیوں شرم اور جھجک محسوس نہیں کرتے؟

پوچھتا ہوں!

میں پوچھتا ہوں کیا اس کردار کے حاملین دنیا کو دین و دیانت اور صالحیت کا درس دیتے ہیں۔

کرنے آئے وہ وہ مری آشفتہ حالی کا علاج
اپنے جو بکھرے ہوئے گیسو بنا سکتے نہیں

شکایت یہی نہیں کہ اپنے ممدوح اور معتمد علیہ امام ابن کثیرؒ کی تحقیق کے خلاف بہتان طرازی و افترا پردازی کیوں کی جاتی ہے، جب وہ اتنے متدین ہیں کہ تاریخ نگاری میں واقعات کو چھپانے کی کوشش نہیں کرتے۔ ("خلافت" صفحہ ۳۱۵)

تو ان کے سولہ آنے خلاف الزام تراشی تدین ہوگا یا بے دینی؟

شکوہ تو یہ ہے کہ انتہائی خیانت، انتہائی بددیانتی اور انتہائی جسارت و بے باکی سے صریح کذب بیانی و دروغ بافی کی جاتی ہے۔ لوگوں کی آنکھوں میں اک دھول جھونکی جاتی ہے اور اپنے قلبی بغض و عناد اور ذاتی کینہ و فساد کی بجائے ماخذ وہ بیان کیا جاتا ہے، جہاں اس باطل زعم و دعویٰ کے علی الرغم حضرت معاویہؓ اور حضرت عمرو بن العاص وغیرہم رضی اللہ عنہم کا حسن و جمال سیرت جھلک رہا ہے۔

وجہ!

اس کھلی بددیانتی اور واضح فریب کاری و غداری کی جرأت کی آخر وجہ کیا ہے؟ میرے خیال میں اس کی واحد وجہ یہ ہے کہ قوم و ملت میں قوت مؤاخذہ کا فقدان ہے، "کی حضوریوں" نے دماغ خراب کر دیا ہے۔ جواب دہی کا کوئی خوف نہیں رہا اس لئے یہ جرأت و جسارت کی جاتی ہے

اللہ کے کچھ بندے معبود ہی بن بیٹھے
لوگوں میں نظر آئی جب خوئے جبیں سائی

Scanned by CamScanner

طعن نمبر ۱۶، پانچ جھوٹے گواہ تیار کیے:

اس دوران میں جبکہ حضرت معاویہؓ ٹال مٹول کر رہے تھے، حضرت جریر بن عبداللہ نے دمشق میں شام کے بااثر لوگوں سے ملاقاتیں کر کے ان کو یقین دلایا کہ خون عثمان کی ذمہ داری سے حضرت علیؓ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ حضرت معاویہؓ کو اس سے تشویش لاحق ہوئی، اور انہوں نے ایک صاحب کو اس کام پر مامور کیا کہ کچھ گواہ ایسے تیار کریں جو اہل شام کے سامنے یہ شہادت دے دیں کہ حضرت علیؓ ہی حضرت عثمان کے قتل کے ذمہ دار ہیں، چنانچہ وہ صاحب پانچ گواہ تیار کر کے لے آئے اور انہوں نے لوگوں کے سامنے یہ شہادت دی کہ حضرت علیؓ نے عثمانؓ کو قتل کیا ہے۔ (استیعاب جلد ۲ صفحہ ۵۸۹' (خلافت صفحہ ۱۳۵))

جواب نمبر ۳۷:۔

خدا لگتی کہیے اس الزام وافترا کی موجودگی میں صحابہ کرام کی عدالت وطہارتِ کردار اور نبی کریمؐ کے فیضان تربیت کا ہلکا سا اثر بھی قاری کے قلب پر باقی رہ سکتا ہے؟

کاش!

کاش میرے وسائل وامکانات مجھے اجازت دیتے اور میں صرف عادلانہ دفاع میں عادلانہ دفاع ہی پر بس نہ کرتا۔ اس دریدہ دہنی واشتعال انگیزی پر مودودی صاحب کو گھسیٹ کر عدالت کے کٹہرے میں لا کھڑا کرتا اور ان سے پوچھتا کہ یارانؓ رسول کی عزت وعظمت کو کس طرح مجروح وملوث کیا جاتا ہے اور خدا اور رسول کی ممدوح ومعتمد جماعت کو عہد حاضر کے ایک عام مسلمان نہیں۔ بلکہ ایک عام انسان کی سطح سے بھی گرانے کی جسارت کیسے کی جاتی ہے؟

جواب نمبر ۳۸:۔

درایت کے اعتبار سے یہ جراحت ایک واہیات خرافات معلوم ہوتی ہے اور روایت کے اعتبار سے اس کے بدیہی البطلان ہونے کی یہی دلیل کیا کم ہے؟ کہ حدیث کی کسی کتاب میں، سیرت کی کسی کتاب میں اور تاریخ کی کسی کتاب میں اس کا سراغ تک نہیں ملتا۔ اس کا پتہ اگر ملتا ہے تو امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ کی استیعاب میں جن کا زمانہ ۳۶۳ھ تا ۴۶۳ھ ہے یعنی پوری چار صدیوں تک بلکہ پانچویں صدی کے وسط تک اس خرافات کا کہیں نام ونشان نہیں ملتا۔ ساڑھے پانچ سو سال کے بعد یہ مردود گھڑنتو یکا یک ابھر کر استیعاب کے صفحات پر نمودار ہوتا

Scanned by CamScanner

ہے۔ اور ملت کی پوری تاریخ میں سوائے مودودی صاحب کے کوئی بھی حتیٰ کہ کوئی سبائی و رافضی
مردود بھی ...... اس کفر نثر کو منہ نہیں لگاتا، اس کو نقل اور شائع کرنے کی "سعادت" تنہا انہی جیسی
دینی شخصیت کو ہوتی ہے جس کے بعد صحابہ کرامؓ کی قدر و منزلت اور عظمت و احترام کا احساس
قلب کو چھو بھی تو نہیں سکتا۔ ان سے تو اس زمانہ کے بدکردار و بدقماش اچھے، جو اگر جھوٹے گواہ
بناتے ہیں تو عموماً دو تین! اور وہاں تو پورے پانچ گواہ تیار کر کے لائے گئے۔ انا للہ وانا الیہ
راجعون۔

دماغ تو خراب نہیں!

جس اسلام کی انقلابی قوت و اصلاحی تحریک کی تاثیر و کامیابی کا قرن اول میں حضور ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے صرف بیس پچیس سال بعد یہ حال ہے، مودودی صاحب کس منہ سے اس اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی دعوت دنیا کو دے رہے ہیں، کیا دماغ خراب ہے؟

طعن نمبر ۱۷، جنگ کی طرف بڑھے:

مودودی صاحب لکھتے ہیں:۔

اس کے بعد حضرت علیؓ عراق سے اور حضرت معاویہؓ شام سے جنگ کی تیاریاں کر کے ایک دوسرے کی طرف بڑھے اور صفین کے مقام پر فریقین کا آمنا سامنا ہوا۔ (صفحہ ۱۳۵)

جواب نمبر ۳۹:۔

اس طرح مودودی صاحب دنیا کو یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ صفین کے جنگی اقدام میں فریقین کی مساوی ذمہ داری ہے اور دونوں حضرات کا ایک دوسرے کی طرف بڑھنے میں برابر کا حصہ ہے...... یہ بغض معاویہؓ کا کھلا مظاہرہ ہے ورنہ حقیقت ہر اہل علم پر واضح ہے کہ اقدام حضرت علیؓ کی طرف سے ہوا۔ حضرت معاویہؓ بالکل جنگ نہ چاہتے تھے۔ انہیں مجبوراً اپنے دفاع میں نکلنا پڑا۔

۱۔ امام طبریؒ کی روایت میں ہے کہ حضرت جریرؓ کے خبر دینے کے بعد

خرج امیر المؤمنین فعسکر بالنخیلة [۱] حضرت علیؓ نے کوچ کیا اور نخیلہ میں فروکش ہوئے۔

---

[۱] طبری جلد ۳ صفحہ ۵۶۲،۵۶۱

Scanned by CamScanner

۲۔ امام ابن کثیرؒ بھی یہی لکھتے ہیں:۔ وخرج امیر المومنین علی بن ابی طالب من الکوفة عازماً علی الدخول الی الشام فعسکر بالنخیلة [1]

۳۔ امام ابن جریر اور ابن کثیر رحمہما اللہ دونوں لکھتے ہیں..... کہ:۔

جب حضرت معاویہؓ کو حضرت علیؓ کے کوچ کی خبر ملی تو آپ نے حضرت عمروؓ بن العاص سے مشورہ کیا:۔ و بلغ معاویہ ان علیاً قد خرج بنفسہ فاستشار عمرو بن العاص [2]

۴۔ امام ابن سعدؒ بھی لکھتے ہیں:۔ ثم خرج (علی) یرید معاویہ و من معہ بالشام ، فبلغ ذلك معاویة فخرج (طبقات جلد ۳ صفحہ ۳۲)

۵۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ رقم طراز ہیں:۔

ولم یکن معاویة ممن یختار الحرب ابتداء بل کان من اشد الناس حرصاً علی ان لا یکون قتال [3]	حضرت معاویہؓ نے جنگ (صفین) کی ابتدا نہیں کی بلکہ آپ تو اس بات کے بہت زیادہ شدید حریص تھے کہ (مسلمانوں میں باہم) قتال و (خونریزی) نہ ہو۔

بہر حال یہ حقیقت خارج عن البحث اور مسلمہ تاریخ شہادت ہے کہ سیدنا حضرت معاویہؓ نے صفین میں پہل نہیں کی۔ انہیں مجبوراً مسلمانوں کی اس باہمی جنگ میں آنا پڑا۔

حضرت معاویہؓ کی فطرت:

درحقیقت حضرت معاویہؓ کو خالق اکبر نے پیدا فرمایا تھا، کفر سے مقاتلہ ومحاربہ کے لئے! آپ نے پے بہ پے بحری حملے کر کے روما کی شوکت پارینہ کو خاک میں ملا دیا۔ آپ کے صرف ایک امیر البحر عبداللہ بن قیس حارثی نے پچاس بحری لڑائیاں لڑیں، جن میں ایک بھی مسلمان ضائع نہ ہوا (طبری) کوئی سال ممالک قیصر پر بحری حملوں سے خالی نہ جاتا تھا۔ بخلاف اس کے مسلمانوں سے جنگ آپ کی فطرت ومزاج کے خلاف تھی۔ یہ آپ کی اسی سعید وشریف فطرت وقسمت کی دلیل ہے کہ آپ نے جنگ وجمل میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ حالانکہ یہ جنگ دم عثمانؓ کے عنوان پر لڑی گئی اور آپ مطالبین قصاص کی پہلی صف میں تھے..... بہر حال مودودی

[1] البدایہ جلد ۷ صفحہ ۲۲۹ [2] البدایہ جلد ۷ صفحہ ۲۵۳، طبری جلد ۳ صفحہ ۵۶۲ [3] "منہاج السنۃ" جلد ۲ صفحہ ۲۱۹، ۲۲۰

Scanned by CamScanner

صاحب نے یہ افتراء کر کے حضرت معاویہؓ سے اپنے ازلی وقلبی بغض وکینہ کا ثبوت دیا ہے۔

طعن نمبر ۱۸، پانی بند کر دیا:

حضرت معاویہؓ کا لشکر فرات کے پانی پر پہلے قابض ہو چکا تھا۔ انہوں نے لشکر علیؓ کو اس سے فائدہ اٹھانے کی اجازت نہ دی پھر حضرت علیؓ کی فوج نے لڑ کر ان کو وہاں سے بے دخل کر دیا۔ اور حضرت علیؓ نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ اپنی ضرورت بھر پانی لیتے رہو اور باقی سے لشکر مخالف کو فائدہ اٹھانے دو''۔ (خلافت وملوکیت صفحہ ۱۳۵)

جواب نمبر ۴۰:۔

یہ بھی بغض معاویہؓ کا بدترین مظاہرہ ہے۔ مودودی صاحب نے اس روایت کا ماخذ طبری جلد ۳ صفحہ ۵۶۸۔۵۸۹ اور ابن اثیر اور ابن خلدون بتلایا ہے اور ابن اثیر اور ابن خلدون دونوں ناقل ہیں۔ اصل روایت طبری کی ہے اور اس کا راوی ابومخنف خبیث رافضی محترق ہے جس کے مناقب مقدمہ میں آپ پڑھ چکے ہیں۔

طرفہ تماشہ!

پھر یہ تماشہ بھی دیدنی ہے کہ میدان جنگ میں تو پہلے فروکش ہوئے حضرت علیؓ اور پانی پر قبضہ کر لیا حضرت معاویہؓ کے لشکر نے؟

طعن نمبر ۱۹، تلوار فیصلہ کرے گی:

''ذی الحجہ کے آغاز میں باقاعدہ جنگ شروع ہونے سے پہلے حضرت علیؓ نے حضرت معاویہؓ کے پاس اتمام حجت کے لئے ایک وفد بھیجا، مگر ان کا جواب یہ تھا کہ:۔ ''میرے پاس سے چلے جاؤ، میرے اور تمہارے درمیان تلوار کے سوا کچھ نہیں ہے''۔ (''خلافت'' صفحہ ۱۳۵)

جواب نمبر ۴۱:۔

یہ روایت بھی کسی بھنگ کے نشے میں مست ملنگ کی گھڑی گھڑائی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ساتویں آٹھویں صدی سے پہلے یہ دنیا کو منہ نہ دکھا سکی۔ شرم کے مارے منہ چھپائے گوشہ عزلت میں پڑی رہی۔ اگر اسے وہاں سے نکالا تو ابن اثیر (متوفی ۶۳۰ھ) نے اور ابن خلدون (المتوفی ۸۰۷ھ) نے اور پھر دنیا کے سامنے اس رسوا و شرمسار روایت کو شائع کیا تو مودودی

Scanned by CamScanner

صاحب نے!

ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ حضرت معاویہؓ نے تو کبھی تلوار کا نعرہ نہیں لگایا۔ ان کا نعرہ تو ایک تھا۔ "دم عثمان" وہ تو صرف قاتلین عثمانؓ کے خون کے پیاسے تھے اور صرف ان لعینوں کے خون سے اپنی پیاس بجھانا چاہتے تھے۔ اللہ نے ان کی یہ پیاس بجھائی اور آپ نے سبائی قاتلین عثمانؓ کو چن چن کر قتل کیا۔

بخلاف اس کے "تلوار کے سوا کچھ نہیں" کا ارشاد تو حضرت علیؓ کا تھا۔ جب حضرت ابن عباسؓ نے انہیں باصرار مشورہ دیا کہ حضرت معاویہؓ کو امارت شام پر رہنے دیجئے تو فرمایا:۔

۱۔ فواللہ لا اولی منہم احداً ابداً فان قبلوا فذلک خیر لہم وان ادبروا بذلت لہم السیف[۱]	خدا کی قسم! عمال عثمان میں سے کسی ایک کو بھی والی نہیں بناؤں گا اگر وہ مان گئے تو ان کے لئے بہتر ہے اور اگر انہوں نے سرکشی کی تو میں انہیں تلوار پیش کروں گا۔
۲۔ واللہ لا اعطیہ الّا السیف[۲]	خدا کی قسم! میں معاویہؓ کو تلوار کے سوا کچھ نہ دوں گا۔

طعن نمبر ۲۰، خلافت سے دستبرداری کا مطالبہ:

"حضرت معاویہؓ نے ایک وفد حضرت علیؓ کے پاس بھیجا جس کے سردار حبیب بن مسلمہ الفہری تھے انہوں نے حضرت علیؓ سے کہا "اگر آپ کا دعویٰ یہ ہے کہ آپ نے حضرت عثمانؓ کو قتل نہیں کیا ہے تو جنہوں نے قتل کیا، انہیں ہمارے حوالے کر دیں۔ ہم حضرت عثمانؓ کے بدلے انہیں قتل کر دیں گے، پھر آپ خلافت سے دستبردار ہو جائیں تاکہ مسلمان آپس کے مشورے سے جس پر اتفاق کریں، اسے خلیفہ بنا لیں"۔ ("خلافت وملوکیت" صفحہ ۱۳۶)

جواب نمبر ۴۲:۔

مودودی صاحب یا تو بوجہ جہل یا ازرہ تعصب حضرت حبیبؓ بن مسلمہ فہری کو صحابی تسلیم نہیں کرتے۔ حالانکہ آپ صحابی ہیں۔ بڑے جلیل القدر صحابیؓ!

فاتح آرمینیہ، فاتح روم، بڑے مستجاب الدعوات، (اصابہ تذکرہ حضرت حبیبؓ ابن مسلمہ)

---

۱ طبری جلد ۳ صفحہ ۴۶۰ ۲ ایضاً صفحہ ۴۶۲

جواب نمبر۴۳:۔

پھر یہ صرف حضرت حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ ہی کا موقف نہ تھا جمیع اجلہ صحابہؓ کا یہی موقف تھا۔

۱۔ ابھی مقدمہ ابن خلدون سے نقل ہو چکا ہے کہ موجود الوقت عشرہ مبشرہ کے جمیع افراد، فاتح ایران حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعید اور اجلہ صحابہ مثلاً حضرت عبداللہ بن عمر، حبِ رسول ﷺ حضرت حسان، حضرت عبداللہ بن سلام، حضرت قدامہ بن مظعون، حضرت ابوسعید خدری، حضرت نعمان بن بشیر، حضرت معاویہ بن خدیج وغیرہ نے نہ صرف حضرت علیؓ کی بیعت نہیں کی بلکہ ان سب کی رائے میں حضرت علیؓ کی خلافت منعقد ہی نہیں ہوئی اور مسلمان امام وخلیفہ کے بغیر ہیں۔

پہلے امام مظلومؓ کے خون ناحق کا قصاص لیا جائے گا، پھر مسلمان کسی امام پر متفق ہوں گے۔ حضرت ام المومنین صدیقہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی رائے بھی ان کابر صحابہؓ کے ساتھ تھی، ان المسلمین حینئذٍ فی فیطا البون اولاً بدم عثمان ثم یجتمعون علی امام (مقدمہ ابن خلدونؒ)

۲۔ یہی رائے جمیع اصحابؓ رسول کی تھی جو شام میں موجود تھے۔

۳۔ یہی رائے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی تھی (طبری جلد ۳ صفحہ ۴۹۷) جو نہایت جلیل القدر صحابی ہیں اور حضرت علیؓ کی طرف سے کوفہ کے گورنر تھے۔

Scanned by CamScanner

حضرت عمارؓ کی شہادت

الفئة الباغیه (باغی ٹولی)

طعن نمبر ۲۱، حضرت معاویہؓ باطل پر!

اس جنگ کے دوران میں ایک واقعہ ایسا پیش آگیا جس نے نص صریح سے یہ بات کھول دی کہ فریقین میں سے حق پر کون ہے اور باطل پر کون، وہ واقعہ یہ ہے کہ حضرت عمارؓ بن یاسر جو حضرت علیؓ کی فوج میں شامل تھے، حضرت معاویہؓ کی فوج سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ حضرت عمارؓ کے متعلق نبی ﷺ کا یہ ارشاد صحابہ میں مشہور و معروف تھا کہ تقتلك الفئة الباغية (تم کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا)۔ (''خلافت و ملوکیت'' صفحہ ۱۳۶)

مبارک باد!

میں مودودی صاحب کو مبارک باد کہتا ہوں کہ آپ نے اس سلسلہ میں پہلی دفعہ صحیح حدیث پیش کی۔ واقدی اور ابو مخنف کی خرافات اور زٹلیات سے جانے کس طرح آپ نے اعراض و انحراف گوارا فرمایا؟ اور صحیح بخاری، صحیح مسلم وغیرہا کی حدیث کو پیش کیا...... مگر۔

ستم سے باز آیا تو جفا کی
تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی؟

روایت تو صحیح پیش کی مگر اس سے استدلال و استخراج غلط کیا۔ سچ ہے:

ع جنہیں ہے ڈوبنا وہ ڈوب جاتے ہیں سفینوں میں!

جواب نمبر ۴۴:۔

حسب عادت مودودی صاحب نے یہ بددیانتی فرمائی کہ ''نص صریح سے یہ بات کھول دی کہ فریقین میں سے حق پر کون ہے اور باطل پر کون''۔

حالانکہ نہ تو حضور ﷺ کی حدیث میں حضرت معاویہؓ کے باطل پر ہونے کا کوئی لفظ موجود ہے اور نہ ہی کسی شریف انسان نے آج تک حضرت معاویہؓ اور ان کے گروہ کو باطل پر کہا ہے۔ وائے اس کے جو خود باطل پر ہے۔

Scanned by CamScanner

چیلنج!

ہم مودودی صاحب کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ اپنی پیش کردہ روایت میں سے حضرت معاویہؓ اور ان کے گروہ کا باطل پر ہونا ثابت کریں۔ میں کہتا ہوں، اگر وہ سو دفعہ مرکر بھی زندہ ہوں تو یہ ثابت نہیں کر سکتے۔

طعن نمبر ۲۲، باطل پر!

''متعدد صحابہ وتابعین نے جو حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی جنگ میں مذبذب تھے، حضرت عمارؓ کی شہادت کو یہ معلوم کرنے کے لئے ایک علامت قرار دے لیا تھا کہ فریقین میں سے حق پر کون ہے اور باطل پر کون''۔ (''خلافت وملوکیت'' صفحہ ۱۳۷)

جواب نمبر ۴۵:۔

مودودی صاحب نے اپنے اس کذب ودروغ کا ماخذ ایک تو بتلایا ہے۔ ابن سعد جلد ۳ صفحہ ۲۵۳۔ صفحہ ۲۵۹۔ صفحہ ۲۶۱ اور دوسرا ماخذ بتلایا ہے طبری جلد ۴ صفحہ ۲۷، تیسرا ماخذ ابن الاثیر بھی بتلایا ہے۔

ابن الاثیر تو ناقل ہے، البتہ ابن سعد اور طبری اپنی سند سے روایت کرتے ہیں۔ مگر آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ ابن سعد جلد ۳ کے نہ تو صفحہ ۲۵۳ پر نہ صفحہ ۲۵۹ پر اور نہ ہی صفحہ ۲۶۱ پر اور نہ ہی طبری جلد ۴ کے صفحہ ۲۷ پر کوئی ایسی روایت موجود ہے کہ متعدد صحابہ وتابعین نے حضرت عمارؓ کی شہادت کو علامت قرار دے لیا تھا کہ فریقین میں سے حق پر کون ہے اور باطل پر کون۔

واقعی بین الاقوامی شخصیت!

انّ هٰذا الّا بهتانٌ عظیمٌ مجھے تو مودودی صاحب کے ''بین الاقوامی دینی علمی شخصیت'' ہونے اور داعی حق ہونے کا ایک ہی ثبوت ملا ہے کہ آپ جھوٹ بولنے اور خیانت و بددیانتی کرنے اور لوگوں کو دھوکہ فریب دینے میں بڑے جری واقع ہوئے ہیں اور واقعی اس معاملے میں وہ ''بین الاقوامی شخصیت'' ہیں، بلکہ شاید روئے زمین پر واحد شخصیت!

کوئی ایک دفعہ! کئی دفعہ میں ان کی اس قسم کی زیادتیاں پیش کر چکا ہوں، حیران ہوں کہ سفید جھوٹ بولنے اور کھلا دھوکہ دیتے ہوئے اگر انہیں خدا کا خوف نہیں ہوتا، تو بندوں سے شرم

Scanned by CamScanner

بھی نہیں آتی؟

جواب نمبر ۴۶:۔

ابن سعد جلد ۳ صفحہ ۲۵۳ پر اس مضمون کی سرے سے کوئی روایت نہیں صفحہ ۲۵۹ پر اس مضمون کی روایت تو ہے مگر وہ روایت ہے جناب واقدی کی! جن کی کذاب شخصیت شہرہ آفاق ہے۔

پھر اس میں بھی ایک صحابی حضرت خزیمہؓ بن ثابت کا ذکر ہے اور مودودی صاحب کا دعویٰ ہے متعدد صحابہ وتابعین کا!

صفحہ ۲۶۱ پر بھی واقدی کذاب کی روایت ہے پھر اس میں یہ مضمون ہے بھی نہیں، اب طبری کے حوالہ کا حال ملاحظہ ہو جلد ۴ صفحہ ۲۷ پر دو روایتیں اول تو ابو مخنف مشہور رافضی کذاب وغیرہ کی ہیں۔ پھر ان میں متعدد صحابہؓ وتابعین کا نام ونشان اور اس مضمون کا اشارہ تک نہیں۔

جواب نمبر ۴۷:۔

مودودی صاحب نص صریح اور اقوال وآثار صحابہ وتابعین سے حضرت معاویہؓ اور ان کے گروہ کا باطل پر ہونا ثابت نہ کر سکے تو لگے ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارنے۔

ڈوبتے کو تنکے کا سہارا!

مثل مشہور ہے۔ آپ نے ابوبکر جصاصؒ کی احکام القرآن، ابن عبدالبرؒ کی استیعاب، حافظ ابن حجرؒ کی الاصابہ اور حافظ ابن کثیرؒ کی ''البدایہ والنہایہ'' کا سہارا لیا، مگر افسوس کہ کسی ایک مقام پر بھی وہ حضرت معاویہؓ کے باطل پر ہونے کا لفظ پیش نہ کر سکے زیادہ سے زیادہ باغی اور باغی گروہ کے الفاظ ہیں اور بس! مبتذل سی مثال ہے۔ تیل بھی کیا اور کھایا بھی روکھا۔ مودودی صاحب کا بھی وہی حال ہے۔ حضرت اصحابؓ رسول ﷺ کو باطل پر ثابت کرنے کے لئے علماء امت کے اقوال وغیرہ پیش بھی کیئے گئے۔ مگر ان کا مطلب پھر بھی پورا نہ ہوا۔

طعن نمبر ۲۳، حق حضرت علیؓ کے ساتھ تھا:

حافظ ابن حجر کہتے ہیں۔ ''قتل عمار کے بعد یہ بات ظاہر ہوگئی کہ حق حضرت علیؓ کے ساتھ تھا اور اہل السنت اس بات پر متفق ہو گیے'' آنحالیکہ پہلے اس میں اختلاف تھا''۔

(صفحہ ۱۳۸)

Scanned by CamScanner

جواب نمبر ۴۸:۔

بہر حال یہ تو مسلم ہے کہ عہد صحابہ میں قتل عمارؓ سے پہلے جانب حق وصواب متعین نہ تھی، دونوں جانب اجلہ صحابہ تھے اور وہ مجتہد تھے، رہے غیر جانبدار اور قاعدین صحابہؓ اگر ان کی جلیل القدر جماعت حضرت علیؓ کو حق پر اور حضرت معاویہؓ کو باطل پر جانتی تو پھر یہ جماعت حضرت علیؓ کی دعوت کے باوجود ان کی مدد و نصرت کیوں نہ کرتی؟ علامہ نوویؒ رقم طراز ہیں:۔

ان جماعة[1] من الصحابة تحيروا فيها فاعتزلوا الطائفتين ولم يقاتلوا ولو تيقنوا الصواب لم يتاخروا عن مساعدته[2]

صحابہ کرامؓ کی جماعت اس بارے میں حیران تھی۔ اس لئے وہ دونوں گروہوں کو چھوڑ کر ایک طرف بیٹھ گئی اور لڑائی نہیں لڑی۔ اگر وہ حضرت علیؓ ہی کی طرف حق وصواب یقین کرتے تو ان کی مدد و نصرت سے پیچھے نہ رہتے۔

بہر حال یہ تو مسلمہ حقیقت ہے کہ قتل عمارؓ سے پہلے اس عنوان پر اختلاف تھا اور ایک جانب کو حق وصواب اور دوسری کو باطل وضلالت نہیں سمجھا جاتا تھا۔

جواب نمبر ۴۹:۔

باقی رہا حضرت امام ابن حجر رحمہ اللہ کا یہ فرمان کہ ظهر بقتل عمار ان الصواب كان مع علي تو یہ ظہور بھی کم از کم دور صحابہؓ کے بعد ہوا، اگر موقع پر صفین میں یہ ظاہر ہو جاتا تو شہادت حضرت عمارؓ کے دوسرے دن جمیع صحابہؓ حضرت علیؓ کے ساتھ ہوتے اور حضرت معاویہؓ اکیلے رہ جاتے اور انہیں شکست فاش ہوتی، مگر ہم دیکھتے ہیں کہ اس شہادت کے بعد:۔

۱۔ نہ تو موقع پر موجود شرکاء جنگ صحابہ کرامؓ میں سے کوئی حضرت معاویہؓ کو چھوڑ کر حضرت علیؓ کی طرف آیا۔

۲۔ نہ ہی قاعدین صحابہؓ حضرت علیؓ کے جھنڈے تلے جمع ہوئے۔ بلکہ وہ اس ظہور حق وصواب کے بعد بھی برابر غیر جانبدار رہے۔

---

[1] مخفی نہ رہے کہ اس مقدس جماعت میں جمیع اعاظم و اکابر صحابہ شامل تھے۔ مثلاً حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت اسامہ بن زید، حضرت ابوموسیٰ اشعری بصرہ کے افضل الصحابہ حضرت عمران بن حصین اور حضرت ابوبکرہ، حضرت ابومسعود، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابودرداء اور حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہم!

[2] نووی شرح مسلم جلد ثانی کتاب الفتن۔

Scanned by CamScanner

۳۔ نہ تحکیم وغیرہ کسی موقع پر کسی صحابیؓ نے فرمایا کہ اب اس کی کیا ضرورت ہے۔ اب تو حق اور باطل واضح ہو چکا ہے۔

طعن نمبر ۲۴، ایک وجہ یہ بھی تھی:

جنگ جمل سے حضرت زبیر کے ہٹ جانے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ ان کو نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد یاد تھا اور انہوں نے دیکھا کہ حضرت علیؓ کے لشکر میں حضرت عمار بن یاسر موجود ہیں۔ (''خلافت وملوکیت'' صفحہ ۱۳۸)

جواب نمبر ۵۰:۔

مودودی صاحب نے اپنے اس طعن کا ماخذ البدایہ جلد ۷ صفحہ ۲۴۱ پیش کیا ہے، مگر افسوس کہ تعصب نے ان کی آنکھیں سی دیں اور وہ امام ابن کثیر کا فیصلہ نہ پڑھ سکے۔ وہ یہ وجہ اول تو قد قیل کے الفاظ سے نقل کرتے ہیں۔ پھر لکھتے ہیں:۔

وعندی ان الحدیث الذی اوردناہ ان کان صحیحاً عنہ فما رجعہ سواہ (البدایہ جلد ۷ ص ۲٤۱)	اور میرے نزدیک جو حدیث ہم نے پہلے نقل کی ہے، اگر وہ صحیح ہے تو اس کے سوا کسی بات نے حضرت زبیرؓ کو میدان جنگ سے نہیں ہٹایا۔

تو امام ابن کثیرؒ کے نزدیک تو بیہقی کی ایک حدیث حضرت زبیرؓ کے رجوع عن الجمل کی وجہ ہے۔

بن باپ کا قول!

مگر ایک ضعیف اور پھر بن باپ کا جو قول وہ نقل کرتے ہیں مودودی صاحب اسی کے سرپرست بن کر اسے ہاتھوں ہاتھ لے لیتے ہیں۔

حضرت معاویہؓ اور ان کا گروہ اہل حق اور جنتی ہیں:

مودودی صاحب حضرت معاویہؓ کو باطل پر ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ لیکن اس کے علی الرغم حقیقت یہ ہے کہ وہ بھی سیدنا حضرت علیؓ کی طرح حق پر ہیں اور جنتی ہیں:۔ دلائل ملاحظہ ہوں:۔ امام ابن کثیرؒ رقم طراز ہیں:۔

Scanned by CamScanner

۱۔ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے صحیحین میں بروایت ابو ہریرہؓ اور

۲۔ امام بخاریؒ نے (دوسرے طریقہ سند) سے بروایت ابو ہریرہؓ اور......

۳۔ امام بخاری نے (تیسرے طریقہ سند) سے بروایت ابو ہریرہؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، فرمایا:۔

لاتقوم الساعة حتى تقتتل فئتان عظيمتان ودعواهما واحدة۔

جب تک دو عظیم جماعتوں میں لڑائی نہ ہو قیامت قائم نہ ہوگی ان کے درمیان بہت زیادہ قتل وقتال ہوگا اور ان دونوں جماعتوں کا موقف کلمہ اسلام پر ایک ہوگا۔

اور مجاہد نے بروایت حضرت ابو سعید خدریؓ، رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ بیہقی ؒ نے صفین کو ان احادیث پر محمول کیا ہے۔ (''البدایہ'' جلد ۷، صفحہ ۲۷۴)

۲۔ سیدنا حضرت علیؓ کی طرف نہج البلاغہ میں جو خطبے منسوب کئے جاتے ہیں۔ اس میں بھی اسی حقیقت کو بیان کیا گیا ہے۔ صفین کی خونریز معرکہ آرائیوں کے بعد آپ ایک گشتی فرمان میں بصراحت تمام فرماتے ہیں کہ اہل شام سے ہماری لڑائی ہوئی، مگر یہ ظاہر ہے کہ ہمارا رب ایک، ہمارا نبی ﷺ ایک اور ہماری دعوتِ اسلام ایک ہے۔ ودعوتنا في الاسلام واحدة ایمان باللہ اور تصدیق رسالت میں نہ وہ ہم سے زیادہ ہیں اور نہ ہم ان سے زیادہ ہیں، سب معاملہ واحد ہے۔

الا ما اختلفنا فيه من دم عثمان و نحن منه براء[1]

ہمارا باہمی اختلاف صرف حضرت عثمان کے قتل کے بارے میں تھا اور ہم اس سے بری ہیں۔

۳۔ امام احمدؒ نے حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

تمرق مارقة عند فرقة من المسلمين تقتلهم اولى الطائفتين بالحق۔

مسلمانوں میں باہمی اختلاف کے وقت ایک گروہ دین سے نکل جائے گا۔ مسلمانوں کے دو گروہوں میں سے جو حق کے زیادہ قریب ہوگا، وہ اس خارجی گروہ کو قتل کرے گا۔

۲۔ اسے مسلمؒ نے بھی روایت کیا ہے۔

---

[1] نہج البلاغہ، مطبوعہ مصر جلد ۲ صفحہ ۱۱۸

Scanned by CamScanner

۳۔ امام احمدؒ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا تکون امتی فرقتین تخرج بینهما مارقة تلی قتلها اولاهما۔

۴۔ اسے مسلمؒ نے بھی روایت کیا ہے۔

۵۔ امام احمدؒ نے بروایت حضرت ابوسعید خدری رسول اللہؐ سے روایت کیا ہے۔...

یقتلهم ادنی الطائفتین من الحق، حضرت ابوسعید خدریؓ نے فرمایا:۔

فانتم قتلتمو هم یااهل العراق — اے اہل عراق! تم نے انہیں قتل کیا ہے۔

۶۔ امام احمدؒ نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔ تفترق امتی فرقتین فتمرق بینهما مارقة فیقتلها اولی الطائفتین بالحق۔

۷۔ امام احمدؒ نے اسے متعدد طرق سے روایت کیا ہے۔

۸۔ امام مسلمؒ نے بھی اسی طرح حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کیا ہے۔

(۴) (امام ابن کثیر رحمہ اللہ مختلف طرق سے یہ ارشاد رسول نقل کر کے لکھتے ہیں)۔

وهذا الحدیث من دلائل النبوة اذ قد وقع الامر طبق ما اخبر به علیه الصلوٰة والسلام وفیه الحکم باسلام الطائفتین اهل الشام و اهل العراق و فیه ان اصحاب علی ادنی الطائفتین الی الحق، وهذا هو مذهب اهل السنة والجماعة ان علیًا هو المصیب و ان کان معاویة مجتهداً و هوما جوران ان شاء الله و لکن علی هو الامام فانه اجران۔	جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے مطابق امر واقع ہوا تو یہ حدیث نبوت کے دلائل و معجزات میں سے ہے اور اس میں اہل شام و اہل عراق دونوں جماعتوں کے اسلام کا حکم ہے۔ اور اس میں یہ بھی ہے کہ اصحاب علیؓ دونوں گروہوں میں حق کے زیادہ قریب ہیں اور یہی اہل السنت والجماعت کا مذہب ہے کہ حضرت علیؓ صواب پر ہیں۔ اگرچہ حضرت معاویہؓ مجتہد ہیں اور انشاء اللہ ماجور ہیں لیکن حضرت امام علیؓ کے لئے دوگنا اجر ہے۔

Scanned by CamScanner

ایک مسلمان کا یہی عقیدہ اور مرد مومن کا یہی ایمان ہے کہ حق دونوں جانب تھا اور حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ وغیرہ رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے کوئی بھی باطل پر نہ تھا۔ البتہ سیدنا حضرت علیؓ اور آپ کا گروہ حق کے زیادہ قریب تھا اور یہ بارشاد رسولؐ ثابت ہے۔ اور نبی کریم کی درجن بھر بلکہ اس سے زائد احادیث سے ثابت ہے۔ مگر مودودی صاحب ہیں کہ درجن بھر احادیث رسول کے خلاف حضرت معاویہؓ کو باطل پر لکھتے ہیں۔

(۵) شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔

جنگ صفین اس کے متعلق اہل علم کے کئی قول ہیں۔ ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ دونوں (فریق) مجتہد تھے اور ان کا اجتہاد صواب تھا جیسا کہ بہت سے متکلمین اور فقہاء و محدثین کا قول ہے وہ کہتے ہیں کہ "ہر مجتہد صواب پر ہوتا ہے۔" اور کہتے ہیں کہ دونوں مجتہد تھے اور یہ اکثر اشعریہ کرامیہ اور فقہاء وغیرہم کا قول ہے اور یہی اکثر احناف و شوافع اور حنابلہ وغیرہم کا قول ہے۔

ولهذا كان من مذهب اهل السنة الامساك عما شجر بين الصحابةؓ فانه قدثبتت فضائلهم ووجبت موالاتهم ومحبتهم"

(منهاج السنة جلد ۲ صفحه ۲۱۹، ۲۲۰)

لہٰذا اہل سنت کا مذہب (حق) یہ ہے کہ صحابہ کرام کے باہمی اختلافات اور جھگڑوں میں مہر بلب رہنا چاہئے کیونکہ (کتاب وسنت سے) ان کے فضائل ثابت ہو چکے ہیں اور (احوال شرعیہ کی بناء پر) ان کی محبت اور دوستی واجب ہے۔

(۶) حضرت علامہ نووی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:۔

مذهب اهل السنة والحق احسان الظن بهم والامساك عما شجر بينهم و تاويل قتالهم وانهم مجتهدون متاولون لم يقصدوا معصية ولا محض الدنيا بل اعتقد كل فريق انه المحق ومخالفه باغ فوجب عليه قتاله ليرجع الى امر الله وكان بعضهم مصيباً وبعضهم مخطئاً معذوراً فى الخطاء لانه باجتهاد والمجتهد اذا

اہل سنت کا مذہب اور حق حضرات صحابہؓ سے حسن ظن اور ان کے باہمی اختلافات میں خاموش رہنا اور ان کی لڑائیوں کی تاویل کرنا کیونکہ وہ سب مجتہدین اور متاولین ہیں۔ انہوں نے معصیت کا ارادہ نہیں کیا۔ اور نہ محض دنیا کا بلکہ ان میں سے ہر فریق کا یقین تھا کہ وہ حق پر ہے اور اس کا مخالف باغی ہے۔ لہٰذا اس سے لڑائی واجب ہے تاکہ امر حق کی طرف لوٹ آئے۔ پھر ان سے بعض (اپنے اس اجتہاد میں) صحیح تھے

Scanned by CamScanner

اخطاء لا اثم علیه وکان علی رضی الله منه المحق المصیب فی ذلک الحرب هذا مذهب اهل السنت (نووی شرح صحیح مسلم کتاب الفتن)

اور بعض خطا پر تھے، اور وہ خطا میں معذور ہیں کیونکہ ان کی خطا اجتہادی تھی۔ اور خطاء اجتہادی پر گناہ نہیں ہوتا۔ ان جنگوں میں حضرت علیؓ حق وثواب تھے۔ اہل سنت کا یہی مذہب ہے۔

خلاصہ:

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے مابین جو اختلاف تھا، وہ اجتہادی تھا۔ جہاں اختلاف اجتہادی ہو، وہاں جانبین حق پر ہوتے ہیں، باطل پر کوئی نہیں ہوتا۔ فرق صرف اولیٰ کا ہوتا ہے۔ دونوں ماجور ہوتے ہیں۔ دونوں حق پر ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دونوں گروہوں کو خود رسول اللہ ﷺ نے فئتان عظیمتانِ من المسلمین[1] فرمایا ہے۔ حضرت علیؓ نے دونوں کا دین واحد اور دونوں کی دعوت کو واحدہ فرمایا ہے۔ اور ائمہ دین وعلماء اعلام امت نے دونوں کو اہل حق قرار دیا ہے۔ اہل باطل کسی نے بھی نہیں کہا۔ سوائے مودودی صاحب کے!

صاحب فضیلت جلیلہ:

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:۔

باید دانست کہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ یکے از اصحاب آنحضرت بود صلی اللہ علیہ وسلم وصاحب فضیلت جلیلہ درزمرئہ صحابہ رضوان اللہ علیہم زنہار درحق او سؤظن نکنی ودرورطئہ سب اونہ افتی تامرتکب حرام نشوی[2]

جاننا چاہئے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اصحاب رسولؐ میں سے ایک تھے۔ اور جماعت صحابہ رضوان اللہ علیہم میں بہت بڑی فضیلت کے مالک تھے۔ تم ہرگز ان کے حق میں بدگمانی نہ کرنا۔ اور ان کی بدگوئی میں مبتلا نہ ہونا ورنہ تم حرام کے مرتکب ہوگے۔

---

[1] سیدنا حسن اور سیدنا معاویہؓ رضی اللہ عنہما کی صلح کی پیشگوئی رسول اللہ ﷺ نے فرمائی اس میں بھی دونوں جماعتوں کو فئتین عظیمتین من المسلمین فرمایا گیا ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الصلح)

[2] "ازالۃ الخفاء" مقصد اول فصل پنجم بیان فتن

مودودی صاحب کا مقام:

مودودی صاحب نے نہ صرف حضرت معاویہؓ کے حق میں بدگمانی کی ہے۔ بلکہ انہیں باطل پر کہہ کر شدید سب کیا ہے۔ لہٰذا وہ حضرت محدث دہلویؒ کے ارشاد کی روشنی میں اپنا مقام ملاحظہ فرمالیں۔

طعن نمبر ۲۵: حضرت معاویہؓ کی تاویل:

حضرت معاویہؓ نے فوراً اس کی یہ تاویل کی کہ ''کیا ہم نے عمار کو قتل کیا ہے؟ ان کو تو اس نے قتل کیا جو انہیں میدان جنگ میں لایا'' حالانکہ نبی ﷺ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ حضرت عمار کو باغی گروہ میدان جنگ میں لائے گا۔ بلکہ یہ فرمایا کہ باغی گروہ ان کو قتل کرے گا۔ اور ظاہر ہے کہ ان کو قتل حضرت معاویہؓ کے گروہ نے کیا تھا، نہ کہ حضرت علیؓ کے گروہ نے (خلافت وملوکیت صفحہ ۱۳۹)

جواب نمبر ۵۱: عام طور پر یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ حضرت معاویہؓ کا اشارہ حضرت علیؓ کی طرف تھا۔ حالانکہ یہ ہوسکتا ہے کہ ان کا ارشادہ سبائی ملعونوں کی طرف ہو اور یہی اقرب ہے۔

جنگ صفین کے ذمہ دار صرف سبائی لعین ہیں:

اور یہ حقیقت ہے کہ جنگِ جمل کی طرح صفین کے باعث وموجب بھی سبائی ملعون تھے۔ دونوں جنگوں کی ذمہ داری تمام تر سبائیہ پر ہے۔ اصحاب رسول تو دونوں موقعوں پر جنگ وقتال نہیں چاہتے تھے۔ دونوں موقعوں پر صلح گویا ہوگئی تھی لیکن اس فئۃ باغیہ، اس باغی ٹولی ان مردود ملعون سبائیوں نے جنگ کی آگ بھڑکا دی۔

۱۔ جنگ جمل کی طرح صفین میں بھی اصحاب رسول اور دردمندان ملت کی مخلصانہ مساعی سے صلح کی فضا پیدا ہوگئی تھی، جسے اس باغی خارجی سبائی ٹولی نے جنگ سے بدل دیا۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:۔

حضرت ابودرداء اور حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہما نے حضرت معاویہؓ سے مل کر کہا معاویہ! آپ حضرت علی سے کس بنا پر لڑتے ہیں؟ خدا کی قسم وہ آپ سے قدیم الاسلام ہیں، اقرب الی الرسول ہیں اور احق بالخلافۃ ہیں۔ حضرت معاویہؓ نے جواب دیا میں تو قصاص عثمانؓ کے لئے لڑ رہا ہوں انہوں نے قاتلین عثمان کو پناہ دے رکھی ہے۔ آپ دونوں ان کے پاس جائیں۔ ان سے کہیں وہ قاتلین عثمان سے قصاص لیں۔ ثم انا اول من بایعہ من اھل الشام پھر اہل شام سے پہلا شخص میں ہوں گا، جو آپ کی بیعت کروں گا۔ یہ دونوں حضرت علیؓ کے پاس

Scanned by CamScanner

گئے اوران سے یہ بات کہی

فخرج خلق کثیر فقالوا کلنا قتلة عثمان — اس پر بہت کثیر لوگ سامنے نکل آئے اور کہنے لگے ہم سب قاتلین عثمان ہیں۔

جس کا جی چاہے ہم سے لڑائی لڑے۔ حضرت علی نے فرمایا ھولاء الذین ترہان یہ ہیں وہ لوگ جنہیں تم دیکھ رہے ہو۔ اس پر حضرت ابو درداء اور حضرت ابوامامہ (رضی اللہ عنہما) مایوس ہوگئے اور) دونوں نے اس جنگ میں (کسی طرف بھی) حصہ نہیں لیا۔ (البدایہ جلد ۷ ص ۲۵۹)

۲۔ اخبار الطوال صفحہ ۱۸۱ میں ہے کہ قریباً بیس ہزار سپاہیوں نے علوی فوج سے نکل کر کہا کہ ''ہم سب عثمانؓ کے قاتل ہیں۔'' (''سیر الصحابہ'' جلد ششم صفحہ ۴۹ طبع دوم اعظم گڑھ)

۳۔ ابو مسلم نے، جو خط کا جواب لے کر گئے تھے۔ دربار خلافت میں خط پیش کرنے کے بعد نج کے طور پر گذارش کی کہ اگر عثمانؓ کے قاتلوں کو ہمارے حوالہ کر دیا جائے تو ہم اور تمام اہل شام خوشی کے ساتھ آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کو تیار ہیں کہ فضل وکمال کے لحاظ سے آپ ہی خلافت کے مستحق ہیں۔ جناب امیرؓ نے دوسرے روز صبح کے وقت جواب دینے کا وعدہ فرمایا۔ ابو مسلم جب دوسرے روز حاضر ہوئے تو وہاں تقریباً دس ہزار مسلح آدمیوں کا مجمع تھا۔ ابو مسلم کو دیکھ کر سب نے ایک ساتھ بآنگ بلند کہا۔ ''ہم سب عثمان کے قاتل ہیں۔''

ابو مسلم نے متعجب ہو کر بارگاہ خلافت میں عرض کی کہ معلوم ہوتا ہے کہ سب نے باہم سازش کر لی ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا تم اس سے سمجھ سکتے ہو۔ کہ عثمانؓ کے قاتلوں پر میرا کہاں تک اختیار ہے۔'' (خلفائے راشدین'' صفحہ ۲۹۸) مطبوعہ اعظم گڑھ

الفئة الباغیہ:

تو حقیقت یہ ہے کہ سیدنا حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی قاتل سبائی باغی پارٹی ہے۔ ملعون سبائی پارٹی الفئة الباغیہ!! بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ صرف حضرت عمارؓ کے نہیں، حضرت طلحہ وزبیر اور جمیع شہداء جمل وصفین رضی اللہ عنہم کے قاتل بھی یہی خارجی ملعون ہیں۔ حتی کہ سیدنا حضرت علیؓ کے قاتل بھی یہی سبائی مردود ہیں۔ کیونکہ فتنہ کا دروازہ انہی ملعونوں، مردوں نے کھولا تھا۔ مسلمانوں میں اختلاف وانشقاق انہوں نے پیدا کیا تھا۔ پھر جنگ کی آگ بھی انہی غنڈوں نے بھڑکائی تو درحقیقت یہ نہ صرف قاتلین عثمانؓ ہیں، بلکہ آپ کے بعد اس دور فتنہ میں جو بھی شہید ہوا سب کے قاتل یہی ہیں۔ حضرت عمار ہوں یا حضرت طلحہ وزبیر حتیٰ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہم

Scanned by CamScanner

سب کے قاتل یہی سبائی مردود ہیں۔ یہی باغی ٹولی ہے فئۃ باغیہ۔

۱۔ امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:۔

الذین قاموا علی عثمان وانکروا علیہ اشیاء اعتذر عن فعلها ثم کانوا مع علی ثم خرجوا بعد ذلك علی علی ("فتح الباری" کتاب التوحید باب قول الله یاایها الرسول بلغ ماانزل الیك

(سبائیہ) حضرت عثمانؓ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور آپ کے سرنا کردہ گناہ تھوپ کر جھوٹا پروپیگنڈہ کیا۔ (اور آخر آپ کو شہید کر کے رہے) اس کے بعد حضرت علیؓ کے ساتھ ہوگئے۔ پھر حضرت علیؓ کے خلاف بھی خروج کیا۔ (اور مآل کار آپ کو بھی جام شہادت پلایا)

۲۔ سیدنا حضرت علیؓ خود بھی اس حقیقت کا اظہار فرماتے ہیں۔ امام ابن کثیر نقل کرتے ہیں۔ "آپ نے خطبہ شروع کیا۔ خوارج نے آپ کو خطبہ میں روک دیا۔ آپ منبر سے اتر آئے اور فرمایا: میری اور عثمان کی مثال سرخ، سفید اور سیاہ تین بیلوں کی سی ہے۔ جنہیں مختلف اوقات میں یکے بعد دیگرے ایک شیر نے پھاڑ کھایا۔ (البدایہ جلد ۷ صفحہ ۱۹۴)

سیدنا حضرت علیؓ نے یہ حقیقت بے نقاب فرمادی کہ حضرت عثمانؓ اور آپ کے مخالف وقاتل ایک ہی ہیں۔ اس چالاک وعیار سبائی پارٹی نے نہایت عیاری ومکاری سے باری باری ہر دو حضرات کو ہدف ناوک بیداد بنایا۔

درحقیقت ابن سبا کی خارجی ٹولی کسی کی بھی حامی نہ تھی، یہ ملعون لوگ نہ حضرت عثمانؓ کی ذات کے دشمن تھے نہ حضرت علیؓ کی ذات کے دوست، دراصل یہ اسلام کے دشمن تھے اور اسلام سے یہودیت کا انتقام لینے کے لئے مسلمانوں میں خلاف وشقاق کا یہ سارا منصوبہ بنایا۔ پہلے امام مظلومؓ کو گھر میں شہید کیا۔ پھر جنگ جمل میں حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور دس ہزار مسلمانوں کا خون پیا، پھر صفین میں حضرت عمار اور ہزاروں مسلمانوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگے۔ اور گھر میں حضرت علیؓ کو شہید کر کے ان کے لہو سے اپنی پیاس بجھائی۔ رضی اللہ عنہم تو یہ سارے کرتوت اسی سازشی ٹولی، اسی سبائی پارٹی فئۃ باغیہ کے ہیں لعنہم اللہ

۳۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ انہی سبائی ملعونوں کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ:

"ہر فتنہ اور ہر بلا کی اصل واساس یہی ہیں اور اسلام میں جو شمشیریں عریاں ہوئی ہیں، ان میں سے اکثر انہی کی طرف سے چلی ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ اصل اور مادہ کے اعتبار سے یہ منافق ہیں۔

Scanned by CamScanner

اختلفوا اکاذیب وابتدعوا آراء فاسدۃً لیفسدو بهادین الاسلام ویستز لو بها من لیسوا باولی الاحلام فسعوا فی قتل عثمان وهو اول الفتن ثم انزووالی علی لا حُبًا فیه ولا فی أهل البیت لکن لیقیموا سوق الفتنة بین المسلمین ثم هؤلا الذین سعوا معه منهم عن کفر بعد ذك وقاتله کما فعلت الخوارج وسیفهم اوّل سیف سلّ علی الجماعة ومنهم من اظهر الطعن علی الخلفاء الثلاثة کما فعلت الرافضه [1]

انہوں نے جھوٹی روایات گھڑیں اور فاسد خیالات ایجاد کئے تا کہ اس طرح دین اسلام کو فاسد کریں اور جن کی مت ماری گئی ہے، انہیں راہ حق سے بھٹکائیں۔ انہوں نے قتل عثمان کی بھرپور کوشش کی اور یہ اولین فتنہ ہے۔ پھر یہ حضرت علیؓ کے پاس جمع ہو گئے۔ اس لئے نہیں کہ انہیں آپ سے یا اہل بیت سے محبت تھی، بلکہ محض اس لئے کہ مسلمانوں میں فتنہ برپا کریں۔ پھر انہوں نے آپ کے ساتھ ہو کر جنگیں لڑیں۔ بعد میں آنہی میں سے بعض نے آپ کی تکفیر کی اور آپ کے ساتھ جنگ کی، اور خوارج کہلائے۔ اور جماعت اہل اسلام پر سب سے پہلے ان ہی کی تلوار بے نیام ہوئی، اور انہی میں سے بعض نے حضرات خلفاء ثلاثہؓ پر طعن کیا اور روافض کہلائے۔

لمحہ فکریہ:

اہل علم وفہم اور باب فکر ونظر کو اس حقیقت پر توجہ مبذول کرنا چاہئے۔ کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عمارؓ کے قاتلوں کو باغی ٹولی فرمایا ہے۔ تقتلك الفئة الباغیه اور حضرت معاویہؓ اور ان کی جماعت کو فرمایا ہے فئتین عظیمتین [2] تو فئة باغیه اور چیز ہے اور فئة عظیمه اور چیز فئة باغیه باغی ٹولی ملعون سبائی پارٹی ہے۔ اور فئة عظیمه حضرت معاویہؓ اور ان کی عظیم جماعت۔

طعن نمبر ۲۶، آٹھ سو اہل حدیبیہ حضرت علیؓ کے ساتھ تھے:

مودودی صاحب اپنے ادعا باطل کی تائید وتصدیق میں ایک دلیل پیش کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں:۔ ''ابن عبدالبر کا بیان ہے کہ جنگ صفین کے موقع پر آٹھ سو ایسے اصحاب حضرت علیؓ کے ساتھ تھے، جو بیعت الرضوان کے موقع پر نبی ﷺ کے ساتھ تھے۔'' استیعاب جلد ۲

---

[1] ''منہاج السنۃ النبویہ'' تصنیف الامام الہمام، مقتدی العلماء، العلام خاتمۃ المجتہدین شیخ الاسلام ابن تیمیہ المتوفی ۷۲۸ھ جلد ۳ صفحہ ۲۴۳

[2] صحیح بخاری کتاب الصلح، صحیح بخاری وصحیح مسلم بروایۃ ابو ہریرۃ

Scanned by CamScanner

صفحہ ۳۲۳ (''خلافت وملوکیت'' حاشیہ صفحہ ۱۲۲)

جواب نمبر ۵۲:

اول تو ابن عبدالبر رحمہ اللہ کا بیان اس لئے کوئی وزن نہیں رکھتا کہ انہوں نے عبدالرحمٰن ابزیؒ کا قول نقل کیا ہے، جس کی کوئی سند نہیں۔ ان کے اور ابن ابزیؒ کے درمیان قریباً چار سو سال کا زمانہ ہے۔ اس طویل زمانہ میں کوئی ایک راوی بھی مذکور نہیں۔ لہٰذا اس قول کی کیا قدر و قیمت؟

جواب نمبر ۵۳:

دوسرے، بیعت رضوان ہوئی ہے ۶ھ میں اس وقت شرکاء بیعت کی تعداد چودہ سو تھی، اور جنگ صفین ہو رہی ہے۔ ۳۷ھ میں، پورے اکتیس سال بعد! غور فرمایئے۔ ۳۱ سال بعد چودہ سو صحابہ میں سے آٹھ سو تو حضرت علیؓ کے ساتھ ہیں، اتنے نہیں تو اس سے کچھ کم ساڑے سات سو چلو! سات سو جانے دو، صرف چھ سو بھی حضرت معاویہؓ کے ساتھ ہوں تو گویا ثلث صدی میں ایک صحابی نے بھی وفات نہیں پائی۔ کتنا سچا ہے مودودی صاحب کا منقولہ بیان۔

جواب نمبر ۵۴:

تیسرے ابن ابزی کے اس قول میں یہ بھی ہے کہ قتل منهم ثلاثة وستون منهم عمار بن یاسر یعنی ان آٹھ سو مبایعین بیعت رضوان شرکاء صفین میں سے تریسٹھ حضرات شہید ہوئے ان میں سے ایک حضرت عمارؓ ہیں۔

یہ بات اتنی بدیہی البطلان ہے کہ مودودی صاحب اس کے نقل کی بھی جرات نہ کر سکے۔

جواب نمبر ۵۵:

مودودی صاحب کے معتمد و محقق امام و مؤرخ امام ابن کثیرؒ رقمطراز ہیں کہ:۔

ابواسرائیل نے حکم بن عیینہ سے نقل کیا ہے کہ وكان في جيشه ثمانون بدريا ومائة وخمسون ممن بايع تحت الشجرة (البدایہ جلد ۷ صفحہ ۲۵۴) یعنی حضرت علیؓ کے لشکر (صفین) میں اسی بدری اور ایک سو پچاس شرکاء بیعت رضوان صحابہ تھے۔ حالانکہ یہ ابواسرائیل کٹر سبائی اور غالی رافضی ہے وقد كان شيعيا بغيضا من الغلاة الذين يكفرون عثمان رضي الله عنه۔ (میزان الاعتدال جلد ۴ صفحہ ۴۹۰)

Scanned by CamScanner

مودودی صاحب کا کمال ملاحظہ ہو کر کنز رافضی اور غالی سبائی تو کہتا ہے کہ صفین میں حضرت علی کے ساتھ ڈیڑھ سو شرکاء حدیبیہ تھے۔ مگر مودودی صاحب نقل کرتے ہیں۔ آٹھ سو تھے۔ مودودی صاحب نے تو روافض وسبائیہ کے بھی کان کتر لئے۔

جواب نمبر ۵۶:

بیعت رضوان کے وقت (۶ ہجری میں) حضور ﷺ کی عمر قریباً ۵۹ سال تھی۔ حضرت صدیق اکبرؓ کی قریباً ۵۷،۵۶ سال اور حضرت عمرؓ کی ۴۶ سال اگر دوسرے شرکاء بیعت رضوان کی عمر اس وقت چالیس سال بھی شمار کر لی جائے تو جنگ صفین کے وقت (۳۷ھ میں) ان کی عمر اکہتر سال ہونی چاہئے۔ حالانکہ اس زمانہ میں اوسط عمر ساٹھ[1] سال ہوگی۔ گویا جنگ صفین کے وقت شرکاء بیعت میں سے گنتی کے دو چار حضرات ہی زندہ ہوں گے۔ مگر سیدنا علیؓ کے ساتھ آٹھ سو حضرات ضرور تھے۔ اسے مودودی صاحب کی ''کرامت'' کہا جائے یا ......

ع جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی

جواب نمبر ۵۷:

پھر یہ حقیقت ناقابل انکار ہے کہ صفین میں اجلہ واعاظم اصحابؓ رسولؐ نے شرکت سے اجتناب کلی فرمایا۔ وہ اس جنگ کو فتنہ سمجھ کر اس سے محترز رہے اور بارشاد رسول محترز ومجتنب رہے۔

اہل علم ان تفصیلات سے باخبر ہیں۔ ان حقائق کی موجودگی میں مطلق اصحابؓ رسولؐ ہر دو جانب ملا کر بھی اگر صرف ایک سو تک پہنچ جائیں تو مشکل ہے۔ چہ جائیکہ صرف ایک جانب علیؓ آٹھ سو اصحابؓ اور وہ بھی شرکاء بیعت رضوان۔

جواب نمبر ۵۸:

امام ابن کثیرؒ رقمطراز ہیں:۔

امام احمد رحمہ اللہ محمدؒ بن سیرین سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا:۔

هاجت الفتنة واصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم عشرات الالوف فلم يحضرها منهم ماة	فتنہ برپا ہوا اور اصحاب رسول دسیوں ہزار کی تعداد میں تھے۔ مگر صفین میں ان میں سے سو بھی بلکہ تیس بھی موجود نہ تھے۔

[1] نبی کریم ﷺ، حضرت صدیق اکبرؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت علی المرتضیٰؓ کی عمر ۶۳ سال ہے۔

Scanned by CamScanner

مل لم يبلغوا ثلاثين ۔

امام احمدؒ روایت کرتے ہیں کہ (حضرت) شعبہ سے کہا گیا کہ ابو شیبہ حکم سے روایت کرتے ہیں کہ ابن ابی لیلیٰ نے کہا کہ صفین میں ۷۰ بدری صحابہؓ موجود تھے۔ حضرت شعبہؒ نے فرمایا۔ ہم نے اس بارے میں حکم سے مذاکرہ کیا ہم نے ان سے سوائے حضرت خزیمہؓ بن ثابت کے کسی بدری کا صفین میں موجود ہونا نہیں سنا[1] اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ صفین میں بدری صحابہ میں سے حضرت سہل بن حنیف بھی موجود تھے، اور اسی طرح ابوایوب انصاری یہ شیخنا العلامۃ ابن تیمیہؒ نے کہا ہے اور ابن بطہ نے اپنی سند کے ساتھ بکیر بن الاشج سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا:۔

اما انّ رجالاً من اهل بدر لزموا بيوتهم بعد قتل عثمان فلم يخرجوا الا الى قبورهم[2]

بدری صحابہؓ شہادت عثمانؓ کے بعد خانہ نشین ہو گئے۔ وہ (کسی جنگ میں) نہیں نکلے مگر اپنی قبروں کی طرف) یعنی مرتے دم تک کسی جنگ میں شریک نہیں ہوئے۔ (الا ماشاء اللہ)

جواب نمبر ۵۹:

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ:

سعید بن المسیب کہتے ہیں کہ جب پہلا فتنہ پھیلا تو اس میں اصحاب بدر میں سے ایک بھی باقی نہ رہا۔ پھر دوسرا فتنہ ہوا تو اہل حدیبیہ میں سے ایک بھی باقی نہ رہا۔ فلم يبق ممن شهد الحديبيه فتنہ اولیٰ شہادت عثمان اور اس کے بعد سے خلافت معاویہؓ کے قائم ہونے تک ہے۔

(''ازالۃ الخفا'' مقصد اوّل فصل پنجم بیان فتن)

ان متعدد روایات صحیحہ سے ثابت یہی ہوتا ہے کہ صفین میں شرکاء بدر میں سے سوائے ایک دو حضرات کے کوئی بھی شریک نہیں ہوا۔ اور شرکاء حدیبیہ میں سے یہی کوئی دس ایک حضرات کل شریک ہونگے۔ حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ کے قول کے مطابق جب کل صحابہ صفین میں تمیں

---

[1] علامہ ذہبی مزید لکھتے ہیں کہ شعبہ نے کہا کذب والله لقد ذاكرت الحكم (''میزان الاعتدال'' جلد اول ص ۴۷) یعنی شعبہ نے کہا ابوشیبہ نے جھوٹ بولا خدا کی قسم میں نے حکم سے مذاکرہ کیا۔ [2] ''البدایہ والنہایہ'' جلد ۳ ص ۲۵۲، ۲۵۳

سے بھی کم شریک ہوئے۔ تو شرکاء بیعت رضوان اگر جانبین سے دس بھی ہو جائے تو بہت ہیں۔

مودودی صاحب کی کرامت:

مودودی صاحب کی ''کرامت'' ملاحظہ ہو کہ صفین میں شرکاء بیعت رضوان کل تو قریباً دس ہونگے۔ مگر ان دس میں سے آٹھ سو حضرت علیؓ کی طرف تھے۔

ع خامہ انگشت بدنداں کہ اسے کیا لکھیے

Scanned by CamScanner

تحکیم (ثالثی)

طعن نمبر ۲۷: حضرت عمروؓ کا مشورہ:

''حضرت عمار کی شہادت کے دوسرے روز ۱۰ صفر کو سخت معرکہ برپا ہوا۔ جس میں حضرت معاویہؓ کی فوج شکست کے قریب پہنچ گئی۔ اس وقت حضرت عمروؓ بن العاص نے حضرت معاویہؓ کو مشورہ دیا کہ اب ہماری فوج نیزوں پر قرآن اٹھائے اور کہے ھذا حکم بیننا وبینکم (یہ ہمارے اور تمہارے درمیان حکم ہے) اس کی مصلحت حضرت عمروؓ نے خود یہ بتائی کہ اس سے علیؓ کے لشکر میں پھوٹ پڑ جائے گی، کچھ کہیں گے کہ یہ بات مان لی جائے اور کچھ کہیں گے کہ نہ مانی جائے۔ ہم مجتمع رہے گے، اور ان کے ہاں تفرقہ برپا ہو جائے گا۔ اگر وہ مان گئے تو ہمیں مہلت مل جائے گی۔ (''خلافت'' صفحہ ۱۳۹)

جواب نمبر ۶۰:

مودودی صاحب نے اپنے اس طعن کا ماخذ طبری جلد ۴ صفحہ ۳۴، ابن سعد جلد ۴ صفحہ ۲۵۵ ابن اثیر اور البدایہ بتلایا ہے۔ ابن اثیر اور ابن کثیر رحمہما اللہ تو ناقل ہیں۔ اصل ماخذ طبری اور ابن سعد ہیں۔ مگر قارئین یہ سن کر حیران رہ جائیں گے کہ طبری کی روایت ابو مخنف شیعی محترق کی ہے اور ابن سعد کی روایت واقدی کذاب کی۔

باون گز کا!

مثل مشہور ہے۔ لنکا سے جو بھی نکلا باون گز کا! مودودی صاحب کو جو بھی روایت ملی واقدی کی یا ابو مخنف کی، ہشام کی یا سیف کی!

ع ایں خانہ ہمہ آفتاب است

جواب نمبر ۶۱:

مودودی صاحب نے البدایہ کا جو حوالہ (جلد ۷ صفحہ ۲۷۲) دیا ہے۔ وہاں جہاں امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے ''ابن جریر وغیرہ من اھل التاریخ'' کی وہ روایت نقل کی ہے۔ وہاں امام احمد رحمہ اللہ سے بسند روایت (حدیث) نقل کی ہے۔ حضرت ابو وائلؒ کہتے ہیں۔ ہم صفین میں تھے۔ جب لڑائی نے خوب زور پکڑا اور اہل شام شکست کے قریب پہنچ گئے تو حضرت عمروؓ بن

Scanned by CamScanner

العاص نے حضرت معاویہؓ سے کہا۔

ارسل الی علی بمصحف وادعه الی کتاب الله فانه لن یابی علیك فجا به رجل فقال علی نعم! انا اولی بذلك بیننا وبینکم کتاب الله	آپ حضرت علیؓ کے پاس قرآن بھیج کر انہیں کتاب اللہ کی طرف بلائیے۔ وہ یقیناً آپ کی دعوت کا رد نہیں فرمائیں گے چنانچہ ایک شخص نے حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا ہمارے اور آپ کے درمیان کتاب اللہ (حکم) ہے حضرت علیؓ نے فرمایا ہاں! ہم اس کے زیادہ قریب ہیں ہمارے تمہارے درمیان اللہ کی کتاب حکم ہے۔

خوارج (سبائی ملعون و مردود) حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تلواریں ان کے کندھوں پر (حمائل) تھیں اور کہا۔

یا امیر المؤمنین ماینتظر هولاءِ القوم الذین علی التل الانمشی الیهم سیوفنا حتی یحکم الله بیننا وبینهم (''البدایہ والنہایہ'' جلد ۷ ص ۲۷۲)	امیر المؤمنین! اس شکست کے قریب پہنچی ہوئی قوم کے بارے میں توقف کیسا؟ کیا ہم ان پر تلوار نہ چلائیں۔ یہاں تک کہ اللہ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کر دے؟

تعصب کے کرشمے:

تعصب کی کرشمہ کاریاں ملاحظہ ہوں کہ مودودی صاحب کو ایک ہی صفحے پر اہل تاریخ کی مردود روایت تو نظر آ جاتی ہے کیونکہ اس سے انہیں حضرات اصحابؓ رسول کو مجروح و مطعون کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ مگر امام احمدؒ کی حدیث نظر نہیں آتی۔

۲۔ صحیح بخاری:

کتاب التفسیر باب اذیبا یعونك تحت الشجرہ میں ہے:۔

فقال علی نعم! یعنی جب صفین میں کتاب اللہ کی طرف دعوت دی گئی تو حضرت علیؓ نے فرمایا۔ ہاں! (ہمیں منظور ہے)

۳۔ ''تیسیر القاری'' فارسی شرح صحیح بخاری (جلد ۴ صفحہ ۵۷۰) میں ہے:۔

ودر روایت احمد ونسائی واقع شده انا اولی بذلك ای بالا جابة اذا دعیت الی العمل بکتاب الله من اول۔	اور مسند احمد اور نسائی کی روایت میں ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا جب کتاب اللہ پر عمل کی دعوت دی جائے تو میں اسے قبول کرنے کا معاویہؓ سے زیادہ حقدار ہوں۔

Scanned by CamScanner

رفض کا مظاہرہ:

جب صحیح بخاری، مسند احمد اور نسائی کی صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ سیدنا حضرت علیؓ نے دعوت الی القرآن کو تنہائی شرح صدر وانبساط قلب سے قبول فرمالیا تو اس کے مقابلہ میں ابومخنف رافضی محترق کی روایت پیش کر کے حضرت علیؓ، حضرت معاویہؓ اور حضرت عمروؓ بن العاص ایسے اجلہ اصحابؓ رسول کو مجروح و مطعون کرنا اگر رفض نہیں تو اور کیا ہے۔

طعن نمبر ۲۸، حضرت عمروؓ بن العاص کی جنگی چال!

''اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ یہ محض ایک جنگی چال تھی، قرآن کو حکم بنانا سرے سے مقصود ہی نہ تھا، ...... اس مشورے کے مطابق لشکر معاویہؓ میں قرآن نیزوں پر اُٹھایا گیا۔ اور اس کا وہی نتیجہ ہوا۔ جس کی حضرت عمروؓ بن العاص کو اُمید تھی، حضرت علیؓ نے عراق کے لوگوں کو لاکھ سمجھایا۔ کہ اس چال میں نہ آؤ اور جنگ کو آخری فیصلے تک پہنچ جانے دو۔ مگر ان میں پھوٹ پڑ کر رہی اور آخر کار حضرت علیؓ مجبور ہو گئے کہ جنگ بند کر کے حضرت معاویہؓ سے تحکیم کا معاہدہ کر لیں'' خلافت وملوکیت صفحہ ۱۳۹۔۱۴۰)

جواب نمبر ۶۲:

یہ صرف مودودی صاحب کے بغض وعناد اور خبث باطن کا مظاہرہ ہے۔ ورنہ نہ یہ جنگی چال تھی نہ حضرت علیؓ نے اسے چال فرمایا، نہ اس کی مخالفت فرمائی۔ مودودی صاحب نے اس افتراء کا ماخذ طبری جلد ۴ صفحہ ۳۴، ۳۵، ابن اثیر، البدایہ جلد ۷ صفحہ ۲۷۵، ۲۷۶ اور ابن خلدون بتلایا ہے۔ باقی سب ناقل ہیں۔ اصل مأخذ طبری ہے۔ اور طبری کی روایت ابومخنف کذّاب مردود کی ہے۔

جواب نمبر ۶۳:

البدایہ میں اس موقع پر نہ اس ''چال'' کا ذکر ہے نہ حضرت علیؓ کے اسے چال فرمانے کا تذکرہ ہے۔ یہ مودودی صاحب کا افتراء محض اور کذبِ خالص ہے۔

طعن نمبر ۲۹، پھر یہی پھوٹ:

''پھر یہی پھوٹ حکم مقرر کرنے کے موقع پر بھی رنگ لائی۔ حضرت معاویہؓ نے اپنی طرف سے حضرت عمروؓ بن العاص کو حکم بنایا۔ حضرت علیؓ چاہتے تھے کہ اپنی طرف سے حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ کو مقرر کریں۔ مگر عراق کے لوگوں نے کہا وہ تو آپ کے چچازاد بھائی ہیں، ہم غیر جانبدار آدمی چاہتے ہیں۔ آخر ان کے اصرار پر حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو حکم بنانا پڑا، حالانکہ

Scanned by CamScanner

حضرت علیؓ ان پر مطمئن نہ تھے"۔ ("خلافت وملوکیت" صفحہ ۱۴۰)

جواب نمبر۶۴، پھوٹ کی رٹ!

مودودی صاحب نے پھوٹ کی بڑی رٹ لگائی۔ مگر دعوت الیٰ القرآن کے بارے میں تو پھوٹ کا بیج، حضرت عمروؓ بن عاص نے بویا تھا۔ یہ حکم مقرر کرنے کے سلسلہ میں جو پھوٹ "پھوٹ رہی ہے" یہ بھی حضرت عمروؓ بن عاص کی چال ہے؟

جواب نمبر۶۵:

درحقیقت یہ پھوٹ مودودی صاحب اور ابومخنف وغیرہ کی "وضاعی" و "کذابی" کا کرشمہ ہے۔ ورنہ حقیقت میں کوئی پھوٹ نہیں تھی۔ مودودی صاحب نے طبری صفحہ ۳۴، ۳۵، ۳۶ کا حوالہ دیا ہے۔ مگر یہ سفید جھوٹ ہے۔ ان صفحات پر حضرت علیؓ کی فوج کی اندر آپس میں کسی پھوٹ کا ذکر تک موجود نہیں۔ ان سب نے متفق ہوکر قرآن کی دعوت قبول کی فقال الناس فانا قد رضينا وقبلنا (طبری جلد۴ صفحہ ۳۶) سب نے خوشی سے یہ دعوت قبول کی۔ البتہ صرف ایک اشتر ملعون سبائی جنگ بند نہیں کرنا چاہتا تھا، مگر پوری فوج نے اس کے منہ پر تھوکا۔

فسبوه فسبهم فضربوا وجه دابته بسياطهم[1] اسے گالیاں دیں۔ اس نے انہیں گالیاں دیں۔ انہوں نے اس کی (سواری کے) جانور کو اپنے کوڑوں سے مارا۔

حضرت علیؓ سے اختلاف:

اسی طرح حکم کے بارے میں بھی حضرت علیؓ کی فوج میں کوئی پھوٹ نہیں تھی۔

مجذوب کی بڑ:

"یہی پھوٹ حکم مقرر کرنے کے موقع پر رنگ لائی" مجذوب کی بڑ ہے۔ ورنہ اس بارے میں پوری فوج متفق تھی کہ حکم حضرت ابوموسیٰ اشعری ہوں، کیونکہ وہ فتنہ سے خود بھی دور رہے اور لوگوں کو بھی امن سے رہنے اور لڑائی میں حصہ نہ لینے کا مشورہ دیتے تھے۔ فانه ما كان يحذرنا و قعنا فيه (طبری جلد۴ صفحہ ۳۶)

البتہ ابومخنف کذاب رافضی کی روایت کے مطابق اگر اس بارے میں ان کا اختلاف تھا تو حضرت علیؓ سے! حضرت علیؓ نے حضرت عبداللہ بن عباس کے بعد فرمایا: فانی اجعل الاشتر میں اشتر کو حکم بناتا ہوں۔ اس پر جواب دیا گیا وهل سعر الارض غير الاشتر ملک کی آگ

---

[1] البدایہ والنہایہ جلد۷ ص ۲۷۴، طبری جلد۴ ص ۳۶

اشعری نے تو بجز کانی ہے۔ (طبری جلد ۴ صفحہ ۳۶ والبدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۲۷۶)

کسی بارے میں کوئی اختلاف نہیں تھا:

امام ابن سعدؒ کی ایک روایت گو یہ روایت واقدی کی ہے۔ مگر اس سے یہ حق بات ظاہر ہوتی ہے۔ کہ نہ تو حضرت علیؓ نے حضرت معاویہؓ کی دعوت الی القرآن سے اختلاف فرمایا اور نہ ہی حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو حکم بنانے پر کوئی اختلاف ہوا۔ (طبقات جلد ۴ صفحہ ۲۵۶)

جواب نمبر ۶۶، در حقیقت ......:

لڑائی کی شدت سے دونوں فریق گھبرا گئے تھے۔ ہزاروں مسلمان شہید[1] ہو چکے تھے اس لئے فریقین مصالحت پر آمادہ تھے۔

۱۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ قمطراز ہیں۔

ورغب اکثر الناس من العراقيين واهل الشام بكمالهم الى المصالحة و المسالمة مدة لعله يتفق امر يكون فيه حقن لدماء المسلمين۔[2]

اکثر عراقی اور تمام شامی کچھ مدت کے لئے مصالحت اور ترکِ جنگ کے خواہاں تھے تاکہ مسلمانوں میں اتفاق ہو جائے اور مسلمانوں کی باہم خونریزی کا سلسلہ ختم ہو جائے۔

۲۔ طبقات کی روایت گو واقدی کی ہے مگر اس میں بھی اس حقیقت کا اظہار ہو گیا ہے۔ کہ

اقتتل الناس بصفين قتالاً شديداً لم يكن في هذ الامة مثله قط حتى كره اهل الشام و اهل العراق القتال و ملده من طول تباذلهم السيف۔[3]

صفین میں اس شدت کی لڑائی ہوئی کہ اس امت میں ایسی لڑائی کبھی نہیں ہوئی۔ یہاں تک کہ اہل شام اور اہل عراق (دونوں) لڑائی کو برا سمجھنے لگے اور تلواروں کی کاٹ سے زچ ہو گئے۔

۳۔ حضرت معاویہؓ کو رومیوں کے خلاف مجاہدینِ اسلام کی ضرورت تھی، اور یہاں ان کے سامنے وہ گاجر مولی کی طرح کٹ رہے تھے۔ لہٰذا وہ پریشان ہو گئے کہ اگر لوگ یوں باہم لڑ بھڑ کر کٹ گئے تو اسلامی سرحدوں کی حفاظت کون کرے گا اور کفار و مشرکین سے جہاد کون

---

[1] امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ ستر ہزار آدمی قتل ہوئے، ۴۵ ہزار شامی اور ۲۵ ہزار عراقی! یہ ابن سیرین اور سیف وغیرہ کا قول ہے اور بیہقی کی روایت میں ہے کہ اہل شام ۶۰ ہزار تھے ان میں سے ۲۰ ہزار قتل ہوئے۔ اور عراقی ایک لاکھ بیس ہزار تھے جن میں سے ۴۰ ہزار قتل ہوئے۔ (البدایہ جلد ۷ صفحہ ۲۷۴)

[2] البدایہ ایضاً صفحہ ۲۷۴۔

[3] طبقات جلد ۴ صفحہ ۲۵۵

رے گا۔ قد فی الناس فمن للثغر؟ و من لجهاد المشركين و الكفار

(''البدایہ والنہایہ'' جلد ۷ صفحہ ۲۷۲)

امت کی فلاح و بقاء اور مسلمانوں کی سود و بہبود، اور کفر کے استیصال کے پیش نظر حضرت معاویہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے خاتمہ قتال کے لئے قرآن پیش کیا۔[1] جسے حضرت علیؓ نے نہایت مسرت و شادمانی اور شرح صدر کے ساتھ قبول فرمالیا۔ جنگ بند ہوگئی اور مصالحت و مسالمت کی صورت پیدا ہوگئی۔ والحمد لله على ذلك حمداً كثيرا۔

روافض وسبائیہ جل بھن گئے!

روافض اور سبائیوں کے سینے پر سانپ لوٹ گئے۔ وہ اختتام جنگ سے جل بھن گئے وہ اور تو کچھ نہ کر سکتے تھے۔ کیونکہ سوائے ان چند دشمنان دین وملت کے فریقین کی پوری جمعیت خاتمہء جنگ اور صلح و مصالحت چاہتی تھی۔ لہٰذا انہوں نے اپنے دل کی بھڑاس یہ خرافات وضع کر کے نکالی جس کے سہارے مودودی صاحب حضرات صحابہؓ کے خلاف اپنے دل کی آگ کو ٹھنڈا کر رہے ہیں۔

طعن نمبر ۳۰، حکمین نے غلط بحث شروع کردی:

''دومۃ الجندل میں جب دونوں حکم مل کر بیٹھے تو سرے سے یہ امر زیر بحث ہی نہ آیا کہ قرآن وسنت کی رو سے اس قضیہ کا فیصلہ کیا ہو سکتا ہے۔ قرآن میں صاف حکم موجود تھا کہ مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان اصلاح کی صحیح صورت طائفہ باغیہ کو راہ راست پر آنے کے لئے مجبور کرنا ہے۔ حضرت عمار کی شہادت کے بعد نبی ﷺ کی نص صریح نے متعین کر دیا تھا کہ اس قضیے میں طائفہ باغیہ کونسا ہے...... اور معاہدۂ تحکیم کی رو سے دونوں صاحبوں کے سپرد یہ کام سرے سے کیا ہی نہیں گیا تھا کہ وہ خلافت کے مسئلے کا جو فیصلہ بطور خود مناسب سمجھیں کر دیں ...... مگر جب دونوں بزرگوں نے بات چیت شروع کی تو ان سارے پہلوؤں کو نظر انداز کر کے یہ بحث شروع کر دی کہ خلافت کا مسئلہ اب کیسے طے کیا جائے''۔

(خلافت وملوکیت صفحہ ۱۴۰۔۱۴۱)

---

[1] جنگ جمل میں سیدنا حضرت علیؓ نے بھی خاتمہء جنگ کے لئے باہتمام قرآن پیش کیا۔ (طبری جلد ۳ صفحہ ۵۲۰۔۵۲۱) اور بعد میں ام المومنین سیدہ طاہرہ رضی اللہ عنہا نے بھی پیش کیا۔ (طبری جلد ۳ صفحہ ۵۲۳ والبدایہ جلد ۷ صفحہ ۲۴۳)

Scanned by CamScanner

جواب ۶۷:

مودودی صاحب لاکھ کوشش کریں مگر ان کے دل کی جلن نہیں بجھ سکتی، یہ سطور "دل کی آگ بجھانے کی ناکام کوشش" تو ہو سکتی ہیں۔ تاریخ کے مطالعہ کا نتیجہ نہیں ہو سکتیں، ایک مغلوب الغضب شخص ہی یہ لکھ سکتا ہے۔

آغوشِ رسالت میں پروردہ اجلّہ اصحابہ کرام[1] نہ تو اپنے ذمہ فرائض کو سمجھ سکتے ہیں۔ نہ قرآن پر ان کی نگاہ ہے۔ نہ نبی کریم ﷺ کی حدیث صریح کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

گستاخی کی انتہا:

نبی کریم تو حضرت ابوموسیٰؓ اشعری کو قرآن کا معلم بنائیں، حضرت علیؓ انہیں علم کے رنگ میں رنگے ہوئے فرمائیں۔ آئمہ اعلام دین انہیں منتہائے علم اور حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کے ہم پایہ قاضی امت قرار دیں اور آج جہلائے امت ...... جن کی جہالت پر "خلافت و ملوکیت" شاہد عدل ہے انہیں بے سمجھ، بے وقوف اور بلید الذہن قرار دیں۔ اگر یہ گستاخی کی انتہا نہیں تو اور کیا ہے؟۔

جواب نمبر ۶۸:

حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت عمرو بن العاص ایسے اجلّہ اصحابؓ رسول کے علم و فہم پر طعن کرنے والے جہلاء اُمت کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ان حضرات کے تقرر کا مقصد ہی یہی تھا کہ

---

[1] حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے فضائل و مناقب: امام احمد رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ اور حضرت ابوموسیٰ کو لوگوں کو قرآن سکھانے کے لئے یمن بھیجا (صفۃ الصفوۃ از علامہ ابن جوزیؒ جلد ۱ صفحہ ۲۲۵) شعبیؒ کہتے ہیں علم کی انتہا چھ حضرات پر ہے۔ ان میں ایک حضرت ابوموسیٰ کو شمار کیا۔ ابن مدینی کا قول ہے۔ قضاة الامة اربعة عمر و علی و ابوموسی و زید بن ثابت، اس امت کے قاضی چار ہیں۔ عمر، علی، ابوموسیٰ اور زید بن ثابت (رضی اللہ عنہم)۔ بخاری نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوموسیٰ سے بہتر کوئی شخص بصرہ نہیں آیا۔ زبید، عدن وغیرہ یمن کے علاقوں پر نبی ﷺ کے عامل تھے۔ حضرت عمرؓ نے آپ کو بصرہ کا گورنر بنایا۔ آپ نے اہواز، اصفہان فتح کئے۔ حضرت عثمانؓ نے بھی آپ کو بصرہ کی گورنری پر برقرار رکھا۔ پھر آپ کو کوفہ کا گورنر بنا دیا۔ حضرت عمرؓ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرے عمال کو ایک سال تک برقرار رکھا جائے۔ اور ابوموسیٰ اشعری کو چار سال تک برقرار رکھا جائے۔ (اصابہ جز حضرت ابوموسیٰ اشعری عبداللہ بن قیس)

حضرت علیؓ سے آپ کے علم کے متعلق پوچھا گیا۔ تو فرمایا۔
"علم کے رنگ میں خوب رنگے ہوئے ہیں" (استیعاب)

مفاد امت اور مصلحت مسلمین کی کوئی متفقہ صورت تجویز کریں، چنانچہ مودودی صاحب کے معتمد علیہ امام ابن کثیر رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:۔

۱۔ ثم یتفق الحکمان علی مافیه مصلحة للمسلمین ۔ پھر دونوں حکم اس صورت میں متفق ہو جائیں۔ جس میں مسلمانوں کی خیر و مصلحت ہو۔ (البدایہ جلد ۷ صفحہ ۲۷۵)

۲۔ امام طبری رحمہ اللہ نے مصالحت و تحکیم کا پورا مسودہ نقل کیا ہے۔ اس روایت میں

وعلی عبد الله بن قیس و عمر و بن العاص عهد الله و میثاقه ان یحکما بین هذه الامة ولا یردا ها فی حرب ولا فرقة۔

(طبری جلد ٤ ص ۳۸)

حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت عمرو بن عاص پر بعہد و میثاقِ الٰہی واجب ہے۔ کہ اس امت کے درمیان فیصلہ کریں اور اسے دوبارہ جنگ و افتراق میں نہ ڈالیں۔

باغی کا لفظ تک موجود نہیں!

مودودی صاحب اپنے جذبۂ مخالفتِ صحابہؓ و جوشِ عنادِ معاویہؓ سے مجبور و مغلوب ہو کر یہ چاہتے ہیں کہ حکمین حضرت معاویہؓ اور ان کے گروہ کو باغی قرار دے کر پھانسی کے تختے پر لٹکا دیتے، یا گولی سے اُڑا دیتے مگر ان کے دل کی آگ اور زیادہ بھڑکے گی۔ جب انہیں معلوم ہوگا کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کی شہادت کے بعد جو تحکیم کا معاہدہ مرتب ہوتا ہے، اس میں ان حضرات سے متعلق باغی کا لفظ تک موجود نہیں ہے۔ بلکہ مودودی صاحب کے علی الرغم انہیں حضرت علیؓ اور آپ کے گروہ کی سطح پر رکھ کر مومنین مسلمین لکھا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو:۔

بسم الله الرحمن الرحیم ٥ هذا ماتقاضی علیه علی بن ابی طالب و معاویة بن ابی سفیان قاضی علی علی اهل الکوفه و من معهم من شیعتهم من المؤمنین والمسلمین و قاضی معاویة علی اهل الشام و من کان معهم من المؤمنین والمسلمین ۔(طبری جلد ۴ صفحہ ۳۸، البدایہ جلد ۷ صفحہ ۲۷۶)

طعن نمبر ۳۱، حضرت عمروؓ بن عاص کی دھوکا بازی:

حضرت عمروؓ بن العاص نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے پوچھا آپ کے نزدیک اس معاملہ میں کیا صورت مناسب ہوگی؟ انہوں نے کہا ”میری رائے یہی ہے کہ ہم ان دونوں

Scanned by CamScanner

حضرات کو الگ کر کے خلافت کے مسئلہ کو مسلمانوں کے باہمی مشورے پر چھوڑ دیں تاکہ وہ جسے
چاہیں منتخب کر لیں"۔ حضرت عمروؓ نے کہا "ٹھیک بات یہی ہے۔ جو آپ نے سوچی ہے"۔ اس کے
بعد دونوں صاحب مجمع عام میں آئے جہاں دونوں طرف کے چار چار سو اصحاب اور کچھ غیر
جانبدار بزرگ موجود تھے۔ حضرت عمروؓ نے حضرت ابوموسیٰؓ سے کہا "آپ ان لوگوں کو بتا دیجئے
کہ ہم ایک رائے پر متفق ہو گئے ہیں وہ تقریر کیلئے اٹھے اور اس میں اعلان کیا کہ "میں اور
میرے یہ دوست (یعنی عمرو بن العاصؓ) ایک بات پر متفق ہو گئے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ ہم علیؓ اور
معاویہؓ کو الگ کر دیں اور لوگ باہمی مشورے سے جس کو پسند کریں اپنا امیر بنائیں لہٰذا میں علیؓ
اور معاویہؓ کو معزول کرتا ہوں۔ اب آپ لوگ اپنا معاملہ خود اپنے ہاتھ میں لیں اور جسے چاہیں
اور اہل سمجھیں اپنا امیر بنائیں"۔ اس کے بعد حضرت عمروؓ بن العاص کھڑے ہوئے اور انہوں نے
کہا۔ "ان صاحب نے جو کچھ کہا، وہ آپ لوگوں نے سن لیا۔ انہوں نے اپنے آدمی (حضرت علیؓ)
کو معزول کر دیا ہے۔ میں بھی ان کی طرح انہیں معزول کرتا ہوں اور اپنے آدمی (حضرت
معاویہؓ) کو قائم رکھتا ہوں حضرت ابوموسیٰؓ نے یہ بات سنتے ہی کہہ مالک لا وفقك الله
غدرت و فجرت (یہ تم نے کیا کیا؟ خدا تمہیں توفیق نہ دے، تم نے دھوکا دیا اور عہد کی خلاف
ورزی کی) حضرت سعدؓ بن ابی وقاص بولے۔ "افسوس تمہارے حال پر اے ابوموسیٰ! تم عمرو کی
چالوں کے مقابلے میں بڑے کمزور نکلے"۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن ابی بکرؓ نے کہا "ابوموسیٰ اس سے
پہلے مر گئے ہوتے، تو ان کے حق میں زیادہ اچھا تھا"۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا "دیکھو اس
امت کا حال کہاں جا پہنچا ہے۔ اس کا مستقبل دو ایسے آدمیوں کے حوالے کر دیا گیا، جن میں سے
ایک کو اس کی کچھ پرواہ نہیں، کہ وہ کیا کر رہا ہے اور دوسرا ضعیف ہے"۔ (خلافت و ملوکیت صفحہ ۱۴۲)

جواب نمبر ۶۹:

مودودی صاحب نے اس طویل طعن کا ماخذ طبری جلد ۴ صفحہ ۵۱ ابن سعد جلد ۴ صفحہ
۲۵۶۔ ۲۵۷، ابن اثیر، البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۲۸۲۔ ۲۸۳ اور ابن خلدون بتلایا ہے۔ ابن اثیر،
ابن کثیر اور ابن خلدون تینوں ناقل ہیں۔ طبری اور ابن سعد اصل ماخذ ہیں۔ طبری کی روایت
کے راوی ابومخنف اور ابوجناب الکلبی[۱] ہیں۔ ابومخنف محترق رافضی کیا کم تھا کہ ایک اور "شریف"

---

[۱] ابومخنف کے "مناقب" تو مقدمہ میں عرض کئے جا چکے ہیں۔ ابوجناب کے "فضائل" ملاحظہ ہوں۔
"یحییٰ القطان نے کہا۔ لا استحل ان اروی عنه میں ان سے روایت کرنا حلال نہیں سمجھتا نسائی اور دارقطنی نے کہا ضعیف

بھی اس کے ساتھ مل گیا "سونے پر سہاگہ" ہو گیا۔

رہا ابنِ سعد! تو ابن سعد (جلد ۴ صفحہ ۲۵۶۔۲۵۷) کی روایت جنابِ واقدی کی ہے۔

ع این خانہ ہمہ آفتاب است!

پھر شرم کیوں؟

مودودی صاحب نے حضراتِ صحابہؓ پر سب وطعن کرنے کے لئے واقدی ابو جناب الکلبی متروک ومردود اور ابو مخنف رافضی محترق کی روایات تو نقل کیں مگر پوری نقل نہیں کیں۔ روایات کا کچھ حصہ پیش کرتے ہوئے وہ عرقِ شرم وندامت میں ڈوب ڈوب گئے، اس لئے اسے نقل کرنے کی ہمت نہ کر سکے۔ وہ الفاظ ملاحظہ ہوں:۔ حضرت ابو موسیٰ نے حضرت عمرو سے کہا:

انما مثلك كالكلب ان تحمل عليه يلهث او تتركهُ يلهث، قال له عمرو افنما مثلكَ مَثلُ الحمَار يحملُ السفارا۔

تیری مثال بالیقین (معاذ اللہ) کتے کی سی ہے اگر تو اس پر حملہ کرے تب بھی ہانپتا ہے، یا اسے چھوڑ دے تب بھی ہانپتا ہے۔ حضرت عمروؓ نے حضرت ابو موسیٰؓ سے کہا۔ تیری مثال گدھے کی سی ہے جو بہت سی کتابیں اٹھاتا ہے۔

(طبقات جلد ۴ صفحہ ۲۵۷ وطبری جلد ۴ صفحہ ۵۲)

سبائی ملعونوں نے رسول اکرم ..... لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیم ..... ﷺ کے تربیت یافتہ مزکیٰ ومطہر اصحابِ کبارؓ کی سیرت وکردار کا کیا خوب نقشہ کھینچا ہے۔ جنہوں نے حضرت خاتم النبیین کے بعد انسانیت کو اخلاق وتقویٰ کا درس دیا۔ رضی اللہ عنہم ..... جب آغوشِ رسالت میں پروردہ صحابہ کرامؓ کے صدق واخلاص، اخلاق وکردار اور ان کی امانت ودیانت کا یہ حال ہے تو باقی امت کا کیا حال ہوگا۔

ع جن کی بہار یہ ہو، پھر ان کی خزاں نہ پوچھ،

جواب نمبر ۰۷: پھر یار لوگوں نے اس قضیہ میں خال رسول سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ

ہے۔ فلاس نے کہا متروک ہے" (میزان الاعتدال جلد ۴ صفحہ ۳۷۱ ترجمہ یحیٰ بن ابی حیہ ابو جناب الکلبی) "ابن سعد، ابن معین، عثمان الدارمی عجلی، ابراہیم الجوز جانی، یعقوب بن سفیان، ابن عمار نے اسے ضعیف کہا ہے۔ عمرو بن علی نے کہا متروک الحدیث ہے۔ یزید بن ھارون، ابو نعیم، احمد، ابن معین، ابن نمیر، ابو زرعہ، ابن خراش، ابن حبان (وغیرہ) کا قول ہے۔ کان یدلس عن الثقات ما سمع من الضعفاء یعنی تدلیس کرتا تھا۔ (تدلیس کا مطلب یہ ہے کہ) ضعیف راویوں سے کی ہوئی روایات کو ثقہ راویوں کے نام سے روایت کرتا تھا۔ ("تہذیب التہذیب" جلد ۱۱ صفحہ ۲۰۱ تا ۲۰۳ ملخصاً ملتقطاً)

عنہ کو بھی گھسیٹنے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ آپ سرے سے دومۃ الجندل تشریف ہی نہیں لے گئے اور یہ اس روایت کے وضعی ہونے کا ایک اہم ثبوت ہے۔

امام ابنِ کثیر رحمہ اللہ نے قریباً صفحہ بھر روایاتِ حدیث پیش کرنے کے بعد لکھا ہے کہ

والمقصود ان سعداً لم یحضر امر التحکیم ولا اراد ذٰلک ولاھم بہ۔ (البدایہ جلد ۷ صفحہ ۲۸۲)

مقصد یہ ہے کہ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص تحکیم کے موقع پر موجود نہ تھے۔ اور نہ ہی آپ نے اس کا عزم وارادہ فرمایا۔

طعن نمبر ۳۲، شرم کے مارے:

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کوئی ایسا اقدام نہیں کیا، کہ انہیں شرم لاحق ہوتی۔ مودودی صاحب نے اس افتراً کا مأخذ البدایہ اور ابنِ خلدون پیش کیا ہے۔ جو اس کے غلط ہونے کا کافی ثبوت ہے کیونکہ جو بات چھ سات سو سال تک بے نام ونشان رہی اور امہاتِ کتب میں جس کا سراغ نہیں ملتا، اس کی کیا اوقات؟

جواب نمبر ۷۲:

البدایہ والنہایہ میں اصل مأخذ طبری بیان کیا گیا ہے۔ امام ابنِ کثیر نے ابن جریر کی جس روایت سے یہ واقعہ نقل کیا ہے۔ اول تو وہ روایت ابو مخنف کی ہے۔ پھر اس میں یہ شرم وحیا کا لفظ نہیں۔ اس کے لفظ ہیں:۔ فرکب راحلۃ الحق بمکۃ حضرت ابو موسیٰ اپنی سواری پر سوار ہوئے اور مکہ پہنچ گئے۔ (طبری جلد ۴ صفحہ ۵۲)

جواب نمبر ۷۳:

حقیقت تو یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سیدھے کوفہ تشریف لے گئے۔ امام ابنِ سعد رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:۔

فنزل الکوفۃ و ابتنی بھاداراً ولہ بھا عقب ......

تو وہ کوفہ چلے آئے اور یہاں اپنا مکان بنایا۔ آپ کے بعد آپ کی اولاد کوفے میں رہی۔

حضرت عثمانؓ نے آپ کو کوفہ کا گورنر بنا دیا۔ شہادتِ عثمانؓ تک آپ اس منصب پر رہے۔ پھر حضرتِ علیؓ کوفہ تشریف لائے تو آپ ان کے ساتھ رہے اور آپ حکمین میں سے ایک تھے۔ ومات بالکوفۃ سنۃ اثنتین واربعین اور آپ نے کوفہ میں ۴۲ ہجری میں وفات پائی۔

Scanned by CamScanner

(طبقات جلد ۲ صفحہ ۱۶ ا ترجمہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ) تو معلوم یہی ہوتا ہے کہ سرے سے کوفہ کی جانب مدینہ تشریف لے جانے کی کہانی ہی غلط ہے۔ یہ سبائیوں کی کارستانی ہے۔ ورنہ حضرت ابوموسیٰ اشعری وہاں سے سیدھے اپنے گھر کوفہ تشریف لائے، وہاں رہے اور وہیں وفات پائی۔

طعن نمبر ۴۴، سوچی سمجھی غلط کاری!

حافظ ابن کثیر حضرت عمروؓ بن العاص کے اس فعل کی یہ توجیہہ کرتے ہیں کہ "انہوں نے اس حالت میں لوگوں کو بلا امام چھوڑنا مناسب نہ سمجھا اور اجتہاد صحیح بھی ہوتا ہے اور غلط بھی" لیکن جو انصاف پسند آدمی بھی نیزوں پر قرآن اٹھانے کی تجویز سے لے کر اس وقت تک کی روداد پڑھے گا۔ وہ مشکل ہی سے یہ مان سکتا ہے کہ یہ سب کچھ "اجتہاد" تھا جان بوجھ کر ایک سوچے سمجھے منصوبے کے مطابق غلط کام کرنے کا نام اجتہاد ہرگز نہیں ہو سکتا۔

(خلافت وملوکیت صفحہ ۱۴۳)

جواب نمبر ۴۷:

درحقیقت مودودی صاحب کا کوئی قاعدہ واصول نہیں۔ کوئی مسلک و مذہب نہیں! ان کا مسلک ہے صرف اتباع نفس و ہوا! اور ان کا مذہب ہے بغض وعداوت عن الصحابہؓ! اگر صحابہؓ کے خلاف روایات لینی ہوں تو "امام ابن کثیر رحمہ اللہ کا مرتبہ مفسر، محدث اور مؤرخ کی حیثیت سے تمام امت میں مسلم ہے۔ ان کی تاریخ "البدایہ والنہایہ" تاریخ اسلام کے بہترین ماخذ میں شمار ہوتی ہے اتنے متدین ہیں کہ تاریخ نگاری میں واقعات کو چھپانے کی کوشش نہیں کرتے۔"

("خلافت وملوکیت" صفحہ ۳۱۶)

اور اگر نہیں وہ حضرت عمروؓ بن العاص کی طرف سے روافض وسبائیہ کے حملوں کا دفاع کریں تو وہ ظالم! مودودی صاحب لکھتے ہیں:۔ بلاشبہ ہمارے لئے رسول اللہ ﷺ کے تمام صحابہ واجب الاحترام ہیں۔ اور بڑا ظلم[1] کرتا ہے وہ شخص جو ان کی کسی غلطی کی وجہ سے ان کی ساری خدمت پر پانی پھیر دیتا ہے اور ان کے مرتبے کو بھول کر گالیاں دینے پر اتر آتا ہے۔ مگر یہ بھی کچھ کم زیادتی نہیں ہے کہ اگر ان میں سے کسی نے کوئی غلط کام کیا ہو تو ہم محض صحابیت کی

---

[1] ہم عرض کریں گے "بڑا منافق ہے وہ شخص جو صحابہؓ کو خائن، غاصب، فتنہ انگیز، فاسق، زانی، شرابی، مکار، دھوکا باز، غدار، فریب کار، چال باز، خود غرض اور ملت دشمن قرار دے کر پھر دعویٰ کرتا ہے کہ "ہمارے لئے تمام صحابہ واجب الاحترام ہیں"۔ فاللہ وانا الیہ راجعون O

Scanned by CamScanner

رعایت سے اس کو ''اجتہاد'' قرار دینے کی کوشش کریں۔ (صفحہ ۱۴۳)

کمال ہے!

مودودی صاحب کا کمال ملاحظہ ہو اصحابؓ رسولؐ پر بھرپور مشق ستم کر کے بھی انصاف پسند بنے پھرتے ہیں۔ ؎

شیشہ ءِ مے بغل میں پنہاں ہے — لب پہ دعویٰ ہے پارسائی کا!

لکھتے ہیں: جو انصاف پسند آدمی بھی

جواب نمبر ۷۵:

''سوچے سمجھے منصوبے کے مطابق غلط کام کرنے کا نام اجتہاد ہرگز نہیں ہوسکتا'' ان حسین الفاظ میں مودودی صاحب دراصل سیدنا عمروؓ بن عاص پر یہ رذیل حملہ کر رہے ہیں کہ معاذاللہ یہ ساری ان کی چالاکی و خداعی اور مکاری وفتنہ پردازی تھی۔ اور جانتے ہو کہ یہ مکار و غدار، فریب کار اور چالباز کس عظیم شخصیت کو قرار دیا جا رہا ہے؟

حضرت عمروؓ بن العاص کے فضائل ومناقب:

جنہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صالح قریش[۱] فرمایا اور غزوۂ ذات السلاسل میں امیر بنایا اور آپ کی مدد کیلئے حضرت ابوعبیدہؓ کو بھیجا۔ حضرت صدیق اکبرؓ اور عمر فاروقؓ ان کے ساتھ تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے آپ کو عمان کا حاکم بنایا آپ وفات رسول تک اس منصب پر متمکن رہے۔[۲] پھر حضرت صدیق اکبرؓ نے بھی اس منصب پر آپ کو برقرار رکھا[۳] حضرت فاروق اعظمؓ نے آپ کو مصر کی مہم پر مامور فرمایا۔ آپ نے مصر کو فتح کیا۔ حضرت عمرؓ نے آپ کو مصر کا گورنر بنا دیا۔ حضرت عمرؓ کی وفات تک آپ برابر مصر کے گورنر رہے۔[۴]

آپ حضور ﷺ کے قریب ترین صحابہ میں سے ہیں۔

كان النبي صلى الله عليه وسلم يقربه ويدنيه لمعرفة وشجاعته	حضور آپ کے علم وعرفان اور آپ کی شجاعت کی وجہ سے آپ کو اپنے قریب رکھتے تھے۔

(اصابہ ترجمہ حضرت عمروؓ)

---

[۱] آپ نے فرمایا ان عمرو بن العاص من صالحی قریش (البدایہ جلد ۸ ص ۲۶)

[۲] البدایہ جلد ۸ ص ۲۵ اصابہ ترجمہ حضرت عمرو بن العاص طبقات جلد ۷ ص ۴۹۳

[۳] البدایہ جلد ۸ ص ۲۵ [۴] طبقات ابن سعد جلد ۷ ص ۴۹۳ استیعاب ترجمہ حضرت عمروؓ

Scanned by CamScanner

حضرت شعبی رحمہ اللہ کہتے تھے:۔

دھاۃ العرب فی الاسلام اربعۃ منھم عمروا

اسلام میں دانشوران عرب چار ہیں جن میں سے ایک حضرت عمروؓ ہیں۔

حضرت عمرؓ جب کسی شخص کی رائے اور عقل میں ضعف پاتے تو فرماتے۔

شھد ان خالقک وخالق عمرو واحد یرید خالق الاضداد[1]

میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرا اور عمروؓ کا خالق ایک ہی ہے۔ اس سے آپ کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ اللہ رب العزت خالق الاضداد ہے۔

مطلب یہ ہے کہ حضرت عمرؓ آپ کی اصابت رائے اور عقل و دانش کی معترف و مداح تھے۔ حضرت قبیصہ بن جابر سے روایت ہے کہ میں حضرت عمروؓ بن العاص کی صحبت میں رہا۔

فما رایت رجلا ابین قرانا ولا اکرم خلقا ولا اشبہ سریرۃ بعلانیۃ منہ[2]

میں نے ان سے زیادہ قرآن بیان کرنے والا ان سے زیادہ شریف الخلق اور ان سے زیادہ یکساں ظاہر و باطن والا نہیں دیکھا۔

غور فرمایئے:

حضرت عمروؓ بن العاص کی صحبت میں رہنے والے تو کہتے ہیں کہ جتنا ان کا ظاہر و باطن ایک تھا اور کسی کا نہ تھا۔ مگر ایک چودھویں صدی کے ''داعی حق'' ہیں۔ جو انہیں معاذ اللہ منافق و مکار ثابت کر رہے ہیں۔

یہودی پروگرام کی تکمیل:

یہود ملعون کا خمیر ہی سازش اور اسلام دشمنی سے اٹھایا گیا ہے۔ انہوں نے اسلام کے خلاف پہلے سازشیں کیں۔ پھر مسلح لڑائیاں لڑیں، جن میں بری طرح منہ کی کھائی۔ عہد صدیقی و فاروقی پھر ان سے زیادہ عہد عثمانی میں جب اسلامی فتوحات کا ایک طوفان اٹھا تو یہ بد بخت قوم بغض و حسد کی آگ میں جل بھن گئی۔ جب یہ برسر میدان اسلام کے مقابلے میں آنے سے مایوس ہو گئے تو پھر سازشوں، ریشہ دوانیوں اور خفیہ سرگرمیوں کی ذریعے تخریب اسلام کا پروگرام بنایا۔ عبداللہ بن سبا یہودی الاصل منافق، بہت چالاک و طباع تھا۔ اس کے دل میں اسلام کے خلاف جوش و خروش تھا۔ اور اس کا دماغ سازش و منصوبہ بندی کی صلاحیتوں سے معمور تھا۔

---

[1] استیعاب، اصابہ ترجمہ حضرت عمروؓ بن العاص [2] ایضاً اصابہ

Scanned by CamScanner

نے اسلام سے جو چرکے کھائے، اس کا انتقام لینے کے لئے اس ملعون نے دو محاذ بنائے۔ ایک سیاسی دوسرا مذہبی! مذہبی محاذ پر اسلام کے بنیادی حقائق وتصورات کو مسخ کر کے، اعتقادی تفرقہ اور مذہبی فرقہ بندی کا بیج بویا۔ اور سیاسی محاذ پر اکابر دین حضرات صحابہؓ کو ہدف طعن وتشنیع اور نشانہ، تنقید وتنقیص بنانے کی کوشش کی۔[1]

ان ملعونوں نے صحابہ کی جماعت میں سے رؤس واکابر صحابہؓ کو چن چن کر بدنام کرنے کی ناپاک کوشش کی۔ سیدنا حضرت عمرو بن عاصؓ چونکہ اکابر وسادات الصحابہ میں سے ہیں۔ عقل ودانش، شجاعت وبسالت، تدبیر وسیاست اور کردار واخلاق کی بلندی وطہارت کے اعتبار سے جماعت صحابہؓ میں مخصوص وممتاز مقام رکھتے ہیں۔ اس لئے ملعون سبائیوں نے انہیں خاص طور پر اپنے پروگرام میں جگہ دے کر ہدف طعن وتنقیص بنایا۔

مودودی صاحب غیر شعوری طور پر ان ملعونوں کے پروگرام کی تکمیل کر رہے ہیں۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما بھی چونکہ اکابر صحابہ میں سے ہیں۔ اس لئے یہودی پروگرام میں ان پر بھی خاص توجہ دی گئی ہے اور مودودی صاحب بھی اس پروگرام کو پورا کر رہے ہیں۔

طعن نمبر ۳۴، دونوں حکم غلط کار تھے:

پوری کارروائی جو دومۃ الجندل میں ہوئی، معاہدۂ تحکیم کے بالکل خلاف اور اس کے حدود سے قطعی متجاوز تھی۔ ان حضرات نے غلط طور پر یہ فرض کر لیا کہ وہ حضرت علیؓ کو معزول کرنے کے مجاز ہیں۔ حالانکہ وہ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد باقاعدہ آئینی طریقے پر خلیفہ منتخب ہوئے تھے اور معاہدۂ تحکیم کے کسی لفظ سے یہ اختیار ان دونوں حضرات کو نہیں سونپا گیا تھا کہ وہ انہیں معزول کر دیں۔ پھر انہوں نے یہ بھی غلط فرض کر لیا کہ حضرت معاویہؓ ان کے مقابلے میں خلافت کا دعویٰ لے کر اٹھے ہیں۔ مزید براں ان کا یہ مفروضہ بھی غلط تھا کہ وہ خلافت کے مسئلے کا فیصلہ کرنے کے لئے حکم بنائے گئے ہیں۔ معاہدہ تحکیم میں اس مفروضے کے لئے کوئی بنیاد موجود نہ تھی، اسی بنا پر حضرت علیؓ نے ان کے فیصلے کو رد کر دیا۔ اور اپنی جماعت میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ ''سنو، یہ دونوں صاحب جنہیں تم لوگوں نے حکم مقرر کیا تھا۔ انہوں نے قرآن کے حکم کو پیچھے ڈال دیا اور خدا کی ہدایت کے بغیر ان میں سے ہر ایک نے اپنے خیالات کی پیروی کی۔ ('' خلافت وملوکیت '' صفحہ ۱۴۴)

---

[1] تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو طبری جلد ۳ صفحہ ۳۶۴ تا ۳۷۹، البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۱۶۷، ۱۶۸

جواب نمبر ۷۶:

جانتے ہو یہ غلط غلط کی رٹ کن کے متعلق لگائی جارہی ہے؟ رسول اکرم ﷺ کے اکابر واعاظم صحابہ حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کے متعلق۔

حضرت عمرؓ اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی فکری وعلمی عظمت:

جنہیں رسول کریم ﷺ نے اہم سیاسی مناصب پر متعین فرمایا۔ حضرات شیخین اور امام مظلوم رضی اللہ عنہم نے انہیں صوبوں کی گورنری پر فائز رکھا۔ جن کا شمار مدبرین دین ودانشور ان اسلام میں ہوتا ہے۔ مشہور تابعی حضرت شعبیؒ کا قول ہے کہ القضاة اربعة ابوبكر وعمر وابن مسعود و ابوموسى والدهاة اربعة معاويه وعمر وو المغيره وزياد (البدایہ جلد ۸ صفحہ ۴۹) یعنی قاضی چار ہیں۔ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت ابن مسعود اور حضرت ابوموسیٰ اشعری اور دانشور چار ہیں۔ حضرت معاویہؓ، حضرت عمرو بن العاص، حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہم اور زیاد۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی علمی عظمت کا یہ حال ہے کہ مشہور تابعی مسروقؒ کہتے ہیں۔ اصحابؓ رسول میں سے اصحاب فتویٰ (حضرات) عمر، علی، ابن مسعود، زید بن ثابت، ابی بن کعب اور بوموسیٰ اشعری تھے۔

مشہور تابعی، حضرت عامر شعبیؒ کا قول ہے۔

كان علماء هذه الامة بعد نبيها صلى الله عليه وسلم ستة یعنی نبی کریم کے بعد اس امت کے علماء چھ تھے (حضرت) عمر وعبداللہ وزید بن ثابت وعلی وابی بن کعب اور ابوموسیٰ اشعری (رضی اللہ عنہم) حضرت عامرؒ کہتے ہیں۔ اس امت کے قاضی چار ہیں۔ (حضرات) عمر وعلی وزید وابوموسیٰ اشعری۔[1]

نبی ﷺ نے آپ کو اہل یمن کو قرآن کی تعلیم دینے پر مامور فرمایا۔ (احمد) اور عہد فاروقی میں آپ اہل بصرہ کو قرآن کی تعلیم دیتے تھے۔ (ابن سعد جلد ۲ صفحہ ۳۴۵) آپ اہل کوفہ وبصرہ کو فقہ کا درس دیتے تھے۔ (اصابہ) حضرت علیؓ نے آپ کے متعلق صبغ فی العلم صبغة علم کے رنگ میں رنگا ہوا فرمایا۔ (استیعاب) حضرت عمرؓ کو آپ کے تدبر اور حسن سیاست پر اس قدر اعتماد تھا کہ آپ نے اپنی وصیت میں لکھا کہ میرے عہد کے گورنروں کو ایک سال سے زیادہ برقرار نہ رکھا جائے والا شعری اربع سنين مگر ابوموسیٰ اشعری کو چار سال تک برقرار رکھا جائے۔[2] امام محمد رحمہ اللہ کی کتاب الآثار میں ہے کہ "نبی

[1] طبقات ابن سعد جلد ۲ ص ۳۵۱ [2] اصابہ ترجمہ عبداللہ بن قیس ابوموسیٰ اشعریؒ

Scanned by CamScanner

ﷺ کے اصحاب میں چھ حضرات تھے جو فقہی مسائل پر باہم تبادلہ خیال کیا کرتے تھے۔ سیدنا علی بن ابی طالب، سیدنا ابی (ابن کعب) اور سیدنا ابوموسیٰ باہمی اور سیدنا عمر، سیدنا زید اور سیدنا ابن مسعود باہمی۔ امام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے:۔

لم یکن یفتی فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم غیر عمرو علی ومعاذ وابی موسی یعنی عہد نبوت میں یہ چار حضرات فتویٰ دیا کرتے تھے۔ (الفاروق از شبلی نعمانیؒ)

اس عظیم علمی و فقہی شخصیت کے متعلق عہد حاضر کی "بین الاقوامی علمی شخصیت" کا ارشاد ہے کہ انہوں نے یہ بھی غلط طور پر فرض کرلیا اور یہ بھی غلط فرض کرلیا اور ان کا یہ مفروضہ بھی غلط تھا یعنی وہ بات کو سمجھنے کی صلاحیت سے بھی عاری و محروم تھے۔ کَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ افواههم ان یقولون الا کذبا۔

جواب نمبر ۷۷: مودودی صاحب اپنی ان تعلیوں کے ثبوت میں حضرت علیؓ کا جو "ارشاد" پیش کررہے ہیں۔ وہ حضرت علی کی شان کے شایان نہیں۔ درحقیقت مودودی صاحب اس طرح حضرت علیؓ کی توہین کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اور جو (طبری جلد ۴ صفحہ ۵۷) جو روایت اس سلسلہ میں پیش کی ہے وہ ابومخنف رافضی دشمن صحابہؓ کی ہے۔

کمال ہے!

مودودی صاحب کی فقہ کا کمال ہے کہ مردود رافضی کی خرافات کی بنا پر مدبر اسلام "فقیہ اسلام، فقیہہ امت، معلم قرآن اور عہد نبوت و دور صحابہؓ کے قاضی و مفتی کو بے سمجھ، تارک قرآن، ہدایت سے نا آشنا اور گمراہ ثابت کررہے ہیں۔ معاذ اللہ۔

طعن نمبر ۳۵: حضرت علی کی معزولی!

مودودی صاحب بار بار لکھتے ہیں کہ: وہ (حضرت علیؓ) حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد باقاعدہ آئینی طریقے پر خلیفہ منتخب ہوئے تھے اور معاہدۂ تحکیم کے کسی لفظ سے یہ اختیار ان دونوں حضرات کو نہیں سونپا گیا تھا کہ وہ انہیں معزول کردیں۔ مزید برآں ان کا یہ مفروضہ بھی غلط تھا کہ وہ خلافت کے مسئلے کا فیصلہ کرنے کے لئے حکم بنائے گئے ہیں۔

("خلافت وملوکیت" صفحہ ۱۴۴)

جواب نمبر ۷۸: اگر خلافت کے مسئلے کا فیصلہ کرنے کے لئے حکم نہیں بنائے گئے تھے۔ تو پھر کس کام کے لئے حکم بنائے گئے تھے؟ مودودی صاحب کو تو اس کا ایک ہی جواب دیں گے۔ "حضرت

Scanned by CamScanner

معاویہؓ وغیرہ کو پھانسی یا گولی کا حکم دینے کے لئے، کیونکہ وہ باغی ہی نہیں تھے بلکہ باطل پر تھے۔"

مودودی صاحب خود لکھتے ہیں۔ "بلکہ ان کے حوالے فریقین کو پورا جھگڑا اس صراحت کے ساتھ کیا گیا تھا کہ ان کے درمیان اولاً کتاب اللہ اور پھر سنت عادلہ کے مطابق تصفیہ کریں۔" ("خلافت" ص ۱۴۱) جب فریقین کا پورا جھگڑا ان کے حوالے کیا گیا تھا، تو پورے جھگڑے میں خلافت کا مسئلہ شامل نہیں تھا؟

جواب نمبر ۷۹: امام ابن سعدؒ لکھتے ہیں: عہد نامہ لکھا گیا کہ سال کے بعد اذرح کے مقام پر حکمین جمع ہوں فینظر وافی امر ھذہ الامۃ اور اس امت کے معاملے پر غور کریں (طبقات جلد ۳ صفحہ ۳۲) تو حقیقت یہ ہے کہ حضرات حکمین کے حوالے پورا معاملہ کر دیا گیا تھا۔ جس میں خلاف کا معاملہ بھی شامل تھا۔ باقی رہا مودودی صاحب کا یہ فرمان کہ "حضرت علیؓ باقاعدہ آئینی طریقے پر خلیفہ منتخب ہوئے تھے۔"

جواب نمبر ۸۰: تو انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ یہی عنوان تو ہے جس پر اختلاف واجتہاد کی بنیاد ہے۔ سیدنا حضرت علیؓ کا اجتہاد یہی تھا کہ مدینہ کے مہاجرین وانصار (کی ایک جماعت) کے بیعت کر لینے سے بیعت منعقد ہو چکی ہے۔ مگر دوسرے اجلہ واکابر صحابہ کرام مثلاً حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عمرو بن العاص حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت مغیرہ بن شعبہ، حضرت اسامہ بن زید، حضرت ابوسعید خدری، حضرت حسان رضی اللہ عنھم وامثالھم من اکابر الصحابۃ والذین کانوا فی الا مصار عد لواعن بیعتہ ایضاً الی الطلب بدم عثمان (مقدمہ ابن خلدون ص ۱۵۰) یعنی ان حضرات نے حضرت علیؓ کی بیعت سے انحراف کیا۔ ان کا اجتہاد یہ تھا کہ پہلے امام مظلوم حضرت عثمانؓ کے قتل ناحق کا قصاص لیا جائے، پھر بیعت ہوگی۔ حضرت ام المؤمنین اور اصحاب جمل، حضرت معاویہؓ اور اہل شام رضی اللہ عنہم سب کا موقف یہی تھا۔ ان کے نزدیک حضرت علیؓ باقاعدہ آئینی طریقے پر خلیفہ منتخب نہیں ہوئے تھے۔ ان کا اجتہاد یہ تھا کہ:۔

ان المسلمین حینئذ فوضیٰ فیطالبون اولاً بدم عثمان ثم یجتمعون علی امام (مقدمہ ابن خلدون صفحہ ۱۵۰)

اس وقت مسلمان امام کے بغیر ہیں۔ پہلے خون عثمان کا قصاص طلب کیا جائے گا۔ پھر کسی امام پر مجتمع ہونگے۔

Scanned by CamScanner

مودودی صاحب نے حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو تو غلط کار کہہ دیا۔ کیا وہ آغوش رسالت میں تربیت یافتہ معلمین امت و پیشوایان دین ،بیسیوں اکابر واعاظم صحابہؓ کو بھی اپنی ہمہ دانی عجب وخود پسندی اور استکبار وانانیت کی بھینٹ چڑھا دیں گے؟ کیا بغض معاویہؓ میں وہ دین کی اساس و بنیاد کو ڈھا دیں گے؟

ع کیا میری ضد سے باغباں سارا چمن جلائے گا؟

جواب ۸۱:

حقیقت وہی ہے کہ جو مودودی صاحب کے قلم سے غیر شعوری طور پر نکل گئی ہے کہ فریقین کا پورا جھگڑا حکمین کے حوالہ کیا گیا تھا، اور صحابہؓ کی پوری جماعت میں ممتاز ان مدبر و مفکر حضرات حکمین نے پورے جھگڑے کا پورے غور وفکر کے ساتھ جائزہ لیا اور اس نتیجے پر پہنچے کہ:

۱۔ سبائی باغیوں اور غنڈوں نے انتہائی بے دردی سے امام مظلومؓ کو شہید کیا ہے۔

۲۔ پوری امت کا مطالبہ ہے کہ ان سے خون عثمانؓ کا قصاص بلا تاخیر لیا جائے اور کتاب اللہ اور سنت عادلہ کے مطابق اس کا تصفیہ ضروری ہے۔

۳۔ انہیں اشرارِ خونخوار کی شرارت وخباثتِ نفس اور خونریزی وخون آشامی کے چسکے سے امت میں خون خرابہ ہوا۔ ہزاروں مسلمان شہید ہوئے۔ ملت کی وحدت و جمعیت پارہ پارہ ہوگئی اور اسلام کا نظام درہم برہم ہو گیا۔

۴۔ مگر ان قاتلین عثمانؓ سے قصاص لینا اس لئے ناممکن ہے کہ یہ عملاً اقتدار پر چھائے ہوئے ہیں اور حضرت علیؓ ان کے ہاتھ میں بالکل مجبور و بے بس ہیں۔

۵۔ لہٰذا حضرت علیؓ کو خلافت ...... جس پر عملاً سبائیوں کا استیلاء وتسلط ہے، سے معزول کر کے امت کے نمائندہ اصحاب کی مجلس مشاورت میں نئے خلیفہ کا انتخاب کیا جائے۔

کوئی مستند اور صحیح روایت ایسی نہیں جس سے ان حَکَم حضرات کے فیصلہ کا مرتب و مکمل متن معلوم ہو سکے۔ تاہم طبری، ابن سعد، ابن کثیر اور دارقطنی کی درج ذیل روایات سے اس فیصلے کا پتہ چلتا ہے۔

۱۔ حضرت ابوموسیٰؓ اشعری نے حضرت عمرو بن العاص کے سوال پر اپنی رائے پیش کی۔

ان نخلع هذين الرجلين ونجعل الامر شورى بين المسلمين فيختار	کہ ہم ان دونوں حضرات کو الگ کر دیں اور خلافت کے معاملہ کو مسلمانوں کی مجلس شوریٰ کے سپرد

Scanned by CamScanner

المسلمون لا نفسهم من احبو فقال له عمرو فان الرأی ما رأیت

کر دیں۔ وہ اپنے لئے جسے پسند کریں منتخب کرلیں۔حضرت عمروؓ بن العاص نے کہا میری رائے بھی آپ کی رائے کے ساتھ ہے۔

چنانچہ یہ دونوں حضرات لوگوں کے پاس آئے۔لوگ جمع تھے۔حضرت ابوموسیٰؓ نے آگے بڑھ کر حمد وثنا کے بعد فرمایا:۔

یایها الناس انا قد نظرنا فی امر هذه الامة فلم نر اصلح لا مرها ولا الم لشعثها من امر قد جمع رأیی ورأی عمر وعلیه ۔[1]

اے لوگو! ہم نے اس امت کے معاملے میں غور وفکر کیا ہے۔ہمیں اس کے معاملے میں درستی اور اس کی پراگندگی کی اصلاح کیلئے اس سے بہتر صورت نظر نہیں آئی۔ہم دونوں اس پر متفق الرائے ہیں۔اور وہ یہ ہے کہ ہم علی اور معاویہ کو الگ کر دیں۔اور خلافت کا معاملہ اس امت پر چھوڑ دیں۔یہ جسے پسند کریں والی بنالیں لہٰذا میں علی اور معاویہ کو الگ کرتا ہوں۔تم خلافت کے لئے جسے بہتر سمجھو اپنا خلیفہ بنالو۔[1]

۲۔امام ابن کثیر رحمہ اللہ بھی رقمطراز ہیں:۔

فلما اجتمع الحکمان تراوضا علی المصلحة للمسلمین، ونظر فی تقدیر امور ثم اتفقا علی ان یعز لا علیا ومعاویة ثم یجعلا الامر شوری بین الناس لیتفقوا علی الا صلح لهم منهما اومن غیر هما ۔[2]

جب دونوں حکم جمع ہوئے تو مسلمانوں کی بہتری اور معاملات کی درستی پر باہم غور وفکر اور بحث ونظر کی پھر دونوں اس پر متفق ہوگئے کہ (حضرت) علی اور (حضرت) معاویہ کو الگ کردیں اور خلافت کا معاملہ مسلمانوں کی شوریٰ کے حوالہ کردیں۔وہ جسے اپنے لئے زیادہ بہتر سمجھیں اس پر متفق ہوجائیں خواہ وہ (حضرت) علی اور (حضرت) معاویہ میں سے ہوں یا ان دونوں کے سوا کوئی اور ہو۔

۱۔ طبری جلد ۴ صفحہ ۵۱، ۵۲، طبقات جلد ۴ صفحہ ۲۵۶، ۲۵۷

۲۔ البدایہ جلد ۷ صفحہ ۲۸۲

Scanned by CamScanner

۳۔امام قاضی ابوبکر بن العربی رحمہ اللہ (۴۶۸ھ۔۵۴۳ھ) نے امام دارقطنی رحمہ اللہ کے حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے اور اس کے راویوں کو الائمۃ الثقات الاثبات لکھا ہے۔ اس روایت میں کسی کے خلع کا ذکر نہیں ہے۔ اس میں ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے حضرت عمروؓ سے فرمایا:۔

اری انه فی النفر الذین توفی رسول الله صلی الله علیه وسلم وهو عنهم راض	میری رائے ہے کہ یہ معاملہ (مقدس) جماعت میں پیش ہو جن سے رسول اللہ ﷺ بوقت وفات خوش تھے۔

("العواصم من القواصم" صفحہ ۱۷۸)

اس روایت سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ واقدی اور ابومخنف کی روایت میں جہاں دوسری خرافات ولغویات موضوع ہیں۔ وہاں حضرت علیؓ اور معاویہؓ کے خلع کا ذکر بھی موضوع ہے۔ اور اس کے موضوع ہونے کی بین دلیل یہ ہے کہ حضرت معاویہؓ نہ تو خلیفہ تھے اور نہ خلافت کے مدعی! کہ ان کے عزل وخلع کا سوال پیدا ہو۔

ثالثوں کی دیانت وامانت، اخلاص وللّٰہیت اور تقویٰ وطہارت نفس ملاحظہ ہو کہ وہ کے مستقبل کا بارگراں اپنے کندھوں پر لینے کے لئے تیار نہ ہوئے اور کہہ دیا کہ اس اہم ذمہ داری سے عہدہ برا اگر ہوسکتی ہے۔ تو اصحابؓ رسولؐ پر مشتمل مجلس شوریٰ ہوسکتی ہے۔ جن سے حضرت محمد ﷺ راضی گئے۔ لہٰذا ان حضرات نے اعلان کر دیا کہ اصحاب رسولؐ کی نمائندہ اجتماع میں خلافت کا فیصلہ کیا جائے۔ تنہا ہم اتنی عظیم ذمہ داری کے متحمل نہیں ہو سکتے۔

یہ فیصلہ انتہائی مخلصانہ ومدبرانہ تھا اور ان حضرات کے خلوص وتدبر ہی کا یہ نتیجہ تھا کہ قریباً ایک ہزار نمائندہ اصحاب کا یہ اجتماع جس میں مقامی لوگ بھی بکثرت شامل ہوگئے ہوں گے۔ نہایت صلح وصفائی اور خیر وخوبی سے واپس ہوا۔ کوئی ہنگامہ برپا نہیں ہوا، سب لوگ امن وسکون سے اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوگئے۔ سبائی ملعونوں نے جو افترا کیا ہے اور جسے مودودی صاحب ہو ادے رہے ہیں۔ اگر صحیح ہوتا تو دومۃ الجندل دوسرا صفین بن جاتا جس میں ہزاروں مسلمانوں کے ساتھ اور سب سے پہلے شہید ہوتے تو حضرت عمرو بن العاص اور ان کے بعد حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما۔

اس عظیم اجتماع کا انتہائی سکون واطمینان اور امن وسلامتی کے ساتھ منتشر ہوجانا ی

Scanned by CamScanner

سبائی ملعونوں کے منہ پر زناٹے کا طمانچہ ہے۔ جن کی موضوعہ، مکذوبہ ہزلیات کو مودودی صاحب اپنے نفسانی ہوا وجذبات کی تسکین کا ذریعہ بنا رہے ہیں۔

امت پر احسان عظیم:

حضرات حکمین نے اپنے مفوضہ فرائض کو انتہائی فکر وتدبیر، انتہائی خوش اسلوبی اور امت کی انتہائی خیر خواہی وخیر اندیشی سے انجام دیا۔ ان کے ذمہ ایک اہم کام یہ بھی تھا کہ ولا یرداھا فی حرب ولا فرقة (طبری جلد۴ صفحہ ۳۸) یعنی یہ امت کو دوبارہ جنگ کی بھٹی میں نہ جھونکیں۔ الحمد اللہ کہ ان حضرات کے مدبرانہ فیصلہ سے امت باہمی قتل وقتال سے بچ گئی۔ یہ ان حضرات کا خصوصاً حضرت ابوموسیٰؓ کا امت پر احسان عظیم ہے، چنانچہ ذوالرمہ شاعر حضرت ابوموسیٰؓ کے پوتے حضرت بلال بن ابی بردہ بن ابی موسیٰ کو خطاب کرتا ہے۔

ابوك تلافى الدين والناس بعد ما تشاء وابيت الدين منقطع الكسر فشد اصاد الدين ايام اذرح ورد حر وبأقد لقحن الى عقر۔

(حاشیه " العواصم من قواصم" صفحه ۱۷٦)

آپ کے باپ (یعنی دادا) نے انتشار و پراگندگی کے بعد امت کو پھر سے مجتمع کر دیا اور دین کا گھر منہدم ہونے کے بعد پھر جوڑ دیا۔ انہوں نے اذرح (تحکیم) کے دنوں میں دین کو مضبوط ومحکم بنا دیا۔ اور ان جنگوں کو ختم کر دیا جو بایقین بھڑک کر مسلمانوں کی نسل کشی کا باعث بن رہی تھیں۔

Scanned by CamScanner

خال المسلمین، امیر المؤمنین، کاتب وحی، صحابیٔ جلیل

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ

کے خلاف

مودودی صاحب کے ظالمانہ، جارحانہ حملوں کا عادلانہ دفاع

اور

ان کے بے اصل و بے بنیاد مطاعن واعتراضات، خودساختہ الزامات بدیع وجدید افترآت، ایمان سوز وشرمناک بہتانات، لغواور لچر ہزلیات اور نامعقول وبیہودہ ہذیانات کے مفصل، مدلل، اور مسکت

جوابات!

Scanned by CamScanner

گو مودودی صاحب رفض کے روئی ہیں۔ عموماً اکثر صحابہؓ خصوصاً بنو امیہ ان کے ہدفِ ناوکِ بیداد و غرضِ تنقید و تنقیص ہیں۔ مگر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف ان کے مریض و متکبر دل میں بغض و عداوت کے جذبات انتہائی شدت سے مشتعل ہیں۔ اور ان کا قلب رسول اکرم ﷺ کے اس جلیل القدر و عظیم المرتبت صحابی کے عناد سے لبریز و معمور ہے۔

اپنے اس بغض و عنادِ معاویہؓ کا اظہار وہ پہلے بھی کرتے رہے ہیں۔ اور ''خلافت و ملوکیت'' میں تو انہوں نے اس کا بھرپور مظاہرہ کیا ہے۔

طعن نمبر ۳۶:

حضرت معاویہؓ کی خلافت اس نوعیت کی خلافت نہ تھی کہ مسلمانوں کے بنانے سے وہ خلیفہ بنے ہوں۔ اور اگر مسلمان ایسا کرنے پر راضی نہ ہوتے تو وہ نہ بنتے، وہ بہر حال خلیفہ ہونا چاہتے تھے، انہوں نے لڑ کر خلافت حاصل کی، مسلمانوں کے راضی ہونے پر ان کی خلافت کا انحصار نہ تھا۔ لوگوں نے ان کو خلیفہ نہیں بنایا۔ وہ خود اپنے زور سے خلیفہ بنے اور جب وہ خلیفہ بن گئے تو لوگوں کے لئے بیعت کے سوا کوئی چارۂ کار نہ تھا۔ (''خلافت و ملوکیت'' صفحہ ۱۵۸)

جواب نمبر ۸۲:

جنگِ صفین کے زیرِ عنوان گزشتہ صفحات پر جو تفصیلات پیش کی جا چکی ہیں۔ ان کے پیش نظر مودودی صاحب کی مندرجہ بالا سطور ہزلیات و ہذیانات ہی کہی جائیں گی، تاریخی حقائق سے تو انہیں دور کا بھی واسطہ نہیں۔

جواب نمبر ۸۳:

''دروغ گورا حافظہ نہ باشد''۔ مودودی صاحب کو یاد نہیں رہا حالانکہ وہ حضرات حکمین رضی اللہ عنہما کو مطعون و مجروح کرتے ہوئے لکھ چکے ہیں کہ:۔

''پھر انہوں (حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما، بخاری) نے یہ بھی غلط فرض کر لیا کہ حضرت معاویہؓ ان کے مقابلے میں خلافت کا دعویٰ لے کر اٹھے ہیں۔ حالانکہ اس وقت تک وہ صرف خونِ عثمانؓ کے مدعی تھے نہ کہ منصب خلافت کے''۔ (صفحہ ۱۴۴)

کیا ہم پوچھ سکتے ہیں کہ جنگِ صفین کے بعد واقعہ تحکیم تک تو وہ منصبِ خلافت کے مدعی نہ تھے، تو پھر کب ''وہ بہر حال خلیفہ ہونا چاہتے تھے''۔ اور کس سے ''انہوں نے لڑ کر خلافت حاصل کی''۔

Scanned by CamScanner

مودودی صاحب کو اتنا بھی شعور نہیں اور بغضِ معاویہؓ سے وہ اس بری طرح نابینا ہو گئے ہیں کہ وہ یہ بھی نہ دیکھ سکے کہ ان کی ان دو تحریروں میں کھلا تضاد و خلاف ہے۔ اگر انہیں حضرتِ معاویہؓ کے متعلق یہ بہتان باندھنا اور افتراء کرنا تھا کہ ''وہ بہر حال خلیفہ ہونا چاہتے تھے انہوں نے لڑ کر خلافت حاصل کی'' تو پھر کم از کم ان کے متعلق یہ تو نہ لکھتے کہ ''وہ صرف خونِ عثمانؓ کے مدعی تھے نہ کہ منصبِ خلافت کے''

عیب اپنے آپ ہم بدمست کر دیتے ہیں فاش
شیشۂ مے جس طرح مے کو نہاں کرتا نہیں!

جواب نمبر ۸۴:

کتنا بڑا الزام ہے حضراتِ صحابہؓ پر! اور کتنی شرمناک تذلیل، توہین ہے۔ اکابر و اجلہ صحابہؓ کی! کہ ''لوگوں نے ان کو خلیفہ نہیں بنایا، وہ خود اپنے زور سے خلیفہ بنے اور جب وہ خلیفہ بن گئے تو لوگوں کے لئے بیعت کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا''۔

یہ بیعت کرنے والے لوگ آخر کون تھے؟ یہ اصحابِ رسولؐ ہی تو تھے۔ کیا ان سب تربیت یافتگانِ رسالت نے حالات سے مجبور ہو کر اور حضرت معاویہؓ کی تلوار سے ڈر کر ان کی بیعت کر لی تھی۔

جواب نمبر ۸۵:

اگر یہ ''لوگ ایسے ہی تھے، تو پھر ان سب نے حضرت علیؓ کی ''تلوار کے زور'' سے آپ کی اطاعت و بیعت کیوں نہ کر لی تھی؟ آخر سیدنا حضرت علیؓ اور سیدنا حضرت معاویہؓ کے ''تلوار کے زور'' کے سامنے حضراتِ صحابہؓ کا یہ مختلف طرزِ عمل کیوں؟

طعن نمبر ۳۷:

اسی لئے امام حسن رضی اللہ عنہ کی دست برداری (ربیع الاول ۴۱ ہجری) کے بعد تمام صحابہؓ و تابعین اور صلحائے امت نے ان کی بیعت پر اتفاق کیا۔ اور اس کو ''عام الجماعۃ'' اس بنا پر قرار دیا کہ کم از کم باہمی خانہ جنگی تو ختم ہوئی۔ (صفحہ ۱۵۸)

جواب نمبر ۸۶: جب سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے دست برداری دے دی اور حضراتِ صحابہ و تابعین اور صلحائے اُمت نے بالاتفاق بیعت کر لی تو مودودی صاحب کا دل کیوں اس بیعت و اتفاق امت پر پیچ و تاب کھا رہا ہے؟

جواب نمبر ۸۷: اُمت نے حضرت معاویہؓ کی بیعت کی اور خلافتِ حضرت معاویہؓ منعقد

Scanned by CamScanner

ہوئی، سیدنا حضرت حسنؓ کی خلافت سے دستبرداری کے نتیجے میں! تو اب سوال یہ ہے کہ اس میں حضرت معاویہؓ کا کیا قصور؟ اور ان کے لڑنے کا کیا سوال؟

لڑے تو وہ حضرت علیؓ سے! اور لڑے بھی قصاصِ عثمانؓ کے سوال پر! اور صلح کی پیشکش کی اور خلافت سے دستبردار ہوئے حضرت حسنؓ! اور اس کے نتیجے میں خلافت ملی حضرت معاویہؓ کو! تو اب کسی شریف کو یہ کہنے کا کیا حق ہے کہ "وہ خود اپنے زور سے خلیفہ بن گئے۔ اور جب وہ خلیفہ بن گئے تو لوگوں کے لئے بیعت کے سوا کوئی چارۂ کار نہ تھا"

یہ صرف بغضِ معاویہؓ کا مظاہرہ ہے اور رفض کے مرض کا دورہ! ورنہ حقیقت یہ ہے کہ عام لوگوں نے برضا و رغبت حضرتِ معاویہؓ کی بیعتِ خلافت کوفہ میں اس وقت کی، جب حضرت حسنؓ نے ان سے مصالحت کر کے بیعت کر لی۔ امام ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:۔

انما دخل الكوفة بعد مصالحة الحسن لهٗ في شهر ربيع الاول سنة احدى واربعين و هو عام الجماعة (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۳۱)

امام طبریؒ روایت کرتے ہیں کہ بعث الى معاوية يطلب الصلح حضرت حسنؓ نے حضرت معاویہؓ کے پاس آدمی بھیجا اور صلح کی پیش کش کی...... شرائط صلح طے ہو گئیں:۔ ودخل معاوية الكوفة فبايعه النّاس، حضرت معاویہؓ کوفہ تشریف لائے اور لوگوں نے ان کی بیعت کی!۔ (طبری جلد ۴ ص ۱۲۲)

صلح! نہ کہ جنگ!!

خلافت معاویہؓ کی بنیاد صلح حسنؓ پر ہے نہ کہ جنگ معاویہؓ پر! حضرت حسنؓ کی صلح کے نتیجے میں خلافتِ معاویہؓ منعقد ہوئی...... اور......

صلح محمود و مبشر ہے:

یہ صلح محمود و مستحسن ہے اور حبیب دو عالم ﷺ نے خود اس کی بشارت دی تھی، آپ نے منبر پر فرمایا:۔ (صحیح بخاری کتاب الصلح)

ان ابنى هذا سيد و لعل الله ان يصلح به بين فئتين عظيمتين من المسلمين

یہ میرا بیٹا سید (حسنؓ) امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں میں صلح کرائیں گے۔

کتنی عظیم و جلیل القدر شخصیت ہے سیدنا معاویہؓ کی! کہ آپ کی خلافت اس مصالحت بین المسلمین کے نتیجے میں منعقد ہوئی، جس مصالحت کی بشارت امام الانبیاء نے دی تھی۔ علیہم السلام۔

Scanned by CamScanner

خلافت وامارتِ معاویہؓ کی بشارتِ نبویہ!

علاوہ ازیں اکابر محدثین نے لسانِ رسالت سے خلافتِ معاویہؓ کی متعدد بشارتیں روایت کی ہیں۔

۱۔ [امام ابنِ کثیر رحمہ اللہ نے امام احمد، ابوبکر بن ابی الدنیا، ابن مندہ اور ابویعلیٰ رحمہم اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاویہؓ سے فرمایا: "یامعاویة ان ولیتَ امراً فاتق اللّٰہ واعدل"۔ اے معاویہ! اگر تم خلیفہ بن جاؤ تو اللہ سے ڈرنا اور عدل کرنا!

حضرت معاویہؓ فرماتے ہیں، میں ہمیشہ اس خیال میں رہا کہ نبی ﷺ کے فرمان کے مطابق مجھے خلافت ملے گی۔ یہاں تک کہ میں والی بنایا گیا۔

۲۔ بیہقی کی ایک روایت نقل کی ہے کہ حضرت معاویہؓ نے فرمایا: واللّٰہ ما حملنی علی الخلافة الاّ قول رسول اللّٰہ ﷺ "ان ملکت فاحسن"۔

۳۔ اس سلسلہ میں ایک روایت حضرت حسن بصریؒ سے بھی نقل کی ہے]۔ (البدایہ جلد ۸ صفحہ ۱۲۳)

۴۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ:۔

اطرق کثیرہ معلوم شد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معلوم فرمودند کہ وے فی وقتٍ من الاوقات خلیفہ خواہد شد۔	مختلف طرق (روایت) سے ثابت ہے۔ کہ آنحضرت ﷺ کو معلوم ہو چکا تھا کہ وہ (حضرت معاویہؓ) کسی نہ کسی وقت میں خلیفہ ہوں گے۔ (ازالۃ الخفاء، بیان فتن)

۵۔ پھر حضرت محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اس سلسلہ میں دیلمی سے حضرت حسنؓ بن علیؓ سے روایت نقل کی ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ دن رات ختم نہ ہوں گے۔ حتی یملك معاویہ یہاں تک کہ معاویہ بادشاہ ہو جائیں گے۔

۶۔ دوسری روایت یہ نقل کی ہے کہ آجری نے کتاب الشریعت میں روایت کی ہے کہ حضرتِ معاویہؓ نے فرمایا۔ میں اس وقت سے خلافت کی طمع میں ہوں، جب کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے مجھ سے فرمایا اے معاویہ! اگر تم بادشاہ ہو جاؤ تو (لوگوں کے ساتھ) حسن سلوک کرنا"[1]

۷۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے سفیان بن اللیل سے روایت کی ہے کہ حضرت حسنؓ بن

[1] ازالۃ الخفاء، مقصد اول، فصل پنجم، بیان فتن

Scanned by CamScanner

علیؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، فرماتے تھے:

"لا تذهب الايام والليالى حتّٰى يملك معاويه"

۸۔ حارث الاعور سے روایت ہے حضرت علیؓ نے صفین سے واپسی کے بعد فرمایا:۔

اے لوگو! لاتكرهوا امارة معاويه تم معاویہ کی امارت کو برا نہ جانو اگر تم نے ان کو کھو دیا۔ تو تم حنظل کی طرح سروں کو گردنوں سے گرتا دیکھو گے۔ [1]

کتاب اللہ سے خلافت معاویہؓ کا ثبوت!

سیدنا حضرت علیؓ سیدنا حضرت معاویہؓ کی امارت کی پیشگوئی فرما رہے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ان کی خلافت و بادشاہت کی درجن بھر ارشادات سے بشارت دی ہے۔ اب کتاب اللہ قرآنِ کریم سے حضرتِ معاویہؓ کے غلبہ واقتدار اور آپ کی سلطانی و خلافت کا ارشاد ملاحظہ ہو:۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:۔

وقد اَخَذَ الامام الحبر ابن عباس من عموم هذه الآية الكريمة ولاية معاوية السلطنة انه سَيَملِكُ لانهٗ كان ولىّ عثمان وقد قتل عثمان مظلومًا رضى الله عنه ...... ثم مع المطاولة تمكَّنَ معاوية وصار الامر اليه كما قال ابن عباس واستنبطه من هذه الآية الكريمة و هذا من الامر العجب، وقدروى ذلك الطبرانى فى معجمه...... قال ابن عباس انه لما كان من امر هذا الرجل ما كان يعنى عثمان قلتُ لعَليٍ اعتزل لو كنت فى جُحرٍ طُلِبْتَ حَتّٰى تسخرجَ فعصانى وَايمُ اللهِ ليَتاءَمَّرنَّ عليكم معاوية وذالك

اور جرامت امام ابنِ عباسؓ نے اس آیت کے عموم سے حضرت معاویہؓ کی...... سلطنت کا استنباط کیا ہے کہ وہ بادشاہ ہوں گے۔ کیونکہ آپ حضرتِ عثمانؓ کے ولی ہیں اور حضرت عثمانؓ مظلوم قتل ہوئے۔ ...... پھر طویل مدت کے بعد حضرت معاویہؓ مسند اقتدار پر متمکن ہوئے، جیسا کہ حضرت ابنِ عباسؓ نے اس آیت کریمہ سے استنباط کرتے ہوئے فرمایا تھا اور یہ عجیب بات ہے اور طبرانی نے معجم میں روایت کیا ہے کہ حضرت ابنِ عباسؓ نے فرمایا جب (حضرت) عثمانؓ شہید ہوئے تو میں نے (حضرت) علیؓ سے کہا آپ الگ رہیں۔ اگر آپ کسی سوراخ میں بھی (چھپے ہوئے) ہوں گے تو آپ کو تلاش کیا جائے گا حتیٰ کہ آپ کو نکال لیا جائے گا مگر آپ نے میری بات نہ مانی اور خدا کی قسم تم پر معاویہ ضرور امیر بنے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ

[1] البدایہ جلد ۸ صفحہ ۱۳۱

Scanned by CamScanner

از اللّٰہ یقول (ومَن قُتِل مظلومًا فقد جعَلنَا لِوَلّیِہ سلطاناً ...... فرماتا ہے:۔ (وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا......)

(تفسیر ابن کثیر مطبوعہ مصر جلد ۳ صفحہ ۳۹)

۳۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ نے بھی ازالۃ الخفا، جلد دوم فصل ششم میں اس روایت کونقل کیا ہے:۔

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ اپنی شہرۂ آفاق تفسیر کبیر میں رقم فرماتے ہیں:۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا:۔ میں نے حضرت علیؓ سے کہا:۔

وایم اللّٰہ لیظھرنّ علیکم ابن ابی سفیان لانّ اللّٰہ تعالی یقول (ومن قتل مظلومًا فقد جعَلنا لِولّیہ سلطانًا)

خدا کی قسم! حضرت معاویہؓ بہرحال آپ پر غالب آئیں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔ (ومَن قتل ....)

وقال الحسن واللّٰہ ما نَصر معاویۃ علی علی علیہ السّلام الاّ بقول اللّٰہ تعالیٰ (ومَن قتل مظلومًا فقد جعَلنا ......) واللّٰہ اعلم۔ (تفسیر کبیر جلد ۲ ص ۲۰۳۔۲۰۴)

اور حضرتِ حسنؒ (بصری) کا قول ہے کہ حضرت علیؓ کے مقابلے میں حضرت معاویہؓ قول اللہ تعالیٰ (ومَن قَتل مظلوماً) ہی کی وجہ سے کامیاب رہے۔ (واللہ اعلم)

لمحۂ فکریہ:

غور فرمائیے! حضرت امام ابنِ کثیر، حضرت امام فخر الدین رازی، امام طبرانی، رئیس التابعین حضرت حسن بصری رحمہم اللہ اور حبرِ امت امام المفسرین سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک تو حضرت امیر معاویہؓ کی سلطنت وخلافت کتاب اللہ قرآن کریم سے ثابت ہے اور اس کی اساس وبنیاد حضرت معاویہؓ کا حضرت شہید مظلوم سیدنا عثمانؓ ذی النورین کا ولی الدم ہونا ہے۔

حقیقت!

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ پوری مملکت اسلامیہ میں قصاصِ عثمانؓ کے سلسلہ میں جو آگ لگی ہوئی تھی۔ وہ حضرت معاویہؓ کی زمام اقتدار ہاتھ میں لینے سے بجھی۔ امام شہید کی مظلومانہ شہادت اور پھر خونخوار وخون آشام سبائیوں کے عملاً اقتدار پر چھا جانے سے امت میں جو

Scanned by CamScanner

اضطراب بلکہ اشتعال تھا وہ حضرت معاویہؓ کے خلیفہ بن جانے سے ٹھنڈا ہوا۔ حضرت معاویہؓ نے چن چن کر ایک ایک قاتل امامؓ کو قصاص میں مارا۔ جس سے امت کو اطمینان و سکون نصیب ہوا۔ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا دور آیا اور سبائی کتے کتوں کی موت مرے۔ اس لئے سبائیوں کے وکیل مودودی صاحب انگاروں پر لوٹ رہے ہیں اور ہذیان الاپ رہے ہیں کہ ''انہوں نے لڑ کر خلافت حاصل کی'' اور ''وہ خود اپنے زور سے خلیفہ بنے''۔

طعن نمبر ۳۸:

مودودی صاحب نے اپنے اس باطل موقف کی حمایت میں البدایۃ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۳۲ کی روایت نقل کی ہے۔ لکھتے ہیں کہ:۔

حضرت معاویہؓ خود بھی اس پوزیشن کو اچھی سمجھتے تھے۔ اپنے زمانہ خلافت کے آغاز میں انہوں نے مدینہ طیبہ میں تقریر کرتے ہوئے خود فرما دیا۔ ''بخدا میں تمہاری حکومت کی زمام کار اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے اس بات سے ناواقف نہ تھا کہ تم میرے برسر اقتدار آنے سے خوش نہ ہو..... مگر میں نے اپنی اس تلوار کے زور سے تم کو مغلوب کر کے اسے لیا ہے۔

(''خلافت وملوکیت'' صفحہ ۱۵۹)

جواب نمبر ۸۸:

افسوس کہ مودودی صاحب نے اس روایت کے راویوں کو ظاہر نہیں کیا۔ اگر وہ راویوں کو ظاہر کرتے تو روایت کی قلعی کھل جاتی ہے۔ سند ملاحظہ ہو:۔

قال الاصمعی عن الھذلی عن الشعبی (البدایہ جلد ۸ صفحہ ۱۳۲)

شعبی تو جلیل القدر امام ہیں مگر ان سے روایت کرنے والے ہذلی کی اوقات ملاحظہ ہو:۔ علامہ ذہبی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:۔

ضعفہ احمد و غیرہ وقال غندر وابن معین لم یکن بثقۃ و قال یزید بن زریع عدلت عنہ عمداً و قال النسائی لیس بثقۃ و قال البخاری لیس بالحافظ عندھم۔

امام احمد وغیرہ نے اسے ضعیف کہا ہے۔ غندر اور ابن معین اور نسائی کا قول ہے کہ ثقہ نہیں، یزید بن زریع نے کہا میں نے جان بوجھ کر اس کی روایت نہیں لی، (امام) بخاریؒ نے فرمایا وہ محدثین کے نزدیک حافظ نہیں۔

(''میزان الاعتدال'' جلد ۴ صفحہ ۴۹۷ ترجمہ ابوبکر الھذلی)

شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:۔

Scanned by CamScanner

عمرو بن علی کہتے ہیں، یحییٰ بن سعید کے سامنے ابوبکر الھذلی کا ذکر کیا گیا۔ فلم یرضہ تو انہوں نے اسے پسند نہ کیا۔ اور میں نے ان سے اور نہ ہی عبدالرحمٰن سے سنا یُحَدِّث ثانِ عنه بشئی قط کہ کبھی اس سے کوئی حدیث روایت کرتے ہوں اور یزید بن زریع سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے ابوبکر الہذلی سے عمداً اعراض کیا ہے۔ اور دوری نے ابن معین سے نقل کیا۔ انہوں نے کہا ہذلی لیس بشئی ہے۔ اور دوسرے موقع پر کہا لیس بثقة وہ ثقہ نہیں۔ غندر کا قول ہے کہ ابوبکر ہذلی ہمارا امام تھا، مگر وہ جھوٹ بولتا تھا۔ وکان یکذب، ابوزرعہ نے کہا ضعیف ہے۔ ابوحاتم کا قول ہے اس کی حدیث نرم ہے، لکھی جائے۔ ولا یحتج بحدثه مگر اسکی حدیث سے حجت نہ پکڑی جائے اور نسائی نے کہا کہ لیس بثقة ولا یکتب حدیثه نہ تو وہ ثقہ ہے اور نہ ہی اس کی حدیث لکھی جائے۔ نسائی اور علی بن جنید کا قول ہے، وہ متروک الحدیث ہے۔ ابن المدینی نے کہا ضعیف اور لیس بشئی ہے اور بعض دفعہ کہا ضعیف جداً یعنی بہت زیادہ ضعیف ہے۔ جوزجانی نے کہا۔ اس کی حدیث ضعیف ہے۔ (امام) بخاری اور زکریا ساجی کا قول ہے کہ لیس بالحافظ عندھم دارقطنی نے کہا وہ منکر الحدیث اور متروک ہے۔ یعقوب بن سفیان نے کہا ضعیف ہے۔ لیس حدیثه بشئی اس کی روایت کچھ بھی نہیں۔ ابن عمار بصری نے کہا ضعیف ہے اور ابواسحاق الحربی کا قول ہے لیس بحجة یعنی وہ حجت نہیں، اور حاکم نے کہا لیس بالقوی عندھم وہ محدثین کے نزدیک قوی نہیں۔

(تہذیب التہذیب جلد ۱۲ صفحہ ۴۵۔۴۶)

اصمعی!

اب ذرا اصمعی کے متعلق سنیئے! یہ عربی ادب اور لغت کے تو امام ہیں۔ مگر حدیث و روایت میں ان کا کوئی مقام نہیں۔ علامہ ذہبی رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں:۔

ازدی نے کہا وہ ضعیف الحدیث ہے۔ ابوزید انصاری سے ابوعبیدہ اور اصمعی کے متعلق پوچھا گیا۔ فقال کذابان تو انہوں نے کہا دونوں کذاب ہیں۔ ("میزان الاعتدال" جلد ۲ صفحہ ۶۶۲)

ظلم کی انتہا ہے کہ کذاب، متروک اور لیس بشئی راویوں کی بڑلیات سے مودودی صاحب حضرت معاویہؓ ایسی عظیم و جلیل شخصیت کو مجروح و مطعون کر رہے ہیں۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ○

جواب نمبر ۸۹: جہاں سند کے اعتبار سے یہ روایت ایک مکذوبہ ہے وہاں درایت کے اعتبار

Scanned by CamScanner

یہ بھی ایک اعجوبہ ہے۔ مودودی صاحب نے آغازِ روایت کے الفاظ نقل نہیں کئے۔ کیونکہ ان الفاظ سے اس روایت کی قلعی کھل جاتی۔ وہ الفاظ یہ ہیں:۔

لما قدم معاویة المدینة عام الجماعة تلقته رجال من وجوه قریش فقالوا۔ الحمد للہ الذی اعزّ نصرك و اعلا امرك۔

جب حضرت معاویہؓ امت کے متفق ہو جانے کے سال مدینہ آئے۔ تو قریش کے سرداران سے ملے۔ اور کہا، شکر ہے اللہ کا! جس نے آپ کی مدد کی، آپ کو غلبہ دیا اور آپ کا بول بالا کیا۔ (البدایہ جلد ۸ صفحہ ۱۳۲)

البدایہ کے اسی صفحہ پر ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت معاویہؓ سے ملاقات کرنے والے سردارانِ قریش میں حضرات حسنین بھی شامل تھے۔

فلقیه الحسن و الحسین و رجال من قریش،

حقیقت اُبھر آتی ہے: حقیقت کو لاکھ چھپاؤ

ع حقیقت پھر حقیقت ہے نمایاں ہو کے رہتی ہے۔

کذاب و وضاع اور متروک و مجروح راویوں نے حضرتِ معاویہؓ کو مجروح مطعون کرنے کے لئے جو افسانہ گھڑا، اس کے آغاز ہی میں یہ حقیقت ظاہر ہو گئی۔ کہ ان کے مدینہ تشریف لانے پر قریش کے سردار، حضراتِ حسنین رضی اللہ عنہما و عنہم ان سے ملے اور انہیں ہدیہء تبریک و تہنیت پیش کرتے ہوئے ان کے غلبہ و اعلا پر خدا کا شکر ادا کیا۔

بدشعوری کی انتہاء:

بدشعوری اور بوالفضولی کی انتہا ہے کہ کذاب وضاع راوی روایت کے آگے پیچھے میں ربط و توافق بھی باقی نہ رکھ سکے۔ اکابر و اعاظم قریش تو انکا استقبال کرتے ہیں۔ انہیں مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ ان کے غلبہ و استعلاء پر خدا کا شکر ادا کرتے ہیں۔ مگر حضرت معاویہؓ ان کے جواب میں مسجد نبوی کے منبر پر فرماتے ہیں۔ "تم میرے برسرِ اقتدار آنے سے خوش نہیں ہو اور اسے پسند نہیں کرتے۔ مگر میں نے اپنی تلوار کے زور سے تم کو مغلوب کر کے اسے لیا ہے"۔

(خلافت و ملوکیت صفحہ ۱۵۹)

کیا رؤسا، قریش اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم کے کردار میں کوئی ربط، کوئی توافق و تطابق اور کوئی بھی یک رنگی و ہم آہنگی ہے؟

بہرحال: حقیقت یہ ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ حضراتِ صحابہؓ کے تعاون سے برسرِ اقتدار

Scanned by CamScanner

آئے۔ پوری امت نے ان کے غلبہ واقتدار پر قلبی مسرت محسوس کی اور شرح صدر واطمینان قلب کے ساتھ آپ کی بیعت کی۔ موقع پر موجود تو کسی ایک ذمہ دار بزرگ کا قول ان کی سلطنت وخلافت کے خلاف نہیں ملتا۔ بعد میں اگر رفض کے روگی دانت پیستے اور انگلیاں کاٹتے رہے تو مُوتوا بغیظکم کے سوا کوئی انہیں کیا کہہ سکتا ہے۔ امام اوزاعی [1] فرماتے ہیں:۔

متعدد صحابہ نے (حضرت) معاویہؓ کی خلافت کو پایا۔ ان میں سے (حضرت) اسامہ، سعد (بن ابی وقاص)، جابر، (عبداللہ) بن عمر، زید بن ثابت، مسلمہ بن مخلد، ابو سعید (خدری)، رافع بن خدیج، ابوامامہ (باھلی) اور انس بن مالک

ورجال اکثر و اطیب ممن سمینا باضعاف مضاعفه، کانوا مصابیح الهدی و ادعیة العلم، حضروا من الکتاب تنزیله، و من الدین جدیده، و عرفوا من الاسلام مالم یعرفه غیرهم، و آخذوا عن رسول الله صلی الله علیه وسلم تاویل القرآن۔

اور ان سے کئی گنا زیادہ اور اچھے حضرات ہیں۔ یہ حضرات ہدایت کے چراغ اور علم کے ظروف تھے۔ قرآن ان کے سامنے اترا اور نیا دین ان کے سامنے آیا۔ یہ اسلام کے ان علوم و معارف سے آگاہ تھے۔ جنہیں کوئی دوسرا نہیں جان سکتا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے قرآن کی حقیقت کو سمجھا۔

اور ماشاءاللہ ان کے تابعین باحسان مثلاً مسور بن مخرمہ، عبدالرحمٰن بن الاسود، سعید بن المسیب اور عبداللہ بن محیریز اور ان کے مثل تھے۔

لم ینتزعوا یداً من جماعة فی امة محمد صلی الله علیه وسلم۔

امت محمد ﷺ (ان کبار صحابہؓ و تابعینؒ) میں سے کوئی بھی جماعت (حضرت معاویہؓ کی بیعت خلافت) سے دستکش نہ ہوا۔

("البدایه والنهایه" جلد ۸ صفحه ۱۳۳)

علامہ ابن عبدالبرؒ نے بھی امام اوزاعیؒ کا یہ قول نقل کیا ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:۔

اصحاب رسول کی جماعت نے خلافت معاویہؓ کو پایا: لم ینتزعوا یداً من طاعة ولا فارقوا

---

[1] امام مالک، ثوری، شعبہ اور عبداللہ بن مبارک وغیرھم رحمہم اللہ اجل محدثین کے شیخ واستاذ ہیں، آپ سے آپ کے شیوخ زہری، قتادہ اور یحیی بن ابی کثیر وغیرہم نے روایت کی ہے۔ ابن مہدی کا قول ہے، ائمہ فی الحدیث چار ہیں۔ اوزاعی، مالک، ثوری اور حماد بن زید، ابن عیینہ کا قول ہے وہ اپنے اہل زمانہ کے امام تھے۔ ۸۸ ہجری میں پیدا ہوئے۔ بیروت میں ۱۵۸ ہجری میں وفات پائی۔ (تہذیب التہذیب جلد ۶ صفحہ ۲۳۸۔۲۴۰)

جماعة یعنی صحابہ کی پوری جماعت میں سے نہ تو کوئی ان کی اطاعت سے دستکش ہوا اور نہ ہی کوئی جماعت سے جدا ہوا۔ (استیعاب ترجمہ حضرت معاویہؓ)

عہدِ معاویہؓ پر امام ابنِ کثیرؒ کا تبصرہ:

حضرت امام اوزاعی رحمہ اللہ کے بعد حضرت معاویہؓ کی خلافت پر خود امام ابنِ کثیر رحمہ اللہ کا تبصرہ ملاحظہ ہو۔ لکھتے ہیں: ۴۱ ہجری سے جب کہ رعایا ان کی بیعت پر مجتمع ہو گئی، اپنی وفات تک تمام مدت حضرت معاویہؓ مستقل خلیفہ رہے۔ (ان کے عہدِ خلافت میں)

والجهاد في بلاد العدو قائم، وكلمة الله عالية، والغنائم ترد اليه من اطراف الارض والمسلمون معه في راحةٍ وعدلٍ، وصفحٍ وعفوٍ۔
(البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۱۹)

دشمنانِ دین کے ملک میں برابر جہاد جاری رہا۔ اللہ کا دین غالب رہا اور ہر طرف سے مالِ غنیمت ان کے پاس آتا تھا اور ان کے ساتھ مسلمان عدل و راحت اور عفو و درگزر سے زندگی بسر کرتے تھے۔

جواب نمبر ۹، عیسائیوں کے نقشِ قدم پر!

اسلام اور نبی کریم ﷺ کے خلاف دشمنِ دین عیسائیوں کا ایک بہت بڑا حربہ یہ ہے کہ اسلام بزورِ شمشیر پھیلا مگر وہ کم بخت یہ نہیں بتلاتے کہ یہ بزورِ شمشیر اسلام لے آنے والے بازورِ شمشیر اسلام پھیلانے کیسے لگ گئے؟ جب تلوار ان کے ہاتھ میں آئی تھی تو وہ انہیں پر تلوار چلاتے جنہوں نے انہیں تلوار کے زور سے کلمہ پڑھایا تھا۔ یہ بوالعجبی ہے کہ بجائے ان کے یہ دوسرے لوگوں پر تلوار چلانے لگے، اور تلوار کے زور سے انہیں کلمہ پڑھانے لگے۔

مودودی صاحب بالکل مستشرقینِ یورپ اور عیسائیوں کے نقشِ قدم پر چل کر کہتے ہیں کہ:-

حضرتِ معاویہؓ نے لڑ کر خلافت حاصل کی، اور تلوار کے زور سے مغلوب کر کے اسے لیا۔ (خلافت و ملوکیت، صفحہ ۱۵۸۔۱۵۹)

مگر سوال یہ ہے کہ تلوار کے زور سے مغلوب ہونے والے، افریقہ، یورپ اور ایشیا تین براعظموں میں دوسروں کو تلوار کے زور سے کیسے مغلوب و مفتوح کرنے لگے؟۔ جب لوگ حضرت معاویہؓ کی تلوار کے زور سے مغلوب ہوئے تھے اور ان کے برسرِ اقتدار آنے سے خوش نہیں تھے۔ اور انہیں پسند نہیں کرتے تھے۔ (خلافت و ملوکیت صفحہ ۱۵۹) تو جب تلوار ان کے ہاتھ میں آئی تھی تو وہ قیصر و کسریٰ پر کیوں چلی؟ وہ تو خود حضرتِ معاویہؓ پر چلنی چاہیئے تھی۔ جنہوں نے انہیں تلوار

Scanned by CamScanner

کے زور سے مغلوب کیا تھا۔

(۱) حضرت ابوزرعہؒ روایت کرتے ہیں۔ حضرت سعیدؒ بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا:۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد جہاد بالکل بند ہو گیا۔ یہاں تک کہ عام الجماعۃ آیا۔ (مسلمان حضرت معاویہؓ کی خلافت پر مجتمع ہو گئے)۔

فاغزا معاوية ارض الروم ست عشره غزوة۔

تو حضرت معاویہؓ نے ملک روم پر سولہ بار جہاد کیا۔

ایک لشکر گرمی کے موسم میں روانہ ہوتا تھا اور سردی کا موسم ارضِ روم میں گزارتا تھا۔ وہ واپس آتا تو دوسرا روانہ ہو جاتا تھا۔

وكان فی جملة من اغزى ابنه يزيد و معه خلق من الصحابة فجازبهم الخليج و فاتلوا اهل القسطنطنيه على بابها، ثم قفل بهم راجعًا الى الشام و كان آخر ما اوصى به معاوية ان قال شد خناق الروم۔

(البدايه و النهايه جلد ۸ صفحه ۱۳۳)

انہی غزوات میں سے ایک غزوہ وہ بھی ہے جو آپ کے بیٹے یزید نے لڑا۔ اور اس کے ساتھ اصحاب رسول کی بہت بڑی تعداد تھی۔ وہ ان کے ساتھ خلیج سے بھی آگے نکل گیا۔ اور اہلِ قسطنطنیہ کے ساتھ قسطنطنیہ کے دروازہ پر لڑے۔ پھر ملک شام واپس لوٹ آئے اور حضرت معاویہؓ کی آخری وصیت یہ تھی کہ روم کی گردن دبوچ لو۔

(۲) امام ابنِ کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

[(حضرت) معاویہؓ دولتِ عمریہ وعثمانیہ میں برابر شام کے گورنر رہے۔ ۲۷ ہجری میں قبرص فتح کیا۔

ولم تزل الفتوحات والجهاد قائماً على ساقه فی ایامه فی بلاد الروم و الفرنج و غيرها فلمّا كان من امره و امر امير المؤمنين على مَا كان لم يقع فی تلك الايام فتح بالكلية لا على يديه ولا على يدی علی.........

اور آپ کے زمانہ میں ممالکِ روم و فرنگ وغیرہ میں فتوحات و جہاد کا سلسلہ برابر قائم رہا۔ پھر جب آپ کی حضرت علیؓ سے کشمکش جاری ہوئی تو ان ایام میں فتح کا سلسلہ بالکلیہ بند ہو گیا۔ نہ ان کے ہاتھ پر اور نہ ہی حضرتِ علیؓ کے ہاتھ پر کوئی فتح ہوئی۔

Scanned by CamScanner

پھر تحکیم ہوئی، اور اس کے بعد حضرت حسنؓ سے ان کی صلح ہو گئی۔ اور حضرت معاویہؓ کی خلافت پر امت کا اتفاق ہو گیا۔ اور ۴۱ ہجری میں رعایا ان کی بیعت پر جمع ہو گئی۔ اس دن سے اپنی وفات تک آپ برابر مستقل خلیفہ رہے۔

والجهاد فی بلاد العدو قائم و كلمة الله عالية، والغنائم ترد اليه من اطراف الارض۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۱۹)

اور دشمن کے ملک میں برابر جہاد جاری رہا اللہ کے دین کا بول بالا ہو گیا، اور دنیا کے ہر گوشے سے مال غنیمت ان کی طرف کھچا چلا آتا تھا۔

دشمنانِ معاویہؓ:

حضرت معاویہؓ کے دشمن دنیا کو یہ تاثر اور تصور دیتے ہیں۔ کہ گویا وہ ساری عمر حضرت علیؓ سے لڑتے رہے اور ان کی پوری زندگی اسی کشمکش میں گزر گئی۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ قدرت نے آپ کو پیدا ہی کفر و مسیحیت کے قلع قمع کے لئے کیا تھا۔ آپ کی امارتِ شام کا زمانہ ہو یا خلافت کا عہد! آپ برابر کفر سے برسرِ پیکار رہے۔ مسیحی اقتدار کا تیا پانچہ کرتے رہے۔ گرمی ہو یا سردی۔ رومی ممالک پر آپ کی یلغار برابر جاری رہتی تھی۔ آپ نے پے بہ پے تابڑ توڑ حملے کر کے قیصرِ روم کی کمر توڑ کر رکھ دی۔ اس کے دارالسلطنت قسطنطنیہ کے دروازہ پر جا کر لڑے اور آپ کی آخری وصیت یہ تھی کہ رومی سلطنت کو زیروزبر کر کے رکھ دو اور مسیحی اقتدار کا جنازہ نکال دو اور قیصر کی اکڑی ہوئی گردن مروڑ ڈالو۔

اس محسنِ اسلام مردِ مجاہد کی پوری زندگی رومی اقتدار سے ٹکراتے گزر گئی۔ سوائے ان ایام کے جو حضرت علیؓ کے ساتھ باہمی کشمکش میں گزرے اور اس میں بھی اقدام و آغاز ان کی طرف سے نہیں ہوا۔ رضی اللہ عنہ وعنہم اجمعین۔

طعن نمبر ۳۹، قیصر و کسریٰ کا سا طرز زندگی:

دوسری نمایاں تبدیلی یہ تھی کہ دورِ ملوکیت کے آغاز ہی سے بادشاہ قسم کے خلفاء نے قیصر و کسریٰ کا سا طرزِ زندگی اختیار کر لیا اور اس طریقے کو چھوڑ دیا۔ جس پر نبی ﷺ اور چاروں خلفائے راشدین زندگی بسر کرتے تھے۔ انہوں نے شاہی محلات میں رہنا شروع کر دیا۔ شاہی حرس ان کے محلوں کی حفاظت کرنے اور ان کے جلو میں چلنے لگے۔ صاحب دربان ان کے اور عوام کے درمیان حائل ہو گئے۔ رعیت کا براہِ راست ان تک پہنچنا اور ان کا خود رعیت کے درمیان

Scanned by CamScanner

رہنا سہنا اور چلنا پھرنا بند ہو گیا........ یہ طرزِ حکومت اس طرز کے بالکل برعکس تھا جس پر خلفائے راشدین حکومت کرتے تھے، وہ ہمیشہ عوام کے درمیان رہے، جہاں ہر شخص ان سے آزادی کے ساتھ مل سکتا تھا۔ وہ بازاروں میں چلتے پھرتے تھے۔ اور ہر شخص ان کا دامن پکڑ سکتا تھا۔ وہ پانچوں وقت عوام کے ساتھ انہی کے صفوں میں نمازیں پڑھتے تھے......لیکن ملوکیت کا دور شروع ہوتے ہی اس نمونے کو چھوڑ کر روم وایران کے بادشاہوں کا نمونہ اختیار کر لیا گیا۔ اس تبدیلی کی ابتداء حضرتِ معاویہؓ کے زمانہ میں ہو چکی تھی۔ (''خلافت'' صفحہ ۱۶۰۔۱۶۱)

جواب نمبر ۹۱:

مودودی صاحب کا دل بغضِ معاویہؓ کا روگی ہے۔ اسی روگ کے باعث وہ ایک ہی سانس میں حضرتِ معاویہؓ پر کئی طعن کر گئے جو سب کے سب ان کے روگ کا ثبوت تو ہو سکتے ہیں۔ واقعہ اور حقیقت سے انہیں اتنا بھی واسطہ وتعلق نہیں جتنا امانت ودیانت کو مودودی صاحب سے! مودودی صاحب کے ممدوح ومعتمد امام ابنِ کثیر اور دوسرے اجلہ آئمہ دین کی تصریحات ملاحظہ ہوں:۔

۱۔ حضرت یونسؒ بن میسرة بن حلیس (جلیل القدر عابد وزاہد تابعی، امام اوزاعیؒ کے شیخ واستاذ) سے روایت ہے۔ فرمایا:۔ میں نے (حضرت) معاویہؓ کو دمشق کے بازار میں دیکھا علیہ قمیص مرقوع الحبیب و هو یسیر فی اسواق دمشق (البدایہ جلد ۸، صفحہ ۱۳۴) آپ جو قمیص پہنے ہوئے تھے اس کے گریبان میں پیوند لگے ہوئے تھے اور آپ اس حال میں دمشق کے بازاروں میں چل پھر رہے تھے۔

۲۔ امام احمدؒ کتاب الزہد (صفحہ ۲۷ا طبع مکہ) میں روایت کرتے ہیں۔ ابوحملہؒ کہتے ہیں میں نے دمشق میں منبر پر حضرتِ معاویہؓ کو دیکھا۔ یخطب الناس و علیہ ثوب مرقوع، آپ لوگوں کے سامنے خطبہ دے رہے تھے۔ اور آپ کے کپڑوں میں پیوند لگے ہوئے تھے۔

(العواصم من القواصم حاشیہ صفحہ ۲۰۹)

۳۔ حضرت معاویہؓ کے کبار اصحاب آپ کے پیوند لگے کپڑے بطور تبرک استعمال کرتے تھے۔ چنانچہ دارقطنی نے روایت کی ہے کہ حضرت ضحاک بن قیس الفہری مدینہ آئے۔ مسجد نبوی میں آ کر قبر شریف اور منبر نبوی کے درمیان نماز پڑھی، آپ کے اُوپر پیوند لگی ہوئی چادر تھی جو آپ نے حضرت معاویہؓ کے کپڑوں میں سے لی تھی، حضرت ابوالحسن البراد نے دیکھ کر

Scanned by CamScanner

پہچان لیا کہ یہ حضرت معاویہؓ کی چادر ہے اور تین سو دینار کے عوض لینے پر آمادہ ہو گئے مگر حضرت ضحاک نے وہ چادر انہیں بلا قیمت دے دی۔

(العواصم من القواصم حاشیہ ۲۰۹۔۲۱۰ بحوالہ ابن عساکر جلد صفحہ ۶، ۷)

۴۔ ابوالقاسم بغویؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ ہر روز ابوالجیش نامی شخص کو بھیجتے تھے وہ چکر لگا کر پتہ کرتا تھا کہ کیا کسی کے بچہ پیدا ہوا؟ یا کوئی وفد باہر سے آیا، وہ ان کے نام رجسٹر میں لکھ لیتے تھے، اور ان کا وظیفہ جاری کر دیا جاتا تھا۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۳۴)

۵۔ حضرت لیثؒ بن سعد (امام مصر) فاتح ایران عشرہ مبشرہ کے فرد حضرت سعدؓ بن ابی وقاص سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا:۔

ما رأيتُ احداً بعد عثمان اقضى بحق من صاحب هذا الباب...... يعنی معاويه (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۳۳)

حضرت عثمانؓ کے بعد میں نے حضرت معاویہؓ سے زیادہ حق کے ساتھ فیصلہ کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔

۶۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:۔

والذی سنّ الخلفا بعده وحضّت معاوية على العدل و اتباع اثرهم۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۳۱)

مکتبۃ المعارف بیروت طبع ۱۹۸۱

اور خدائے پاک نے نبی ﷺ کے بعد خلفاء (راشدین) کو راہِ ہدایت پر چلایا۔ اور معاویہؓ کو عدل و انصاف اور خلفائے راشدین کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق دی۔

۷۔ صحابیِ جلیل حضرت ابودرداءؓ رضی اللہ عنہ نے اہل شام سے فرمایا:۔

ما رأيتُ احداً اشبه صلوة بصلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم من امامكم هذا۔ يعنی معاويه

میں نے تمہارے امام حضرت معاویہؓ سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز سے مشابہ نماز پڑھانے والا کوئی نہیں دیکھا۔

(منہاج السنہ جلد ۳ صفحہ ۱۸۵)

۸۔ ابوداؤد کی روایت ہے کہ حضرت ابومریم ازدی نے حضرت معاویہؓ سے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے، "اللہ جس کو مسلمانوں پر حکومت دے، اور وہ ان کی حاجات و ضروریات پوری نہ کرے، اللہ تعالیٰ اس کی حاجات اور ضروریات پوری نہ کرے گا۔ جب حضرت معاویہؓ نے یہ حدیث سنی۔ فجعل رجلاً على حوائج الناس تو ایک آدمی لوگوں

کی حاجتیں معلوم کر کے پوری کرنے پر مقرر کر دیا۔ اسے ترمذی وغیرہ نے بھی روایت کیا ہے۔
(البدایہ جلد ۸ صفحہ ۱۲۶) (مکتبۃ المعارف بیروت ۱۹۶۱ء)

۹۔ امام احمد رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ لوگوں کے پاس آئے تو لوگ ان کے لئے کھڑے ہو گئے، آپ نے فرمایا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ فرماتے تھے جو شخص یہ پسند کرے کہ لوگ اس کے لئے کھڑے ہوں تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔
(البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۲۶)

۱۰۔ عمر ثانی حضرتِ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا عدل و انصاف ضرب المثل ہے۔ مگر حضرت معاویہؓ کے عدل کے سامنے اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ سید التابعین امام الائمہ حضرت اعمش رحمہ اللہ کے سامنے لوگوں نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے عدل کا تذکرہ کیا تو فرمایا:۔

فَكَيْفَ لَوْ اَدْرَكْتُمْ مُعَاوِيَةَ قَالُوا فِي حِلْمِهٖ؟ قَالَ لَا وَاللّٰهِ بَلْ فِي عَدْلِهٖ۔ (یہ تو تم حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عدل کی تعریف کر رہے ہو) اگر تم حضرت معاویہؓ کو دیکھتے تو تمہارا کیا حال ہوتا؟

لوگوں نے عرض کیا۔ یہ آپ ان کے حلم کے بارے میں فرما رہے ہیں؟ فرمایا نہیں، خدا کی قسم! ان کے عدل کے بارے میں (بھی حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز سے بڑھ کر تھے)۔
("منہاج السنۃ" جلد ۳ صفحہ ۱۸۵) (تلك عشرة كاملة)

بفضلہ و بعونہٖ تعالیٰ۔ نہایت معتبر روایات سے یہ چند صحیح واقعات پیش کر دیئے گئے ہیں۔ ان حقائق کے پیش نظر یہ واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت معاویہؓ کی سیرت و کردار سے متعلق حقیقت اس صورت کے کلیۃً مخالف و متضاد ہے۔ جو ان کے بدبخت اعداء و معاندین نے افترا کی ہے۔ اکابر صحابہؓ اجلہ تابعینؒ و اکابر محدثینؒ کے بیان کردہ ان حالات کو دیکھئے۔ پھر مودودی صاحب کے ان خود ساختہ اور وضع کردہ الزامات کو دیکھئے جو کسی حوالے کے بغیر انہوں نے اپنے رفض کے روگی جی سے گھڑ کر بیان کئے ہیں۔ کیا دونوں میں کوئی ربط و تعلق ہے؟

۱۔ موقع پر موجود اجلہ تابعین تو آنکھوں دیکھا حال بیان کرتے ہیں کہ ان کے کپڑوں پر پیوند لگے ہوتے تھے اور وہ انہی کپڑوں میں جمعہ کے خطبے دیتے تھے۔ مگر مودودی صاحب لکھتے ہیں کہ:۔ "قیصر و کسریٰ کا سا طرز زندگی اختیار کر لیا"۔

۲۔ حضرت سعد بن ابی وقاص تو انہیں اقضی بحق حضرت ابو درداءؓ انہیں اشبہ صلوۃ

Scanned by CamScanner

رسول اللہ اور حضرت ام المؤمنین صدیقہ طاہرہ رضی اللہ عنہا انہیں عادل اور اتباع اثر الخلفاء ارشاد فرمائیں۔ مگر چودھویں صدی کے روگی لکھیں کہ (خلفائے راشدین کے) "اس نمونے کو چھوڑ کر روم وایران کے بادشاہوں کا نمونہ اختیار کرلیا گیا"۔

حقیقت یہ ہے جو نا قابلِ انکار تاریخی شواہد سے ثابت ہے اور جیسا کہ محسنہء و معلمہء امت حضرتِ طاہرہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت معاویہؓ خلفائے راشدینؓ کے نقشِ قدم پر چلتے تھے۔ ہر شخص ان تک اپنی حاجات اور شکایات لے کر جا سکتا تھا۔ وہ بازاروں میں چلتے پھرتے تھے پانچوں وقت عوام کے ساتھ نمازیں پڑھتے تھے۔ ہر شخص آزادی کے ساتھ ان سے مل سکتا تھا۔ اس کے باوجود اگر مودودی صاحب لکھتے ہیں کہ یہ طرزِ حکومت خلفائے راشدین کے بالکل برعکس تھا۔ تو یہ ان کی ہزلیات تو ہو سکتی ہیں، تاریخ اور حقیقت سے اسے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ وہ زہد وورع اور اتباع رسول وتقویٰ کے اعلیٰ وارفع مقام پر قائم تھے، پیوند لگے کپڑے پہن کر بازاروں کا چکر لگاتے تھے اور جمعہ کے خطبوں میں بھی جب کہ ایک عام مسلمان بھی بہترین لباس پہن کر نمازِ جمعہ ادا کرتا ہے۔ پیوند لگے کپڑے پہنتے تھے۔ اور اپنے اعزاز واحترام میں کسی کو اُٹھنے تک کی اجازت نہیں دیتے اور فرماتے ہیں کہ "جو کوئی یہ پسند کرے کہ لوگ اس کے لئے اٹھیں وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے" مگر بغضِ معاویہؓ کے مارے مودودی صاحب اگر لکھتے ہیں کہ "خلفائے راشدین کے نمونے کو چھوڑ کر روم وایران کے بادشاہوں کا نمونہ اختیار کرلیا گیا"۔ تو اسے ان کے ہذیان کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے؟

حضرت معاویہؓ کا انتہائی حسین وجمیل اخلاق وکردار:

علامہ مسعودی نے حضرتِ معاویہؓ کے اخلاق ومعمولات سے متعلق ایک مستقل باب رقم کیا ہے۔ لکھتے ہیں:۔

کان من اخلاق معاویة انه كا يأذن فی اليوم والليلة خمس مرات۔

حضرت معاویہؓ کے اخلاق (ومعمولات) میں سے تھا کہ آپ دن رات (چوبیس گھنٹوں) میں پانچ دفعہ (لوگوں کو عام ملاقات کی) اجازت دیتے تھے۔ صبح کی نماز پڑھ کر حالات وواقعات سننے کے لئے بیٹھ جاتے۔ اس سے فارغ ہوتے تو قرآنِ کریم کی تلاوت کرتے۔ پھر اپنے گھر تشریف لے جاتے (راستے میں اور گھر میں بھی) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے۔ گھر میں چار رکعت نماز (الضحیٰ) ادا

فرماتے۔ پھر گھر سے آ کر مجلس میں بیٹھتے۔ فیاذن لخاصة الخاصة اور خاص الخاص افراد کو ملاقات کا موقع دیتے۔ باہم گفتگو ہوتی۔ آپ کے وزراء بھی ملاقات کر کے دن بھر کے امور سے متعلق بات چیت کرتے، پھر ناشتہ آ جاتا۔ وھو فضلة عشائه اور وہ (عموماً) رات کا بچا ہوا ہوتا۔ جانور یا پرندے کے بچے کے گوشت پر مشتمل ہوتا یا اس قسم کا! اس کے بعد آپ طویل گفتگو فرماتے پھر گھر تشریف لے جاتے، پھر باہر آتے، مسجد میں کرسی رکھ دی جاتی۔ آپ اس پر بیٹھ جاتے۔ ضعیف، دیہاتی بچے، عورتیں اور بیکس و لاوارث (وغیرہ سب) آپ کے پیش کیے جاتے، فیتقدم الیه الضعیف و الاعرابی و الصبی و المرأة و من لااحدلهٗ ہر شخص اپنی اپنی شکایت پیش کرتا اور حضرت معاویہؓ اسی وقت اس کے ازالہ کا حکم صادر فرماتے، حتیٰ اذالم یبق احـد یہاں تک کہ کوئی (حاجتمند اور فریادی) باقی نہ رہتا۔ پھر آپ (قصرِ امارت میں) داخل ہوتے تخت پر بیٹھ جاتے۔ اور فرماتے:۔

ائذنوا للناس علی قدر منازلهم ولا یشغلنی احد عن ردّ السلام۔	لوگوں کو حسبِ مراتب بلاؤ۔ مگر (اس طرح کہ) مجھے ہر ایک کو سلام کا جواب دینے کا موقع ملتا رہے۔ امراء و شرفاء باریاب ہو کر

کیفیتِ مزاج دریافت کرتے آپ فرماتے۔ بنعمة من الله، اللہ کا فضل و کرم ہے جب وہ سب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ جاتے تو آپ ان سے فرماتے۔ تم اشراف اِس لئے کہلاتے ہو کہ تمہیں یہاں اپنے سے کم درجہ لوگوں پر شرف حاصل ہے۔

ارفعوا الینا حوائج من لا یصل الینا۔	لہٰذا تم ہر اس شخص کی حاجت میرے سامنے پیش کرو جو میرے پاس نہیں پہنچ سکتا۔

پس اشراف لوگوں کی ضروریات بیان کرتے اور آپ اسی وقت ایک ایک کی ضرورت پوری کرنے کا حکم دیتے، پھر دن کا کھانا لایا جاتا۔ سیکرٹری آ کر آپ کے سر کے قریب کھڑا ہو جاتا اور (ضرورت مند) شخص کو پیش کر دیتا۔ آپ اسے فرماتے دسترخواں پر بیٹھ جاؤ۔ چنانچہ وہ بیٹھ جاتا اور ہاتھ بڑھا کر دو یا تین لقمے کھاتا اور سیکرٹری اس کی درخواست پڑھتا۔ آپ حکم صادر فرماتے وہ اُٹھ کر چلا جاتا۔ اور دوسرا شخص پیش ہو جاتا...... حتی یاتی علی اصحاب الحوائج کلهم و ربما قدم علیه من اصحاب الحوائج اربعون اونحوهم...... یہاں تک تمام ضرورت مند اشخاص پیش ہوتے اور بسا اوقات چالیس یا اس کے قریب ضرورت مند اشخاص

Scanned by CamScanner

آپ کے سامنے پیش ہوتے، دستر خواں بڑھا لیا جاتا۔ لوگوں کو عطیات دیئے جاتے اور وہ چلے جاتے۔ آپ اپنے دولت خانہ میں تشریف لے جاتے۔ فلا یطمع فیه طامع، اور کسی ضرورت مند کی کوئی خواہش باقی نہ رہتی، یہاں تک کہ ظہر کی اذان ہوتی آپ گھر سے نکلتے۔ (باجماعت مسجد میں) نماز پڑھتے، پھر قصرِ خلافت میں داخل ہوتے، چار رکعت نماز (سنت ونفل) ادا فرماتے پھر بیٹھ جاتے۔ فیاذن لخاصة الخاصة خاص الخاص لوگوں کو باریاب فرماتے، آپ کے وزراء بھی حاضر ہو کر احکامات حاصل کرتے آپ عصر تک بیٹھے رہتے، پھر اُٹھ کر عصر پڑھتے اور دولت کدہ تشریف لے جاتے۔ عصر کے آخر وقت باہر نکلتے۔ تخت پر بیٹھ جاتے۔ ویوذن للناس علی منازلهم لوگوں کو حسب مراتب باریاب ہونے کی اجازت دیتے۔ رات کا کھانا آجاتا۔ مغرب سے پہلے پہلے آپ اس سے فارغ ہو جاتے۔ مغرب کی اذان ہو جاتی آپ مغرب کی نماز ادا فرماتے۔ اس کے بعد چار رکعت (سنت ونفل) ادا فرماتے۔ یقرأ فی کل رکعة خمسین آیة، ہر رکعت میں پچاس آیتیں پڑھتے، کبھی بالجہر اور کبھی بالاخفاً، پھر آپ گھر تشریف لے جاتے، اور کسی ضرورت مند کو آپ کی خواہش باقی نہ رہتی۔ یہاں تک کہ عشاء کی اذان ہو جاتی۔ آپ گھر سے تشریف لاتے اور نماز پڑھتے۔ ثم یؤذن للخاصة و خاصة الخاصة پھر خاص الخاص لوگ اور وزراء وغیرہ باریاب ہوتے، اور احکامات حاصل کرتے۔ پھر آپ تہائی رات تک عرب وعجم کے اخبار و حالات، عجمی بادشاہوں اور رعیت کے ساتھ ان کی سیاست اور تمام قوموں کے ملوک اور ان کے جنگوں وغیرہ کے حالات و واقعات سنتے، اور گذشتہ امتوں کے اخبار سماعت فرماتے، پھر دولت خانہ تشریف لے جا کر سو جاتے، رات کا تیسرا حصہ آرام کرتے، پھر اُٹھ کر بیٹھ جاتے، دفاتر پیش کئے جاتے، جن میں بادشاہوں کے اخلاق و کردار اور ان کے حالات اور جنگوں وغیرہ کے واقعات درج ہوتے۔ نوجوان سیکرٹری یہ آپ کے سامنے پڑھتے اور آپ ہر شب سیرت و حالات، آثارِ (رفتگان) اور سیاسیاتِ عالم سماعت فرماتے، پھر باہر تشریف لا کر صبح کی نماز پڑھتے۔

ثم یعود فیفعل مَا و صفنا فی کل یوم۔ پھر جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے ہر روز یہی معمول جاری رکھتے۔

(مروج الذہب مطبوعہ مصر جلد ثانی صفحہ ۷۱۔۷۲)

علامہ مسعودی نے جس تفصیل سے آپ کے معمولات کو ضبط کیا ہے۔ شاید ہی کسی اور

Scanned by CamScanner

عظیم شخصیت کے معمولات کو اس تفصیل سے قلمبند کیا ہو۔ کتنی پاکیزہ، کتنی ایمان افروز، کتنی مجاہدانہ اور کتنی مصروف زندگی ہے حضرتِ معاویہؓ کی! کہ:۔

۱۔ چوبیس گھنٹوں میں صرف رات کے چار گھنٹے سوتے ہیں۔

۲۔ ہر نماز باقاعدگی اور التزام کے ساتھ مسجد میں باجماعت ادا کرتے ہیں۔

۳۔ فرائض کے بعد سنن و نوافل ادا کرتے ہیں اور نوافل کی ایک ایک رکعت میں پچاس پچاس آیات تک پڑھتے ہیں۔

۴۔ روزانہ قرآنِ کریم کی تلاوت فرماتے ہیں۔

۵۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔

۶۔ رات کا اکثر حصہ عرب و عجم کے اخبار و حالات، گذشتہ اقوام کی تاریخ، بادشاہوں کی سیرت، ان کے اخلاق و کردار، ان کی سیاست کے مطالعہ و سماع میں گذارتے ہیں۔

۷۔ صبح کی نماز کے بعد سب سے پہلے اپنی مملکت کے حالات و واقعات معلوم کرتے ہیں۔

۸۔ اور باقی سارا وقت عوام کی خدمت، حاجتمندوں کی حاجت براری، مظلوموں کی حمایت اور دادخواہوں کی دادرسی میں صرف کرتے ہیں۔ اس میں آپ کے شغف و انہماک کا یہ حال ہے کہ کھانا کھا رہے ہیں تو سیکرٹری سر پر کھڑا ہے...... ضرورت مند پیش ہوتا ہے۔ وہ آپ کے حکم سے آپ کے ساتھ دسترخواں پر بیٹھ کر کھانے میں شریک ہو جاتا ہے۔ اور آپ اس کی درخواست سن کر فوراً فیصلہ صادر فرما دیتے ہیں۔ وہ شخص چلا جاتا ہے۔ دوسرا پیش ہو جاتا ہے حتیٰ کہ کم و بیش چالیس دادخواہ کھانا کھاتے کھاتے پیش ہو کر انصاف حاصل کر لیتے ہیں اور ایک بھی ضرورت مند ایسا باقی نہیں بچ جاتا جن کی ضرورت پوری نہ ہوگئی ہو۔

۹۔ آپ کو اس سلسلہ میں اس درجہ غلو ہے کہ دن میں کئی دفعہ ہر غرض مند اور فریادی کی فریاد و ضرورت براہِ راست خود بھی سنتے ہیں۔ علاوہ ازیں اشراف و عمائد کو بھی تاکیداً فہمائش کرتے ہیں کہ بایں ہمہ اگر کوئی حاجتمند مجھے نہیں مل سکتا تو، تمہارا فرض ہے اور میری مجلس میں تمہیں شرف و اعزاز اور میرا قرب حاصل ہی اسی لئے ہے کہ تم حاجتمندوں کی حاجات و ضروریات سے مجھے مطلع کرو۔ چنانچہ وہ آپ کو مطلع کرتے اور آپ فوراً ان کی ضرورتیں پوری کر دیتے۔

Scanned by CamScanner

۱۰۔ خدا کی عبادت اور خلقِ خدا کی خدمت میں آپ کا اکثر وقت گزرتا تھا۔ اپنی ذات کے لئے آپ کے پاس اگر آرام کے لئے وقت تھا تو چوبیس گھنٹوں میں صرف چار گھنٹے، اور ناشتہ آپ کا تھا تو رات کا بچا ہوا!

بہر حال آپ کی زندگی ایک سراپا حسین و جمیل زندگی ہے۔ بالکل بے داغ اور رعنا زندگی! مگر بد بین دشمن کو حسن و رعنائی بھی عیب اور برائی نظر آتی ہے۔ حسن و جمال کے نظارہ کے لئے تو ''آنکھ'' کی ضرورت ہے۔

آنکھوں والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر، کیا دیکھے؟

اگر مودودی صاحب کی آنکھیں تعصب نے سی دی ہیں اور وہ حضرت معاویہؓ کے حسن و جمال، سیرت و کردار کی چکا چوند سے خیرہ ہو کر رہ جاتی ہیں، تو اس میں حضرتِ معاویہؓ کا کیا قصور ہے؟

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم!
چشمۂ آفتاب راچہ گناہ؟

مسعودی اور مودودی: مسعودی مودودی صاحب کا ماٰخذ ہے، اس کے تعارف کے سلسلہ میں مودودی صاحب لکھتے ہیں:۔

''المسعودی:

تو بلاشبہ وہ معتزلی تھا، مگر یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ وہ غالی شیعہ تھا، تاہم تشیع اس میں تھا......'' (''خلافت وملوکیت'' صفحہ ۳۱۰)

غالی شیعہ: مسعودی معتزلی بھی ہے اور شیعہ بھی، مگر اس نے اعتزال و تشیع کے باوجود حضرت معاویہؓ کی شبانہ روز زندگی کا کتنا حسین و جمیل تذکرہ کیا ہے۔ اس کے خلاف مودودی صاحب نے جس بُری طرح حضرت معاویہؓ کو مجروح کیا ہے، اس کے پیش نظر ان کے غالی شیعہ ہونے میں کیا شبہ رہ جاتا ہے؟ مگر جس انداز میں مودودی صاحب نے اس عظیم و جلیل صحابی رسول ﷺ پر مشقِ ستم کی ہے۔ اس طرح تو کسی غالی شیعہ نے بھی نہیں کی۔ اس لئے جانے یہ کیا بلا ہے؟

نہ برق میں یہ کرشمہ، نہ شعلہ میں یہ ادا،
کوئی بتائے کہ وہ شوخ و تند خو کیا ہے؟

Scanned by CamScanner

بیت المال میں خیانت

طعن نمبر ۴۰، بیت المال میں خیانت!

''بیت المال کا اسلامی تصور یہ تھا کہ وہ خلیفہ اور اس کی حکومت کے پاس خدا کی امانت ہے۔ جس میں کسی کو من مانے طریقے پر تصرف کرنے کا حق نہیں ہے۔ خلیفہ نہ اس کے اندر قانون کے خلاف کوئی چیز داخل کر سکتا ہے نہ قانون کے خلاف اس میں سے کچھ خرچ کر سکتا ہے۔......
دورِ ملوکیت میں بیت المال کا یہ تصور اس تصور سے بدل گیا کہ خزانہ بادشاہ اور شاہی خاندان کی ملک ہے، رعیت بادشاہ کی محض باجگزار ہے اور کسی کو حکومت سے حساب پوچھنے کا حق نہیں ہے''۔
(''خلافت وملوکیت'' صفحہ ۱۶۱)

صفحہ ۹۰ پر لکھتے ہیں۔

''جس زمانے میں حضرتِ معاویہؓ سے ان (حضرت علیؓ) کا مقابلہ درپیش تھا لوگوں نے ان کو مشورہ دیا کہ جس طرح حضرت معاویہؓ لوگوں کو بے تحاشا انعامات اور عطیے دے دے کر اپنا ساتھی بنا رہے ہیں۔ آپ بھی بیت المال کا منہ کھولیں اور روپیہ بہا کر اپنے حامی پیدا کریں۔ مگر انہوں نے یہ کہہ کر ایسا کرنے سے انکار کر دیا کہ ''کیا تم چاہتے ہو، میں ناروا طریقوں سے کامیابی حاصل کرو، (ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغۃ جلد ۱ صفحہ ۱۸۲)
حافظ ابن حجرؒ نے الاصابہ میں لکھا ہے کہ حضرتِ عقیلؓ پر کوئی قرض تھا۔ جسے ادا کرنے سے حضرت علیؓ نے انکار کیا تھا، اس لئے وہ ناراض ہو کر حضرتِ معاویہؓ سے جا ملے تھے۔
(''خلافت وملوکیت'' صفحہ ۹۱)

عیب اپنے آپ ہم بدمست کر دیتے ہیں فاش
شیشۂ مے جس طرح مے کو نہاں کرتا نہیں

مودودی صاحب بغضِ معاویہؓ کے نشے میں ایسے سرشار ہوئے کہ انہیں اپنا آگا پیچھا بھول گیا۔ پہلے طعن تو انہوں نے یہ کہا کہ ''حضرت معاویہؓ لوگوں کو بے تحاشا انعامات اور عطیے دے دے کر اپنا ساتھی بنا رہے ہیں''۔ پھر یہ لکھا کہ ''حضرت عقیلؓ حضرت علیؓ سے ناراض ہو کر حضرت معاویہؓ سے جا ملے تھے''۔ ان الفاظ نے ثابت کر دیا کہ مودودی صاحب کا پہلا طعن گوز شتر سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ سوال یہ ہے کہ کیا حضرت عقیلؓ کو حضرت معاویہؓ نے بے

Scanned by CamScanner

تحاشا انعامات اور عطیے دے کر کہا تھا کہ آپ حضرت علیؓ سے ناراض ہو کر انہیں چھوڑ دیں۔ اور میرے ساتھ آملیں؟

جواب نمبر۹۲: میں کہتا ہوں یہ نری بکواس ہے کہ ''لوگوں نے حضرت علی کو یہ مشورہ دیا کہ جس طرح حضرت معاویہؓ لوگوں کو بے تحاشا انعامات اور عطیے دے دے کر اپنا ساتھی بنا رہے ہیں۔''

اور اس کے بکواس ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ سوائے ابن ابی الحدید کے کسی مؤرخ نے بھی یہ نہیں لکھا، مودودی صاحب نے اس بکواس کا مآخذ ابن ابی الحدید لکھا ہے اور مودودی صاحب ہی لکھتے ہیں:۔

کہ ''ابن ابی الحدید کا شیعہ ہونا تو ظاہر ہے۔'' (صفحہ ۳۰۹)

مودودی صاحب کون ہوئے؟

جب حضرت معاویہؓ کے کردار کو انتہائی گھناؤنا اور شرمناک ثابت کرنے کے لئے ایک ایسی ہفوات نقل کرتے ہیں۔ جو دنیا کے کسی شریف انسان نے نہیں کی، سوائے ابن ابی الحدید کے اور اس کا شیعہ ہونا ظاہر ہے تو سوال یہ ہے کہ پھر مودودی صاحب کون ہوئے؟ کیا ان کا شیعہ ہونا ابھی ظاہر نہیں؟

یہ معمہ کون حل کرے؟

ادھر تو مودودی صاحب اس بکواس کا ماخذ ابن ابی الحدید جلد ا صفحہ ۱۸۲ بتلاتے ہیں۔ (صفحہ ۹۰) اور پھر یہ لکھتے ہیں کہ: ''ابن ابی الحدید کا شیعہ ہونا تو ظاہر ہے لیکن اس سے میں نے صرف یہ واقعہ لیا ہے کہ سیدنا علیؓ نے بیت المال میں سے اپنے بھائی عقیلؓ کو بھی زائد از استحقاق کچھ دینے سے انکار کر دیا تھا۔'' (صفحہ ۳۰۹)

اب یہ معمہ مودودی صاحب کے سوا کون حل کر سکتا ہے؟ ازرہِ کرم وہی فرمائیں کہ حضرت معاویہؓ سے بغض وعناد کے نشے میں بدمست ہو کر انہوں نے ان دو تحریروں میں سے کون سی تحریر رقم فرمائی ہے؟ اور بقائمی ہوش وحواس کون سی؟ اگر انہوں نے ابن ابی الحدید سے صرف سیدنا علی اور سیدنا عقیل رضی اللہ عنہما ہی کا واقعہ لیا ہے۔ تو حضرت معاویہؓ کو خائن ثابت کرنے والا واقعہ ابن ابی الحدید سے لے کر مودودی صاحب کی ''خلافت وملوکیت'' میں کس نے گھسیڑ دیا ہے؟

جواب نمبر۹۳: حضرت معاویہؓ نے کسی کو اپنا ساتھی بنانے کے لئے انعام وعطیہ کی کبھی کوئی رشوت نہیں دی۔

Scanned by CamScanner

چیلنج!۔ اور ہم چیلنج کر کے کہتے ہیں کہ اگر اس نوعیت کا کوئی واقعہ ہے تو مودودی صاحب اسے پیش کریں۔ البتہ جب وہ امیر المؤمنین و خلیفۃ المسلمین بن گئے۔ اور جمیع امت ان کی ذات پر مجتمع ہوگئی اور ان کے ساتھی بنانے کا سوال ہی باقی نہ رہا تب انہوں نے بے تحاشا انعامات اور عطیے ضرور دیے۔ مگر دیے کس کو؟ اصحابؓ رسول کو اور یہ عطیے لئے کس نے؟ یاران نبی نے، حضرات امہاتؓ المؤمنین نے! امام ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:۔

۱۔ ہشام بن عروہ، حضرت عروہ (بن الزبیرؓ) سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت معاویہؓ نے ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کی خدمت میں ایک لاکھ درہم بھیجے۔ آپ نے اسی دن سب تقسیم کر دے۔ ایک درہم بھی باقی نہ بچا۔

۲۔ سعید بن عبدالعزیزؒ سے روایت ہے کہ حضرت معاویہؓ نے حضرت عائشہؓ کا قرض اٹھارہ ہزار دینار ادا کیا۔ ام المؤمنینؓ کا یہ سارا قرض لوگوں کو عطا کرنے کی وجہ سے تھا۔

۳۔ عطاءؒ (مشہور تابعی) کہتے ہیں حضرت عائشہؓ مکہ میں تھیں۔ حضرت معاویہؓ نے ان کی خدمت میں ایک گلوبند بھیجا۔ جس کی قیمت ایک لاکھ تھی۔ آپ نے قبول فرمالیا۔

۴۔ عبداللہ بن بریدہؓ سے روایت ہے کہ حضرت حسنؓ بن علیؓ، حضرت معاویہؓ کے پاس (دمشق) تشریف لائے۔ حضرت معاویہؓ نے فرمایا۔ میں آپ کو ایسا عطیہ دوں گا جو مجھ سے پہلے کسی نے نہیں دیا ہوگا۔ فاعطاہ اربعہ مأۃ الف، پس آپ نے حضرت حسنؓ کو چار لاکھ درہم پیش کیے۔

۵۔ ایک دفعہ حضرت حسن اور حضرت حسین (رضی اللہ عنہما) ان کے پاس پہنچے۔ آپ نے ان کو فوراً دو لاکھ پیش کیے۔

۶۔ ابن ابی الدنیا کی روایت ہے کہ حضرت حسن بن علی اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے (حضرت علیؓ کی زندگی میں) حضرت معاویہؓ کے پاس آدمی بھیجا۔ یسألانہ المال اور آپ سے مال طلب کیا۔ آپ نے ہر ایک کے لئے ایک لاکھ بھیج دیا۔

۷۔ اصمعی کی روایت ہے کہ حضرت حسن بن علی اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ (رضی اللہ عنہما) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس (دمشق) آئے حضرت معاویہؓ نے ان کو مرحبا (خوش آمدید) کہا اور حضرت حسنؓ کو تین لاکھ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو ایک لاکھ دیا۔

۸۔ ابو مروان المروانی کہتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ نے حضرت حسنؓ کو ایک لاکھ بھیجے جو انہوں نے اپنے ہم نشینوں میں تقسیم کر دیئے۔ عبداللہ بن جعفر کے پاس ایک لاکھ اور مروان کو

Scanned by CamScanner

ایک لاکھ اور حضرت عبداللہ بن عمر کو ایک لاکھ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو ایک لاکھ بھیجے۔ (رضی اللہ عنہم)

۹۔ ابن داب کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کو حضرت معاویہؓ ہر سال دس لاکھ درہم دیتے تھے۔

۱۰۔ ایک دفعہ ان پر پانچ لاکھ قرض تھا وہ ادا کر دیا۔ اور فرمایا وہ دس لاکھ درہم (سالانہ) بھی اپنے وقت پر پیش کروں گا۔

۱۱۔ قتادہؒ (مشہور تابعی) کہتے ہیں حضرت معاویہؓ نے حضرت حسنؓ کی وفات پر حضرت ابن عباسؓ سے تعزیت کرتے ہوئے کہا:۔ لا یسؤك الله ولا یحزنك فی الحسن۔ اس پر حضرت ابن عباسؓ نے حضرت معاویہؓ سے کہا:۔

لایحز ننی الله ولا یسؤنی ما ابقی الله امیر المؤمنین	اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین یعنی آپ کو زندہ سلامت رکھے مجھے کوئی غم ہے نہ تکلیف۔

حضرت معاویہؓ نے آپ کو دس لاکھ درہم اور قیمتی مال اور اشیاء پیش کیں، اور فرمایا۔ یہ آپ اپنے اہل وعیال پر خرچ کریں۔

مندرجہ بالا تمام روایات ''البدایہ والنہایہ'' جلد ۸ صفحہ ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸ پر موجود ہیں۔

آخری روایت (حضرت ابن عباس سے متعلق) امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے بھی استیعاب ترجمہ حضرت حسنؓ میں نقل کی ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت معاویہؓ کے پاس (دمشق) تشریف لائے تو..........

۱۲۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص دمشق تشریف لائے ایک مہینہ وہاں رہے۔ حضرت معاویہؓ کی بیعت کی اور ان سے جو بھی چیز طلب کی۔ انہوں نے پیش کر دی۔
(''البدایہ والنہایہ'' جلد ۸ صفحہ ۷۲)

۱۳۔ امام اوزاعیؒ کہتے ہیں کہ حضرت زیدؓ بن ثابت یأخذ العطا من معاویہ حضرت معاویہؓ سے عطیات لیا کرتے تھے۔ (استیعاب ترجمہ حضرت معاویہؓ)

جسارت کی انتہا:

جرات وجسارت اور شوخی و بے باکی کی انتہا ملاحظہ ہو کہ اجلّہ واعاظم اصحابؓ رسول، فاتح ایران وعراق، عشرہ مبشرہ کے فرد حضرت سعد بن ابی وقاص، شیخ الصحابہ حضرت ابن عمر،

Scanned by CamScanner

جرامت ابن عمِ رسول حضرت عبداللہ بن عباس، لختِ جگر رسول حضرت حسن، نورِ نظر نبی حضرت حسین، امیر الانصار جامع القرآن حضرت زید بن ثابت، نواسہ صدیق ؓ عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت علیؓ کے برادر زادہ حضرت عبداللہ بن جعفر اور برادر بزرگ حضرت عقیلؓ اور راحت قلب رسول حضرت طاہرہ صدیقہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہم تو حضرت معاویہؓ سے انعامات وعطایا طلب کریں، قبول کریں اور دعائیں دیں، اور چودھویں صدی کے ایک ''مجدد و مفکر'' ان کی ان فیاضیوں پر طعن کریں اور انہیں خائن قرار دیں۔

ایک سوال:

سوال یہ ہے کہ اگر حضرت معاویہؓ کے یہ عطیات ''قانون کے خلاف'' اور ''بیت المال کے اسلامی تصور'' کے خلاف اور اس میں ''من مانے طریقہ پر تصرف کرے'' (صفحہ۱۶۱) کے مترادف ہیں اور حضرت معاویہؓ ناجائز تصرف کر کے معاذ اللہ خیانت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ تو جو کبار اصحابؓ رسولؐ واعاظم واقاربؓ نبیؐ عطیات قبول فرما رہے ہیں۔ ان کے متعلق مودودی صاحب کا کیا فتویٰ ہے؟

ایک حضرت معاویہؓ کو مطعون کرنے کے لئے مودودی صاحب نے مہاجرین، انصار اصحاب، امہات المؤمنین، اہل بیت رسول اور اقارب نبی سب کو مجروح کر دیا۔ رضی اللہ عنہم۔

؎ کس نے میرے چند تنکوں کو جلانے کیلئے
برق کی زد میں گلستاں کا گلستاں رکھ دیا

Scanned by CamScanner

حجر بن عدی کا قتل

طعن نمبر۱۴۱، حجر بن عدی کا قتل:

''دورِ ملوکیت میں ضمیروں پر قفل چڑھا دیئے گئے اور زبانیں بند کر دی گئیں..... چنانچہ جو لوگ بھی اس دور میں حق بولنے اور غلط کاریوں پر ٹوکنے سے باز نہ آئے۔ ان کو بدترین سزائیں دی گئیں۔ تاکہ پوری قوم دہشت زدہ ہو جائے۔ اس نئی پالیسی کی ابتداء حضرتِ معاویہؓ کے زمانے میں حضرت حجر بن عدی کے قتل (۵۱ ہجری) سے ہوئی جو ایک زاہد و عابد صحابی اور صلحائے امت میں ایک اُونچے مرتبے کے شخص تھے۔ حضرتِ معاویہؓ کے زمانہ میں جب منبروں پر خطبوں میں علانیہ حضرت علیؓ پر لعنت اور سب وشتم کا سلسلہ شروع ہوا۔ تو عام مسلمانوں کے دل ہر جگہ ہی اس سے زخمی ہو رہے تھے۔ مگر لوگ خون کا گھونٹ پی کر خاموش ہو جاتے تھے۔ کوفہ میں حجر بن عدی سے صبر نہ ہو سکا۔ اور انہوں نے جواب میں حضرت علیؓ کی تعریف اور حضرت معاویہؓ کی مذمت شروع کر دی۔ حضرت مغیرہ جب تک کوفہ کے گورنر رہے وہ ان کے ساتھ رعایت برتتے رہے۔ ان کے بعد جب زیاد کی گورنری میں بصرہ کے ساتھ کوفہ بھی شامل ہو گیا۔ تو اس کے اور ان کے درمیان کشمکش برپا ہو گئی۔ وہ خطبے میں حضرتِ علیؓ کو گالیاں دیتا تھا اور یہ اٹھ کر اس کا جواب دینے لگتے تھے اِسی دوران میں ایک مرتبہ انہوں نے نماز جمعہ میں تاخیر پر بھی اس کو ٹوکا، آخر کار اس نے انہیں اور ان کے بارہ ساتھیوں کو گرفتار کر لیا۔ اور ان کے خلاف بہت سے لوگوں کی شہادتیں اس فردِ جرم پر لیں، کہ ''انہوں نے ایک جتھہ بنا لیا ہے۔ خلیفہ کو علانیہ گالیاں دیتے ہیں۔ امیر المؤمنین کے خلاف لڑنے کی دعوت دیتے ہیں۔ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ خلافتِ آلِ ابی طالب کے سوا کسی کے لئے درست نہیں۔ انہوں نے شہر میں فساد برپا کیا اور امیر المؤمنین کے عامل کو نکال باہر کیا..... '' اس طرح یہ ملزم حضرتِ معاویہؓ کے پاس بھیجے گئے اور انہوں نے ان کے قتل کا حکم دے دیا۔ قتل سے پہلے جلادوں نے ان کے سامنے جو بات پیش کی۔ وہ یہ تھی کہ: ''ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ اگر تم حضرتِ علیؓ سے برأت کا اظہار کرو۔ اور ان پر لعنت بھیجو، تو تمہیں چھوڑ دیا جائے۔ ورنہ قتل کر دیا جائے۔ ان لوگوں نے یہ بات ماننے سے انکار کر دیا..... آخر کار وہ اور ان کے سات ساتھی قتل کر دیئے گئے''۔ (''خلافت و ملوکیت'' صفحہ ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵)

Scanned by CamScanner

جواب نمبر ۹۴:

مودودی صاحب حضرت حجر بن عدی کو "ایک زاہد و عابد صحابی اور صلحائے امّت میں سے ایک اُونچے مرتبے کا شخص" فرمارہے ہیں۔ تو یہ سب بغضِ معاویہؓ و عداوتِ صحابہ کا مظاہرہ ہے۔ ورنہ مودودی صاحب کے ممدوح و معتمد امام ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ کہ:۔ ابن سعد نے انہیں صحابہ کے چوتھے طبقہ میں ذکر کیا ہے۔ پھر انہیں اہل کوفہ کے تابعین میں ذکر کیا ہے اور ابواحمد العسکری نے کہا کہ:۔

اکثر المحدثین لا یصحون له صحبته، اکثر محدثین اس کا صحابی ہونا صحیح نہیں سمجھتے۔

("البدایہ والنہایہ" جلد ۸ صفحہ ۵۰)

شیخ الاسلام بن حجر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ:۔ (امام) بخاری ابن ابی حاتم خلیفہ بن خیاط وابن حبان فذکروه فی التابعین یعنی اجلّہ ائمہ حدیث و سیرت و تاریخ نے انہیں تابعین میں ذکر کیا ہے۔ ("اصابہ" ترجمہ حجر بن عدی)

بغضِ صحابہؓ کی کرشمہ کاریاں:

مودودی صاحب کے دل میں بغضِ صحابہ خصوصاً بنوامیہ سے عداوت کا جو مرض اور روگ ہے۔ اس کی کرشمہ کاریاں ملاحظہ ہوں کہ وہ حضرت حجر بن عدی کو تو "زاہد و عابد صحابی" مانتے ہیں، جن کی "صحابیت" مشتبہ ہے اور اجلّہ و اعاظم ائمہء حدیث و سیرت نے ان کے صحابی ہونے کا انکار کیا ہے اور انہیں تابعی مانتے ہیں۔ ان سب کے خلاف مودودی صاحب انہیں "زاہد و عابد صحابی" مانتے ہیں۔ محض اس لئے کہ وہ حضرت معاویہؓ کے باغی تھے۔ اور ان کی بغاوت پر شہادتیں موجود ہونے کی بنا پر حضرت معاویہؓ نے ان کو قتل کرادیا۔ مگر یہی مودودی صاحب ولید بن عقبہ، حضرت سعید بن عاص اور حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہم کو صحابی تسلیم نہیں کرتے، جب کہ امت میں کسی نے بھی ان کے صحابی ہونے کا انکار نہیں کیا۔ امام ابنِ سعد، امام ابن عبدالبرؒ، امام ابنِ کثیر اور امام ابن حجر عسقلانی رحمہم اللہ سب نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔...... مگر مودودی صاحب محض اس لئے انہیں صحابی نہیں مانتے کہ وہ یا تو بنوامیہ میں سے ہیں۔ یا سیدنا حضرتِ عثمانؓ کے اقرباء میں سے ہیں۔

اسی طرح وہ حضرت عبداللہؓ بن سعد بن ابی سرح کو بھی پہلے صحابی تسلیم نہیں کرتے تھے۔ کیونکہ وہ حضرت عثمانؓ کے رضاعی بھائی تھے، نہ "ترجمان القرآن" میں اور نہ ہی "خلافت و

Scanned by CamScanner

ملوکیت'' میں مودودی صاحب نے انہیں صحابی تسلیم کیا۔شکر ہے کہ کتاب کے آخری ''صفحات ۳۵۰۔۳۵۱) پر''حضرت عبداللہؓ بن سعد بن ابی سرح'' لکھ کرانہیں تو صحابی تسلیم کر لیا۔لیکن باقی حضرات کے بارے میں ان کی انانیت ونخوت اور جذبہءعداوت نے انہیں رجوع کی اجازت نہ دی۔

جواب نمبر ۹۵: جھوٹ،افتراء،خرافات

مودودی صاحب کا پہلا جھوٹ یہ ہے کہ:۔ ''حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں جب منبروں پرخطبوں میں علانیہ حضرت علیؓ پرلعنت اورسب وشتم کا سلسلہ شروع ہوا......''۔

دوسرا جھوٹ:

یہ ہے کہ''عام مسلمانوں کے دل ہر جگہ ہی اس سے زخمی ہورہے تھے''۔

تیسرا افتراء:

یہ ہے کہ''لوگ خون کا گھونٹ پی کر خاموش ہوجاتے تھے''۔

چوتھی خرافات:

یہ کہ''کوفہ میں حجر بن عدی سے صبر نہ ہوسکا اور انہوں نے جواب میں حضرت علیؓ کی تعریف اور حضرت معاویہؓ کی مذمت شروع کردی......'' جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے نورِنظر و لختِ جگر حضرات حسنین اورآپ کے عم زاد حبر امت سیدنا عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن جعفر برادرزادہ رضی اللہ عنہم کے دل حضرتِ علیؓ پر(معاذ اللہ) لعنت اور سبّ وشتم سے اتنے زخمی ہوں کہ وہ مدینہ طیبہ سے دمشق تشریف لے جائیں۔اور''خون کے گھونٹ پی پی'' کرحضرت معاویہؓ کی دعوتیں کھائیں اور لاکھوں کے ہدایا وعطیات قبول فرمائیں تو کون ہے جو مودودی صاحب کی ان خرافات وہزلیات کی''صداقت''میں شک کرے؟

کیا مودودی صاحب دنیا کو اتنا احمق سمجھتے ہیں کہ لوگ یہ تسلیم کرلیں گے کہ''منبروں پر علانیہ حضرت علیؓ پرلعنت اورسبّ وشتم کے سلسلہ'' سے عام مسلمانوں کے دل تو ہرجگہ زخمی ہورہے تھے''۔لیکن خود حضرتِ علیؓ کے صاحبزادے اور بھائی بند حضرت معاویہؓ کی ضیافتیں کھارہے تھے اورعطیات قبول فرمارہے تھے۔

اجلّہ صحابہؓ کی توہین:

پھر یہ اعاظم واجلّہ اصحابِ رسول کی کتنی شرمناک توہین ہے کہ حضرت ام المؤمنین

Scanned by CamScanner

حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت زید بن ثابت، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن زبیر......... رضی اللہ عنہم تو لاکھوں کے عطیات قبول فرما رہے ہیں اور ایک تابعی حجر بن عدی ہیں ''جن سے صبر نہ ہو سکا اور انہوں نے جواب میں حضرت معاویہؓ کی مذمت شروع کر دی''۔

مت ماری گئی:

حقیقت یہ ہے کہ بغض صحابہؓ کی شامت سے انسان کی مت ماری جاتی ہے اور وہ ایسی بہکی بہکی باتیں کرتا ہے۔ ورنہ جس بھی انسان کا دماغ خراب نہیں وہ اس قسم کی خرافات کو زبان پر کب لا سکتا ہے؟

طعن نمبر ۴۲:

مودودی صاحب لکھتے ہیں:۔ ''جب زیاد کی گورنری میں بصرہ کے ساتھ کوفہ بھی شامل ہو گیا۔ تو اس کے اور ان کے درمیان کشمکش برپا ہو گئی۔ وہ خطبے میں حضرت علیؓ کو گالیاں دیتا تھا۔ اور یہ اُٹھ کر اس کا جواب دینے لگتے تھے.....'' (صفحہ ۱۶۴)

جواب نمبر ۹۶:

میں کہتا ہوں یہ بھی از قبیلِ خرافات و ہزلیات ہے کہ ''زیاد خطبے میں حضرت علیؓ کو گالیاں دیتا تھا''۔ ''حضرت علیؓ کے زمانہ خلافت میں وہ آپ کا زبردست حامی تھا۔ اور اس نے بڑی اہم خدمات انجام دی تھیں''۔ (خلافت صفحہ ۱۷۵)

حضرتِ علی کا پرانا ساتھی اور زبردست حامی ہو کر زیاد خطبے میں حضرت علیؓ کو گالیاں کیسے دیتا تھا؟ پھر اگر زیاد گالیاں دیتے تو اجلّہ صحابہؓ موجود ہیں، وہ اسے ٹوک دیتے۔ یہ کیسے تسلیم کر لیا جائے کہ اصحابؓ رسول تو بیٹھے خاموشی سے حضرتِ علیؓ کو گالیاں سن رہے ہیں اور ایک تابعی جواب دینے لگتا ہے۔

چیلنج!:

میں چیلنج کرتا ہوں کہ اگر یہ مودودی صاحب کا گھڑنتو نہیں، تو وہ دنیا کی کسی کتاب میں کسی صحیح روایت سے ثابت کریں کہ زیاد ''خطبے میں حضرتِ علیؓ کو گالیاں دیتا تھا''۔

جواب نمبر ۹۷:

مودودی صاحب اس گھڑنتو کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

اس قصے کی تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو۔ (طبری جلد ۴ صفحہ ۱۹۰ تا ۲۰۷، ابن عبدالبرّ

الاستیعاب جلد اصفحہ ۱۳۵، البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۵۰۔۵۵، ابن اثیر جلد ۳، صفحہ ۲۴۲۔۲۳۴)
مگران تمام مقامات پر یہ لفظ نہیں ہیں:۔

طبری جلد ۴ صفحہ ۱۹۰ پر ہے:۔ (حضرت) مغیرہؓ ۴۱ ہجری میں کوفہ کے گورنر ہوئے۔ اور ۵۱ ہجری میں فوت ہوئے تو کوفہ اور بصرہ زیاد کی گورنری میں جمع ہو گئے۔ زیاد کوفہ آیا تو منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا۔

ثم ذکر عثمان و اصحابه فقر ظهم و ذکر قتلته و لعنهم۔

پھر اس نے حضرت عثمانؓ اور آپ کے اصحاب کا ذکر کیا اور ان کی تعریف کی اور آپ کے قاتلوں کا ذکر کیا اور ان پر لعنت کی، تو حجر کھڑا ہو گیا اور جس طرح حضرت مغیرہؓ سے کرتا تھا۔ اسی طرح (زیاد سے) کیا۔ زیاد بصرہ واپس آ گیا اور کوفہ پر عمروؓ بن حریث کو والی بنایا۔ اسے وہاں اطلاع پہنچی کہ:۔

ان حجرا یجتمع الیه شیعة علی و یظهرون لعن معاویة و البرأة معه و انهم حصبوا عمرو بن الحریث۔

حجر نے ان کے مقابلہ کے لئے شیعانِ علی کو جمع کر لیا ہے۔ (امیر المومنین حضرت) معاویہؓ پر علانیہ لعنت کرتے ہیں۔ اور ان سے برأت کا اظہار کرتے ہیں۔ اور انہوں نے (قائم مقام گورنر حضرت) عمروؓ بن الحریث کو کنکریاں ماری ہیں۔

زیادہ وہاں سے روانہ ہو کر کوفہ پہنچا۔ پہلے قصرِ حکومت میں داخل ہوا۔ پھر وہاں سے چل کر منبر پر چڑھ گیا، حجر مسجد میں بیٹھا تھا۔ اور اس کے گرد اس کے اکثر اصحاب تھے، زیاد نے حمد و ثناء کے بعد کہا۔ کہ:۔

باغی، گمراہ اور روگردانی کرنے والے حد انتہا کو پہنچ گئے ہیں۔ یہ سب جمع ہو کر میرے اوپر جری ہو گئے ہیں۔ خدا کی قسم! اگر تم راہِ راست پر نہ آئے تو میں تمہارا علاج کر لوں گا،......

حد ہو گئی!

کذب و دروغ اور بد دیانتی کی حد ہو گئی کہ برملا حضرتِ معاویہؓ پر لعن طعن کر رہے ہیں، حجر اور ان کے اصحاب۔ مگر مودودی صاحب اُلٹا لکھتے ہیں کہ ''زیاد خطبے میں حضرت علیؓ کو گالیاں دیتا تھا'' اور اس کا ماٰخذ بتاتے ہیں۔ طبری جلد ۴ صفحہ ۱۹۰، اور طبری جلد ۴ صفحہ ۱۹۰ پر ہے کہ حجر وغیرہ حضرتِ معاویہؓ پر علانیہ لعنت کرتے تھے۔

Scanned by CamScanner

ایک سوال:

کیا یہی وہ ''آزادانہ تحقیق'' ہے، جس کے دعوے کئے جاتے تھے۔ کیا اسی امانت و دیانت کے بل بوتے پر حضرت امام ابن عربی، حضرت شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ اور حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہم اللہ کی تحقیقات پر طعن کیا جاتا ہے۔ (''خلافت وملوکیت'' صفحہ ۳۲۰)

دوسرا سوال:

یہ ہے کہ جو شخص برملا جھوٹ بولے، صریح کذب بیانی کرے۔ کھلم کھلا دھوکا دے۔ جو اپنی امانت و دیانت کا بھانڈا اس طرح ''خلافت وملوکیت'' کے چوک پر پھوڑ دے، کیا اسے یہ حق حاصل ہے کہ وہ صحابہؓ سے متعلق کسی عنوان پر زبان کھولے یا قلم اٹھائے؟ ہمارے خیال میں تو ''اس عظیم شخصیت'' کو بین الاقوامی سیاست کی گتھیاں سلجھانے ہی کے لئے وقف ہو جانا چاہیئے۔

استیعاب:

مودودی صاحب نے طبری کے بعد استیعاب کا حوالہ دیا ہے۔ اس میں بھی یہ لفظ نہیں ہے کہ زیاد ''خطبے میں حضرتِ علیؓ کو گالیاں دیتا تھا''

منہ مانگا انعام:

اگر استیعاب میں یہ الفاظ مودودی صاحب دکھا دیں تو ہم ان کو منہ مانگا انعام پیش کریں گے۔ وَاِنْ لَمْ تفعَلُوا وَلَنْ تفعَلُوا ....

البدایہ والنہایہ:

مودودی صاحب نے اپنے اس کذب و زور اور بہتان و افتراء کا حوالہ البدایہ جلد ۸ صفحہ ۵۰، صفحہ ۵۵ بھی دیا ہے۔ ذرا وہ بھی ملاحظہ فرمالیجئے۔

جلد ۸ صفحہ ۵۰، ۵۱ پر ہے:۔

جب حضرت مغیرہؓ فوت ہوئے تو کوفہ و بصرہ زیاد (کی گورنری) میں جمع ہو گئے۔ زیاد کوفہ آیا،

وقد التف على حجر جماعات من شيعة علي يقولون امره و يشدون على يده و يسبون معاوية و يتبرؤن منه	اور شیعانِ علی کی جماعتیں حجر کے گرد جمع ہو گئیں وہ سب اس کے ہمنوا بن گئے۔ اور اس کی حمایت و اعانت کرنے لگے۔ حضرتِ معاویہؓ کو گالیاں دیتے تھے۔ اوران سے اپنی برأت کا اظہار کرتے تھے۔

Scanned by CamScanner

جب زیاد نے کوفہ میں پہلا خطبہ دیا۔

ذکر فی اخرھا فضل عثمان و ذمّ من قتلہ اوا عان علی قتلہ، فقام حجر ......

اس نے خطبہ کے آخر میں حضرتِ عثمانؓ کے فضائل بیان کئے اور آپ کے قاتلوں اور قتل میں اعانت کرنے والوں کی مذمت کی تو حجر کھڑا ہو گیا۔ جیسا کہ حضرت مغیرہ کے زمانہ کھڑا ہو جاتا تھا اور ویسی باتیں کیں جیسی حضرت مغیرہؓ سے کیا کرتا تھا:۔

فلم یعرض لہٗ زیاد، زیاد نے اس سے کوئی تعرض نہ کیا، پھر زیاد بصرہ جانے لگا تو اس نے ارادہ کیا کہ حجر کو اپنے ساتھ بصرہ لے جائے۔ تا کہ (پیچھے) کوئی حادثہ نہ ہو۔ مگر حجر نے کہا ''میں مریض ہوں''۔ اس پر زیاد نے کہا خدا کی قسم! تو دین، قلب اور عقل کا مریض ہے۔ خدا کی قسم اگر تو نے کوئی فساد برپا کیا۔ تو میں تیرے قتل کی کوشش کروں گا۔ (یہ انتباہ کر کے) زیاد بصرہ چلا گیا۔ وہاں اسے یہ اطلاع ملی کہ حجر اور اس کی جماعت نے کوفہ کے قائم مقام گورنر حضرت عمروؓ بن حریث پر جمعہ کے دن منبر پر کنکریاں پھینکی ہیں۔ اس پر زیاد کوفہ پہنچا، قصرِ حکومت میں اترا، پھر منبر کی طرف آیا، حجر (مسجد میں) بیٹھا تھا اور اس دن اس کے گرد اس کے اکثر ساتھی بیٹھے تھے۔

وکان من لبس من اصحابہ یومئذ نحو من ثلاثۃ آلاف، و جلسوا حولہ فی المسجد فی الحدید والسّلاح۔

اس دن اس کے قریباً تین ہزار ساتھی تھے جو حجر کے گرد اسلحہ لگا کر بیٹھے تھے۔

زیاد نے خطبہ دیا۔ حمد وثنا کے بعد کہا:۔

باغی، گمراہ اور روگردانی کرنے والے انتہا کو پہنچ گئے ہیں۔ میرے اوپر جری ہو گئے ہیں......

زیاد نے اپنے خطبہ میں کہا کہ:۔

ان من حق امیر المؤمنین یعنی کذا و کذا ...... فاخذ حجر کفا حصباء فحصبہ و قال کذبت! علیک لعنۃ اللّٰہ۔ (البدایہ ۵۰۔۵۱)

امیر المؤمنین کا یہ حق ہے۔ یہ حق ہے، اس پر حجر نے کنکریوں کی مٹھی بھری اور زیاد کو ماری اور کہا تو نے جھوٹ کہا! تیرے اُوپر اللہ کی لعنت!!

آسمان کا تھوکا منہ پر!

مودودی صاحب نے قاضی ابوبکر ابن العربی، حضرت امام تیمیہ اور حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہم اللہ کی تصنیفات پر جرح کرتے ہوئے لکھا تھا:۔

Scanned by CamScanner

''جس وجہ سے اس مسئلے میں مَیں نے ان پر انحصار کرنے کے بجائے براہِ راست اصل مآخذ سے خود تحقیق کرنے اور اپنی آزادانہ رائے قائم کرنے کا راستہ اختیار کیا۔ وہ یہ ہے کہ ان تینوں حضرات نے دراصل اپنی کتابیں تاریخ کی حیثیت سے بیانِ واقعات کے لئے نہیں بلکہ شیعوں کے شدید الزامات اور ان کی افراط وتفریط کے رد میں لکھی ہیں۔ جس کی وجہ سے عملاً ان کی حیثیت وکیل صفائی کی سی ہوگئی ہے۔ (خلافت صفحہ ۳۲۰)

ہم پوچھتے ہیں کیا ''اصل مآخذ سے خود تحقیق کرنے'' کا یہی نتیجہ ہے کہ اصل مآخذ میں تو ہے کہ ''حجر اور اس کے ساتھی حضرت معاویہؓ کو گالیاں دیتے تھے، اور جب زیاد حضرت عثمانؓ کے فضائل اور حضرت معاویہؓ کے حقوق خطبہ میں بیان کرتے ہیں تو حجر کھڑا ہو جاتا ہے اور ان پر کنکریاں پھینکتا ہے اور کہتا ہے تو جھوٹا ہے۔ تیرے اوپر خدا کی لعنت۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۵۰۔۵۱)

طبری جلد ۴ صفحہ ۱۹۰ پر ہے کہ حجر اور اس کے ساتھی حضرت معاویہؓ پر لعنت کرتے ہیں۔ مگر مودودی صاحب انہی ماخذ سے یہ اخذ کر کے لکھتے ہیں کہ:۔

''حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں جب منبروں پر خطبوں میں علانیہ حضرت علیؓ پر لعنت اور سب وشتم کا سلسلہ شروع ہوا تو کوفہ میں حجر بن عدی سے صبر نہ ہو سکا اور انہوں نے جواب میں حضرت علیؓ کی تعریف اور حضرت معاویہؓ کی مذمت شروع کر دی.........وہ (زیاد) خطبے میں حضرت علیؓ کو گالیاں دیتا تھا اور یہ اٹھ کر اس کا جواب دینے لگتے تھے''۔ (خلافت وملوکیت صفحہ ۱٦۴)

جگر مراد آبادی نے کہا تھا۔

دعویٰ عشق اور شکوہ بلب!
شرمِ دلِ آرامِ طلب،

ہم بھی مودودی صاحب سے عرض کریں گے کہ ''اصل مآخذ سے براہِ راست خود تحقیق کرنے'' کا دعویٰ! اور پھر یہ تحریر! ؏ ''شرمِ دلِ تحقیق طلب''

اصحابِ رسول کا ردّ!

بالفاظ مودودی، حقیقت یہ ہے کہ ''مودودی صاحب نے دراصل اپنی کتاب تاریخ کی حیثیت سے بیانِ واقعات کے لئے نہیں لکھی، بلکہ اصحابِ رسول کے ردّ میں لکھی ہے۔ جس کی وجہ سے عملاً ان کی حیثیت روافض وسبائیہ دشمنانِ صحابہ کے پرجوش وکیل کی سی ہوگئی ہے''

Scanned by CamScanner

حقیقتِ حال:

مودودی صاحب کی ''آزادانہ تحقیق'' کے علی الرغم ''اصل مآخذ'' سے جو حقیقتِ حال سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ:۔

حجر بن عدی سیدنا حضرتِ علیؓ کے اصحاب میں سے تھے۔ جمل، صفین اور نہروان میں ان کے ساتھ ہو کر لڑے۔[۱] آپ کی وفات کے بعد پوری ملت حضرت معاویہؓ پر جمع ہوگئی مگر حجر نے کبھی دل سے انہیں قبول نہ کیا۔ یہ تنہا نہ تھے بلکہ ان کے ساتھ کوفی اشرار کی کافی تعداد تھی۔ حتیٰ کہ حضرت عثمانؓ کے قتل میں حصہ لینے والا عمرو بن الحق اس کے رؤسا اصحاب میں تھا۔ جس نے حضرت امام مظلومؓ کو نیزے کے نو زخم لگائے تھے۔[۲] حضرت مغیرہؓ کوفہ کے گورنر تھے۔ وہ خطبوں میں حضرت عثمانؓ کے لئے دعاء رحمت کرتے اور قاتلینِ عثمان پر لعنت کرتے تو حجر یہ سن کر کہتے بل ایا کم فذمم الله و لعن[۳]۔ قاتلین عثمان پر نہیں بلکہ اللہ تم پر لعنت کرے۔ حضرت مغیرہؓ درگزر فرماتے حتیٰ کہ اپنے گورنری کے آخری ایام میں ایک دن انہوں نے کہا:۔

اَللّٰهُم ارحم عثمان بن عفان و تجاوز عنه و اجزه باحسن عمله فانه عمل بكتابك و اتبع سنة نبيك صلى الله عليه وسلم و جمع كلمتنا و حقن وماء نا و قتل مظلومًا اللّٰهُمَّ فارحم انصاره و اولياه، و محبيه و الطالبين بدمه ......

الٰہی! حضرت عثمانؓ پر رحمت فرما۔ ان سے درگزر فرما۔ انہیں ان کے حسنِ عمل پر جزائے خیر دے۔ انہوں نے تیری کتاب پر عمل کیا۔ تیرے نبی کی سنت پر عمل کیا۔ اور انہوں نے امت کو جمع رکھا اور خونریزی سے بچایا اور مظلوم قتل ہوئے۔ الٰہی! ان کے انصار و اولیاء اور ان کے محبین اور ان کے قصاص کا مطالبہ کرنیوالوں پر رحمت فرما۔

(حضرت مغیرہؓ نے) قاتلین عثمان پر بددعا کی، تو حجر بن عدی کھڑے ہوگئے۔ اور اس زور سے چیخے کہ سمعها كل من كان في المسجد و خارجًا منه کہ مسجد کے اندر اور باہر والوں نے سنا، اور لوگوں کے عطیات کی ادائیگی میں تاخیر پر انہیں ملامت کی، اس پر فقام معه اكثر من ثلثى الناس دو تہائی لوگ حجر کے ساتھ کھڑے ہوگئے۔ جو حجر کی تصدیق اور حضرت مغیرہؓ کی برائی کرنے لگے۔ حضرت مغیرہؓ نماز کے بعد قصرِ حکومت میں چلے گئے۔ جمہور امراء نے حاضر ہو کر آپ سے کہا:۔

---

[۱] اصابہ و استیعاب: ذکر حجر بن عدی [۲] طبری جلد ۴ صفحہ ۱۹۷ [۳] طبری جلد ۴ صفحہ ۱۸۸

Scanned by CamScanner

علی ماتترك هذا الرجل یقول هذه المقالة و یجتری علیك فی سلطنك هذه الجرأة۔ آپ اس شخص کو کیوں چھوڑتے ہیں جو اس قسم کی باتیں کرتا ہے اور آپ کی حکومت میں آپ پر اس طرح جرأت کرتا ہے۔

مگر حضرت مغیرہ نے عفو و درگزر سے کام لیا۔ [۱]

حجر کی جرأت و جسارت انتہاء کو پہنچ گئی۔ کہ حضرت معاویہؓ نے حضرت مغیرہؓ کو لکھا کہ بیت المال سے کچھ مال روانہ کریں۔ حضرت مغیرہؓ نے مال کا ایک قافلہ روانہ کیا۔ فاعترض لها حجر، فامسك بزمام الوها حجر اس قافلہ کے آگے آ پہنچا اور (مال سے لدے ہوئے) پہلے جانور کی باگ پکڑ لی۔ اور کہا خدا کی قسم! جب تک یہاں ہر شخص کا حق ادا نہیں کیا جاتا، نہیں جانے دوں گا۔ قبیلہ ثقیف کے نوجوانوں نے حضرتِ مغیرہؓ سے کہا، کیا ہم اس کا سر کاٹ کر پیش نہ کریں؟ مگر حضرت مغیرہؓ نے فرمایا میں حجر کے ساتھ یہ ہرگز نہیں کروں گا۔ [۲]

۵۱ ہجری میں حضرت مغیرہ کی وفات کے بعد کوفہ زیاد کی گورنری میں آ گیا۔ اس وقت اعداء معاویہؓ کی کثیر تعداد حجر کے گرد جمع ہوگئی۔ و یسبون معاویه و یتبرؤن منه [۳]۔ یہ سب حضرت معاویہؓ پر سبّ و شتم کرنے لگے۔ اور ان سے اپنی برأت کا اظہار کرنے لگے۔ زیاد نے اپنے پہلے خطبہ کے آخر میں حضرت عثمانؓ کی تعریف کی، اور قاتلینِ عثمان پر لعنت کی۔ حجر کھڑا ہو گیا اور جیسا حضرت مغیرہؓ کے ساتھ کرتا تھا، زیاد کے ساتھ کیا [۴]۔ فلم یعرض له زیاد مگر زیاد نے تعرض نہ کیا بلکہ الٹا بصرہ جانے لگا تو حجر کو اپنے ساتھ بصرہ لے جانے لگا۔ مگر حجر نے بیماری کا بہانہ بنالیا [۵]۔ زیادہ بصرہ چلا گیا اور اپنا قائم مقام گورنر کوفہ حضرت عمرو بن الحریث رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا۔ بصرہ میں اسے خبر ملی کہ شیعانِ علیؓ حجر کے گرد جمع ہو گئے ہیں۔ و یظهرون لعن معاویة والبراة منه اور علانیہ حضرت معاویہؓ پر لعنت کر رہے ہیں اور اظہار برأۃ! [۶]۔ اور انہوں نے حضرت عمروؓ بن الحریث کو جمعہ کے دن منبر پر کنکریاں ماری ہیں [۷]۔ زیاد یہ سن کر روانہ ہو پڑا۔ کوفہ پہنچا، پہلے قصرِ حکومت میں گیا۔ پھر منبر پر چڑھ گیا۔ حجر مسجد میں بیٹھا تھا اور اس کے اکثر اصحاب اس کے گرد موجود تھے [۸]۔ اور اس دن قریباً تین ہزار اس کے ساتھی مسجد میں اس کے گرد ہتھیاروں سے مسلح

---

۱ طبری جلد۴ صفحہ ۱۸۸-۱۸۹، ''البدایہ والنہایہ'' جلد ۸ صفحہ ۵۰ ۲ ایضا البدایہ صفحہ ۵۰ ۳ ایضا صفحہ ۵۰

۴ طبری جلد ۴ صفحہ ۱۹۰، البدایہ جلد ۸ صفحہ ۵۰-۵۱۔ ۵ البدایہ جلد ۸ صفحہ ۵۱ ۶ طبری جلد ۴ صفحہ ۱۹۰

۷ ایضا طبری والبدایہ جلد ۸ صفحہ ۵۱ ۸ ایضا طبری صفحہ ۱۹۰ و ایضاً البدایہ صفحہ ۵۱

Scanned by CamScanner

ہو کر بیٹھے تھے ۔ زیاد اپنے خطبہ میں کہنے لگا امیر المؤمنین (حضرت معاویہؓ) کا یہ حق ہے۔ یہ حق ہے۔ فاخذ حجر کفا حصباء فحصبه و قال کذبت علیك لعنة اللّٰه۲۔

حجر نے کنکریوں کی مٹھی بھر کر زیاد کو ماردی اور کہا تو نے جھوٹ بولا۔ تیرے اوپر اللہ کی لعنت! زیاد منبر سے اتر آیا، نماز پڑھائی اور قصرِ حکومت میں چلا گیا۔ اور حجر کو طلب کیا (البدایہ صفحہ ۵۱)۔ حسین بن عبداللہ الھمد انی اسے بلانے گئے تو حجر کے ساتھیوں نے کہا۔ لا یاتیه ولا کرامة یہ ان کے پاس نہیں جائیں گے اور نہ ہی ہمارے نزدیک ان کی کوئی عزت و تکریم ہے۔ انہوں نے کوتوال کو اس کی اطلاع دی تو اس نے ایک جماعت ساتھ کردی۔ سب حجر کے پاس آئے اور اسے کہا کہ امیر کے پاس چلو۔ فسبّونا و شتمونا ۳ تو انہوں نے سب وشتم کیا۔ انہوں نے واپس جاکر زیاد کو خبر دی تو اس نے پولیس کے اعلیٰ افسر شداد بن الہیثم الہلالی کو بھیجا اور قبائل کے سرداروں کو بھی اس کے ساتھ کیا۔

حکومت کے ساتھ مسلح تصادم:

فکان بینهم قتال الحجارة والعصی حجر اور اس کے ساتھیوں اور ان کے درمیان پتھروں اور لاٹھیوں سے لڑائی ہوئی۔ فعجز واعنه ۴ سرکاری مہم حجر کے مقابلے میں عاجز و ناکام رہی۔

حجر و اصحاب حجر اور سرکاری مہم کے درمیان جو لڑائی ہوئی اس میں حجر کا ایک ساتھی عمرو بن الحمق زخمی ہو گیا۔ کچھ اور لوگ بھی زخمی ہوئے، حجر کے ایک ساتھی ابوالعمر نے سرکاری مہم کے ایک فرد یزید بن طریف کے سر پر تلوار سے حملہ کیا۔ فخرّ لوجهه وہ منہ کے بل گر پڑا۔

وکان ذلك السیف اول سیف ضرب به فی الکوفة فی الاختلاف بین النّاس۔ ۵ یہ پہلی تلوار تھی جو کوفہ میں فساد کے وقت چلی۔

آخر زیاد نے محمد بن اشعث کو بلایا۔ و جهز معه جیشا اور اس کے ساتھ ایک لشکر تیار کیا۔ یہ لشکر حجر کی طلب میں نکلا اور برابر اس کے پیچھے لگا رہا۔ حتّی احضر وہ الی زیاد یہاں

---

۱ البدایہ جلد ۸ صفحہ ۵۱ ۲ ایضاً صفحہ ۵۱ ۳ طبری جلد ۴ صفحہ ۱۹۱

۴ البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۵۱ ۵ طبری جلد ۴ صفحہ ۱۹۲۔۱۹۳۔

Scanned by CamScanner

تک کہ آخر پکڑ کر اسے زیاد کے پیش کر دیا۔ زیاد نے اسے قید کر دیا۔[1] زیاد نے حجر کو دس دن قید میں رکھا۔ و زیاد لیس له عمل الا طلب رؤسا اصحاب حجر فخرج عمرو بن الحمق و ...... اب زیاد کا کام صرف حجر کے ساتھیوں کے رؤسا کو گرفتار کرنا تھا۔ عمرو بن الحمق اور رفاعہ بن شداد موصل بھاگ گئے۔ عمرو بن الحمق کو گرفتار کر کے حاکم موصل کے پیش کیا گیا، انہوں نے حضرت معاویہؓ کو اس کی خبر دی۔ حضرت معاویہؓ نے انہیں لکھا کہ اس نے حضرت عثمانؓ کو نیزے کے نو چرکے دیئے تھے۔ لہٰذا اسے بھی نیزے کے نو چرکے لگاؤ۔ چنانچہ اسے نیزے کے نو چرکے لگے گئے۔ وہ پہلے یا دوسرے چرکے ہی میں مرگیا[2]۔ زیاد نے اصحابِ حجر میں سے بارہ اشخاص کو قید خانہ میں جمع کر لیا۔ پھر کوفہ کے چاروں رئیسوں کو بلایا اور انہیں کہا:۔

آنکھوں دیکھی شہادت!

اشهد وا علی حجر بما رأیتم منه، تم نے حجر سے جو کچھ دیکھا ہے، اس کی شہادت دو۔ ان چاروں رؤسا قبائل نے متفقہ شہادت دی کہ

ان حجرا جمع الیه الجموع و اظهر شتم الخلیفة و دعا الی حرب امیر المؤمنین و زعم ان هذا الامر لا یصلح الّا فی آل ابی طالب	حجر کے گرد لوگوں کی بڑی جمعیت جمع ہوگئی ہے۔ یہ خلیفہ کو گالیاں دیتا ہے اور امیر المؤمنین کے خلاف لڑنے پر لوگوں کو اکساتا ہے اور اس کا خیال ہے کہ خلافت آل ابی طالب کے سوا کسی کا حق نہیں۔

اور یہ اس کے ساتھی اس کے اصحاب کے رؤسا ہیں۔ اور ان کی رائے اور عمل بھی حجر کی طرح ہے۔[3] شہادت مرتب کی گئی۔ ابو بردہ بن ابی موسیٰ نے لکھا:۔

شهد ان حجر بن عدی خلع الطاعة و فارق الجماعة و لعن الخلیفة و دعا الی الحرب و الفتنه و جمع الیه الجموع یدعوهم الی نکث البیعة	کہ حجر بن عدی باغی ہوگیا ہے۔ جماعت سے نکل گیا ہے۔ خلیفہ پر لعنت کرتا ہے لوگوں کو جنگ اور فتنہ کی دعوت دیتا ہے اس کے گرد بھاری جمعیت جمع ہوگئی ہے۔

انہیں بیعت توڑ دینے اور امیر المؤمنین معاویہؓ کو چھوڑ دینے کی تحریک کرتا ہے۔

---

[1] البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۵۱ [2] طبری جلد ۴ صفحہ ۱۹۷ [3] طبری جلد ۴ صفحہ ۱۹۹

Scanned by CamScanner

شاہد!

۱۔ یہ شہادت حضرت ابوموسیٰؓ اشعری کے صاحبزادے حضرت ابوبردہؒ کی ہے۔ جو مشہور تابعی ہیں۔ فقیہہ و محدث ہیں اور قاضی شریحؒ کے بعد کوفہ کے قاضی ہوئے۔ ۱

مشہور تابعی حضرت سعیدؒ بن جبیر ان کے کاتب یعنی سیکرٹری تھے آپ نے اللہ رب العالمین کی رضا کے لئے یہ شہادت دی۔

۲۔ کوفہ کے چاروں رؤسا نے جو چوتھائی چوتھائی شہر کے قبائل کے سردار اور رئیس تھے۔ یہی شہادت دی ان چار رؤساء قبائل میں سے حضرت عمروؓ بن حریث ۲ اور حضرت خالدؓ بن عرفطہ ۳ دو صحابی ہیں۔

۳۔ مشہور صحابی حضرت وائل ۴ بن حجر کے ساتھ حضرت کثیر ۵ بن شہاب، حضرت عامرؓ ۶ بن مسعود بن امیہ بن خلف حضرت محرزؓ بن حارثہ ۷ بن ربیعہ بن عبدالعزیٰ اور حضرت

---

۱ ''تہذیب التہذیب'' جلد۱۲ صفحہ ۱۸۔

۲ حضرت عمرو بن حریث کے متعلق علامہ ابن عبدالبرؒ لکھتے ہیں کہ آپ نے نبی ﷺ کو دیکھا، اور آپ سے سنا ومسح برأسه و دعا له بالبركة۔ آپ نے عمروؓ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور آپ کے لئے برکت کی دعا کی۔
(''استیعاب'' ذکر حضرت عمرو بن حریث)

۳ حضرتِ خالدؓ کو شیخ الاسلام ابن حجرؒ نے صحابی لکھا ہے۔ (اصابہ ذکر حضرت خالد بن عرفطہ)

۴ رسول اللہ ﷺ نے ان کے آنے سے پہلے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ وائل بن حجر بہت دور حضر موت سے تمہارے پاس آرہا ہے۔ طائعاً راغباً في الله و رسوله و هو بقية ابناء الملوك'' جب یہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ....

رحب به وادناه من نفسه و قرب مجلسه و بسط له رداء ہ فاجلسه علیه مع نفسه و قال اللهمّ بارك في وائل و ولد و ولد ولده۔
(استیعاب ترجمه حضرت وائلؓ بن حجر)

تو آپ نے انہیں مرحبا کہا اور اپنے قریب کیا۔ ان کیلئے اپنی چادر بچھائی اور اپنے ساتھ اس پر بٹھایا اور دعا فرمائی۔ الٰہی! وائل پر برکت نازل فرما اور اس کے بیٹے اور پوتے پر بھی! .....

(اصابہ ذکر حضرت وائلؓ)
رسولِ کریم ﷺ نے آپ کو منبر پر بٹھایا اور آپ کو جاگیر عطا فرمائی۔

۵ شیخ الاسلام ابن حجرؒ نے آپ کو بھی صحابی لکھا ہے۔ (اصابہ ذکر حضرت کثیرؒ بن شہاب)

۶ حضرت عامرؓ کو علامہ ابن عبدالبرؒ نے صحابی لکھا ہے۔ (استیعاب)
شیخ الاسلامؒ نے بھی انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے اور لکھا ہے کہ مصعب اور ابن معین سے ان کا صحابی ہونا ثابت ہے۔ (اصابہ)

۷ آپ کو شیخ الاسلام نے صحابہ میں شمار کیا ہے۔ (اصابہ ذکر حضرت محرزؓ)

Scanned by CamScanner

عبیداللہؓ بن [1] مسلم الحضرمی اصحابِ رسول ﷺ نے یہی شہادت دی۔

۴۔ ان متعدد اصحابِ رسول کے ساتھ صحابہ کرامؓ کے صاحبزادوں اور اجلّہ تابعین نے بھی یہی شہادت دی۔ جن میں حضرت طلحہؓ کے تینوں صاحبزادے حضرت اسحاق، حضرت موسیٰ اور حضرت اسماعیل، حضرت زبیرؓ کے صاحبزادے حضرت منذر اور حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت عمارہ رحمہم اللہ کے اسماء قابل ذکر ہیں۔

۵۔ کل ستر حضرات نے شہادت دی، جو دینی صلاح اور خاندانی شرافت کے اعتبار سے مشہور و معروف تھے۔ زیاد نے حکم دیا تھا کہ صرف انہی کی شہادت لی جائے۔ فقال زیاد القوہم الاّ من قد عرف بحسب و صلاح فی دینہ۔ [2] (زیاد نے اس شہادت کے ساتھ اپنی رپورٹ میں لکھا کہ:۔

امابعد! بلاشبہ امیر المؤمنین کے دشمنوں نے جو فتنہ ان کے خلاف اٹھایا۔ اللہ رب العزت نے اس سے انہیں بچا لیا اور جن لوگوں نے ان کے خلاف بغاوت کی۔ اللہ ان کے مقابلے میں کافی ہوا۔

ان الطواغیت من ھذہ الترابیۃ السبائیۃ رأسھم حجر بن عدی خالفوا امیر المؤمنین و فارقوا جماعۃ المسلمین و نصبوا لنا الحرب فاظھرنا اللہ علیھم و امکننا منھم و قد دعوت خیار اھل المصروا اشرافھم و ذوی السن والدین منھم فشھدوا علیھم بما راؤ

اس خاک آلود سبائی پارٹی کے شریر سرغنوں نے جن کا سردار حجر بن عدی ہے۔ امیر المؤمنین کی مخالفت کی ہے...... مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہو گئے ہیں۔ اور ہمارے ساتھ حرب و ضرب کا سلسلہ شروع کیا۔ اللہ نے ہمیں ان پر فتح بخشی۔ اور ان کے مقابلے میں ہمارے قدم جمادیئے میں نے کوفہ کے اہل خیر و اشراف اور معمر و دیندار اشخاص کو بلایا انہوں نے جو کچھ دیکھا اس کے مطابق شہادت دی۔ کوفہ کے صلحاء و خیار کی شہادت درج ذیل ہے۔

زیاد نے اپنی یہ رپورٹ اور صلحاء و شرفا شہر کی شہادت اور حجر بن عدی اور اس کے

---

[1] آپ کو علامہ ابن عبد البرؒ نے صحابہ میں لکھا ہے۔ (استیعاب ذکر حضرت عبید اللہ بن مسلم)

[2] طبری جلد ۴ صفحہ ۲۰۱، شہادت کی اس ساری تفصیل کا مآخذ طبری جلد ۴ صفحہ ۲۰۰ البدایہ جلد ۸ صفحہ ۵۱ ہے۔ گواہوں کے نام وہاں درج ہیں۔ ان کے مختصر حالات میں نے ذکر کر دیئے ہیں۔

Scanned by CamScanner

ساتھیوں کل چودہ اشخاص کو دو اصحاب رسول حضرت وائل بن حجر اور حضرت کثیر بن شہاب رضی اللہ عنہما کے ساتھ حضرت معاویہؓ کی خدمت میں بھیج دیا۔

حضرت معاویہؓ نے سارے مقدمہ پر غور کرنے کے بعد زیاد کو لکھا "میں نے اس سارے مقدمہ پر غور کیا ہے۔ میری ایک رائے تو یہ ہے کہ ان کو قتل کر دینا، چھوڑ دینے سے افضل ہے۔ اور ایک رائے یہ ہے کہ العفو عنهم افضل من قتلهم ان کو معاف کر دینا انہیں قتل کر دینے سے بہتر ہے"۔ والسلام

زیاد نے اس کے جواب میں لکھا:۔ جو لوگ حجر اور اصحابِ حجر کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ ان کی شہادت کے بعد مجھے تعجب ہے کہ ان کے بارے میں آپ کی دو رائیں ہیں۔ فان كانت لك حاجة فی هذا المصر فلا تردنّ حجرا و اصحابه اليّ اگر آپ کو اس شہر (بلکہ ملک یعنی عراق) کی حاجت ہے۔ تو حجر اور اس کے ساتھیوں کو میری طرف واپس نہ کیجئے۔

(طبری جلد ۴ صفحہ ۲۰۲۔۲۰۳)

حضرت معاویہؓ نے حجر اور اس کے سات ساتھیوں کے قتل کا حکم دے دیا۔ یہ رات بھر نماز پڑھتے رہے۔ صبح کو اصحابِ معاویہؓ نے ان سے پوچھا تم رات کو لمبی نماز پڑھتے اور دعا کرتے رہے۔

سبائی عقائد!

ذرا ہمیں یہ تو بتلاؤ ماقولكم فی عثمان حضرت عثمان کے بارے میں تمہاری رائے کیا ہے کہنے لگے:۔

هو اوّل من جار فی الحكم و عمل بغیر الحق۔ وہ پہلا شخص ہے جس نے حکومت میں ظلم و جور کیا اور حق کے خلاف عمل کیا۔

اس پر اصحابِ معاویہؓ نے ان سے کہا پھر تو امیر المؤمنین تمہیں خوب جانتے ہیں۔ ان کے ایک فرد نے کہا:۔

هو اول من فتح باب الظلم وارتج ابواب الحق۔ وہ پہلا شخص ہے جس نے ظلم کا دروازہ کھول دیا۔ اور حق کے دروازے بند کر دیئے۔ (طبری جلد ۴ صفحہ ۲۰۵۔۲۰۶)

زیاد نے حجر اور اس کے ساتھیوں کو حضرت معاویہؓ کی طرف روانہ کیا۔ حضرت عائشہؓ [illegible] ہوئی تو آپ نے عبد الرحمٰن بن الحارث کو حضرت معاویہؓ کے پاس بھیجا اور حجر

Scanned by CamScanner

وغیرہ کی رہائی کا سوال کیا............ادھر حضرت معاویہؓ نے مقدمہ کا مطالعہ کرنے اور شہادتیں دیکھنے سننے کے بعد حکم دیا کہ انہیں عذراء (مضافاتِ دمشق) لے جا کر قتل کر دو۔ جب انہیں وہاں لے جا کر سات کو قتل کر چکے تو حضرتِ معاویہؓ کا آدمی سب کی رہائی کا حکم لے کر پہنچا۔ نگران میں سے سات قتل ہو چکے تھے اور باقی سات کو چھوڑ دیا گیا۔

(طبقات ابن سعد جلد ۶ صفحہ ۲۱۹۔۲۲۰، البدایہ جلد ۸ صفحہ ۵۴)

تحقیق و دیانت کا بین الاقوامی مظاہرہ:

میں نے یہ طویل اقتباسات............مودودی صاحب کے مآخذ میں سے......محض اس لئے نقل کئے ہیں تا کہ حقیقت واضح طور پر سامنے آ جائے۔ اس تفصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ:۔

۱۔ حجر حضرت علیؓ کے غالی اصحاب میں سے ہی نہیں تھا بلکہ حضرتِ عثمانؓ اور حضرتِ معاویہؓ کا دشمن تھا۔ وہ حضرت معاویہؓ تو حضرت معاویہؓ حضرت عثمانؓ کو بھی حق پر نہیں سمجھتا تھا بلکہ انہیں سلطان جائر سمجھتا تھا۔

۲۔ روافض و سبائیہ کی بڑی تعداد اس کے گرد و پیش جمع رہتی تھی۔ جس میں حضرت عثمانؓ کے قاتل عمرو بن الحمق تک شامل تھے۔ اس کے جتھے کی تعداد تین ہزار سے متجاوز تھی اور یہ آہنی ہتھیاروں سے مسلح رہتے تھے۔

۳۔ یہ سب لوگ اس امن و اتفاق کی فضا کو جو برسوں کے طویل فساد و خونریزی کے بعد بفضلہ تعالیٰ پیدا ہوئی تھی پھر فتنہ و اختلال سے بدل دینا چاہتے تھے اور حکومت کے نظم اور مملکت کے نظام کو مسلح بغاوت سے درہم برہم کر دینا چاہتے تھے۔

۴۔ جس طرح ابن سباء، مالک اشتر وغیرہ ملعونوں، مردودوں نے حضرتِ عثمانؓ کے خلاف فتنہ و فساد کی مہم چلائی تھی، بالکل انہی خطوط پر یہ لوگ کوفہ میں حضرت معاویہؓ کے خلاف مہم چلا رہے تھے۔ حجر برسرِ منبر خلیفہ کے نائب (گورنر) کو گالیاں دیتا تھا۔ لعنت کرتا تھا، کنکریاں مارتا تھا۔

۵۔ حضرت مغیرہؓ اور زیاد کی نرمی اور کریمانہ روش سے یہ لوگ اور جری ہو گئے اور کھلم کھلا امیر المؤمنین تک کو سبّ و شتم اور ان پر لعنت کرنے لگے۔ اور برملا ان سے تبرا کرنے لگے۔

۶۔ زیاد کے وقت میں حجر اور اس کی جارح سبائی پارٹی نے مسلح بغاوت کر دی۔ پہلی جھڑپ میں تو سرکاری مہم کو مار بھگایا۔ کشت و خون اور قتال شدید کے بعد آخر بعونہٖ تعالیٰ یہ مغلوب

Scanned by CamScanner

ہوئے اور بڑی مشکل سے ان کی گرفتاریاں عمل میں آئیں۔

یہ حقائق ثابت ہیں اور طبری جلد ۴ صفحہ ۱۹۰ تا ۲۰۷ اور البدایہ والنہایۃ جلد ۸ صفحہ ۵۰ صفحہ ۵۵ مودودی صاحب کے پیش کردہ حوالوں ہی سے ثابت ہیں۔ مگر مودودی صاحب کی امانت و دیانت کا کمال ملاحظہ ہو کہ وہ ان "مآخذ سے خود تحقیق کر کے اپنی آزادانہ رائے یہ قائم" کرتے ہیں کہ:۔

"اس دور کے تغیرات میں سے ایک اہم تغیر یہ تھا کہ مسلمانوں سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی آزادی سلب کر لی گئی۔ دورِ ملوکیت میں ضمیروں پر قفل چڑھا دیئے گئے۔ زبانیں بند کر دی گئیں جو لوگ بھی اس دور میں حق بولنے اور غلط کاریوں پر ٹوکنے سے باز نہ آئے۔ ان کو بدترین سزائیں دی گئیں تاکہ پوری قوم دہشت زدہ ہو جائے۔ اس نئی پالیسی کی ابتداء حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں حضرت حجر بن عدی کے قتل سے ہوئی۔ جو ایک زاہد و عابد صحابی اور صلحائے امت میں ایک اونچے مرتبے کے شخص تھے۔ حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں جب منبروں پر خطبوں میں علانیہ حضرت علیؓ پر لعنت اور سبّ وشتم کا سلسلہ شروع ہوا۔ تو کوفہ میں حجر بن عدی سے صبر نہ ہو سکا اور انہوں نے جواب میں حضرت علیؓ کی تعریف اور حضرت معاویہؓ کی مذمت شروع کر دی۔ زیاد خطبے میں حضرت علیؓ کو گالیاں دیتا تھا اور یہ اٹھ کر اس کا جواب دینے لگتے تھے۔ آخر کار اس نے انہیں اور ان کے بارہ ساتھیوں کو گرفتار کر لیا......("خلافت و ملوکیت" صفحہ ۱۶۳ تا ۱۶۵ ملخصاً بلفظہ)

انا للہِ وَ اِنَا الَیْہ رَاجعون ٥ بددیانتی کی حد ہوگئی!۔

لعنت اللہ علی الکاذبین!

میں پوچھتا ہوں طبری اور البدایہ کے مندرجہ حوالوں میں سے مودودی صاحب اپنی اس "تحقیق" کا ایک لفظ بھی دکھا سکتے ہیں، اور اگر وہ قیامت تک اس "تحقیق" کا کوئی لفظ نہ دکھا سکیں تو کم از کم وہ لعنت اللہ علی الکاذبین کی تلاوت تو فرما کر اجرِ عظیم حاصل فرمالیں۔

سبائیوں کی حمایت و وکالت:

کیا اس سے زیادہ سبائیوں کی حمایت و وکالت کا کوئی درجہ باقی رہ گیا ہے؟ اور مودودی صاحب کی اس تالیف کا مقصد ہی صحابہ کرام پر طعن و تشنیع، سبّ وشتم اور سبائیوں کی پر جوش حمایت و وکالت ہے۔

اب تک مودودی صاحب کے مآخذ سے یہ طویل اقتباسات پیش کئے گئے ہیں۔ اب

Scanned by CamScanner

ذرا طبقات ابن سعدؒ سے حقیقت ملاحظہ ہو:۔ امام ابن سعدؒ رقمطراز ہیں:۔

[جب زیاد بن ابی سفیان کوفہ کا والی بن کر آیا تو حجر بن عدی کو بلایا اور کہا:۔

میں تمہیں خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ کہیں میرے ہاتھ سے تیرے خون کا قطرہ بہے، آپ اپنی زبان پر قابو رکھیں۔ اپنا مرتبہ بلند کریں۔ یہ میرا تخت آپ کی نشست گاہ ہے، آپ کی تمام ضروریات کا پورا کرنا میرے ذمہ ہے۔ (وھذا سریری فھو مجلسك و حوائجك مقضية لدی)

اے ابو عبدالرحمٰن! میں تمہیں جان کے بارے میں خدا کی قسم دیتا ہوں آپ ان حقیر، کمینہ اور بیوقوت و بداخلاق لوگوں سے بچ کر رہیں کہیں یہ آپ کو بہکا نہ دیں۔

حجر نے کہا میں نے سمجھ لیا اور اٹھ کر اپنے گھر چلے آئے۔ فاتاہ اخوانہ من الشیعۃ، تو ان کے پاس ان کے شیعہ بھائی آ گئے اور پوچھا امیر نے آپ کو کیا کہا؟ حجر نے کہا یہ کہا، یہ کہا وہ کہنے لگے، اس نے آپ کے ساتھ خیر خواہی نہیں کی۔ چنانچہ حجر اس مجلس سے اٹھا تو اس کے ذہن میں بعض اعتراضات موجود تھے۔ شیعہ اس کے پاس آتے جاتے اور کہتے آپ ہمارے بزرگ ہیں اور آپ کا مقام یہ ہے کہ اس حکم کا انکار کر دیں۔

اور جب حجر مسجد کی طرف جاتا تو یہ شیعہ اس کے ساتھ جاتے، زیاد بصرہ چلا گیا۔ قائم مقام والی کوفہ حضرت عمروؓ بن حریث نے کہلا بھیجا اے ابا عبدالرحمٰن! آپ امیر (زیاد) سے عہد کر چکے ہیں۔ پھر یہ جتھے بازی کیا ہے؟ حضرت عمروؓ بن حریث نے زیاد کو بصرہ میں اس کی اطلاع کر دی۔ زیاد بڑی عجلت کے ساتھ کوفہ پہنچ گیا۔ اور حضرت عدی بن حاتم اور حضرت جریر بن عبداللہ البجلی اور حضرت خالد بن عرفطہ (رضی اللہ عنہم) اور متعدد اشرافِ کوفہ کو بلوا کر حجر بن عدی کے پاس بھیجا تاکہ اسے اس جتھے بندی سے روکیں اور سمجھائیں کہ وہ اس قسم کی باتوں سے اپنی زبان کو روکے، یہ سب اس کے پاس آئے اور سمجھایا.........

فلم یجبھم الی شیئی ولم یتکلم احداً منھم۔ مگر اس نے ان کو کوئی جواب نہ دیا، اور ان میں سے کسی کے ساتھ کوئی بات نہ کی۔

اور کہنے لگا، ''اے لڑکے اونٹ کو چارہ کھلاؤ.....اونٹ حویلی میں ہے''

حضرت عدیؓ بن حاتم نے حجر سے کہا۔ أمجنون انت؟ تو دیوانہ ہے؟ میں تم سے یہ کہتا ہوں اور تو کہتا ہے یا غلام اعلف البکر۔

حضرت عدیؓ نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ میں یہ گمان بھی نہیں کر سکتا تھا کہ یہ شخص ذہنی

Scanned by CamScanner

افلاس کی اس حد تک پہنچ گیا ہوگا۔ ما کنت اظن هذا البائس بلغ به الضعف كل مالرئ،
اس پر سب اس کے پاس سے اُٹھ کر چلے آئے اور آ کر زیاد کو خبر دی۔ زیاد نے پولیس کا دستہ بھیجا۔
حجر کے ساتھی ان سے لڑ پڑے۔ زیاد نے کوفہ کے معززین اور سرداروں میں سے ستر اشخاص کو بلوایا
فجمع زیاد سبعین من وجوه اهل الكوفه اور ان سے کہا اکتبوا شهادتكم على حجر و
اصحابه تم حجر اور اس کے ساتھیوں سے متعلق اپنی شہادت لکھو! چنانچہ انہوں نے شہادت لکھی
زیاد نے ان کا ایک وفد اور حجر اور اس کے ساتھیوں کو بھی حضرت معاویہؓ کے پاس بھیج دیا۔
(طبقات جلد ۶ صفحہ ۲۱۸۔ ۲۱۹، ترجمہ حجر بن عدی)

امام ابن سعد رحمہ اللہ بھی مودودی صاحب کے ممدوح و معتمد علیہ ہیں۔ ان کی ان تصریحات سے جہاں واقعہ کی حقیقت کھل کر سامنے آ گئی۔ وہاں یہ بھی ثابت ہو گیا کہ مودودی صاحب نے اس بحث میں کذب و دروغ، کتمانِ حق، فریب کاری اور بد دیانتی کا ''بین الاقوامی'' مظاہرہ فرما کر بین الاقوامی علمی دینی مقام حاصل کر لیا ہے۔

ع ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

کہاں اہم و معتبر تاریخی روایات و دستاویزات سے حجر بن عدی اور اسکی شیعہ مسلح پارٹی کی بغاوت و شرارت، فتنہ خیزی و فساد انگیزی! اور کہاں مودودی صاحب کا ان سبائیوں کی پردہ پوشی اور وکالت کرتے ہوئے حضرت معاویہؓ اور ان کے گورنروں کے خلاف الزام تراشیاں اور افترا پردازیاں!

حقیقت یہ ہے کہ حضرت مغیرہؓ اور زیاد نے حجر کے ساتھ انتہائی رعایت و نرمی اور مروّت برتی۔ آخری حد تک اس کی زیادتیوں سے اعراض و درگزر کیا مگر جب پانی سر سے گذر گیا اور مملکت کی سالمیت کو خطرہ لاحق ہو گیا تب زیاد نے مجبوراً ان پر ہاتھ ڈالا۔

طعن نمبر ۴۳، لعنت بھیجو:

''قتل سے پہلے جلاّدوں نے ان کے سامنے جو بات پیش کی وہ یہ تھی کہ ''ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ اگر تم علیؓ سے برأت کا اظہار کرو۔ اور ان پر لعنت بھیجو تو تمہیں چھوڑ دیا جائے ورنہ قتل کر دیا جائے'' (صفحہ ۱۶۵)

جواب نمبر ۹۸:

مودودی صاحب نے قارئین کو یہ غلط اثر دینے کی کوشش کی ہے کہ یہ بات طبری،

Scanned by CamScanner

استیعاب، البدایہ والنہایہ وغیرہ میں موجود ہے حالانکہ نہ یہ استیعاب میں ہے نہ البدایہ والنہایہ میں۔

جواب نمبر۹۹:

البتہ طبری میں موجود ہے مگر بغیر سند کے، سند سے قطع نظر امام طبریؒ نے یہ بھی نہیں بتایا کہ یہ قول کس کا ہے۔ گویا یہ قول بن باپ کا ہے۔ یعنی ولد الحرام!..... البتہ اس بحث سے قبل اور بعد جو روایات ہیں وہ ابومخنف کی ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اس قول کا کوئی باپ ہے تو ابو مخنف ہے اور ابو مخنف کے "مناقب" مقدمہ میں بیان ہو چکے ہیں۔ مخفی نہ رہے کہ طبقات ابن سعد میں بھی یہ قول موجود نہیں ہے۔

طعن نمبر۴۴:

اس واقعہ نے امت کے امت کے تمام صلحاء کا دل دہلا دیا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عائشہؓ کو یہ خبر سن کر سخت رنج ہوا۔ جب ایک مرتبہ حضرت معاویہؓ ان سے ملنے آئے تو انہوں نے فرمایا اے معاویہ تمہیں حجر کو قتل کرتے ہوئے خدا کا ذرّہ خوف نہ ہوا۔ (صفحہ ۱۶۵)

جواب نمبر۱۰۰:

دعویٰ یہ کہ "امت کے تمام صلحاء کا دل دہلا دیا" اور ثبوت یہ کہ "حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عائشہ کو یہ خبر سن کر سخت رنج ہوا"۔ خود بخود ثابت ہو گیا کہ "امت کے تمام صلحا" کا دعوی کذب ہے، نرا کذب اور جھوٹ۔

کیا وہ درجن سے زائد حضرات صحابہ اور صحابہ زادگان صلحاء امت سے خارج ہیں۔ جنہوں نے حجر کے خلاف شہادت دی۔ (رضی اللہ عنہم)

جواب نمبر۱۰۱:

مودودی صاحب کا اخلاقی کمال ملاحظہ ہو کہ حضرتِ عائشہ کا ارشاد تو نقل کیا۔ مگر حضرت معاویہؓ کا جواب نقل نہ کیا، حالانکہ...... جس دیانتدار مؤرخ نے بھی حضرت معاویہؓ کا جواب بھی ساتھ نقل کر دیا۔ مثلاً استیعاب اور طبری ہی کو دیکھئے۔ جہاں سے مودودی صاحب نے حضرتِ عائشہؓ کا قول نقل کیا ہے۔

طبری میں اس قول کے ساتھ حضرتِ معاویہؓ کا جواب درج ہے۔

Scanned by CamScanner

قالت يا معاوية اما خشيت الله فی قتل حجر واصحابه قال لست انا قتلتهم، انما قتلهم من شهد عليهم۔ (طبری جلد۴ص۲۰۸)

حضرتِ عائشہ نے فرمایا معاویہ! تمہیں حجر اور اس کے ساتھیوں کو قتل کرتے وقت خدا کا خوف نہ ہوا؟ حضرت معاویہ نے جواب میں نے انہیں قتل نہیں کیا، انہیں قتل کیا ہے تو ان لوگوں نے جنہوں نے ان کے خلاف شہادت دی ہے۔

اور بالکل یہی جواب استیعاب میں موجود ہے۔ (ترجمہ حجر بن عدی)

مودودی صاحب کو استیعاب اور طبری میں حضرت ام المؤمنینؓ کا ارشاد تو نظر آ گیا مگر ''دیدۂ کور'' حضرتِ معاویہؓ کا جواب نہ دیکھ سکی یا پھر مودودی صاحب یہودیوں کی تاریخ دہرا رہے ہیں۔ جن سے متعلق وحی الٰہی میں ہے:۔

اَفَتُؤمِنُونَ بِبَعضِ الكِتٰبِ و تكفرون بِبَعضٍ ط

کتنا معقول اور صحیح جواب ہے حضرتِ معاویہؓ کا، کہ جب ان کے فتنہ وفساد برپا کرنے اور باغی ہونے کی شہادت میرے سامنے آگئی اور شاہد بھی اصحاب رسول ﷺ اور اصحاب رسول ﷺ کے صاحبزادگان ہیں تو میں کیسے ان کے قتل کا حکم نہ دیتا۔

جواب نمبر ۱۰۲:

امام ابنِ کثیر رحمہ اللہ نے بھی حضرت ام المؤمنینؓ کے جواب میں حضرت معاویہؓ کا یہ جواب نقل کیا ہے۔ اس کے ساتھ ایک اور جواب بھی نقل کیا ہے۔

حضرت ام المؤمنین کے سوال پر حضرتِ معاویہؓ نے عرض کیا:۔

میری ماں اپنے ساتھ میرے سلوک کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ فرمایا انك بی البار آپ میرے ساتھ تو بہت حسن سلوک کرنے والے اور میری اطاعت کرنے والے ہیں۔ تو حضرت معاویہؓ نے کہا:۔

يكفيني هذا عند الله و غداً لی و لحجر موقف بين يدی الله عزوجلّ۔ (البدایہ جلد ۸ صفحہ ۱۵۳)

مجھے عند اللہ یہی کافی ہے اور کل میرا اور حجر کا معاملہ اللہ عزوجل کے پیش ہونے والا ہے۔

علامہ عبدالبرؒ رحمہ اللہ نے اس مضمون کا جواب بایں الفاظ نقل کیا ہے:۔

حضرت معاویہؓ نے حضرت ام المؤمنین سے عرض کیا:۔

Scanned by CamScanner

و عینی و حجر احتی تلتقی عند ربنا۔ (استیعاب ترجمہ حجر)
آپ میرے اور حجر کے معاملہ کو رہنے دیں یہاں تک کہ میں اور حجر بارگاہِ الٰہی میں ملاقی ہوں۔

امام ابنِ کثیر رحمہ اللہ نے بھی یہ جواب نقل کیا ہے۔ (البدایہ جلد ۸ صفحہ ۵۵)

حضرت معاویہؓ کے اس جواب سے اس یقین و اطمینان کا اندازہ ہوتا ہے۔ جو کہ انہیں اپنے موقف کی صحت پر تھا۔ یہ الفاظ صرف اس شخص کی زبان سے نکل سکتے ہیں جسے اپنے عمل پر اطمینانِ قلب وانشراحِ صدر حاصل ہو۔

جواب نمبر ۱۰۳:

امام ابنِ کثیر رحمہ اللہ نے حضرت معاویہؓ کا یہ جواب بھی نقل کیا ہے کہ:۔

یا ام المؤمنین انی رأیت فی قتلھم صلاحًا للامۃ و فی مقامھم فساداً لامۃ۔
ام المؤمنین! میں نے ان کے قتل میں امت کی بہتری اور ان کو چھوڑ دینے میں امت کا فساد اور خرابی دیکھی ہے۔

یہ الفاظ بھی نقل کئے ہیں:۔

یا ام المؤمنین! انی وجدتُ قتل رجل فی صَلاح الناس خیر من استحیائہ فی فسادھم۔
ام المؤمنین! میرے خیال میں لوگوں کی خیر و صلاح کی خاطر ایک شخص کا قتل اس کی اس زندگی سے بہتر ہے جس سے لوگوں میں فتنہ و فساد پیدا ہو۔

(البدایہ جلد ٤ صفحہ ٥٥)

حضرت معاویہؓ کا یہ فکر وحی الٰہی سے کتنا ہم آہنگ ہے۔ جس میں فرمایا گیا ہے۔ و الفتنۃ اشد من القتل، چونکہ حجر اور اس کے ساتھیوں سے امنِ عامہ کو یقینی خطرہ تھا، امت میں پھر سے فتنہ وفساد کا دروازہ کھلنے کا یقین تھا۔ اس لئے حضرت معاویہؓ نے نصف درجن اشخاص کو قتل کر کے پوری امت کو فساد سے بچالیا۔ امت ان کے اس احسان کے بارِ گراں سے قیامت تک سبکدوش نہیں ہوسکتی۔ رضی اللہ عنہ وعنہم اجمعین۔

اسی حقیقت کی طرف حضرت معاویہؓ نے اس وقت بھی اشارہ فرمایا جب حضرت عائشہؓ کے قاصد حضرت عبدالرحمٰن بن حارث نے آپ سے کہا، آپ نے حجر کو قتل کر دیا؟ تو آپ نے فرمایا:۔

Scanned by CamScanner

وقيل احب اليّ من ان اقتل معه مائه الف۔ (البدایه جلد ٤ صفحه ٥٤)

مجھے اس ایک کا قتل اس کی نسبت پسند ہے کہ میں اس کی وجہ سے ایک لاکھ انسانوں کو قتل کروں۔

ایک لاکھ کیا لاکھوں انسان اس فتنہ کی بھینٹ چڑھ جاتے، جس کا دروازہ یہ کھولنا چاہتے تھے۔ حضرت معاویہؓ نے اس فتنہ کا دروازہ بند کر کے پوری امت کو ہلاکت سے بچالیا۔ اگر وہ کوفہ جیسے شرارتی اور فسادی شہر میں فتنہ وفساد کا دروازہ بند نہ کرتے اور ان فسادی عناصر کو قتل نہ کرتے تو ہمیں آپ کی فراست، تفقہ اور خیر خواہی ملت وخیر اندیشی امت کے مسلمہ جذبہ کے پیش نظر اس پر تعجب ہوتا۔

Scanned by CamScanner

استلحاقِ زیاد

(حضرت معاویہؓ کا زیاد کو نسب میں اپنے ساتھ لاحق کرنا)

جھوٹ نمبر ۴۵ سیاسی اغراض کیلئے شریعت کی خلاف ورزی!

''زیاد بن سُمیہ کا استلحاق بھی حضرت معاویہؓ کے ان افعال میں سے ہے، جن میں انہوں نے سیاسی اغراض کے لئے شریعت کے ایک مسلم قاعدے کی خلاف ورزی کی تھی۔ زیاد طائف کی ایک لونڈی سمیہ نامی کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ لوگوں کا بیان یہ تھا کہ زمانہء جاہلیت میں حضرت معاویہؓ کے والد جناب ابو سفیانؓ نے اس لونڈی سے زنا کا ارتکاب کیا تھا۔ اور اسی سے وہ حاملہ ہوئی۔ حضرت ابو سفیانؓ نے خود بھی ایک مرتبہ اس بات کی طرف اشارہ کیا تھا کہ زیاد انہی کے نطفہ سے ہے۔ جوان ہو کر یہ شخص اعلیٰ درجے کا مدبر، منتظم، فوجی لیڈر اور..... غیر معمولی قابلیتوں کا مالک ثابت ہوا۔ حضرتِ علیؓ کے زمانہء خلافت میں وہ آپ کا زبردست حامی تھا اور اس نے بڑی اہم خدمات انجام دی تھیں۔ ان کے بعد حضرت معاویہؓ نے اس کو اپنا حامی و مددگار بنانے کے لئے اپنے والد ماجد کی زنا کاری پر شہادتیں لیں۔ اور اس کا ثبوت بہم پہنچایا کہ زیاد انہی کا ولد الحرام ہے۔ پھر اس بناء پر اسے اپنا بھائی اور اپنے خاندان کا فرد قرار دے دیا..... ام المؤمنین حضرت ام حبیبہؓ نے اسی وجہ سے اس کو اپنا بھائی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور اس سے پردہ فرمایا۔ (استیعاب، ابن الاثیر، البدایہ والنہایہ، ابنِ خلدون) (''خلافت'' صفحہ ۱۷۵)

جواب نمبر ۱۰۴:

''زیاد بن سمیہ کا استلحاق بھی حضرت معاویہؓ کے ان افعال میں سے ہے۔ جن میں انہوں نے سیاسی اغراض کے لئے شریعت کے ایک مسلم قاعدے[1] کی خلاف ورزی کی تھی''

مودودی گھڑنتو نمبر ۴۶:

یہ مودودی صاحب کا گھڑنتو ہے۔ دنیا کی کسی کتاب میں یہ لفظ کوئی قیامت تک نہیں دکھا سکتا۔ کتنا بڑا بہتان و افتراء ہے حضرت معاویہؓ پر! اور کتنی بڑی گستاخی ہے ایک برگزیدہ

---

[1] مودودی صاحب چونکہ خود سیاسی اغراض کیلئے شریعت کے مسلم قاعدوں کی خلاف ورزی کے عادی ہیں۔ اس لئے وہ حضرت معاویہؓ کو اپنے اوپر قیاس کر رہے ہیں۔ عورت کی امامت جائز نہیں، ایک مسلم شرعی قاعدہ ہے۔ مودودی صاحب نے محض اقتدار کے لالچ میں اس کی خلاف ورزی کی۔ غلافِ کعبہ سے منسوب کپڑے کا جلوس نکلوا کر شریعت کی توہین کی۔

Scanned by CamScanner

صحابی، رسول کی شان میں!

چالاکی وعیاری!

پھر چالاکی وعیاری کی انتہا ہے کہ دنیا کو یہ تصور دیا جا رہا ہے کہ یہ حضرت معاویہؓ کا خلافِ شریعت کوئی واحد فعل نہیں، بلکہ ان کے اس قسم کے متعدد خلافِ شرع افعال ہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے۔

چیلنج!

میں کہتا ہوں یہ جھوٹ ہے سفید جھوٹ! ورنہ ہم چیلنج کرتے ہیں کہ ہمیں بتلایا جائے کہ وہ کون سی سیاسی غرض تھی جس کے لئے حضرت معاویہؓ نے شریعت کی خلاف ورزی کی؟

جواب نمبر ۱۰۵:

حضرت معاویہؓ کو زیاد کی کیا ضرورت تھی۔ وہ خود انتہائی مدبر اور اعلیٰ درجہ کے سیاستدان تھے۔ بے مثل منتظم تھے، بے مثال و بے نظیر فاتح و جرنیل تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بے عدیل ذہنی صلاحیتوں اور عملی قابلیتوں سے نوازا تھا۔ پھر حضرت مغیرہؓ بن شعبہ، حضرت عمروؓ بن عاص وغیرہ دہاۃِ عرب و دانشورانِ عصر ساتھ تھے۔ واقعہ تحکیم کے بعد ان کی سیاسی پوزیشن اور زیادہ مضبوط ہو گئی تھی۔ ان کا اقتدار روز بروز وسیع سے وسیع تر ہو رہا تھا۔ پھر حضرت علیؓ کی وفات کے فوراً بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے خود صلح کی پیش کر کے مصالحت کر لی۔ اقتدار سے دستبردار ہو کر کوفہ سے مدینہ تشریف لے آئے۔ پوری اُمت نے بالاتفاق حضرت معاویہؓ کی بیعت کر لی۔ دنیائے اسلام کے وہ بلا شرکت غیرے تنہا حکمران تھے۔

ہمیں واضح طور پر بتلایا جائے کہ اس حال میں حضرت معاویہؓ کو کیا ضرورت تھی کہ وہ زیاد کو اپنا حامی و مددگار بنائیں؟

یہ الزام حضرت معاویہؓ سے بغض و عداوت اور عناد و نفرت کا بدترین مظاہرہ نہیں تو اور کیا ہے؟۔

شرمناک گستاخی اور بازاری گالی:

پھر مودودی صاحب انتہائی سوقیانہ انداز اور بازاری الفاظ میں رسول اللہ ﷺ کے عظیم صحابی اور امت کے عظیم محسن کو گالی دیتے ہیں۔ لکھتے ہیں:۔

Scanned by CamScanner

''حضرت معاویہؓ نے اس کو اپنا حامی و مددگار بنانے کے لئے اپنے والد ماجد کی زنا کاری پر شہادتیں لیں''۔

اگر کہا جائے کہ یہ تو بیانِ واقعہ ہے۔ یہ گالی نہیں سو سیدھی سادی منطق میں اس کا جواب یہ ہے کہ:۔

جواب نمبر ۱۰۶:

اگر آج کوئی کسی کو حامی و مددگار بنانے کے لئے اپنے والدِ ماجد کی زنا کاری پر شہادتیں لے سکتا ہے تو حضرت معاویہؓ لے سکتے ہیں اور اگر آج کوئی ''صالح'' تک اس کے لئے تیار نہیں تو صحابیٔ رسول ایسا کب کر سکتا ہے؟

ع   ہر چہ بر خود مپسندی بر دیگراں مپسند

منافقت کی انتہاء:

پھر منافقت اپنی حدِ انتہاء کو پہنچ گئی کہ حضرت ابوسفیان کو زنا کار کہا جا رہا ہے۔ حضرت معاویہؓ معاذ اللہ ان کی زنا کاری پر شہادتیں لے رہے ہیں۔ بایں ہمہ ہر دو حضرات کو حضرت بھی لکھا جا رہا ہے اور رضی اللہ عنہ بھی!

آخر کب تک دنیا کی آنکھوں میں یوں خاک دھول جھونکی جائے گی؟

ے   دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سَراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

جواب نمبر ۱۰۷، زیاد کی اَوقات!

اس وقت زیاد کی اوقات کیا تھی، اس کا اندازہ طبری کی ایک باسند روایت سے لگایئے:

ا۔ ''(حضرت) حسن علیہ السلام نے معاویہؓ سے مصالحت کر لی اور خود مدینہ روانہ ہو گئے۔ (حضرت) معاویہؓ نے بسر بن ابی ارطاۃ کو رجب ۴۱ ہجری میں بصرہ روانہ کیا۔ و زیاد متحصن بفارس اور زیاد فارس میں قلعہ بند تھا...... بسر نے عبدالرحمٰن، عبیداللہ عباد زیاد کے بیٹوں کو گرفتار کر لیا۔ فھمّ بقتلھم اور ان کو قتل کرنے کا عزم کر لیا۔ حضرت ابوبکرہؓ، حضرت معاویہؓ کے پاس آئے زیاد اور اس کے بیٹوں کے بارے میں ان سے گفتگو (سفارش) کی۔

وکتب معاویۃ الی بسر بالکف عنہ   حضرت معاویہؓ نے بسر کو ان کو قتل کرنے سے
وتخلیۃ سبیلھم فخلاھم''۔   رک جانے اور انہیں چھوڑ دینے کا حکم دیا۔

Scanned by CamScanner

(طبری جلد ٤ صفحه ١٢٨-١٢٩) چنانچہ بسر نے انہیں چھوڑ دیا۔

۲۔دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکرہؓ کوفہ سے حضرت معاویہؓ کی ملاقات کے لئے روانہ ہوئے۔اوران سے کہا:۔

تومن أخي زيادًا و تكتب الى بسر بتخلية ولده۔ (طبری جلد ٤ ص ١٢٩) آپ میرے بھائی زیادکوامان دے دیجئے اور بسر کولکھئے کہ وہ اس کے بیٹوں کوچھوڑ دے۔

جواب نمبر ۱۰۸:

جب زیاد بے چارہ خودمحبوس و متحصن ہے اس کی جان کی امان مانگی جارہی ہے اوراس کے بچوں کوقتل سے چھڑایا جارہا ہے تو حضرت معاویہؓ کواسے حامی و مددگار بنانے کی کیا ضرورت تھی؟اوروہ بیچارہ حمایت و مددکربھی کیا سکتا تھا؟

۳۔امام ابنِ کثیر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:۔

اسی سال (۴۲ ہجری) میں زیاد بن ابیہ حضرت معاویہؓ کی خدمت میں آئے۔جوقلعہ زیاد میں قریباً ایک سال سے بند تھے۔حضرت معاویہؓ نے اسے لکھا،کیوں اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالتے ہو؟میرے پاس چلے آؤ،اموالِ فارس کا حساب دے دو جوکچھ تمہارے پاس بقایا ہو میرے حوالے کردو۔

وانت آمن، فان شئت ان تقيم عندنا فعلت و الاذهبت حيث ماشئت من الارض فانت آمن۔ تمہیں امان ہے۔اگر چاہو میرے پاس رہو۔ورنہ جہاں چاہو چلے جاؤ۔تمہیں امان ہے اس پر زیاد چلے آئے۔

"البدايه والنهايه" جلد ٨ صفحه ٢٤

حقیقت:

ان حقائق سے یہ بات واضح ہوگئی کہ حضرت معاویہؓ کوزیاد کی امداد وحمایت کی قطعاً کوئی ضرورت واحتیاج نہیں تھی،اور یہ مودودی صاحب کا صریح جھوٹ،ذاتی گھڑنتو اورصرف بغض معاویہؓ کا بدترین مظاہرہ ہے کہ"انہوں نے سیاسی اغراض کے لئے شریعت کی خلاف ورزی کی..... حضرت معاویہؓ نے اس کواپنا حامی و مددگار بنانے کے لئے اپنے والد ماجد کی زناکاری پرشہادتیں لیں اوراس کا ثبوت بہم پہنچایا کہ زیاد انہی کاولدالحرام ہے"۔

چیلنج:ہم پوری قوت سے مودودی صاحب کوچیلنج کرتے ہیں کہ وہ ثابت کریں کہ کس سیاسی غرض

Scanned by CamScanner

کے لئے حضرتِ معاویہؓ نے یہ کیا اور انہیں زیاد کو اپنا حامی و مددگار بنانے کی کیا ضرورت تھی، اور ان کے بغیر آپ کے کون سے اہم کام رکے پڑے تھے؟

جواب نمبر ۱۰۹:

ان خرافات کے علی الرغم و برعکس حقیقت یہ ہے کہ اس الحاق کی تحریک خود زیاد نے کی۔ اس نے خود شہادتیں فراہم کر کے جب اپنا نسب حضرت ابوسفیانؓ سے ثابت کر دیا تو حضرت معاویہؓ کے لئے سوائے تسلیم و قبول کے کوئی چارہ نہ تھا۔ اس حقیقت کے دلائل و شواہد ملاحظہ ہوں:۔

۱۔ امام طبری رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ جب زیاد کوفہ آئے تو کہا! کیا تم میرا نسب معاویہؓ سے لاحق کر سکتے ہو؟

قالوا اما بشهادة الزور فلا فاتی البصرة فشهد له رجل۔

(طبری جلد ٤ صفحه ١٦٣۔١٦٤)

انہوں نے کہا اگر جھوٹی شہادت سے ہے تو نہیں! اس پر وہ بصرہ آئے وہاں ایک شخص نے شہادت دی۔

۲۔ شیخ الاسلام ابن حجر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:۔ معاویہؓ اور زیاد کا الحاق (نسب) ۴۴ ہجری میں ہوا اور زیاد بن اسماء الحرمازی، مالک بن ربیعہ[1] السلولی، اور المنذر بن الزبیر نے شہادت دی۔ فیما ذکر المدائنی باسانیده۔ یہ مدائنی نے اپنی سندوں سے ذکر کیا ہے اور گواہوں میں جویریہ بنت ابی سفیان، مسور بن قدامہ الباھلی و ابن ابی نصر الثقفی، زید بن نفیل الازدی، شعبہ بن القلعم المازنی اور بنو عمرو بن شیبان سے ایک شخص اور بنو مصطلق میں سے ایک شخص کا اضافہ کیا۔

شهدوا کلهم علی ابی سفیان ان زیاداً ابنه الاّ المنذر فیشهد انه سمع علیًا یقول اشهد ان اباسفیان قال ذلك فخطب معاویة فاستلحقه فتکلم زیاد فقال

سوائے منذر کے باقی سب نے شہادت دی کہ زیاد ابوسفیان کا بیٹا ہے۔ منذر نے گواہی دی کہ میں نے (حضرت) علیؓ سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ میں گواہ ہوں کہ ابوسفیان نے یہ کہا ہے (کہ زیاد میرا بیٹا ہے) ان شہادتوں کے بعد (حضرت) معاویہؓ نے خطبہ

---

[1] حضرت مالکؓ بن ربیعہ جلیل القدر صحابی ہیں۔ بیعت رضوان کے شرکاء میں سے ہیں۔ (اصابہ ذکر حضرت مالکؓ بن ربیعہ السلولی)

Scanned by CamScanner

ان كان ما شهد الشهود به حقا فالحمد لله و ان يكن باطلا فقد جعلتهم بيني و بين الله۔[1]

پڑھا۔ اور زیاد کو اپنے ساتھ نسب میں ملحق کر لیا۔ اس کے بعد زیاد بولے اور کہا گواہوں نے جو گواہی دی ہے اگر یہ حق ہے تو الحمد للہ اور اگر یہ باطل ہے تو میرے اور اللہ کے (رب العزت) کے درمیان ذمہ دار یہ ہیں۔

خبثِ باطن کا بدترین مظاہرہ:

کہاں یہ حقیقت کہ بھری مجلس میں دس گواہوں نے گواہی دی (جس میں خود حضرت ابوسفیانؓ کی صاحبزادی حضرت جویریہؓ[2] بھی ہیں) زیاد ابوسفیان کا بیٹا ہے اور کہاں یہ ہزلیات وخرافات کہ حضرت معاویہؓ نے اپنے والد ماجد کی زناکاری پر شہادتیں لیں اور اس کا ثبوت بہم پہنچایا کہ زیاد انہی کا ولد الحرام ہے۔

چیلنج!

میں کہتا ہوں اسلام کی پوری تاریخ میں اس غلط تعبیر کی مثال نہیں ملتی۔ صحابہ کے کسی بدترین دشمن نے بھی آج تک یہ تعبیر نہیں کی، اگر کسی نے کی ہے تو مودودی صاحب اس کی نشاندہی کریں۔ اور اگر آج تک کسی رافضی اور سبائی نے بھی یہ تعبیر نہیں کی تو مودودی صاحب اقرار کر لیں کہ ان کی تعبیر ان کے قلبی مرض اور باطنی خبث کا نتیجہ ہے اور قطعاً غلط ہے۔ اس کے لئے قطعاً کوئی وجہِ جواز نہیں اور یہ بہرحال حرام ہے۔ اس نوعیت کی تعبیر کی غلطی بہت بڑی غلط کاری ہے، بدکاری ہے، بلکہ حرام کاری ہے۔ جس کا ارتکاب کر کے (بالفاظ مودودی صاحب) حضرتِ مودودی نے اپنے نفس خبیث کی حرام کاری پر خود شہادت دے دی ہے اور اس کا ثبوت بہم پہنچایا کہ یہ تعبیر انہی کا فعل الحرام ہے۔

گنبد کی صدا!

اس اندازِ کلام کے لئے ہم قارئین کرام سے معذرت خواہ ہیں، مگر ہم نے مجبوراً یہ انداز اختیار کیا ہے اور یہ انداز سولہ آنے وہی انداز ہے۔ جو مودودی صاحب نے حضرتِ معاویہؓ سے متعلق اختیار کیا ہے۔

ع ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہو ویسی سنو!

---

[1] اصابہ ذکر زیاد بن ابیہ۔ [2] حضرت جویریہؓ بنت ابوسفیانؓ حضرت معاویہؓ کی جڑواں بہن۔ (حضرت جویریہ بنت ابی سفیان)

جواب نمبر ۱۰:

''لوگوں کا بیان یہ تھا کہ زمانہء جاہلیت میں حضرت معاویہؓ کے والد جناب ابوسفیانؓ نے اس لونڈی سے زنا کا ارتکاب کیا تھا اور اس سے وہ حاملہ ہوئی''۔

مودودی گھڑنتو!

یہ بالکل جھوٹ ہے۔ سفید جھوٹ! اور مودودی صاحب کا گھڑنتو ہے، ورنہ لوگوں کا بیان ہم نقل کر چکے ہیں۔ جو یہ تھا کہ ''زیاد ابوسفیان کا بیٹا ہے''۔

''لوگوں'' کو چھوڑیئے! اگر ایک بھی آدمی کا ان الفاظ میں بیان دکھلا دیں تو ہم تسلیم کر لیں گے کہ مودودی صاحب کا یہ الزام صحیح ہے۔ مگر وہ یہ نہ دکھلا سکیں گے اور قیامت تک نہ دکھلا سکیں گے۔

جواب نمبر ۱۱:

''حضرت ابوسفیانؓ نے خود بھی ایک مرتبہ اس بات کی طرف اشارہ کیا تھا کہ زیاد انہی کے نطفہ سے ہے''۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغِ مصطفوی سے شرارِ بولہبی

حضرت ابوسفیان اور حضرت معاویہؓ وغیرہ صحابہء کرام کے عدو و بدخواہ اور دشمن و بد اندیش کوئی آج صرف مودودی صاحب نئے پیدا نہیں ہوئے۔ جب سے ان حضرات نے اسلام کی خدمت و اشاعت اور جہاد و قتال فی سبیل اللہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا شروع کیا۔ یہود و سبائیہ دشمنانِ دین نے ان حضرات کے خلاف پروپیگنڈہ کی مہم شروع کر دی۔ حضرت ابوسفیان و حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کی یہ مظلومیت نئی نہیں، یہ ان کا پرانا دور ہے۔

نہیں تازہ دل کی شکستگی، یہی درد تھا یہی خستگی
انہیں جب سے ذوقِ شکار تھا، ہمیں درد سے سروکار تھا

جس طرح آج مودودی صاحب ان حضرات کو ناگفتہ بہ الفاظ و انداز میں مجروح و مطعون کر رہے ہیں۔ قرونِ اولیٰ میں بھی دشمنانِ دین سبائیوں نے انہیں مجروح و مطعون اور بدنام کرنے کی پوری کوشش کی۔

درحقیقت حضرت ابوسفیانؓ نے متعدد موقعوں پر مختلف قبائل کے سربرآوردہ اشخاص کے سامنے یہ اعلان کیا کہ زیاد میرا بیٹا ہے۔ یہ حقیقت مدائنیؒ ایسے ثقہ و کبیر مصنف صاحب

Scanned by CamScanner

تصانیف[1] اپنی سندوں کے ساتھ مفصل بیان کر چکے ہیں، محقق محدث و شارح بخاری شیخ الاسلام ابن حجر رحمہ اللہ ان اسانید پر اعتماد کرتے ہیں۔ ان پر کوئی جرح و نکیر نہیں کرتے اور مدائنی کے بیان کو اصابہ میں نقل کرتے ہیں۔ مگر مودودی صاحب اجلّہ محدّثین کی ان صحیح روایات کے برعکس جس روایت کو سر آنکھوں پر رکھ کر لکھتے ہیں کہ ''حضرت ابوسفیانؓ نے خود بھی ایک مرتبہ اس بات کی طرف اشارہ کیا تھا کہ زیاد انہی کے نطفہ سے ہے''۔

اس روایت کی اصل ملاحظہ ہو۔ یہ مشہور و معروف سبائی جسے خود اپنی سبائیت کا اعتراف ہے اور جسے آئمہ رجال کا فرتک کہتے ہیں۔ کلبی کی[2] خرافات ہے جسے اس سے اس کا مشہور کذاب بیٹا ہشام[3] روایت کرتا ہے۔ اس روایت کے مطابق حضرت ابوسفیانؓ نے جس مجلس میں یہ بیان کیا اس میں حضرت علیؓ بھی موجود تھے، اور امام ابن حجرؒ کی نقل کردہ مدائنی'' کی روایت میں گزر چکا ہے۔ کہ منذر نے بیان کیا کہ میں نے حضرت علیؓ سے سنا آپ نے فرمایا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ ابوسفیان نے یہی کہا (کہ زیاد میرا بیٹا ہے) حقیقت میں حضرت ابوسفیانؓ نے یہی فرمایا کہ زیاد میرا بیٹا ہے۔ جسے مشہور دشمنِ صحابہ و عدو بنی امیہ خصوصاً دشمن حضرت معاویہؓ کلبی نے ''زیاد میرا نطفہ ہے'' بنادیا اور کلبی عہد حاضر نے ''زیاد انہی کے نطفہ سے ہے'' نقل کر دیا۔

حضرتِ معاویہؓ کا کمالِ ایمان واتقا:

محبوب کا حسن محبت ہی کو نظر آتا ہے۔ اگر دل میں بغض و شرارت اور نظر میں نقص و تعصب ہو تو حسن بھی عیب نظر آتا ہے۔ درحقیقت یہ استلحاقِ زیاد حضرت معاویہؓ کے کمال ایمان و اتقا اور حسن سیرت و کردار کا ایک درخشندہ و تابناک نظارہ ہے۔ مگر دشمن کی اندھی آنکھیں اس نظارہ کو نہیں دیکھ سکتیں۔ اور الٹا انہیں یہ حسنِ معاویہؓ عیب نظر آتا ہے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمہء آفتاب راچہ گناہ؟

حضرت معاویہؓ کا حسن و جمال ایمان و عمل ملاحظہ ہو کہ جب ان کے سامنے درجن بھر مقبول شہادتیں گزر گئیں کہ حضرت ابوسفیان نے ہم سے بیان کیا تھا کہ زیاد میرا بیٹا ہے، تو آپ نے ذرہ کو آفتاب کے ساتھ ملحق کر دیا۔ کہاں حضرت معاویہؓ کی خاندانی عظمت و شرافت اور

---

1. ''میزان الاعتدال'' جلد ۳ صفحہ ۱۵۳ ترجمہ علی بن محمد ابوالحسن المدائنی
2. استیعاب ترجمہ زیاد بن ابی سفیانؓ۔ 3. کلبی اور ہشام کا مفصل ترجمہ مقدمہ میں ملاحظہ ہو۔

Scanned by CamScanner

موجودہ عزت و وجاہت کہ جبرالٹر سپین اور الجزائر سے لے کر کابل اور ہندوستان کی سرحد تک یورپ، افریقہ اور ایشیا تین براعظموں پر مشتمل اسلامی حکومت کے واحد فرمانروا ہیں۔ اور کہاں زیاد کی خاندانی کمتری، کہ طائف کی ایک لونڈی سمیہ کے بیٹے ہیں اور دنیوی بیکسی کا یہ حال ہے کہ ایک قلعہ میں محصور و مقید ہیں۔ جب تک حضرت معاویہؓ کا مکتوب اور حکم نہیں پہنچا، قلعہ سے باہر نہیں نکل سکتے، جان کے لالے پڑے ہوئے ہیں۔ حضرت معاویہؓ امان دیتے ہیں تو فارس کے قلعہ سے نکل کر شام پہنچتے ہیں۔

محض اللہ کی رضا اور عدل و ادائیگی حقوق کے تقاضوں کی تکمیل کے لئے آسمانِ اقتدار و سماۂ سیاست کا یہ آفتاب عالمتاب ایک ذرّۂ بے مقدار کو اپنے ساتھ نسب میں ملحق کر دیتا ہے۔ چنانچہ وہ خود فرماتے ہیں۔ کہ:۔

واللّٰہ لقد علمت العرب انی کنت اعزّھا فی الجاھلیة و ان الاسلام لم یزدنی الاّ عزا و انّی لم اتکثر بزیاد من قلّة ولم اتعزز به من ذلّة و لکن عرفت حقّا لهٗ فوضعتهٗ مرضعه۔ (طبری جلد ٤ صفحه ١٦٣)	خدا کی قسم! سارا عرب جانتا ہے کہ میں عہد جاہلیت میں سب سے زیادہ باعزت تھا۔ اور اسلام نے بھی میری عزت میں اضافہ ہی کیا ہے۔ زیاد (کو ساتھ ملا لینے) سے میری قلت کثرت سے نہیں بدل گئی۔ اور اس کے وجود سے میری ذلت عزت سے نہیں بدل گئی۔ جب اس کا حق واضح ہو گیا تو میں نے زیاد کو اس کے واقعی مقام پر کھڑا کر دیا۔

سیرت و کردار کی طہارت و پاکیزگی کا کمال:

پھر اس پاکیزہ انسان کی سیرت کی عظمت ملاحظہ ہو کہ جب یہ واضح ہو گیا کہ زیاد حضرت ابوسفیان کا بیٹا ہے۔ تو صرف رسمی طور پر اسے اپنا بھائی نہیں کہا بلکہ اپنی صاحبزادی زیاد کے لڑکے محمد سے بیاہ دی۔ (استیعاب ترجمہ زیاد بن ابی سفیانؓ)

کیا حضرت معاویہؓ کی اس قربانی کی مثال پیش کی جا سکتی ہے؟ جس زیاد کے باپ کا کل تک پتہ نہیں اور دنیا اسے زیاد بن ابیہ یا زیاد بن سمیہ سے موسوم کرتی ہے۔ آج اس کے بیٹے محمد بن زیاد سے وقت کی سب سے بڑی حکومت و ریاست کا فرمانروا اپنی صاحبزادی کی شادی کر دیتا ہے۔

لمحہ فکریہ! مودودی صاحب کو عقل و ہوش سے کام لے کر سوچنا چاہیے۔ کیا یہ ''سیاسی اغراض''

کے لئے کیا جا رہا ہے؟ کیا آج کا کوئی سیاستدان بھی کسی کو اپنا حامی و مددگار بنانے کے لئے اسے اپنی بیٹی کا رشتہ دیتا ہے؟ یا آپ کی پوری دنیا میں اور انسانیت کی پوری تاریخ میں اس رذالت صفات کے لئے صرف حضرت معاویہؓ ہی ملتے ہیں؟۔

آئینے میں اپنا منہ!

آئینے میں اپنا ہی منہ نظر آتا ہے۔ مودودی صاحب سیاسی آدمی ہیں آپ کے نزدیک سیاسی اغراض کے لئے شریعت کی خلاف ورزی جائز ہے اور آپ کی سیاسی تاریخ اس نوعیت کی خلاف ورزیوں سے پُر ہے۔ اس لئے آپ حضرت معاویہؓ کو اپنے اوپر قیاس کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''انہوں نے سیاسی اغراض کے لئے شریعت کی خلاف ورزی کی''۔

مودودی گھڑنتو نمبر ۴۷:

مودودی صاحب کا یہ بھی سفید جھوٹ ہے اور ذاتی گھڑنتو کہ:۔ ''ام المؤمنین حضرت ام حبیبہؓ نے اسی وجہ سے اس کو اپنا بھائی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور اس سے پردہ فرمایا''

مودودی صاحب اگر دنیا کی کسی کتاب سے حضرت ام المؤمنینؓ کا یہ انکار ثابت کر دیں تو ہم ان کی ''بین الاقوامی علمی حیثیت'' کو خراجِ عقیدت پیش کریں گے اور اگر وہ انکار کہیں نہ دکھا سکیں اور وہ قیامت تک نہیں دکھا سکیں گے۔ تو پھر کم از کم یہ تو فرما دیں کہ ''ہم نے اپنی دیانت و امانت اور صالحیت کی پوری قوت سے یہ جھوٹ گھڑا تھا اور ہمارے اس ''گھڑنتو'' کا مقصد صرف حضرت معاویہؓ کو مطعون اور بدنام کرنا تھا''۔

جواب نمبر ۱۱۲:

حقیقت یہ ہے کہ اس واقعہ کے وقت حضرت ام المؤمنینؓ اس دنیا میں موجود ہی نہیں تھیں، وفات پا چکی تھیں۔ امام ابن سعد[1]، امام ابن عبد البر[2] امام ابن حجر[3]، امام ابن کثیر[4] رحمہم اللہ سب یہی لکھتے ہیں۔ کہ اربع واربعین ۴۴ ہجری میں فوت ہوئیں۔ امام ابن عبد البر رحمہ اللہ نے ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ:۔

و فی ھذہ السنة بعد موت ام حبیبة	اور اسی سال (۴۴ ہجری) میں حضرت

---

[1] طبقات جلد ۸ صفحہ ۱۰۰ ترجمہ حضرت ام المؤمنین ام حبیبہؓ [2] استیعاب ترجمہ حضرت رملہ بنت ابی سفیان

[3] اصابہ ایضاً [4] البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۲۸

Scanned by CamScanner

ادعی معاویہ زیاداً[1] — ام حبیبہؓ کی وفات کے بعد حضرت معاویہؓ نے زیاد کو بھائی بنایا۔

مثالی دیانت وامانت!

مودودی صاحب نے لکھا:۔

''ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ نے اسی وجہ سے اس کو اپنا بھائی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور اس سے پردہ فرمایا''۔

نیچے حاشیہ پر اس ساری عبارت کے درج ذیل حوالے درج کیے ہیں:۔

استیعاب جلد ا صفحہ ۱۹۶، ابن الاثیر جلد ۳ صفحہ ۲۲۰، البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۲۸، ابن خلدون جلد ۳ صفحہ ۷۔۸۔

جواب نمبر ۱۱۱۳:

ایک قاری ان بھاری بھر کم حوالوں کے بوجھ تلے دب جاتا ہے۔ اور وہ بیچارہ یہ سمجھتا ہے کہ ان بڑی بڑی کتابوں میں واقعی یہ بات لکھی ہوئی ہوگی۔ مگر اسے مودودی صاحب کی دیانت وامانت کا کیا پتہ! اور کیا معلوم کہ یہ بات نہ ابن الاثیر میں ہے، نہ البدایہ والنہایہ میں، نہ ابنِ خلدون میں۔ یہ مودودی صاحب نے نرا جھوٹ بولا ہے اور اپنی دیانت وامانت کا مثالی مظاہرہ فرمایا ہے۔ ورنہ یہ بات صرف ایک الاستیعاب میں ہے اور وہ بھی حرامی قول ہے۔ جس کے ''باپ'' کا اتہ ہے نہ پتہ!۔

جواب نمبر ۱۱۱۴:

اوّل تو کوئی باسند روایت نہیں۔ صرف علامہ ابن عبدالبرؒ نے قول نقل کیا ہے پھر اس کے قائل کا پتہ نہیں۔ وہ لکھتے ہیں:۔

زیاد نے حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں حج کیا، اور مدینہ بھی گیا۔

فاراد الدخول علی ام حبیبة ثم ذکر قول ابی بکرہ فانصرف عن ذلك، — حضرت ام حبیبہؓ کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا پھر (اپنے بھائی) ابوبکرہ کی بات یاد آئی تو اس ارادہ کو بدل دیا۔

علامہ ابن عبدالبرؒ کا اپنا خیال اور قول یہی ہے۔ اس کے بعد وہ دوسروں کے دوم رجوح

---

[1] استیعاب ترجمہ حضرت رملہ ام المومنین

Scanned by CamScanner

قول قیل سے نقل کرتے ہیں، کہ:۔

و قیل ان ام حبیبة حجبته ولم تاذن لهٔ فی الدخول علیها و قیل انه حج ولم یزر من اجل قول ابی بکرہ۔[1]

اور کہا گیا ہے کہ ام حبیبہؓ نے اس سے پردہ فرمایا اور اسے اپنے سامنے آنے کی اجازت نہ دی اور کہا گیا ہے کہ زیاد نے حج کیا اور (سرے سے) زیارت نہ کی (یعنی مدینہ ہی نہ آیا) ابوبکرہ کے قول کی وجہ سے!

ابن اثیرؒ لکھتے ہیں۔ سرے سے حج کا ارادہ ہی ترک کردیا۔ فترك زياد الحج[2] امام ابن عبدالبرؒ لکھتے ہیں: و فی هٰذ السنة بعد موت ام حبیبةؓ ادعی معاویه زیاداً[3] یعنی اس سال (۴۴ ہجری) میں حضرت ام حبیبہؓ کی موت کے بعد حضرت معاویہؓ نے زیاد کو بھائی بنایا۔

یہ دین ہے یا سیاست؟

معلوم ہوتا ہے ''بین الاقوامی سیاسی شخصیت'' نے اس معاملہ کو دین نہیں سمجھتا ورنہ وہ اس قدر دھاندلی نہ کرتے، نہ تو آپ امام ابن عبدالبرؒ کے اس قول پر اعتبار کرتے ہیں۔ جو دوسرے سارے اجلہ مؤرخین و محدثین امام ابن سعد، امام ابن حجر، امام ابنِ کثیر رحمہم اللہ کے مطابق ہے کہ حضرت ام المؤمنین ۴۴ ہجری میں وفات پا گئیں۔ نہ امام ابن عبدالبرؒ رحمہ اللہ کے اس قول پر اعتماد کرتے ہیں کہ ۴۴ ہجری میں حضرت ام حبیبہؓ کی وفات کے بعد استلحاق زیاد ہوا۔

نہ ہی امام موصوف کے اس قول کو قبول کرتے ہیں کہ زیاد نے عہدِ معاویہؓ میں حج کیا۔ مدینہ بھی گیا حضرت ام المؤمنینؓ کی خدمت میں حاضری کا ارادہ تو کیا مگر اس سے باز رہا۔

والدالحرام قول!

ان تمام معتبر اقوال کو ردّ کر کے اگر اپنے دعویٰ کا مستدل بناتے ہیں تو ایک ایسے قول کو جس کے باپ کا کوئی علم نہیں۔ کسی کے اس قول کو کہ ''حضرت ام حبیبہ نے زیاد سے پردہ فرمایا''۔

طرفہ تماشہ!

اور پھر طرفہ تماشہ یہ ہے کہ:۔ اپنے قارئین کو یہ تصور دے کر گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ حضرت ام المؤمنین کے پردہ کرنے کا یہ قول نہ صرف امام ابن عبدالبرؒ کا ہے۔ بلکہ ابن الاثیر کا بھی ہے۔ امام ابنِ کثیر کا بھی ہے۔ اور علامہ ابن خلدون کا بھی!

---

[1] استیعاب ترجمہ زیاد بن ابی سفیانؓ۔ [2] ''الکامل'' جلد ۳ صفحہ ۲۲۵ [3] استیعاب ترجمہ حضرت ام المؤمنین

قارئین بچارے کیا جانیں کہ یہ ان میں سے کسی کا بھی قول نہیں، یہ قول ہے تو صرف بغض کے ماروں کا۔ ایک ''کسی'' کا اور دوسرے مودودی صاحب کا!

حیران ہو کر سوچتا ہوں دکہ لوگ آخر ایسا کیوں کرتے ہیں۔ بین الاقوامی دینی علمی حیثیت کے لبادے اوڑھ کر، مفکرِ اسلام بن کر، ''آزادانہ تحقیق'' کے مدعی ہو کر مفسر قرآن بن کر اور اسلامی تنظیموں کی امارت اور صالحیت کے اجارے کر کے بھی ایسی حرکتیں کرتے ہیں۔

ہیں ستارے کچھ نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں دھوکا یہ بازی گر کھلا

یہ تو ثابت ہو گیا کہ درجن بھر گواہوں نے.......... جن میں حضرت ابوسفیانؓ کی صاحبزادی بھی شامل ہیں اور جلیل القدر صحابی بھی!...... باضابطہ شرعی شہادت دی کہ:۔

حضرت ابوسفیانؓ نے کہا تھا کہ ان زیاداً ابنہ زیاد ان کا بیٹا ہے۔ منذر نے گواہی دی کہ حضرت علیؓ بھی گواہی دیتے تھے کہ ابوسفیانؓ نے یہ کہا۔ (کہ زیاد میرا بیٹا ہے) ان وقیع و معتبر شہادتوں کی بنا پر حضرت معاویہؓ نے زیاد کو اپنا بھائی تسلیم کر لیا۔ مگر سوال یہ ہے کہ حضرت ابوسفیانؓ نے یہ کس بنا پر فرمایا کہ زیاد ان کا بیٹا ہے۔

حضرت ام المؤمنین سیدہ، طاہرہ، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ عہد جاہلیت میں چار قسم کے نکاح ہوا کرتے تھے، ایک نکاح، نکاحِ موجودہ، دوسرا نکاح مرد اپنی عورت کو خود کسی دوسرے کے پاس بھیج دیتا تھا اور خود اسے ہاتھ تک نہ لگاتا تھا۔ حتی یتبین حملها من ذلك الرجل۔ یہاں تک کہ اس دوسرے شخص کا حمل ظاہر ہو جاتا تھا۔ جب حمل ظاہر ہو جاتا تو پھر وہ خاوند اپنی بیوی کے پاس جاتا (اس سے پہلے مقاربت نہ کرتا) اور وہ یہ اس لئے کرتا تاکہ معلوم ہو جائے کہ بیٹا کس کا ہے، اس نکاح کو نکاح الاستبضاع کہتے تھے۔ تیسرا نکاح یہ ہوتا تھا کہ دس سے کم شخص ایک عورت سے صحبت کرتے، جب بچہ پیدا ہوتا تو وہ عورت ان تمام مردوں کو بلا لیتی وہ آجاتے تو وہ کسی ایک شخص سے کہہ دیتی کہ یہ تیرا بیٹا ہے۔ تو وہ اس شخص کا بیٹا ہو جاتا اور وہ شخص اس سے انکار نہ کر سکتا تھا، چوتھا نکاح یہ تھا کہ بہت سے لوگ ایک عورت سے مقاربت کرتے انہیں بغایا (زنا کار فاحشہ) کہا جاتا تھا۔ جب اسے بچہ پیدا ہوتا تو سب اس کے پاس جمع ہو جاتے اور قیافہ شناسوں کو بلا لیا جاتا۔ وہ دیکھ بھال کر کسی شخص سے اس بچے کو ملحق کر دیتے۔ ودعی ابنه لا یمتنع من ذلك اور وہ بچہ اس کا بیٹا کہا جاتا تھا اور وہ شخص اس کا انکار نہ کر سکتا تھا۔

Scanned by CamScanner

بعثت محمد یہ سے عہدِ جاہلیت کے سب نکاح ختم ہو گئے :ھدم نکاح الجاھلیۃ کلہ الانکاح الناس الیوم ۔سوائے موجودہ نکاح کے ۔(صحیح بخاری کتاب النکاح باب من قال لانکاح الاّ بولی)

اگر مودودی صاحب جاہل نہ ہوتے اور ان کے علم میں صحیح بخاری کی یہ حدیث ہوتی تو وہ کبھی اس گندی اور خبیث منطق سے اپنی زبان کو نجس اور آلودہ نہ کرتے ۔انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ان تینوں نکاحوں کی صورت میں اولاد صحیح اولاد کہی جاتی تھی ۔اسلام نے ان نکاحوں کو تو ختم کر دیا مگر زمانہ ءجاہلیت کے نکاحوں کی اولاد کو ولد الحرام قرار نہیں دیا۔

یہ تو مودودی صاحب کو بھی تسلیم ہے کہ زیاد طائف کی ایک لونڈی سمیہ نامی کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا" (صفحہ ۱۷۵) اگر وہ لونڈی نہ بھی ہوتی ،ایک آزاد عورت ہوتی اور اس کا خاوند اسے رئیس العرب سید القریش ابوسفیان کے پاس بھیج دیتا تو بھی اسے جاہلیت کے دستور کے مطابق زنا کوئی نہ کہتا۔ یہ نکاح استبضاع کہلاتا اور زیاد ابو سفیان کا بیٹا کہلاتا۔ چنانچہ اسی بناء پر حضرت ابوسفیانؓ نے زیاد کو اپنا بیٹا کہا۔

عبرت!

عبرت کا مقام ہے کہ عہدِ جاہلیت میں لوگ اسے نکاحِ استبضاع کہتے تھے مگر ایک بغض کے مارے مودودی صاحب ہیں کہ زمانہ ءاسلام میں اسے زنا کاری سے تعبیر کر رہے ہیں۔

كَبُرَتْ كلمةً تخرُجُ مِنَ افواهِهِم اِنْ يَّقُولُونَ اِلاَّ كَذِبًا

Scanned by CamScanner

قانون سے بالاتری

حضرت معاویہؓ نے اپنے گورنروں کو قانون سے بالاتر قرار دیا

جھوٹ نمبر ۱/ ۴۸:

حضرت معاویہؓ نے اپنے گورنروں کو قانون سے بالاقرار دیا اوران کی زیادتیوں پر شرعی احکام کے مطابق کارروائی کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ ان کا گورنر عبداللہ بن عمرو بن غیلان ایک مرتبہ بصرے میں منبر پر خطبہ دے رہا تھا۔ ایک شخص نے دورانِ خطبہ میں اس کو کنکر مار دیا۔ اس پر عبداللہ نے اس شخص کو گرفتار کرایا اور اس کا ہاتھ کٹوا دیا۔ حالانکہ شرعی قانون کی رو سے یہ ایسا جرم نہ تھا جس پر کسی کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ حضرت معاویہؓ کے پاس استغاثہ کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں ہاتھ کی دیت تو بیت المال سے ادا کر دوں گا مگر میرے عمال سے قصاص لینے کی کوئی سبیل نہیں۔ (ابن الاثیر، البدایہ جلد ۸ صفحہ ۱۷) "خلافت وملوکیت صفحہ ۱۷۵۔۱۷۶۔

جواب نمبر ۱۱۵:

اللہ جانے! مسلمانوں میں یہودیوں کی صفات کب سے پیدا ہو گئیں،

اَفَتُؤمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتٰبِ وَ تَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ،(تم کتاب کے بعض حصوں کو مانتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو۔) یہ فرمایا تو یہودیوں سے گیا تھا۔ اور وہ کم بخت جس حصے کو نہیں مانتے تھے اس پر ہاتھ رکھ کر اسے چھپا لیتے تھے۔ افسوس آج یہ اوصاف وکردار مسلمانوں میں بھی نظر آتے ہیں۔

مودودی صاحب یوں تو "بین الاقوامی حیثیت" کے متدین مسلمان ہیں مگر حضرت معاویہؓ کے بغض میں انہیں کچھ سوجھتا نہیں، کتاب کے وہ الفاظ تو انہیں نظر آ جاتے ہیں جنہیں کھینچ تان کر وہ حضرت معاویہؓ کی توہین وتنقیص کر سکتے ہیں۔ لیکن جو الفاظ ان کی مدح وستائش اور فضائل ومناقب میں صریح ہوتے ہیں وہ انہیں نظر نہیں آتے۔

اسی زیر بحث واقعہ کو لیجئے۔ اس میں مودودی صاحب کو امیر معاویہؓ کے الفاظ "میرے عمال سے قصاص لینے کی کوئی سبیل نہیں"۔ (لاسبیل الی القود من نوابی) تو نظر آ گئے۔ مگر مدعیان کے لفظ فی شبهة اور حضرت معاویہؓ سے متعلق الفاظ...... وعزل ابن غیلان نظر نہ آ سکے۔

جواب نمبر ۱۱۶: اوّل تو یہ واقعہ امہات الکتب سے نقل نہیں کیا گیا تا کہ ہم رواۃ کو دیکھ کر نقد کر

Scanned by CamScanner

سکتے۔ اور روایت کی حقیقت کھل جاتی۔ ابن الاثیر اور ابن کثیر ہر دو حضرات متاخرین ہیں یہ امہات الکتب ابن سعد، ابن اسحاق، طبری وغیرہ سے نقل کرتے ہیں۔ امام ابن کثیر نے اس واقعہ کی کوئی سند بیان نہیں کی اور ابنِ اثیر تو عموماً کسی واقعہ کی بھی سند نہیں لکھتے۔

جواب نمبر ۱۱۷:

دوسرے بنوضبہ جب استغاثہ لے کر آئے تو عرض کیا:۔

اِنَ نائبلك قطع يد صاحبنا في شبهة، آپ کے نائب نے شبہ میں ہمارے آدمی کا ہاتھ کاٹ دیا ہے۔(البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۷)

مدعی سست گواہ چست!

جب مدعی خود کہیں کہ قطع ید، شبہ کی بنا پر کیا ہے۔ تو کیا ملزم و مدعی علیہ کو شک کا فائدہ نہیں ملنا چاہیے تھا؟ اس موقعہ پر تو مودودی صاحب نے مدعی سست گواہ چست کی ضرب المثل پر عمل کر کے دکھا دیا، پھر حضرت معاویہؓ نے تو گورنر بصرہ کو اسکی وہ سزا دی، جو انتہائی اور نہایت سنگین سزا تھی۔ یعنی اسے گورنری سے معزول فرما دیا۔ مگر یا تو تعصب کی وجہ سے مودودی صاحب کو کچھ سوجھتا نہیں کہ انہیں فاعطاهم الدية کے ساتھ وعزل ابن غيلان کے الفاظ نظر نہیں آئے؟

یا بغض معاویہؓ کی شامت سے ان کی دیانت و امانت معلول و مفلوج ہو کر رہ گئی ہے۔

حضرت عثمان اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما ایسے اکابر صحابہ کی امانت و دیانت پر حملے کرتے کرتے اور انہیں خائن و غاصب قرار دیتے اب وہ خود دیانت و امانت سے محروم ہو کر رہ گئے ہیں۔ اور خیانت کے بغیر وہ کوئی بات نہیں کر سکتے۔

ایک آدمی کا ہاتھ کاٹنے اور وہ بھی دانستہ نہیں، بلکہ شبہ میں! کی سزا گورنر کو یہ دی جاتی ہے کہ اسے گورنری سے معزول کر دیا جاتا ہے۔ ہاتھ کی دیت دی جاتی ہے مگر پھر بھی مودودی صاحب حضرتِ معاویہؓ کو معاف نہیں کرتے۔

جھوٹ نمبر ۲/ ۴۹:

اس شخص (بسر بن ابی ارطاۃ) نے یمن میں حضرت علیؓ کے گورنر عبید اللہ بن عباس کے دو چھوٹے چھوٹے بچوں کو پکڑ کر قتل کر دیا.........

جھوٹ نمبر ۳/ ۵۰:

اس کے بعد اسی ظالم شخص کو حضرت معاویہؓ نے ہمدان پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا جو اس

Scanned by CamScanner

وقت حضرت علیؓ کے قبضے میں تھا وہاں اس نے دوسری زیادتیوں کے ساتھ ایک ظلم عظیم یہ کیا کہ جنگ میں جو مسلمان عورتیں پکڑی گئی تھیں۔ انہیں لونڈیاں بنالیا۔

جھوٹ نمبر ۴/ ۵۱:

ابن عبدالبرؒ کہتے ہیں کہ یہ پہلا موقع تھا کہ مسلمانوں کی آپس کی جنگ میں گرفتار ہونے والی عورتیں لونڈیاں بنائی گئیں۔

(استیعاب جلد ا صفحہ ۶۵) '' خلافت وملوکیت '' صفحہ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔

جواب نمبر ۱۱۸:

اول تو کسی فوجی افسر کے محاذ پر کسی فعل کی بناء پر حضرت معاویہؓ پر اعتراض وطعن غلط ہے۔ دوسرے حضرت عبیداللہ کے صاحبزادوں کے قتل کی روایت ہشام بن محمد عن ابی مخنف ہے۔ (استیعاب ترجمہ بسر بن ابی ارطاۃ) ان دونوں کی قلعی اچھی طرح کھولی جا چکی ہے۔ اگر ان میں سے صرف ایک سبائی رافضی دشمنِ بنی امیہ راوی ہوتا تو روایت کے بطلان کے لئے کافی تھا۔ اب جب کہ یہ '' بادہ '' '' دو آتشہ '' ہو گیا تو کون صاحب عقل و دانش اس خرافات پر اعتبار کر سکتا ہے۔

جواب نمبر ۱۱۹:

محاذ ہمدان پر پکڑی گئی مسلمان عورتوں کو لونڈیاں بنانے کی بات بھی صحیح نہیں۔ مودودی صاحب نے اسے صرف استیعاب سے نقل کیا ہے اور صاحب استیعاب، امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے ایک تو صرف ابو عمرو الشیبانی کا قول نقل کیا ہے۔ اس کی تو کوئی سند نہیں اور ایک روایت اپنی سند سے کی ہے مگر اس میں کئی راوی تو ایسے ہیں۔ جن کے حالات ہمیں تلاش و تجسس کے باوجود نہیں مل سکے۔ ایک راوی موسیٰ بن عبیدہ ہے جس کے متعلق امام و بانیءِ فن رجال حضرت یحییٰ بن سعید القطان کا ارشاد ہے۔ '' ہم اس کی حدیث سے بچتے ہیں۔ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں: لا تحل الروایة عندی میرے نزدیک اس کی روایت جائز نہیں۔ ابن معینؒ کا قول ہے۔ ولیس بشئی ہے، امام بخاریؒ فرماتے ہیں لا احدث عنہ میں اس سے کوئی حدیث روایت نہیں کرتا۔[1]

یہ مختصر جرح نقل کر دی گئی ہے۔

جھوٹ: مودودی صاحب لکھتے ہیں: '' ابن عبدالبرؒ کہتے ہیں یہ پہلا موقع تھا کہ مسلمانوں کی

[1] '' میزان الاعتدال '' جلد ۴ ص ۲۱۳، '' تہذیب التہذیب '' جلد ۱۰ ص ۳۵۶ تا ۳۶۰ ملخصاً

Scanned by CamScanner

آپس کی جنگ میں گرفتار ہونے والی عورتیں لونڈیاں بنائی گئیں''۔

مودودی گھڑنتو نمبر ۱:

یہ مودودی صاحب کا سفید جھوٹ ہے اور ذاتی گھڑنتو۔ استیعاب جلد ۱ صفحہ ۶۵ پر قیامت تک ابن عبدالبرؒ کا یہ قول نہیں دکھا سکتے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ قول ابوعمرو الشیبانی کا ہے۔ جسے مودودی صاحب ابن عبدالبرؒ کی طرف منسوب کررہے ہیں۔

مبلغِ علم:

اللہ اللہ! جس اللہ کے بندے کو ابوعمر (ابن عبدالبرؒ) اور ابوعمرو (الشیبانی) میں فرق و امتیاز کی تمیز نہیں ہے۔ وہ حضراتِ صحابہؓ کو دین و اخلاق کا درس دیتا ہے، اور ''نمک حلال'' قسم کے لوگ اسے ''علمی حیثیت سے بین الاقوامی'' شخصیت قرار دیتے ہیں۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن٥

جھوٹ نمبر ۵۲/۵:

یہ واقعات بیان کر کے مودودی صاحب لکھتے ہیں:۔

''یہ ساری کارروائیاں گویا اس بات کا عملاً اعلان تھیں کہ اب گورنروں اور سپہ سالاروں کو ظلم کی کھلی چھوٹ ہے، اور سیاسی معاملات میں شریعت[1] کی کسی حد کے وہ پابند نہیں ہیں''۔
(خلافت وملوکیت صفحہ ۱۷۷)

مودودی گھڑنتو نمبر ۲:

یہ سراسر بہتان وافترا ہے اور مودودی گھڑنتو! جس کا کوئی ثبوت نہیں۔

ایک لطیفہ:

یہ لطیفہ بھی شنیدنی ہے کہ کارروائیاں تو ابن غیلان اور ابن ابی ارطاۃ کی! اور عملاً اعلان حضرت معاویہؓ کا! ذرا خدا لگتی کہنا! آج تک کسی کی عداوت میں کسی کی حواس باختگی کا ایسا دلچسپ تماشہ کبھی دیکھا؟

جواب نمبر ۱۲۰: حقیقت یہ ہے کہ حضرت معاویہؓ اپنے ماتحت عمال کو ایسے کاموں سے سختی کے

---

[1] آئینے میں اپنا منہ نظر آتا ہے۔ مودودی صاحب چونکہ خود سیاسی معاملات میں شریعت کے پابند نہیں اس لئے انہیں دوسرے بھی اپنی طرح نظر آتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

ساتھ روکتے تھے، جس کا ثبوت ملاحظہ ہو:۔

یہی ابنِ ابی ارطاۃ جب مدینہ پہنچے تو منبر پر چڑھ کر کہا:۔

يا اهل المدينة والله لولا ما عهد الّي معاوية ما تركت بها محتلما الا قتلته۔ (طبری جلد ٤ صفحه ١٠٦ حالات ٤٠ هجری)

اے اہلِ مدینہ! خدا کی قسم اگر حضرت معاویہؓ مجھے فہمائش نہ کرتے تو میں مدینہ میں ایک بالغ مردنہ چھوڑتا۔ سب کو قتل کر ڈالتا۔

بہر حال حضرت معاویہؓ اس قسم کے الزامات سے قطعاً پاک ہیں۔ اگر کسی قسم کا ظلم وتشدد ان کے کسی ماتحت نے کیا ہے تو بنیادی طور پر اس کا وہ خود ذمہ دار ہے۔ اگر کسی گورنر تک کا کوئی ظالمانہ اقدام وارتکاب ان کے علم میں لایا گیا۔ تو انہوں نے فوراً مواخذہ کیا اور جیسا کہ ابھی بیان ہو چکا ہے گورنر بصرہ کو گورنری کے اعلیٰ منصب سے برطرف کر دیا۔

جھوٹ نمبر ۶/۵۳:

سر کاٹ کر ایک جگہ سے دوسری جگہ بھیجنے اور انتقام کے جوش میں لاشوں کی بے حرمتی کرنے کا وحشیانہ طریقہ بھی جو جاہلیت میں رائج تھا اور جسے اسلام نے مٹا دیا تھا..........

جھوٹ نمبر ۷/۵۴:

اسی دور میں مسلمانوں کے اندر شروع ہوا۔ سب سے پہلا سر جو زمانہء اسلام میں کاٹ کر لے جایا گیا۔ وہ حضرت عمار بن یاسر کا سر تھا...... جنگ صفین میں حضرت عمارؓ کا سر کاٹ کر حضرت معاویہؓ کے پاس لایا گیا (مسند احمد، ابن سعد) ''خلافت وملوکیت'' صفحہ ۱۷۷۔

جواب نمبر ۱۲۱:

ظلم وتعدی کرنے اور جھوٹ بولنے کا وحشیانہ طریقہ بھی جو جاہلیت میں رائج تھا، اور جسے اسلام نے مٹا دیا تھا، اس دور میں پھر مودودی صاحب نے مسلمانوں کے اندر شروع کیا، مودودی صاحب کا یہ جھوٹ نمبر ۷ بھی ان کے اسی سلسلہء اکاذیب کی ایک کڑی ہے۔ ورنہ یہ ''وحشیانہ طریقہ'' حضرتِ معاویہؓ کے دور سے پہلے خلافتِ علیؓ میں شروع ہو گیا تھا۔

جواب نمبر ۱۲۲:

سب سے پہلا سر جو زمانہ اسلام میں کاٹ کر لے جایا گیا وہ حضرت عمار بن یاسرؓ کا نہیں تھا جو جنگ صفین میں کاٹ کر حضرت معاویہؓ کے پاس لایا گیا۔ بلکہ وہ حضرت زبیرؓ کا سر تھا جو جنگ جمل میں کاٹ کر حضرت علیؓ کے پاس لایا گیا۔

Scanned by CamScanner

بغض معاویہؓ:

مودودی صاحب کے ''بین الاقوامی'' قلب میں بغض معاویہؓ کے جوش کا یہ حال ہے کہ انہوں نے گھڑ کر یہ جھوٹ تو بول دیا کہ ''سب سے پہلا سر جو زمانہ اسلام میں کاٹ کر لے جایا گیا وہ عمار بن یاسر کا سر تھا۔'' مگر انہیں امام ابن سعد، امام ابن عبدالبرؒ اور امام ابن کثیر رحمہم اللہ کے حواری رسول حضرت زبیر رضی اللہ عنہ (جنہیں رسول کریم ﷺ نے جنت کی بشارت دی) کے متعلق یہ الفاظ نظر نہ آئے کہ ابن جرموز لعین نے ان کو شہید کر کے ان کا سرِ اقدس تن سے جدا کیا اور حضرت علیؓ کے پاس لے آیا واخذ ابن جرموز رأسه فحملة حتى اتى به و بسيفه عليا۔[1]

ولما قتله عمرو بن جرموز فاحتز راسه و ذهب به الى علي۔[2]

امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے تو مزید تفصیل کی ہے۔ لکھتے ہیں:

ولمّا اتى قاتل الزبير عليًا براسه استاذن عليه فلم يأذن له وقال لا آذن بشرّه بالنار۔	اور جب ابن جرموز حضرت زبیرؓ کا سر لے کر حضرت علیؓ کے پاس آیا اور حاضر خدمت ہونے کی اجازت طلب کی تو حضرت علیؓ نے

حاضری کی اجازت نہ دی۔ اور اجازت لینے والے سے فرمایا اسے جہنم کی خوشخبری دے دو۔ اس پر ابن جرموز (لعین نے کہا۔

اتيتُ عليًا برأس الزبير ارجو لديه به الزلفه فبشّر بالنّارِ اذجئتُه فبئس البشارت و التحفه[3]	میں (حضرت) زبیرؓ کا سر لے کر (حضرت) علیؓ کے پاس آیا اس اُمید پر کہ اس عمل سے میں آپ کا قرب حاصل کر سکوں گا۔ مگر آپ نے مجھے جہنم کی خبر دی، یہ بہت بری خبر اور بہت برا تحفہ ہے۔

مودودی صاحب کی ''بین الاقوامی دینی'' شہرت وعظمت سے مرعوب ہو کر ہم یہ کہنے کی جسارت تو نہیں کر سکتے کہ یہ ان کو شیطانی القاء ہوا کہ:۔

''سب سے پہلا سر جو زمانہ اسلام میں......

اور یہ ان کا نفسانی ڈھول ہے۔ اور شیطان نے انہیں بھلا دیا کہ ''سب سے پہلا سر جو

---

[1] طبقات جلد ۳ صفحہ ۱۱۲ ترجمہ حضرت زبیرؓ [2] البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۲۴۹

[3] استیعاب ترجمہ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ

Scanned by CamScanner

زمانۂ اسلام میں کاٹ کر لے جایا گیا وہ حواری رسول حضرت زبیرؓ کا سر تھا۔ جنگ جمل میں حضرت زبیرؓ کا سر کاٹ کر حضرت علیؓ کے پاس لایا گیا" چلو ہم نہیں کہہ سکتے لہٰذا ہم یہی تاویل کر لیں گے کہ اس سے مراد حضرت عمارؓ کا تھا، جو کاٹا گیا۔ تو حضرت زبیرؓ کا سر تو نہیں تھا۔ معاذ اللہ یہ تو الزام لگا دیں کہ سر سے مراد یہی گول مول سی چیز تھی۔ جو کاٹی نہیں گئی بلکہ صرف گردن سے جدا کر دی گئی اور وہ تو صرف حضرت عمارؓ کا سر تھا جو کاٹ کر حضرت معاویہؓ کے پاس لایا گیا۔ یہ گول مول سی چیز تو گردن سے جدا کر کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس صرف حاضر کی گئی، سر تو نہیں لایا گیا تھا۔

اگر حضرت زبیرؓ کا سر ہوتا اور وہ کاٹا بھی جاتا اور حضرت علیؓ کے پاس لایا بھی جاتا تو مودودی صاحب جیسا بین الاقوامی عالم، بین الاقوامی دیندار اور بین الاقوامی صالح دیانتدار اور سچا آدمی بے چارے حقائق پوری "صالحیت" سے ہضم کر کے بھلا یہ لکھ سکتا تھا کہ:۔

"سب سے پہلا سر جو زمانۂ اسلام میں

یہ صرف مودودی صاحب کا تفرد نہیں:

اور پھر اس "آزادانہ تحقیقات" میں مودودی صاحب منفرد و متفرد نہیں، اس سے پہلے ایک اور بین الاقوامی کذاب واقدی بھی "بغض صحابہؓ" میں اسی شیطانی القاء و ابلیسی ذہول کا مظاہرہ کر کے لکھ چکا ہے کہ:۔

اول رأس حمل في الاسلام رأس عمرو بن الحمق[1] سب سے پہلا سر جو زمانۂ اسلام میں کاٹ کر لے جایا گیا وہ عمرو بن الحمق کا سر تھا"۔

جھوٹ نمبر ۵۵/۸:

"اس کے بعد دوسرا سر عمرو بن الحمق کا تھا۔ جو رسول اللہ ﷺ کے صحابیوں میں سے تھے۔ مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل میں انہوں نے بھی حصہ لیا۔ زیاد کی ولایت عراق کے زمانہ میں ان کو گرفتار کرنے کی کوشش کی گئی وہ بھاگ کر ایک غار میں چھپ گئے وہاں ایک سانپ نے ان کو کاٹ لیا اور وہ مر گئے۔ تعاقب کرنے والے ان کی مردہ لاش کا سر کاٹ کر زیاد کے پاس لے گئے۔ اس نے حضرت معاویہؓ کے پاس دمشق بھیج دیا۔ وہاں اسے برسر عام گشت کرایا گیا اور پھر لے جا کر ان کی بیوی کی گود میں ڈال دیا گیا"۔ ("خلافت و ملوکیت" صفحہ ۱۷۷)

[1] طبقات ابن سعد جلد ۶ صفحہ ۲۵ ترجمہ عمرو بن الحمق

جواب نمبر ۱۲۴:

''حضرت عثمانؓ کے قتل میں انہوں نے صرف حصہ نہیں لیا تھا'' بلکہ قاتلوں میں سے تھا۔ امام مظلوم کے جسم اطہر کو روندتا رہا۔ سینہ اقدس پر بیٹھ کر انتہائی بے دردی سے نیزہ کے نو زخم لگائے۔ فوثب علی عثمان فجلس علی صدرہ و بہ رمق فطعنہ تسع طعنات۔

(طبری جلد ۳ صفحہ ۴۲۴)

قدرت کا شدید انتقام!

یہ تو مفکر اسلام ہیں جو شہادت عثمانؓ کو ایک عام آدمی کا قتل سمجھتے ہیں۔ قدرت نے تو اسے غیر معمولی حادثہ قرار دے کر قاتلین سے شدید انتقام لیا۔ امام مظلومؓ کے خونخوار و خون آشام ظالموں کا جو براحشر ہوا وہ انتہائی عبرت ناک ہے۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:۔

بالتحقیق بعض اسلاف نے خدا کی قسم کھا کر کہا ہے کہ مامات احد من قتلۃ عثمان الا مقتولا، قاتلین عثمان سب کے سب قتل ہو کر مرے، بعض نے کہا مامات احدمنھم حتی جن [1]، ان میں سے جو بھی مرا مجنون و پاگل ہو کر مرا۔ ابن عساکرؒ نے روایت کی ہے۔ جن لوگوں نے حضرت عثمان پر چڑھائی کی تھی۔ عامتھم جنوا [2] ان میں سے اکثر پاگل ہو گئے۔

جب قدرت کا منتقم ہاتھ ایک ایک دشمن امامؓ کی طرف بڑھا اور اسے انتقام کے شکنجے میں بری طرح کسا تو عمرو بن الحمق اس سے بھلا کب بچ سکتے تھے۔ حضرت معاویہؓ نے ایک ایک قاتل امامؓ کو پکڑ کر قصاص میں قتل کرنے کی کوشش کی اور اس میں آپ کافی حد تک کامیاب ہوئے اور قدرت نے بھی ان کی اس بارے میں پوری پوری مدد فرمائی۔

حضرت معاویہؓ کا عجیب جرم و گناہ:

اب اگر عمرو بن الحمق کو سر چھپانے کی کہیں جگہ نہ ملی اور زمین باوجود اپنی وسعت کے اس پر تنگ ہو گئی اور وہ بھاگ کر ایک غار میں چھپ گئے، وہاں ایک سانپ نے ان کو کاٹ لیا اور وہ مر گئے۔ تو یہ بھی حضرت معاویہؓ کا جرم و قصور ہے اور مودودی صاحب ان کے خلاف مرتبہ فرد جرم میں اسے تفصیل سے درج کر رہے ہیں۔ ''تعاقب کرنے والے ان کی مردہ لاش [3] کا سر

---

[1] البدایہ والنہایہ جلد ۷، صفحہ ۱۷۹۔ [2] تاریخ الخلفاء احوال عثمانؓ

[3] ''مردہ لاش'' یہ ''بین الاقوامی علمی، ادبی شخصیت'' کی علمیت کے ساتھ ان کے ''ادب'' کا مظاہرہ ہے۔ ورنہ مردہ لاش بھی کبھی ہوئی؟ ''لاش'' تو ہمیشہ زندہ ہوتی ہے۔

Scanned by CamScanner

کاٹ کر زیاد کے پاس لے گئے''۔ تو یہ بھی جرم و گناہ حضرت معاویہؓ کا!

زیاد نے حضرت معاویہؓ کے پاس دمشق بھیج دیا تو یہ بھی نا قابلِ عفو گناہ حضرت معاویہؓ کا!

جواب نمبر ۱۲۵:

''وہاں اسے برسرِ عام گشت کرایا گیا۔ اور پھر لے جا کر ان کی بیوی کی گود میں ڈال دیا گیا''۔ یہ قصور ضرور ہے مگر ثابت نہیں۔

مودودی گھڑنتو نمبر ۳:

مودودی صاحب نے پوری ''دیانت'' سے اس کے چار حوالے دیئے ہیں۔ طبقات ابن سعد جلد ۶ صفحہ ۲۵، استیعاب جلد ۲ صفحہ ۴۴۰، البدایہ جلد ۸ صفحہ ۴۸ اور تہذیب جلد ۸ صفحہ ۲۴ طبقات، استیعاب اور تہذیب التہذیب میں تو اس کا ذکر تو کجا اشارہ تک بھی نہیں۔ صرف البدایہ میں ہے۔ مگر مودودی صاحب نے اپنی ''بین الاقوامی دینی حیثیت'' کا پورا زور لگا کر لکھ دیا کہ یہ بات ان چار کتابوں میں ہے اور قاری بچارا ان بھاری بھر کم حوالوں کے نیچے دب گیا کہ جب اتنے بڑے بڑے امام لکھ رہے ہیں تو بات بالکل سچی ہوگی۔ مگر اسے کیا خبر! کہ ان بڑے اماموں کو تو اس جھوٹ، دروغ، کذب، افتراء اور بہتان کی خبر بھی نہیں جو مودودی صاحب ان پر باندھ رہے ہیں۔

جواب نمبر ۱۲۶:

یہ بات صرف البدایہ میں ہے مگر البدایہ میں بھی اس کا کوئی مآخذ نہیں ہے۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ المتوفی ۷۷۴ ہجری خود تو ناقل ہیں۔ انہوں نے بہر حال یہ بات کہیں سے نقل کی ہے۔ عام طور پر ان کا مصدر طبری ہے مگر طبری میں بھی یہ بات نہیں ہے۔

طبری میں تو غار اور سانپ وغیرہ کا قصہ بھی نہیں۔ اس میں تو ہے کہ: یہ اصحابِ حجر بن عدی میں سے تھا۔ جب زیاد نے حجر کو ٹھکانے لگایا تو یہ موصل کی طرف بھاگ گیا۔ ایک پہاڑ میں چھپ گیا، پکڑا گیا۔ عامل موصل عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عثمانؓ الثقفی کے پاس لایا گیا۔ اس نے حضرت معاویہؓ کو خبر دی، حضرت معاویہؓ نے اسے لکھا کہ اس نے حضرتِ عثمانؓ پر نیزے کے نو وار کئے تھے۔ ہم اس پر تعدی نہیں کرتے: فاطعنه تسع طعنات تم اسے نو نیزے مارو۔ جس طرح اس نے حضرت عثمانؓ کو نیزے مارے تھے۔ چنانچہ اسے نیزے کی نو ضربیں ماری گئیں وہ پہلی یا دوسری میں مر گیا۔ (طبری جلد ۴ صفحہ ۱۹۷)

Scanned by CamScanner

طبری سے زیادہ مقدم مأخذ ابن سعد ہے۔ مگر طبری کی طرح طبقات ابن سعد میں بھی نہ تو برسرِ عام گشت وغیرہ کا ذکر ہے اور نہ ہی غار اور سانپ وغیرہ والا قصہ! اس میں صرف اتنا ہے کہ یہ عثمانؓ پر چڑھائی کرنے والوں میں سے تھا۔ اور ان کے قتل میں اعانت کی ثــم قتلــه عبدالرحمن بن ام الحکم بالجزیرۃ پھر اسے عبدالرحمٰن نے جزیرہ میں قتل کر دیا۔

(طبقات جلد ۶ صفحہ ۲۵)

اخبار و روایات کے ان قدیم واقدم اور معتبر مآخذ میں تو سرے سے ''افسانے'' مذکور ہی نہیں، امام ابنِ کثیر رحمہ اللہ نے یہ بات کہاں سے لی ہے۔ اگر وہ بیان کر دیتے تو ہم اصل مأخذ سے تحقیق کرتے۔ اب ایک بے سند اور بے اصل بات پر جو اتنی اہم اور سنگین ہے کہ اس سے حضرتِ معاویہؓ ایسی شخصیت مجروح و مطعون ہو رہی ہے سوائے مودودی صاحب ایسے دشمنِ معاویہؓ کے اور کون اعتماد کر سکتا ہے؟

ابنِ سعد اور طبری نے تو سرے سے سر کے کاٹنے اور زیاد اور پھر حضرت معاویہؓ کے پاس بھیجے جانے ہی کا ذکر نہیں کیا۔ امام ابن عبدالبر اور امام ابنِ حجر رحمہما اللہ نے استیعاب اور ''تہذیب التہذیب'' میں گو سر کے کاٹے جانے اور زیاد اور پھر حضرت معاویہؓ کے پاس بھیجے جانے کا ذکر تو کیا ہے مگر یہ ''گشت'' وغیرہ کا تو اشارہ بھی نہیں کیا۔ امام ابنِ حجر رحمہ اللہ نے اصابہ میں سر، حضرت معاویہؓ کے پاس بھیجے جانے کی چار روایات ابن حبان، خلیفہ، ابن سکن سے نقل کی ہیں مگر ان چاروں میں سے کسی ایک میں بھی سر کے برسرِ عام گشت اور ان کی بیوی کی گود میں ڈالے جانے کا کوئی ذکر نہیں۔ لہٰذا معلوم ہوتا ہے کہ یہ دشمنانِ صحابہؓ کا گھڑا ہوا ''افسانہ'' ہے جسے حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔

جھوٹ نمبر ۹/۵۶:

مودودی صاحب لکھتے ہیں۔ ''حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر کاٹ کر کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے دمشق لے جایا گیا''۔

اس کے بعد مودودی صاحب نے مروان کے زمانے میں حضرت نعمان بن بشیرؓ کے قتل کئے جانے کے بعد ان کا سر لے جا کر ان کی بیوی کی گود میں ڈالنے، حضرت مصعب بن زبیر کا سر کوفہ اور مصر میں پھرانے پھر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما وغیرہ کے سر کاٹ کر مکہ سے مدینہ اور مدینہ سے دمشق لے جانے کے واقعات لکھے ہیں۔ (''خلافت وملوکیت'' صفحہ ۱۷۸۔۱۷۹)

Scanned by CamScanner

جواب نمبر ۱۲۷۔اس میں حضرت معاویہؓ کا کیا قصور؟:

حالانکہ یہ سب واقعات عہدِ معاویہؓ کے بعد کئے ہیں۔اس میں حضرت معاویہؓ کا کیا قصور؟ مگر چونکہ اس سے محض اپنے جذباتِ نفسانی کی کچھ تسکین ہو جاتی تھی۔اس لئے مودودی صاحب نے یہ سب واقعات حضرت معاویہؓ کے عہد میں درج کر دیئے ہیں۔تاکہ عام قاری دھوکا کھا کر یہ یقین کرلیں۔کہ یزید،مروانؒ اور حجاج وغیرہ کے زمانے میں کئے گئے ان واقعات کے ذمہ دار بھی حضرت معاویہؓ ہیں۔اللہ تعالیٰ بغضِ معاویہ سے بچائے۔(آمین)

طعن نمبر ۵۷،سنت کے خلاف:

مودودی صاحب بعنوان ''حضرت معاویہؓ کے عہد میں'' لکھتے ہیں:۔(''خلافت وملوکیت''صفحہ ۱۷۳)

''امام زہری کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور چاروں خلفائے راشدین کے عہد میں سنت یہ تھی کہ نہ کافر مسلمان کا وارث ہوسکتا تھا نہ مسلمان کافر کا۔حضرت معاویہؓ نے اپنے زمانہ حکومت میں مسلمان کو کافر کا وارث قرار دیا اور کافر کو مسلمان کا وارث قرار نہ دیا''۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۳۹)

جواب:

امہات الکتب میں سے کسی کتاب میں یہ روایت نہیں ہے۔نہ طبقات ابن سعد میں ہے،نہ تاریخ طبری میں،نہ استیعاب ابن عبدالبر میں ہے۔حتی کہ اصابہ ابن حجر میں بھی نہیں۔رحمہم اللہ۔اہل سنت کی بنیادی کتب سے قطع نظر!اغیار کی بھی کسی اساسی کتاب میں یہ روایت نہیں ہے ورنہ مودودی صاحب ضرور ان کا سہارا لیتے اور صرف البدایہ والنہایہ پر قناعت نہ کرتے جو آٹھویں صدی ہجری کی تالیف ہے۔

جواب نمبر ۱۲۸:

اگر یہ روایت صحیح ثابت ہو جائے تو پھر یہ فقہی مسئلہ ہے اور حضرت معاویہؓ فقہاء میں سے ہیں۔حبر امت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما انہیں فقیہہ فرماتے ہیں(صحیح بخاری باب ذکر معاویہؓ)ان کو اجتہاد کا پورا حق حاصل ہے۔پھر اس اجتہاد و تفقہ میں آپ تنہا نہیں۔حضرت معاذ رضی اللہ عنہ ایسے جلیل القدر فقیہ و مجتہد صحابی ان کے ساتھ ہیں۔

علامہ السید الشریف علی الجرجانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:۔(شریفیہ شرح سراجی مطبوعہ دھلی صفحہ ۱۴)

Scanned by CamScanner

فلایرث الکافر من مسلم اجماعا	کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوگا۔ اس پر اجماع
ولا المسلم من الکافر علی قول علی	ہے اور حضرت علیؓ، حضرت زیدؓ بن ثابت اور
و زید و عامة الصحابة والیه ذهب	جمہور صحابہؓ کے قول کے مطابق مسلمان کافر
علماؤنا و الشافعی و القیاس ان یرث	کا وارث نہیں ہوگا اور ہمارے علماء (احناف)
المسلم من الکافر و لا یرث الکافر	کا اور امام شافعیؒ کا یہی مذہب ہے اور قیاس یہ
منه و الیه ذهب معاذ بن جبل و	ہے کہ مسلمان کافر کا وارث ہو اور کافر مسلمان کا
معاویة بن ابی سفیان و الحسن و	وارث نہ ہو اور حضرت معاذ بن جبل حضرت
محمد بن الحنفیه و محمد بن علی	معاویہ، حسن بصری، محمد بن الحنفیہ، محمد باقر اور
بن الحسین و مسروق رحمهم الله۔	مسروق رحمہم اللہ کا یہی مذہب ہے!

مودودی صاحب حضرت معاویہؓ کے خلاف تو بڑے جری ہیں۔ دیکھیں اب وہ حضرت علیؓ کے لخت جگر حضرت محمد بن الحنفیہ اور حضرت امام زین العابدین کے نور نظر حضرت ابوجعفر امام محمد باقر رحمہم اللہ کے خلاف کیا فتویٰ صادر فرماتے ہیں اور صحابیٔ جلیل حضرت معاذؓ بن جبل اور حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے خلاف کیا؟

ع کیا میری ضد سے باغباں سارا چمن جلائے گا؟

طعن نمبر ۵۸، سنت کو بدل دیا:

''حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ دیت کے معاملہ میں بھی حضرت معاویہؓ نے سنت کو بدل دیا۔ سنت یہ تھی کہ معاہدہ کی دیت مسلمان کے برابر ہوگی۔ مگر حضرت معاویہؓ نے اس کو نصف کر دیا اور باقی نصف خود لینی شروع کر دی۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۳۹)۔

(خلافت وملوکیت صفحہ ۱۷۴،۱۷۳)

جواب نمبر ۱۲۹:

طبقات ورجال اور تاریخ وسیرت کی امہات الکتب میں کہیں یہ بات نظر نہیں آتی۔ پھر حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اگر البدایہ والنہایہ میں اس قول کی کوئی سند پیش فرماتے تو اس کا تجزیہ کر کے دیکھا جا سکتا تھا کہ اس الزام کی کیا حیثیت اور قیمت ہے۔ مگر الزام اتنا بڑا!! سنت کو بدل دینے کا!! اور روایت کا اتہ نہ پتہ! نسب نہ اصل!

جواب: یہ ایک فقہی مسئلہ ہے اور اس میں حضرات صحابہؓ کے کئی مسلک ہیں۔

Scanned by CamScanner

امام محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن رشد القرطبی رحمہ اللہ المتوفی ۵۹۵ھ رقمطراز ہیں:
اہل الذمہ کی دیت کے بارے میں تین اقوال ہیں:۔
پہلا یہ کہ ذمیوں کی دیت مسلمان کی دیت سے نصف ہے۔ امام مالکؒ اور عمر بن عبدالعزیز کا یہی قول ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ ان کی دیت مسلمان کی دیت کی تہائی ہے۔ امام شافعی کا یہی قول ہے اور یہی حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ سے مروی ہے اور تابعین کی ایک جماعت کا بھی یہی قول ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ ذمیوں کی دیت مسلمانوں کی دیت کے برابر ہے اور یہی قول امام ابو حنیفہ، ثوری اور ایک جماعت کا ہے اور یہی حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے نیز حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ سے بھی ایک روایت ہے اور تابعین کی ایک جماعت کا یہی مذہب ہے۔ اور سنت یہ ہے جو معمر نے زہری سے روایت کی ہے کہ یہودی، نصرانی اور ہر ذمی کی دیت مسلمان کی دیت کے برابر ہے۔ نیز زہریؒ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر اور عمر اور عثمان اور علی کے عہد میں یہی سنت تھی۔

حتی کان معاویة فجعل فی بیت المال نصفها واعطی اهل المقتول نصفها، ثم قضی عمر بن عبدالعزیز بنصف الدیة والغی الذی جعله معاویة فی بیت المال۔[1]

یہاں تک کہ حضرت معاویہؓ خلیفہ ہوئے تو آپ نے نصف دیت بیت المال کے لئے مقرر کر دی اور نصف مقتول کے وارثوں کو دی۔ پھر عمر بن عبدالعزیز نے بھی نصف دیت کا فیصلہ کیا اور دو ہزار درہم جو حضرت معاویہؓ نے بیت المال کے لئے مقرر کئے تھے، بیت المال میں دینے کا حکم دیا۔

مودودی صاحب نصف دیت مقرر کرنے پر طعن کر رہے تھے۔ اگر خدا انہیں فقہ کا علم نصیب کرتا تو انہیں معلوم ہوتا کہ یہاں تو نصف کی بجائے تہائی کا بھی قول ہے اور یہ قول ہے بھی حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرات تابعینؒ کی ایک جماعت کا! اور یہی مذہب ہے امام شافعی کا! رحمہ اللہ

رہا حضرت معاویہؓ کا معاہد کی دیت کا مسلم کی دیت سے نصف دیت مقرر کرنا! تو ان کی اس فقہ کو امام حرم حضرت امام مالک اور تتمہ خلافت راشدہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہما اللہ نے اپنایا ہے۔

جواب نمبر ۱۳۰: باقی رہا مودودی صاحب کا یہ لکھنا کہ "حضرت معاویہؓ نے باقی نصف دیت

---

[1] بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد مطبوعہ مصر جز ثانی صفحہ ۳۱۴

Scanned by CamScanner

خود لینی شروع کر دی" ۔ یہ ان کے بغضِ معاویہؓ کا مظاہرہ ہے۔ امام ابن کثیر المتوفی ۷۷۴ھ یہ لکھتے ہیں کہ:۔

اخذا لنصف لنفسہ۔ مگر یہاں نفسہ سے مراد حضرت معاویہؓ کی ذات نہیں بلکہ بیت المال ہے۔ جیسا کہ وہ البدایہ جلد ۸ صفحہ ۲۹ پر لکھتے ہیں اور ان سے قریباً دو سو سال پہلے امام قرطبی رحمہ اللہ (المتوفی ۵۹۵ھ) صراحت سے لکھتے ہیں کہ فجعل فی بیت المال نصفھلہ میٹھا میٹھا ہپ! کڑوا کڑوا تھو!

مودودی صاحب کو اصحابِ رسول خصوصاً بنو امیہ کی توہین و تنقیص بڑی میٹھی لگتی ہے لہٰذا وہ ان بے اصل و نسب اقوال کو جو ان کے مطاعن و مثالب پر مشتمل ہوں بمصداق "میٹھا میٹھا ہپ" بڑے جوش، ذوق اور چاؤ سے ہپ کر جاتے ہیں۔ اور جن اقوال و روایات سے ان کے فضائل و مناقب ثابت ہوتے ہیں۔ چونکہ مودودی صاحب کو وہ تلخ و ترش محسوس ہوتے ہیں۔ لہٰذا بمصداق "کڑوا کڑوا تھو" انہیں "تھو" کر دیتے ہیں۔

ایک لطیفہ یا تازیانہ؟:

اسے محض ایک لطیفہ کہا جائے یا قدرت کی طرف سے تازیانہ؟ کہ مودودی صاحب نے البدایہ کے جس صفحے سے امام زہری اور امام ابن کثیر رحمہما اللہ کے بے اصل اقوال قدح معاویہؓ میں تو نقل کر دیئے لیکن انہی اقوال سے متصل البدایہ کے ہی صفحہ ۱۳۹ پر امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے درجن سے اوپر روایات و اقوال مدح معاویہؓ میں نقل کئے ہیں۔ ان کی طرف گوشۂ چشم التفات مبذول نہیں فرمایا۔ ہم ان کثیر روایات سے بطور نمونہ دو اقوال پیش کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیے:

۱۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:۔

اذ رأیتَ رجلاً یذکر احدا من الصحابة بسوء فاتهمه علی الاسلام!	جب تو کسی شخص کو دیکھے جو کسی صحابی کا ذکر برائی سے کرتا ہے تو اس کے وجود کو اسلام پر ایک تہمت سمجھ۔

۲۔ حضرت فضل بن زیاد کہتے ہیں، حضرت ابو عبداللہ (احمد بن حنبلؒ) سے اس شخص کے متعلق سوال کیا گیا جو شخص

تنقص معاویه و عمرو بن العاص ایقال	حضرت معاویہ اور حضرت عمرو بن العاص

Scanned by CamScanner

لـه رافضـی؟ فـقـال انـه لم يجترئ عـلـيـهـمـا الاوله خبيئة سوء، ما انتقص احـدا احدًا من الصحابة الا وله داخلة سوء!

(البدایه و النہایه جلد ۸ صفحہ ۱۳۹)

رضی اللہ عنہما کی تنقیص کرتا ہے کیا اسے رافضی کہا جائے گا؟ آپ نے فرمایا، اس شخص (کے دل) میں مخفی برائی (نفاق) تھی جس نے اسے ان حضرات پر جری بنا دیا ہے جو شخص بھی کسی صحابی کی شان میں کمی کرتا ہے اس کا مذہب بد اور اس کی نیت بری ہے۔

تا کہ سند رہے:

مودودی صاحب نے حضرت معاویہؓ سے متعلق جو کچھ بیان کیا ہے اس سے حضرت معاویہؓ کی برملا تنقیص ہوئی ہے اور ان کی شان میں کمی کرنے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے سوائے مودودی صاحب کے اندھے متعصب مقلد، یا ''نمک حلال'' ملازم کے کوئی بھی اختلاف نہیں کر سکتا۔ جب یہ حقیقت ہے کہ مودودی صاحب نے حضراتِ صحابہؓ کی شان میں بدترین گستاخیاں کی ہیں اور ان کی برملا تنقیص کی ہے تو انہیں رئیس المحدثین، امام المجتہدین حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے دیئے ہوئے ''القابات'' سنبھال کر رکھنے چاہئیں ''تا کہ سند رہے'' اور (قیامت میں) بوقت ضرورت کام آئے۔

صرف رافضی نہ! منافق بھی!

سائل نے تو پوچھا تھا کہ جو شخص حضرت معاویہؓ کی شان میں کمی کرتا ہے کیا اسے رافضی کہا جا سکتا ہے؟ حضرت امام عالی مقام نے فرمایا، رفض تو ظاہری روگ ہے۔ یہ بدبخت صرف ظاہر کا روگی، رافضی نہیں بلکہ اسے اندرونی روگ ہے۔ خفیہ مرض ہے، قلبی بیماری اور روحانی فساد ہے۔ اس کی نیت کھوٹی ہے۔ گویا یہ صرف رافضی نہیں بلکہ منافق بھی ہے۔ بد مذہب ہے۔

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ.........:

مودودی صاحب نے حضرت امیر معاویہؓ کو مخالفِ کتاب و سنت اور خائن و غاصب ثابت کرنے والے اقوال تو البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۳۹ سے نقل کر دیئے مگر اسی صفحہ پر ان کے اپنے متعلق جو القابات عالیہ ثابت ہوتے تھے انہیں وہ صاف ہضم کر گئے۔ کتاب کے بعض حصوں پر ایمان اور بعض کا انکار و کتمان مسلمانوں کی صفت تو نہیں بتلائی گئی تھی۔

Scanned by CamScanner

برسرِ منبر حضرت علیؓ پر سبّ وشتم کی بوچھاڑ

جھوٹ نمبر ۱۰/۵۹:

ایک اور نہایت مکروہ بدعت حضرت معاویہؓ کے عہد میں یہ شروع ہوئی کہ وہ خود اور ان کے حکم سے ان کے تمام گورنر خطبوں میں برسر منبر حضرت علی رضی اللہ عنہ پر سب وشتم کی بوچھاڑ کرتے تھے۔ حتیٰ کہ مسجد نبوی میں منبر رسول پر عین روضہ نبوی کے سامنے حضور ﷺ کے محبوب ترین عزیز کو گالیاں دی جاتی تھیں اور حضرت علیؓ کی اولاد اور ان کے قریب ترین رشتے دار اپنے کانوں سے یہ گالیاں سنتے تھے۔ (الطبری جلد ۴ صفحہ ۱۸۸، ابن الاثیر، البدایہ جلد ۸ صفحہ ۲۵۹، جلد ۹ صفحہ ۸۰) کسی کے مرنے کے بعد کے اس کو گالیاں دینا شریعت تو درکنار انسانی اخلاق کے بھی خلاف تھا اور خاص طور پر جمعہ کے خطبے کو اس گندگی سے آلودہ کرنا تو دین واخلاق کے لحاظ سے سخت گھناؤنا فعل تھا۔ (''خلافت وملوکیت'' صفحہ ۱۷۴)

بدترین گستاخی:

خدا کی شان تو دیکھو کہ کلچڑی گنجی
حضورِ بلبلِ بستاں کرے نوا سنجی

ہماری قسمت میں یہ دن بھی دیکھنے لکھے تھے کہ ایک جھوٹا انسان، دامانِ نبوت وآغوشِ رسالت میں تربیت یافتہ صحابہ کرامؓ کو دین واخلاق کا سبق دے گا اور حضرت معاویہؓ ایسی عظیم شخصیت کے اخلاقِ عالیہ پر یوں نکتہ چینی کرے گا۔

میں پوچھتا ہوں کیا حضرت معاویہؓ کی وفات بعد ان کو گالیاں دینا، خاص طور پر ''خلافت وملوکیت'' کو اس گندگی سے آلودہ کرنا دین واخلاق کے لحاظ سے سخت گھناؤنا فعل نہیں؟ کیا یہ ''صالحیت'' کا مظاہرہ ہے؟ کیونکہ اس کا ارتکاب ''دینی، علمی حیثیت سے بین الاقوامی'' شخصیت کر رہی ہے۔

جواب نمبر ۱۳۱:

میں عرض کروں گا کہ ''حضرت معاویہؓ خود حضرت علیؓ پر سب وشتم کی بوچھاڑ کرتے تھے'' یہ بہتان وافتراء ہے۔ یہ دروغ بے فروغ ہے۔ دنیا کا ہر معقول انسان جسے حضرت معاویہؓ کی سیرت طاہرہ وکردار عالیہ کی کچھ بھی خبر ہے اس الزام کو تعصب وعناد اور جہالت وجاہلیت کے

Scanned by CamScanner

مظاہرہ سے تعبیر کئے بغیر نہیں رہے گا۔ حضرت معاویہؓ تو سیاست و تدبر، علم و حکمت، فہم و فراست اور حلم و تحمل کے فلک و سماء کے آفتاب و ماہتاب تھے۔ ان صفات عالیہ محمودہ و اخلاق کریمانہ سے متصف صحابی، رسول سے قطع نظر! کوئی عام شریف انسان حضرت علیؓ تو حضرت علیؓ! کسی عام آدمی پر بھی سب و شتم کی بوچھاڑ نہیں کر سکتا الا مودودی! مگر سب و شتم کی بوچھاڑ وہ بھی نہیں کرتا صرف ''ترجمان القرآن'' میں مسلسل کئی مہینے یا ''خلافت و ملوکیت'' کے چند[1] صفحات پر حضرت عثمان، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت معاویہ، حضرت عمرو بن العاص، حضرت مغیرہ بن شعبہ، حضرت ولید بن عقبہ وغیرہم رضی اللہ عنہم کو چند گالیاں دے دیتا ہے سب و شتم کی بوچھاڑ تو وہ بھی نہیں کرتا صرف سبّ و شتم کی کچھ مشق کر لیتا ہے۔

مودودی گھڑنتو:

ہمارا دعویٰ ہے کہ یہ سارا ''مودودی گھڑنتو'' ہے جس کا دنیا کی کسی تاریخ سے کوئی سراغ نہیں ملتا۔

چیلنج:

ہم مودودی صاحب کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ کسی روایت سے یہ ثابت کر دیں کہ حضرت معاویہؓ نے منبر پر حضرت علیؓ پر ''سبّ و شتم کی بوچھاڑ'' تو کجا! کبھی کہیں انہیں گالی دی ہو۔ اگر وہ کسی صحیح روایت سے یہ ثابت کر دیں تو ان کی ''بین الاقوامی علمی دینی'' حیثیت ہم بھی تسلیم کر لیں گے اور اگر وہ یہ ثابت نہ کر سکیں اور ہم کہتے ہیں کہ اگر وہ سو دفعہ مر کر پھر زندہ ہوں تو بھی یہ ثابت نہیں کر سکتے۔ تو وہ اپنی امارت و صالحیت اور ''بین الاقوامی علمی، دینی حیثیت'' کی لاج رکھتے ہوئے کھل کر یہ اعلان تو کر دیں کہ ''یہ لکھ کر میں نے جھوٹ کی مشق کی تھی''۔

حضرت معاویہؓ کی زبان سے مناقب علیؓ:

مودودی صاحب کے ''بین الاقوامی جھوٹ'' کے علی الرغم اب ہم بعونہٖ تعالیٰ یہ ثابت کریں گے کہ حضرت معاویہؓ کی زبان حضرت علیؓ پر ''سب و شتم کی بوچھاڑ'' تو کیا کرتی؟ وہ تو حضرت علیؓ کے فضائل و محاسن کے مقر و معترف اور ان کی مدح و ستائش میں رطب اللسان نظر آتے ہیں۔

---

[1] صفحہ ۹۷ سے صفحہ ۱۷۹ تک صرف ۸۳ صفحات پر!

Scanned by CamScanner

۱۔ علامہ ابن عبدالبرؒ رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:۔

(حضرت) معاویہؓ پیش آمدہ مسائل کولکھ لیا کرتے تھے تاکہ انہیں حضرت علیؓ سے دریافت کرلیں گے۔

فلما بلغه قتله قال ذهب الفقه و العلم بموت ابن ابی طالب۔[1]

جب انہیں حضرت علیؓ کی شہادت کی اطلاع ملی تو فرمایا۔ ابن ابی طالب کی وفات سے فقہ اور علم (دنیا سے) رخصت ہوگیا۔

اس روایت سے یہ حقیقت منکشف ہوگئی کہ حضرت معاویہؓ نہ صرف حضرت علیؓ کے فضائل علمیہ وکمالاتِ فقہیہ کے قائل و معترف تھے۔ بلکہ انہیں آپ کی ذات پر اعتماد کامل تھا اور مسائل مہمہ میں آپ سے استفادہ کرتے تھے۔

۲۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ حضرت مغیرہ سے روایت کرتے ہیں:۔

لما جاء خبر قتل علی الی معاویة جعل یبکی!

جب حضرت معاویہؓ کو حضرت علیؓ کی شہادت کی خبر ملی تو وہ رونے لگے۔

ان کی اہلیہ نے کہا آج ان کو روتے ہو، کل ان سے لڑتے رہے۔ اس پر حضرت معاویہؓ نے فرمایا تیری خرابی ہو! تو نہیں جانتی ان کی وفات سے

ما فقد الناس من الفضل و الفقه والعلم![2]

لوگ فقہ اور علم وفضل سے محروم ہوگئے!

۳۔ حضرت معاویہؓ کو دوسروں سے حضرت علیؓ کے فضائل ومحاسن سننے میں لطف آتا تھا۔

خوشتر آں باشد کہ سرِّ دلبراں
گفتہ آید در حدیثِ دیگراں!

چنانچہ ایک دفعہ آپ نے ضرار الصدائی سے تقاضا واصرار کرکے حضرت علیؓ کے اوصاف سنے۔ انہوں نے بیان کیا:۔

واللہ! وہ بلند حوصلہ اور نہایت قوی تھے۔ فیصلہ کن بات کہتے تھے اور عدل وانصاف سے فیصلے کرتے تھے۔ ان کے گرد وپیش علم کا چشمہ پھوٹا پڑتا تھا اور ان کے اطراف و جوانب میں

---

[1] استیعاب ترجمہ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ [2] البدایۃ والنہایۃ جلد ۸ صفحہ ۱۳۰

Scanned by CamScanner

حکمت کا دریا رواں تھا ......

فبکی معاویة و قال رحم اللہ ابا الحسن کان واللہ کذلک! ؎۱	یہ سن کر حضرت معاویہؓ رونے لگے اور فرمایا، خدا ابوالحسنؓ پر اپنی رحمت نازل فرمائے، خدا کی قسم وہ ایسے ہی تھے!

۴۔ نہ صرف حضرت معاویہؓ حضرت علیؓ کے علم وفضل اور فقہ واجتہاد کے کمال کے معترف تھے بلکہ اس چشمہ، معارف و دریائے حکمت سے سیراب بھی ہوتے تھے۔ امام مالک رحمہ اللہ حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں (ایک واقعہ کے متعلق) حضرت معاویہؓ کو فیصلہ کرنے میں مشکل درپیش تھی آپ نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو لکھا کہ:۔

یسألُ لہٗ علی بن ابی طالب عن ذلک	وہ یہ مسئلہ حضرت علیؓ سے دریافت کریں۔
فسئال ابوموسی عن ذلک علی بن ابی طالب۔ ؎۲	چنانچہ حضرت ابوموسیٰؓ نے وہ مسئلہ حضرت علیؓ سے دریافت کیا۔

غور فرمایئے! کہاں روایات صحیحہ سے حضرت معاویہؓ کا کمالات وفضائل علیؓ کا معترف ہونا۔ خود ان کے محامد ومحاسن بیان کرنا۔ دوسروں سے باصرار واشتیاق سننا اور ان کے علوم ومعارف سے مستفیض ہونا اور کہاں مودودی صاحب کا یہ ادعاء باطل کہ ''وہ خطبوں میں برسر منبر حضرت علیؓ پر سب وشتم کی بوچھاڑ کیا کرتے تھے''۔

طرفہ تماشہ!

پھر طرفہ تماشہ یہ کہ وہ محض خشکی پر جہاز تیرا رہے ہیں اور دنیا بھر کے جھوٹے تو پر کا کوا بنا کر اڑاتے ہیں مگر مودودی صاحب بالکل بے پر کی اڑا رہے ہیں۔ یعنی وہ اپنے اس سفید جھوٹ کے ثبوت میں کوئی بے سند و بے نسب قول بھی پیش نہیں کر سکتے۔ یہ ان کا اپنا ''گھڑنتو'' ہے جس کی نہ کوئی سند ہے نہ اصل!

مودودی گھڑنتو!

یہ بھی مودودی صاحب کا سفید جھوٹ ہے اور ذاتی ''گھڑنتو'' کہ ''ان کے حکم سے ان کے تمام گورنر خطبوں میں برسر منبر حضرت علی رضی اللہ عنہ پر سب وشتم کی بوچھاڑ کرتے تھے''۔

؎۱ استیعاب ذکر سیدنا علیؓ بن ابی طالب ؎۲ مؤطا امام مالکؒ باب القضاء فی من وجد مع امرأتہ رجلاً۔

Scanned by CamScanner

پانچ جھوٹ: اس ایک ''گھڑنتو'' میں مودودی صاحب نے پانچ جھوٹ بولے ہیں۔ دنیا کے کسی مذہب کی کسی کتاب میں وہ یہ الفاظ نہیں دکھا سکتے۔ کراچی کے ایک محترم صحافی اور مشہور شاعر مودودی صاحب کی وکالت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔ ''مولانا مودودی نے کوئی ایسی بات نہیں کہی جس کی اصل کسی کتاب میں نہ ملتی ہو''۔

کسی کتاب!

اول تو یہ کسی ''لکھاڑی'' کا کتنا گھٹیا معیار ہے کہ اس نے جو کچھ لکھا وہ دنیا کی کسی کتاب میں ضرور موجود ہے۔ راجپال ملعون نے جو بکواس کی تھی کیا اس نے کسی کتاب کے حوالے کے بغیر کی تھی؟ اسلام کے بدترین دشمن، مغرب کے عیسائی مستشرق اسلام کے خلاف جو کچھ لکھتے ہیں وہ کیا کسی کتاب کے حوالے نہیں دیتے؟

مسدس جھوٹ:

دوسرے ہم عرض کرتے ہیں کہ مودودی صاحب نے یہ بات جو کی ہے کہ ''وہ خود (حضرت معاویہؓ) اور ان کے حکم سے ان کے تمام گورنر، خطبوں میں برسرِ منبر حضرت علی رضی اللہ عنہ پر سب و شتم کی بوچھاڑ کرتے تھے''۔

چیلنج!

ہم مودودی صاحب کے اس محترم وکیل کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ اس کی اصل کسی کتاب سے دکھا دیں۔ ہم پورے یقین کے ساتھ یہ اعلان کرتے ہیں کہ صرف کراچی نہیں، پاکستان، بھارت وغیرہ کے تمام ''وکلاء'' مل کر بھی زور لگائیں تو وہ قیامت تک مودودی صاحب کے اس ''مسدس'' جھوٹ اور ''گھڑنتو'' کی اصل کسی کتاب سے بھی نہیں دکھا سکتے۔

جواب:

مودودی صاحب نے اپنے اس ''مسدس جھوٹ'' کا جو ماخذ بتایا ہے اس میں اس کا وجود نظر نہیں آتا۔ پھر اس روایت کی سند ملاحظہ ہو:۔

ہشام بن محمد ابومخنف سے وہ مجالد بن سعید اور صعقب بن زہیر اور فضیل بن خدیج اور حسین بن عقبہ مرادی سے روایت کرتا ہے۔ (طبری جلد ۴ صفحہ ۱۸۷)

ہشام اور ابومخنف کے ''مناقب'' تو ''مقدمہ'' میں بیان ہو چکے ہیں باقی راویوں کا

Scanned by CamScanner

حال ملاحظہ ہو۔

مجالد بن سعید:

علامہ ذہبیؒ تحریر فرماتے ہیں:

ابن معین وغیرہ کا قول ہے لا یحتج بہ یعنی اس سے حجت نہیں پکڑی جاسکتی۔ اور امام احمدؒ نے کہا لیس بشیئ۔ نسائی کا قول ہے قوی نہیں۔ اشج نے ذکر کیا انہ شیعی۔ دار قطنی نے کہا ضعیف ہے۔ امام بخاریؒ کا قول ہے، یحییٰ بن سعد اسے ضعیف قرار دیتے تھے اور ابن مہدی اس سے روایت نہیں کرتے تھے۔ لا یروی عنہ۔[1]

امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے بھی قریبا یہی جرح نقل کی ہے۔[2]

۲۔ فضیل بن خدیج:

اب فضیل بن خدیج پر جرح ملاحظہ ہو:۔

علامہ ذہبی اور شیخ الاسلام ابن حجر رحمہما اللہ لکھتے ہیں:۔

ابو حاتم کا قول ہے کہ فضیل بن خدیج اشتر کے غلام سے روایت کرتا ہے۔ مجہول ہے اور جو راوی اس سے روایت کرتا ہے وہ متروک ہے۔[3]

گویا

ع این خانہ ہمہ آفتاب است

یہ خود مجہول ہے۔ مشہور دشمنِ صحابہؓ قاتلِ عثمان ذی النورینؓ اشتر کے مجہول غلام سے روایت کرتا ہے اور جو اس سے روایت کرتا ہے، وہ متروک ہے۔

خلاصہ:

ڈوبتے کو تنکے کا سہارا، مشہور ہے مگر مودودی صاحب بغض و عداوتِ صحابہؓ کے طوفان میں ایسے ڈوبے کہ انہیں تنکے کا سہارا بھی نہ مل سکا۔ جس روایت سے انہوں نے سہارا لینا چاہا تھا وہ خود ڈوبی، اس کے راوی ڈوبے اور مودودی صاحب بیچارے کو بھی لے ڈوبے۔

ع ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے ہم

پہلا راوی مشہور کذاب ہے اور دجال رافضی کلبی کا بیٹا ہے۔ خود رافضی ہے ملعون و

---

[1] "میزان الاعتدال" جلد ۳ صفحہ ۴۳۸ [2] "تہذیب التہذیب" جلد ۱۰ صفحہ ۴۰ ترجمہ مجالد بن سعید

[3] "میزان الاعتدال" جلد ۳ صفحہ ۳۶۱ ترجمہ فضیل بن خدیج۔ "لسان المیزان" جلد ۴ صفحہ ۴۵۳۔

Scanned by CamScanner

متروک ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ لاکھ فرمائیں کہ "میں تو گمان بھی نہیں کر سکتا کہ کوئی اس سے روایت کرے گا"، مگر مفکر اسلام عہد حاضر کی بین الاقوامی علمی، دینی شخصیت "ضرور اس مردود کی روایت لیں گے کیونکہ یہی واحد ذریعہ ہے جس سے وہ حضرت معاویہؓ وغیرہ اصحاب رسول کو سب علیؓ کی تہمت سے متہم وملوث کر سکتے ہیں۔

دوسرا راوی لوط بن یحییٰ ابومخنف نہ صرف لیس بشیئ متروک ومردود ہے بلکہ ایک کریلا دوسرا نیم چڑھا۔ بایں ہمہ بغض وعنادِ صحابہؓ کی آگ میں جلا بھنا رافضی ہے۔ یہ محترق مردود چار استاذوں سے روایت کرتا ہے۔ صعقب بن زہیر اور حسین بن عقبہ مرادی تو مجہول الحال ہیں۔ مجھے "میزان الاعتدال" "لسان المیزان"، "تقریب التہذیب" حتیٰ کہ "تہذیب التہذیب" میں ان کا نام بھی نہیں مل سکا۔ البتہ مجالد بن سعید اور فضیل بن خدیج کے حالات ملے ہیں۔ مجالد بن سعید نہ صرف متروک۔ لیس بشیئ ہے بلکہ شیعی بھی ہے۔ رہے فضیل بن خدیج، تو ان کا تو کیا کہنا، مشہور دشمن صحابہؓ، حضرت عثمانؓ کے خوں نوش وخون آشام اشتر کے غلامِ مجہول کے شاگرد ہیں پھر ان کے شاگرد بھی مجہول ہیں۔

ڈھٹائی کا کمال:

کیا اب بھی کوئی مودودی صاحب کی ڈھٹائی، دھاندلی اور سینہ زوری کی داد نہ دے گا؟ کہ ایک ایسی روایت سے جس کا کوئی بھی راوی ایسا نہیں جو متروک ومردود، غیر ثقہ، لیس بشیئ ہونے کے ساتھ ساتھ دشمن صحابہؓ نہ ہو۔ معاند ومخالف بنی امیہ اور عدوِ حضرت معاویہؓ نہ ہو۔ حضرت معاویہؓ کی ذات پر سب علیؓ کا ناپاک الزام لگا رہے ہیں۔

ع لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں!

کتنے بدنصیب و بدقسمت ہیں مودودی صاحب! کہ جنگ لڑنے نکلے ہیں حضرت معاویہ وحضرت مغیرہ بن شعبہ وغیرہ رضی اللہ عنہم ایسے مدبرین ومجاہدین اسلام کے خلاف! اور ہتھیار ایسے ناکارہ، زنگ خوردہ، اور سپاہی اور ساتھی ابن الکلبی، ابومخنف، مجالد اور فضیل ایسے سبائی اور رافضی!

قابل دید منظر

کتنا قابل دید ہوگا قیامت میں یہ منظر! کہ ایک طرف حضرت عثمانؓ، حضرت معاویہ

Scanned by CamScanner

وغیرہ اصحابِ رسول ہوں گے رضی اللہ عنہم، اور ان کے ساتھ سعید بن مسیب، حسن بصری سے لے کر تمام صلحاء و اولیاء امت ہوں گے دوسری طرف مودودی صاحب ہوں گے اور ابن الکلبی، ابومخنف، وغیرہ جلے بھنے رافضی سبائی ہوں گے۔ اصحابِ رسول ﷺ اور ساری امت کا ہاتھ ہوگا اور ان روافض و سبائیہ کا دامن ہوگا۔ فیصلہ احکم الحاکمین کے ہاتھ میں ہوگا۔

جواب نمبر ۱۳۲:

پھر مودودی صاحب کی بد دیانتی کا کمال ملاحظہ ہو کہ مردود و متروک روافض کی اس روایت میں بھی صرف حضرت مغیرہؓ بن شعبہ گورنر کوفہ کا ذکر ہے۔ ابومخنف روایت کرتا ہے کہ وہ کوفہ میں سات سال اور کچھ مہینے (حضرت) معاویہؓ کے گورنر رہے۔

وھو من احسن شیئ سیرۃ واشدہ حبا للعافیۃ غیر انہ لا یدع ذم علی! (طبری جلد ٤ صفحہ ١٨٨)	اور وہ انتہائی درجہ کے نیک سیرت اور شدید ترین امن دوست و عافیت پسند تھے ان میں نقص تھا تو صرف یہ کہ ذم علیؓ نہیں چھوڑتے تھے۔

حضرات صحابہؓ، حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کے حسن سیرت اور بلندیٔ کردار کی انتہا ملاحظہ ہو کہ رافضی سبائی روایت تو گھڑتے ہیں ان کے خلاف! مگر اپنے اس ''گھڑنتو'' میں بھی وہ ان کے حسن و جمالِ سیرت و کردار کا غیر شعوری طور پر اعتراف کئے بغیر نہ رہ سکے۔

مگر کمال ہے حضرت مودودی کی امانت و دیانت، بین الاقوامی حیثیت اور آزادانہ تحقیقات کا! کہ مردود و متروک، لیس بشیئ سبائیوں، رافضیوں کی جس ''خرافات'' پر اپنے ایمان و عقیدہ کی بنیاد رکھی تھی، اس میں بھی صرف ایک کوفے کے گورنر کا ذکر ہے اور ان کے خلاف بھی سبِ علیؓ کا نہیں، ذمِ علیؓ کا الزام و افتراء ہے اور اس میں بھی منبر کا کوئی ذکر نہیں مگر مودودی صاحب لکھتے ہیں اور بڑے طمطراق سے لکھتے ہیں:۔

''وہ خود اور ان کے حکم سے ان کے تمام گورنر خطبوں میں برسرِ منبر حضرت علی رضی اللہ عنہ پر سب و شتم کی بوچھاڑ کرتے تھے'' (معاذ اللہ)

بڑے آدمی کا بڑا جھوٹ!

اتنا بڑا جھوٹ، مودودی صاحب ایسا بڑا آدمی ہی بول سکتا ہے۔ کسی عام آدمی کی کیا مجال! کہ وہ اتنا بڑا جھوٹ بول سکے؟! ''مسدس'' جھوٹ!

Scanned by CamScanner

چیلنج:

ہم پوری ذمہ داری سے مودودی صاحب کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر یہ چیلنج کرتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ ایسی عظیم شخصیت پر اتنا رکیک اور کمینہ "مسدس" الزام وہ کسی صحیح روایت سے ثابت کریں اور اگر وہ یہ نہ کرسکیں اور ہمارا دعویٰ ہے کہ وہ قیامت تک یہ نہیں کر سکتے تو پھر وہ ازراہ کرم اتنا اعلان تو کردیں کہ یہ ہماری "آزادانہ تحقیق" نہیں بلکہ مجذوب کی بڑ اور چنڈوخانے کی گپ تھی۔

جواب نمبر۱۳۳:

پھر یہ بھی جھوٹ ہے کہ:۔

"حتی کہ مسجد نبوی میں منبر رسول ﷺ پر عین روضہ نبوی کے سامنے حضور ﷺ کے محبوب ترین عزیز کو گالیاں دی جاتی تھیں......"۔

اس کا ثبوت مودودی صاحب نے البدایہ جلد ۸ صفحہ ۲۵۹ سے فراہم کیا ہے۔ اول تو یہ الفاظ الحاقی ہیں۔ اس کی ایک دلیل تو یہ ہے کہ ان الفاظ کو [ ] کی حدود میں محدود و مقید کر کے البدایہ کی ماقبل و مابعد عبارت سے الگ کر دیا گیا ہے۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ نیچے حاشیہ میں بصراحت لکھ دیا گیا ہے "سقط من المصريه" جب پہلے مصری نسخے میں یہ تحریر نہیں ہے تو ظاہر ہے کہ یہ الحاقی ہے اور اعدائے صحابہؓ کی شرارت!

جواب نمبر۱۳۴:

پھر یہ عبارت بالکل بے سند و بے اصل ہے۔ نہ اس کا آگا نہ پیچھا نسل نہ نسب۔

جواب نمبر۱۳۵:

اب اصل عبارت ملاحظہ ہو:۔

مروان بن الحکم کے حالات میں ہے کہ:۔

"ان کا باپ الحکم نبی ﷺ کے بڑے دشمنوں میں سے تھا فتح (مکہ) کے دن ایمان لایا اور مدینہ آ گیا۔ پھر نبی ﷺ نے اسے طائف کی طرف نکال دیا و مات بھا اور وہیں وفات پائی اور مروان (حضرت) عثمانؓ کے محصور ہونے کا سب سے بڑا سبب تھا، کیونکہ اس نے (حضرت) عثمانؓ کی طرف سے مصر ایک جھوٹا خط بھیجا تھا جس میں مصری وفد کو قتل کر دینے کا حکم تھا۔ جب یہ (حضرت) معاویہؓ کی طرف سے مدینہ کا والی تھا کان یسبُّ علیًا کلّ جمعة علی المنبر ہر جمعہ منبر پر (حضرت) علیؓ کو سب کیا کرتا تھا"۔

Scanned by CamScanner

مجموعہ خرافات:

یہ عبارت مرقع اغلاط و مجموعہ ہزلیات ہے۔ اس کا کیا اعتبار؟

ا۔ اہل علم اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ حضرت حکمؓ نے طائف میں نہیں وفات پائی بلکہ ان کی وفات مدینہ میں ہوئی۔ چنانچہ مودودی صاحب خود لکھتے ہیں:۔

''حضورؐ نے مدینہ سے اس کے مراج کا حکم صادر فرمایا ..... حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بھی اسے مدینہ آنے کی اجازت نہ دی گئی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں اس کو واپس بلا لیا۔ واضح رہے کہ وہ حضرت عثمانؓ کے آخر زمانے تک زندہ رہا ہے اور ۳۲ھ میں اس کی وفات ہوئی ہے۔ [1]

۲۔ حضرت عثمانؓ کی طرف سے خط لکھنے کا افسانہ خالص سبائی افتراء و اختلاق ہے۔ اہل علم سے یہ حقیقت مخفی نہیں اور اس افسانہ کی قلعی خود سیدنا حضرت علیؓ نے کھول کر رکھ دی، جب آپ نے فرمایا:۔

> ''اے اہل کوفہ! اور اے اہل بصرہ! اہل مصر کو جو واقعہ (راستہ میں وہ خط پکڑنے کا) پیش آیا، اس کا علم تمہیں کیسے ہو گیا جبکہ تم کئی منزلیں سفر کر چکے تھے۔ پھر تم اکٹھے ہو کر یہاں آ گئے۔

واللہ امر برم بالمدینۃ [2] خدا کی قسم! یہ سازش تو مدینہ میں کی گئی ہے۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے یہی مضمون صرف حضرت علیؓ سے نہیں، بلکہ صحابہ کرامؓ سے بیان کیا ہے:۔

''صحابہ کرامؓ نے ان (بصریوں اور کوفیوں) سے فرمایا، تمہیں اپنے ساتھیوں (مصریوں) کے اس واقعہ کا علم کیسے ہوا؟ جبکہ تم ایک دوسرے سے جدا ہو کر (مختلف سمتوں کو) چل دیئے تھے، اور تمہارے درمیان کئی منزلوں کا فاصلہ ہو گیا تھا۔ انما هذا امر انفقتم عليه [3] یہ تو صاف تمہاری سازش ہے۔''

جب یہ تحریر مجموعہ اباطیل واکاذیب ہے تو حضرت مروانؒ کے منبرِ رسولؐ پر سب علیؓ کی بات کیسے خرافات نہ ہوگی؟ درحقیقت یہ سبائیوں کی ''گھڑنتو'' بکواس ہے جس پر مودودی صاحب ہی اعتبار کر سکتے ہیں۔ جن کے دل میں بغض صحابہؓ کا روگ مستور و موجود ہے۔

---

[1] ''خلافت و ملوکیت'' صفحہ ۱۱۰ و حاشیہ صفحہ ۱۱۱ [2] طبری جلد ۳ صفحہ ۳۸۷ [3] ''البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۱۷۳

جواب نمبر ۱۳۶:

پھر طرفہ تماشہ یہ کہ! روافض وسبائیہ کے اس ''گھڑنتو'' میں بھی کان یسب علیا کے لفظ ہیں۔ مودودی صاحب سے اب یہ ان کا بانس پر چڑھانے اور ''بین الاقوامی دینی، علمی حیثیت'' کا غرور وفریب دینے والا کوئی خوشامدی درامدی ہی پوچھے کہ حضرت! اس میں ''حضرت معاویہؓ کے حکم'' کا ذکر کہاں ہے؟ فرض کرلو، سبّ کرتا تھا تو مروان کرتا تھا۔ اس کی ذمہ داری حضرت معاویہؓ پر کیسے ڈالی جاسکتی ہے؟

حقیقت!

آیئے اب ہم آپ کو حضرت مروانؒ کے سب علیؓ کی حقیقت سمجھائیں۔ سبّ سبّ میں بڑا فرق ہے۔ مودودی صاحب اپنے قارئین کو یہ تصور دینا چاہتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ کے حکم سے ان کے گورنر منبر رسولؐ پر حضرت علیؓ کو ہمارے متعفن ماحول کا سب کرتے تھے یعنی بازاری گالی گلوچ، دشنام طرازی! حالانکہ اس مقدس ماحول میں سبّ کا لفظ جس معنی میں استعمال ہوتا تھا۔ وہ ملاحظہ فرمایئے! صحیح بخاری میں ہے:۔

'ابو حازمؒ سے روایت ہے کہ کوئی شخص حضرت سہلؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا:۔ یہ فلاں امیر مدینہ برسر منبر (حضرت) علیؓ کو برا کہتا ہے۔ (حضرت) سہلؓ نے پوچھا، وہ کیا کہتا ہے؟ قال یقول لہٗ ابو تراب کہا وہ انھیں ''ابوتراب'' کہتا ہے (حضرت) سہلؓ ہنس پڑے اور فرمایا: واللہ! اس نام سے تو نبی کریم ﷺ نے ان کو یاد فرمایا ہے اور حضورؐ کے نزدیک ان کا اس سے زیادہ پیارا نام اور کوئی نہ تھا!'' (صحیح بخاری باب مناقب علیؓ)

امام ابن عبدالبرؒ طبری سے بالاسناد انہی ابو حازمؒ کی روایت نقل کرتے ہیں:۔

''حضرت سہلؓ بن سعد سے کہا گیا کہ امیر مدینہ آپ کے ایک آدمی بھیجنا چاہتا ہے تسبُّ علیاً عند المنبر تا کہ آپ منبر کے قریب (حضرت) علیؓ کو سبّ کریں۔ حضرت سہلؓ نے فرمایا کیا کہوں؟ قال تقول ابا تراب، کہنے لگا، آپ کہیں ابوتراب۔ حضرت سہلؓ نے فرمایا خدا کی قسم......''

(''استیعاب'' ترجمہ حضرت علیؓ)

اگر حضرت مروان گورنر مدینہ نے حضرت علیؓ کو ''سبّ'' کیا ہے تو یہی ''سبّ'' کیا ہے

یعنی بتقاضائے احترام انھیں نام کی بجائے کنیت سے ذکر کیا ہے۔ ورنہ معاذ اللہ سبّ کے موجودہ مفہوم گالی سے ان حضرات کی زبان نہ آلودہ ہوسکتی تھی، نہ ہوئی۔ حضرت معاویہؓ وغیرہ حضرات پر حضرت علیؓ کو سب وشتم کرنے کرانے کا الزام ایک ناپاک الزام ہے۔ افتراء عقیم، بہتان عظیم اور افک مبین ہے جس کی کوئی اصل وسند نہیں۔ یہ ایک ایسا غلیظ افسانہ ہے جسے حقیقت وواقعیت سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔

انتہائی جذباتی اسلوب وانداز:

کتنا بڑا ناپاک الزام تھا جو مودودی صاحب نے حضرت معاویہؓ پر لگایا اور پھر جذباتی انداز والفاظ میں، ''حتیٰ کہ مسجد نبوی میں منبر رسولؐ پر عین روضہ نبویؐ کے سامنے حضورؐ کے محبوب ترین عزیز کو گالیاں دی جاتی تھیں۔'' ''وہ خود (حضرت معاویہؓ) اوران کے حکم سے ان کے تمام گورنر خطبوں میں برسر منبر حضرت علی رضی اللہ عنہ پر سب وشتم کی بوچھاڑ کرتے تھے۔''

آسمان کا تھوکا منہ پر:

جذباتی انداز واسلوب میں اس اشتعال انگیز الزام سے مودودی صاحب کا مقصود صرف یہ تھا کہ اندھے عوام کم از کم میرے نمک حلال ملازم یہ پڑھ کر حضرت معاویہؓ سے منحرف وبرگشتہ اور متنفر ہوجائیں گے ان کی نگاہ میں اس کردار کے صاحب ومرتکب کی حیثیت خس وخاشاک کے برابر ہوکر رہ جائے گی، مگر آسمان کا تھوکا منہ پر۔ بفضلہ تعالیٰ اس الزام کی حقیقت کھل جانے سے خود مودودی صاحب کی حیثیت صفر ہوکر رہ گئی۔ ایک سانس میں ان کے کئی جھوٹ دنیا پر واضح ہوگئے جس سے ان کی دیانت وامانت، دین ودانش اور علم وفکر کی قلعی کھل گئی اور وہ اپنے واقعی خدوخال میں بالکل عریاں ہوکر دنیا کے سامنے آگئے۔

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ، نہ یہ رسوائیاں ہوتیں

دیدۂ کور......:

آنکھوں والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر؟ کیا دیکھے؟

مودودی صاحب کی نگاہ البدایہ کے صفحہ ۲۵۹ پر تو پڑ گئی اور انہوں نے ایک سبائی الحاقیہ اور رافضی منصوبہ سے حضرت مروان کا سبّ علیؓ تو دیکھ لیا، مگر اس کے سامنے کے پہلے صفحہ ۲۵۸ پر انھیں یہ نظر نہ آیا کہ:۔

حضرت زین العابدینؒ کا حضرت مروانؓ سے قرض لینا:

حضرت علی بن حسین (زین العابدین رضی اللہ عنہما) نے حضرت حسینؓ کی شہادت کے بعد مدینہ واپسی پر مروان سے قرض لیا ستة الاف دینار چھ ہزار اشرفیاں، وفات کے وقت انہوں نے اپنے بیٹے عبدالملک کو وصیت کی کہ:۔

ان لا یسترجع من علی بن الحسین شیئاً حضرت علیؒ بن حسینؓ سے کچھ بھی واپس نہ لیں۔

عبدالملک نے حضرت زین العابدینؒ کو اس کی اطلاع دی۔ پہلے تو انہوں نے اس کو قبول نہ کیا فالح علیه فقبلها[1] مگر جب عبدالملک نے اس پر شدید اصرار کیا اور زور دیا تو حضرت علی بن حسین (رضی اللہ عنہما) نے اس پیشکش کو قبول فرمالیا۔

۲۔ امام شافعیؒ اپنی سند کے ساتھ حضرت محمد (باقر) رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں فرمایا:۔

حضرات حسنینؓ کا حضرت مروانؓ کے پیچھے نمازیں پڑھنا

ان الحسن والحسین کانا یصلیان خلف مروان ولا یعید انها و یعتد ان بها[1] حضرت حسن اور حضرت حسین (رضی اللہ عنہما) مروان کے پیچھے نمازیں پڑھا کرتے تھے اور انھیں لوٹاتے نہیں تھے بلکہ صحیح شمار کرتے تھے۔

لمحہ فکریہ:

جن کے سامنے ان کے والد محترم کو صرف گالیاں دی نہیں جا رہیں بلکہ "ان پر سّب و شتم کی بوچھاڑ کی جارہی ہے"۔ وہ تو اس مروانؓ کے پیچھے نمازیں پڑھ رہے ہیں۔ شاید کوئی سبائی یہ کہتا کہ وہ تو "تقیہ" کر رہے تھے۔ حاکم مدینہ کے پیچھے پڑھ لیتے تھے مگر بعد میں اعادہ کر لیتے تھے تو حضرت محمد باقر رحمہ اللہ نے صراحت فرمادی کہ اعادہ نہیں فرماتے تھے بلکہ انھیں صحیح سمجھ کر ادا کرتے تھے۔ نیز اس کے بہت مدت بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نور نظر حضرت زین العابدین رحمہ اللہ اسی مروان رحمہ اللہ سے ہزاروں اشرفیاں قرض لیتے ہیں بلکہ بعد میں بطور ہدیہ قبول کر لیتے ہیں۔

اور پھر بغض و عناد معاویہؓ کے مرض و فساد قلب سے مجبور ہو کر لکھتے ہیں کہ "وہ خود اور ان کے تمام گورنر خطبوں میں برسر منبر حضرت علیؓ پر سب و شتم کی بوچھاڑ کرتے تھے۔" انا للہ وانا الیہ

[1] البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۲۵۸

Scanned by CamScanner

راجعون

صرف ناقل اور مؤلف:

بایں ہمہ مودودی فرقہ کے متعصبین کہتے پھرتے ہیں کہ مودودی صاحب تو صرف ناقل ہیں، مؤلف ہیں اور انہوں نے اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کی، وہ تو تاریخی حقائق کو منظر عام پر لے آئے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ کیا وہ دنیا کی کسی تاریخ میں یہ دکھا سکتے ہیں کہ ''وہ خود (حضرت معاویہؓ) اور ان کے حکم سے ان کے تمام گورنر خطبوں میں برسر منبر حضرت علی رضی اللہ عنہ پر سب وشتم کی بوچھاڑ کرتے تھے۔''

چیلنج:

میں اس ضدی فرقہ کے کٹ حجتی متعصبین کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ کسی مومن کی نہیں کسی کافر کی مرتبہ تاریخ وتالیف میں سے یہ لفظ دکھا دیں اور اگر وہ قیامت تک یہ نہ دکھا سکیں تو پھر کم ازکم یہ تو تسلیم کرلیں کہ مودودی صاحب نے بغض وعناد صحابہؓ خصوصاً بغض معاویہؓ کے جذبات سے مغلوب ومشتعل ہوکر وہ افترا، پردازیاں، بہتان طرازیاں اور الزام تراشیاں کی ہیں جو آج تک کوئی سبائی اور دشمن خدا اور رسول بھی نہ کرسکا۔ پھر از رہ کرم وہ ذرا ہمیں یہ بھی سمجھا دیں کہ مودودی صاحب کیا ہیں؟

؎ نہ برق میں یہ کرشمہ نہ شعلہ میں یہ ادا
کوئی بتائے کہ وہ شوخ تند خو کیا ہے؟

جھوٹ نمبر ۱۱/۶۰ کتاب وسنت کی خلاف ورزی:

''مال غنیمت کی تقسیم کے معاملہ میں بھی حضرت معاویہؓ نے کتاب اللہ وسنت رسولؐ اللہ کے صریح احکام کی خلاف ورزی کی، کتاب وسنت کی رو سے پورے مال غنیمت کا پانچواں حصہ بیت المال میں داخل ہونا چاہئے اور باقی چار حصے فوج میں تقسیم کئے جانے چاہئیں۔

جھوٹ نمبر ۱۲/۶۱ چاندی سونا ان کیلئے:

لیکن حضرت معاویہؓ نے حکم دیا مال غنیمت میں سے چاندی سونا ان کے لئے الگ نکال لیا جائے پھر باقی مال شرعی قاعدے کے مطابق تقسیم کیا جائے۔'' (خلافت صفحہ ۱۷۴)

جواب نمبر ۱۳۶: بڑے آدمی کا جھوٹ بھی بڑا ہوتا ہے۔

Scanned by CamScanner

چیلنج!

ہم مودودی صاحب کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ:۔

(ا) مال غنیمت کی تقسیم کے معاملہ میں کتاب وسنت کی مبینہ خلاف ورزی کا صرف ایک واقعہ ثابت کردیں۔

(ب) حضرت معاویہؓ کا یہ حکم ثابت کردیں کہ ''مال غنیمت میں سے چاندی سونا ان کے لئے الگ نکال لیا جائے پھر باقی مال شرعی قاعدے کے مطابق تقسیم کیا جائے۔''

''بین الاقوامی دینی علمی شخصیت'' نے اپنے اس ''بین الاقوامی جھوٹ'' کے ثبوت میں طبقات ابن سعد، طبری، استیعاب، ابن الاثیر اور البدایہ والنہایہ کے بھاری بھرکم حوالے دیئے ہیں مگر کسی کتاب میں بھی وہ الفاظ نہیں ہیں جو مودودی صاحب نے لکھے ہیں۔

منہ مانگا انعام!

اگر مودودی صاحب ہمارا چیلنج قبول فرما کر ایک واقعہ ایسا ثابت کردیں کہ ''مال غنیمت میں سے سونا چاندی ان کے لئے نکال لیا گیا'' ہو اور حضرت معاویہؓ کا حکم مندرجہ مبینہ ثابت کردیں تو جو انعام وہ فرمائیں ہم پیش کردیں گے فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ۔

بدقسمتی کی انتہا!

ملت کی بدقسمتی کی انتہا ہے کہ اس درجہ جھوٹے انسان کو نہ صرف منہ لگایا جاتا ہے بلکہ ''بین الاقوامی شخصیت'' قرار دے کر بانس پر چڑھایا جاتا ہے۔

حقیقت!

مودودی صاحب کے اس پربت کی رائی اور کوے کا پر صرف اس قدر ہے کہ ایک مقطوع روایت میں جو حسن بصری رحمہ اللہ تابعی سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ فاتح خراسان حضرت حکم بن عمرو رضی اللہ عنہ کو (جو صحابی ہیں) زیاد والیٔ بصرہ نے لکھا۔ امابعد:۔

فان امیر المومنین کتب الیّ ان	امیر المؤمنین (حضرت معاویہؓ) نے مجھے لکھا ہے
اصطفی لہ الصفراء والبیضاء فلا	کہ میں ان کے لئے سرخ اور سفید جدا کرلوں۔ لہٰذا
تقسم بین الناس ذھبا ولا فضۃ	تم سونا اور چاندی فوجیوں میں تقسیم نہ کرو۔

حضرت حکمؓ بن عمرو نے زیاد کو جواباً یہ لکھ کر کہ:۔ فان کتاب اللہ قبل کتاب امیر المومنین۔ اللہ کی کتاب امیر المومنین کے مکتوب پر مقدم ہے۔ مال غنیمت لوگوں میں تقسیم

کردیا۔ فقسم بینهم الغنائم! (طبقات، طبری، استیعاب، البدایہ)

انصاف!

ع   انصاف کو آواز دو انصاف کہاں ہے؟

۱۔ اپنی وسیع مملکت کے درجن بھر گورنروں میں سے حضرت معاویہؓ یہ حکم دیتے ہیں تو صرف گورنر بصرہ کو!

۲۔ اس قدر اہم روایت کو صرف حضرت حسنؒ روایت کرتے ہیں، نہ کوئی دوسرا تابعی روایت کرتا ہے نہ صحابی!

۳۔ پھر حضرت معاویہؓ کے اس حکم کی خبر صرف وہ زیاد دیتا ہے جس کے متعلق علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں:۔

ظاهر احواله المعصية وقد اجمع اهل العلم على ترك الا حتجاج بمن كان كذالك [1]	بظاہر حالات گنہگار ہے اور اہل علم کا اجماع ہے کہ ایسے شخص سے حجت نہ پکڑی جائے۔

۴۔ پھر حضرت معاویہؓ کے اس مبینہ حکم کی بھی تعمیل نہیں کی جاتی۔ اسے خلاف حکم الٰہی قرار دے کر رد کر دیا جاتا ہے، مگر:۔

عہد حاضر کی بین الاقوامی دینی، علمی شخصیت کا کمال! ملاحظہ ہو کہ:۔

۱۔ اجلہ علماء کے اجماع کے خلاف زیاد کی بات پر ''ایمان'' لے آ کر اپنی ''جہالت'' کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہیں۔

۲۔ زیاد کے اس مبینہ حکم کو جس پر ایک صوبے کے ایک محاذ پر بھی عمل نہ ہوا۔ حضرت معاویہؓ کی ساری مملکت پر حاوی کرتے ہیں۔

۳۔ اس مبینہ حکم کو حضرت معاویہؓ کا حکم قرار دیتے ہیں۔

۴۔ اور پوری ڈھٹائی اور بددیانتی سے لکھتے ہیں کہ:۔

''حضرت معاویہؓ نے مال غنیمت کی تقسیم کے معاملہ میں کتاب و سنت کی خلاف ورزی کی''۔

کیا اس بہتان و افتراء، کذب و دروغ، بغض و عناد عن الصحابہؓ اور بددیانتی و بے باکی

---

[1] ''میزان الاعتدال'' جلد ثانی صفحہ ۸۶ ترجمہ زیاد ابن ابیہ

کی اس سے بدتر مثال کوئی اور مل سکے گی؟ اتنا بڑا الزام ایمان سوز بہتان! کتاب وسنت کی خلاف ورزی کا افتراء اور ثبوت؟ صرف ایک تابعی کی روایت سے صرف ایک گورنر کا مبینہ حکم اور وہ گورنر بھی زیاد۔ اور پھر اس حکم پر بھی عمل نہ ہوا۔ ''کھودا پہاڑ نکلا چوہا وہ بھی ادھ مؤا'' کی عوامی ضرب المثل شاید ایسے ہی موقع کے لئے وضع ہوئی ہوگی۔

جواب:

پھر اس ساقط الاعتبار روایت میں ''ان کے لئے سونا چاندی جدا کرنے'' کے الفاظ سے مراد حضرت معاویہؓ کی ذات نہیں بلکہ بیت المال مراد ہے۔ امام ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ ''یجمع کله من هذه الغنيمة لبيت المال (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۲۹) یعنی مال غنیمت سے کل سونا چاندی بیت المال میں جمع کیا جائے۔ مودودی صاحب کی دیانت کی انتہا ہے کہ البدایہ کا جو حوالہ دے رہے ہیں وہاں بیت المال مذکور ہے مگر مودودی صاحب ''ان کے لئے'' ثابت کر رہے ہیں۔

بغض صحابہؓ:

میں پوچھتا ہوں مودودی صاحب کے یہ الفاظ پڑھ لینے کے بعد ایک خالی الذہن قاری حضرت معاویہؓ کے متعلق کیا رائے قائم کرے گا؟

اگر یہ الزام و بہتان صحیح ہے تو پھر ان کے خائن، غاصب، ظالم اور مخالف کتاب وسنت ہونے میں کیا شک وشبہ باقی رہ جاتا ہے؟ اور یہی مقصد تھا، مودودی صاحب کی اس ''قلمکاری'' کا! مگر:۔

مکافاتِ عمل:

از مکافات عمل غافل مشو،
گندم از گندم بروید، جوز جو،

مودودی صاحب کے بغض وعناد وفسادِ قلب کا نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بجائے خود مودودی صاحب کا خائن وظالم ہونا ثابت ہو گیا اور اب کسی اندھے متعصب کے سوا کسی کو اس میں شبہ نہیں رہا کہ اس شخص کا دل خوف خدا سے یکسر خالی اور صحابہ کرامؓ کی عداوت و بداندیشی کے جذبات سے مملو و لبریز ہے، اور یہ ظالم انسان اپنے فاسد جذبات کی تسکین کے لئے کھلی خیانت، واضح بددیانتی اور صریح کذب وزور سے بھی گریز نہیں کرتا۔

Scanned by CamScanner

صرف نقال اور مؤلف ،خطرناک دھوکا ،شرمناک فریب:

مودودی فرقہ[1] کے متعصب لوگ کہتے پھرتے ہیں کہ "مودودی صاحب تو مؤلف ہیں مصنف نہیں ،انہوں نے جو کچھ لکھا ہے ،اسلامی تاریخ کی مشہور معتبر کتابوں سے نقل کر کے لکھا ہے، اپنی طرف سے تھوڑا لکھا ہے۔"

جاہل اور اندھے متعصبین کی اس گمراہ کن منطق سے بے خبر لوگوں کو یہ تصور دینا منظور ہوتا ہے کہ مودودی صاحب تو صرف ناقل ہیں ورنہ یہ ساری باتیں کتابوں میں موجود ہیں۔ ان کا "قصور" صرف یہ ہے کہ انہوں نے کتابوں سے ان "حقائق" کو "برآمد" کر کے عوام کے سامنے رکھ دیا ہے۔

چیلنج!

اس قسم کی "جگالی" کرنے والوں کو میں چیلنج کروں گا کہ اگر واقعی مودودی صاحب صرف نقال اور مؤلف ہیں اور انہوں نے بغض وعداوت صحابہؓ سے مجبور و مغلوب ہو کر از خود کچھ نہیں لکھا تو وہ دنیا کی کسی تاریخ سے یہ الفاظ ثابت کر دیں کہ :۔ "مال غنیمت کی تقسیم کے معاملہ میں حضرت معاویہؓ نے کتاب وسنت کے صریح احکام کی خلاف ورزی کی" فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ۔

دعوی!

میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ یہ بات نہ صرف تاریخ اسلام کی مستند ترین کتابوں سے قطعاً ماخوذ نہیں بلکہ دنیا کی کسی تاریخ سے اس ہفوات کا سراغ نہیں ملتا۔ یہ صرف مودودی صاحب کے بغض وعناد عن الصحابہؓ کا کرشمہ ہے اور ان کے مرض وفساد قلب کا مظاہرہ! یہ حضرت معاویہؓ پر ان کا افتراء محض و بہتان عظیم ہے جس کا ماخذ تاریخ اسلام کی بجائے ان کا حضرت معاویہؓ کے بغض وکینہ سے بھرا ہوا سینہ ہے اور وہ "اپنے روگی دل میں چھپے ہوئے اس مواد کو یکا یک نکال کر منظر عام پر لے آئے ہیں۔"

---

[1] "مودودی جماعت" کو "مودودی فرقہ" سے تعبیر کرنا گو اس فرقہ کے افراد پر شاق ہو گا لیکن میں نے یہ لفظ انتہائی غور وفکر اور دیانت وصداقت کی بنا پر لکھا ہے اور جو بھی منصف مزاج انسان اس فرقہ کے بانی وامیر کے غیر اسلامی عقائد تصورات اور گمراہ کن "اجتہاد" واہوا، پھر اس کے متبعین کی اندھی تقلید وتصدیق پر نگاہ کرے گا۔ اس درجہ کو رانہ تقلید! کہ اصحاب رسولؐ، اماماں امت کو نہایت بے تکلفی کے ساتھ مجروح و مطعون کر دیں گے مگر مودودی صاحب کی "عصمت" پر آنچ نہ آنے دیں گے۔ یاران نبیؐ کو انتہائی بے باکی وگستاخی سے ہدف تنقید وتنقیص بنائیں گے لیکن اگر کوئی مودودی صاحب کے غیر اسلامی افکار ونظریات پر دلائل وبراہین سے گرفت کرے گا تو سیخ پا ہو جائیں گے۔ وہ مودودی جماعت کو مودودی فرقہ کہنے میں قطعاً تامل نہیں کرے گا۔

سانحۂ کربلا

مودودی صاحب بعنوان، یزید کے دور میں لکھتے ہیں:۔

مودودی گھڑنتو نمبر ۱۶۲:

''حضرت معاویہؓ کے عہد میں سیاست کو دین پر بالا رکھنے اور سیاسی اغراض کے لئے شریعت کی حدیں توڑ ڈالنے کی جو ابتداء ہوئی تھی۔ ان کے اپنے نامزد کردہ جانشین یزید کے عہد میں وہ بدترین نتائج تک پہنچ گئی۔ اس کے زمانہ میں تین ایسے واقعات ہوئے جنہوں نے پوری دنیائے اسلام کو لرزہ براندام کر دیا۔ پہلا واقعہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا ہے۔ بلاشبہ وہ اہل عراق کی دعوت پر یزید کی حکومت کا تختہ الٹنے کے لئے تشریف لے جا رہے تھے۔ یہ تو امر واقعہ ہے کہ وہ کوئی فوج لے کر نہیں جا رہے تھے بلکہ ان کے ساتھ ان کے بال بچے تھے اور صرف ۳۲ سوار اور ۴۰ پیادے، پھر حضرت حسینؓ نے آخری وقت میں جو کچھ کہا تھا۔ وہ یہ تھا کہ یا تو مجھے واپس جانے دو، یا کسی سرحد کی طرف نکل جانے دو، یا مجھ کو یزید کے پاس لے چلو۔ لیکن ان میں سے کوئی بات بھی نہ مانی گئی۔ آخر کار ان سے جنگ کی گئی۔ جب ان کے سارے ساتھ شہید ہو چکے تھے اور وہ میدان جنگ میں تنہا رہ گئے تھے۔ اس وقت بھی ان پر حملہ کرنا ضروری سمجھا گیا۔ اور جب وہ زخمی ہو کر گر پڑے تھے، اس وقت ان کو ذبح کیا گیا۔ پھر ان کے جسم پر جو کچھ تھا وہ لوٹا گیا۔ حتیٰ کہ ان کی لاش پر سے کپڑے تک اتار لئے گئے اور اس پر گھوڑے دوڑا کر اسے روندا گیا۔ اس کے بعد ان کی قیام گاہ کو لوٹا گیا اور خواتین کے جسم پر سے چادریں تک اتار لی گئیں۔'' اس کے بعد ان سمیت تمام شہدائے کربلا کے سر کاٹ کر کوفہ لے جائے گئے۔ اور ابن زیاد نے بر سر عام ان کی نمائش کی پھر یہ سارے سر یزید کے پاس دمشق بھیجے گئے اور اس نے بھرے دربار میں ان کی نمائش کی۔'' (خلافت وملوکیت'' ۱۷۹/۱۸۰ ملخصاً بلفظہ)

جواب نمبر ۱۳۷:

اصولی طور پر مودودی صاحب کے ان الزامات کی تردید اور جوابدہی ہمارے ذمہ نہیں کیونکہ ہمارے ذمہ حسب ارشاد نبوی صحابہ کرامؓ پر کئے گئے اعتراضات و مطاعن کی جوابدہی لازم ہے۔ اہل سنت کا فرض ہے کہ اہل سبا و اہل رفض جب یاران رسولؐ کی عزت و ناموس پر جارحانہ حملہ کریں تو وہ تحفظ ناموس صحابہؓ کے لئے میدان میں نکل آئیں۔

Scanned by CamScanner

یزید چونکہ صحابی نہیں، یہ حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں پیدا ہوا۔

(تہذیب التہذیب" جلد ۱۱ صفحہ ۳۶۰)

لہٰذا اس کی طرف سے مدافعت کے ہم ذمہ دار نہیں، تاہم اس سلسلہ میں دو وجوہ سے مختصر سا کلام کیا جاتا ہے۔ ایک تو اس وجہ سے کہ بغض معاویہؓ کے مارے مودودی صاحب نے یزید کے دور کے اس حادثہ کی ذمہ داری حضرت معاویہؓ پر ڈالنے کی مردود کوشش کی ہے اور شروع شروع ہی میں لکھا ہے:۔

''حضرت معاویہؓ کے عہد میں سیاست کو دین پر بالا رکھنے اور سیاسی اغراض کے لئے شریعت کی حدیں توڑ ڈالنے جو ابتداء ہوئی تھی۔''

جواب نمبر ۱۳۸:

ہم پوری قوت سے اعلان کرتے ہیں کہ یہ مودودی صاحب کا ''گھڑنتو'' ہے۔ یہ ایک جھوٹ ہے اور نہایت ہی ناپاک اور خبیث جھوٹ! جس میں صداقت کا شائبہ تک نہیں۔

چیلنج:

اگر مودودی صاحب میں ذرا بھر جرأتِ ایمانی ہے تو وہ ہے عہد معاویہؓ میں سیاست کو دین پر بالا رکھنے اور سیاسی اغراض کے لئے شریعت کی حدیں توڑنے کا صرف ایک واقعہ ثابت کردیں۔ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ۔ یہ صرف ان کے بغض قلب وخبث باطن کا نتیجہ ہے کہ انہیں ہر معاملے میں حضرت معاویہؓ شریعت کی حدیں توڑتے نظر آتے ہیں ورنہ ہم نے مفصل بحث کر کے ثابت کیا ہے کہ ان کی پوری زندگی میں کسی ایک واقعہ کی نشاندہی نہیں کی جاسکتی جس میں انہوں نے سیاسی اغراض کے لئے شریعت کی حد توڑی ہو۔

ہرا ہی ہرا:

جس طرح ساون کے اندھے کو ہرا ہی ہرا سوجھتا ہے یا بھوکے سے پوچھو، دو اور دو؟ تو وہ جھٹ سے کہے گا، چار روٹیاں۔

مودودی صاحب کو اس بات میں اصحابؓ رسول کی غلط کاری اور بنوامیہ، خاص طور پر حضرت معاویہؓ کی شریعت دشمنی اور خود غرضی نظر آتی ہے۔

دوسرے اس وجہ سے کہ اگر بات ''حضرت حسینؓ کی لاش پر سے کپڑے اتارنے'' پر ختم ہوتی تو خیر تھی، مگر جب بالکل سبائی انداز میں'' خواتین کے جسم پر سے چادریں تک اتار لی

Scanned by CamScanner

گئیں۔ تو بات نا قابل برداشت ہوگئی۔

انتقام! انتقام!! شدید انتقام!!!

قدرت عموماً عفوودرگزر سے کام لیتی ہے۔ اس کی رحمت کا یہی تقاضا ہے مگر کبھی انتقام لینے پر اتر آتی ہے کیونکہ اللہ رب العزت منتقم بھی ہیں۔ جب وہ انتقام لیتے ہیں تو پھر شدید انتقام لیتے ہیں۔ وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ ذُوانْتِقَامْ

انتقام کے چند منظر:

اللہ رب العزت کا حکم تھا میرا سجدہ کرو، باغی بندے سے ایک اللہ کا سجدہ نہ ہو سکا تو اللہ رب العزت نے عجیب انداز میں شدید انتقام لیا کہ ایک سجدہ نہ کرنے والے سے ہزار سجدے کرائے، اسے دردر جھکایا، ذلیل ورسوا کیا۔ اگر وہ خدا کا ایک سجدہ کر لیتا تو ہزار سجدوں سے بچ جاتا۔ ہر در ہر دہلیز پر ناصیہ کی نوبت نہ آتی۔

؎ یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

۲۔ خدا کا حکم تھا میرے بندوں سے محبت کرو۔ غریب، مسکین کی خدمت کرو۔ یتیموں سے پیار کرو۔ ہم نے اس حکم پر عمل نہ کیا۔ اللہ ذوانتقام نے اس کا یہ انتقام لیا کہ دل میں کتوں کی محبت پیدا کر دی۔ آج ''شرفا'' مفلسوں، مسکینوں سے نفرت کرتے ہیں۔ یتیموں سے محبت نہیں کرتے۔ غرباء کو اپنے پاس تک پھٹکنے نہیں دیتے۔ مگر کتوں کو پیار کرتے نظر آتے ہیں۔ نہ صرف ان کی جان پر ہاتھ پھیرتے ہیں، بلکہ انہیں اپنی آغوش میں لینے سے دریغ نہیں کرتے۔ حکم یہ تھا کہ رسول کریم ﷺ کی اطاعت کرو، صحابہ کرامؓ سے محبت کرو۔ اسلاف کی اتباع کرو۔ مودودی صاحب نے کہا تھا:۔

قاضی ابوبکر بن العربی، امام ابن تیمیہ (وغیرہ) کی حیثیت عملاً وکیل صفائی کی سی ہوگئی ہے۔ لہٰذا میں ان پر اعتماد کرنے کے بجائے اصل مأخذ سے خود تحقیق کروں گا اور اپنی آزادانہ رائے قائم کروں گا۔ (''خلافت وملوکیت'' صفحہ ۳۲۰)

اس غرور واستکبار پر قدرت کا منتقم ہاتھ فوراً بڑھا اور مودودی صاحب کو دبوچ لیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جو مودودی صاحب شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر اعتماد نہیں کر رہے تھے۔ آج ''گویوں'' مراثیوں پر اعتماد کر کے ان کی بولی بول رہے ہیں، اور ان کی اتباع میں واجب حد

Scanned by CamScanner

ہزار احترام، خواتین کی چادریں تک اتارتے نظر آتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اللہ اپنے انتقام سے محفوظ رکھے۔ کہاں وہ تعلی! کہاں یہ تسفل!، کہاں وہ ارتقا!! کہاں یہ گروٹ!! کجا آں شوراشوری، کجا ایں بے نمکی!!!

جواب نمبر ۱۳۹:

مودودی صاحب نے اپنی اس ''مرثیہ خوانی'' کے ماٰخذ طبری جلد ۴ صفحہ ۳۰۹ تا ۳۵۶، ابن الاثیر جلد ۳ صفحہ ۲۸۲ تا ۲۹۹ اور البدایہ جلد ۸ صفحہ ۱۷۰ تا ۲۰۴ بتلائے ہیں۔

ابن الاثیر اور ابن کثیر رحمہما اللہ تو ناقل ہوئے۔ اصل ماٰخذ طبری ہے ہم نے اس کے صفحہ ۳۰۹ سے ۳۵۶ تک ۴۸ صفحوں کو بار بار پڑھا۔ ہمیں ایک روایت بھی قابل اعتبار نہ مل سکی۔ اڑتالیس صفحوں میں:۔

۵۸ بار قال ابو مخنف (ابومخنف نے کہا) کی گردان ہے اور ۹ بار قال ھشام (ہشام نے کہا) کی تکرار ہے۔ گویا یہ ساری داستان سرائی ابو مخنف و ہشام ابن الکلبی کی ہے۔ جس کے خلاف آئمہ جرح و تعدیل کی رائے نہایت سخت و شدید ہے۔ (مقدمہ میں ملاحظہ ہو)

کوئی سچا سنی مسلمان ان ہزلیات و خرافات پر اعتماد نہیں کر سکتا۔ الاّ مودودی۔

مودودی صاحب دو وجوہ سے ان ''خرافات'' پر ایمان لاتے ہیں۔ ایک اس لئے کہ انہیں اس طرح حضرت معاویہؓ کے خلاف اپنے دل کا بغض نکالنے اور غیظ و غضب ٹھنڈا کرنے کی راہ ملتی ہے اور انہیں یہ لکھنے کا موقع مل جاتا ہے کہ:۔

''حضرت معاویہؓ کے عہد میں سیاست کو دین پر بالا رکھنے اور سیاسی اغراض کے لئے شریعت کی حدیں توڑنے کی ابتدا ہوئی تھی، یزید کے عہد میں وہ بدترین نتائج تک پہنچ گئی۔''

اگر وہ ان ہذیانات و خرافات پر ایمان نہ لے آئیں تو ''بدترین نتائج'' کیسے نکالیں۔ اور بدترین نتائج نہ ہوں تو شریعت کی حدیں توڑنے کی ابتداء کیسے ہو؟ اور امیر معاویہؓ کو بدنام اور مطعون کس طرح کیا جائے؟

ے مگس کو باغ میں جانے نہ دیجیو
کہ ناحق خون پروانے کا ہوگا

شہد کی مکھی باغ میں جائے گی، پھول پتی کا رس چوسے گی، شہد بنائے گی، لوگ شہد حاصل کرنے کے لئے مکھیوں کا چھتہ اتار دیں گے۔ شہد کے ساتھ موم حاصل ہوگی۔ موم سے موم

Scanned by CamScanner

بن جائے گی۔ موم بتی جلے گی تو روشنی ہوگی، روشنی میں پروانے آئیں گے اور جل جائیں گے۔ اس طرح پروانوں کا خون ناحق مکھی کے کھاتے میں پڑتا ہے۔ لہٰذا مکھی کو باغ میں جانے ہی نہ دو۔ تو جس طرح ''لال بجھکڑ'' قسم کے لوگوں نے پروانوں کے ''ناحق خون'' کی ذمہ داری ''مکس'' پر ڈالی تھی۔ عہد حاضر کی ''بین الاقوامی علمی شخصیت'' المیہ، کربلا کی ذمہ داری اور وہ بھی صرف شہادت کی نہیں بلکہ جسم اطہر کو گھوڑے دوڑا کر روندنے اور خواتین کے جسم پر سے چادریں تک اتارنے کی ذمہ دار حضرت معاویہؓ پر ڈالتی ہے اور امام ابن کثیر رحمہ اللہ لاکھ کہتے رہیں کہ:۔

(سیدنا) حسین کو گھوڑوں سے روندنا۔ ولا یصح ذلك واللہ اعلم[1] صحیح نہیں، مگر ''محقق زماں'' ضرور لکھتے جائیں گے کہ ''اس پر گھوڑے دوڑا کر اسے روندا گیا۔''

کیونکہ اس طرح عوام کو حضرت امیر معاویہؓ کے خلاف مشتعل کرنے کا زیادہ موقع ملتا ہے۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ تو لکھتے ہیں کہ اس سلسلہ میں بدعات شنیعہ اور اس قسم کی باتوں سے روافض کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ:۔

ان یشغوا علی دولة بنی امیه لأ نه قتل فی دولتهم[2] — بنوامیہ کے عہد اقتدار کی برائی کر سکیں۔ کیونکہ سیدنا حسینؓ ان ہی کے دور حکومت میں شہید ہوئے۔

روافض سے بھی بازی جیت گئے:

روافض تو بنوامیہ کی حکومت کو اس طرح بدنام کرتے تھے مگر ہمارے ''محقق مؤرخ'' حضرت معاویہؓ کو بدنام کر رہے ہیں۔ اس طرح وہ روافض سے بھی بازی لے گئے۔

سرٹیفکیٹ سنبھال کر رکھئے!

مودودی صاحب اپنے ممدوح و معتمد علیہ امام ابن کثیرؒ کا دیا ہوا یہ سرٹیفکیٹ سنبھال کر رکھیں اور اس ''آئینے'' میں اپنے ''خدوخال'' اچھی طرح دیکھ لیں، تا کہ انہیں اپنے متعلق مغالطہ نہ رہے، اور سرٹیفکیٹ بوقت ضرورت قیامت میں کام آئے۔

کفارہ!

امام ابن کثیر رحمہ اللہ کی ذاتی رائے تو یہی ہے کہ یہ امور از قبیل ماتم و مرثیہ ہیں چنانچہ انہوں نے وجود اقدس کو گھوڑوں سے روندوانے کا تو رد کیا ہے۔ مگر طبری کے اتباع میں باقی امور کو

---

[1] ''البدایہ والنہایہ'' جلد ۸ صفحہ ۱۸۹ [2] ''البدایہ والنہایہ'' جلد ۸ صفحہ ۲۰۲

Scanned by CamScanner

بتی بنے گی۔ موم بتی جلے گی تو روشنی ہوگی، روشنی میں پروانے آئیں گے اور جل جائیں گے۔ اس طرح پروانوں کا خون ناحق مکھی کے کھاتے میں پڑتا ہے۔ لہٰذا مکھی کو باغ میں جانے ہی نہ دو۔ تو جس طرح ''لال بجھکڑ'' قسم کے لوگوں نے پروانوں کے ''ناحق خون'' کی ذمہ داری ''مکھی'' پر ڈالی تھی۔ عہد حاضر کی ''بین الاقوامی علمی شخصیت'' المیہء کربلا کی ذمہ داری اور وہ بھی صرف شہادت کی نہیں بلکہ جسم اطہر کو گھوڑے دوڑا کر روندنے اور خواتین کے جسم پر سے چادریں تک اتارنے کی ذمہ دار حضرت معاویہؓ پر ڈالتی ہے اور امام ابن کثیر رحمہ اللہ لاکھ کہتے رہیں کہ:۔

(سیدنا) حسین کو گھوڑوں سے روندنا۔ ولا یصح ذلك والله اعلم[1] صحیح نہیں، مگر ''محقق زماں'' ضرور لکھتے جائیں گے کہ ''اس پر گھوڑے دوڑا کر اسے روندا گیا۔''

کیونکہ اس طرح عوام کو حضرت امیر معاویہؓ کے خلاف مشتعل کرنے کا زیادہ موقع ملتا ہے۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ تو لکھتے ہیں کہ اس سلسلہ میں بدعات شنیعہ اور اس قسم کی باتوں سے روافض کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ:۔

ان یشغوا علی دولة بنی امیه لا نه قتل فی دولتهم[2] بنوامیہ کے عہد اقتدار کی برائی کر سکیں۔ کیونکہ سیدنا حسین ان ہی کے دور حکومت میں شہید ہوئے۔

روافض سے بھی بازی جیت گئے:

روافض تو بنوامیہ کی حکومت کو اس طرح بدنام کرتے تھے مگر ہمارے ''محقق مؤرخ'' حضرت معاویہؓ کو بدنام کر رہے ہیں۔ اس طرح وہ روافض سے بھی بازی لے گئے۔

سرٹیفکیٹ سنبھال کر رکھئے!

مودودی صاحب اپنے ممدوح و معتمد علیہ امام ابن کثیرؒ کا دیا ہوا یہ سرٹیفکیٹ سنبھال کر رکھیں اور اس ''آئینے'' میں اپنے ''خدوخال'' اچھی طرح دیکھ لیں، تاکہ انہیں اپنے متعلق مغالطہ نہ رہے، اور سرٹیفکیٹ بوقت ضرورت قیامت میں کام آئے۔

کفارہ!

امام ابن کثیر رحمہ اللہ کی ذاتی رائے تو یہی ہے کہ یہ امور از قبیل ماتم و مرثیہ ہیں چنانچہ انہوں نے وجود اقدس کو گھوڑوں سے روندوانے کا تو رد کیا ہے۔ مگر طبری کے اتباع میں باقی امور کو

[1] ''البدایہ والنہایہ'' جلد ۸ صفحہ ۱۸۹ [2] ''البدایہ والنہایہ'' جلد ۸ صفحہ ۲۰۲

Scanned by CamScanner

ابومخنف سے نقل کردیا ہے۔ تاہم آخر میں یہ لکھ کفارہ ادا کردیا ہے کہ:۔

شیعہ اور روافض نے قتل حسین کے بارے میں "کذب کثیر واخبار باطلہ" بیان کی ہیں۔ اور ہم نے جس قدر ذکر کیا ہے کافی ہے۔

وفی بعض ما اوردناہ نظر ولو لا ان ابن جریر وغیرہ من الحفاظ والائمة ذکروہ ماسقتہ ، واکثرہ من روایت ابی مخنف لوط بن یحیی ، وقد کان شیعیا ، وھو ضعیف الحدیث عند الائمة ، ولکنہ اخباری حافظ عندہٗ من ھذہ الاشیاء مالیس عند غیرہ ولھذا تیرامی علیہ کثیر من المصنفین فی ھذا الشان ممن بعدہٗ واللہ اعلم (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۲۰۲)

اور ہماری ذکر کردہ روایات میں سے بھی بعض بہت زیادہ مجروح ومتروک اور ساقط الاعتبار ہیں۔ اگر ابن جرید وغیرہ حفاظ وائمہ انہیں ذکر نہ کرتے تو میں بھی انہیں نہ لاتا، اوران میں سے اکثر ابومخنف کی روایات ہیں اور وہ بالتحقیق شیعہ تھا۔ آئمہ کے نزدیک ضعیف الحدیث ہے۔ وہ صرف اخباری حافظ ہے اس کے نزدیک اس بارے میں ایسی چیزیں ہیں جو اس کے سوا کسی کے پاس نہیں۔ اسی لئے اس کے بعد اس سلسلہ میں تصنیف کرنے والوں کو اس کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔

ہمیں یہ عرض کرنے کی اجازت دی جائے کہ اس بحث میں امام ابن کثیرؒ کا موقف بہت کمزور ہے۔ یہ ان کی شان کے شایان نہ تھا کہ ابومخنف شیعہ، ضعیف الحدیث کی حد درجہ مجروح ،متروک اور ساقط الاعتبار خرافات کو روایات کے نام سے اپنی شہرۂ آفاق تاریخ میں جمع کر لیتے اگر اس بحث میں صحیح روایات نہیں ہیں۔ تو یہ کیا ضرور ہے کہ اس رافضی کی طرف رجوع کیا جائے اور افسانہ طرازی کی جائے۔ کیا تاریخ اسلام مرثیہ خوانی کے بغیر پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتی؟ سچی بات تو یہ ہے کہ امام ابن کثیرؒ نے اس بحث میں خرافات نقل کر کے اپنے بلند مقام کو بہت پست کردیا ہے۔ اللہ انہیں معاف کرے۔

امام ابن عبدالبرؒ اور شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانیؒ:

اس بحث میں حضرت امام ابن عبدالبر اور حضرت شیخ الاسلام امام ابن حجر رحمہما اللہ کا موقف نہایت صحیح و صائب ہے۔ ہر دو حضرات نے سیدنا حسینؓ کے حالات میں سانحہ کربلا کا ذکر کیا ہے۔ مگر نہ تو اس کا ذکر ہے کہ "ان کے جسم پر جو کچھ تھا وہ لوٹا گیا، حتیٰ کہ ان کی لاش پر سے

Scanned by CamScanner

مذحج وحز ارسه فانطلق به الی عبیداللہ بن زیاد فوفدہ الی یزید ومعه الراس [1]

اور آپ کو مذحج کے ایک شخص نے شہید کیا اور آپ کا سر کاٹا اور اسے ابن زیاد کے پاس لے گیا۔ ابن زیاد نے اسے اس سر (اقدس) کے ساتھ یزید کے پاس روانہ کر دیا۔

صحیح حدیث:

شیخ الاسلام ابن حجر رحمہ اللہ نے اصابہ اور تہذیب دونوں میں شہادت کی صحیح حدیث نقل کی ہے۔ جس کی سند ملاحظہ ہو:۔

قال ابوالولید احمد بن جناب المصیصی حد ثنا خالد بن یزید بن اسد حد ثنا عمار بن معاویہ الدھنی۔

عمار بن معاویہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین (محمد باقر) سے عرض کیا حد ثنی بقتل الحسن حتی کانی نظر ته قال یعنی مجھے شہادت حسین کے حالات سنایئے گویا میں خود موقع پر دیکھ رہا ہوں۔ انہوں نے فرمایا:۔

غور فرمایئے! کتنی صحیح اور کتنی پیاری حدیث ہے۔ سیدنا محمد باقر رحمہ اللہ بیان کرنے والے ہیں۔ آپ سے عمار بن معاویہ الدہنی بیان کرنے والے ہیں۔ جو سعید بن جبیرؒ اور محمد باقرؒ کے شاگرد اور امیر المؤمنین فی الحدیث شعبہ، سفیان ثوری اور سفیان بن عیینہ وغیرہ رحمہم اللہ کے شیخ واستاذ ہیں۔ امام احمد، ابن معین، ابو حاتم اور نسائی نے ثقہ کہا ہے۔ [2] ان سے خالد بن یزید بن اسد نے روایت کی ہے۔ جن پر کوئی خاص جرح نہیں کی گئی، اور ان سے روایت کرنے والے احمد بن جناب المصیصی ہیں۔ جو امام مسلم، ابوداؤد، نسائی حتی کہ امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے شیخ واستاذ ہیں۔ صدوق وثقہ ہیں۔ [3]

اس صحیح حدیث میں حضرت سیدنا محمد باقر رحمہ اللہ نے حضرت معاویہؓ کی موت سے اہل وعیال سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کی مدینہ طیبہ واپسی تک کے مفصل حالات بیان کئے ہیں۔ مگر نہ ذاکری ہے، نہ شاعری، نہ ماتم ہے، نہ مرثیہ، نہ وجود اقدس کو گھوڑوں سے روندوانے کا ذکر ہے۔ نہ مستورات کی چادریں اتارنے کا اور نہ حضرات شہدا رضی اللہ عنہم کے سروں کی نمائش کا!

---

[1] "تہذیب التہذیب" جلد ۲ صفحہ ۳۵۳

[2] "تہذیب التہذیب" جلد ۷ صفحہ ۴۰۶ ترجمہ عمار، "میزان الاعتدال" جلد ۳ صفحہ ۱۷۰

[3] "تہذیب التہذیب" جلد اول صفحہ ۲۲

Scanned by CamScanner

یزید کی ولی عہدی

طعن نمبر ۶۳:

اس تجویز کی ابتداء حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کی طرف سے ہوئی حضرت معاویہؓ انہیں کوفہ کی گورنری سے معزول کرنے کا ارادہ رکھتے تھے، انہیں اس کی خبر مل گئی۔ فوراً کوفہ سے دمشق پہنچے اور یزید سے مل کر کہا۔ ''صحابہؓ کے اکابر اور قریش کے بڑے لوگ دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ امیر المؤمنین تمہارے لئے بیعت لے لینے میں تامل کیوں کر رہے ہیں۔''
یزید نے اس بات کا ذکر اپنے والد ماجد سے کیا۔ انہوں نے حضرت مغیرہؓ کو بلا کر پوچھا حضرت مغیرہؓ نے جواب دیا ''امیر المؤمنین! آپ دیکھ چکے ہیں کہ قتل عثمانؓ کے بعد کیسے کیسے اختلافات اور خون خرابے ہوئے۔ اب بہتر یہ ہے کہ آپ یزید کو اپنی زندگی ہی میں ولی عہد مقرر کر کے بیعت لے لیں تا کہ اگر آپ کو کچھ ہو جائے تو اختلاف برپا نہ ہو۔'' حضرت معاویہؓ نے پوچھا ''اس کام کو پورا کر دینے کی ذمہ داری کون لے گا؟ انہوں نے کہا ''اہل کوفہ کو میں سنبھال لوں گا۔ اور اہل بصرہ کو زیاد۔ اس کے بعد پھر اور کوئی مخالفت کرنے والا نہیں ہے۔'' یہ بات کر کے حضرت مغیرہؓ کوفہ آئے اور دس آدمیوں کو تیس ہزار درہم دے کر اس بات پر راضی کیا کہ ایک وفد کی صورت میں حضرت معاویہؓ کے پاس جائیں اور یزید کی ولی عہدی کے لئے ان سے کہیں، یہ وفد حضرت مغیرہؓ کے بیٹے موسیٰ بن مغیرہ کی سرکردگی میں دمشق گیا۔ اور اس نے اپنا کام پورا کر دیا۔ بعد میں حضرت معاویہؓ نے موسیٰ کو الگ بلا کر پوچھا ''تمہارے باپ نے ان لوگوں سے کتنے میں ان کا دین خریدا ہے؟'' انہوں نے کہا ۳۰ ہزار درہم میں، حضرت معاویہؓ نے کہا، تب تو ان کا دین ان کی نگاہ میں بہت ہلکا ہے۔'' (ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۲۴۹ البدایہ جلد ۸ صفحہ ۷۹) اور ابن خلدون میں بھی اس واقعہ کے بعض حصوں کا ذکر ہے۔ (خلافت وملوکیت ۱۴۸/۱۴۹)

جواب نمبر ۱۴۰:

معلوم ہوتا ہے کہ مودودی صاحب کی قسمت بد میں صحابہؓ کی شان میں گستاخی وبدگوئی مقدر ہے۔ امام مظلوم سیدنا عثمانؓ سے لے کر ہر عظیم صحابیؓ کو ان کے گستاخ وبے باک قلم نے ہدف سب وشتم اور نشانہ طعن وتشنیع بنایا ہے۔ اب دانشور اسلام سیدنا مغیرہؓ بن شعبہ کی باری ہے۔

Scanned by CamScanner

منافقت کی انتہا!

یہ منافقت کی انتہا نہیں تو اور کیا ہے کہ باتیں تو ان کی طرف وہ منسوب کی جارہی ہیں۔ جن کی موجودگی میں کسی آدمی کی عزت و قیمت دو کوڑی کی بھی نہیں رہتی مگر انہیں لکھا جارہا ہے۔

حضرت مغیرہ اور رضی اللہ عنہ بھی!

آئینے میں اپنا منہ:

انسان کو آئینے میں اپنا چہرہ نظر آتا ہے۔ وہ جیسا خود ہو دوسروں کو بھی ویسا ہی سمجھتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے مودودی صاحب سیاست میں ''سودے بازی'' اور ''لین دین'' کے عادی ہیں۔ لہٰذا وہ رسول کریم ﷺ کے ایک جاں نثار، مخلص اور بزرگ صحابیؓ کو بھی اپنے اوپر قیاس کرتے ہوئے ''سودے باز'' سمجھتے ہیں۔

جواب نمبر ۱۴۱:

مودودی صاحب کے یہ سارے الزام و بہتان اس لئے گوزشتر سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے کہ طبقات ابن سعد، طبری وغیرہ تاریخ کی کسی بنیادی کتاب میں یہ ہفوات نہیں ہیں۔ ابن اثیر متاخر مؤرخین میں سے ہیں۔ ان کی اس قسم کی بے سند و بے اصل تحریر کی کیا قیمت؟

جواب ۱۴۲:

طبری (جلد ۴ صفحہ ۲۲۴) میں جو بنیادی کتاب ہے۔ یہ روایت موجود ہے مگر اس میں حضرت مغیرہؓ کی اس سودے بازی کا کوئی ذکر نہیں۔ کوفہ سے مرکز میں وفد بھیجنے کا تو ذکر ہے۔ مگر اس میں تیس ہزار درہم دے کر اہل وفد کا ایمان خریدنے کا اشارہ تک نہیں۔ لہٰذا بقول امام ابن کثیرؒ یہ ہفوات قائلین و ناقلین خصوصاً مودودی صاحب کے منہ پر ماری جائیں گی۔

جواب ۱۴۳:

حقیقت یہ ہے کہ یہ تجویز حضرت مغیرہؓ کی ضرور تھی مگر تھی خلوص کی بناء پر۔ وہ چونکہ عرب کے مشہور اہل دانش...... وفراست[۱] میں سے تھے، انتہائی زیرک وفہیم اور ذہین وفطین تھے۔ اس لئے ان کی رائے یہی تھی کہ ملک وملت کے درخشاں مستقبل، بہترین مفاد اور امن وسکون کے لئے ضروری ہے کہ حضرت معاویہؓ یزید کو اپنی زندگی میں ولی عہد مقرر کردیں۔

---

[۱] شعبیؒ کا قول ہے کہ عرب کے زیرک ودانشور چار ہیں۔ حضرت معاویہؓ، حضرت عمرو بن العاصؓ، حضرت مغیرہ بن شعبہ اور زیاد (استیعاب ترجمہ حضرت مغیرہؓ والبدایہ جلد ۸ صفحہ ۴۹) زہری نے بھی اس طرح ذکر کیا ہے۔ (اصابہ)

Scanned by CamScanner

مودودی گھڑنتو!

یہ مودودی گھڑنتو ہے کہ حضرت معاویہؓ انہیں کوفے کی گورنری سے معزول کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ اس گھڑنتو کے خلاف حقیقت یہ ہے کہ حضرت مغیرہؓ اپنی پیرانہ سالی اور ضعف کی بنا پر خود مستعفی ہوئے تھے۔ طبری کی روایت میں ہے۔

قدم المغيرة على معاوية واستعفاه وشكا اليه الضعف فاعفاه (جلد٤ صفحه ٢٢٤)

حضرت مغیرہ حضرت معاویہؓ کی خدمت میں آئے، اور اپنے ضعف کی بنا پر استعفیٰ دیا۔ جسے حضرت معاویہؓ نے منظور کرلیا۔

البدایہ میں بھی ہے کہ ان المغيرة كان قد قدم على معاوية واعفاه من امرة الكوفه فاعفاه لكبره وضعفه (جلد٨ صفحه ١٧٩)

بہر حال یہ حقیقت ہے کہ حضرت مغیرہؓ نے خود استعفا دیا۔ جسے حضرت معاویہؓ نے ان کی کبرسنی اور ضعف کی بنا پر منظور کرلیا۔

طعن نمبر ۶۴:

اس کے بعد یزید نے اپنے بہت سے ان اعمال کی اصلاح کرلی جو قابل اعتراض تھے، مگر اس روداد سے دو باتیں بالکل واضح ہیں۔ ایک یہ کہ یزید کی ولی عہدی کے لئے ابتدائی تحریک کسی صحیح جذبے کی بنیاد پر نہیں ہوئی تھی، بلکہ ایک بزرگ نے اپنے ذاتی مفاد کے لئے دوسرے بزرگ کے ذاتی مفاد سے اپیل کر کے اس تجویز کو جنم دیا۔ اور دونوں صاحبوں نے اس بات سے قطع نظر کرلیا کہ وہ اس طرح امت محمدیہ کو کس راہ پر ڈال رہے ہیں۔ (خلافت وملوکیت صفحہ ۱۵۰)

جواب ۱۴۴:

اللہ کی شان ہے کہ آج چودھویں صدی کے سیاسی کھلاڑی نبی خاتم ﷺ کے تربیت یافتہ دو اجلہ صحابہؓ کو ملت فروشی وقوم دشمنی کا طعنہ دے رہے ہیں۔ وہ چونکہ خود اپنے ذاتی خسیس اغراض اور سیاسی مفاد کے لئے عجیب عجیب قلابازیاں کھاتے ہیں۔ اس بات سے قطع نظر کر کے کہ وہ اس طرح امت محمدیہ کو کس راہ پر ڈال رہے ہیں۔" اس لئے یاران رسولؐ کو بھی اپنے اوپر قیاس کر کے قوم وملت کا غدار سمجھ رہے ہیں۔

جواب نمبر ۱۴۵:

میں کہتا ہوں یہ مودودی صاحب کی بدگمانی ہے ورنہ درحقیقت یہ تحریک صحیح جذبے کی

Scanned by CamScanner

بنیاد پر ہوئی تھی، اور کسی نے بھی اپنے ذاتی مفاد کے لئے کسی کے ذاتی مفاد سے اپیل نہیں کی، حضرت مغیرہؓ بن شعبہ عہد فاروقی میں بصرہ وکوفہ اور عہد عثمانی میں بھی کوفہ کے گورنر رہے۔ پھر ستر اسی سال کی عمر ہے۔ کیا ابھی ان کے دل میں اقتدار کی ہوس باقی ہے؟ کیا وہ مودودی بیچارے کی طرح اقتدار کے بھوکے تھے؟ اور کبھی مسند اقتدار پر نہیں بیٹھے تھے؟ کہ انہیں اقتدار کی طلب ہو؟

• حقیقت یہ ہے کہ قریباً بیس پچیس سال گورنر رہ کر عالم پیری وضعف میں وہ خود مستعفی ہوئے۔ حضرت معاویہؓ نے ان کی کبرسنی کے پیش نظر ان کا استعفیٰ منظور کرلیا۔ انہوں نے اپنی خداداد ذہنی قابلیت اور فہم وفراست کی روشنی میں امت کی خیر اندیشی کے پیش نظر یزید کی ولی عہدی کی تجویز پیش کی۔ حضرت معاویہؓ نے امت کی بہی خواہی کے پیش نظر حضرت مغیرہؓ کی تجویز کو صحیح وصائب سمجھ کر انہیں مجبور کیا کہ وہ کوفہ واپس جائیں اور اپنی تجویز کے متعلق حالات کا جائزہ لیں، چنانچہ انہوں نے اس سلسلہ میں کوفہ میں کام کیا اور ایک وفد حضرت معاویہؓ کے پاس بھیجا۔ امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ کی روایت کے یہی الفاظ ہیں:۔

وعمل المغيرة في بيعة يزيد ووفدفي ذلك وفداً الى معاوية (جلد ٤ صفحه ٢٢٤)

یہ تو ہے حقیقت! اس کے خلاف جو کچھ مودودی صاحب نے لکھا ہے سب ہزلیات وخرافات ہے۔ بیہودہ ہفوات ہے، اور محض ان کی عداوت عن الصحابہؓ اور بغض معاویہؓ کا ذلیل مظاہرہ۔

طعن نمبر ۶۵، صحابہؓ کو خریدنا:

زیاد کی وفات (۵۳ھ) کے بعد حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو ایک لاکھ درہم بھیجے اور یزید کی بیعت کے لئے راضی کرنا چاہا۔ انہوں نے کہا۔ ''اچھا یہ روپیہ اس مقصد کے لئے بھیجا گیا ہے۔ پھر تو میرا دین میرے لئے بڑا ہی سستا ہوگیا۔'' یہ کہہ کر انہوں نے روپیہ لینے سے انکار کردیا۔ (ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۲۵۰، البدایہ جلد ۸ صفحہ ۸۹) (خلافت وملوکیت صفحہ ۱۵۰)

جواب نمبر ۱۴۶:

یہ حضرت معاویہؓ کی انتہائی توہین ہے اور ان کی شان میں انتہائی گستاخی ودیدہ دہنی! حضرت معاویہؓ عہد حاضر کے گھٹیا سیاستدانوں کی سطح پر نہیں تھے۔ وہ اس بات سے بہت بلند تھے کہ روپے دے کر لوگوں کی رائے خریدیں۔ یہ ان پر نہایت رکیک حملہ اور نہایت کمینہ بہتان ہے اور پھر یہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی شان میں بھی گستاخی ہے کہ کوئی ان کا ایمان خریدنے کا خیال کرے۔

جواب نمبر ۱۴۷:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق صرف ابن اثیر کا قول ہے۔ بے سند بے اصل۔ جس کی قدر و قیمت ایک کوڑی بھی نہیں، البتہ مودودی صاحب کے دوسرے ماخذ ''البدایہ'' میں باسند روایت ہے۔ مگر یہ روایت حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے متعلق ہے۔ پھر اس روایت کا ایک راوی ابراہیم بن محمد بن عبدالعزیز الزہری انتہائی مجروح ہے۔ اس کے متعلق ائمہ رجال کی شدید جرح ملاحظہ ہو:۔ علامہ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ واہ یعنی انتہائی کمزور ہے۔ ابن عدیؒ کا قول ہے۔ اس کی عام حدیثیں منکر ہیں۔ وقال البخاری سکتوا عنه، امام بخاریؒ کا قول ہے کہ محدثین اس سے راویت نہیں لیتے۔ (''میزان الاعتدال'' جلد اول صفحہ ۵۶ ترجمہ ابراہیم) ایک مجروح ومتروک راوی کی واہی روایت سے حضرت معاویہؓ ایسی عظیم و بلند شخصیت کو مجروح کرنا اور انہیں عہد حاضر کے ایک گھٹیا اور سودے باز سیاستدانوں کی سطح پر لا کھڑا کرنا مودودی صاحب ہی کو زیب دیتا ہے ورنہ اور تو کوئی شریف انسان اس ظلم عظیم کا روادار نہیں ہوسکتا۔

طعن نمبر ۶۶:

پھر حضرت معاویہؓ نے مدینے کے گورنر مروان ابن الحکم کو لکھا کہ میں اب بوڑھا ہوگیا ہوں، چاہتا ہوں کہ اپنی زندگی میں کسی کو جانشین مقرر کردوں، لوگوں سے پوچھو کہ جانشین مقرر کرنے کے معاملہ میں وہ کیا کہتے ہیں۔ مروان نے اہل مدینہ کے سامنے یہ بات پیش کی، لوگوں نے کہا ایسا کرنا عین مناسب ہے۔ اس کے بعد حضرت معاویہؓ نے مروان کو پھر لکھا کہ میں نے جانشینی کے لئے یزید کو منتخب کیا ہے۔ مروان نے پھر یہ معاملہ اہل مدینہ کے سامنے رکھ دیا، اور مسجد نبوی میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ ''امیر المؤمنین نے تمہارے لئے مناسب آدمی تلاش کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی ہے اور اپنے بعد اپنے بیٹے یزید کو جانشین بنایا ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں۔ ابوبکرؓ، عمرؓ نے بھی جانشین مقرر کئے تھے۔'' اس پر حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ اٹھے اور انہوں نے کہا جھوٹ بولے ہو تم اے مروان! اور جھوٹ کہا معاویہ نے، تم نے ہرگز امت محمدیہ کی بھلائی نہیں سوچی ہے۔ تم اسے قیصریت بنانا چاہتے ہو۔ کہ جب ایک قیصر مرا تو اس کی جگہ اس کا بیٹا آ گیا۔ یہ سنت ابوبکر و عمر نہیں ہے۔ انہوں نے اپنی اولاد میں سے کسی کو جانشین نہیں بنایا تھا''

Scanned by CamScanner

مروان نے کہا'' پکڑو اس شخص کو، یہی ہے وہ جس کے متعلق قران میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:
وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْہِ اُفٍّ لَّکُمَا (الاحقاف ۱۷) حضرت عبدالرحمٰن نے بھاگ کر حضرت عائشہؓ کے حجرے میں پناہ لی۔ حضرت عائشہؓ چیخ اٹھیں کہ جھوٹ کہا مروان نے ہمارے خاندان کے کسی فرد کے معاملہ میں یہ آیت نہیں آئی ہے۔ البتہ مروان کے باپ پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت کی تھی جبکہ مروان ابھی اس کی صلب میں تھا۔'' (استیعاب جلد۲ صفحہ ۳۹۳، البدایہ جلد ۸ صفحہ ۸۹، ابن اثیر جلد۳ صفحہ ۲۵۰ (خلافت وملوکیت'' صفحہ ۱۵۰، ۱۵۱)

تحقیق و دیانت کا کمال!:

مودودی صاحب کی تحقیق و دیانت کا کمال ملاحظہ ہو کہ استیعاب جلد۲ صفحہ ۳۹۳ کا حوالہ دیتے ہیں، اور وہاں مروان کا ذکر تک نہیں ہے۔ نام تک موجود نہیں۔

جواب نمبر ۱۴۸:

مودودی صاحب اس پر موقع پر مروان کا نام اور اس سے متعلق اپنی ان ہزلیات کا نشان بھی نہیں دکھلا سکتے۔ میں کہتا ہوں۔ وہ قیامت تک استیعاب (تحت اصابہ) جلد۲ صفحہ ۳۹۳ پر یہ افسانہ وافتراء نہ دکھا سکیں گے۔

جواب ۱۴۹:

مودودی صاحب نے ان ہزلیات وافترات کا دوسرا ماٗخذ البدایہ جلد ۸ صفحہ ۸۹ بیان کیا ہے۔ اول تو یہ پوری خرافات وہاں بھی موجود نہیں۔ دوسرے اس روایت کا ایک راوی عبدالرزاق ہے۔ جو نہایت شدید مجروح ہے۔ اس کے متعلق ائمہء رجال کی جرح ملاحظہ ہو:۔ علامہ ذہبی اور شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمہما اللہ دونوں لکھتے ہیں:۔

ابن عدیؒ کا قول ہے کہ اس نے (حضرت علیؓ وآل علیؓ کے) فضائل میں وہ احادیث روایت کی ہیں۔ جن کی موافقت کسی نے نہیں کی، اور ان کے غیر (حضرت معاویہؓ وغیرہ) کے مثالب میں منکر احادیث روایت کی ہیں۔ وَنَسَبُوْہُ اِلَی التَّشَیُّعِ اور محدثین نے تشیع کی طرف اسے منسوب کیا ہے۔ عباس العنبری نے کہا واللہ الذی لا الہ الا ھو ان عبدالرزاق کذاب والواقدی اصدق منہ قسم اس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ عبدالرزاق کذاب ہے اور واقدی (جو شہرہ آفاق کذاب ہے) بھی اس سے سچا ہے۔

ابن معین نے کہا میں نے عبدالرزاق سے ایک روز ایک ایسی بات سنی۔ جس سے میں نے اس کے تشیع پر دلیل پکڑی۔ میں نے اس سے کہا تیرے استاد تو سارے اصحاب سنہ ہیں۔ تو نے یہ مذہب کس سے حاصل کیا؟ اس نے کہا مجھے جعفر بن سلیمان ملایہ میں نے اس سے حاصل کیا۔

محمد بن ابی بکر المقدمی کا قول ہے کہ جعفر بن سلیمان نے اسے خراب کر دیا۔ یعنی تشیع میں مبتلا کر دیا۔ ابن معین سے کہا گیا کہ امام احمد فرماتے ہیں کہ عبیداللہ بن موسیٰ کی حدیث بوجہ تشیع مردود ہے تو ابن معینؒ نے کہا:۔

والله الذی لا اله الا هو عبدالرزاق اعلی فی ذلك من عبيدالله مأة ضعف	اس خدا کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ عبدالرزاق تشیع کے بارے میں عبیداللہ سے سو گنا زیادہ غالی ہے۔ [1]

علامہ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:۔

عقیلی روایت کرتے ہیں، عبدالرزاق کے آگے کسی شخص نے حضرت معاویہؓ کا ذکر کیا تو عبدالرزاق نے کہا:۔

لا تقذر مجلسنا بذكر ولد ابی سفیان [2]	ہماری مجلس کو ابن ابی سفیان کے ذکر سے گندہ نہ کرو۔

شیخ الاسلام عسقلانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:۔

ابوداؤد کا قول ہے کہ عبدالرزاق حضرت معاویہؓ پر اعتراض کرتا تھا، ابن حبان اور عجلی اور بزاز نے کہا وہ شیعہ تھا۔ [3]

جس جعفر بن سلیمان نے عبدالرزاق کو رفض و تشیع میں مبتلا کر کے خراب کیا۔ اب ذرا اس کا حال بھی ملاحظہ ہو:۔ علامہ ذہبیؒ اور شیخ الاسلام عسقلانیؒ دونوں لکھتے ہیں:۔ جریر بن یزید وغیرہ نے جعفر بن سلیمان سے کہا ہمیں خبر ملی ہے کہ تم حضرت ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) کو سب وشتم کرتے ہو؟ فقال اما الشتم فلا ولكن البغض ماشئت تو جواب دیا کہ سب وشتم تو نہیں۔ لیکن بغض کے متعلق جو کہو لو (صحیح ہے) جریر بن یزید کہتے ہیں۔ فاذاهو رافضی مثل الحمار، جبھی تو وہ رافضی ہے گدھے کی مثل ہے۔ [4] مودودی کہتے ہیں كان جعفرا اذا ذكر معاوية

---

[1] "میزان الاعتدال" جلد ۲ صفحہ ۶۱۰، ۶۱۱ و "تہذیب التہذیب" جلد ۶ صفحہ ۳۱۳، ۳۱۴ ترجمہ عبدالرزاق بن ہمام بن نافع الحمیری

[2] "میزان الاعتدال" جلد ۲ صفحہ ۶۱۰ [3] "تہذیب التہذیب" جلد ۶ صفحہ ۳۱۴

[4] "میزان" جلد اول صفحہ ۱۸۹، ۱۹۰ "تہذیب التہذیب" جلد ۲ صفحہ ۹۷ ترجمہ جعفر بن سلیمان

Scanned by CamScanner

شتمه واذا علیا قعد یبکی کہ جعفر کے سامنے حضرت معاویہؓ کا ذکر کیا جاتا تو انہیں گالیاں دیتا تھا۔ اور جب حضرت علیؓ کا ذکر کیا جاتا تو بیٹھا روتا رہتا۔[1] جب استاد اس درجہ دشمن بنی امیہ دشمن صحابہ ہو جو بغض شیخین کا خود قائل ومقر ہو، حضرت معاویہؓ کو برملا گالیاں دیتا ہو، جس کے اس قسم کے کرتوتوں کی بنا پر اسے رافضی گدھا تک کہا گیا ہو۔ تو عبدالرزاق سے فیض پانے والے شاگرد کا کیا حال ہوگا؟ عبدالرزاق نہ صرف رفض وتشیع سے آلودہ تھا بلکہ انتہائی درجہ غالی رافضی تھا۔ اس درجہ غالی کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا نام نہیں سن سکتا تھا اور اگر کوئی اس کے سامنے حضرت معاویہؓ کا نام لے لیتا تو وہ فوراً بول اٹھتا کہ معاویہ کا نام لے کر ہماری مجلس گندی نہ کرو۔

اس شریف کے دل میں حضرت معاویہؓ سے اس درجہ بغض وعناد تھا کہ ایک مرفوع روایت گھڑ لی کہ:۔

اذا رأیتم معاویۃ علی منبری فاقتلوہ جب تم معاویہ کو میرے منبر پر دیکھو تو اسے قتل کردو۔ (میزان جلد۲ صفحہ ۶۱۴) پھر کذاب اس درجہ کا! کہ واقدی ایسے شہرۂ آفاق کذاب کے بھی کان کتر کر لے گیا۔

اس درجہ کذاب اور اس درجہ غالی رافضی، سبائی اور دشمن صحابہؓ خاص طور پر حضرت معاویہؓ وغیرہ بنوامیہ کے خلاف اپنے دل میں انتہائی بغض وعداوت اور عناد ونفرت رکھنے والے راوی عبدالرزاق کی روایت پر خصوصاً جو روایت حضرت معاویہ ومروان رضی اللہ عنہما کے خلاف ہو اعتماد مودودی صاحب ایسا صحابہؓ کا دشمن اور حضرت معاویہؓ سے بغض وعناد رکھنے والا ہی کر سکتا ہے۔ ورنہ کوئی سچا مسلمان، بلکہ کوئی شریف انسان اس قسم کے راوی کی روایت کو در خور اعتنا نہیں سمجھ سکتا۔

دیانت وامانت کا ’’بین الاقوامی‘‘ مظاہرہ:

یہاں مودودی صاحب کی دیانت وامانت کا ’’بین الاقوامی‘‘ تماشہ ملاحظہ ہو کہ اپنی خرافات کے مصدر وماخذ بخاری تفسیر سورہ احقاف، استیعاب جلد۲ صفحہ ۳۹۳، البدایہ جلد۸ صفحہ ۸۹ وغیرہ لکھے ہیں۔ (حاشیہ صفحہ ۱۵۱) مگر حضرت معاویہ اور حضرت مروان اور ان کے والد رضی اللہ عنہم کی مذمت میں ان تینوں مقامات پر ایک بھی حرف موجود نہیں۔

بددیانتی کا شاہکار:

’’البتہ مروان کے باپ پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت کی تھی۔ جبکہ مروان ابھی اس کی

[1] ’’تہذیب التہذیب‘‘ ترجمہ جعفر بن سلیمان

Scanned by CamScanner

صلب میں تھا۔'' (خلافت وملوکیت صفحہ ۱۵۱)

مودودی صاحب نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ الفاظ منسوب کرتے ہوئے بخاری تفسیر سورۂ احقاف، استیعاب جلد ۲ صفحہ ۳۹۴، البدایہ جلد ۸ صفحہ ۸۹ اور ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۲۵۰ کے حوالے دیئے ہیں۔ مگر آپ یہ سن کر حیران رہ جائیں گے کہ ان چاروں مقامات پر ان الفاظ کا نام ونشان تک موجود نہیں۔ الٹا البدایہ جلد ۸ صفحہ ۸۹ پر علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ تو لکھ رہے ہیں کہ:

ویروی انها بعثت الی مروان تعتبه وتئونبه وتخبره بخبر فیه ذم له ولا بیه لا یصح عنها۔ اور مروی ہے کہ حضرت عائشہؓ نے مروان کی طرف آدمی بھیج کر اس پر عتاب کیا۔ اسے تنبیہ کی اور ایک روایت سے اسے خبر دی جس میں اس کی اور اس کے باپ کی مذمت ہے، یہ (ساری باتیں) حضرت ام المؤمنینؓ سے صحیح ثابت نہیں۔ کیا یہ مودودی صاحب کی بددیانتی کا ''شاہکار'' نہیں کہ مروان اور ان کے والد کی مذمت سے متعلق روایت کی امام ابن کثیر رحمہ اللہ تو صراحت سے نفی اور تردید کر رہے ہیں۔ مگر مودودی صاحب اسی کے حوالے سے لکھ رہے ہیں کہ ''البتہ مروان کے باپ پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت کی تھی۔ جب کہ مروان بھی اس کی صلب میں تھا۔'' اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہ رَاجِعُونَ سوچتا ہوں کہ اسی دیانت وامانت کے بل پر ''اصل ماٰ خذ سے خود تحقیق کرنے اور اپنی آزادانہ رائے قائم کرنے'' کی شیخی بگھاری جاتی ہے اور ڈینگیں ماری جاتی ہیں۔ اور کیا انہی بہتانوں، افتراؤں اور بددیانتیوں سے مملو لبریز تالیف کے متعلق لاہور کے ایک محترم صحافی لکھتے ہیں کہ ''مولانا نے اپنی تاریخی بصیرت کے نوادر پیش کیے ہیں۔ مزید براں تحقیق انتقاد کو کشادہ راہیں ملتی ہیں۔'' اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہ رَاجِعُونَ۔

طعن نمبر ۶۷:

''عراق، شام اور دوسرے علاقوں سے بیعت لینے کے بعد حضرت معاویہؓ خود حجاز تشریف لے گئے۔ کیونکہ وہاں کا معاملہ سب سے اہم تھا۔ اور دنیائے اسلام کی وہ بااثر شخصیتیں جن سے مزاحمت کا اندیشہ تھا۔ وہیں رہتی تھیں۔ مدینے کے باہر حضرت حسینؓ، حضرت ابن زبیرؓ، حضرت ابن عمرؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ ان سے ملے، حضرت معاویہؓ نے ان سے ایسا درشت برتاؤ کیا کہ وہ شہر چھوڑ کر مکے چلے گئے۔ اس طرح مدینے کا معاملہ آسان ہوگیا۔ پھر انہوں نے مکے کا رخ کیا۔ حضرت معاویہؓ نے کہا اب تک میں تم لوگوں سے درگزر کرتا رہا ہوں۔

Scanned by CamScanner

اب میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر تم میں سے کسی نے میری بات کے جواب میں ایک لفظ بھی کہا تو دوسری بات اس کی زبان سے نکلنے کی نوبت نہ آئے گی۔ تلوار اس کے سر پر پہلے پڑ چکی ہوگی'' پھر اپنے باڈی گارڈ کے افسر کو بلا کر حکم دیا کہ'' ان میں سے ہر ایک پر ایک ایک آدمی مقرر کر دو اور اسے تاکید کر دو کہ ان میں سے جو بھی میری بات کی تردید یا تائید میں زبان کھولے اس کا سر قلم کر دے'' اس کے بعد وہ انہیں لئے ہوئے مسجد میں آئے اور اعلان کیا'' یہ مسلمانوں کے سردار اور بہترین لوگ جن کے مشورے کے بغیر کوئی کام نہیں کیا جاتا۔ یزید کی ولی عہدی پر راضی ہیں اور انہوں نے بیعت کر لی ہے۔ لہٰذا تم لوگ بھی بیعت کر لو۔'' اب لوگوں کی طرف سے انکار کا کوئی سوال ہی باقی نہ تھا۔ اہل مکہ نے بھی بیعت کر لی''۔ (ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۲۵۲) ('' خلافت وملوکیت'' صفحہ ۱۵۲، ۱۵۳)

جواب نمبر ۱۵۰:

یہ بیان خرافات ہی نہیں مجموعہ خرافات وا کاذیب ہے۔

۱۔ اس کے کذب و بطلان پر یہی بات کیا کم دال وشاہد ہے کہ کسی بنیادی معتبر کتاب میں اس کا سراغ نہیں ملتا۔ ابن اثیرؒ ساتویں صدی ہجری (متوفی ۶۳۰ ھ) کے آدمی ہیں۔ ان کی ان بے سند و بے اصل باتوں کی کیا قیمت؟

۲۔ پھر کیا اس'' افسانہ'' کا یہ فقرہ اس کے وضعی ہونے کی دلیل نہیں کہ ان میں سے جو بھی میری بات کی تردید یا تائید میں زبان کھولے اس کا سر قلم کر دے۔

جواب نمبر ۱۵۱:

اس'' گوزشتر'' پر اگر اعتبار کر لیا جائے تو کیا حضرت معاویہؓ کی کچھ بھی قدر و قیمت کسی مسلمان کے دل میں باقی رہ جاتی ہے؟ پھر تو وہ انتہائی مکار، خودغرض، ظالم، جھوٹے، دھوکے باز اور فریب کار ثابت ہوتے ہیں۔ اور یہی مقصد ہے مودودی صاحب کا۔

جواب نمبر ۱۵۲:

اگر ان خرافات کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو پھر امیر معاویہؓ کے بعد ان حضرات کی کیا حقیقت باقی رہ جاتی ہے۔ جنہوں نے موت کے خوف سے اپنی زبان سی لی،'' تک تک دیدم دم نہ کشیدم'' کے مصداق مہر بلب رہے، اور معاذ اللہ اس طرح حضرت معاویہؓ کے جھوٹ، فریب اور دھوکے میں حصہ دار بنے۔

Scanned by CamScanner

کیا یہی ہے خیر امت؟:

کنتم خیر امة کے مصداق کیا یہی لوگ ہیں کہ بعض تو مکار و کذاب و ہوس کار اور خود غرض و فریب کار ہیں، اور بعض معاذ اللہ موت سے ڈرنے والے بزدل اور مصلحت اندیش!

بلبل ہمہ تن خوں شد و گل ہمہ تن چاک
اے وائے بہارے اگر ایں ست بہارے

اگر انسان کی مت نہ ماری جائے اور وہ سوچے تو اس روایت سے حضرت معاویہؓ سے زیادہ ان حضرات کی توہین و تنقیص لازم آتی ہے۔ آخر ان حضرات کے جذبہ حق گوئی و حق پسندی، شجاعت و بہادری اور جانبازی و جاں نثاری کو کیا ہو گیا تھا کہ وہ خاموش، مہر بلب بیٹھے رہے اور حضرت معاویہؓ معاذ اللہ جھوٹ بول کر، فریب دے کر اپنا مطلب نکال لے گئے۔ یہ لغو یب و بیہودگی ان چاروں حضرات کی پوری زندگی کے خلاف ہے۔ خصوصاً سیدنا حسین اور سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے تو اپنی شہادت سے ثابت کر دیا۔ کہ ان کی نگاہ میں چند روزہ حیات مستعار کی کوئی حقیقت نہیں اور جان پر کھیل جانا ان کا محبوب مشغلہ ہے۔

شاہکار!

پھر مودودی صاحب کی امانت، دیانت، ''بین الاقوامی'' علمیت اور منطق کا ''شاہکار'' ہے۔ یہ جملہ کہ ''اب انکار کا کوئی سوال ہی باقی نہ تھا۔ اہل مکہ نے بھی بیعت کر لی''۔ واقعی ''جب ان حضرات کے سروں پر ایک ایک آدمی مسلط ہو، اور تلوار اس کے ہاتھ میں عریاں ہو'' تو حضرت معاویہؓ کی ''صداقت تو واضح'' ہو گئی، اب اہل مکہ کے انکار کا کیا سوال؟ کیا اہل حرم کی ''شجاعت و مردانگی'' کا اس سے بہتر مظاہرہ کسی کے تصور میں بھی کبھی آیا ہوگا؟ اور خیر القرون کے رؤس مسلمین اور مرکز اسلام کے عمائد اسلام کی اس سے زیادہ توہین کسی دشمن دین و ایمان نے بھی کبھی کی ہوگی؟

گستاخی معاف:

کیا اس نوعیت کے بیسیوں ''شاہکاروں'' اور مودودی صاحب کے ناقابل انکار و تردید گھڑ نتوؤں کے باوصف لاہور کے ایک محترم صحافی یہ لکھنے میں حق بجانب ہیں کہ ''خلافت وملوکیت مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کی ایک ایسی تصنیف ہے۔ جس کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ اپنے سال اشاعت کی بہترین تصنیف ہے۔ پاکستان میں علم کا دینی سرمایہ اس کتاب پر بجا

طور پر فخر کر سکتا ہے۔" ("چٹان" ۱۴ اگست ۶۷ء) میں عرض کرتا ہوں اور علیٰ وجہ البصیرت عرض کرتا ہوں اور ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ کسی بھی علمی مجلس میں کسی بھی صاحب کے سامنے اپنا یہ موقف پیش کرنے کو ہمہ وقت تیار ہوں کہ مودودی صاحب کی یہ تصنیف عہد حاضر کی بدترین اور ملعون تصنیف ہے۔ اور گذشتہ تیرہ سو سال میں کسی ذلیل سبائی اور رافضی نے بھی ایسی رذیل دستاویز مرتب نہیں کی۔ پاکستان ہی نہیں جہاں جہاں یہ مردود کتاب پہنچی ہے۔ ہر جگہ کے سچے مسلمانوں کے دل اس سے زخمی ہیں، مضطرب ہیں اور سیماب وار بے قرار۔ پاکستان میں علم کا سرمایہ اس پر کیا فخر کرے گا؟ پاکستان کے اہل علم تو اس کتاب پر تین حرف بھیج چکے ہیں۔ البتہ دشمنان صحابہؓ سبائی عناصر اس پر بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں، اور بعض ذاکر اپنی مجلسوں میں "خلافت وملوکیت" پیش کر کے فخر یہ کہتے پھرتے ہیں کہ "یہ دیکھو چودہ سو سال سے جس حق پر پردے ڈالے گئے تھے۔ وہ حق آج ظاہر ہو گیا۔"

جمیع اکابر صحابہؓ کی تائید وحمایت:

جواب نمبر ۱۵۳:

جاہل معترضین، یزید کو ولی عہد بنانے کے معاملے میں حضرت معاویہؓ کو ہدف مطاعن بناتے ہیں حالانکہ یہ معاملہ کوئی ایسا نہ تھا۔ جو صرف حضرت معاویہؓ اور یزید سے متعلق تھا۔ یہ تو پوری امت کی قیادت کا معاملہ تھا اور جمیع صحابہؓ سے متعلق!

لوگ اس انداز سے بات کرتے ہیں کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر، حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہم کے سوا اور کوئی صحابی موجود ہی نہیں تھا، حالانکہ کبار صحابہ موجود تھے۔ جن میں شرکاء بیعت رضوان بھی تھے اور اہل خندق واُحد بھی! اصحاب بدر بھی تھے اور اہل قبلتین بھی! حتیٰ کہ شرکاء بیعت عقبہ بھی تھے اور عشرہ مبشرہ کے فرد بھی! رضی اللہ عنہم اجمعین۔ مثلاً:۔

عشرہ مبشرہ[1]:

عشرہ مبشرہ کے افراد میں سے ۱۔ سیدنا حضرت سعدؓ بن ابی وقاص موجود تھے۔ جو

---

[1] عشرہ مبشرہ ان دس (۱۰) اصحابؓ کو کہتے ہیں جن کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے جنت کی بشارت دی۔ ترمذی شریف بروایت عبدالرحمٰنؓ بن عوف وابن ماجہ بروایت سعیدؓ بن زید (مشکوٰۃ المصابیح)

Scanned by CamScanner

نہایت قدیم الاسلام ہیں۔ خود فرماتے ہیں، میں اسلام میں تیسرا ہوں۔[1] نیز فرماتے ہیں، میں عرب میں پہلا شخص ہوں جس نے (اسلام میں) فی سبیل اللہ تیر کھایا۔[2] حضرت علیؓ فرماتے ہیں میں نے نبی ﷺ سے نہیں سنا کہ آپ نے کسی کے لئے اپنے ماں باپ جمع کئے ہوں مگر سعد بن مالک (ابی وقاص) میں نے آپ سے سنا۔ آپ احد کے دن فرماتے تھے اے سعد (کفار پر) تیر پھینکو، فداک ابی وامی۔[3] بدر اور اس کے بعد سب غزوات میں شرکت کی، (استیعاب) فاتح عراق ومدائن ہیں (اصابہ) آپ کے ہاتھ پر اکثر فارس فتح ہوا۔ فاتح قادسیہ وغیرھا ہیں۔ ۵۵ھ یا ۵۸ھ میں بعمر ۸۳ سال وفات پائی۔ (استیعاب)

سابقین اولین میں سے:

۲۔ حضرت ارقمؓ بن ابی ارقم موجود تھے۔ "مہاجرین اولین میں سے تھے، قدیم الاسلام، ساتویں نمبر پر اسلام لانے والے، آپ ہی کے گھر میں قریش مکہ سے پوشیدہ طور پر حضرت محمد ﷺ آغاز اسلام میں لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے تھے۔ اسلم في داره كبار الصحابة في ابتداء الاسلام ابتدا اسلام میں آپ کے گھر میں کبار صحابہؓ اسلام لائے۔" (استیعاب)

غزوۂ بدر، احد اور جمیع غزوات میں شرکت کی ۵۵ھ میں وفات پائی۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے نماز جنازہ پڑھائی۔ (اصابہ)

اہل عقبہ میں سے:

۳۔ حضرت جابرؓ بن عبداللہ انصاری موجود تھے۔ آپ نے[4] عقبہ ثانیہ میں بیعت کی تھی، خود فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے کل اکیس غزولت ہیں۔ جن میں سے میں اُنیس میں شریک ہوا۔ ۷۸ھ میں بعمر ۹۴ سال وفات پائی۔ (استیعاب، اصابہ)

---

[1] صحیح بخاری (مشکوۃ المصابیح باب مناقب العشرہ) [2] صحیح بخاری، صحیح مسلم (ایضاً مشکوۃ)

[3] صحیح بخاری، صحیح مسلم، ترمذی (ایضاً مشکوۃ)

[4] حضرت محمد ﷺ ایام حج میں باہر سے ہوئے قبائل کے پاس تشریف لے جا کر اسلام کی دعوت دیتے تھے۔ ۱۱ نبوی میں آپ اس سلسلہ میں تشریف لے گئے۔ تو عقبہ (منیٰ) میں آپ کو انصار مدینہ کے بارہ شخص ملے۔ آپ کی دعوت پر سب نے اسلام قبول کر لیا اور بیعت کی۔ اسے عقبہ اولیٰ کہتے ہیں۔ اگلے سال ۷۲ انصار آئے، اور اسی مقام (عقبہ) میں شب کو حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اسے عقبہ ثانیہ کہتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

۴۔ حضرت کعب بن عمرو انصاری نے بھی عقبہ ثانیہ میں بیعت کی۔ اہل بدر میں سے ہیں۔ ۵۵ھ میں وفات پائی۔ (استیعاب، اصابہ)

۵۔ حضرت ربیعہ بن عباد الدئلی، نبی کریم ﷺ آغاز دعوت میں قبائل کو توحید کی دعوت دے رہے تھے کہ آپ نے حضرت کی زیارت کی، ولید کی خلافت میں وفات پائی۔ (اصابہ)

صاحب قبلتین[1] میں سے:

۶۔ حضرت عبداللہ[2] بن بسر المازنی، ۷۔ حضرت اسامہ بن زید[3]، ۸۔ حضرت ابوعنبسہ الخولانی[4] اور ۹۔ حضرت انس[5] بن مالک رضی اللہ عنہم موجود تھے۔

اہل بدر[6] ۲ھ میں سے:

---

[1] مدینہ تشریف لانے کے بعد حضرت ﷺ سولہ سترہ مہینے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے رہے۔ غزوۂ بدر سے دو مہینے قبل وسط قبل وسط رجب ۲ھ میں کعبہ کی طرف نماز پڑھنے کا حکم نازل ہوا۔ (''طبقات'' جلد اول صفحہ ۲۴۲) جن صحابہ کرامؓ نے تحویل قبلہ سے پہلے حضورؐ کے ساتھ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی اور بعد میں کعبۃ اللہ کی طرف! انکی عظیم شان ہے۔ حضرت محمد بن الحنفیہ (ابن علیؓ)، حضرت سعید بن المسیب اور حضرت ابن سیرین رحمہم اللہ کا قول ہے کہ السابقون الاولون من المهاجرين والانصار من صلى القبلتين (استیعاب مقدمہ) یعنی قرآن کریم میں والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار سے مراد وہی حضرات ہیں جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے۔

[2] شام میں سب اصحابؓ رسول کے بعد ۸۰ھ میں بعمر ۹۴ سال وفات پائی۔ (استیعاب)

[3] حب رسول اللہ، ابن الحب رسول اللہ ﷺ، آغاز دعوت اسلام میں پیدا ہوئے۔ حضرت کی وفات کے وقت بیس سال کی عمر تھی۔ بدر کے دن حضرت عثمانؓ کے ساتھ بنت رسول حضرت رقیہؓ کی تدفین میں شریک تھے۔ ۵۸ھ یا ۵۹ھ میں وفات پائی۔ (استیعاب) [4] عبدالملک کی خلافت میں وفات پائی۔ (اصابہ)

[5] خادم رسول ﷺ بدر میں موجود تھے۔ آپ کے فضائل ومناقب بہت زیادہ ہیں۔ بصرہ میں سب اصحاب رسولؐ کے بعد ۹۳ھ میں بعمر ۱۰۳ سال وفات پائی۔ حضرتؐ کے ساتھ غزوات میں شریک رہے، اور حضرتؐ کے بعد فتوحات اسلامی میں حصہ لیا۔ (اصابہ)

[6] جو حضرات صحابہؓ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے۔ ان کی شان بہت عظیم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو جھانک کر فرمایا اعملوا ما شئتم فقد وجبت لكم الجنة وفي رواية فقد غفرت لكم (متفق علیہ) یعنی تم جو چاہو عمل کرو۔ تمہارے لئے یقینا جنت واجب ہوگی، اور دوسری روایت میں ہے کہ بالیقین میں نے تمہیں بخش دیا۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم) مشکوٰۃ المصابیح باب جامع المناقب

Scanned by CamScanner

۱۰۔ حضرت جابر بن عتیک انصاری [۱]، ۱۱۔ حضرت مالک بن ربیعہ [۲]
۱۲۔ حضرت ثابت بن [۳] ضحاک بن خلیفہ ۱۳۔ حضرت النعیمان [۴] بن عمرو الانصاری ۱۴۔
حضرت ابو واقد اللیثی [۵] ۱۵۔ حضرت عبداللہ بن سعد بن خیثمہ انصاری [۶] رضی اللہ عنہم موجود تھے۔

شرکاء اُحد:

غزوۂ اُحد ۳ھ کے شرکاء میں سے: حضرت فضالہ [۷] بن عبید انصاری ۱۷۔ حضرت ابوقتادہ انصاری [۸] ۱۸۔ حضرت ابوامامہ باہلی [۹] ۱۹۔ حضرت رافع بن خدیج [۱۰] ۲۰۔ حضرت

دوسری حدیث میں فرمایا میں اُمید کرتا ہوں کہ لا یدخل النار ان شاء اللہ احد شہد بدراً والحدیبیۃ، ان شاء اللہ اہل بدر و شرکاء حدیبیہ میں سے کوئی بھی جہنم میں داخل نہ ہوگا۔ (صحیح مسلم) مشکوٰۃ ایضاً

۱۔ بدر اور بعد کے جمیع غزوات میں شریک ہوئے ۶۱ھ میں بعمر ۹۱ سال وفات پائی۔ (استیعاب)
فتح مکہ کے دن انصار کا جھنڈا آپ کے ہاتھ میں تھا۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۲۱۳)

۲۔ حضرت مالک بن ربیعہ۔ ابوسید الانصاری بدر، احد اور جمیع غزوات میں حضور ﷺ کے ساتھ شرکت کی۔ اہل بدر میں سے سب سے آخر میں آپ نے ۶۰ھ میں بمقام مدینہ وفات پائی۔ ۳۔ بدر اور بیعت رضوان کے شرکاء میں سے ہیں۔ ابن زبیر کے عہد میں وفات پائی۔ (اصابہ) ۴۔ ابن سعدؒ کا قول ہے کہ بدر، احد، خندق اور سب غزوات میں شریک ہوئے، اور ابن اسحاقؒ نے تو ذکر کیا ہے کہ انہوں نے عقبہ اخیرہ میں بیعت کی۔ استیعاب (اصابہ) ۵۴ھ میں وفات پائی۔

۵۔ قدیم الاسلام ہیں، فتح مکہ کے دن اور غزوۂ حنین میں بنی لیث، ضمیرہ اور سعد بن بکر کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھا۔ غزوۂ تبوک اور جنگ یرموک میں شریک تھے۔ ۶۸ھ میں بعمر ۷۵ سال وفات پائی۔ (استیعاب، اصابہ) ۶۔ آپ، آپ کے باپ اور آپ کے دادا صحابی ہیں۔ باپ بدر میں شہید ہوئے اور دادا اُحد میں (استیعاب) بدر، احد، حدیبیہ اور خیبر میں شریک تھے۔ عبدالملک کی خلافت میں وفات پائی۔ (اصابہ) ۷۔ قدیم الاسلام صحابی ہیں۔ احد اور اس کے بعد جمیع غزوات میں شرکت کی، تحت الشجرہ بیعت کرنے والوں میں سے ہیں۔ شام اور مصر کی فتوحات میں حصہ لیا۔ ۵۳ھ اور ایک روایت کے مطابق ۶۹ھ میں وفات پائی۔ (استیعاب، اصابہ) ۸۔ ابوقتادہ بن ربعی، آپ کے بدری ہونے میں اختلاف ہے۔ احد اور بعد کے غزوات میں شریک رہے۔ ۵۴ھ میں بمقام مدینہ بعمر ۷۲ سال وفات پائی۔ فارس رسول آپ کا لقب مشہور تھا۔ یعنی گھوڑا سوار (استیعاب، اصابہ) ۹۔ صدی بن عجلان حضرت ابوامامہؓ باہلی، اُحد اور بیعت رضوان میں شریک ہوئے۔ ۱۰۶ سال کی عمر میں ۸۶ھ میں فوت ہوئے۔ (اصابہ) ۱۰۔ بدر میں حاضر ہوئے مگر بوجہ صغر سنی حضور نے شامل نہ کیا۔ اُحد، خندق اور بعد کے اکثر غزوات میں شریک ہوئے۔ احد میں ایک تیر لگا تھا۔ عبدالملک کی خلافت میں اس کا زخم پھٹ پڑا ۸۴ھ میں بعمر ۸۶ سال اس سے شہادت پائی (استیعاب، اصابہ)

ربیعہ بن کعب الاسلمی[1] ۲۱۔ حضرت قیس بن سعد[2] بن عبادہ اور ۲۲۔ حضرت عثمان بن حنیف انصاری[3] رضی اللہ عنہم موجود تھے۔

شرکاء خندق:

غزوۂ خندق (احزاب) (۵ھ) کے شرکاء میں سے:۔

۲۳۔ حضرت براءؓ بن عازب[4] ۲۴۔ حضرت ابوسعید خدری[5] ۲۵۔ حضرت زید بن ارقم[6] ۲۶۔ حضرت صفوان بن معطل[7] ۲۷۔ حضرت عمرو بن امیہ الضمری[8] رضی اللہ عنہم موجود تھے۔

1۔ اصحاب صفہ میں سے ہیں۔ قدیم الاسلام صحابی ہیں۔ سفر و حضر میں حضور ﷺ کے ساتھ رہتے تھے۔ خدمت کرتے تھے۔ حضرت کے ساتھ غزوات میں حصہ لیتے رہے۔ ۶۳ھ میں خلافِ یزید میں وفات پائی۔ (طبقات جلد ۴ صفحہ ۳۱۳)

2۔ مدینہ کے پورے دس ۱۰ سال حضور کی خدمت کی، فضلا صحابہ اور دانشوران عرب میں سے تھے۔ سخاوت و شجاعت اور تدبیر امور و انتظام میں مشہور تھے۔ اپنی قوم کے سردار تھے۔ غزوات میں حضور کے ساتھ شریک رہے۔ فتح مکہ کے دن حضور نے ان کے باپ سے جھنڈا لے کر انہیں عنایت فرمایا۔ ۶۰ھ میں وفات پائی۔ (استیعاب، اصابہ)

3۔ محدث ترمذی نے انہیں اہل بدر میں سے لکھا ہے۔ مگر جمہور کے نزدیک ان کا پہلا غزوہ احد ہے (اصابہ) ۴۵ھ میں وفات پائی۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۸ ص ۸۱)

4۔ بدر میں شرکت کے لئے آئے مگر صغر سنی کی وجہ سے حضور نے شامل نہ کیا۔ غزوۂ خندق میں شریک ہوئے۔ (استیعاب) ایک روایت میں ہے کہ احد میں شریک ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پندرہ غزوات میں شریک تھے۔ چوبیس سال کی عمر میں رے کو فتح کیا۔ ۷۲ھ میں وفات پائی۔ (اصابہ)

5۔ آپ غزوۂ احد میں بوجہ کم سنی شامل نہ کئے گئے۔ غزوہ خندق میں شریک ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بارہ غزوات میں حصہ لیا۔ آپ سے نبی کریم کی بہت سے احادیث و سنن مروی ہیں۔ کان من نجباالا نصار و علمائھم وفضلائھم آپ انصار کے شرفاء، علماء و فضلا میں سے تھے ۷۴ھ میں وفات پائی۔ (استیعاب) نوجوان صحابہؓ میں سب سے زیادہ فقیہ تھے۔ افاضل صحابہؓ میں سے تھے۔ (اصابہ)

6۔ آپ بھی احد میں شرکت کے لئے آئے مگر نبی کریم نے صغر سنی کے باعث شرکت کی اجازت نہ دی۔ خندق میں شریک ہوئے۔ نبی کریم کے ساتھ سترہ غزوات میں شامل ہوئے ۶۶ھ یا ۶۸ھ میں وفات پائی۔ (اصابہ)

7۔ خندق اور دوسرے غزوات میں شرکت کی۔ غزوۂ مریسیع (شعبان ۵ھ) ان کا پہلا غزوہ ہے۔ (اصابہ) عہد معاویہؓ میں رومیوں کے خلاف لڑتے ہوئے ۶۰ھ میں شہید ہوئے۔ (اصابہ، البدایہ جلد ۸ صفحہ ۱۴۶)

8۔ مشہور صحابی ہیں۔ اول اول بیر معونہ کی لڑائی (۴ھ) میں حصہ لیا۔ نبی کریم ﷺ نے ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ سے نکاح کے سلسلہ میں نجاشی شاہ حبش کے پاس ۶ھ میں اپنا سفیر بنا کر بھیجا ۶۰ھ میں وفات پائی۔ (استیعاب، اصابہ)

Scanned by CamScanner

اہل بیعت رضوان [1]:

غزوہ حدیبیہ (۶ھ) میں بیعت رضوان کے شرف سے مشرف ہونے والوں میں سے ۲۸۔ حضرت سلمہ بن اکوع [2] رضی اللہ عنہ

۲۹۔ حضرت معقل بن یسار مزنی [3] ۳۰۔ حضرت بریدہ بن الحصیب الاسلمی [4]

---

[1] مکہ معظمہ سے چند میل کے فاصلہ پر مقام حدیبیہ ۶ھ میں ایک درخت کے نیچے ان حضرات صحابہؓ نے نبی کریم کے ہاتھ پر بیعت لی اسے بیعت رضوان کہتے اور ان بیعت کرنے والوں کی شان بہت عظیم ہے۔ اللہ رب العزت فرماتے ہیں۔ لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ (سورہ فتح) بالتحقیق اللہ ان مومنین سے راضی ہو گیا۔ جب کہ وہ درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے۔

علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ "جس سے اللہ راضی ہو گیا۔ ان پر کبھی ناراض وغضبناک نہ ہوگا۔ انشاء اللہ (استیعاب مقدمہ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ اہل بدر واہل حدیبیہ میں سے کوئی بھی دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔ دوسری روایت میں ہے۔ لا یدخل النار انشاء اللہ من اصحاب الشجرۃ احد الذین بایعوا تحتہا رواہ مسلم انشاء اللہ جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعت کی ان میں سے ایک بھی جہنم میں داخل نہ ہوگا۔ صحیح مسلم (مشکوۃ المصابیح باب جامع المناقب) امام ابن عبد البرؒ نے اپنی سند سے روایت کی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا لا یدخل النار احد ممن بایع تحت الشجرۃ (مقدمہ استیعاب) مخفی نہ رہے کہ چودہ پندرہ سو بیعت کرنے والوں کی یہ عظیم شان جس بیعت کی بناء پر ہے وہ بیعت امام مظلوم سیدنا عثمان ذی النورینؓ کے خون ناحق کا بدلہ لینے کے لئے کی گئی۔ علامہ ابن عبد البرؒ لکھتے ہیں۔ وما کان سبب بیعۃ الرضوان الا بلغہ صلی اللہ علیہ وسلم من قتل عثمان حضرت عثمانؓ کی شہادت کی خبر کے سوا جو نبی ﷺ کو پہنچی، بیعت رضوان کا اور کوئی سبب نہ تھا۔ (استیعاب ذکر حضرت عثمانؓ بن عفان)

شیخ الاسلام عسقلانیؒ لکھتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ بیعت الرضوان میں شریک نہیں تھے کیونکہ نبی ﷺ نے آپ کو مکہ بھیجا تھا، اور یہ افواہ پھیل گئی کہ مشرکین مکہ نے انہیں شہید کر دیا ہے۔ فکان ذلک سبب البیعۃ پس یہی سبب تھا بیعۃ الرضوان کا (اصابہ ذکر حضرت عثمانؓ) جس امام عالی مقام کے خون کا بدلہ لینے کی بیعت کرنے والوں سے اللہ راضی ہوا۔ اور انہیں جہنم سے محفوظ رکھ کر جنت عطا فرمائی۔ خود ان کی شان کتنی عظیم وعجیب ہوگی۔ مگر افسوس کہ بعض بدنصیب اس ذات پاک کو آج تک معاف نہیں کرتے اور انہیں ہدف مطاعن ونشانہ اعتراضات بنا رہے ہیں، اور پھر اپنی اس گستاخی وبے باکی کو اپنی تحقیق سمجھتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

[2] مشہور بہادر صحابی ہیں ۷۴ھ میں وفات پائی۔ (اصابہ)

[3] صحابی جلیل ۶۰ھ و ۷۰ھ کے درمیان فوت ہوئے۔ (اصابہ)

[4] حضرتؐ کے سفر ہجرت میں اپنی قوم کے ۸۰ اشخاص کے ساتھ اسلام لائے۔ احد کے بعد حضرتؐ کی خدمت میں آئے۔ اور غزوات میں شریک رہے۔ (استیعاب) حضرت کے ساتھ سولہ غزوات میں شرکت کی۔ آپ کے مناقب مشہور ہیں۔ عہد عثمانی میں خراسان میں جہاد اسلامی میں حصہ لیا۔ خلافت یزید میں مرو میں وفات پائی۔ (اصابہ) احد کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمیع غزوات میں شریک رہے۔ (البدایہ جلد ۸ صفحہ ۲۱۷)

۳۱۔ حضرت ثابت بن ضحاک انصاری[1] ۳۲۔ حضرت ناجیہ بن الاعجم[2]
۳۳۔ حضرت عبداللہ بن یزید الاوسی[3] ۳۴۔ حضرت عبداللہ بن ابی حدرد اسلمی[4] اور ۳۵۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی[5] رضی اللہ عنہم موجود تھے۔

شرکاء فتح مکہ:

فتح مکہ (۸ھ) کے شرکاء میں سے۔ ۳۶۔ حضرت نوفل بن معاویہ الدئلی[5]
۳۷۔ حضرت معبد بن خالد ابوزرعہ[6] اور

شرکاء خیبر:

غزوہ (۷ھ) کے شرکاء میں سے۔
۳۸۔ حضرت عوف بن مالک[7] اور ۳۹۔ حضرت ثعلبہ بن عبید[8] رضی اللہ عنہم موجود تھے۔

---

[1] اہل البیعۃ تحت الشجرۃ ۷۳ھ میں فوت ہوئے۔ (البدایہ جلد ۸ صفحہ ۳۲۷)

[2] فتح مکہ کے دن حضور نے قبیلہ اسلم کے دو جھنڈے بنائے، ایک حضرت ناجیہ بن الاعجم کو دیا اور دوسرا حضرت بریدہ بن الحصیب کو۔ رضی اللہ عنہما آخر خلافت معاویہ میں وفات پائی۔ ("طبقات" جلد ۴ صفحہ ۳۱۴)

[3] ان کا پہلا غزوہ حدیبیہ ہے۔ پھر خیبر اور اس کے بعد کے غزوات، حضرت خالد بن ولید اور حضرت عمرو بن العاص کے ساتھ جابیہ وغیرہ کے غزوات میں شریک رہے۔ ۸۱ سال کی عمر میں ۷۱ھ میں وفات پائی۔ (استیعاب، اصابہ)

[4] شهد الحديبيه وخيبر ومابعد ذلك من المشاهد، حدیبیہ خیبر اور بعد کے غزوات میں شریک رہے۔ حنین میں بھی موجود تھے۔ زخمی ہوئے۔ ۸۷ھ میں وفات پائی۔ (استیعاب) خود فرماتے ہیں میں نے نبی ﷺ کے ساتھ سات غزوات میں شرکت کی۔ (اصابہ)

[5] صحابی جلیل نبی ﷺ کے ساتھ فتح مکہ اور حنین میں شریک تھے۔ حضرت کے ساتھ ۱۰ھ میں حجۃ الوداع کیا۔ ساٹھ سال جاہلیت میں اور ساٹھ سال اسلام میں عمر پائی، یزید کے زمانہ میں وفات پائی۔ (استیعاب، البدایہ جلد ۸ صفحہ ۲۱۷)

[6] اسلم قديما، فتح مکہ کے دن جہینہ کے چار جھنڈوں میں سے ایک آپ کے ہاتھ میں تھا۔ ۷۲ھ میں چھیاسی سال کی عمر میں وفات پائی۔ (اصابہ)

[7] حضرت عوف بن مالک الاشجعی، آپ کا پہلا غزوہ، غزوہ خیبر ہے۔ فتح مکہ کے دن قبیلہ اشجع کا جھنڈا آپ کے ہاتھ میں تھا۔ ۷۳ھ میں وفات پائی۔ (استیعاب)

[8] ثعلبہ بن عبید الاسلمی ابوبرزہ، قدیم الاسلام ہیں۔ فتح خیبر، فتح مکہ اور حنین میں شریک تھے فتح مکہ کے دن ابن خطل دشمن رسول کو آپ نے مارا۔ خراسان کی جنگ میں حصہ لیا۔ ۶۴ھ میں وفات پائی۔ (استیعاب، اصابہ)

Scanned by CamScanner

بزرگ و کبیر السن:

صحابہ کرام میں سے: ۴۰۔ حضرت حکیم بن حزام[1] ۴۱۔ حضرت حویطب بن عبدالعزیٰ[2] ۴۲۔ حضرت عدی بن حاتم[3] ۴۳۔ حضرت ابوالطفیل عامر بن واثلہ الکنانی[4] ۴۴۔ حضرت معبد بن یربوع رضی اللہ عنہم موجود تھے۔[5]

فضلاء صحابہ میں سے:

۴۵۔ حضرت عبداللہ بن عباس[6] ۴۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر[7]

---

[1] ام المومنین حضرت خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے سادات قریش میں سے تھے۔ جاہلیت اور اسلام میں ساٹھ ساٹھ سال عمر پائی۔ فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔ غزوہ حنین میں حضور کے ساتھ تھے۔ ۵۴ھ میں بعمر ایک سو بیس سال وفات پائی۔ (البدایہ جلد ۸ صفحہ ۶۸)

[2] صحابی جلیل فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔ حنین اور طائف کے معرکوں میں حضرت کے ساتھ شریک رہے۔ حضرت نے حنین کے مال غنیمت میں سے آپ کو سو اونٹ دیے۔ جاہلیت و اسلام میں ساٹھ ساٹھ کی عمر پائی۔ ۵۴ھ میں بعمر ایک سو بیس سال فوت ہوئے۔ (البدایہ جلد ۸ صفحہ ۶۹)

[3] صحابی جلیل شہرہ آفاق سخی حاتم طائی کے بیٹے ۹ھ یا ۱۰ھ میں اسلام لائے۔ ایک سو بیس سال کی عمر پائی۔ ۶۸ھ میں وفات پائی۔ (اصابہ)

[4] ۱۰۰ھ میں وفات پائی۔ ایک روایت کے مطابق ۱۰۷ھ میں وفات پائی۔ صحابہ کرامؓ میں سب سے آخر میں فوت ہوئے۔ (اصابہ)

[5] اسلم عام الفتح وشہد حنینا نبی کریم نے حنین کے مال غنیمت میں سے انہیں پچاس اونٹ دیے۔ ایک سو بیس سال بلکہ اس سے بھی زیادہ عمر پائی۔ ۵۴ھ میں بمقام مدینہ وفات پائی۔ (البدایہ جلد ۸ صفحہ ۷۰)

[6] صحابی جلیل محسن ملت، حبر امت، مفسر قرآن، ابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعب ابی طالب میں ہجرت سے تین سال قبل پیدا ہوئے۔ حضرت محمد ﷺ کی وفات کے وقت تیرہ سال کے تھے۔ حضرت نے آپ کے علم وفقہ و تاویل قرآن اور برکت کی دعائیں کیں۔ حضرت عمرؓ آپ کو محبوب رکھتے تھے۔ اپنے ساتھ رکھتے تھے اور اجلہ صحابہ کے ساتھ انہیں بھی مشاورت میں شامل فرماتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں۔ (ابن عباس بہترین ترجمان القرآن ہیں۔ (استیعاب) برگزیدہ صحابی حضرت ابوبکرہؓ فرماتے ہیں۔ ابن عباس بصرہ آئے وما فی العرب مثلہ حشما و علما ونسبا و جمالا و کمالا یعنی عزت و حشمت، علم، لباس، جمال اور کمال میں پورے عرب میں ان کی مثال کوئی نہیں تھا۔ مجاہدؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس کو کثرت علم کی وجہ سے بحر کہا جاتا تھا۔ طائف میں ۶۸ھ میں بعمر ۷۱ سال وفات پائی۔ (اصابہ)

[7] بعثت نبوی کے تیسرے سال تولد ہوئے اپنے باپ کے ساتھ اسلام لائے، اور ہجرت کی۔ بدر میں شرکت کے لئے

Scanned by CamScanner

۴۷۔حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص [8] ۴۸۔حضرت ابو ہریرہؓ [9]
۴۹۔حضرت سمرہ بن جندب [10] ۵۰۔حضرت شداد بن اوس [11]
۵۲۔حضرت سعید بن العاص [12] رضی اللہ عنہم موجود تھے۔

حاضر ہوئے۔ تیرہ سال کی عمر تھی، مگر حضورؐ نے بوجہ صغر سنی اجازت نہ دی۔ اسی طرح احد میں بھی، پندرہ سال کی عمر میں خندق میں شرکت کی۔ حضرت نے آپ کو رجل صالح فرمایا۔ طاؤسؒ کہتے ہیں۔ میں نے حضرت ابن عمرؓ سے زیادہ پرہیزگار کوئی نہیں دیکھا۔ وفات کے وقت آپ موجود الوقت لوگوں میں سب سے بہتر تھے۔ نبی ﷺ کے بعد ساٹھ سال زندہ رہے۔ لوگ جوق در جوق ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ رسول کریمؐ اور صحابہ کرام کے امور میں سے کوئی چیز ان سے مخفی نہ تھی۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں۔ ابن عمرؓ آئمہ دین میں سے تھے۔ وکان امام الناس عندنا اور ہمارے نزدیک امام الناس تھے۔ ۸۷ سال کی عمر پائی۔ ۷۳ھ میں وفات پائی۔ (اصابہ) وکان رحمہ اللہ من اھل الورع والعلم وکان کثیر الاتباع لآثار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عہد رسول اللہ ﷺ میں لڑائیوں میں پیچھے نہ رہتے تھے۔ حضرت کی وفات کے بعد بہت حج کرتے تھے۔ انہ کان من اعلم الصحابۃ بمناسک الحج۔ اسلام میں ساٹھ سال فتویٰ دیتے رہے۔ (استیعاب)

[8] مشہور و فاضل و حافظ الحدیث اور کثیر الروایہ صحابی ہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں ان کے سوا مجھ سے زیادہ حدیث رسول کا حافظ کوئی نہ تھا۔ میں حدیث یاد کر لیتا تھا اور وہ لکھ لیتے تھے۔ اپنے باپ سے بھی پہلے ایمان لائے۔ ۷۲ سال کی عمر میں ۶۵ھ میں فوت ہوئے۔ (استیعاب، اصابہ)

[9] مشہور صحابی ہیں۔ سب صحابہؓ سے زیادہ کثیر الروایہ اصحاب صفہ میں سے تھے ۵۷ھ میں وفات پائی۔ (استیعاب، اصابہ)

[10] کثیر الروایہ صحابہؓ میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ ۵۸ھ میں بمقام بصرہ وفات پائی۔ (استیعاب)

[11] صحابی جلیل علم و حلم میں ضرب المثل، فلسطین میں ۵۸ھ میں فوت ہوئے۔ بیت المقدس میں دفن ہوئے۔ (اصابہ)

[12] حضرت کی وفات کے وقت قریباً نو سال کی عمر تھی۔ (طبقات، اصابہ) "شرافت، فصاحت، سخاوت میں مشہور تھے۔ اکرم العرب، اشرف الناس، فصیح القریش، کریم قریش اور سید المسلمین کے القابات سے ملقب تھے۔ کان من سادات المسلمین والا جواد المشہورین وقد کان حسن السیرۃ، وکان کریماً جواداً ممدوحاً (البدایہ جلد ۸ ص ۸۳،۸۴) یعنی مسلمانوں کے سردار اور مشہور فیاض تھے۔ آپ کی سیرت عمدہ و پاکیزہ تھی۔ آپ پاک دل اور نیک نیت تھے۔ نہایت شریف، بے حد سخی اور لوگوں کے ممدوح تھے۔ طبرستان اور جرجان کے وسیع علاقوں کو فتح کیا۔ (البدایہ) حضرت عثمانؓ نے ۳۰ھ میں آپ کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا۔" ۳۰ھ میں آپ نے خراسان پر چڑھائی کی۔ آپ کے ساتھ حضرت حذیفہ بن یمان، حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن العاص، حضرت عبداللہ بن زبیر وغیرہم بہت سے اصحاب رسول تھے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین (طبری جلد ۳ صفحہ ۳۲۳) آپ نے ۵۸ھ میں وفات پائی۔ (البدایہ)

Scanned by CamScanner

۵۳۔ حضرت عبداللہ بن عامر بن کریز [1] ۵۴۔ حضرت نعمان بن بشیر [2]

۵۵۔ حضرت ضحاک بن قیس [3] ۵۶۔ حضرت معاویہ بن خدیج [4]

۵۷۔ حضرت مسور بن مخرمہ [5] ۵۸۔ حضرت عبداللہ بن [6] خازم سلمی

۵۹۔ حضرت معقل بن سنان الاشجعی [7]

[1] مکہ میں ہجرت کے چار سال بعد پیدا ہوئے۔ عمرۃ القضا کے موقع پر ۷ھ میں حضرت مکہ تشریف لائے تو ابن عامر آپ کی خدمت میں پیش کیے گئے۔ حضرت نے ان کے منہ پر گھٹی والی اور اپنا لعاب دہن بھی ان کے منہ میں ڈالا۔ اور فرمایا یہ ہمارا بیٹا ہے۔ اور تم سب میں سے ہمارے زیادہ مشابہ ہے، اور یہ پلانے والا ہے۔ چنانچہ حضور کی دعا سے حضرت عبداللہ ہمیشہ شریف سخی اور کریم رہے۔ (طبقات جلد ۵ صفحہ ۴۵) ۲۹ھ ہی میں فارس فتح کرلیا۔ ۳۰ھ میں یزدجرد (کسریٰ فارس) بھاگ گیا۔ (آخر ذلیل ہوکر کتے کی موت مارا گیا) (طبری جلد ۳ ص ۳۱۹، ۳۳۷) امام ابن سعدؒ کہتے ہیں:۔ ابن عامر نے ابرشہر طوس طخارستان، نیشاپور، بوشنج، باذغیس ابیورد، بلخ، طالقان اور فاریاب فتح کیے۔ آپ ہی کے حکم سے بست، کابل، زابلستان ہرات اور سرخس بھی فتح ہوئے۔ (طبقات جلد ۵ ص ۴۶، ۴۷) امام ابن عبدالبرؒ لکھتے ہیں۔ اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ حضرت عبداللہ بن عامر نے فارس کے تمام اطراف کل خراسان، اصفہان، حلوان اور کرمان فتح کیا۔ (استیعاب ذکر حضرت عبداللہ بن عامرؓ) ۵۸ھ میں وفات پائی۔ (البدایہ ج ۸ صفحہ ۸۸)

واضح ہو کہ حضرت ولید بن عقبہ، حضرت سعید بن العاص، حضرت عبداللہ بن عامر یہی وہ فاتح عالم نوجوان مجاہد صحابہ ہیں۔ جنہیں گورنر مقرر کرنے کی وجہ سے امام مظلوم سیدنا عثمانؓ کو مودودی صاحب ہدف مطاعن بنا رہے ہیں۔ اور نشانہ ء جور و جفا! انا للہ وانا علیہ راجعون

[2] ہجرت کے بعد انصار مدینہ میں سب سے پہلے مولود ہیں ۶۵ھ میں شہادت پائی۔ (اصابہ)

[3] حضرت کی وفات کے وقت نوخیز لڑکے تھے ۶۴ھ میں شہید ہوئے۔ (اصابہ)

[4] مصر کی فتوحات میں شریک تھے۔ حضرت عمر کو فتح اسکندریہ کی خوشخبری آپ ہی نے آکر دی تھی۔ (اصابہ) افریقہ (مغرب) کے غزوات میں تین بار شریک ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن ابی سرحؓ کے ساتھ حبشہ کی لڑائی لڑی ان غزوات میں آپ کی ایک آنکھ جاتی رہی۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے تھوڑے دن پہلے مصر میں وفات پائی۔ (استیعاب)

[5] عشرہ مبشرہ کے فرد سیدنا حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کے بھانجے، انتخاب خلیفہ اور شوریٰ کے معاملہ میں ان کے ساتھ رہے۔ ہجرت کے دو سال بعد پیدا ہوئے۔ صاحب فضل و دین تھے۔ مدبر تھے۔ حضرت ابن زبیرؓ کے ساتھ تھے۔ مکہ کے محاصرہ کے وقت نماز پڑھ رہے تھے کہ منجنیق سے ایک پتھر آپ کو لگا۔ جس سے ۶۴ھ میں شہادت پائی۔ (استیعاب، اصابہ)

[6] مشہور بہادر و شہسوار، سرخس کو فتح کیا، خراسان کے امیر تھے۔ وہاں لڑائیوں ہی میں عمر گزر گئی و جری لہ فیھا حروب کثیرۃ حتی تم لعرہ بھا۔ ۷۱ھ میں شہادت پائی۔ (البدایہ النہایہ جلد ۸ صفحہ ۳۲۶) اشجع الناس، ابن زبیرؓ کی طرح شجاعت میں ضرب المثل تھے۔ فتح خراسان میں حضرت عبداللہ بن عامرؓ کے ساتھ تھے باذغیس وغیرہ کو فتح کیا۔ ابن عامرؓ نے انہیں خراسان کا حاکم مقرر کردیا۔ جب لڑائی میں فتح پاتے تھے تو سیاہ عمامہ تبرکا باندھتے تھے، اور کہتے یہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے پہنایا تھا۔ (اصابہ)

[7] فتح مکہ اور یوم حنین اپنی قوم اشجع کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھا۔ ۶۳ھ میں شہید ہوئے۔ (اصابہ)

Scanned by CamScanner

۶۰۔ حضرت عبداللہ بن حنظلہ [1] ۶۱۔ حضرت عبداللہ بن سعد بن خیثم الانصاری [2] ۶۲۔ حضرت جابر بن سمرہ ابن جنادہ [3] ۶۳۔ حضرت ثوبان بن محدو [4] ۶۴۔ حضرت مسلم بن مخلد انصاری التوفی ۶۲ھ ۶۵۔ حضرت ابوجہم بن حذیفہ قرشی [5] ۶۶۔ حضرت عمرو بن اخطب انصاری [6] ۶۷۔ حضرت عبیداللہ بن عباس [7] ۶۸۔ حضرت عبداللہ بن سعد فزاری (التوفی ۶۵ھ) ۶۹۔ حضرت عمر بن ابی سلمہ [8] ۷۰۔ حضرت سہل بن سعد الساعدی [9] ۷۱۔ حضرت عمرو بن حریث بن عمرو [10] ۷۲۔ حضرت ابوعبدالرحمٰن سفینہ مولیٰ رسول اللہ [11] ۷۳۔ حضرت خویلد بن عمرو ابوشریح الخزاعی [12] ۷۴۔ حضرت عبداللہ بن مطیع ابن الاسود [13] ۷۵۔ حضرت

---

[1] غسیل الملائکہ حضرت حنظلہ شہیدؓ کے صاحبزادے، یوم الحرہ (۶۳ھ) میں امیر الانصار تھے کہ شہید ہوئے۔ (اصابہ)

[2] یرموک کی جنگ میں شریک تھے۔ بہت سے غزوات میں حصہ لیا۔ کثیر العبادۃ تھے۔ (البدایہ جلد ۸ صفحہ ۳۴۷)

[3] خود فرماتے ہیں۔ میں نبی ﷺ کے ساتھ سو بار سے زیادہ بیٹھا اور دو ہزار سے زیادہ بار حضرت کے ساتھ نماز پڑھی۔ ۷۴ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔ (اصابہ)

[4] حضرت ﷺ کے خادم خاص، حضرت نے خرید کر آزاد فرمایا۔ سفر و حضر میں حضرت کے ساتھ رہتے تھے۔ ۵۴ھ میں حمص میں وفات پائی۔ (''البدایہ والنہایہ'' جلد ۸ صفحہ ۶۷)

[5] قریش میں معظم تھے۔ فتح مکہ میں اسلام لائے۔ (استیعاب) ۶۷ھ میں وفات پائی۔ (البدایہ جلد ۸ صفحہ ۲۹۳)

[6] نبی ﷺ کے ساتھ تیرہ غزوات میں شرکت کی، حضرت نے آپ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا دی۔ سو سال سے زیادہ عمر پائی۔ (اصابہ)

[7] حضرت عبداللہ بن عباس حبر امت سے ایک سال چھوٹے تھے انتہائی جمیل اور سخی تھے۔ حضرت ﷺ ان دونوں بھائیوں کی بہت تعریف فرمایا کرتے تھے۔ ۵۸ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔ (البدایہ جلد ۸ صفحہ ۹۰ اصابہ)

[8] ربیب رسول، حضرت ام المؤمنین ام سلمہؓ کے فرزند ۸۳ھ میں مدینہ طیبہ میں وفات پائی۔ (استیعاب)

[9] من مشاہیر الصحابہؓ مدینہ میں جمیع اصحابؓ رسول کے بعد وفات پائی۔ ۹۱ھ میں فوت ہوئے۔ (اصابہ)

[10] حضرت نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ اور برکت کی دعا فرمائی۔ کوفہ میں ۸۵ھ میں وفات پائی۔ (استیعاب)

[11] حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے غلام تھے۔ انہوں نے آزاد کر کے نبی ﷺ کی خدمت کیلئے وقف کر دیا۔ ۷۱ھ میں وفات پائی۔ (البدایہ جلد ۸ صفحہ ۳۲۳)

[12] فتح مکہ کے سال اسلام لائے۔ فتح مکہ کے دن بنی کعب کے تین جھنڈوں میں ایک جھنڈا آپ کے ہاتھ میں تھا۔ (البدایہ جلد ۸ صفحہ ۳۰۷)

[13] حضرت نے ان کو گھٹی ڈالی اور دعائے خیر و برکت فرمائی۔ ۷۳ ہجری میں وفات پائی۔ (البدایہ جلد ۸ صفحہ ۳۳۵)

Scanned by CamScanner

عبداللہ بن سائب المخزومی (المتوفی ۷۲ ہجری)۔ ۷۶۔ حضرت عطیہ بن بشر المازنی (المتوفی ۷۲ ہجری)۔ ۷۷۔ حضرت عبداللہ بن صفوان بن امیہ [1]۔ ۷۸۔ حضرت قبیصہ بن ذوئب (المتوفی ۸۶ ہجری)۔ ۷۹۔ حضرت عقبہ بن عامر الجہنی (المتوفی ۵۸ ہجری)۔ ۸۰۔ حضرت ربیعہ الجرشی (المتوفی ۶۴ ہجری)۔ ۸۱۔ حضرت محمد بن حاطب [2]۔ ۸۲۔ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی [3]۔ ۸۳۔ حضرت عبداللہ بن مالک ازدی [4]۔ ۸۴۔ حضرت شیبہ بن عثمان [5]۔ ۸۵۔ حضرت ابوامامہ بن سہیل انصاری [6]۔ ۸۶۔ حضرت عبداللہ بن جعفر [7]۔ ۸۷۔ حضرت محجن بن الادرع [8]۔ ۸۸۔ حضرت مقدام بن معدیکرب (المتوفی ۸۷ھ)۔ ۸۹۔ حضرت مالک بن حویرث (المتوفی ۷۴ھ)۔ ۹۰۔ حضرت عبدالمطلب بن ربیعہ (المتوفی ۶۱ھ) رضی اللہ عنہم موجود تھے۔

؎ دریائے خوں بہانے سے اے چشم فائدہ!
دو اشک بھی بہت ہیں، اگر کچھ اثر کریں

نہ احاطہ مقصود ہے نہ کیا جا سکتا ہے۔ یہ قریباً ایک سو تو اعاظم و مشاہیر صحابہ ہیں۔ ورنہ اس وقت ان سے بہت زیادہ حضراتِ صحابہ موجود تھے رضی اللہ عنہم!...... یہ وہ کبار صحابہ ہیں۔ جو دعوت اسلامی کی اشاعت میں رسول اللہ ﷺ کے شریکِ کار تھے۔ اور غزوات و فتوحِ اسلامی

---

[1] حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے ساتھ ۷۳ ہجری میں مکہ میں شہادت پائی۔ (استیعاب) (البدایہ جلد ۸ صفحہ ۳۳۵)

[2] ہجرت الی الحبشہ کے دوران پیدا ہوئے۔ حضرت نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا، برکت کی دعا اور ان کے منہ میں اپنا لعابِ دہن ڈالا ۷۴ ہجری میں وفات پائی۔ (استیعاب، اصابہ)

[3] صحابی جلیل، شام کی فتوحات میں شریک تھے، حضرت ابوبکر صدیق اکبرؓ کو فتح اجنادین کی خوشخبری انہی نے دی تھی۔ ۶۱ ہجری میں وفات پائی۔ (البدایہ جلد ۸ صفحہ ۲۱۳)

[4] قدیم الاسلام صحابی ہیں۔ صائم الدھر تھے۔ ۵۹ ہجری میں فوت ہوئے۔ (البدایہ جلد ۸ صفحہ ۹۹)

[5] صاحب مفتاح الکعبہ فتح مکہ کے دن اسلام ظاہر کیا۔ حنین میں حضرت کے ساتھ تھے۔ ۶۱ ہجری میں وفات پائی (البدایہ)۔

[6] آپ کا نام اسعد ہے۔ رسول کریم ﷺ نے آپ کا نام رکھا۔ دعا فرمائی۔ نوے سال سے زائد کی عمر میں ۱۰۰ ہجری میں وفات پائی۔ (استیعاب)

[7] حضرت ﷺ نے ان کے سر پر دستِ شفقت پھیرا۔ اور دعا فرمائی۔ ۸۰ ہجری میں فوت ہوئے۔ (استیعاب، اصابہ)

[8] قدیم الاسلام صحابی ہیں۔ آخر خلافت معاویہؓ میں وفات پائی۔ (اصابہ)

Scanned by CamScanner

میں علمبردار! بدر و حنین اور احد و احزاب میں شجاعت و جانبازی کے جوہر دکھلائے۔ بعض ابھی بچے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے سر پر دستِ شفقت پھیرا۔ ان کے منہ میں گھٹی ڈالی اور دعائیں دیں۔ حضرت کی تعلیم و تربیت اور دعاؤں کی برکت سے یہ بےنظیر مجاہد و غازی بنے۔ فتوحات کے معاملہ میں سکندر کی کیا مجال! کہ ان سے آنکھ ملا سکے۔ انہوں نے ایشیاء، یورپ اور افریقہ تینوں براعظموں کو تہ و بالا کر ڈالا۔ بر و بحر میں کسریٰ ایران و قیصر روم کے اقتدار کا جنازہ نکال دیا۔ اور جبرالٹر سے سرحد ہند تک اسلام کا علم لہرایا۔

ایک سوال:

سوال یہ ہے کہ جب حضرت معاویہؓ یزید کو ولی عہد بنا کر اسلام کی جڑ پر تیشہ رکھ رہے تھے......وہ اسلام! جسے ان اکابر و مشائخ صحابہؓ نے اپنے خونِ دل سے پروان چڑھایا تھا......
تو یہ حضرات صحابہؓ کیا کر رہے تھے؟ کیا خاموشی سے تماشہ دیکھ رہے تھے؟

کیا انہوں نے اپنی عمر بھر کی کمائی کو، اپنے سرمایہ حیات کو یوں دن دہاڑے لٹتے ہوئے دیکھا اور دیکھتے ہی دیکھتے رہ گئے؟ کیا معاذ اللہ آغوشِ رسالت میں تربیت یافتہ ان حضرات نے اس دیوانی عورت کا کردار ادا کیا۔ جس نے سارا دن سوت کات کر شام کو ریزہ ریزہ کر ڈالا۔

وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنكَاثًا۔ (سورہ نحل)

مودودی صاحب لکھتے ہیں اور بغضِ صحابہؓ میں جل بھن کر لکھتے ہیں:۔

''امیر معاویہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اخوتِ اسلام پر ایک کاری ضرب لگائی۔ اور اپنے لڑکے کو...... ریاست کا جانشین، نامزد کر کے پوری قوم کو اپنے خاندان کے عوض میں گرد کر دیا۔ ہمارے جمہوریت پسند رسول کی وفات کے جلد ہی بعد اسلام کی لائی ہوئی جمہوریت کو امپیریلزم میں تبدیل کر دیا گیا، معاویہ نے نسلی خلافت کا آغاز کر کے اسلام کی جڑ پر تیشہ رکھ دیا...... معاویہؓ کے مرنے کے بعد ان کے بیٹے نے ان کی حسب منشا خلافت پر غاصبانہ قبضہ جما لیا...... شیعہ حضرات بھی ......''۔ (''ترجمان القرآن'' جلد ۵۶ عدد ۶ منصب رسالت نمبر صفحہ ۲۴۵)

حیرت و استعجاب کا مقام ہے کہ امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے جس اقدام پر مودودی صاحب اتنا مشتعل اور آتش زیر پا ہیں کہ منافقت کا لبادہ اتار پھینک کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو صرف معاویہ لکھتے ہیں۔ نہ حضرت[1] اور نہ رضی اللہ عنہ!

---

[1] شیعہ تو شیعہ حضرات اور حضرت معاویہؓ صرف معاویہ!

ع شعور وفکر کی یہ کافری معاذ اللہ!

کیا اس ''پردہ دری'' کے بعد بھی مودودی صاحب اپنے دشمنِ صحابہؓ رافضی ہونے کا اقرار نہیں کریں گے۔ ''اہلِ سنت'' کا ادّعاء باطل کیے جائیں گے؟ اور اہلِ سنت کو برابر دھوکا دیئے جائیں گے؟

''معاویہ کے مرنے کے بعد'' یہ الفاظ حضرت معاویہؓ سے مودودی صاحب کے اس بغض کی غماری کر رہے ہیں۔ جو ''مودودی کے مرنے کے بعد'' بھی ختم نہیں ہوگا۔ اور ان کی قبر میں بھی بغض کی یہ آگ برابر بھڑکتی رہے گی۔

حضراتِ صحابہؓ اس اقدام پر نہ صرف مہر بلب ہیں، خاموش ہیں بلکہ حضرتِ معاویہؓ کے ساتھ ہیں اور یزید کی بیعت کر رہے ہیں۔

حبرِ امت اور امام الناس بیعت کرتے ہیں:

تحیرّ و تعجب کی حد ہوگئی کہ مودودی صاحب کا دل و دماغ تو اس بات سے جل کر کوئلہ ہو گیا کہ ''اپنے لڑکے کو ریاست کا جانشین نامزد کر کے پوری قوم کو اپنے خاندان کے عوض میں گرو کر دیا'' مگر حبرِ امت، بحرِ علم و عرفان، ترجمان القرآن ابن عم رسول، سیدنا عبداللہ بن عباس اور علم و فقہ کے بحرِ زخار، اہل الورع والعلم، امام الناس، اعلم الصحابہ سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وعنہم اس ''نامزد جانشین'' کی نہ صرف خود بیعت کر رہے ہیں بلکہ بیعت نہ کرنے کو ''تفریق بین المسلمین'' قرار دے رہے ہیں۔ طبری میں ہے کہ:۔ ''حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور حضرت حسینؓ کو جب یزید کی بیعت کے لئے کہا گیا تو انکار کیا اور رات کو مکہ کی طرف چل دیئے۔ حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر مکہ سے آ رہے تھے۔ ان سے (جدا جدا) ملاقات ہوئی اور دریافت کیا مکہ کے کیا حالات ہیں؟ ان حضرات نے انہیں حضرتِ معاویہؓ کی وفات اور یزید کی بیعت کی اطلاع دی تو حضرت ابن عباسؓ[1] نے ان دونوں سے فرمایا:۔

اتقیا اللّٰہ وَلاتفرقا جماعۃ المسلمین، اللہ سے ڈرو اور مسلمانوں کی جماعت میں تفرقہ مت ڈالو، اور ابن عمر نے چند دن مدینہ میں انتظار کی جب شہروں کے لوگوں نے بیعت کر لی تو انہوں نے ولید بن عتبہ (گورنر مدینہ) کے پاس جا کر بیعت کر لی اور حضرت ابن عباس نے بھی بیعت کر لی۔ حتایعہ و بایعہ لبن عباس (رضی اللہ عنہ)۔

(طبری جلد ۴ صفحہ ۲۵۴، البدایہ جلد ۸ صفحہ ۱۴۸، ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۸)

---

[1] طبری، البدایہ اور الکامل ابن اثیر میں یہ قول حضرت ابن عمرؓ کا لکھا ہے مگر طبری کے الفاظ سے حضرت ابن عباس کا قول معلوم ہوتا ہے۔

Scanned by CamScanner

جمہوریت کا ہیضہ:

مودودی صاحب کو جمہوریت کا ہیضہ ہے اور وہ حضرت معاویہؓ کے اس اقدام پر بھی جمہوریت کی دہائی دے رہے ہیں۔ مگر کیا میں ان سے پوچھ سکتا ہوں کہ حضرت معاویہؓ کی تحریک کی جب ان اکابر و مشائخ صحابہؓ اور پوری امت نے تائید و حمایت کر دی اور تین وسیع براعظموں کے طول و عرض میں پھیلی ہوئی کروڑوں افراد پر مشتمل جماعتِ مسلمین میں سے اول صرف پانچ حضرات[1] اور پھر صرف دو حضرات نے بیعت سے انکار کیا تو پھر کس منہ سے حضرت معاویہؓ کا یہ اقدام جمہوریت کے خلاف کہا جا رہا ہے؟

اصولی طور پر تو کسی جمہوریت پسند شریف آدمی کو جمہور کے اس متفقہ فیصلے کے خلاف لب کشائی کرتے ہوئے شرم آنی چاہیئے۔ یہ تو عین جمہوریت ہے، نہ کہ خلاف جمہوریت!

تیسرے نمبر پر ایمان لانے والے فاتح عراق و ایران سیدنا حضرت سعد بن ابی وقاص، ساتویں نمبر پر ایمان لانے والے حصار رسول و پناہ گاہِ صحابہؓ سیدنا حضرت ارقم بن ارقم مبایعین عقبہ اور شرکاء بدر و احد رضی اللہ عنہم سے لے کر ایک ادنیٰ صحابی تک جمیع اصحاب رسول سے حضرت معاویہؓ کے اس اقدام کے خلاف ایک لفظ ثابت نہیں۔ سوائے دو حضرات کے! اور سوائے دو حضرات کے باقی تمام حضرات بیعت کر لیتے ہیں۔ مگر بایں ہمہ اعدائے بنی امیہ اور دشمنانِ صحابہؓ کی نگاہ میں حضرت معاویہؓ کا یہ اقدام[2] جمہوریت کی نفی اور اسلام کی موت ہے۔

اگر سینکڑوں صحابہؓ کی موجودگی میں، ان کے روبرو حضرت معاویہؓ جمہوریت کا گلا گھونٹ رہے ہیں اور اسلام کی جڑ کاٹ رہے ہیں تو پھر وہ اس نا قابل عفو گناہ میں تنہا نہیں ہیں۔

ع ایں گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند

سارے صحابہ کی پوری جماعت اس بدترین "معصیت" سے ملوث ہے۔ معاذ اللہ!

مودودی صاحب کے اپنے الفاظ: اور پھر اس کا اثر بہت دور خود رحمتِ عالم ﷺ تک پہنچا

---

[1] طبری کی روایت ہے کہ جب حضرت معاویہؓ نے زیاد کی موت کے بعد یزید کے ولی عہد ہونے کیلئے لوگوں کو کہا۔ فاستوثق له الناس على البيعة ليزيد غير خمسة نفر (طبری جلد ٤ صفحہ ٢٢٥) تو سوائے پانچ اشخاص کے باقی سب لوگوں نے یزید کی بیعت کی توثیق کی۔

[2] خصوصاً جب کہ "یزید نے اپنے بہت سے اعمال کی اصلاح کر لی جو قابلِ اعتراض تھے۔ (خلافت و ملوکیت صفحہ ١٥٠) اور معاویہؓ نے جس کام کا آغاز کیا۔ اس کا شاید کوئی فوری خراب نتیجہ برآمد نہ ہوا" (ترجمان القرآن منصب رسالت نمبر صفحہ ٢٣٥)

Scanned by CamScanner

ہے۔ وہ کیسے؟ وہ میرے نہیں مودودی صاحب کے اپنے الفاظ میں ملاحظہ ہو:۔

ایک صاحب نے سوال کیا کہ:۔ جماعت اسلامی کے ارکان...... ایک بات یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ جو شخص خود کسی منصب یا عہدے کا امیدوار ہو۔ اسلام کی رو سے وہ اس کا مستحق نہیں ہے کہ اسے منتخب کیا جائے۔ اس پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت علیؑ جو خلافت کے امیدوار یا دعویدار تھے تو اس کے متعلق کیا کہا جائے گا؟ (صفحہ ۸۳) اس کے جواب میں مودودی صاحب لکھتے ہیں:۔

اس قصے کی روایات بہت مشہور ہیں۔ یعقوبی نے اپنی تاریخ میں سقیفہ بنی ساعدہ کے بعد کے واقعات کا جو نقشہ پیش کیا ہے اور ابنِ قتیبہ اپنی "الامامۃ والسیاسۃ" میں جو نقشہ کھینچتا ہے اور ایسے ہی دوسرے لوگ جو روایات اس سلسلہ میں بیان کرتے ہیں۔ وہ سب آپ کے سامنے موجود ہیں۔ اگر آپ اس تاریخ کو باور کرتے ہیں تو پھر آپ کو محمد رسول اللہ...... مبلغ قرآن، داعیٔ اسلام، مزکی نفوس...... کی شخصیت پر اور ان کی تعلیم و تربیت کے تمام اثرات پر خطِ نسخ کھینچ دینا پڑے گا اور یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ اس پاکیزہ ترین انسان کی ۲۳ سالہ تبلیغ و ہدایت سے جو جماعت تیار ہوئی تھی اور اس کی قیادت میں جس جماعت نے بدر واحد اور احزاب و حنین کے معرکے سر کر کے اسلام کا جھنڈا دنیا میں بلند کیا تھا اس کے اخلاق، اس کے خیالات، اس کے مقاصد، اس کے ارادے، اس کی خواہشات اور اس کے طور طریقے عام دنیا پرستوں سے ذرہ برابر بھی مختلف نہ تھے۔

اس تاریخ میں ہمارے سامنے کچھ اس طرح کا نقشہ آتا ہے کہ ایک حوصلہ مند شخص نے کئی سال کی جانفشانی سے لڑ بھڑ کر ایک ملک فتح کیا تھا، اور اپنے زور بازو ایک سلطنت قائم کر لی تھی۔ پھر قضائے الٰہی سے اس نے وفات پائی۔ اس کی آنکھ بند ہوتے ہی اس کے رفیقوں اور ساتھیوں، جو سب کے سب اس کے بنائے ہوئے آدمی تھے۔ اور جن پر وہ تمام عمر اعتماد کرتا رہا۔ یکا یک آنکھیں پھیر لیں۔ کیا واقعی یہی تصویر ہے محمد رسول اللہ ﷺ اور ان کے اہل بیتؑ اور ان کے اصحاب کبارؓ کی؟ کیا پیغمبر خدا کی ۲۳ سالہ تعلیم صحبت اور تربیت سے یہی اخلاق، یہی سیرتیں اور یہی کردار تیار ہوئے تھے؟ آخر اس نقشے کو کیا مناسبت ہے قرآن اور اس کی پاکیزہ تعلیمات سے؟ محمد ﷺ کی زندگی ہے اور آپ کی ان بلند ترین اخلاقی ہدایات سے جو ذخیرۂ حدیث میں بھری پڑی ہیں؟ پھر اگر اس گروہ کی تاریخ کا پورا مستند ذخیرہ ہمارے سامنے اس کے اخلاق، اس کی سیرت، اس کی ذہنیت اور اس کے نفسیات کا کچھ اور نقشہ پیش کرتا ہے اور صرف یہ ایک مجموعہ

Scanned by CamScanner

روایات اس کے بالکل برعکس ایک اور ہی نقشہ پیش کرتا ہے تو آخر عقل کیا کہتی ہے؟ کیا یہ سمندر میں اتفاقاً آگ لگ گئی تھی؟ یا یہ کہ سمندر میں پانی تھا ہی نہیں، آگ ہی آگ تھی؟ یا یہ کہ آگ لگنے کا قصہ جھوٹا ہے۔ جب تمام شہادتیں اس کی تصدیق کرتی ہیں کہ وہ سمندر تھا تو وہاں پانی کے سوا کچھ نہ ہوسکتا تھا!

تاہم اگر کسی کا جی چاہتا ہے کہ اس قصے کو باور کرے تو ہم اسے روک نہیں سکتے۔ تاریخ کے صفحات تو بہرحال اس سے آلودہ ہی ہیں۔ مگر پھر ساتھ ہی یہ ماننا پڑے گا۔ کہ خاکم بدہن رسالت کا دعویٰ ایک ڈھونگ تھا۔ قرآن شاعرانہ لفاظی کے سوا کچھ نہ تھا، اور تقدس کی ساری داستانیں ریاکاری کی داستانیں تھیں اصل میں تو ایک شخص نے ان چالوں سے دنیا کو پھانسا تھا تاکہ اپنی ایک سلطنت بنائے اور اس قسم کے دنیا طلب مکاروں کے گرد جیسے لوگ جمع ہوا کرتے ہیں۔ ویسے ہی لوگ اس کے گرد بھی جمع ہو گئے تھے، اور تقدس کے اس ظاہری پردے میں دراصل وہ جن مقاصد کے لئے کام کر رہا تھا۔ ان کا راز آخر کار اس کے اپنے گھر والوں نے فاش کر کے رکھ دیا۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ!۔ (رسائل و مسائل حصہ اول صفحہ ۸۳ تا ۸۸ ملخصاً بالفاظہ)

میں پوچھتا ہوں!

اور مودودی صاحب ہی کے الفاظ میں پوچھتا ہوں کہ آپ نے "خلافت وملوکیت" میں سیدنا عثمان، سیدنا طلحہ، سیدنا زبیر، سیدنا ابوسفیان، سیدنا معاویہ، سیدنا عمرو بن العاص اور سیدنا مغیرہ بن شعبہ وغیرہ اصحاب کبار اور سیدہ صدیقہ طاہرہ اہل بیت رضی اللہ عنہم کی خصوصاً اور جمیع اصحابؓ رسول کی عموماً یہ تصویر کھینچی ہے۔

کیا واقعی یہی تصویر ہے محمد رسول اللہ ﷺ اور ان کے اہل بیت اور ان کے اصحاب کبار کی؟ کیا پیغمبر خدا کی ۲۳ سالہ تعلیم، صحبت اور تربیت سے یہی اخلاق، یہی سیرتیں اور یہی کردار تیار ہوئے تھے؟ آخر اس نقشے کو کیا مناسبت ہے۔ قرآن اور اس کی پاکیزہ تعلیمات سے؟ محمد ﷺ کی زندگی سے اور آپ کی ان بلند ترین اخلاقی ہدایات سے جو ذخیرۂ حدیث میں بھری پڑی ہیں؟

آخر عقل کیا کہتی ہے؟

پھر میں مودودی صاحب سے پوچھتا ہوں اور ان ہی کے الفاظ میں پوچھتا ہوں کہ:
آخر عقل کیا کہتی ہے؟ کیا یہ سمندر میں اتفاقاً آگ لگ گئی تھی؟ یا یہ کہ سمندر میں پانی تھا ہی نہیں،

Scanned by CamScanner

آگ ہی آگ تھی؟ یا یہ کہ آگ لگنے کا قصہ جھوٹا ہے؟ جب تمام شہادتیں اس کی تصدیق کرتی ہیں کہ وہ سمندر تھا تو وہاں پانی کے سوا کچھ نہ ہو سکا تھا!

قصہ جھوٹا ہے:

جب وہ سمندر تھا تو پھر وہ سب کے لئے سمندر تھا۔ یہ نہیں کہ سیدنا حضرت علیؓ کے لئے تو سمندر تھا اور باقی سب حضرات کے لئے ریت، معاذ اللہ! جب سمندر سب کے لئے سمندر تھا۔ تو وہاں پانی کے سوا کچھ نہ ہو سکتا تھا۔ اسی لئے تو میں کہتا ہوں اور بار بار کہتا ہوں کہ مودودی صاحب کا سارا قصہ جھوٹا ہے، اور ''خلافت وملوکیت'' کا یہ حصہ جھوٹ، فریب اور بددیانتی کا پلندہ ہے۔

تاہم!

''تاہم اگر کسی کا جی چاہتا ہے کہ اس قصے کو باور کرے تو ہم اسے روک نہیں سکتے۔ تاریخ کے صفحات تو بہر حال اس سے آلودہ ہی ہیں، مگر پھر ساتھ ہی یہ ماننا پڑیگا کہ خاکم بدہن، رسالت کا دعویٰ محض ایک ڈھونگ تھا۔ قرآن شاعرانہ الفاظ کے سوا کچھ نہ تھا۔ (''رسائل ومسائل'' صفحہ ۸۷)

تاریخ کے صفحات آلودہ ہیں!

کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

جو مودودی صاحب صحابہ کرامؓ کے خلاف تاریخی خرافات وہزلیات کو اپنے ''بین الاقوامی'' علم وادب کے پورے زور سے صحیح ثابت کرر ہے تھے، اور بار بار لکھ رہے تھے کہ واقدی وغیرہ کی ان خرافات پر اعتبار واعتماد کرنا پڑے گا۔ ''اگر یہ قابل اعتماد نہیں ہیں تو ان کی بیان کی ہوئی خلافت راشدہ کی تاریخ اور آئمہ اسلام کی سیرتیں اور ان کے کارنامے سب اکاذیب کے دفتر ہیں۔'' (خلافت وملوکیت صفحہ ۳۱۶)

الحمد للہ وہی مودودی صاحب اسی تاریخ کو آلودہ کہہ کر مردود ٹھہرا رہے ہیں۔

مودودی صاحب کی کمزوری

مودودی صاحب کی سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ ان کا نفس جو چاہے وہ ''بین الاقوامی''، علم اور دین کا پورا زور لگا کر اسے حق ثابت کرنے پر تل جاتے ہیں، اور آگے ان کے

Scanned by CamScanner

معتقد اسی باطل کو حق ماننے پر ہمہ وقت کمربستہ نظر آتے ہیں۔ خواہ وہ اباطیل واکاذیب، آفتاب نصف النہار سے زیادہ ظاہر اور ثابت ہوں۔ مثلاً:۔

عورت کی امامت وقیادت اور غلاف کعبہ سے منسوب پارچات کی نمائش وجلوس بازی اور بعض حالات میں متعہ کی حلت وغیرہ متعدد مسائل میں ان کی یہ کمزوری طشت از بام ہو چکی ہے۔ درحقیقت ان کا نفس جو چاہتا ہے وہ بے دریغ کر گزرتے ہیں، اور اس کے لئے ''دلائل'' کا انبار لگا دیتے ہیں، اور ان کے معتقد بن ان ''دلائل'' پر ایمان بھی لے آتے ہیں۔

جواز متعہ، ایک دلچسپ مثال!

مثلاً جب وہ متعہ کو جائز کرنا چاہتے ہیں تو ایک جہاز بناتے ہیں۔ اسے سمندر میں اتارتے ہیں۔ پھر کسی حادثہ سے اس جہاز کو غرق کرتے ہیں۔ اسے توڑتے پھوڑتے ہیں۔ اس کا صرف ایک تختہ بچاتے ہیں۔ پھر اس تختے پر ایک مرد اور ایک عورت کو سوار کرتے ہیں اور اس طرح ان دونوں کو ساحل پر لگا کر ایک ایسے سنسان جزیرے میں جا پہنچاتے ہیں۔ جس میں انسانی آبادی کا نام ونشان تک نہیں۔ ان حالات میں مودودی صاحب ان کے درمیان متعہ کرا دیتے ہیں۔ (''ترجمان القرآن'' اگست ۵۵ء)

عورت کی صدارت، دوسری مثال:

عورت کی سیاسی قیادت وامارت کے سلسلے میں لکھتے ہیں:۔

۱۔ صدر مملکت مرد ہونا چاہئے۔ قرآن کہتا ہے۔ الرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ (سورہ النساء ۳۴) ترجمہ: مرد عورتوں پر قوام ہیں۔ (''ترجمان القرآن'' جنوری ۵۳ء صفحہ ۲۷)

۲۔ یہ دونوں نصوص اس باب میں قاطع ہیں کہ مملکت میں ذمہ داری کے مناصب (خواہ وہ صدارت ہو یا وزارت یا مجلس شوریٰ کی رکنیت یا مختلف محکموں کی ادارت) عورتوں کے سپرد نہیں کئے جا سکتے۔ اس لئے کسی اسلامی ریاست کے دستور میں عورتوں کو یہ پوزیشن دینا یا اس کے لئے گنجائش رکھنا نصوص صریحہ کے خلاف ہے۔ (''اسلامی ریاست'' طبع اول ص ۲۹۱)

نصوص صریحہ کی خلاف ورزی:

ان کے علاوہ اور بھی کئی اقتباس اس سلسلہ میں پیش کئے جا سکتے ہیں۔ مگر جب صدر محترم محمد ایوب خاں سے مودودی صاحب انتقام لینے پر تل گئے۔ تو آپ نے قرآن وحدیث کی ان تمام نصوص کو نظر انداز کر کے ایک عورت کو ذمہ داری کے مناصب میں سب سے اعلیٰ منصب

Scanned by CamScanner

صدارت عظمیٰ ... کے لئے ... کا ووٹ دیا اور اس کے حق میں ملک کے طول
وعرض کا دورہ کرکے ... ''دلائل'' سے ... کیا ہے۔

اور ... اس ... طرح اپنی گمراہی[1] کو واضح کر دیا۔ اگر کوئی زندہ قوم ہوتی
تو اس ''عملی گمراہی'' کے بعد مودودی صاحب کو ... لگاتی مگر اس ''محسن'' قوم کے جمود کے کیا
کہنے! کہ مودودی صاحب کی اس تاریخی ''عملی گمراہی'' کے بعد بھی ان کے متعلق لکھا جاتا ہے کہ:

''ان کا دماغ پاکستان میں قدرت کا عطیہ ہے۔'' ''قدرت نے انہیں علیم وبصیر دل اور
فہیم وزیرک دماغ بخشا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر فہم دین کی راہیں کھول دیں۔'''' جہاں تک
اسلام اور اس کی دعوت کا تعلق ہے۔ ساری دنیائے اسلام میں ایک شخص بھی مولانا کے ساتھ شانہ
ملا کر کھڑا نہیں ہو سکتا۔'''' دین کے معاملہ میں ان کی دیانت پر حرف گیری کرنے کی جسارت وہی
لوگ کر سکتے ہیں۔ جنہوں نے اپنی حیثیت عرفی پر غور وفکر کی زحمت ہی گوارا نہیں فرمائی۔'' (ہفت
روز ''چٹان''[2] لاہور ۱۴ اگست ۶۷ء صفحہ ۱۲)

مریداں مے پرانند:

اگر مودودی صاحب نے اسلام کو اپنی میراث بنا رکھا ہے اور اسلام فہمی کے وہم وزعم
میں مبتلا ہیں تو یہ قصور ان ہی کا نہیں اس میں وہ لوگ بھی شامل ہیں، جنہوں نے انہیں بانس پر

---

1. مودودی صاحب لکھتے ہیں۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ عمومی مصالح کے پیش نظر نصوص کو بھی نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔ وہ سخت غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ ایک ایسی غلط فہمی جو بسا اوقات ایک انسان کو عملی گمراہی کی طرف دھکیل دیتی ہے۔ (''ترجمان القرآن'' جلد ۵۰ عدد اپریل ۵۸ صفحہ ۶۴)

2. مدیر محترم کی خدمت میں:۔ میں معزز ہفت روزہ ''چٹان'' کے مدیر محترم کی خدمت میں گذارش کروں گا کہ اگر گذشتہ انتخاب صدارت کے دوران مودودی صاحب کی دینی اور علمی قلابازیوں کے بعد بھی وہ ''دین کے معاملہ میں ان کی دیانت'' کے قائل ہیں تو پھر براہ کرم وہ میری اس ناچیز تالیف کو بنظر غائر مطالعہ فرمائیں۔ اس کے بعد ان پر یقیناً مودودی صاحب کی دیانت کی حقیقت کھل جائے گی۔

گستاخی معاف! اگر آغا صاحب گستاخی معاف فرمائیں تو انہوں نے فہم دین اور دعوت اسلام کا جو ''اجارہ'' مودودی صاحب کو دیا ہے۔ اس کے جواب میں ہم ان ہی کا ایک ارشاد پیش کرنا چاہتے ہیں۔

''مولانا ابوالاعلیٰ مودودی یا ان کے متبعین نے اسلام کو اپنی میراث بنا رکھا ہے، اور بزعم خویش اس وہم میں مبتلا ہیں کہ اسلام کو جس طرح وہ سمجھتے ہیں اور کوئی نہیں سمجھتا، گویا باقی سب کے لئے اسلامیت کے باب میں فہم ونظر کے دروازے بند ہو چکے ہیں۔'' (''چٹان'' ۴ جنوری ۶۵ء)

چڑھا کر اچھالا اور ان کو پھلا پھلا کر اس زعم باطل اور وہم فضول میں مبتلا کر دیا۔

قدرت رسوا کرتی ہے!

الحمدللہ کہ قدرت الٰہی ہر موقع پر مودودی صاحب کو عریاں اور رسوا کرتی آئی ہے۔

مودودی صاحب نے پارچات کو غلاف کعبہ کا نام دے کر خلاف سنت ان کی نمائش اور شہر بشہر جلو بازی کا اہتمام کیا جس سے ہزاروں لوگ بیسیوں کبائر کے مرتکب ہوئے۔ مرد و زن کا اختلاط ہوا۔ اس طرح ''پردہ'' لکھنے والے مودودی صاحب نے بے پردگی کو دعوت دی۔ ''کپڑوں'' پر چڑھاوے چڑھائے گئے۔ اس طرح حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ پر شرک و بدعت کی تہمت باندھنے والے مودودی صاحب نے کھلم کھلا شرک و بدعت کا ارتکاب کیا۔ شریعت کی قریہ بہ قریہ توہین کی۔ اللہ رب العزت نے مودودی صاحب کو یوں رسوا کیا۔ کہ وہ پارچات دھرے کے دھرے رہ گئے اور انہیں غلاف کے طور پر کعبہ پر چڑھایا ہی نہ گیا۔ نہ وہ نمائش وزیارت کے وقت غلاف تھے اور نہ بعد میں کبھی غلاف بن سکے۔

۲۔ مودودی صاحب نے ایک عورت کے ہاتھ میں مسلمانوں کی زمام اقتدار دے کر کتاب وسنت کی کھلی تحریف اور شریعت کی کھلی توہین کی۔ مگر اللہ نے مودودی صاحب کو رسوا کیا اور صدر ایوب کو صدر بنا دیا۔

۳۔ مودودی صاحب نے حضرت معاویہؓ پر بادشاہی کا طعن کیا تھا۔ (خلافت وملوکیت صفحہ ۱۴۸،۱۴۷) نیز یہ طعن بھی کیا تھا کہ وہ لوگوں کو انعامات اور عطیے دے کر اپنا ساتھ بناتے تھے۔ (صفحہ ۹۰)

اللہ رب العزت نے اپنے معصوم ومحبوب نبی کے برگزیدہ صحابیؓ پر طعن و تشنیع کا انتقام لیا۔ اور مودودی صاحب کو یوں رسوا کیا کہ عہد حاضر کے بادشاہ، شاہ فیصل کا انہیں ''درباری'' بنا دیا۔ اب نہ صرف وہ ان کے دربار میں حاضری دیتے ہیں۔ بلکہ شاہی محلوں میں رہتے ہیں۔ شاہی ضیافتیں کھاتے اور دعوتیں اُڑاتے ہیں، بلکہ مختلف عنوانوں سے ان سے روپیہ حاصل کرتے ہیں اور عطیے وصول کرتے ہیں۔ (ترجمان القرآن)

قدرت تو بہر حال ان کے اپنے ہاتھوں ان کی رسوائی کا سامان کرتی آتی ہے مگر ان کے لگے بندھے شرفاء ہیں کہ انہیں ہوا میں اُڑاتے اور بانسوں اچھالتے ہیں۔

اتفاق یا انتقام؟

Scanned by CamScanner

اسے اتفاق کہیے! یا مودودی صاحب کی ناجائز حمایت پر قدرت کا لطیف انتقام؟ کہ ''چٹان'' کے جس شمارے میں ''خلافت وملوکیت'' کے گن گائے جارہے ہیں اور اس کے معترضین ومخالفین کو گالیاں دی جارہی ہیں۔ اس شمارہ کا آغاز ان الفاظ سے کیا گیا ہے۔ اس اشاعت کے اوّلین لفظ یہ ہیں:۔

تاریخ واقدیوں کے ہاتھ میں آ کر زخمی ہو جاتی ہے اور جب اخبار نویس میک اپ کرتے ہیں، تاریخ افسانہ ہو کر مجروح ہو جاتی ہے۔ تاریخ کی صحیح عظمت یہی ہے کہ اس کے اوراق کو افسانہ نگاروں، ناول نویسوں اور جرنلسٹوں سے محفوظ رکھا جائے۔ (''چٹان'' ۱۴ اگست ۶۷ء صفحہ ۳ اداریہ کی پہلی چار سطریں)

میں سمجھتا ہوں قدرت کے اس شدید ولطیف انتقام کے بعد مجھے مزید کچھ عرض کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں صرف مدیر محترم کے الفاظ دہرا دیتا ہوں:۔

''تاریخ واقدیوں کے ہاتھ میں آ کر زخمی ہو جاتی ہے اور جب مودودی صاحب میک اپ کرتے ہیں تاریخ افسانہ ہو کر مجروح ہو جاتی ہے۔ تاریخ کی صحیح عظمت یہی ہے کہ اس کے اوارق کو افسانہ نگاروں، ناول نویسوں اور جرنلسٹوں (خصوصاً مودودی صاحب) سے محفوظ رکھا جائے۔

کاش آغا صاحب کو معلوم ہوتا کہ مودودی صاحب نے واقدی کذاب، کلبی سبائی، ہشام ابن الکلبی رافضی، ابو مخنف شیعی محترق اور رافضی مثل الحمار جعفر بن سلیمان وغیرہ راویوں کی روایات پر ''میک اپ'' کر کے تاریخ کو اور تاریخ سے زیادہ صحابہ کرامؓ کو زخمی اور مجروح کیا ہے۔ دین اور اساس دین حضرات صحابہؓ اور خود تاریخ سب کی عظمت اسی میں ہے کہ اسے مودودی صاحب سے محفوظ رکھا جائے۔

مودودی صاحب نے ''خلافت وملوکیت'' میں صحابہ کرامؓ سے متعلق جو صفحات سیاہ کئے ہیں۔ ان میں بھولے سے بھی کسی ثقہ راوی کی صحیح روایت کو درج نہیں کیا۔ نہ صرف یہ کہ شدید مجروح راویوں کی رذیل خرافات وہزلیات سے اپنی رذیل تالیف کا پیٹ بھرا ہے۔ بلکہ ان کا انتہائی غلط اور انتہائی شرمناک موقف ومسلک یہ ہے کہ تاریخ کے باب میں روایات کی جانچ پڑتال اور راویوں کی دیکھ بھال حرام ہے، وہ برملا لکھتے ہیں کہ ''آخر کون ہے۔ جس نے واقدی کی روایات نہیں لی ہیں۔'' (صفحہ ۱۰۷)

Scanned by CamScanner

ان حالات میں محترم آغا صاحب ہی فرمائیں کہ "اپنی حیثیت عرفی پر غور و فکر کی زحمت گوارا نہ فرمانے" والے "منبر و محراب کے برہمن"، "اسلام سے رزق ڈھونڈنے" والے "علم اور شرافت کے مخالف[1] اگر مضطرب اور بے چین نہ ہوں تو کیسے؟

بتاؤ اس کی مژہ دیکھ کر کہ مجھ کو قرار
یہ نیش ہو رگ جاں میں فرو تو کیونکر ہو؟

[1] محترم شورش صاحب نے مودودی صاحب اور "خلافت و ملوکیت" کے معترض و مخالف علماء امت کو نہ صرف ان "القابات" سے نوازا ہے۔ بلکہ انہیں بگلے بھیڑیے وغیرہ سے بھی تشبیہ دی ہے۔ لکھتے ہیں:۔ "یہ لوگ بگلے کی طرح گھات میں رہتے شیر کی طرح غراتے، بھیڑیے کی طرح جھپٹتے اور خرگوش کی رفتار سے بھاگتے ہیں۔ ("چٹان" ۱۴ اگست ۶۷ء صفحہ ۱۳) اور پھر طرفہ تماشہ یہ کہ "چٹان" کی اس اشاعت میں "مولانا غلام غوث ہزاروی کے نام کھلا خط" کے زیر عنوان تحریر فرماتے ہیں:۔

آپ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کے متعلق جو زبان استعمال کرتے ہیں، وہ ہرگز ہرگز دیوبند کے علماء کی زبان نہیں ہے۔" آپ نے جو لب و لہجہ اختیار کر رکھا ہے۔ وہ علماء کی زبان نہیں۔ ("چٹان" ۱۴ اگست صفحہ ۶)

مگر سوال یہ ہے کہ خود شورش صاحب "علماء امت کے خلاف جو زبان استعمال کرتے ہیں، اور جو لب و لہجہ اختیار کر رکھا ہے۔" کیا وہ صحیح ہے؟ اور مودودی صاحب حضرات صحابہؓ کے خلاف جو زبان استعمال کرتے ہیں، اور جو اب و لہجہ اختیار کر رکھا ہے۔ کیا وہ علماء کی زبان ہے؟

ہر کسے ناصح برائے دیگراں
ناصح خود یافتم کم در جہاں

بہر حال ہم مودودی صاحب کی بڑی کمزوری کا ذکر کر رہے تھے۔ یہاں بھی مودودی صاحب کی اسی کمزوری کا تماشہ ملاحظہ ہو۔ جب سیدنا علیؓ کا سوال ہو اور ہو بھی صرف ان کے مدعیٔ خلافت ہونے کا! جو شرعاً نہ تو حرام ہے اور نہ ہی نسبتاً اتنا قبیح و مذموم! تو مودودی صاحب کے نزدیک تاریخ مردود ہے۔ اس کے صفحات آلودہ ہیں اور اگر کوئی اسے تسلیم کرے تو ''خاک بدہن مودودی، رسالت کا دعویٰ محض ایک ڈھونگ تھا۔ قرآن شاعرانہ لفاظی کے سوا کچھ نہ تھا۔

سیدنا حضرت علیؓ کے دعویدار خلافت ہونے کے سلسلے میں تو یعقوبی، ابن قتیبہ اور ایسے ہی دوسرے لوگ جو روایات اس سلسلہ میں بیان کرتے ہیں۔ اگر آپ اس تاریخ کو باور کرتے ہیں تو پھر آپ کو محمد رسول اللہ، مبلغ القرآن، داعیٔ اسلام، مزکیٔ نفوس کی شخصیت پر اور ان کی تعلیم و تربیت کے تمام اثرات پر خط تنسیخ کھینچ دینا پڑے گا۔'' اور اگر سوال ہو سیدنا عثمانؓ، سیدنا معاویہ، سیدنا عمرو بن العاص، سیدنا مغیرہ بن شعبہ، سیدنا ولید بن عقبہ اور سیدنا ابوسفیان وغیرہ رضی اللہ عنہم کا! اور ہو بھی معاذ اللہ ان اصحاب کبار پر خیانت! غرض پرستی، چالبازی، شراب نوشی اور حرام کاری کے بہتانات وافترآت کا، تو مودودی صاحب کا حکم ہے کہ ان تاریخی بکواسوں پر بہر حال ایمان لانا پڑے گا کیونکہ ''اگر یہ قابل اعتماد نہیں ہیں۔ تو خلافت راشدہ کی تاریخ اور آئمہ اسلام کی سیرتیں اور ان کے کارنامے سب اکاذیب کے دفتر ہیں۔ دنیا کبھی اس اصول کو نہیں مان سکتی کہ ہمارے بزرگوں کو جو خوبیاں یہ تاریخیں بیان کرتی ہیں، وہ تو سب صحیح ہیں، مگر جو کمزوریاں یہی کتابیں پیش کرتی ہیں سب غلط ہیں۔'' (''خلافت وملوکیت'' صفحہ ۳۱۶، ۳۱۷)

دوغلی منطق!

حق تو یہ ہے کہ ایسی دوغلی منطق کسی نے کب دیکھی ہوگی؟ پھر تعجب اور تاسف تو یہ ہے کہ ایسی دوغلطی منطق والے بزرگ کو جو اپنی نفسانیت کی تسکین کے سوا کسی علمی، اخلاقی اصول کا پابند نہ ہو۔ ہر حال میں محض اپنے نفس کی پوجا کرتا ہو، صحابہ کبارؓ کی مخالفت میں نفس چاہے تو خرافات کو تسلیم کرنے اور ہزلیات پر اعتماد کرنے کو لازم قرار دے۔ اور نفس چاہے تو اسی تاریخ کو مردود اور آلودہ قرار دے اور ثابت کرے کہ اسے باور کرنے کی صورت میں معاذ اللہ رسالت کا دعویٰ محض ایک ڈھونگ ہو کر رہ جاتا ہے۔

اس قسم کے اللہ کے بندے کو مفکر اسلام اور بین الاقوامی علمی و دینی حیثیت کا مالک قرار دیا جاتا ہے اور اس پر تنقید و نکتہ چینی کو برداشت نہیں کیا جاتا۔

Scanned by CamScanner

جعفر غالی سبائی سے تشابہ:

مودودی صاحب کا یہ دوغلہ کردار کس درجہ مشابہ ہے۔ مثل الحمار جعفر بن سلیمان سے! جو حضرت معاویہؓ وغیرہ صحابہ کرام کو تو گالیاں بکتا تھا اور حضرت علیؓ کا ذکر آتا تو فقد یبکی بیٹھا روتا رہا۔ (تہذیب التہذیب)

حدیث بھی تسلیم نہیں!

تاریخ تو تاریخ! مودودی صاحب حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:۔ ''جو لوگ امام مہدی کے متعلق کسی روایت کو ماننے کے لئے اتنی بات کو کافی سمجھتے ہیں کہ وہ حدیث کی کسی کتاب میں درج ہے۔ یا تحقیق کا حق ادا کرنے کے لئے صرف اس مرحلہ تک پہنچ سکتے ہیں کہ راویوں کے متعلق یہ معلوم کرلیں کہ وہ ثقہ ہیں یا نہیں، ان کے لئے یہ درست ہے کہ اپنا وہی عقیدہ رکھیں، جو انہوں نے روایات میں پایا ہے۔ لیکن جو لوگ ان روایات کو جمع کر کے ان کا باہمی مقابلہ کرتے ہیں اور ان میں بکثرت تعارضات پاتے ہیں، نیز جن کے سامنے بنی فاطمہ، بنی عباس اور بنی امیہ کی کشمکش کی پوری تاریخ ہے اور وہ صریح طور پر دیکھتے ہیں کہ اس کشمکش کے فریقوں میں سے ہر ایک کے حق میں متعدد روایات موجود ہیں اور راویوں میں سے بھی اکثر و بیشتر وہ لوگ ہیں جن کا ایک نہ ایک فریق سے کھلا ہوا تعلق تھا۔ ان کے لئے یہ بہت مشکل ہے کہ ان روایات کی ساری تفصیلات کو صحیح تسلیم کرلیں۔'' (''رسائل و مسائل'' حصہ اول صفحہ ۲۷)

لمحہ فکریہ!

امام مہدی کے متعلق تو مودودی صاحب صرف راویوں کی تحقیق پر قناعت نہیں کرتے بلکہ تمام روایات کو جمع کر کے ان کے باہمی تعارضات اٹھاتے ہیں، اور پھر بنو فاطمہ، بنو عباس اور بنو امیہ کی باہمی کشمکش کی پوری تاریخ پر نگاہ رکھتے ہیں، پھر وہ راویوں کے ایک نہ ایک فریق سے کھلے ہوئے تعلق کو بھی ملحوظ رکھتے ہیں۔

اگر صرف رجال کی تحقیق کی جائے تو مودودی صاحب فرماتے ہیں تحقیق کا حق ادا نہیں ہوا۔ اور وہ ان روایات کی پوری تفصیلات کو صحیح تسلیم نہیں کرتے، لیکن جب:۔

صحابہ کرامؓ کا معاملہ ہو تو:۔

ا۔ نہ تمام روایات کو جمع کر کے تعارضات اٹھانے کی ضرورت ہے۔

Scanned by CamScanner

۲۔ نہ بنو عباس اور بنو امیہ کی باہمی کشمکش پر نگاہ کرنا ضروری ہے۔
۳۔ نہ ہی راویوں کا کسی نہ کسی فریق سے ربط و تعلق دیکھنے کی حاجت ہے۔
۴۔ حتیٰ کہ راویوں کی تحقیق بھی ضروری نہیں کہ وہ ثقہ ہیں یا نہیں
مودودی صاحب لکھتے ہیں اور دھڑلے سے لکھتے ہیں کہ:۔

''بعض حضرات تاریخی روایات کو جانچنے کے لئے اسماء الرجال کی کتابیں کھول کر بیٹھ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فلاں فلاں راویوں کو آئمہ رجال نے مجروح قرار دیا ہے۔ یہ باتیں کرتے وقت یہ لوگ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ محدثین نے روایات کی جانچ پڑتال کے یہ طریقے دراصل احکامی احادیث کے لئے اختیار کئے ہیں۔ یہ شرائط اگر تاریخی واقعات کے معاملہ میں لگائی جائیں تو اسلامی تاریخ کے ادوار مابعد کا تو سوال ہی کیا ہے۔ قرن اوّل کی تاریخ کا بھی کم از کم ۹/۱۰ حصہ غیر معتبر قرار پا جائے گا۔'' (صفحہ ۳۱۷، ۳۱۸)

دین کی دردناک مظلومی!

میں دین کی اور اصحابؓ رسولؐ کی اس دردناک مظلومی کی فریاد کہاں جا کر کروں کہ عہد حاضر کی ''بین الاقوامی'' شخصیت امام مہدی[1] کے لئے تو صرف روایت کی دیکھ بھال اور راویوں کی تحقیق کا مضحکہ اڑائے، اور اس کے لئے جمیع روایات کا تتبع اور دوسرے احوال و کوائف کا مطالعہ ضروری سمجھے اور حضرات صحابہؓ سے متعلق جو تنزیل قرآن کے شاہد اور نبوت کی صداقت کے گواہ ہیں اور دین کی بنیاد و اساس! روایات کو تاریخی واقعات پر محمول کر کے راویوں کی تحقیقات تک کی اجازت نہ دے اور رجال کی جانچ پڑتال پر مخول و استہزاء کرے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

عراقی احمق!

اس متضاد و مضحکہ انگیز طرز عمل سے عراق کے ان احمقوں کی یاد تازہ ہوگئی۔ جنہوں نے فرزند رسولؐ کو تو کربلا میں بے محابا شہید کر ڈالا اور لگے پوچھنے احرام کی حالت میں مچھر مارنے پر فدیہ ادا کرنے کا مسئلہ؟

---

[1] مودودی صاحب ہی لکھتے ہیں۔ ''مہدی'' کے متعلق خواہ کتنی ہی کھینچ تان کی جائے۔ بہر حال ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ اسلام میں اس کی حیثیت یہ نہیں کہ اس کے جاننے اور ماننے پر کسی کے مسلمان ہونے اور نجات پانے کا انحصار ہو۔'' (تجدید و احیائے دین'' صفحہ ۱۸۱)

Scanned by CamScanner

مودودی صاحب نے بھی واقدی، کلبی، جعفر بن سلیمان اور عبدالرزاق ایسے کذاب اور سبائیہ ورافض کی خرافات و ہزلیات سے حضرات اجلہ واعاظم اصحاب رسول کو تو "خلافت وملوکیت" میں پوری سنگدلی بے دردی سے "ذبح" کرڈالا اور لگے امام مہدی سے متعلق روایات کی چھان بین کرنے!

ان کے باہمی تعارضات اٹھانے، بنوامیہ اور بنوعباس کی سیاسی کشمکش اور راویوں کی سیاسی دھڑے بازی پر غور وفکر فرمانے!

اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

Scanned by CamScanner

مودودی صاحب کا مقام

نئے روافض:

مودودی صاحب کے اس اقدام وارتکاب کا نتیجہ یہ برآمد ہوا ہے کہ پرانے دشمنان صحابہؓ کے ہاتھ میں سند آ گئی ہے اور نئے روافض پیدا ہو گئے ہیں۔ اب اس امت کے فساق وفجار، گلی بازار بے لگام کہتے پھرتے ہیں کہ:۔

صحابہ زانی نہیں تھے؟ صحابہ شرابی نہیں تھے؟ ان پر حدیں[1] جاری نہیں ہوئیں؟ گویا جماعت صحابہؓ کے کسی ایک فرد سے تو بوجہ بشریت وانسانیت کوئی گناہ سرزد ہو گیا۔ مگر مودودی صاحب کی یہ "پیداوار" از قبیل ملائکہ ہے۔ جسے "انسانیت کی ہوا بھی نہیں لگی" نیز لغزش وخطاء کا صدور پوری انسانیت میں صرف حضرات صحابہؓ سے ہوا ہے۔ جس کا چرچا ضروری ہے۔ پھر قیامت میں ان "فرشتوں" سے پوچھا جائے گا کہ او "معصوم داعیٔ حق" کے "معصوم فرشتو!" یارانؓ رسولؐ کے گناہوں کی اشاعت کا فرض جو تم پر مودو، شریعت کی طرف سے عائد ہوا تھا۔ گلی گلی گھوم پھر کر پورا پورا ادا کیا تھا یا نہیں؟

پرانے روافض:

یہ تو نئے روافض! اب پرانے روافض کا حال سنئے! وہ مودودی صاحب کی ان "تحقیقات" سے جامے میں پھولے نہیں سماتے، پڑھا لکھا رافضی "خلافت وملوکیت" خریدتا ہے اور جا بجا "محقق عصر حاضر" کے "انکشافات" کی داد دیتا پھرتا ہے۔

ہمیں مختلف مقامات سے معلوم ہوا کہ دشمنان صحابہؓ نے اس سال مجالس کے اندر "بین الاقوامی شخصیت" کے ان کارناموں کو اپنے مسلک کی صداقت کے ثبوت میں پیش کیا ہے۔ کراچی کے ایک بہت بڑے رافضی نے سرگودھا میں مجلس پڑھتے وقت "خلافت وملوکیت" پیش کر کے حاضرین سے کہا:۔ بھلا حق بھی کہیں چھپتا ہے؟ اب تک سنیوں نے حق پر پردے ڈال رکھے تھے۔ مگر اب پردہ اٹھ گیا۔ یہ دیکھو! سنیوں کے بہت بڑے عالم مودودی صاحب نے حق کا اظہار کر دیا۔

---

[1] راجن پور ضلع ڈیرہ غازیخان کے امیر جماعت اسلامی نے خود مجھ سے یہ لفظ فرمائے، اور ماشاء اللہ یہ بزرگ صرف امیر جماعت نہیں، بلکہ عالم، امام اور خطیب بھی ہیں۔

Scanned by CamScanner

پردہ اُٹھ گیا:

بات صحیح ہے، مودودی صاحب کی ''تحقیقات'' سے واقعی پردہ اٹھ گیا۔ مگر حقائق سے نہیں! خود مودودی صاحب کی ذات سے! مودودی صاحب کی ذات پر پردہ پڑا ہوا تھا۔ وہ از رو ''تقیہ'' اپنے آپ کو ''اہل سنت کا بین الاقوامی داعیٔ حق'' اور ''محقق فاضل'' دکھلا رہے تھے۔ الحمدللہ کہ انکی اس ''تحقیق'' سے پردہ اٹھ گیا۔ بلی تھیلے سے باہر آ گئی، اور دنیا کو معلوم ہو گیا کہ ''محقق داعیٔ حق'' کے پردے میں کون چھپا بیٹھا ہے۔ ؎

ہیں کواکب کچھ، نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں دھوکا یہ بازی گر کھلا!

دشمن صحابہ پریس نے بھی مودودی صاحب کو اپنے حق میں خوب خوب استعمال کیا ہے۔ مثلاً شیعی اخبار ''رضا کار'' لاہور نے لکھا:۔

''دراصل بات یہ ہے کہ شیعوں کی تنقید کو سب وشتم قرار دیا جاتا ہے۔ حالانکہ سنی حضرات بھی صحابہ کرام کو تنقید سے بالاتر نہیں سمجھتے، اور نہ ہی صحابہ کو ''معیار حق'' سمجھتے ہیں۔ ''ترجمان القرآن'' کے تازہ شماروں میں ''خلافت راشدہ'' سے ملوکیت تک'' مقالہ ملاحظہ فرمائیں۔ یہ مقالہ مولانا مودودی صاحب کے قلم سے شائع ہوا ہے۔ مولانا نے اپنے اس مقالہ میں صحابہ کرام پر ہی نہیں، بلکہ صحابہ کرام کے سرخیل یعنی خلفائے راشدین پر بھی تنقید فرمائی ہے۔ اگر یہی تنقید ایک شیعہ کے قلم سے شائع ہوتی تو یقیناً صحابہ کرام پر سب وشتم قرار دی جاتی۔''
(''رضا کار'' ۱۶ جولائی ۶۵ء)

مدیر رضا کار کو معلوم ہونا چاہئے کہ اب بھی یہ سب وشتم ہے، سب وشتم بہرحال سب وشتم ہے۔ اگر مدیر ''رضا کار'' کرے تو! اور اگر مودودی صاحب کرے تو!!

اُلٹی منطق:

یہ اُلٹی منطق ہے کہ اگر مودودی صاحب کرتے تو تنقید! اور شیعہ کرے تو سب وشتم! حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ کی شان میں [1] گستاخی صحابہ کرامؓ کے خلاف سب وشتم ہے اور جس سے بھی اس کا صدور وارتکاب ہوگا۔ وہ شیعہ ہی نہیں۔ رافضی ہے۔ ملعون ہے۔ اگر مدیر ''رضا کار'' اس کا ارتکاب کرے گا تو! اور اگر مودودی صاحب نے اس کا ارتکاب کیا ہے تو! جرح وتنقید، طعن وتشنیع اور سب وشتم عنوان مختلف ہیں۔ حقیقت ایک ہی ہے۔ کوئی سنی صحابہ کرام پر جرح وتنقید اور

[1] حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ۔

Scanned by CamScanner

طعن و تشنیع نہیں کرسکتا اور جو بھی تنقید و تنقیص کرتا ہے۔ وہ رافضی ہے۔ سنی نہیں کہلا سکتا۔ خواہ وہ اپنے اس ارتکاب کو سب و شتم کہتے ہوئے شرمائے اور اسے تنقید و تحقیق سے تعبیر کرے۔ اسے بہرحال رافضی ہی کہا جائے گا۔

صحابہؓ پر تنقید:

کتاب و سنت انسانیت کو صحابہ کرامؓ کے قدموں میں لاتی ہے۔ ان کے اتباعؒ باحسان پر اللہ رب العزت اپنی رضا اور جنت کی بشارت دیتے ہیں۔[۲] اتباع کے لئے احترام و محبت اور اعتماد و عظمت کے جذبات و احساسات ضروری ہیں اور جرح و تنقید کا منشاء ہے تنقیص و عدم اعتماد!

صحابہ کرام کا متبع مخلص ان پر جرح و تنقید اور ان کی تنقیص و توہین کے تصور سے لرزہ براندام ہو جاتا ہے۔ ایک مرد مسلم کے نزدیک صحابہ کرامؓ کو ہدف جرح و تنقید بنانے والا خود جرح کا زیادہ مستحق ہے اور زندیق ہے۔

۱۔ امام المحدثین ابوزرعہؒ[۳] فرماتے ہیں:۔

---

[۱] صحابہ کرامؓ کو سب! جسے صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور بارشاد رسولؐ "لا تسبوا اصحابی" منع فرمایا گیا ہے اور بروایت ترمذی اذا رایتم الذین یسبون اصحابی فقولوا لعنۃ اللہ علی شرکم (مشکوۃ المصابیح باب مناقب الصحابہؓ) موجب لعنت قرار دیا گیا۔ یہ نہیں کہ انہیں فحش گالیاں دی جائیں۔ بلکہ یہ ہے کہ ان کی شان میں گستاخی کی جائے۔ انہیں ناسزا کہا جائے جیسا کہ امام راغب اصفہانی رحمہ اللہ "مفردات القرآن" میں فیسبوا اللہ سے متعلق لکھتے ہیں:۔ "ان کے اللہ تعالیٰ کو گالیاں دینے کے یہ معنی نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کو گالیاں دیں گے کیونکہ اس طرح تو کوئی مشرک بھی نہیں کرتا۔ مراد یہ ہے کہ وہ جوش میں آ کر شانِ الٰہی میں گستاخی کریں گے اور ایسے الفاظ استعمال کریں گے جو اس کی ذات کے شایان شان نہیں۔

[۲] قولہ تعالیٰ والسابقون الاولون من المھاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ واعد لھم جنت (سورۃ توبہ، پارہ ۱۱)

[۳] حضرت ابوزرعہؒ عبید اللہ بن عبد الکریم الرازی ایک امام اجل تھے، امام احمدؒ فرماتے ہیں ابوزرعہ سے زیادہ حافظ کوئی نہیں، اور امام ابوحاتمؒ نے فرمایا ابوزرعہ کے بعد ان کا مثل پیدا نہیں ہوا۔ ۲۶۴ھ میں وفات پائی۔ ("تہذیب التہذیب" جلد ۷ صفحہ ۳۲) شیخ دہلوی رحمہ اللہ نے "جذب القلوب" میں سیوطی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ حفص بن عبد اللہ نے نیند میں حضرت ابوزرعہ کو ان کی وفات کے بعد دیکھا کہ ملائکہ کے ساتھ آسمان کی طرف پرواز کر رہے ہیں۔

Scanned by CamScanner

اذا رأيت الرجل ينتقص احداً من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فاعلم انهٗ زنديق و ذلك ان الرسول حق والقران حق وما جاء به حق، وانما ادّى الينا ذلك كله الصحابة وهؤلاء يريدون ان يجرحوا شهودنا ليبطلوا الكتاب والسنة، والجرح بهم اولى وهم زنادقة [1]

جب تو کسی شخص کو دیکھے کہ وہ اصحابؓ رسولؐ میں سے کسی کی تنقیص کر رہا ہے۔ تو یقین کر لے کہ وہ زندیق ہے کیونکہ رسول حق ہے۔ اور قرآن بھی حق ہے۔ اور جو اس کے ذریعہ پہنچا وہ بھی حق ہے، اور یہ سب کچھ ہمیں صحابہؓ کرام ہی نے پہنچایا ہے اور زندیق یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے کتاب وسنت کے ان گواہوں کو مجروح کریں۔ تاکہ کتاب وسنت کو باطل کر سکیں۔ لہٰذا یہ خود جرح کے زیادہ لائق ہیں، اور یہ زندیق ہیں۔

۲۔ حضرت امام احمد رحمہ اللہ کا ارشاد ہے:۔

اذا رأيت رجلًا يذكر احداً من الصحابة بسوء فاتهم على الاسلام [2]

جب تو کسی شخص کو کسی صحابی کا ذکر برائی سے کرتا دیکھے تو اسے دین اسلام پر ایک تہمت سمجھ۔

رئیس الفقہاء والمحدثین امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک صحابہ کرامؓ کا ذکر برائی سے کرنے والا سرے سے اسلام سے خارج ہے۔ اس کا وجود اسلام پر ایک تہمت ہے۔ یہ ننگ دین ہے۔

۳۔ نیز آپ سے پوچھا گیا ایک شخص (حضرت) معاویہ اور (حضرت) عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہما) کی تنقیص کرتا ہے۔

أيقال له رافضي؟ فقال انه لم يجترئ عليهما الا وله خبيئة سوء، ما انتقص احدٌ احداً من الصحابة الاولهٗ داخلة سوء [3]

کیا اسے رافضی کہا جائے؟ آپ نے فرمایا اسے مخفی روگ (نفاق) نے ان حضرات پر جری بنا رکھا ہے۔ کوئی شخص کسی صحابی کی تنقیص نہیں کرتا۔ مگر جس کا دین و مذہب خراب وفاسد اور جس کی نیت بری ہو۔

جہاں حضرت ابوزرعہ رحمہ اللہ کے نزدیک صحابہ کرامؓ کی تنقیص اور ان پر جرح وتنقید کرنے والا زندیق ومجروح ہے۔ وہاں حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک بے دین

---

[1] اصابہ مقدمہ الفصل الثالث بحوالہ کفایہ علامہ خطیب
[2] البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۳۹ (حاشیہ منہاج" صفحہ ۵۳۶)
[3] "البدایہ والنہایہ" جلد ۸ صفحہ ۱۳۹

Scanned by CamScanner

ومنافق اور خبیث و بدنیت ہے۔

۴۔ امام اعظم رحمہ اللہ صحابہ کرام کا ذکر برائی کے ساتھ کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ ان کے نزدیک مسلمان کا عقیدہ وایمان یہ ہے کہ یکف عن ذکر الصحابة الا بخیر[1] صحابہ کرام کے ذکر سے زبان کو روکا جائے۔ مگر خیر کے ساتھ!

۵۔ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:۔

فالتشیع فی عرف المتقدمین هو اعتقاد تفضیل علی علی عثمان وان علیاً کان مصیباً فی حروبه وان مخالفه مخطئ[2] مع تقدیم الشیخین وتفضیلهما۔ ("تهذیب التهذیب" جلد اول صفحة ۹۴)

متقدمین کے نزدیک حضرت عثمانؓ پر حضرت علیؓ کی فضیلت، اور جنگوں میں حضرت علیؓ کے حق وصواب پر ہونے اور آپ کے مخالف کے خطا کار ہونے کا اعتقاد رکھنا تشیع ہے۔ باوجود حضرات شیخینؓ کو افضل اور مقدم سمجھنے کے!

عبرت!

عہد حاضر کے ان سنی شرفا، خصوصاً متصوفین کو حضرت شیخ الاسلامؒ کی اس صراحت سے عبرت حاصل کرنی چاہئے کہ وہ جس چیز کو "روحانیت کا ارتقاء" سمجھتے ہیں، متقدمین حضرات کے نزدیک وہ مسلک حق کی موت ہے۔ یعنی جو شخص سیدنا علیؓ کو سیدنا عثمانؓ پر فضیلت دیتا ہے۔ وہ اہل سنت سے خارج ہے۔ متقدمین اسے شیعہ کہتے تھے۔ خواہ وہ حضرات صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما کو حضرت علیؓ سے افضل واقدم کیوں نہ مانتا ہو۔

نیز اگر کوئی شخص حضرت علیؓ کو حضرت عثمانؓ پر فضیلت تو نہیں دیتا، لیکن جنگوں میں صرف حضرت علیؓ کو حق پر سمجھتا ہے، اور حضرت معاویہؓ وغیرہ کو خطا پر سمجھتا ہے۔ تو بھی وہ شیعہ ہے۔[3] اسے سنی کہلانے کا کوئی حق نہیں۔

۶۔ مخدوم العلماء استاذی ومخدومی حضرت مولانا الحاج الحافظ القاری محمد طیب صاحب

---

[1] "نبراس" "شرح لشرح العقائد" صفحہ ۵۴۶

[2] اور مودودی صاحب تو سیدنا حضرت معاویہؓ کو حضرت علیؓ کے ساتھ جنگ میں مخطی ہی نہیں۔ بلکہ باطل پر سمجھتے ہیں۔ (خلافت وملوکیت صفحہ ۱۳۶، ۱۳۷)

[3] جب حضرت معاویہؓ کو خطا پر سمجھنے والا شیعہ ہے تو جو شریف انسان نہ صرف خطا پر بلکہ حضرت معاویہؓ کو باطل پر سمجھتا ہے۔ اور جو برملا باطل پر کہتا ہے۔ اس کے رافضی اور سبائی ہونے میں کیا شک وشبہ رہ جاتا ہے؟

Scanned by CamScanner

مدظلہ العالی مہتمم دارالعلوم دیوبند رقمطراز ہیں:۔

''علماء دیوبند انہیں غیر معصوم کہنے کے باوجود بوجہ محفوظیت، دین کے بارہ میں قابل تنقید وتبصرہ نہیں سمجھتے کہ بعد والے انہیں اپنی تنقیدات کا ہدف بنالیں۔ بلکہ ان کی باہمی تنقید کو (جس کا انہیں حق تھا) نقل کرنے میں بھی رشتہء ادب کو ہاتھ سے چھوڑ دینا جائز نہیں سمجھتے۔ چہ جائیکہ ان کے باہمی تنقید وتبصرہ کے فعل سے امت مابعد کو ان پر تنقید کرنے کا حقدار سمجھتے۔ بلکہ ان کی پاک باطنی اور تقوائے قلب کے منصوص ہو جانے کے بعد دین کے معاملات میں ان کی لغزش تا بحد خطارہ جاتی ہے معصیت کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ اسی لئے ان کے مشاجرات اور باہمی نزاعات میں خطاوصواب کا تقابل ہے۔ حق وباطل یا طاعت ومعصیت کا نہیں اور سب جانتے ہیں کہ مجتہد خاطی کو بھی اجر ملتا ہے نہ کہ زجر، پس ان کے باہمی معاملات (جو نیک نیتی اور پاک نفسی پر مبنی تھے) نہ بدگمانی جائز ہے نہ بدزبانی، یہ توجیہ کا مقام ہے۔ نہ تنقید کا۔ تلك دما طهر الله عنها ايدينا فلا نولث بها السنتنا[1] (عمر بن عبدالعزیز) (''علماء دیوبند کا مسلک'' صفحہ ۲۰)

صحابہؓ معیار حق ہیں:

مودودی صاحب کے حلقوں میں یہ بحث جاری رہتی ہے کہ صحابہ معیار حق نہیں ہیں۔ اس بارے میں حکیم الاسلام حضرت قاری صاحب مدظلہ العالی کا حکیمانہ ارشاد ملاحظہ ہو:۔

''علماء دیوبند کے نزدیک یہ سب مقدسین دین کی روایت کے راوئ اول، دینی درایت کے مبصر اول، دینی مفہومات کے فہیم اول اور پوری امت کے مربی اول اور حسب فرمودۂ نبوی امت کے حق وباطل کے معیار تھے۔ جن کی رو سے فرقوں کے حق وباطل کا سراغ لگایا جاسکتا ہے۔ اگر ان کی محبت وعظمت دل میں ہے، اور بلا استثناء ہے تو وہ فرقہ حقہ کا فرد ہے اور اگر ذرہ بھی ان کی عظمت وعقیدت میں کمی یا دل میں ان کی نسبت سے سوءظن ہے تو اسی نسبت سے وہ فرقہ ناجیہ سے الگ ہے۔ پس حق وباطل کے پرکھنے کی پہلی کسوٹی ان کی محبت وعظمت اور ان کی دیانت وتقویٰ باطن کا اعتراف اور ان کی نسبت قلبی اور اذعان واعتقاد ہے۔ اس لئے جو فرقہ بھی بلا استثناء انہیں عدول ومتقن مانتا ہے۔ وہی حسب ارشاد نبوی فرقہ حقہ ہے، اور وہ الحمدللہ اہل السنّت والجماعت ہیں اور جو ان کے بارہ میں بدگمانی یا بدزبانی کا شکار ہے، وہی حقانیت سے ہٹا ہوا ہے۔

---

[1] حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کی باہمی خونریزی سے ہمارے ہاتھوں کو محفوظ رکھا تو ہم اپنی زبانوں کو اس سے ملوث نہ کریں گے۔

Scanned by CamScanner

جہاں وہ منفرداً اپنی اپنی ذوات کے لحاظ سے تقی ونقی اور مومن دوفی ہیں، وہیں بحیثیت مجموعی امت کو نجات بھی ان ہی کی اتباع میں منحصر ہے اور وہ بحیثیت قرن خیر، پوری امت کے لئے نبی نے قائم مقام اور معیار حق تھے۔ پس جیسے نبوت کا منکر دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ ایسے ہی ان کے اجماع کا منکر بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ حتیٰ کہ ان کا تعامل بھی بعض ائمہ ہدایت کے یہاں شرعی حجت تسلیم کیا گیا ہے۔ (''علماء دیوبند کا مسلک'' صفحہ ۱۸، ۱۹)

کتنا نورانی ہے حکیم الاسلام مدظلہ کا یہ ارشاد! اور یہ حقیقت ہے کہ حق و باطل کا معیار ہیں ہی صحابہ کرامؓ! جو اہل باطل ان کے بارے میں بدگمانی و بدزبانی کا شکار ہیں۔ وہ محض اپنی ضلالت و بطلان پر پردہ ڈالنے کے لئے سرے سے ان کی معیار حق ہونے ہی کی نفی کرتے ہیں اور یہی ان کے جاہل و باطل ہونے کی دلیل ہے۔

صحابہؓ کی توہین و تنقیص کرنے والا اہل سنت سے خارج ہے!:

حضرات آئمہ امت کی ان تصریحات سے واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ حضرات صحابہؓ پر جرح و تنقید اور ان کی توہین و تنقیص کرنے والا زندیق و منافق، خبیث و بدنیت اور رافضی ہے۔ لہٰذا اہل سنت تو صرف وہ ہے۔ جو صحابہؓ کے ذکر خیر میں رطب اللسان ہو۔ اسی طرح جنگوں کے سلسلہ میں حضرت معاویہؓ وغیرہ پر طعن کرنے والا بھی شیعہ ہے۔

ایک آدمی تلک لگائے، زنار پہنے، چوٹی رکھائے، اور بت کے آگے دھونی رمائے خاک بسر، سربسجود، فریاد وفغاں میں مصروف و مشغول ہو۔ پھر وہ کمبخت بایں ہمہ دعویٰ کرے، مومن اور موحد اور مرد مسلم ہونے کا! تو کیا کوئی سمجھدار اور باشعور انسان اس کے اس دعویٰ کی تصدیق کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں ۔

ہرگزم باور نے آید زروئے اعتقاد
ایں ہمہ ہا کردن ودیں پیمبر داشتن

اسی طرح یارانؓ رسولؐ کے خلاف نہایت دلکش وحسین انداز میں جدید طرز و اسلوب کے ساتھ الزامات واتہامات اور بہتانات وافترآت کی طویل دستاویز مرتب کر کے شائع کرنا اور پھر اہلسنت رہنا اک طرفہ تماشہ ہے، بوالعجبی ہے۔

ایک درخواست!:

مودودی صاحب سے میری دردمندانہ درخواست ہے کہ اس عریانی کے بعد اب وہ

Scanned by CamScanner

سُنی بنے رہنے کا تکلف نہ فرمائیں۔ اپنے رافضی ہونے کا اعلان کر دیں تو اہلِ سنت پر ان کا یہ بڑا احسان ہوگا! حق کے ظاہر و ہویدا ہونے کے بعد جب ایک عورت ذات .... امرأۃ العزیز حقیقتِ حال کا اعتراف کر سکتی ہے۔ تو مودودی صاحب تو ماشاء اللہ مرد ہیں، انہیں بھی عریاں ہو جانے کے بعد اپنی حقیقت کو تسلیم فرمالینا چاہیئے۔

اس کا ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ صحابہ کرامؓ کے خلاف ان کی ''نوازشات'' کو اہلِ سنت کے کھاتے میں ڈالنے کی حماقت کوئی نہیں کرے گا۔ اب تو ''داعئ حق'' کی ''ان تحقیقات'' اور ''دعوتِ حق کے اس وضوح'' سے اہلِ باطل کو دینِ حق کے خلاف ایک حربہ مل گیا۔ دشمنانِ صحابہؓ کے ہاتھ میں حضراتِ صحابہؓ کے خلاف ایک مرتب و مدون دستاویز آ گئی، مودودی صاحب مر جائیں گے۔ مگر ان کی موت کے بعد بھی ان کی یہ دستاویز اہلِ حق کے خلاف، اہلِ باطل کا حربہ اور ہتھیار بنی رہے گی، اور ''ان باقیات سیّئات'' کا ''اجرِ عظیم'' مودودی صاحب کو قبر میں ملتا رہے گا اور حشر میں بھی ملے گا۔ اس طرح مودودی صاحب نے اسلام کو وہ نقصان پہنچایا جو ہزار سال میں سینکڑوں رافضی نہ پہنچا سکے۔ دوسرے اگر وہ اپنے رافضی ہونے کا اعلان کر دیں گے تو ان کی تحقیقات سے ننگ دھڑنگ ملنگوں کے سوا کوئی بھی اثر نہیں لے گا۔ اب تو ڈگری حاصل کرنے والے گریجویٹ اور جبّہ و دستار پوش ''علماء بلکہ شیخ الحدیث'' تک مبتلا ہو جاتے ہیں۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

دعوت!

میں آخر میں مودودی صاحب کو مخلصانہ دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنے اوپر رحم کر کے اپنی عاقبت کا فکر فرمائیں۔

یارانِ رسولؐ کے خلاف ان کے ان جارحانہ، ظالمانہ اور بے دردانہ حملوں کی موجودگی اور اعدائے صحابہؓ سے ربط و وابستگی کی صورت میں ان کا خاتمہ اور حشر بظاہر مشکوک و مشتبہ نظر آتا ہے۔ اگر وہ رسول ﷺ اور اصحابؓ رسول کے ساتھ اپنا حشر چاہتے ہیں تو میری درخواست ہے کہ وہ ضد، ہٹ اور جھوٹی عزت اور جھوٹے وقار کا سوال چھوڑ کر صاف رجوع فرمائیں اور بارگاہِ رب العزت میں صدق دل سے تائب ہوں، خدا انہیں اس کی توفیق عطا فرمائیے۔

میں اس سلسلہ میں مودودی صاحب کی خدمت میں مودودی صاحب ہی کے الفاظ پیش کرتا ہوں۔ اور ان ہی کے الفاظ پر اپنی اس مخلصانہ استدعا کو ختم کرتا ہوں...... آپ لکھتے ہیں،

Scanned by CamScanner

رسول اور اصحابؓ رسول کے ساتھ جو لوگ اپنا حشر چاہتے ہیں۔ ان کے لئے تو یہی مناسب ہے کہ ایسے لوگوں سے ربط ضبط نہ رکھیں، جنہیں احکامِ شریعت کی پرواہ نہیں۔ ورنہ جن کو ان لوگوں کے تعلقات زیادہ عزیز ہیں، انہیں یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ فاجرین اور صالحین کے ساتھ بیک وقت تعلق نہیں رکھا جا سکتا۔ جب تمہاری دنیا فاجروں کے ساتھ ہے تو آخرت میں بھی انہیں کا ساتھ نصیب ہوگا۔ (''رسائل و مسائل'' حصہ اول صفحہ ۲۰۵۔۲۰۶)

خدا ہم سب کو رجوع اور انابتِ الی اللہ کی توفیق مرحمت فرمائے اور ہمارا خاتمہ ایمان پر ہو۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ٥ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ و صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ٥ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ٥

Scanned by CamScanner

''عالمانہ دفاع'' پوری کتاب کا خلاصہ
حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ کی چند سطروں میں

مجدّدِ سبائیت

حضرت مولانا محمد اسحٰق صاحب شیخ الحدیث ''ندوۃ العلماء'' لکھنؤ رقمطراز ہیں:۔

(ابن سبا) ایک یہودی تھا۔ جس کے سینہ میں اسلام کی دشمنی اور عداوت کے شعلے بھڑک رہے تھے۔ ازارہِ نفاق اس نے مسلمان ہونے کا اظہار کیا، اور مسلمان بن کر (ایک) مذہب کی بنیاد ڈالی۔ جس کی خشتِ اوّل صحابہ کرام سے دشمنی اور عداوت تھی...... عبداللہ بن ابی نے جو پودا لگایا تھا اور جس کی آبیاری عبداللہ بن سبا نے کی، اس میں بہت سی شاخیں پھوٹیں۔ مگر رفض سب میں مشترک رہا اور سچ یہ ہے کہ اسلام میں جتنے فتنے آج تک پیدا ہوئے ہیں سب کی اصل یہی فتنہء سبائیت ہی ہے...... اور اس نے جس قدر نقصان مسلمانوں کو دین و دنیا دونوں کے اعتبار سے پہنچایا ہے اس کا عشرِ عشیر بھی غیر مسلموں سے نہیں پہنچ سکا......

موجودہ دور میں بھی ایسے اشخاص موجود ہیں۔ جنہیں فتنہء سبائیت کا مجدّد کہا جا سکتا ہے...... اردو میں لکھنے والوں میں بھی اس قسم کے مصنفین موجود ہیں۔ جن میں نمایاں اور مشہور شخصیت سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی امیر ''جماعتِ اسلامی'' پاکستان کی ہے...... موصوف کی تازہ تالیف ''خلافت وملوکیت'' نے تو نقابِ تقیہ کو بالکل ہی پارہ پارہ کر کے موصوف کی سبائیت کو الم نشرح کر دیا ہے۔ بلکہ کتاب میں جس خوبصورتی اور سلیقہ کے ساتھ سبائیت کے تلخ زہر کو شیریں بنا کر ناواقفوں کے حلق سے اتارنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کی داد نہ دینا ناانصافی ہوگی اور اسے دیکھ کر اس کا قائل ہونا پڑتا ہے کہ موصوف بلاشبہ سبائیت کے مجدّد کے مرتبہ پر فائز ہیں۔

(''ترجمانِ اسلام'' لاہور ۷ شعبان ۱۳۸۷ھ بحوالہ ماہنامہ ''نظام'' کانپور بھارت)

اس کتاب کو دیکھ کر ایک ناواقف کے قلب میں صحابہ کرامؓ کے متعلق جو نفرت وحقارت کا جذبہ پیدا ہوگا وہ تاریخ طبری وابنِ اثیر وغیرہ کے پورے دفاتر پڑھ کر بھی نہیں پیدا ہو سکتا...... اسلاف خصوصاً صحابہ کرام کی تحقیر اور ان پر بے اعتمادی خود ضلال ہونے کے ساتھ ساتھ بہت سی گمراہیوں کا دروازہ بھی ہے...... جو شخص موصوف سے بالکل واقف نہ ہو۔ وہ اگر اس کتاب کا

Scanned by CamScanner

مطالعہ کرے گا اور عقل وفہم سے کام لے گا تو یقیناً اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ یہ کسی شیعہ کی کتاب ہے جس نے نہایت ہوشیاری کے ساتھ اپٹوڈیٹ طرز پر اپنے مذہب کا نقش اہلسنت پر بٹھانے کی کوشش کی ہے۔۔۔۔۔ موصوف صحابہ کرامؓ کو مجروح قرار دے کر انہیں مہذب طریقوں سے سب وشتم کر کے ''ماڈرنائزڈ'' تبرا کر کے اور مسلک اہل سنت والجماعۃ کو خیر باد کہہ کر ''معتدل ذہن ودماغ'' رکھتے ہیں۔۔۔۔ مودودی صاحب باطناً شیعہ ہیں۔ لیکن ظاہری سنیت کی وجہ سے صاف صاف اس عقیدے کا اظہار نہیں کر سکتے۔۔۔۔ مودودی صاحب نے بیس اکیس سال کی محنت سے خاصی تعداد ایسے ذہنوں کی پیدا کر دی ہے۔ جن کے دل میں صحابہ کرامؓ کی وقعت ماوشما سے کچھ کم ہی ہے اور جن میں ان پر تنقید ہی نہیں بلکہ افترا پردازی اور بہتان طرازی میں بھی کوئی ہچکچاہٹ نہیں محسوس ہوتی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ جماعتِ اسلامی کے سب افراد باستثناء اسی رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔ لیکن اس توہینِ صحابہ کو برداشت کر کے جماعت سے وابستہ رہنا اور ایک گمراہ شخص کو اپنا مقتدا بنانا ہمارے خیال میں قیامت کے دن باز پرس کا سبب ہو سکتا ہے۔ یہ بھی عرض کر دوں کہ مودودی صاحب اور ان کے بعض رفقاء نے سبائیت و رفض کے جو جراثیم پھیلائے ہیں۔ ایک کثیر تعداد ایسے لوگوں کی بھی ان سے متاثر ہو چکی ہے اور ہو رہی ہے۔ جو ان کی جماعت کے ساتھ وابستہ نہیں ہے لیکن ان سے حسن ظن رکھتی ہے۔۔۔۔ مودودی صاحب کی ذہانت وطباعی نے تاڑ لیا تھا کہ سبائیت کے اسلحہ فرسودہ ہو چکے ہیں۔ شیعہ سُنی کا فرق اب وہ لوگ بھی سمجھنے لگے ہیں۔ جو کسی زمانے میں اسے حنفی شافعی اختلاف سے زیادہ وقعت نہ دیتے تھے۔ ان کی فکرِ رسا نے سبائیت کے لئے ایک ایسا رنگ پیش کیا جسے بہت سے ناواقف اہل سنت بھی اس طرح قبول کر لیں کہ سُنیوں میں شامل رہتے ہوئے بھی شیعہ ہوں۔ اور اس میں شک نہیں کہ کتاب میں انہوں نے سبائیت کو جدید لباس پہنانے میں خاصا کمال کر دکھایا ہے۔

(''ترجمانِ اسلام'' ۱۴ شعبان بحوالہ ''نظام'' کانپور)

Scanned by CamScanner

حضرت مولانا سید نورالحسن بخاریؒ
کے مختصر حالات وسوانح

Scanned by CamScanner

آپ پاکستان کے ممتاز عالمِ دین، تنظیم اہلسنت والجماعت کے سرپرست، متعدد علمی، تاریخی اور ادبی کتب کے مصنف، آتش نوا خطیب، ایک بہترین ادیب، فاضل دیوبند اور ایک اچھے شاعر و صحافی تھے، آپ کا پورا نام سید نور الحسن بخاری ابن سید شاہ محمد شاہ ہے۔ وطن اصلی ڈیرہ غازیخاں پنجاب ہے، تاریخ ولادت ۱۰ جنوری ۱۹۱۱ء ہے۔ انگریزی تعلیم حاصل کرنے کے بعد سکول ماسٹر رہے۔ ۱۹۲۸ء میں لاہور ایک جلسہ میں حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ، شیخ الاسلام حضرت شبیر احمد عثمانیؒ اور شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ سے شرفِ ملاقات نصیب ہوا، بزرگوں سے تعلقات کی ابتدا ہوئی۔ پھر یہ تعلق اس قدر قوی ہوا کہ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم دارالعلوم دیوبند اور مولانا سید معظم علی شاہ صاحب کو دولت خانہ پر ایک تبلیغی جلسہ میں شرکت کی دعوت دی جسے شرفِ قبولیت بخشا گیا۔ یہ امر تعلقات کی مزید پختگی اور دارالعلوم دیوبند کی طرف توجہ کا سبب بنا۔ چنانچہ ۱۳۵۵ ہجری میں ملازمت سے رخصت لے کر دارالعلوم دیوبند پہنچے، حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی ابتدائی تعلیم کے لئے ممتاز طلباء دارالعلوم کو مقرر فرمایا۔ آپ نے بہت جلد ابتدائی تعلیم مکمل کر لی۔ موقوف علیہ میں مشکوٰۃ شریف میں اول آئے اور ۱۳۵۷ھ کے دورۂ حدیث میں شریک ہوئے۔ صحیح بخاری اور ترمذی شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے، صحیح مسلم حضرت علامہ محمد ابراہیم بلیاویؒ سے اور سنن ابوداؤد مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ سے پڑھ کر دستارِ فضیلت حاصل کی۔

فراغت کے بعد ۱۹۴۵ء میں تنظیم اہلسنت کی تشکیل عمل میں آئی اور اُس وقت سے اس کے تبلیغی کاموں میں آپ سرگرم عمل ہوگئے اور شروع سے اِس تنظیم کے سربراہ اور سرپرست کی حیثیت سے کام کیا۔ اس کام میں آپ کے ساتھی اور معاونِ خاص حضرت علامہ دوست محمد قریشی مرحوم کا کردار ایک ناقابلِ فراموش کردار ہے۔ وہ شروع سے آخر دم تک اِس تنظیم سے وابستہ رہے۔ شبانہ روز تبلیغ و اشاعتِ دین ہو یا مسلکِ حقہ اہل سنت کی حفاظت کے لئے بحث و مناظرہ، مختلف دینی و مسلکی عنوانات پر تصنیف و تالیف ہو یا باطل

Scanned by CamScanner

مذاہب کی تردید کے لئے نوجوان علماء کی تعلیم وتربیت، جماعت کی مالی خدمت ہو، یا دفتر جماعت کی تعمیر ہر اعتبار سے حضرت علامہ دوست محمد قریشی کا مقام پوری جماعت میں اور اعلیٰ تھا۔ حضرت مولانا سید نور الحسن بخاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس سلسلہ میں حضرت علامہ قریشی صاحبؒ سے اپنے تعلقات اور تحریک تنظیم اہلسنت سے وابستگی کے متعلق فرماتے ہیں کہ:۔

حضرت علامہ دوست محمد قریشی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے میری دوستی کا سلسلہ بہت پرانا ہے۔ ۱۹۳۰ء کے لگ بھگ کی بات ہے کہ میں اپنے وطن سکھانی والہ ضلع ڈیرہ غازیخان میں مدرس تھا اور حضرت قریشی صاحبؒ ابھی طالب علم تھے کہ انہوں نے مجھے اپنی بستی ربخ مشرقی میں وعظ کرنے کی دعوت دی، میں ان دنوں سکول میں مدرس تھا۔ دینی تعلیم تو ۱۹۳۶ء میں دارالعلوم دیوبند جاکر شروع کی، البتہ مطالعہ کی بناء پر دین کی کچھ معلومات تھیں اور میں دوستوں کے محدود حلقے میں کچھ بیان کر لیتا تھا۔ حضرت قریشی صاحبؒ کی بستی میری بستی سے قریباً پانچ میل کے فاصلہ پر تھی اور غالباً میں نے پہلا بیان حضرت قریشی صاحبؒ کی بستی میں ان کی مسجد کے اندر کیا۔ اس تقریب میں حضرت قریشی صاحبؒ سے رفاقت اور دوستی کی بنیاد تبلیغِ دین پر استوار ہوئی اور قریشی صاحبؒ کو تبلیغِ دین سے فطرتی لگاؤ تھا وہ سراپا تبلیغ تھے۔ اللہ رب العزت نے انہیں علم وعمل کی گوناگوں صلاحیتوں سے بہرہ وافر عطا فرمایا تھا اور انہوں نے وعظ وتبلیغ، تصنیف وتالیف اور اصلاحِ نفس کے لئے بہت بڑا کام کیا اور ہزاروں مسلمانوں کی اصلاح وتربیت کی۔ اللہ رب العزت سردار احمد خان پتافیؒ کی قبر کو بھی ٹھنڈا اور منور رکھے وہ بہت دنوں سے ملک میں اہلِ سنت کی تنظیم وتبلیغ کی فکر میں تھے۔ میرے دیوبند جانے سے پہلے یہ کام ڈیرہ غازیخان کی حدود تک محدود تھا، میرے دارالعلوم سے فارغ ہوکر واپس آنے پر یہ کام پورے ملک میں کرنے کا فیصلہ ہوا اور اوائل ۱۹۴۴ء میں یہ خدمت میرے سپرد کی گئی۔ چنانچہ اپریل ۱۹۴۴ء میں امرتسر کے اندر دفتر قائم کرکے میں نے یہ کام شروع کردیا۔ مارچ ۱۹۴۵ء میں تحریک تنظیم اہلسنت کا پہلا مرکزی جلسہ لاہور میں ہوا جس میں مشاہیر امت شیخ الاسلام حضرت مولانا مدنیؒ، مفتی ہند مولانا

Scanned by CamScanner

کفایت اللہ صاحبؒ اور امام اہلسنت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنویؒ نے شرکت فرمائی۔ اِن حضراتِ اکابر کے قدموں کی برکت سے یہ تحریک تنظیم ملک میں متعارف ہوئی اور ملک کے طول و عرض میں اہل سنت کی تبلیغ و تنظیم کا کام شروع ہو گیا۔ اُس وقت حضرت قریشی صاحبؒ ملک میں انفرادی طور پر تبلیغ دین کا کام انجام دے رہے تھے۔ غالباً ۱۹۴۹ء میں بھکر ضلع میانوالی میں تنظیم اہلسنت کی کانفرنس تھی۔ بانی تنظیم سردار احمد خان صاحبؒ بھی اِس مرکزی اجلاس میں شریک تھے، جس میں قریشی صاحبؒ کی یہ پہلی تقریر تھی۔ جس سے وہ تنظیم حلقوں میں متعارف ہوئے اس کے بعد باضابطہ طور پر تنظیم میں شامل ہو گئے اور آخر دم تک تنظیم سے وابستہ رہے اور تبلیغ دین کی اشاعت میں مصروف رہے۔ [1]

بہر حال حضرت بخاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دینی و علمی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ آپ پوری زندگی تبلیغ دین میں مصروف رہے۔ آپ کا شمار محقق علماء میں ہوتا ہے آپ ہمیشہ اکابر علماء دیوبند کے مسلکِ حقہ پر قائم و دائم رہے اور اپنے اکابر و اساتذہ سے بے حد تعلق رہا۔ اپنے اُستاذ مکرم مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کو بے حد تعلق تھا۔ ایک دفعہ آپ کراچی تشریف لے گئے تو حضرت مفتیِ اعظم قدس سرہٗ نے اپنے دارالعلوم میں تقریر کی دعوت دی اور خود باوجود علالت و نقاہت کے پوری تقریر میں تشریف فرما رہے۔ آپ کو بھی ہمیشہ حضرت مفتیِ اعظمؒ سے قلبی تعلق اور عقیدت رہی۔ آپ حضرت مفتیِ اعظمؒ کے تبحر علمی کے بے حد قائل تھے اور ان کے تفہیم و اندازِ تدریس کے عاشق تھے۔ ایک سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ:۔

آپ حضرت مفتیِ اعظمؒ کے انداز تدریس کے متعلق دریافت فرماتے ہیں، میں حیران ہوں کہ اس کا جواب عرض کروں۔ اگر آپ کر سکیں تو ۱۹۵۷ء کے دور کو واپس لوٹا لائیں، پھر دارالحدیث دارالعلوم دیوبند ہو، اِن میں حضرت مفتیِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ ابوداؤد کا سبق پڑھاتے علوم و معارف کے دریا بہا رہے ہوں اور میں آپ سے عرض کروں کہ دیکھ لیجئے! یہ ہے ہمارے اکابر کا اندازِ تدریس۔

---

[1] ماہنامہ "الرشید" جولائی ۷۴ء

Scanned by CamScanner

اسی طرح حضرت مولانا حسین احمد مدنی ؒ ، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی ؒ اور دوسرے اکابر سے بھی بے حد تعلق تھا اور آپ کو تصنیف و تالیف کا ذوق اور شغل اپنے اکابر سے ورثہ میں ملا۔ چنانچہ آپ دو درجن سے زائد علمی ادبی اور تاریخی کتب کے مؤلف ہیں جن میں درج ذیل کتابیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں :۔

☆ ''الاصحاب فی الکتاب'' ۱۹۵۳ء میں جب آپ سیفٹی ایکٹ کے تحت پابند سلاسل کر دیئے گئے تو لاہور اور منٹگمری جیل کی آہنی سلاخوں کے پیچھے آپ نے یہ کتاب تالیف فرمائی جو چھ سو سے زائد صفحات پر مشتمل ہے۔

☆ عادلانہ دفاع

☆ شہادت امام مظلوم رضی اللہ عنہ

☆ توحید اور شرک کی حقیقت

☆ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

☆ سیرت امام مظلوم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ

☆ نبی و صدیق (صلی اللہ علیہ وسلم و رضی اللہ عنہ)

☆ بشریت النبی ﷺ وغیرہ وغیرہ

☆ حیات الاموات

آپ ۴، ۵ جنوری ۱۹۸۴ء کی درمیانی شب میں فوت ہوئے اور ملتان میں تدفین ہوئی۔ (''اکابر علماء دیوبند'' از حافظ محمد اکبر شاہ بخاری)

Scanned by CamScanner